

سینس ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ

دیوتا

PDFBOOKSFREE.PK

42

بیالیسواں حصہ

سپنس ڈائجسٹ میں سلسلے وار شائع ہونے والی مقبول ترین کہانی
سوچ نگر کے شہزادے فرہاد علی تیمور کی سرگزشت

PDFBOOKSFREE.PK

دیوتا

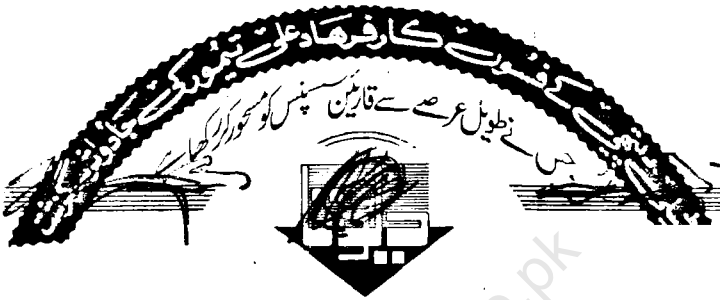
بیالیسواں حصہ

داؤی: — فرہاد علی تیمور

مُصَنَّف: — محی الدین نواب



کتابیات پبلی کیشنز ۰ پوسٹ بکس نمبر ۲۳-کراچی-۱



چاہتا کہ وہ ہمیں میرے ساتھ دیکھے۔ میں ہماڑ میں اس کے قریب بیٹھوں گا اور اس کے متعلق کچھ نہ کچھ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔"

وہ اپنا سفری بیگ اٹھا کر چل گئی۔ بے سامو اپنے لیے اور شیوانی اور بے فلو کے لیے بورڈنگ کارڈز لے چکا تھا۔ بے کافو اپنے اور پورس کے لیے بورڈنگ کارڈز لے آیا۔ وہ سب وینٹنگ ہال میں آگئے۔ وہاں کئی مسافر تھے۔ ایک انڈین فیملی تھی۔ اس فیملی میں کئی افراد تھے۔ وہ اپنی ایک لڑکی کو بیابان کے لیے ہندوستان جا رہے تھے۔ شادی پہلے سے طے ہو چکی تھی۔ دوسرے دن وہ دلہن بن کر سرسال جانے والی تھی۔ لڑکی بہت زیادہ حسین تو نہیں تھی مگر اچھی تھی۔ بھرپور جوان تھی اور جوانوں کے لیے اس میں بھرپور کشش تھی۔

پورس اس فیملی کے قریب ہی ایک سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ سب ایک دوسرے سے شادی کے سلسلے میں گفتگو کر رہے تھے۔ دوسرے دن دلہن بننے والی لڑکی کا نام شرمیلی تھا۔ وہ اپنے نام کے مطابق شرمیلی تھی۔ چھوٹے بہن بھائی اسے چھیڑ رہے تھے اور وہ شرما رہی تھی۔ اس نے چھوٹے بھائی سے کہا "مجھے پاس لگ رہی ہے۔"

بھائی نے کہا "میں ابھی تمہارے لیے سافٹ ڈرنک لاتا ہوں۔ تمہاری سیوا کرنے کے لیے صرف کل تک کا نام ہے۔ اس کے بعد تو تم جی جی کی سیوا میں لگ جاؤ گی۔ جی جی کو سافٹ ڈرنک پلاؤ گی۔"

اس بات پر تمام بہن بھائی ہنسنے لگے۔ وہ لڑکا تیزی سے چلتا ہوا اسٹیک بار میں آیا۔ وہاں سینڈو چڑا اور سافٹ ڈرنک

دیکھے ان نظروں کی حرارت زیادہ تشویش ناک تھی۔ شیوانی کو سحر زدہ نہیں کر رہی تھی۔ دوسری طرف وہ بھی متاثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ ایک ہاتھ سے اپنی پیشانی کو گراہ کر قطار میں آگے بڑھ گیا۔ جیسے اس نے شیوانی کی حرارت کو ایک ہاتھ سے پونچھ کر پھینک دیا ہو۔

تھوڑی دیر تک وہاں کھڑی رہی۔ اس کی پیشانی کی حرارت رفتہ رفتہ کم ہو رہی تھی۔ وہ پورس کے پاس آئی۔ اس نے پوچھا "کیا ہوا؟ کچھ پریشان لگ رہی ہو؟"

"میں حیران ہوں۔ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا تو میں اپنے اندر گرمی محسوس کرنے لگی۔ وہ بھی میری طرح ایسی ہی غیر معمولی صلاحیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے اس نے بھی میری حرارت کو محسوس کیا ہو گا۔"

"ہو سکتا ہے، تمہاری آنکھوں کا اثر اس پر نہ ہوا ہو۔" "ہوا تھا۔ وہ اپنی پیشانی کو مسلاتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔ شاید وہ سچ کچھ لگا ہے۔"

"وہ لگا نہیں ہے۔ میں نے اس کے دوست کے خیالات پڑھے ہیں۔ وہ شدید ضرورت کے وقت بولتا ہے۔" "پھر تو اسے میری آنکھوں سے متاثر ہو کر کچھ بولنا چاہیے تھا۔"

"تمہیں بھی اس کی نگاہوں سے متاثر ہو کر کچھ بولنا چاہیے تھا مگر تم خاموشی سے میرے پاس چل آئی ہو۔"

"یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو سحر زدہ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔" پورس نے کہا "تم اپنا سفری بیگ لے کر جاؤ۔ میں نہیں

کتابیات یبل، کیشنز

ہیں لیکن دھیان پیچھے لگا رہتا ہے۔
 ”اچھا زیادہ نہ بولو۔ تیرا لڑے۔ مجھے جلدی پہنچنا ہے۔“
 بیکر نے کہا ”میرے ساتھ رہنے کے لیے قدم قدم پر
 محتاط رہنا ضروری ہے۔ تم بے اختیار خوش ہو رہی تھیں اور
 یہ نہیں سمجھ رہی تھیں کہ ایک تنہا جوان عورت کے
 شکر کرتے رہنے سے دوسرے اس کے متعلق کیسی رائے قائم
 کرتے ہیں۔“
 ”مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آئندہ محتاط رہوں گی۔ اس
 ڈرائیور کو شبہ ہو گیا ہے کہ میرے پاس دولت ہے۔“
 ”فکر نہ کرو۔ میں اس پر نظر رکھوں گا۔ وہ تمہیں نقصان
 نہیں پہنچائے گا۔“
 وہ اعلیٰ سے باتیں کرتا رہا۔ جب نیکی ہوٹل کے
 احاطے میں پہنچ گئی۔ تو وہ اعلیٰ کی طرف سے مطمئن ہو کر
 اپنے ٹیلی پیچی جاننے والے دوستوں آندرے اور سائن کے
 متعلق سوچنے لگا۔ وہ اس کے ٹیلی پیچی جاننے والے بہترین
 دوست تھے۔ پورے کے ماتحت سراخ رسالوں نے انہیں
 ٹپ کر کے ان کے داغوں کو لاک کر دیا تھا۔
 تب سے وہ آندرے اور سائن کے داغوں میں پیچھے کی
 کوششیں کرتا رہتا تھا۔ ان پر جو خوبی عمل کیا گیا تھا اس کا
 اثر کسی دن بھی زائل ہو سکتا تھا۔ کسی بھی وجہ سے اتفاقاً
 اسے اپنے دوستوں کے اندر پیچھے کا موقع مل سکتا تھا۔ اس
 لیے وہ صبح و شام ان کے اندر پیچھے کی کوشش ضرور کرتا تھا۔
 اس بار بھی اسے ناکامی ہوئی۔ وہ زیادہ دیر خیال خوانی نہ
 کر سکا۔ اعلیٰ کمرے میں آتے ہی پریفیکس اور ہیروں کو
 ادھر ادھر پھینک کر اس سے لپٹ گئی۔ خوشی کے مارے اتنا
 پیار کرنے لگی۔ اتنا پیار کرنے لگی کہ وہ گھبرا گیا۔ پریشان ہو کر
 بولا ”میں تمہارے جذبات کو اور مسرتوں کو سمجھ رہا ہوں مگر
 دولت ہو یا اپنا پارہ“ اسے ٹھہر ٹھہر کر خراج کر دیا۔ کیا ایک ہی
 دن میں سب کچھ بچھاؤ کر دو گی؟
 وہ ہنسنے لگی۔ بڑے آرام سے پیار کرنے لگی۔ کہنے لگی
 ”سچ کہتی ہوں۔ میں نے کبھی اتنی دولت اپنے دونوں ہاتھوں
 میں نہیں اٹھائی تھی۔ تم نے چند گھنٹوں میں مجھے دنیا کی سب
 سے خوش نصیب عورت بنا دیا ہے۔“
 ”تم جس طرح ذہانت اور چالاکی سے اس گلگت کرتی رہی
 ہو۔ اسی ذہانت سے میرے ساتھ رہو گی تو میں تمہیں انڈر
 ورلڈ کی میڈیم اعلیٰ بنا دوں گا۔ دولت بیشہ تمہارے قدموں
 میں رہے گی۔“
 ”سچ کہہ رہے ہو؟ کیا میں انڈر ورلڈ میں اتنا اونچا مقام
 حاصل کر سکتی ہوں؟“
 ”حاصل کر سکتی ہو کیونکہ میں انڈر ورلڈ کا گنگ

بن چکا ہوں۔ تک رام بھنڈاری کے تمام اختیارات مجھے مل
 چکے ہیں۔ ہندوستان کے تمام زوئل باس میرے ماتحت بن کر
 رہیں گے۔“
 وہ پھر خوشی سے قربان ہونے لگی ”او آئی لو یو بیکرا تم مجھ
 سے شادی کرو گے تو میں تمہارے رشتے سے میڈم کھلایا
 کروں گی۔ کل سنڈے ہے۔ ہم کل ہی چرچ جاکر شادی
 کر لیں گے۔“
 ”کیا میں تمہیں پاگل دکھائی دیتا ہوں؟ شادی زندگی بھر کا
 رشتہ ہے۔ پہلے ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھاؤ اور پھر کھا
 جاتا ہے۔ آج نہیں رکھتے ہوئے اندھے بن کر اور داغ رکھتے
 ہوئے پاگل بن کر شادی نہیں کرنی چاہیے۔“
 ”مجھے سمجھنے اور دیکھنے کے لیے کیا رہ گیا ہے؟ تم تو داغ
 میں گھسی کر میری اچھائی برائی کو سمجھ رہے ہو۔“
 ”تمہارے خیالات اور ارادے آئندہ کب بدل
 گے۔ یہ ٹیلی پیچی کے ذریعے معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ تم اس
 حقیقت سے انکار نہیں کر سکتیں کہ انسان کا مزاج بدلتا رہتا
 ہے۔“
 ”میں کبھی نہیں بدلوں گی۔ تمہاری مرضی اور مزاج کے
 مطابق زندگی گزارتی رہوں گی۔“
 ”میں تو آتا ہوں کہ تم اپنے اس دعوے پر کب تک
 قائم رہو گی۔ فی الحال تمہیں اپنی ذہانت اور حکمت عملی سے
 یہ ثابت کرنا ہے کہ تم انڈر ورلڈ کی کوئن بننے کے قابل ہو۔“
 ”ٹھیک ہے مجھے ذمے داریاں دو۔ میں انہیں پورا
 کروں گی۔“
 ”تمہیں ایک نیا خفیہ اڈا بنا کر بھنڈاری کے خانے کا
 تمام مال وہاں منتقل کرنا ہے۔ اپنے لیے ایک عالی شان بنگلا
 خریدنا ہے اور پھر انڈر ورلڈ کے تمام زوئل باس سے فون پر
 رابطہ کر کے انہیں اپنا حکوم بنانا ہے۔“
 ”میں اس سے بھی زیادہ بہت کچھ کر سکتی ہوں لیکن
 دوسروں کو ٹیلی پیچی کے بغیر حکوم کیسے بنائوں گی؟“
 ”جہاں تمہیں دشواری پیش آئے گی وہاں میں خیال
 خوانی کے ذریعے تمہاری مدد کرتا رہوں گا۔“
 وہ بڑی دیر تک بولتے رہے اور بڑے جذبوں سے ایک
 دوسرے کو قوت دے رہے پھر بیکر نے کہا ”تم بہت اچھی ہو۔ مجھے
 خوش کروا ہے۔ اب میں خیال خوانی کروں گا۔ جب تک تم
 سے نہ بولوں تم مجھ سے نہ بولنا۔“
 اس نے پھر اپنے بہترین دوستوں کو یاد کیا۔ خیال خوانی
 کی پرواز کرتا ہوا آندرے کے داغ میں پہنچنا چاہتا تو خوشی سے
 اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آندرے نے سانس نہیں روکی تھی۔ اس نے
 مخاطب کیا ”بیلو آندرے! میں بیکر رہا ہوں۔“

وہ خوش ہو کر بولا ”بیکر! میرے دوست! یہ تم ہو؟ تم نے
 مجھے نہیں بھلایا ہے۔“
 ”یہی بات کرتے ہو۔ میں روز کی کئی بار تمہارے اور
 سائن کے داغوں میں جانے کی کوششیں کرتا رہا ہوں۔ تم
 دونوں بیشہ سانس روک لیا کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے تم پر
 کیے ہوئے خوبی عمل کا اثر ختم ہو چکا ہے۔“
 ”ہاں۔ یہی بات ہے۔ سائن کو کبھی میرے ساتھ ٹپ
 کیا گیا تھا۔ شاید اس کا داغ بھی اب مفضل نہیں ہوگا۔“
 ”میں سائن کے پاس جا رہا ہوں۔ میرا انتظار کرو۔ ابھی
 اگر تمہارے داغ کو لاک کروں گا۔“
 وہ سائن کے پاس پہنچا۔ سائن بھی خوبی عمل سے
 نجات پا چکا تھا۔ اس نے خوشی کا اظہار کیا پھر کہا ”میرے
 داغ کو لاک کر کے آزادی سے ایک اپارٹمنٹ میں رہنے کی
 اجازت دی گئی ہے۔ میں ابھی اس اپارٹمنٹ سے دور میں
 ہن کی ایک شنگ کلب میں ہوں۔ پلیز میرے داغ کو
 لاک کرو۔ ورنہ وہ لوگ پھر مجھے ٹپ کر لیں گے۔“
 بیکر نے پوچھا ”تمہاری دماغی توانائی کیسی ہے؟ کیا خیال
 خوانی کر سکتے ہو؟“
 ”ہاں ابھی میں آزمائش کے طور پر ایک شخص کے داغ
 میں گیا تھا۔ میں خیال خوانی کر سکتا ہوں۔“
 ”تم ہمارے تین ساتھیوں سے رابطہ کرو۔ میں آندرے
 کے داغ کو لاک کر کے تمہارے پاس آؤں گا۔“
 وہ پھر آندرے کے پاس گیا۔ اسے چٹا تازہ کرنے لگا۔
 اعلیٰ فون پر بھنڈاری سے کہہ رہی تھی ”تم میری طاقت دیکھ
 چکے ہو۔ میرے بارے میں تمہیں اپنا بیجا باوا ہے۔ تمہارے
 ماتحتوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اگر تم اپنے وعدے کے مطابق
 میرے کیشن کے پانچ لاکھ روپے دے دیتے تو تم پر یہ تباہی نہ
 آتی۔“
 وہ بولا ”مجھ سے بڑی بھول ہوئی۔ مجھے معاف کرو۔
 میرے ایک کروڑ دس لاکھ روپے اور وہ تمام میرے واپس
 کرو۔ میں پانچ لاکھ نہیں دس لاکھ دوں گا۔“
 وہ قہقہہ لگا کر بولی ”گدھے ہو۔ دنیا کا کوئی بھی گدھا
 صرف دس لاکھ لینے کے لیے کروڑوں روپے واپس نہیں
 کسے گا پھر اب تمہاری کوئی اہمیت نہیں رہی ہے۔ تمہیں
 انڈر ورلڈ سے نکال دیا گیا ہے۔ اب میرا ایریاں کا گنگ ہے
 اور میں اس کی کوئن ہوں۔ میں ایک وارننگ دے رہی
 ہوں۔ آج سے تم یا تمہارا کوئی ساتھی یا ماتحت اس خانے
 میں نہیں جائے گا۔ وہاں رکھے ہوئے کسی مال کو ہاتھ نہیں
 لگائے گا۔ کیا سمجھے؟“
 ”سمجھ گیا۔ میں تو اپنا بیجا بنا دیا گیا ہوں۔ خانے میں کبھی

نہیں جاسکوں گا۔ میرے ماتحت مجھے دھوکا دے کر خانے کا
 مال چرا جاتے جاسکتے ہیں۔ میں ان کی ذمے داری نہیں لے
 سکتا۔“
 ”ان سے میں نمٹ لوں گی۔ ایک ایک کو موت کے
 گھاٹ اتار دوں گی۔“
 ”ایک بات بتا دو۔ تمہارا وہ پر پی کون ہے؟ اس نے
 کس طرح مقابلے پر آئے بغیر ہتھیار کر دیا ہے۔ مجھے تو ایسا
 لگتا ہے کہ میرے بگ باس نے میری غلطی کی سزا مجھے دی
 ہے۔ وہ ٹیلی پیچی جانتا ہے۔“
 ”میں نہیں جانتی تمہارا بگ باس کون ہے۔ ٹیلی پیچی تو
 میرا پار جانتا ہے۔ اب انڈیا کے تمام زوئل باس کے نام پتے
 اور فون نمبرز نوٹ کرو۔ میں نوٹ کر رہی ہوں۔“
 وہ ان کے نام پتے اور فون نمبرز بتاتے لگا۔ اعلیٰ نوٹ
 کرنے لگی۔ بیکر اپنے ساتھی آندرے کے داغ کو لاک کر کے
 سائن کے پاس آیا۔ سائن نے کہا ”ہمارے بانی تینوں ساتھی
 اب تک خوبی عمل کے اثر میں ہیں۔ میرے پیچھے ہی وہ
 سانس روک لیتے ہیں۔ اب تم وقت ضائع نہ کرو۔ میرے
 داغ کو لاک کرو۔“
 بیکر نے کہا ”میں نے آندرے اور تمہارے خیالات
 سے معلوم کیا ہے۔ تم دونوں کے اپارٹمنٹ ایک ہی عمارت
 میں ہیں۔ انہوں نے تم دونوں کے داغوں سے ایک دوسرے
 کی پہچان بھلا دی تھی آئندہ ایک دوسرے کو پہچان سکو گے۔
 میں نے آندرے سے بھی کہا ہے تم سے بھی کہہ رہا ہوں۔
 خوبی نیند پوری کرنے کے بعد اس شہر سے کسی دوسرے شہر یا
 ملک چلے جاؤ۔“
 سائن اس وقت ایک ہوٹل کے کمرے میں تھا۔ بستر پر
 آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں بیکر اس پر
 خوبی عمل کرنے لگا۔ اس کی طرح اعلیٰ بھی اپنے طور پر
 مصروف تھی۔ بیکر نے سائن کے داغ کو لاک کرنے کے بعد
 اعلیٰ کو دیکھا۔ وہ بولی ”میں انڈیا کے کئی صوبوں کے پاس
 سے باتیں کر چکی ہوں۔ وہ میری اس بات پر ہنس رہے ہیں کہ
 انڈیا میں تمہیں انڈر ورلڈ کا گنگ بنایا گیا ہے۔ وہ سب ماتحت
 بننے سے انکار کر رہے ہیں۔ تمہیں پیچھے گزر رہے ہیں۔ کیا تم
 ان کے داغوں میں جاؤ گے؟“
 ”تم ان سب کے فون نمبرز محفوظ رکھو۔ میں پھر کسی وقت
 ان کی کھوپڑی کے بارہ بجائوں گا۔“
 اس نے انڈر ورلڈ کے بگ باس سے رابطہ کیا اور کہا
 ”میں بیکر راٹ ہوں۔“
 بگ باس بائزن ٹوڈ نے کہا ”تم نام نہیں بتاؤ گے تب بھی
 ہم جان جاتے ہیں کیونکہ میرے اور باروے کے داغوں میں

صرف تم ہی آتے ہو۔ ہاں یوں! انڈیا میں کیا ہو رہا ہے؟
”میں سب ٹھیک ہے۔ میرے دو ٹیلی بیسی جانے والے ساتھیوں کو دشمنوں نے زہر کیا تھا مگر وہ ان کی قید سے رہائی حاصل کر چکے ہیں۔ اب ہماری ٹیلی بیسی جاننے والی ٹیم اور مضبوط ہوگی۔“

”یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں بھی ایک خوش خبری سن رہا ہوں۔ ہمیں جلد نائنسا سر مشین کا نقشہ حاصل ہونے والا ہے۔ اسے حاصل کرتے ہی ہم مشین تیار کریں گے اور اپنے ٹیلی بیسی جاننے والے وفادار پیدا کریں گے۔“
”یہ تو بہت بڑی خوش خبری ہے۔ تم وہ نقشہ کہاں سے حاصل کر رہے ہو؟“

”ابھی وہ نقشہ فراہم علی تیور کے پاس ہے۔ ہانگ کانگ کی ڈرگ باغا کا گاؤں فادر فراہ سے مقابلہ کرنے کے لیے ہم سے ٹیلی بیسی کی مدد مانگ رہا ہے۔ ہمارے ساتھ یہ ڈینگ ہوئی ہے کہ نقشہ حاصل ہوگا تو اس کی دو کاپیاں بنوائی جائیں گی۔ ایک کاپی ہم رکھیں گے۔ دوسری گاؤں فادر کو دیں گے۔“
”سنو بائرن! کیا تمہیں پتا ہے کہ جو لوگ وقت سے پہلے مرنا چاہتے ہیں وہ فراہ سے پیچھے خالی کرتے ہیں؟“

”میں جھپٹے ہوئے برسوں سے فراہم علی تیور کو جانتا ہوں۔ اس کا ایک ایک کارنامہ مجھے زبانی یاد ہے۔ بے شک موت کا دوسرا نام فراہ ہے لیکن یہ تو سمجھتے ہو نا کہ ایک دن سب نے مرنا ضرور ہے اور ہم انڈر ورلڈ میں دن رات موت کا کھیل کھیلتے رہتے ہیں تو پھر ایک ٹیم فراہ سے بھی ہو جائے۔“

دوسرے بگ باس ہاروے نے کہا ”اور ایک دن فراہ کو بھی مرنا ہے۔ آج نہیں تو کل وہ ضرور مرے گا۔ ہو سکتا ہے“ ہمارے ہی ہاتھوں اس کی موت لکھی ہو۔“

ہارن ٹو نے کہا ”ہم نے بھی برسوں سے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ آج پورے یورپ اور ایشیا میں انڈر ورلڈ کے ٹنگ کھاتے ہیں۔ جرائم کی دنیا میں ہماری دہشت طاری رہتی ہے۔ ہم اناڈی نہیں ہیں کہ آنکھیں بند کر کے فراہ سے ٹکرا جائیں گے۔ اسے پتا ہی نہیں چلے گا کہ وہ ہم سے ٹکرا رہا ہے۔ اسے ہمارا اصل نام اور پتا کھانا کبھی معلوم نہیں ہوگا۔“

بیکر نے پوچھا ”یہ ڈرگ باغا کا گاؤں فادر کون ہے؟“
”اس گاؤں فادر کا نام ٹانا کا کوڈ ہے۔ وہ ہانگ کانگ کے جنوب سے شمال میں چین تک انڈر ورلڈ ڈرگ باغا کا گاؤں فادر ہے۔ بہت ہی سنگدل قصائی ہے۔ خطرناک سوراخی کو تار باز ہے۔ اپنے کسی دشمن کے شانے پر سر نہیں رہتے۔ دتا۔ ایک ہی وار میں جسم سے گردن الگ کر دیتا ہے۔“

ہاروے نے کہا ”فراہ اور اس کی فیملی کے افراد ہمیشہ نئے رہتے ہیں۔ کبھی ایک چھوٹا سا جتیار بھی اپنے پاس نہیں رکھتے۔ فراہ ایسی حماقت کرے گا تو اس کی گردن ضرور کٹے گی۔ آج تک ٹانا کا کوڈ کا وار کبھی خالی نہیں گیا۔ وہ یوگا کا ماہر ہے۔ فراہ کی ٹیلی بیسی اس کے سامنے کام نہیں آئے گی۔“

ہارن ٹو نے کہا ”وہ تنہا فراہ کے لیے کافی ہے۔ جبکہ اس کے درمیان ماتحت خطرناک بلیک ہیٹ ہیں۔ وہ ہر پہلو سے فراہ کی موت بن سکتا ہے۔ ہم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ ہم خیال خوانی کے ذریعے فراہ کے لیے مزید مشکلات پیدا کرتے رہیں۔ جب اسے زخمی کیا جائے گا تو ہم اس کے دماغ میں ٹھس کر اس مائیکرو فلم کے متعلق معلوم کریں گے، جس میں نائنسا سر مشین کا نقشہ محفوظ ہے۔“

بیکر نے کہا ”پھر تو ٹھیک ہے۔ ہم خود کو ظاہر کیے بغیر وہ نقشہ حاصل کریں گے۔ کیا فراہ ہانگ کانگ میں ہے؟“
”ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ ہانگ کانگ آ رہا تھا لیکن ٹانا کا کوڈ کا ایک چینی ٹیلی بیسی جاننے والا ہے۔ اس کا نام زاؤ زیاگ ہے۔ اس کی غلطی سے فراہ کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ مائیکرو فلم کو ایک نوٹھ بیٹ کی ٹوب میں چھپایا گیا ہے۔ وہ ٹوب بیجنگ کے ایک بیٹنگ کے ہاتھ روم میں ہے۔ فراہ اسے حاصل کرنے کے لیے بیجنگ واپس جا رہا ہے۔“
”پھر تو ہم فراہ کے وہاں پہنچنے سے پہلے دوسروں کو آگہ کار بنا کر اس ٹوب سے مائیکرو فلم نکال سکتے ہیں۔“

”ہم ایسا کر چکے ہیں۔ ہم نے اپنے ایک آلہ کار کو اس بیٹنگ کے ہاتھ روم تک پہنچایا تھا۔ وہاں ٹوب اور مائیکرو فلم نہیں ہے۔ فراہ نے دھوکا دیا ہے۔ وہ بیجنگ واپس نہیں گیا ہے۔ اس نے مائیکرو فلم چھپا رکھی ہے۔ ہمارا خیال ہے فراہ چھپ چھا کر ہانگ کانگ پہنچ گیا ہے۔“

ہاروے نے کہا ”بیکر! تم ہمارے ساتھ رہو۔ ہمیں معلوم کرنا ہے کہ فراہ ہانگ کانگ کے کس علاقے میں ہے اور کس نام اور کس جیلے میں ہے۔“
بیکر نے دماغی طور پر حاضر ہو کر اعلیٰ سے کہا ”ہم کھانے کے لیے ڈانگ ہال میں نہیں جا سکیں گے۔ میں ایک بہت ہی اہم معاملے میں مصروف ہوں۔ تم ایک گھنٹے بعد کھانے کا آرڈر دو۔ ہم کمرے میں کھائیں گے۔“

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی اور مجھے شکار کرنے کے لیے ہارن ٹو اور ہاروے کے پاس پہنچ گیا۔



ہانگ کانگ بین الاقوامی شہرت کا حامل ایک تجارتی شہر ہے۔ یہاں کی تجارت میں دیانت داری کم اور فراڈ اور چور

بازاری زیادہ ہے۔ سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات، شراب، افیون، چرس، کوکین اور ہیروئن کی اسمگلنگ اور چور بازاری سب سے زیادہ ہے۔ یہاں منشیات کے چھوٹے بڑے بے شمار بیوپاری ہیں۔ ان تمام بیوپاریوں کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ انڈر ورلڈ کے گاؤں فادر ٹانا کا کوڈ سے ہے۔

یہ دنیا کی سب سے بڑی اسمگلنگ مارکیٹ ہے۔ ساری دنیا کے ملکوں اور قوموں کی تاریخ اور تہذیب کے مطابق آثار قدیمہ کی نایاب چیزیں یہاں دستیاب ہوتی ہیں۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے قدموں کے نشان، ان کے سر کے بال، قلعہ پھر کے قیمتی زیورات، چینیز خان کے جوتے، سکندر اعظم کی تلوار، سلطانہ ڈاکو کی ہندوئی اور مارلن مونرو کی ٹیکر جیسی چیزیں جو دنیا میں کہیں نہیں ملتیں، یہاں مل جاتی ہیں۔ کوئی دعویٰ کرے کہ مارلن مونرو لباس کے اندر ٹیکر نہیں، کچھ اور جتنی بھی تو وہ ہالی ووڈ کی پوری، ہسٹری بیان کر کے اسے قائل کر دیں گے کہ وہ مارلن مونرو کی ہی ٹیکر ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ جو جوتے وہ فروخت کر رہے ہیں، وہ چینیز خان ہی کے ہیں پھر خریدار قائل ہو کر انہیں خرید لیتا ہے۔ اس کے جانے کے بعد پھر چینیز خان کے ویسے ہی جوتوں کا جوڑا دکان میں آجاتا ہے۔ اس طرح ہزاروں کی تعداد میں وہ جوتے فروخت ہوتے رہتے ہیں۔ پتا نہیں چینیز خان کتنے ہزار کتنے لاکھ جوتے اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے۔

ایسے فراڈ دکان داروں کا تعلق بھی گاؤں فادر ٹانا کا کوڈ سے تھا۔ وہ اپنی دکانوں کے چور دروازوں سے منشیات اور اسمگل کیے ہوئے جواہرات فروخت کرتے تھے۔ امریکا سے آنے والے جان ہارڈی کا تعلق انڈر ورلڈ سے تھا۔ یہ مجھے بعد میں پتا چلا کہ وہ کوئٹہ روڈ ویسٹ مارکیٹ کے عقب میں رہتا ہے۔ اس مارکیٹ میں ہر چیز کاغذ کی ملتی ہے۔ کاغذ کے مکانات، کاغذ کی کاربن اور ہوائی جہاز، کھانے کے لیے کاغذ کے برتن، فرنیچر اور کاغذ کے وہ کرنسی نوٹ ملتے ہیں، جو انڈر ورلڈ بینک سے جاری کیے جاتے ہیں۔

یہ کرنسی اگرچہ غیر قانونی ہوتی ہے لیکن ڈالر اور پونڈز کے مقابلے میں قیمتی ہوتی ہے۔ عام لوگ جو زندگی گزارنے کی حد تک کھاتے ہیں اور وہ لوگ جو تجارتی دنیا سے تعلق نہیں رکھتے اور منگنی عیاشی نہیں کر سکتے ان کے لیے انڈر گر اوڈ کرنسی کا کوئی مول نہیں ہے۔ کیسیو (قمار خانے) ٹائٹ کلیم اور چھوٹے بڑے مجرموں کے درمیان یہ کرنسی چلتی ہے۔ جان ہارڈی بینک آف انڈر ورلڈ کا ایگزیکٹو ڈائریکٹر تھا۔ انڈر ورلڈ میں چھیننے والی کرنسی کو باہر کی دنیا میں پہنچانا تھا۔ ایشیا کے ان تمام ملکوں اور علاقوں میں جہاں

مجرموں کا بول بالا رہتا ہے اور جرائم پھلتے پھلتے رہتے ہیں۔ وہاں یوکرسی یعنی انڈر ورلڈ کرنسی چلتی ہے۔

جان ہارڈی کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ ٹیلی بیسی جاننے والے زاؤ زیاگ نے مجھے ہالی ووڈ سے روکا تھا لیکن مجھ سے مائیکرو فلم حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا۔ جبکہ اس نے جن مسلح حواریوں کو مجھے گھبرے اور ہلاک کرنے کے لیے بھیجا تھا میں نے ان تمام حواریوں کو جنم میں پہنچا دیا تھا۔ اب اسے تازہ ترین اطلاع یہ ملی تھی کہ میں ہانگ کانگ پہنچنے والا ہوں۔ یہ ایسی اطلاع تھی کہ کبھی دہشت زدہ ہو رہے تھے۔

دہشت زدہ کرنے کے لیے یہ اطلاع کافی تھی کہ میں نے تنہا ان کے نو مسلح افراد کو ہلاک کر دیا تھا وہ خطرناک اسلحہ رکھنے کے باوجود میرا کچھ نہیں بگاڑا تھے۔ زاؤ زیاگ وہاں خیال خوانی کے ذریعے موجود تھا۔ اگر جسمانی طور پر موجود رہتا تو وہ بھی زندہ بچ کر واپس نہ آتا اس ایک واقعے سے وہ سب محتاط ہو گئے تھے۔

فی الحال ان کے لیے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ وہ مجھے کس طرح پہچانیں گے۔ یہ سمجھ میں آنے والی بات تھی کہ میں اپنا نام اور حلیہ تبدیل کر کے ہانگ کانگ شہر میں داخل ہونے والا ہوں۔ انہیں میری آمد کا وقت نہیں معلوم تھا یہ معلوم ہوا تھا کہ میں ہالی ووڈ سے آ رہا ہوں پھر آتے آتے بیجنگ واپس جا رہا ہوں پھر انہیں پتا چلا کہ میں نے انہیں دھوکا دیا ہے۔ ہالی ووڈ سے ان کی توجہ ہٹانے کے لیے میں نے بیجنگ واپس جانے کی بات کی تھی۔ اس طرح کسی نے ہالی ووڈ پر راکوٹ پیدا نہیں کی۔ جب تک انہیں میرے فراڈ کا علم ہو تا میں شہر میں داخل ہو چکا تھا۔

وہ سمجھ رہے تھے کہ میں ان کی نظروں میں آئے بغیر وہاں پہنچ گیا ہوں۔ اب یہ معلوم کرنا تھا کہ میں ہانگ کانگ کے کس علاقے میں قیام کروں گا۔ میں فی الحال وہاں دو ہی دشمنوں کو جانتا تھا۔ ایک زاؤ زیاگ تھا اور دوسرا جان ہارڈی تھا انڈر ورلڈ کے گاؤں فادر ٹانا کا کوڈ نے علم دیا تھا کہ زاؤ زیاگ اور جان ہارڈی کو زبردست سیکورٹی دی جائے۔ وہ دونوں اپنے گھروں میں رہیں یا باہر نہیں مصروف رہیں ہر جگہ مسلح افراد کو بڑی رازداری سے چھپ کر ان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ فراہم علی تیور جلد یا بدیر ان میں سے کسی کی گردن دوپٹے کے لیے ضرور ان کے قریب آئے گا۔

وہ اپنے طور پر درست سمجھ رہے تھے۔ مجھے ان دونوں کی تلاش تھی۔ مجھے ان دونوں تک ضرور پہنچنا تھا لیکن وہ میرے طریقہ کار کو نہیں سمجھ سکتے تھے۔ بیجنگ سے روانہ ہونے سے پہلے ہی میں نے زاؤ زیاگ کو زہر پکڑنے کا ہندوستان کر لیا تھا جیسا کہ بیان کر چکا ہوں، مگر یوکرسی کی بیٹی کم

لی غلط تھی۔ اس نے مجھے جاننے کی کوششیں کی تھیں۔ مجھ سے پہلے وہ چار ہوائے فریڈز جھٹکتی تھی۔ نیکی جیسی جاننے والے زاویہ رنگ کے ساتھ بھی رات گزار چکی تھی۔ میں نے اسی کم کی کو آگ لگایا تھا اس کے دماغ پر قبضہ بنا کر زاویہ رنگ سے فون پر بات کرائی تھی۔ کم کی نے بڑے عجیبانہ انداز میں اس کے پاس ہانگ کانگ آنے کی ضد کی تھی۔ زاویہ رنگ بھی اس کا دیوانہ تھا اس نے ہانگ کانگ میں اپنی رہائش گاہ کا پتا اسے بتایا تھا اور کم کی نے خوش ہو کر کہا تھا کہ وہ پہلی کسی بھی ڈو مینسنگ فلائٹ سے اس کے پاس آ رہی ہے اور وہ واقعی ایک فلائٹ سے وہاں پہنچ گئی تھی۔

میں ہائی ویسے سے کار میں آیا تھا۔ اس لیے وہ مجھ سے پہلے وہاں پہنچی ہوئی تھی میں نے اس کے اندر جھانک کر دیکھا وہ زاویہ رنگ کے ایک شاندار بیگلے میں تھی۔ اس نے فون کے ذریعے اس سے کہا تھا "ہائے زاویہ! میں آنی ہوں تمہارے گھر میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ تم کہاں ہو؟" دوسری طرف سے اس نے کہا "ہائے کم کی! تم مجھے کتنا چاہتی ہو اپنے وعدے کے مطابق پہنچ گئی ہو لیکن میں بت مصروف ہوں۔ شاید آج رات نہیں آسکوں گا کوشش کروں گا کہ صبح تک آ جاؤں۔"

وہ بیٹھی ناراضگی سے بولی "کیا یہی تمہاری محبت ہے۔ میں ہزاروں میل دور سے آنی ہوں اور تم مجھ سے دور بھاگ رہے ہو۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہوں گی۔ مجھے بتاؤ کہاں ہو۔ میں ابھی تمہارے پاس آؤں گی۔" "میں کسی ایک جگہ نہیں ہوں۔ تمہیں معلوم ہے فریاد تمہارے باپ کے ساتھ یہاں آیا ہوا ہے۔ وہ ہمارے لیے درد سہنا ہوا ہے۔ پتا نہیں کس طبقے میں ہے۔ ہمیں کسی بھی طرح اسے پہچان کر اس سے مائیکرو فلم وصول کرنی ہے پھر اسے ہلاک کرنا ہے۔"

وہ میری مرضی کے مطابق بول رہی تھی۔ زاویہ رنگ کی بات پر ہنسنے لگی۔ کہنے لگی "بس اتنی سی بات ہے فریاد لاکھ پردوں میں چھپا ہوا تب بھی میں اسے پہچان لوں گی۔" اس نے حیرانی سے پوچھا "عجب ہے! وہ ریڈی میڈ میک اپ میں یا ماسک میک اپ میں چھپا ہوگا۔ اپنا لب و لہجہ بدل چکا ہوگا تو تم اسے کیسے پہچانو گی؟"

"تم میری ایک غیر معمولی طاقت سے واقف نہیں ہو۔ میں کسی بھی ایسے مڑ کو اس کے جسم کی مخصوص منہ سے پہچان لیتی ہوں جس کے ساتھ ایک رات یا چند گھنٹے گزار لیتی ہوں اور یہ تو ایک قدرتی بات ہے۔ روشنی ہو یا تاریکی دنیا کی ہر عورت اپنے شوہر کو اس کے پسینے کی مخصوص منہ

سے پہچان لیتی ہے۔ مجھ میں یہ صلاحیت دوسری عورتوں سے کچھ زیادہ ہے۔"

کم کی نے بڑے ہی قائل کرنے والے انداز میں یہ حقیقت بیان کی۔ زاویہ رنگ نے قائل ہو کر کہا "یہ تو کمال ہو گیا۔ میں نے تمہیں یہاں بلا کر غلطی نہیں کی۔ ایک تو تم میری جان ہو دو سرا یہ کہ دشمن جاں کا سراغ لگانے والی ہو۔ اب تو میں تمہیں دن رات اپنے ساتھ رکھوں گا فریاد کسی بھی جھجھک میں ہو گا تو تم اس کی نشان دہی کرو گی پھر ہم اس سے نمٹ لیں گے۔"

وہ خوش ہو کر بولی "تو پھر تم مجھے بلا رہے ہو؟ یہ بتاؤ کہاں ہو؟ میں ابھی اوڑھ چلی آؤں گی۔"

"تم ابھی فون بند کرو۔ میں پوری سیکورٹی کے ساتھ تمہیں لینے آؤں گا۔"

کم کی نے فون بند کر دیا۔ ایسے وقت سونیا میرے اندر پہنچی ہوئی تھی اور میرے خیالات پڑھ کر میرے حالات معلوم کر رہی تھی۔ اس نے کہا "میں یہاں مصروف ہو گئی تھی۔ اس لیے دیر سے آنی ہوں مگر اتنی دیر میں تم نے اندھیر کیا ہے۔ مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ تم نے کم کی کو آگ لگایا تھا۔ یہ دیکھ کر ہمارا جواب نہیں ہے اس کے ذریعے چھپے ہوئے دشمنوں تک پہنچ رہے ہو۔"

"اچھا ہوا تم آگئیں۔ ہائی ویسے کے سفر نے مجھے تھکا دیا ہے۔ میں ذرا آرام کرنا چاہتا ہوں۔ تم کم کی کے ذریعے معلومات حاصل کرتی رہو۔ مجھے امید ہے کہ زاویہ رنگ اور جان ہارڈی کے درمیان رابطہ رہتا ہو گا تم جان ہارڈی تک پہنچنے کی کوشش کرو۔"

سونیا چلی گئی۔ میں ایک ہوٹل کے کمرے میں تھا۔ آرام سے بستر پر لیٹ گیا۔ یہ ہوٹل کوئٹز روڈ ویسٹ میں تھا۔ یہ وہی مارکیٹ تھی جہاں کانڈے سے تیار کیا ہوا سامان فروخت ہوتا تھا اور یہیں کے ایک کلب سے پورکرنی یعنی انڈر ورلڈ میں چھپنے والی کرکسی جاری ہوتی تھی۔ اسی کلب کے پیچھے جان ہارڈی کی رہائش گاہ تھی۔

میں انجانے میں ایک دشمن کے قریب پہنچ گیا تھا اور آرام سے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ مجھے دو چار گھنٹے سونا چاہیے۔ سونیا ایک ایسی ڈھال تھی کہ اس کی موجودگی میں میری غفلت کے باوجود کوئی مجھ پر حملہ نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اپنے دماغ کو دیات دیں کہ کم از کم چار گھنٹوں تک سونا رہوں اس سے پہلے یا تو سونا آکر مجھے جگائے گی یا میرے کمرے میں کوئی غیر معمولی بات ہوگی یا لٹری ڈروازے تک کسی دشمن کے قدموں کی آہٹ ہوگی تو فوراً ہی میری آنکھ کھل جائے گی۔

سونیا خیال خوانی کے ذریعے کم کی کے اندر پہنچی ہوئی تھی۔ زاویہ رنگ حواریوں کے ساتھ اس کے پاس آیا تھا۔ اس نے کہا "تم ان گم کی! ہمیں ابھی یہاں سے جانا ہے۔"

اس نے سونیا کی مرضی کے مطابق پوچھا "کیا یہاں سے جانا ضروری ہے؟ یہاں تنہا ہے۔ ہم بڑے مزے سے رات گزاریں گے۔"

"صرف ایک رات کی بات نہیں ہے۔ اب تو تم دن رات میرے ساتھ رہو گی میرے ساتھ فریاد کو تلاش کرو گی۔ ہمیں جو بھی مشکوک دکھائی دے گا۔ تم اس کے قریب جا کر اس کی بو سونگہ کر اسے پہچانو گی۔"

وہ بولی "ہانگ کانگ میں نئی طرح کے مجرم بھی بدل کر گھومتے رہتے ہیں۔ ایک طرف قانون ہے اور دوسری طرف اپنے دشمنوں سے آنکھ پھولی کھیلنے رہتے ہیں۔ پتا نہیں فریاد کس جگہ میں ہو گا اور کہاں ہو گا تم مجھے کہاں کہاں لیے پھرو گے؟"

"ابھی ہم کوئٹز روڈ ویسٹ جا میں گے۔ وہاں میرا ایک ساتھی جان ہارڈی ہے۔ جب تک فریاد ہماری گرفت میں نہیں آئے گا۔ تب تک میں اور ہارڈی ایک دوسرے کے قریب رہیں گے۔"

وہ کم کی کو ساتھ لے کر کوئٹز روڈ کی طرف جانے لگا۔ اس کی کار کے آگے پیچھے چار گاڑیاں تھیں۔ ان گاڑیوں میں اس کے مسلح حواری تھے۔ وہ سبھی جوڈو کرانے کے ماہر اور خطرناک فائٹر تھے۔ میرے خلاف ایسے مسلح حواریوں کو ان دونوں کا گارڈ بنایا گیا تھا جو میرے مقابلے میں کسی پہلو سے کمزور نہ پڑتے۔ وہ میری طرح ہتھیاروں کے بغیر لڑ سکتے تھے سرکتے تھے یا مار سکتے تھے۔ ان سب کا رابطہ گاڈ فادر ٹائٹا کاڈو سے تھا۔ اس نے حکم دیا تھا کہ فریاد کا سراغ ملے ہی اسے اطلاع دی جائے۔

زاویہ رنگ نے خیال خوانی کے ذریعے جان ہارڈی سے کہا "میں کم کی کے ساتھ آ رہا ہوں۔"

جان ہارڈی نے کہا "تم جانتے ہو کہ فریاد مصیبت بنا ہوا ہے۔ وہ بہت مکار ہے کسی کو بھی آگ لگایا کر ہماری شررگ تک پہنچ سکتا ہے۔ ایسے میں تم اپنی محبوبہ کم کی کو یہاں لے کر آ رہے ہو۔"

"میں ناواں نہیں ہوں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ کم کی ہمارے لیے کتنی اہم ہے۔ ہم اسی کے ذریعے فریاد کو نرپ کر سکیں گے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا کم کی اس دشمن کو کسی جھجھک میں پہچان سکتی ہے؟"

"ہاں میری محبوبہ کے اندر ایک غیر معمولی صلاحیت ہے۔ وہ فریاد کو ہزار میک اپ کے باوجود پہچان لے گی۔ وہ جس کے قریب وہ چار گھنٹے رہتی ہے۔ اس کے پسینے کی مخصوص بو اس کے ذہن میں نقش ہو جاتی ہے۔"

"یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ فریاد کو اس کی مخصوص بو سے پہچان لے گی؟"

"بے شک اسی لیے یہ ہمارے ساتھ رہے گی۔ ہمارے تمام جاسوس ایسے لوگوں کی نشان دہی کر رہے ہیں جن پر شبہ ہے کہ وہ میک اپ کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کا میک اپ اٹارنا اور ان سے اچھٹا ضروری نہیں ہوگا۔ کم کی ان کے قریب جا کر ان کی بو سونگہ کر ہمیں اشارہ کرے گی اگر وہ فریاد ہو گا تو کبھی یہ سمجھ نہیں پائے گا کہ کم کی نے اسے پہچان لیا ہے۔ اس طرح ہم اس کی بے خبری میں اسے زخمی کر کے قیدی بنا سکیں گے اسے جوابی حملہ کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔"

"یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ اس کم بخت نے بری طرح دھشت زدہ کر رکھا ہے۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ اسے جوابی حملہ کرنے کا موقع نہ ملے مگر ایک سوال یہ ہے کیا وہ کم کی کو نہیں پہچانے گا؟"

"نہیں پہچانے گا۔ ابھی کم کی کے چہرے کو میک اپ میں چھپا دیا جائے گا کیا تمہارے پاس میک اپ کا سامان ہے؟ نہ ہو تو ابھی منگوالو۔"

"یہاں سب کچھ ہے۔ ہمارے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ اس علاقے کے دو ہوٹلوں میں دو اجنبیوں کو دیکھا گیا ہے اور ایک بوڑھی عورت کے مکان میں کوئی بے رنگ گیسٹ آیا ہے۔ ہمیں جلد سے جلد معلوم کرنا ہے کہ وہ تینوں اجنبی کون ہیں؟"

وہ باتیں کرنے کے دوران میں جان ہارڈی کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے بیگلے کے چاروں طرف مسلح گاڈز پیرا دے رہے تھے۔ اس نے کم کی کو دیکھ کر کہا "تمہاری محبوبہ بہت خوب صورت ہے۔ کیا یہ میری طرح چپے کا شوق رکھتی ہے۔ کوئی کہنی نہ ہو تو چپے کا مزہ نہیں آتا۔"

زاویہ رنگ نے کہا "ہارڈی! یہ تمہاری بری عادت ہے چپے کے بعد ہنسنے لگتے ہو۔ پلیر کام کی بات کرو۔ میک اپ میں گولڈاؤ کم کی کا چہرہ دلنا ضروری ہے۔"

جان ہارڈی بی رہا تھا۔ یہ معلوم ہوتے ہی سونیا اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ تب معلوم ہوا کہ وہ اندر درلڈ بینک کا ایکر کیلیو ڈائریکٹر ہے اور وہاں چھاپی جانے والی پورکرنی کو ہانگ کانگ اور ایشیا کے دوسرے بڑے شہروں میں پھیلانا ہے۔

امریکی حکومت نے جان ہارڈی کے ذریعے گاؤں فارڈ ٹانگا کوڈو سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ ٹرانسفا ر مشین کا نقشہ چین سے لے آئے گا تو اسے منہ مانگا معاوضہ دیا جائے گا۔ یہ بھی معاہدہ کیا گیا تھا کہ اگر وہ ٹرانسفا ر مشین کی تیاری کے لیے ہانگ کانگ میں یا کسی قریبی جزیرے میں خفیہ اڈا فراہم کرے گا اور اس سلسلے میں آئندہ بھی تعاون کرنا ہے گا تو اسے اور اس کے خواروں کو اس مشین کے ذریعے ملی بیٹھی سکائی جائے گی۔

سونیا نے خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس پہنچ کر دیکھا۔ میں سو رہا تھا اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی میری آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے کہا "سوری! تمہیں آرام کرنا چاہیے لیکن مجبوراً آئی ہوں۔ یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ تم کس علاقے کے کس ہوٹل میں ہو؟"

میں نے کہا "یہ کوئٹہ روڈ ویسٹ کا علاقہ ہے۔ میں ہوٹل ڈیٹا کے ایک کمرے میں ہوں۔"

وہ بولی "اوہ گاؤں! تم دشمن کی گود میں سو رہے ہو۔ اس ہوٹل کے پیچھے جان ہارڈی کی رہائش گاہ ہے اور اس وقت وہاں اس کے ساتھ ڈاؤن ٹانگ موجود ہے۔"

میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سونیا نے کہا "ان کے سراغ رسالوں نے انہیں اطلاع دی ہے کہ اس علاقے کے دو ہوٹلوں میں دو اجنبی ہیں۔ ابھی وہ کمرے کو میک اپ میں چھپا رہے ہیں۔ اس کے بعد اسے لے کر یہاں چھپنے والے ہیں۔ کم کی ہماری مرضی کے مطابق تمہیں نہیں پہچانے کی لیکن وہ یہ ضرور معلوم کرنا چاہیں گے کہ تم فرہاد نہیں ہو تو پھر کون ہو؟ اور کیوں اپنے چہرے کو میک اپ میں چھپاتے ہوئے ہو؟"

میں اٹھ کر ہاتھ روم میں آیا۔ اپنے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے پھر ڈرائیو ہو کر اپنا سفری بیگ اٹھا کر ہوٹل کے پچھلے حصے میں آیا۔ وہاں ایک شخص اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ میں اس کے پیچھے چلا ہوا کمرے میں پہنچا تو اسے حیرانی نہیں ہوئی کیونکہ سونیا نے اس کے دماغ پر قبضہ جمارکھا تھا۔ میں ایک آئینے کے سامنے بیٹھ کر ریڈیو میٹ میک اپ کے ذریعے اپنے چہرے کو تبدیل کرنے لگا۔ سونیا اس شخص کو میرے کمرے میں لے گئی۔ وہاں اسے تھک تھک کر لیٹی چٹکی کی لوری سٹائی۔ وہ سو گیا۔

اس نے میرے پاس آکر کہا "میں نے اسے سلا دیا ہے اب تم یہاں سے نکلو۔"

میں کمرے سے نکل کر ہوٹل کے باہر جاتے ہوئے بولا "میری جان تم بڑے کام کی چیز ہو۔ تم وقت پر نہ پہنچتیں تو دشمن آجینے اب جاؤ اور ہارڈی کے ذریعے دوسرے آلہ کار بناؤ۔"

"ابھی جاری ہوں مگر پہلے اہم معلومات حاصل کرلو۔ جان ہارڈی کے خیالات نے بتایا ہے کہ یہاں صرف ڈاؤن ٹانگ اور جان ہارڈی تمہارے دشمن نہیں ہیں یہ دونوں ابھی ہیں لیکن آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے ان دونوں کے پیچھے کوئی زبردست قوت ہے یہ تو سمجھ رہا ہوں کہ جان ہارڈی امریکا کے لیے کام کر رہا ہے اس کے علاوہ کوئی اہم بات ہو تو بتاؤ؟"

انڈر ورلڈ ڈرگ مافیا کا ایک گاؤں فارڈ ہے اس کا نام ٹانگا کوڈو ہے۔ ہارڈی کے خیالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت پر اسرار اور بہت خطرناک ہے۔ میں ابھی جا کر اس کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرلوں گی۔ اس علاقے میں ان کے جاسوس محوم رہے ہیں۔ تم کسی دوسرے علاقے میں چلے جاؤ کسی محفوظ جگہ پہنچو اس کے بعد مجھ سے رابطہ کر دیا میں تمہارے پاس آؤں گی۔"

وہ چلی گئی۔ میں ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اس علاقے سے دور لائیڈ اسٹریٹ میں آیا۔ وہاں ایک مکان کے سامنے بے انگ کیٹ کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ میں نے وہاں جا کر ایک کمرہ حاصل کیا انہیں منہ مانگی رقم دی۔ وہ خوش ہو گئے۔ انہوں نے میرے کمرے میں کھانے پینے کا سامان پہنچایا۔ میں نے کہا "میں کھانے کے بعد سو جاؤں گا۔ لہذا صبح تک میرے دروازے پر دستک نہ دی جائے۔"

میں نے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر آرام سے بیٹھ کر کھاتے کھاتے سونیا کے پاس پہنچ گیا۔ اس سے بولا "میں دوسرے علاقے میں آیا ہوں۔ تم کیا کر رہی ہو؟"

اس نے کہا "کم کی کا میک اپ ہو چکا ہے۔ ڈاؤن ٹانگ اسے لے کر ان ہوٹلوں کی طرف گیا ہے۔ جہاں کے ایک ہوٹل میں تم تھے اس کے ساتھ ایک درجن مسلح گارڈز ہیں۔"

سونیا نے مجھے جان ہارڈی کے دماغ میں پہنچایا چونکہ وہ پیچھے ہوئے تھا۔ نشے میں تھا اس لیے ان کے ساتھ نہیں گیا تھا۔ ایسے ہی وقت فون کی کھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

دوسری طرف سے ایک عورت کی آواز سنائی دی "میں گاؤں فارڈ کی سیکرٹری ہوں رہی ہوں۔ ہولڈ آن کرو۔"

وہ کان سے ریسیور لگائے صوفے پر سیدھا بیٹھ گیا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی گاؤں فارڈ ٹانگا کوڈو کی آواز سنائی دی "ہیلو مسٹر ہارڈی! ابھی معلوم ہوا ہے کہ ڈاؤن ٹانگ فرہاد کو تلاش کرنے گیا ہے لیکن تم اپنے کمرے میں بیٹھے پی رہے ہو۔ کیا تمہیں خطرے کا احساس نہیں ہے؟ کیا یہ نہیں جانتے کہ نشے کے وقت وہ دشمن تمہارے دماغ میں آسکتا ہے؟"

دیوتا 42

"میں جانتا ہوں۔ اس لیے تمہارے معاملات سے انکسار رہنا چاہتا ہوں۔ میں نے امریکی اکائیوں سے کہا ہے کہ انڈر ورلڈ بینک کے لیے کام کرتا رہوں گا لیکن مجھے مشین کے نقشے کے معاملے میں ملوث نہ کیا جائے نہ جانے کتنے ملی بیٹھی جاننے والے میرے دماغ میں گھس آئیں گے۔ میں پینے کا عادی ہوں۔ شراب نہیں چھوڑ سکتا۔"

ٹانگا کوڈو نے کہا "تم اس معاملے سے دور نہیں رہ سکو گے۔ چین کی آری انٹیلی جس سے یہ معلوم کر چکی ہے کہ ڈاؤن ٹانگ سے تمہارا رابطہ رہتا ہے اور تم نقشے کی چوری کے سلسلے میں اہم رول ادا کر رہے ہو۔ فرہاد تمہیں نہیں چھوڑے گا۔"

ہارڈی نے کہا "جب وہ میرے دماغ میں آکر میرے خیالات پر دمے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ مائیکرو فلم کی چوری سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ مجھے نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

ٹانگا کوڈو نے غصے میں کہا لیکن میں تمہاری گردن تن سے الگ کر دوں گا۔ نشے میں یہ بھول رہے ہو کہ وہ دشمن تمہارے دماغ میں آکر ہمارے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکتا ہے۔ تم صبح ہونے سے پہلے ہانگ کانگ سے دور چلے جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا کبھی یہ نہیں چاہوں گا کہ وہ تمہارے ذریعے ہمارے انڈر ورلڈ کے راز معلوم کر رہے۔"

"ابھی بات ہے کوئی تمہارے حکم سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کرتا ہے پھر میں کیسے کر سکتا ہوں؟ نشہ اترتے ہی میں چلا جاؤں گا۔"

"وہ شیطان نشہ اترنے سے پہلے ہی تمہارے اندر گھس آئے گا۔ ابھی میرے سمورائی آرہے ہیں۔ تمہیں اٹھا کر اس شہر سے باہر پھینک آئیں گے اگر امریکا سے معاہدہ نہ ہوتا تو ابھی تمہیں قتل کر دیتا۔"

دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ جان ہارڈی یہ سن کر بری طرح خوف زدہ ہو گیا کہ سمورائی اسے وہاں سے پکڑ کر لے جانے کے لیے آرہے ہیں۔ گاؤں فارڈ ٹانگا کوڈو اپنے وفادار تلوار بازوں کو سمورائی کہا کرتا تھا۔ وہ سب اپنے گاؤں کی طرف بے رحم درندے تھے۔ تلوار کے ایک ہی وار سے گردن اڑا دیتے تھے یا پھر تلوار کی نوک سے کچھ کے لگا لگا کر تپا کر جان لیتے تھے۔

میں نے اس کی سوچ میں کہا "وہ سمورائی مجھے شہر سے دور لے جا کر قتل کر دیں گے۔ امریکی حکومت سے خبر رہے گی۔ امریکی جاسوس مجھے تلاش کرتے رہیں گے۔ انہیں میری لاش بھی نہیں ملے گی۔ ٹانگا کوڈو ہمارے سراغ رسالوں کو۔"

دیوتا 42

یہی تاثر دے گا کہ فرہاد نے مجھے قتل کر کے سمندر میں میری لاش پھینک دی ہے۔"

اس نے میری مرضی کے مطابق ریسیور اٹھا کر اپنے سفارت خانے کے نمبر ڈائل کیے پھر ایک اہل کار سے کہا "انڈر ورلڈ گاؤں فارڈ ٹانگا کوڈو اپنے معاہدے سے پھرنے والا ہے۔ وہ مشین کے نقشے کے سلسلے میں فرہاد سے معاملات طے کر رہا ہے۔ یہ بات مجھے معلوم ہو چکی ہے کہ فرہاد کل شام وہ مائیکرو فلم اس کے حوالے کرے گا۔ ٹانگا اس کے عوض ہم امریکیوں کو کسی نہ کسی بہانے قتل کر رہا ہے گا۔"

یہ بولتے وقت اپنا پستول نکال چکا تھا پھر اس نے سسے ہوئے انداز میں چیخ کر کہا "کون ہو تم؟ میرے گھر میں بغیر اجازت کیوں آئے ہو؟"

یہ کہتے ہوئے اس نے سامنے کی دیوار پر گولی چلائی۔ فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ سے ریسیور چھوڑ دیا۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا "مسٹر ہارڈی! کون آیا ہے؟ تم خیریت سے ہو؟"

ہارڈی ریسیور سے ذرا دور ہو گیا۔ میں نے آواز اور لہجہ بدل کر اس کے ذریعے چینی زبان میں کہا "ٹانگا امریکا سے تعلقات خراب نہیں کرنا چاہتا مگر تمہارے خلاف گواہ بن سکتے ہو۔ ہمارے تعلقات خراب کر سکتے ہو۔ تمہیں ابھی اور اسی وقت مر جانا چاہیے۔"

ہارڈی نے قسم کھا کر چیخے ہوئے کہا "نہیں! ٹرگر نہ دبانا۔ پہلا نشانہ خطا ہو گیا۔ دیکھو میری بات سنو۔"

اس نے آگے کچھ کھینچے سے پہلے پستول کو ذرا دور رکھ کر اپنا نشانہ لیا پھر ٹرگر کو دبایا غماش کی آواز کے ساتھ ہی اس کے حلق سے آخری چیخ نکلی۔ وہ زمین پر گر گیا۔ میں نے دم توڑنے سے پہلے اس کے لباس سے پستول کو صاف کر کے ایک طرف پھینک دیا۔ اس کے بعد اس کام کا نکل گیا۔

فون کا ریسیور میز کے نیچے جھول رہا تھا۔ امریکی سفارت خانے کا اہل کار چیخ کر پوچھ رہا تھا "ہیلو مسٹر ہارڈی! میں نے فائرنگ اور تمہاری چیخ سنی ہے۔ ٹانگا کے آدے سے کون مجھ سے بات کرے۔ ہیلو۔ ہیلو۔ ہیلو۔"

میں اس اہل کار کے دماغ میں چیخ مچا تھا۔ اب وہ ہانگ کانگ پولیس سے رابطہ کر کے کہہ رہا تھا کہ ٹانگا جو گاؤں فارڈ کھانا ہے اس نے ہمارے ایک امریکی انجینئر کو گولی مار دی ہے۔ آپ فوراً اس کے ہنگامے میں پہنچیں۔"

امریکی اپنے ایجنٹ جان ہارڈی کو بھٹا انجینئر کہتے تھے۔ دنیا والوں کے سامنے یہ ظاہر نہیں کرتے تھے کہ ہارڈی کا تعلق انڈر ورلڈ والوں سے ہے اور وہ گاؤں فارڈ ٹانگا اور ان کے درمیان پل بن کر چین کے خلاف سازشی معاملات طے

کتابیات پبلی کیشنز

کرتا رہتا ہے۔

وہ افسر ہاٹ لائن پر امریکی اکابرین کو جان ہارڈی کے قتل اور ٹاناکا کی بدلتی ہوئی پالیسی کے بارے میں اطلاع دے رہا تھا۔ میں نے سونیا سے پوچھا ”یہ چال کیسی رہی؟“ وہ بولی ”امریکا اور انڈورولڈ والوں کے تعلقات میں کمزوری پیدا ہوگی۔ انہیں ایک دوسرے کا دشمن بنانے کے لیے دونوں طرف کے اہم افراد کو جہنم میں پہنچانا ضروری ہے۔“

میں نے چونک کر کہا ”او گاڈ! مجھ سے بھول ہو گئی۔ ہارڈی کو ہلاک کرنے سے پہلے اس کے دماغ سے ان اہم امریکیوں کا پتا ٹھکانا معلوم کرنا چاہیے تھا۔“ جو معاہدے کے مطابق گاڈ فار ٹاناکا کوڈ کے لیے کام کر رہے ہیں۔“ سونیا نے کہا ”تسلیم کر لو کہ تم بڑے ہو چکے ہو۔ ہر پہلو پر توجہ دینے والی ذہانت نہیں رہی ہے۔“

”کیوں بکواس کر رہی ہو۔ عمر کے ساتھ ساتھ تجربات میں اضافہ ہوتا ہے اور ذہنی صلاحیتیں بڑھتی رہتی ہیں۔ بالی داوے، تم مجھے بوڑھا کہہ کر یہ احساس پیدا کرنا چاہتی ہو کہ کسی حینہ سے دوستی کرنے کی عمر نہیں رہی ہے۔“ ”اچھا تو تمہارے دل میں اب بھی حسیناؤں سے دل لگانے کے ارمان چل رہے ہیں؟“

”اب اگر تم نے بوڑھا کہا تو مجھے مجبوراً ثابت کرنا ہوگا کہ شیر کبھی کمزور اور مرد بھی بوڑھا نہیں ہوتا۔“ ”بس رہے دو۔ میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ تم نے ایک اہم پہلو کو نظر انداز کیا تھا مگر میں نے نہیں کیا۔ جب تم ہارڈی کے دماغ سے مکمل رہے تھے تب میں اس کے چور خیالات سے ان اہم امریکی افراد کے نام اور پتے معلوم کر رہی تھی۔“

”کیا میں تمہاری حاضر دماغی کی تعریف کروں؟“ ”کیوں جل بھن رہے ہو۔ میں تمہارے ہی لیے کام کر رہی ہوں۔ چلو ایک امریکی عہدے دار کے نمبر ڈائل کرو۔“

اس نے نمبر بتائے۔ میں نے ڈائل کیا۔ بلا جھجھکے پورے دو سری طرف سے پوچھا ”ہیلو کون؟“ میں نے چینی زبان میں کہا ”ایک کانٹریڈکشن کا آرڈر نوٹ کرو اور میرے روم میں بیٹھ دو۔“

دوسری طرف سے کہا گیا ”یوٹ آپ۔ صحیح نمبر ڈائل کیا کرو۔“

میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ریسپورڈر رکھ کر اپنے سامنے بیٹھے ہوئے شخص سے بولا ”یہ رنگ نمبر ڈائل کرنے والے مصیبت بن جاتے ہیں۔ ہاں تو میں لکھ رہا تھا مگر کیا کہہ

رہا تھا؟ کوئی مداخلت کرتا ہے تو میں بھول جاتا ہوں۔“ اس امریکی عہدے دار کے سامنے ایک موٹا بھدرا سا چینی بیٹھا ہوا ہونٹوں کے درمیان پائپ دبانے کی کوشش لگا رہا تھا۔ اس نے کہا ”مسٹر ہو مر تا غائب رہتے ہو۔ تم ہمارے گاڈ فار ٹاناکا کوڈ پر مجبوراً الزام لگا رہے ہو۔ اس نے جان ہارڈی کو قتل نہیں کیا ہے۔ ٹاناکا نے مجھے اس علاقے کا انچارج بنایا ہے۔ میں اس کی طرف سے صفائی پیش کر رہا ہوں۔“

”ہارڈی نے اپنی موت سے پہلے ہمارے سفارتی افسر کو بیان دیا تھا۔ مرنے والے زندگی کی آخری سانسوں میں کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ ٹیلی پیچی سکھانے والی مشین بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ فرہاد ہماری ہلاکت کا سودا کر کے اس مشین کا نقشہ ٹاناکا کوڈ سے رہا ہے۔“

”یہ جھوٹ ہے۔ سراسر بکواس ہے۔ جب فرہاد ہمارے گاڈ فار کوڈ نقشہ نہیں دے گا۔ تب تمہیں یقین آئے گا۔“ ”میں کیسے پتا چلے گا کہ فرہاد نے وہ نقشہ دیا ہے یا نہیں؟ بڑی رازداری سے نقشہ لیا جائے گا۔ بڑی رازداری سے مشین تیار ہو جائے گی۔ جب انڈورولڈ والے ٹیلی پیچی جانے والوں کی فوج تیار کر لیں گے تب ہمیں معلوم ہوگا کہ ٹاناکا ہمیں دھوکا دیتا رہا ہے۔“

”تھینکس گاڈ دھوکا کھانے سے پہلے یہ راز کھل گیا ہے۔“ میں اس موٹے چینی کے اندر پہنچ گیا۔ وہ میری مرضی کے مطابق بولا ”فرہاد کبھی ہم انڈورولڈ والوں سے دوستی نہیں کرے گا۔ وہ ہمیں نقشہ والی مائیکرو فلم نہیں دے گا بلکہ ہم اس سے چھین لیں گے۔“

”ہو مرنے کا“ ”کیسے چھین لوگ؟ ٹیلی پیچی جانے والا زاؤ زیادہ ہمارا آدمی ہے۔ ہمارے لیے کام کرے گا۔ ہمارے لیے وہ مائیکرو فلم حاصل کرے گا۔ تم لوگ زاؤ زیادہ جیسے ٹیلی پیچی جانے والے سے محروم ہو رہے ہو۔“ ”موٹے چینی کے ساتھ بیٹھے ہوئے دوسرے چینی شخص نے کہا ”کیا اتنی بڑی دنیا میں صرف زاؤ زیادہ ہی ٹیلی پیچی جانتا ہے؟ ٹاناکا کے اور کئی ٹیلی پیچی جاننے والے دوست ہیں۔ وہ فرہاد کے لیے ایسا جال بچھا رہے ہیں کہ وہ پھنسا پھنسا کر جاے گا لیکن جال سے نکل نہیں پائے گا۔“

مجھے پسلی باریتا چلا کہ ٹاناکا کوڈ کچھ اور ٹیلی پیچی جانے والوں کا تعاون حاصل کر رہا ہے۔ سونیا نے مجھ سے کہا ”تمہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ میں صرف ٹاناکا ایک زبردست دشمن نہیں ہے اور بھی کئی ہیں۔ وہ ٹیلی پیچی جاننے والے تمہارے سامنے کبھی خود کو ظاہر نہیں کریں

گے۔ وہ دوسرے ممالک میں رہ کر یہاں بے شمار آلہ کار بنا کر تم پر حملے کرتے ہیں گے۔“ میں نے کہا ”زاؤ زیادہ اور دوسرے امریکی ٹیلی پیچی جاننے والے اب ٹاناکا سے تعاون نہیں کریں گے۔ ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا کہ دوسرے کون سے ٹیلی پیچی جاننے والے ٹاناکا ساتھ دے رہے ہیں۔“

سونیا نے کہا ”پاپا صاحب کے ادارے کے سراغ رسانوں نے امریکی ٹیلی پیچی جاننے والوں کو اپنا تابع بنالیا تھا اور ان کی ٹرانزفاہر مشین تیار کر دی تھی۔ تب سے وہ ہماری مخالفت کرنے کے قابل نہیں رہے ہیں۔“

میں نے کہا ”ہم نے بہت عرصے سے ان امریکیوں کی طرف توجہ نہیں دی۔ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ موجودہ حالات میں کیا کر رہے ہیں؟“

”تم ان لوگوں سے شے متے رہو۔ میں ابھی معلومات حاصل کر کے آتی ہوں۔“

سونیا چلی گئی۔ میں بھر ہو مر کے دماغ میں رہ کر ان کی باتیں سننے لگا۔ ہو مر کہہ رہا تھا۔

”اور کون ایسے ٹیلی پیچی جاننے والے ہیں۔ جو تمہارے گاڈ فار ٹاناکا کوڈ سے تعاون کریں گے۔ ٹیلی پیچی جاننے والے فرہاد اور اس کے بیٹوں کی دھونس میں رہتے ہیں۔“

اس موٹے چینی نے کہا ”فرہاد اور اس کے بیٹے ڈریگن نہیں ہیں کہ دنیا کے سارے ٹیلی پیچی جاننے والے ان سے ڈرتے ہیں گے۔ ان کی پوجا کرتے رہیں گے۔“

اس موٹے چینی کے سامنے نے کہا ”آئے والا وقت بتائے گا کہ ابھی اس دنیا میں ایسے شہ زور چلاک اور زبردست ٹیلی پیچی جاننے والے ہیں جو فرہاد اور اس کی فیملی کو کسی گتے میں نہیں لاتے ہیں اور ایسے ہی لوگ یہاں ہمارا ساتھ دے رہے ہیں۔“

”ہو مرنے کا“ ”ہم ٹاناکا کوڈ کی چال بازی کو خوب سمجھتے ہیں۔ وہ در پردہ فرہاد سے نقشہ والی فلم حاصل کرے گا اور ہم پر یہ ظاہر کرے گا کہ اس نے دوسرے ٹیلی پیچی جاننے والوں کے ذریعے فلم حاصل کی ہے۔ ایسی بچکانہ چالوں کو ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔“

اس چینی شخص نے غصے میں کہا ”تم لوگ خواہ مخواہ ہم پر شبہ کر رہے ہو۔ تمہارے امریکی حکام نے مائیکرو فلم کے سلسلے میں ہم سے معاہدہ کیا۔ ہم ان سے معاہدہ کرنے نہیں گئے تھے۔ اب وہ ہم پر مجبوراً الزامات عائد کر کے خود ہی یہ معاہدہ توڑ رہے ہیں۔“

موٹے چینی نے کہا ”ہم آخری بار دوستانہ انداز میں

سمجھا رہے ہیں کہ ہمارے ٹاناکا نے تمہارے جان ہارڈی کو قتل نہیں کیا ہے اگر سمجھنا چاہو تو فرہاد ہمیں لڑانے کے لیے ایسی چالیں چل رہا ہوگا۔“

وہ موٹا چینی پائپ کے کش لگا رہا تھا۔ اس کی تباہ کنوشی کے باعث مجھے اس کے دماغ میں جگہ مل گئی تھی۔ جب میں اس کے سامنے اس کے دماغ میں پہنچا تو اس نے چونک کر پوچھا ”کون ہو تم؟“

میں نے فوراً ہی بات بتائی اور چینی زبان میں کہا ”میں ہوں زاؤ زیادہ، تم یہاں بیٹھ کر اپنے گاڈ فار ٹاناکا کوڈ کے قصور کو دیکھ رہے ہو جبکہ جان ہارڈی نے اپنی ہلاکت سے پہلے اس کے خلاف بیان دیا تھا اور میں خود اس وقت جان ہارڈی کے دماغ میں موجود تھا۔“

”جب تم موجود تھے تو پھر ٹیلی پیچی کے ذریعے ہارڈی کو ہلاکت سے کیوں نہیں بچایا؟“

”تمہارے ٹاناکا کی طرف سے جو قاتل آیا تھا وہ پوگا کا ماہر تھا۔ میں اس کے دماغ میں نہ جاسکا اگر جاتا تو اسے کبھی گولی چلانے کا موقع نہ دیتا۔“

اس چینی نے کہا ”تم بکواس کر رہے ہو۔ دیکھو زاؤ زیادہ تم ہماری طرح چینی ہو۔ ہمارا ساتھ دو۔ یہ امریکی کسی کے نہیں ہوتے ان کے پاس بے شمار ٹیلی پیچی جاننے والے ہیں۔ فرہاد سے مائیکرو فلم چھین لینے کے بعد یہ تمہیں زیادہ اہمیت نہیں دیں گے۔ تمہیں اپنے ٹیلی پیچی جاننے والوں کا ماتحت بنا کر رکھیں گے۔“

اس موٹے چینی نے اپنے سامنے سے پوچھا ”تم زاؤ زیادہ کو مخاطب کر کے بول رہے ہو۔ وہ کیا بول رہا ہے؟ یقیناً امریکیوں کا چچہ بن کر بول رہا ہوگا۔“

”ہو مرنے کا“ ”تم دونوں چینی ہونے کے تاتے زاؤ زیادہ کو ہمارے خلاف بھڑکا رہے ہو۔ میں زاؤ زیادہ سے کہتا ہوں کہ وہ تمہاری باتوں میں نہ آئے۔ یہ انڈورولڈ والے کبھی ہمارے بن کر نہیں رہیں گے۔ تم یہاں سے جاؤ اور مائیکرو فلم حاصل کرنے کی طرف توجہ دو۔“

میں نے زاؤ زیادہ کی آواز اور لہجے میں کہا ”مسٹر ہو مر! جان ہارڈی میرا بہت گراما دوست تھا ان دہندوں نے اسے بے قصور مار ڈالا ہے۔ میں انتقام ضرور لوں گا۔“

یہ کہہ کر میں اس پوگا جاننے والے چینی کے اندر پہنچا۔ اس نے سانس نہیں روکی یہ سمجھ رہا تھا کہ میں پہلے کی طرح اس سے گفتگو کرنے آیا ہوں لیکن میں نے اس کی توقع کے خلاف اچانک ہی اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ شدید تکلیف کے باعث چیخیں مارتا ہوا کرسی سے اچھل کر فرش پر گر پڑا اور ترپنے لگا۔

کتابیات پبلی کیشنز

وہ موٹا چنی سسم کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا "مسٹر ہومرا یہ تمہارا زاؤ زیانگ بہت بڑی عطی کر رہا ہے ہم سے دشمنی اسے بہت مشکلی پڑے گی۔ اسے سمجھاؤ کہ وہ میرے سامنے کے دماغ سے چلا جائے۔"

ہو مرنے غلام میں سکتے ہوئے کہا "زاؤ زیانگ کیا تم میری باتیں سن رہے ہو۔ ایسی انتقامی کارروائی نہ کرو۔ ہم ہارڈی کے قتل کے سلسلے میں ایکشن لے رہے ہیں۔"

میں نے زاؤ زیانگ کی حیثیت سے کہا "میں ہارڈی کی طرح اس چینی کو قتل نہیں کر رہا ہوں۔ صرف اسے دماغی اذیتیں پہنچا کر تاناکا سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ہارڈی کے قاتل کو ہمارے حوالے کر دے ورنہ میں اس کے ایک ایک سودرائی کے دماغ میں گھس کر اسی طرح ان سب کو دماغی مریض بنا دوں گا۔"

میں نے پھر ایک بار اس چینی کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا وہ پھر جھپٹ مارنے لگا۔ مایہ آبی آپ کی طرح فرش پر تر پڑے ہوئے ادھر سے ادھر لوٹنے لگا۔

میں نے کہا "اے موٹے چینی میں نے انتقام لینے کا یہ ایک نمونہ پیش کیا ہے۔ ایمر لینس بلاؤ اور اپنے سامنے کو دماغی امراض کے اسپتال میں پہنچاؤ۔ یہ تاناکا کے لیے جتنی ہے اب میں جا رہا ہوں۔"

میں فوراً ہی کم کی کے دماغ میں آ گیا۔ تاکہ اس کے ذریعے زاؤ زیانگ کی مصروفیات کے بارے میں معلوم کر سکوں۔ وہ کم کی اور تھکے ہی مسلح گارڈز کے ساتھ دوہولوں میں جا چکا تھا جن دو اجنبیوں پر شبہ تھا انہیں چیک کر چکا تھا۔ کم کی نے ان دو اجنبیوں کے قریب جا کر ان کی بو سونگھ کر یہ شبہ دور کیا تھا کہ ان میں سے کوئی فریاد نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ دوسرے مشکوک افراد کو بھی چیک کرتا رہا تھا پھر کم کی نے کہا "اب تو رات گزر رہی ہے۔ دو تین گھنٹے بعد صبح ہو جائے گی۔ اپنے بیگلے میں چلو میں بہت تھک گئی ہوں۔"

وہ کم کی کے ساتھ اپنے بیگلے میں آ گیا۔ ذرا دیر کے لیے ہاتھ روم میں گیا تو فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ کم کی نے ریسپورڈ اٹھا کر پہلو کہا۔ دوسری طرف سے چینی زبان میں کہا گیا "ہمارا اندازہ ہے کہ تم میجر یو چن کی بیٹی اور زاؤ زیانگ کی محبوبہ کم کی ہو۔"

وہ بولی "تمہارا اندازہ درست ہے۔ پائی داوے تم کوں ہو؟"

"ہم بھی تمہاری طرح چینی باشندے ہیں۔ زمین کے رشتے سے ہم لوگوں کو متحد رہنا چاہیے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ زاؤ زیانگ امریکیوں کے لیے کام کر رہا ہے۔"

میں کم کی کے دماغ میں تھا۔ وہ میری مرضی کے مطابق

بولی "تم درست کہتے ہو۔ ابھی میں زاؤ کو یہی سمجھا رہی تھی کہ اسے اپنوں کا ساتھ دینا چاہیے لیکن امریکی حکام نے اسے بڑے سزیاں دکھائے ہیں۔ وہ ان کی وفاداری سے باز نہیں آ رہا ہے۔ میرے سمجھانے پر اس نے مجھے گالیاں دی ہیں۔ اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں اس کی محبت میں میاں گالیاں کھانے آئی ہوں۔ ابھی یہی فیصلہ کر رہی تھی کہ اب اس کے ساتھ نہیں رہوں گی پھر سوچتی ہوں اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں بیٹیک واپس جاؤں گی تو غداری کے جرم میں سزائے موت ملے گی۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "زاؤ زیانگ کا ساتھ نہ چھوڑو۔ اسے ہلا پھلا کر ہمارے پاس لے آؤ۔ ہم اس کا برین واش کریں گے پھر وہ ہمارے لیے کام کرنے لگے گا۔"

وہ میری مرضی کے مطابق بولی "ٹھیک ہے۔ میں کل کسی وقت اسے ہلا پھلا کر وہاں لاؤں گی۔ جہاں تم ہو گے۔"

اس نے کہا "کل اسے چائینز ٹائٹ کلب میں لے آؤ اور میرا موبائل نمبر نوٹ کرو۔"

وہ اپنا موبائل نمبر بتانے لگا۔ کم کی نے میری مرضی کے مطابق وہ نمبر نوٹ کرتے ہی ایک دم سے چپ کر کہا "زاؤ! یہ کیا کر رہے ہو؟ تم نے ریو اور کیوں نکالا ہے؟ میرا نشانہ کیوں لے رہے ہو؟ دیکھو کوئی نہ چلائے۔"

کم کی نے یہ کہتے ہوئے اپنے ہینڈ بیگ میں سے ریو اور نکال لیا تھا۔ زاؤ زیانگ ہاتھ روم کے دروازے کے پاس ریو اور لیے کھڑا تھا اور ناگواری سے کہہ رہا تھا "چھو تو تم بیٹھی چھری ہو۔ مجھے چھانسنے کے لیے وہاں لے جاؤ گی جہاں تمہیں کہا جا رہا ہے۔"

کم کی نے کہا "دیکھو زاؤ میرے پاس بھی ریو اور ہے۔ اگر دشمنی کرو گے تو دونوں طرف سے گولیاں چلیں گی۔ میں تمہاری بہتری کے لیے فون پر باتیں کر رہی تھی۔ دوسری طرف ہمارے چینی بھائی ہیں۔ آؤ اور یہ ریسپورڈ کر خود ان سے باتیں کرو۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "کم کی تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ زاؤ کو ریسپورڈ۔ ہم اسے سمجھائیں گے۔"

گولی چلا دی ہے۔ آہ میں کیا کروں۔ یہ دم توڑ رہا ہے میں کہاں جاؤں؟"

"ابھی اس میں جان باقی تھی۔ وہ فرش پر گر کے بے ہوش پڑا ہے۔ ریو اور تک پہنچ گیا تھا۔ کم کی کی بات ختم ہوتے ہی اس نے گولی چلا دی۔ کم کی کے قتل سے چپ گئی لیکن یہ زاؤ زیانگ کی بد نصیبی تھی کہ وہ آخری سانسوں میں صحیح نشانہ لگا نہ سکا وہ خوف سے چپ پڑی تھی اسے گولی نہیں لگی تھی۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا "اب کیا ہوا ہے؟ تم وہاں کیوں ہو؟ فوراً یہاں چلی آؤ۔"

وہ ریسپورڈ چیک کرنا ہینڈ بیگ لے کر وہاں سے دوڑتی ہوئی اپنے محبوب کی لاش سے کتراتی ہوئی اس بیگلے سے باہر چلی گئی۔

اسے وقت سونپنا نہ آ رہا تھا "میں نے معلوم کیا ہے۔ وہ امریکی فوجی بیٹھی جانے والے ہمارے سراغ رسالوں کے غوی عمل سے نجات پا چکے ہیں۔ میں نے جس کے بھی دماغ میں جانے کی کوشش کی اس نے سانس روک لی۔ انہوں نے بڑی رازداری سے ایک دوسرے کے دماغوں کو متقل کر دیا ہے۔ ویسے یہاں کیا ہو رہا ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ اب تک کیا کر رہا ہوں۔ سونپنا نہ کیا کہ اب تاناکا اور امریکیوں کے درمیان دشمنی پھیل ہو جائے گی۔ کم کی پناہ لینے کے لیے انڈورلڈ والوں کے پاس جا رہی ہے۔"

"میں نے اسی لیے ایسی چال چلی ہے۔ زاؤ زیانگ کو ہلاک کرنا ضروری ہو گیا تھا کیونکہ میں اس کا بوجھ اختیار کر کے انڈورلڈ کے ایک اہم یوگا جاننے والے چینی کو دماغی مریض بن چکا ہوں۔ زاؤ کی موت کے بعد یہی سمجھا جائے گا کہ ہارڈی کی موت کے باعث زاؤ نے انتقامی کارروائی کی اور پھر انڈورلڈ والوں نے اس انتقامی کارروائی کے جواب میں کم کی کے ذریعے زاؤ کو گولی مار دی ہے۔"

اب تو زانفرا مر مشین عام ہو رہی تھی۔ کہتے ہی ممالک میں یہ مشین تیار ہو رہی تھی۔ بے شمار فوجیں جاننے والے ہر ملک اور ہر شہر میں نظر آنے والے تھے لیکن یہ علم سیکھنا آسان ہو رہا تھا۔ اتنی ہی دشواریاں بڑھنے والی تھیں۔ یہ علم ایک عذاب بن کر سب پر نازل ہونے والا تھا۔

اس علم کو کوئی بھی سیکھ سکتا ہے لیکن اسے استعمال کرنے کے لیے ہماری ذہانت بھی لازمی ہے اور ہماری مکاری بھی ذہانت سے ہم دوسروں کے لیے مسیحا بن سکتے ہیں اور مکاری کے ذریعے دشمنوں کے لیے موت۔

☆

ایزپورٹ پر بڑی گما گما تھی۔ یہ ایسی جگہ ہے جہاں

دیوتا

ایچھے لوگ بھی ہوتے ہیں اور برے لوگ بھی۔ قانون کے محافظ بھی ہوتے ہیں اور مجرم بھی۔ پورس ایک جگہ بیٹھا یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ گھنٹام نے کس طرح اپنی آنکھوں کی مقناطیسی قوت سے شربلی کو محرزہ کیا ہے؟ گھنٹام اس کنواری کو چوملوں کا گھڑتہ دے کر سرگوشی میں یہ کہہ گیا تھا کہ وہ اسے یاد رکھے گی اور دہلی بچنے کے بعد وہ آج رات اسے جہاں بھی بلائے گا۔ وہ تمام رکاوٹیں توڑ کر اس کے پاس چلی آئے گی۔

وہ بے چاری محرزہ سی ہو کر اسی کے بارے میں سوچتی رہ گئی تھی۔ پورس نے خیال خوانی کے ذریعے شیوانی سے کہا "یہ وہی گھنٹام ہے اس کی حرکتوں سے ابھی اسی حد تک معلوم ہوا ہے کہ یہ نفسیاتی مریض ہے کسی ایسی کنواری لڑکی کو دیکھ کر جن جن میں جیلا ہو جانا ہے جو دلہن بننے والی ہوتی ہے۔"

شیوانی نے کہا "میں یہاں دور بیٹھی یہ تماشا دیکھ رہی ہوں۔ گھنٹام نے ابھی اس لڑکی کو ایک بکٹ پیش کیا تھا مگر یہ بھی دیکھ رہی ہوں کہ تم اس لڑکی میں زیادہ دلچسپی لے رہے ہو۔ بار بار اسے ہی دیکھتے جا رہے ہو۔ وہ مجھ سے زیادہ خوب صورت نہیں ہے مگر تم جیسے مردوں کی نیت بدلتی رہتی ہے۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ مجھے اس لڑکی سے بھرپور ہے اور تمہیں بھی بھرپور ہونی چاہیے۔ کیا تم چاہو گی کہ ایک دلہن بننے والی شریف زادی کو ایک شیطان لوٹ لے۔"

"کوئی عورت ایسا نہیں چاہے گی اور میں بھی نہیں چاہتی مگر تمہیں پریشانی کیا ہے۔ یہ لڑکی دہلی جا رہی ہے اور گھنٹام لندن جا رہا ہے۔"

"پریشانی یہی ہے کہ یہ جنونی شیطان اب لندن نہیں جائے گا۔ دہلی میں رک جائے گا۔"

"یہ تم کہتے جا رہے ہو؟"

وہ شربلی کو بکٹ پیش کرتے وقت یہ کہہ رہا تھا کہ وہ آج رات دہلی میں اس کے پاس آئے گی۔ تم اندازہ کر سکتی ہو کہ لندن کے اہم معاملات چھوڑ کر ایک کنواری کے لیے دہلی میں رکنے والا کس قدر جنونی ہو گا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ صرف لڑکیوں کی حد تک خطرناک ہے یا اور بھی کئی طرح کی مجرمانہ زندگی گزار رہا ہے۔"

شیوانی نے پوچھا "تمہارے ارادے کیا ہیں؟ کیا تم ہیرو بن کر اس لڑکی کی عزت بچانے کے لیے لندن نہیں جاؤ گے۔ اس جنونی کی طرح جنونی بن کر دہلی میں رک جاؤ گے؟"

پورس اس سلسلے میں شیوانی سے بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ عام عیوبوں کی طرح اسے شربلی سے دور رکھنے کے لیے اسی طرح طعنے دیتی رہے گی اور جھگڑا کرتی

کتابیات پبلی کیشنز

17

رہے گی۔

اس نے کہا ”عام عورتیں ایک جیسی ہوتی ہیں۔ مرو جاہے جتنا ہی بے اعتماد ہو اسے بے اعتماد سمجھتی رہتی ہیں۔ ذرا عقل سے سوچیں دہلی میں رکنے کی نادانی کیوں کروں گا؟ میں تو لندن پہنچنے پہنچنے بھی خیال خانی کے ذریعے شرمیلی کے کسی کام آنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔“

وہ بولی ”کوئی ضروری نہیں ہے کہ تم شرمیلی کے کام آؤ۔ یہ تمہاری ہے ہمارے معمول ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک ہمارے حکم کے مطابق شرمیلی کے دماغ میں موجود رہے گا اور اس کی مدد کرتا رہے گا۔ کیا اس کے قریب رہنے کے لیے اور کوئی بات بناؤ گے؟“

”تم تو خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ گئی ہو۔ مجھے اس لڑکی کے قریب رہنے کا شوق نہیں ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ طیارے میں گھٹام کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھوں گا۔ میری سیٹ پر بے سامو تمہارے ساتھ رہے گا۔“

”تم میرے ساتھ کیوں نہیں بیٹھنا چاہتے؟“

”کیا سیدھی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی؟ میں گھٹام کے متعلق مکمل معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔“

”اس کے متعلق معلومات حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔“

”پراسرار لوگ کیسے نہیں ہم سے ٹکراتے ہیں۔ آج اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کل ہو سکتا ہے اور یہ تم نے کیا رویہ اختیار کیا ہے کہ میں کسی لڑکی کو دیکھ نہیں سکتا۔ اس کے کام نہیں آسکتا۔ کسی پراسرار شخص کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کر سکتا۔ کیا میں تمہارا غلام ہوں؟ تم نے تمہاری بے کی طرح مجھے اپنا غلام بنا رکھا ہے؟“

”تم غصہ کیوں دکھا رہے ہو؟ میں تمہاری بیوی ہوں۔ کیا میرا تم پر کوئی حق نہیں ہے؟“

”حق حاصل کرنے کے لیے بیوی کی حد میں رہو۔ ملکہ عالیہ کی طرح مجھ سے احکامات کی تعمیل نہ کراؤ۔“

شیوانی نے ناراضگی سے اسے دیکھا پھر منہ پھیر کر طیارے کی طرف جانے لگی۔ وہ اس سے الگ رہ کرے کاؤ اور بے قلعہ کے ساتھ جانے لگا۔ بے سامو سب سے پیچھے تھے وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ ایسے وقت گھٹام نے سامنے آکر اس کا راستہ روک لیا۔ اس نے پوچھا ”کیا بات ہے؟ راستہ چھوڑو۔“

وہ آگے نہ کہہ سکا۔ گھٹام کی نظروں نے اس کی نظروں کو جکڑ لیا۔ سونے لبادے کے اندر کی اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس نے اپنا بورڈنگ کارڈ بے سامو کو دیتے ہوئے بھاری بھر کم آواز میں کہا ”تم میری سیٹ پر بیٹھو گے۔“

اپنا بورڈنگ کارڈ مجھے دو۔“

بے سامو نے حیرت زدہ ہو کر اس سے بورڈنگ کارڈ لیا اور اپنا بورڈنگ کارڈ اسے دیا۔ گھٹام نے راستہ چھوڑ دیا وہ آگے بڑھتا ہوا میز پر چڑھا ہوا جہاز کے اندر آیا۔ ایک اتر ہوٹس نے سیٹ تک اس کی راہنمائی کی۔ وہ وہاں جا کر پورس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے لگا۔ پورس نے اسے حیرانی سے دیکھا۔ اس کے خیالات بڑھے تو معلوم ہوا کہ وہ حیرت زدہ ہے اور گھٹام سے بورڈنگ کارڈ کا تبادلہ ہوا ہے۔

دوسری طرف شیوانی نے چونک کر گھٹام کو دیکھا۔ وہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ رہا تھا۔ وہ بولی ”مسٹر! یہ تمہاری سیٹ نہیں ہے یہاں میرا ساتھی بیٹھا گا۔“

اس نے سر جھکا کر اسے دیکھا۔ دونوں کی نظریں متصادم ہونے لگیں۔ وہ شیوانی کی نظروں کو جکڑنا چاہتا تھا۔ شیوانی کی زہریلی آنکھیں اس کے قابو میں نہیں آ رہی تھیں۔ وہ بھاری بھر کم سرگوشی میں بولا ”کون ہو تم؟“

”تم کون ہو؟“ شیوانی نے پوچھا ”یہاں کیوں آئے ہو؟“

”میں نے تمہارے ساتھی سے سیٹ کا تبادلہ کیا ہے۔ تم پہلی عورت ہو جو میری نگاہوں کے غلبے میں نہیں آ رہی ہو۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ تمہاری آنکھوں میں یہ طلسمی قوت کیسے پیدا ہوئی ہے۔ یہ آنکھیں میری پیشانی کو گرم کر رہی ہیں۔“

”میں بھی اپنی پیشانی میں حرارت محسوس کر رہی ہوں۔ تم مجھے زیر نہیں کر سکو گے اور نہ ہی میں تمہیں حیرت زدہ کر سکوں گی۔ نہ تم میرے بارے میں پوچھو۔ نہ میں تم سے کوئی دلچسپی رکھتی ہو۔ ستر ہے یہاں سے چلے جاؤ۔“

پورس خیال خانی کے ذریعے موجود تھا۔ اس نے کہا ”شیوانی! یہ اچھا موقع ہے اس سے باتیں کرو۔ اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرو۔ میں جو چاہتا ہوں، تمہیں دی کرنا چاہیے۔“

گھٹام نے پوچھا ”تم مجھ سے کیوں کترا رہی ہو؟ کیا مجھ سے خوف زدہ ہو؟“

”میں ڈرنا نہیں جانتی۔ مرنا جانتی ہوں یا مارنا جانتی ہوں۔ میں تمہارے بارے میں بہت کچھ معلوم کرنا چاہتی ہوں مگر میرے پوچھنے پر تم جی نہیں بولو گے۔ بولو گے تو چمچ میں جھوٹ ملاؤ گے۔ اپنی اصلیت چھپاؤ گے۔“

”مجھے بھی یہی سوچنا چاہیے کہ تم اپنے بارے میں کچھ نہیں بولو گی لیکن میں ایسا نہیں سوچ رہا ہوں۔ تم جو کوئی میں نہیں کروں گا۔ کبھی کبھی جھوٹ سے دوستی شروع ہوتی ہے اور کچھ تک پہنچ جاتی ہے پھر تو اپنے بارے میں بولو۔“

”انتی بڑی دنیا میں میرا ایک ہی دوست ہے اور وہ میرا

شوہر ہے۔ اس کے سوانہ کوئی دوست ہے نہ ہو گا۔“

”میں کبھی کسی بیاتنا سے دلچسپی نہیں لیتا۔ صرف کنواری لڑکیوں سے ایک رات کی دوستی کرتا ہوں۔ تم میرے جیسی غیر معمولی صلاحیت رکھتی ہو۔ اس لیے دلچسپی لے رہا ہوں۔ یہ بتاؤ میں تمہیں کس طرح اپنے جج بولنے کا یقین دلا سکتا ہوں۔“

شیوانی نے پورس کی مرضی کے مطابق کہا ”مجھے اپنا ہاتھ چومنے دو پھر یقین کروں گی۔“

”مسکرا کر اپنا ایک ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا ”یہ میری خوش نصیبی ہے۔ تم اس ہاتھ کو چوم کر اپنا بتاؤ۔“

پورس نے سوچا ”وہ اپنے اندر کی باتیں کبھی نہیں بتائے گا۔ پراسرار بن کر رہے گا۔ اس سے کچھ گواہا ممکن نہیں ہے۔ البتہ شیوانی اس کے ہاتھ کا زہریلا بوسہ لے گی تو وہ زہر سے مر جائے گا۔ شرمیلی جیسی کنواریاں اس کی شیطانی خواہشات سے محفوظ رہیں گی اور اگر زہر نہ ہلاک نہ کیا تو وہ زہر نشین بن کر اسے مدھوش رکھے گا۔“

شیوانی نے اس کا ہاتھ تھام کر سر جھکا کر اس کی تھیلی کی پشت کا بوسہ لیا۔ ایسا کرتے وقت اس نے اپنے دانت اس جگہ بیوست کر دیے۔ گھٹام نے جیسے تکلیف محسوس کی۔ کراہتے ہوئے کہا ”آہ! ام کیا ہو؟“

اس کی آنکھیں نکلنے میں ڈوب گئیں۔ اس نے محور نگاہوں سے دیکھا۔ جس کی توقع نہیں تھی، وہ ہو رہا تھا۔ شیوانی پر بھی نشہ طاری ہو رہا تھا۔ وہ بڑی مستی میں سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بولی ”ہائے! تم بھی کیا ہو؟ تمہارا زہر میرے اندر دوڑنے لگا ہے۔ تم تو میری ہی برادری کے ہو۔ یہ زہر کہاں سے لائے ہو؟“

گھٹام کی آنکھیں مدھوشی کے باعث بند ہو رہی تھیں۔ اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ دھیمی آواز میں بڑبڑاتے لگا۔ وہ بھی بڑبڑا رہی تھی ”میں ایک بہت دولت مند باپ کی بیٹی تھی۔ مجھے کینسر ہو گیا تھا۔ ایک سپرے نے میرے باپ سے کہا ”ایک ماہ کے اندر لڑکی کے کینسر کو مار سکتا ہے یا لڑکی کو مار دے گا۔ اگر آپ علاج کرنے کی اجازت دیں گے تو میں اس زہر کو آزماؤں گا۔“ اچھے تو ایسے غمی مرنا تھا اور ویسے بھی موت آنکسی تھی۔ اس سپرے نے تین ماہ میں میرا علاج کیا۔ میرے مقدور میں زندگی تھی۔ میں آج بھی زندہ ہوں مگر زہریلی بن گئی ہوں۔“

وہ بڑبڑا رہا تھا ”میں تمہارے زہر کو اپنے اندر محسوس کر رہا ہوں اور سمجھ رہا ہوں۔ یہ اسی سانپ کا زہر ہے جو میرے سپرے باپ کے پاس تھا۔ میرے باپ نے ایک دولت مند کی بیٹی کا علاج اسی شرط پر کیا تھا کہ وہ لڑکی زندہ

رہے گی تو سپرے کی ہونے گی۔ کیونکہ اس زہریلی سے کوئی شادی نہیں کرے گا۔ جو کرے گا وہ ساگ رات کی صبح ہونے سے پہلے مر جائے گا۔ تم وہی ہو۔ تمہارا نام شیوانی بھاسکر ہے۔ جب میں چودہ برس کا تھا۔ تب تم سے میری شادی ہوئی تھی۔ اس کے بعد تم بارہ برس کی عمر میں لندن چلی گئی تھیں۔ اب تمہارا زہر میرے اندر اور میرا زہر تمہارے اندر دوڑ رہا ہے۔ ہمارے زہر کا ملن ہو چکا ہے اس کے بعد ہمارا جسمانی ملن ہو گا۔ آج سے پندرہ برس پہلے تم میری دلہن بن چکی تھیں۔ تم آج بھی میرے لیے کنواری ہو۔“

شیوانی نے جواب نہیں دیا۔ وہ زہریلی نیند میں ڈوب گئی تھی۔ پورس، گھٹام کے اندر تھا۔ وہ بھی نیند میں ڈوب رہا تھا۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ پندرہ برس سے اپنی کنواری دلہن کو ڈھونڈ رہا تھا۔ وہ نہیں مل رہی تھی تو دوسری دلہن بننے والی کنواریوں کو جنونی انداز میں حاصل کرتا رہا تھا۔ اب اگر اس کی دلہن شیوانی اسے مل جائے گی تو وہ آئندہ کسی کنواری کو بوس کا نشانہ نہیں بنائے گا۔

اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ اسی حد تک پراسرار تھا۔ شیوانی کی طرح زہریلا تھا۔ دونوں کے اندر ایک ہی سانپ کا زہر تھا اور اس زہر کے باعث ان کی آنکھوں میں طلسمی حرارت اور مقناطیسیت پیدا ہو گئی تھی۔

شیوانی کی داستان حیات ایک عجیب موڑ پر پہنچی تھی۔ وہ پندرہ برس پہلے لگن منڈپ میں گھٹام کے ساتھ سات پچیس لے چکی تھی۔ اس کی بیاتنا بن چکی تھی لیکن وہ کنواری دلہن اس سے جدا ہو چکی تھی۔

ایک طرح سے دیکھا جائے تو گھٹام ایک ذہنی مریض تھا۔ اس کی وہ پہلی والی پراسراریت ختم ہو چکی تھی لیکن اب وہ شیوانی اور پورس کے لیے مصیبت بننے والا تھا۔ اگر ایک طرف دیکھا جائے تو گھٹام کا علاج صرف یہ تھا کہ اس کی کنواری دلہن شیوانی اسے مل جائے اگر چہ اب وہ کنواری نہیں رہی تھی۔ پورس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزار رہی تھی۔

لیکن ایک نفسیاتی مریض کے لیے اس کی دلہن اب تک کنواری تھی۔ اس کے ذہن میں پندرہ برس کے طویل عرصے سے یہ بات نقش رہی تھی کہ شیوانی جب بھی آئے گی تو اپنا کورا بدن لے کر ساگ کی چٹ پر آئے گی۔ یہاں نہیں آئندہ کیا ہوئے والا تھا۔ ابھی تو سمجھ میں آ رہا تھا کہ گھٹام لندن کا سفر ملتی کر کے دہلی میں رکے گا۔

لیکن یہ ضروری بھی نہیں تھا۔ اب یہ سمجھنے کو رہ گیا تھا کہ اس جنونی شخص کے ذہن پر کون سی کنواری حاوی ہے وہ جس کی شادی کل ہونے والی ہے یعنی شرمیلی یا وہ شیوانی جو

ایک طویل مدت سے اس کے ذہن میں ایک کنواری دلہن کی طرح نقش ہے؟

وہ دونوں نفس کی حالت میں بڑبڑاتے ہوئے سوچتے تھے۔ جہاز اپنی مخصوص رفتار سے مختلف منزلوں کی طرف رواں تھا۔ ابھی کئی منزلیں تھیں۔ ایک منزل دہلی اور دوسری لندن ان کے درمیان وہ طیارہ پیرس وغیرہ میں رکنے والا تھا۔ ابھی چند گھنٹوں میں معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ جنونی کدھر جانے والا ہے۔

پھر معلوم ہو گیا۔ جہاز دہلی کے انرپورٹ میں پہنچ گیا۔ شرمیلی اپنے ماں باپ اور رشتے داروں کے ساتھ جہاز سے اترنے لگی۔ اس نے جہاز کے اندر اپنا سفری بیگ اٹھا کر جاتے جاتے گھٹشام کو دیکھا۔ وہ ہانگ کانگ انرپورٹ میں اسے پھولوں کا گلدستہ پیش کرتے ہوئے محرزہ کو رکھا تھا۔ اس نے حکم دیا تھا کہ وہ اسے یاد رکھے گی دہلی پہنچنے کے بعد وہ اسے جہاں بلائے گا وہاں چلی آئے گی۔

اور وہ بے چاری ہانگ کانگ سے لے کر دہلی تک پریشان ہوتی رہی تھی۔ گھٹشام کی زہریلی اور متناہیسی آنکھیں اس کے حواس پر چھائی ہوئی تھیں۔ وہ اسے بھول جانا چاہتی تھی لیکن گھٹشام کو حکم بری طرح دل و دماغ پر نقش ہو گیا تھا کہ وہ اسے یاد رکھے گی اور اس کے حکم کی تعمیل کرے گی۔

وہ محرزہ تھی۔ اسے نہیں بھول پارہی تھی اور دہلی پہنچنے کے بعد وہ اس رات اسے جہاں بلانا وہ نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں جانے والی تھی۔

اس نے سفری بیگ اٹھا کر جاتے جاتے گھٹشام کو دیکھا۔ وہ سیٹ کی پشت سے سرٹیکے کمری نیند میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی شیوانی بھی سو رہی تھی۔ وہ شیوانی کو نہیں جانتی تھی لیکن یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ اسے حکم دینے والا اسے اپنے پاس بلائے والا بے خبر سو رہا تھا۔ بلانا نہ بلانا اس حاکم کی مرضی پر تھا۔ وہ تو اسی وقت اس کے پاس جاتی جب وہ حکم دیتا۔

اور وہ محرزہ رہ کر اس کے حکم کا انتظار کرنے والی تھی۔ فی الحال اپنے ماں باپ کے پیچھے چلتے ہوئے جہاز سے اترتی۔ وہ خوش نصیب یہ نہیں جانتی تھی کہ اسے ایک جنونی ہوس پرست سے نجات مل چکی ہے۔

پورس مسکراتے ہوئے شیوانی اور گھٹشام کو دیکھ رہا تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو اپنے اپنے زہر سے اس قدر مہوش کیا تھا کہ وہ بے ہوشی کی حد تک نیند میں ڈوب گئے تھے۔ انہیں خبر نہیں تھی کہ کتنا فاصلہ طے کر چکے ہیں۔ پورس نہیں جانتا تھا کہ وہ کب تک سوئے رہیں گے مگر یہ

اطمینان ہو گیا تھا کہ شرمیلی اب اس کے شر سے محفوظ رہے گی۔

وہ طیارہ دہلی سے روانہ ہو گیا۔ گھٹشام ایک کنواری کو پیچھے چھوڑ کر دوسری کنواری کے ساتھ آگے جا رہا تھا جبکہ وہ پورس کی بیابانتا تھی۔ پورس گھٹشام کے دماغ میں پھر پہنچ گیا۔ اس کے اہم خیالات پہلے ہی پڑھ چکا تھا۔ آئندہ اس جنونی کو قابو میں رکھنے کا مسئلہ تھا اور یہ مسئلہ ابھی حل ہو سکتا تھا۔ وہ اسے پھانسا کر نہ لگا۔

پورس نے یہ طے کر لیا تھا کہ فی الحال اسے شیوانی سے دور رہنا ہے۔ اس کا تجربہ کہ رہا تھا کہ مشین کا نقشہ اور وہ ٹیلی پیٹھی جاننے والے تھری بے آئندہ اس کے لیے مسائل پیدا کرنے والے ہیں اور یہ مسائل اسکاٹ لینڈ یا رڈ کے بڑے عمدے داروں کی طرف سے بھی پیدا کیے جاسکتے ہیں۔ ان حالات میں وہ دور رہ کر شیوانی کے کام آسکتا تھا۔

اس نے گھٹشام کے دماغ میں یہ باتیں نقش کیں کہ وہ شیوانی کے عشق میں مبتلا رہے گا۔ اسے کنواری سمجھتا رہے گا اور اسے حاصل کرنے کی لگن میں کبھی کسی دوسری کنواری کو ہوس کا نشانہ نہیں بنائے گا۔ ان کے علاوہ سب سے اہم بات یہ نقش کی کہ وہ شیوانی کو حاصل کرنے کے جنون میں مبتلا ہونے کے باوجود کبھی اسے ہاتھ نہیں لگائے گا۔

پورس شیوانی کو ابھی بھی رہا تھا اور اسے تحفظ بھی دے رہا تھا۔ اس تنویری عمل کے نتیجے میں اسے یہ اطمینان رہتا کہ اس کی شریک حیات شیوانی محفوظ رہے گی۔ جب طیارہ استنبول سے گزر رہا تھا تب ان دونوں کا نقشہ کم ہونے لگا۔ وہ نیند سے بیدار ہونے والے تھے۔ گھٹشام ابھی مزید دو گھنٹے تک تنویری نیند سونے والا تھا۔ پورس چاہتا تھا کہ شیوانی بھی لندن پہنچنے تک سوئی رہے۔

اس نے شیوانی کے دماغ میں پہنچ کر اسے ہدایت دی کہ وہ ابھی سوئی رہے گی۔ جب طیارہ پیرس سے آگے نکل جائے گا تب اس کی آنکھ کھل جائے گی پھر جب وہ طیارہ پیرس پہنچا تو وہ جہاز سے اتر گیا۔ وہاں سے انرپورٹ کی قمارت میں پہنچ کر اس طیارے کو دیکھا رہا۔ وہ وہاں سے پرواز کر کے لندن کی طرف جانے لگا۔ اس نے شیوانی کے اندر پہنچ کر کہا ”الوداع میری جان! ہم پھر کبھی ملیں گے۔“

شیوانی کی آنکھ کھل گئی کیونکہ اس کے دماغ میں دی ہوئی ہدایت کے مطابق وہ طیارہ پیرس سے آگے نکل گیا تھا اور اب لندن پہنچنے والا تھا۔ آنکھیں کھلتے ہی اس کی نظر گھٹشام پر پڑی تو وہ ناگواری سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے دور پورس کی سیٹ کی طرف دیکھا۔ وہ سیٹ خالی نظر آئی۔ وہاں بے کافو بے قلو اور بے سامو اور ہر اوسر بیٹھے ہوئے

تھے اس نے قریب آکر پوچھا ”آندرے (پورس) کہاں ہے؟“

بے سامو نے کہا ”وہ پیرس میں رک گیا ہے۔ مجھ سے کہہ گیا ہے کہ بعد میں لندن آئے گا۔“

وہ حیرانی سے بولی ”وہ پیرس میں کیوں رک گیا ہے؟ اس نے مجھے نہیں جگایا۔ تم تینوں کا فرض تھا کہ مجھے جگائے۔“

بے کافو نے کہا ”تم آرام سے سو رہی تھیں۔ اس نے کہا تھا کہ تمہیں نہ جگایا جائے۔“

وہ پریشان ہو کر رہنے لگی۔ اس نے سرگھما کر گھٹشام کی طرف دیکھا۔ وہ وہاں بیٹھنا نہیں چاہتی تھی۔ پورس کی خالی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ ان تینوں سے بولی ”ابھی پورس کے پاس جاؤ۔ آسے بتاؤ کہ میں نیند سے جاگ گئی ہوں۔ وہ مجھ سے بات کرے۔“

ان تینوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی خیال خوانی کے ذریعے پورس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ تینوں کی خیال خوانی کی لہریں واپس آئیں۔ انہوں نے شیوانی کو دیکھا۔ وہ بولی ”مجھے کیا دیکھ رہے ہو؟ اس کے پاس کیوں نہیں جاتے؟“

ان میں سے ایک نے کہا ”ہم گئے تھے اس نے سانس روک لی۔“

اس نے غصے سے کہا ”پھر جاؤ بار بار جاؤ اس سے کو مجھ سے بات کرے۔“

وہ بار بار جانے لگے بار بار اسے بتانے لگے کہ وہ سانس روک کر انہیں بھگا رہا ہے۔ وہ حیرانی اور پریشانی سے بولی ”مائی گاڈ اسے کیا ہو گیا ہے؟“

پھر وہ دل میں سوچنے لگی ”کیا وہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے۔ میں تو بار بار سے بھگتا کر رہی تھی۔ اسے سمجھنا چاہیے کہ میں بیوی ہوں اس سے لڑتی ہوں تو اس پر مرقی بھی ہوں۔“

پورس بڑی خاموشی سے اس کے اندر موجود تھا۔ اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اس نے پیرس پہنچنے سے پہلے ہی خیال خوانی کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے سے اپنے لیے گاڑی منگوائی تھی۔ اس کی محبوبہ اور ہونے والی بیوی ثناء (بھٹی) گاڑی لے کر آئی تھی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر ادارے میں جا رہا تھا۔ ثناء نے ڈرائیو کرتے ہوئے اسے دیکھا پھر کہا ”مرد بڑے ہرجائی ہوتے ہیں۔ یہاں مجھ سے شادی ہونے والی ہے اور مجھ سے پہلے شیوانی کو دلہن بنا کر آ رہے ہو۔“

”تم ایک عرصے سے بابا صاحب کے ادارے میں ہو۔ بڑی زبردست تربیت حاصل کر رہی ہو اور یہ دیکھتی آ رہی ہو کہ بدلتے ہوئے حالات اور واقعات کے مطابق ہمیں وہ بھی

سب کرنا ہوتا ہے جو ہم کرنا نہیں چاہتے۔ ہمارے بزرگ جناب تمبریزی اور جناب عبداللہ واسطی وغیرہ کی حکمت عملی اور ان کی روحانی معلومات کو ہم سمجھ نہیں پاتے۔ وہ جس وقت جیسا حکم دیتے ہیں۔ ہم بے چوں و چرا اس پر عمل کرتے ہیں۔ کیا تم ناراض ہو؟“

وہ مسکرا کر بولی ”نہیں۔ تمہاری دونوں مائیں ماما اور ماما (آمنہ اور سونیا) بہت اچھی ہیں۔ مجھے ان سے بھرپور مستانہتی ہے۔ ماما سے روحانی اور ماما سے جسمانی تربیت حاصل کرتی رہتی ہوں۔ انہوں نے مجھے سمجھایا ہے کہ تم نے جناب عبداللہ واسطی کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے شیوانی کو شریک حیات بنایا ہے۔ مجھے صبر کرنا چاہیے آئندہ مجھے وہ تمام سرسبز مائیں کی جو میں شریک حیات کی حیثیت سے چاہوں گی۔ نہ مجھے تم سے کوئی شکایت ہے اور نہ میں تم سے ناراض ہوں۔“

پورس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کچھ عرصے تک شیوانی کو اس کے حالات سے خود نشتے دیا جائے اور وہ تب تک بابا صاحب کے ادارے میں آرام کرتا رہے گا اور وقت ضرورت شیوانی کے کام آ رہے گا۔

شیوانی لندن پہنچ گئی تھی۔ اسکاٹ لینڈ یا رڈ کے تمام اعلیٰ عہدے دار اس کے استقبال کے لیے آئے تھے۔ اس سے مصافحہ کر رہے تھے اسے گلے لگا کر مبارکباد دے رہے تھے۔ اس نے مشین کا نقشہ حاصل کر کے بت دیا کہ کارنامہ انجام دیا تھا پھر یہ کہ اپنے ساتھ تین ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو لائی تھی۔

وہ تمام عہدے دار بے کافو بے قلو بے سامو سے مصافحہ کر رہے تھے۔ انہیں خوش آمدید کہہ رہے تھے اور انہیں یقین دلا رہے تھے کہ وہ تینوں اسکاٹ لینڈ یا رڈ میں محفوظ رہیں گے۔ سراغ رسانی اور سیاسی ڈپلومیسی کی بہترین تربیت حاصل کرتے رہیں گے۔

پھر سب سے بڑے عہدے دار ڈی جی نے یعنی ڈائریکٹر جنرل نے پوچھا ”ویل شیوانی! تم نے اپنی شادی کی خوش خبری سنائی تھی۔ تمہارا وہ خوش نصیب لالہ کتنا پیار ٹنر کہاں ہے؟“

شیوانی کو چند لمحوں کے لیے اپنی ٹوپین کا احساس ہوا۔ وہ مشین کے نقشے اور تھری بے کے علاوہ آندرے کو بڑے خیر کے ساتھ اپنے شوہر کی حیثیت سے سب کے سامنے پیش کرنا چاہتی تھی لیکن وہ شوہر اچانک دھوکا دے گیا۔ وہ اس کی غیر موجودگی کے سلسلے میں کوئی بات بنانا چاہتی تھی۔ اسی وقت اچانک اسے کمزوری کا احساس ہوا سر چکرانے لگا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

ڈی جی نے پوچھا ”کیا ہوا؟ آریو آل رائٹ؟“

وہ کمزوری آواز میں بولی ”میرا دل گھبرا رہا ہے سر چکر رہا ہے۔“
وہاں اعلیٰ عہدے داروں کے ساتھ اسکاٹ لینڈ رڈ کا ایک ڈاکٹر بھی موجود تھا۔ ان پورٹ کے دی آئی بی روم میں اسے لے جایا گیا۔ ڈاکٹر نے اسے دوا میں دینے سے پہلے اس کا معائنہ کیا پھر مسکرا کر کہا ”مبارک ہو۔ تم ماں بننے والی ہو۔“

وہ اپنی تمام پریشانی بھول گئی۔ خوش ہو کر بولی ”ڈاکٹر! تم سچ کہہ رہے ہو؟“

ڈاکٹر نے دی آئی بی روم کا دروازہ کھول کر تمام اعلیٰ عہدے داروں سے کہا ”میڈم شیوانی نے ہم سب پر بڑا عظم کیا ہے ایک تو ہم سے دور جا کر شادی کی۔ یہاں آکر اپنے شوہر سے نہیں ملایا اور اب ماں بننے کی خوش خبری دے رہی ہیں۔“ تمام عہدے دار کمرے کے اندر آگئے۔ اس سے ہاتھ ملانے لگے اسے بار سے چھپکنے لگے اسے چومنے لگے اور مبارکباد دینے لگے۔

وہ خوشی سے نہال ہو رہی تھی۔ اپنے اندر سوچ کے ذریعے پورس کو پکار رہی تھی ”اندھے میری جان تم کہاں ہو؟ جلدی آؤ میں تمہیں بہت بڑی خوش خبری سنانا چاہتی ہوں۔“

پورس ایسے وقت اس کے اندر نہیں تھا۔ ایک عورت کے لیے یہ بہت بڑی خوش خبری ہوتی ہے۔ پہلی بار ماں بننے کے آثار پیدا ہوں تو وہ سب سے پہلے اپنی یہ خوش خبری اپنے محو کو سنانا چاہتی ہے۔ وہ جانتی تھی کہ پورس اس کے اندر موجود نہیں ہے پھر بھی خوشی سے دیوانی ہو رہی تھی۔ ان پورٹ سے اسکاٹ لینڈ پہنچنے تک اس نے کئی بار اسے آوازیں دیں مگر وہ ہرجائی اس سے بے خبر تھا۔

اس نے اسکاٹ لینڈ کے صدر دفتر پہنچنے کے بعد تمام اعلیٰ عہدے داروں کے سامنے وہ مانیکو قلم پیش کی۔ تمام افراد خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ اسی وقت وہاں کی لب سے اس مانیکو قلم کے بڑے سائز کے پرنٹ نکالے گئے۔ اس اداسے کے ماہرین کو بلایا گیا جو مشینوں کے سلسلے میں بڑے تجربات اور بڑی مہارت کے حامل تھے۔ انہوں نے وہ پرنٹ دیکھ کر تعجب کی کہ وہ ٹرانزفاور مشین کا نقشہ ہے۔

ایک بار پھر تالیاں گونجنے لگیں۔ سب ہی خوشی سے ہانپ رہے تھے۔ شیوانی کو کھٹکے لگا کر یاد کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ شیوانی کو جتنی بھی عزت دی جائے اور اسکاٹ لینڈ یا رڈ میں جتنا بھی بڑا عہدہ دیا جائے وہ کم ہے کیونکہ وہ اسکاٹ لینڈ یا رڈ کے سراغ رسالوں کی تاریخ بدل رہی ہے۔ آئندہ دنیا کے اس مشہور و معروف ادارے کے تمام سراغ رساں

ملی جتنی سیکھ جائیں گے اور پہلے سے زیادہ حیرت انگیز کارنامے انجام دینے لگیں گے۔

انہوں نے فوراً ہی ٹرانزفاور مشین کی تیاری شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے لیے سب سے پہلا مسئلہ رازداری کا تھا۔ کیونکہ یہ ایسی مشین تھی جس کا نقشہ حاصل کرنے کے لیے بڑے بڑے ممالک کے جاسوس، سیکریٹ ایجنٹس سازشیں کر سکتے تھے۔ شیوانی نے کہا ”مشین تیار کرنے کا مسئلہ آپ لوگوں کا ہے۔ مجھے اجازت دیں میں کھر جا کر آرام کروں گی۔“

گھنٹھام اس کا ہم سفر تھا۔ وہ لندن پہنچ کر شیوانی کے ساتھ رہنا چاہتا تھا اور اس کے ساتھ رہنا اپنا حق سمجھ رہا تھا کیونکہ چند برس پہلے وہ اس کی دلہن بن چکی تھی لیکن وہاں پہنچ کر اسے اپنا حق جاننے کا موقع نہیں ملا۔ جس انداز میں شیوانی کا استقبال کیا جا رہا تھا اسے دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوا تھا اور خوش بھی ہوا تھا کہ اس کی بیوی نے بہت اونچا مقام حاصل کیا ہے۔ اس کے اطراف اسکاٹ لینڈ یا رڈ کی پولیس کا پرا تھا۔ کوئی اس کے قریب نہیں جاسکتا تھا کیونکہ وہ ایک اہم چیز اپنے ساتھ لائی تھی۔

اس نے خاموشی سے اسکاٹ لینڈ یا رڈ تک اس کا تعاقب کیا۔ وہاں پہنچ کر اس سے ملنے کی کوششیں کرنا رہا۔ بڑی دیر بعد ایک افسر نے توجہ سے اس کی بات سنی۔ وہ بولا ”میں شیوانی سے ملنا چاہتا ہوں۔ پلیز مجھے ایک بار اس سے ملنے کا موقع دیں۔“

افسر نے کہا ”سوری میڈم آرام کرنے کے لیے اپنے بنگلے میں جا چکی ہیں۔“

اس نے کہا ”آپ مجھے اس کے بنگلے کا پتا اور فون نمبر بتائیں۔“

”سوری کسی کو بھی میڈم کا پتا اور فون نمبر نہیں بتایا جاتا ہے۔“

”میں کوئی غیر نہیں ہوں۔ اس کا شوہر ہوں۔“
افسر نے چونک کر اسے دیکھا پھر خوش ہو کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے بولا ”آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ ہم تو میڈم سے پوچھ رہے تھے کہ آپ کہاں رہ گئے ہیں؟ آپ اندر تشریف لائیں تمام عہدے دار آپ سے مل کر خوش ہوں گے۔“

وہ بولا ”دیکھیے پہلے میں اپنی دانت سے ملنا چاہوں گا۔ یہاں کے تمام عہدے داروں سے بعد میں ملنا چاہوں گا۔“
گھنٹھام نے ایسا کہتے وقت اپنی زہری نظروں سے اسے جھڑپا پھر حاکمانہ انداز میں بولا ”مجھے شیوانی کا پتا اور فون نمبر لکھ کر دو۔“

افسر نے فوراً ہی کاغذ قلم نکال کر شیوانی کے بنگلے کا پتا اور اس کے تین اہم فون نمبرز لکھ کر دیے۔ گھنٹھام نے وہ کاغذ اس سے لے کر کہا ”تم شیوانی کو کیا کسی بھی شخص کو میرے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے۔“

وہ اس افسر کو سحر زدہ کر کے چلا گیا۔ شیوانی اپنے بنگلے میں پہنچ کر غسل کر رہی تھی اور پورس کو یاد کر رہی تھی۔ ایسے وقت اسے غصہ آ رہا تھا کہ وہ اس سے کیوں دور ہو گیا ہے؟ وہ غسل سے فارغ ہو کر ہاتھ روم سے باہر آئی۔ ایسے وقت پورس نے اسے مخاطب کیا ”ہائے جانم! کیسی ہو؟“

وقت پورس نے اسے مخاطب کیا ”ہائے جانم! کیسی ہو؟“
آپے اندر اس کی آواز سننے ہی وہ خوش ہو گئی پھر ذرا بار اٹھتی سے بولی ”تمہیں شرم نہیں آتی؟ تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟“

”تمہیں نہیں۔ میں تو تمہارے اندر ہوں۔“
”ہائیں نہ بناؤ۔ میں کتنی بڑی خوش خبری سنانے کے لیے بے چین ہو رہی ہوں۔ تمہیں تو میری ذرا پروا نہیں ہے۔ تم خوش خبری سنو گے تو دوڑتے ہوئے میرے پاس چلے آؤ گے۔“

وہ بولا ”میں جانتا ہوں۔ میں بھی تمہارے اندر ہوں اور وہ بھی تمہارے اندر ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میں خیالوں میں ہوں اور وہ تمہارے وجود کا حصہ ہے۔“

وہ ایک دم سے چونک کر بولی ”پوچھو! دھوکے باز! یہ خوش خبری میں سنانا چاہتی تھی۔ تم نے پہلے ہی میرے خیالات بڑھ لیے۔ جاؤ تم سے نہیں بولوں گی۔“

وہ ہنسنے ہوئے بولا ”تمہیں بول رہی ہو پھر بھی بول رہی ہو۔ تم سے خوشیاں سننا نہیں جا رہی ہیں۔ چلو بیٹے کے بارے میں جو بولنا ہے۔ بولنی چلی جاؤ۔ ساری ستریں مجھ پر لٹاؤ۔“

”کیا اس طرح ستریں لٹانے کا مزہ آئے گا۔ تم کیوں مجھ سے دور ہو گئے ہو۔ جہاں بھی ہوا بھی چلے آؤ۔“
اسی وقت فون کی کھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ملی فون کے پاس آکر ریسور اٹھایا پھر صوفے پر بیٹھ کر اسے کان سے لگا کر بولی ”ہیلو شیوانی! اسپیکنگ!“

وہ دوسری طرف سے گھنٹھام کی آواز سن کر چونک گئی۔ وہ بول رہا تھا ”شیوانی میں تمہارا بچہ دیو گھنٹھام بول رہا ہوں۔“

پورس نے شیوانی کے اندر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا ”تم ابھی مجھے بلا رہی تھیں۔ مبارک ہو تمہارا دوسرا شوہر آگیا ہے۔“

وہ غصے سے فون پر بولی ”اے! کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ خود کو میرا بچہ کہہ رہے ہو؟ کیا میرے زہر نے

تمہیں پاگل بنا دیا ہے؟“
”شیوانی میں پاگل نہیں ہوں۔ تمہارا دیوانہ ہوں۔ پندرہ برس پہلے تم انکی کے چاروں طرف میرے ساتھ سات پھیرے لے چکی ہو۔ اس وقت تم گیارہ برس کی تھیں۔“

”کیا بکواس کر رہے ہو؟ مجھے تہہ نہ کہیں؟ اسکاٹ لینڈ کی پولیس تمہیں پاگل خانے پہنچا دے گی۔ وہاں تم انکی کے چاروں طرف پھیرے لگاتے ہو گے۔“

پلیز بھگے دمکن نہ دو۔ میں نے دوسری سے دور سے دیکھا ہے۔ یہاں تمہارا بڑا رعب اور دبدب ہے قانون کے تمام چھوٹے بڑے محافظ تمہیں سلام کرتے ہیں۔ تمہارے ایک حکم پر مجھے پاگل خانے میں بھی پھینکا جا سکتا ہے اور اس ملک سے نکالا بھی جا سکتا ہے پھر بھی تم میری بیوی رہو گی۔ میں تمام ثبوت کے ساتھ قانونی لڑائی لڑ کر تمہیں جیت سکتا ہوں۔

مگر اس میں تمہارا باپ اور وہ تمام رشتے دار موجود ہیں جو ہماری شادی میں شریک ہوئے تھے شادی کرانے والا پنڈت اور شادی کے کاغذات بھی موجود ہیں۔ تم اس پوتر (مقدس) بندھن کو توڑ نہیں سکو گی اور میں توڑنے نہیں دوں گا۔ تم اپنے زہریلے ذہن سے سمجھ سکتی ہو کہ تمہارا یہ زہریلا پتی کتنا خفگی ہو سکتا ہے۔“

پورس نے کہا ”شیوانی تمہارا یہ شوہر تو بچے جھاڑ کر تمہارے پیچھے بڑھ گیا ہے۔“

وہ بولی ”بار بار اسے شوہر کہہ کر مجھے غصہ نہ دلاؤ۔“
”جب اس کے پاس تمام ثبوت اور بے شمار گواہ موجود ہیں تو اسے تمہارا شوہر کیوں نہ کہا جائے؟ تم نے مجھے دھوکا دیوں دیا؟ پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تمہاری شادی ہو چکی ہے۔ اب وہ سچ سامنے آئے تو تم خوا خواہ غصہ دکھا رہی ہو۔“

وہ ذرا نرم بڑبڑاتی پھر بولی ”میرے گھر والوں کی جہالت تھی۔ گیارہ برس کی عمر میں میری شادی کرادی۔ اتنی ہی عمر میں میں شادی کا مطلب بھی نہیں جانتی تھی۔ بالغ ہوتے ہی میں نے ڈیڑی سے کہہ دیا تھا کہ میں اس شادی کو تسلیم نہیں کرتی ہوں۔ اس شادی کو کسی بھی قانونی کارروائی سے توڑ دیا جائے۔“

گھنٹھام نے فون پر کہا ”تم خاموش کیوں ہو گئی ہو مجھ سے بات کرو۔“

وہ غصے سے چیخ کر بولی ”ٹوٹ اپ! میں نے اپنے گھر والوں سے اس شادی کو توڑنے کے لیے کہہ دیا تھا۔ مجھے جواب ملا تھا کہ تم مجھے طلاق دے کر شادی توڑ سکتے ہو یا کورٹ میں ہم دونوں کے بیانات کے نتیجے میں یہ رشتہ ختم ہو سکتا ہے لیکن تم چلا کر تم ہندوستان میں نہیں ہو۔ کہیں چلے گئے ہو۔ جب کہیں جا کر مر گئے تھے تو پھر کیوں پرانہ بنے

وہ بولا "دیکھو شیخ! ابی پندرہ برس کا عمر ہے کچھ کم نہیں ہوتا ایک طویل مدت سے تم ایک کنواری دلہن کی طرح میرے حواس پر چھائی ہوئی ہو۔ لغز نے میرا ساتھ دیا ہے تم احساں کا مل گئی ہو ورنہ تمہارے باپ نے تو میرے گھر والوں سے کہہ دیا تھا کہ تم مر چکی ہو۔"

اس نے ریسور رکھ دیا۔ پورس نے کہا ”وہ بڑا خندی ہے۔ تم اس کے خلاف قانونی کارروائی کرو گی تو وہ جواباً ثبوت اور گواہوں کے ذریعے مزید پرالیم پیدا کرتا رہے گا۔ نرمی اور پیار سے پیش آؤ۔ آخر وہ جیتی ہو ہے۔“

”وہ یوگا کا ماہر ہے۔ مجھے اپنے دماغ میں نہیں آنے دے گا۔ اسے کسی طرح اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنا ہوگا۔“

”وہاں اپنے ماتحتوں سے کو، کسی طرح اسے زخمی
 کرویں پھر مجھے اس کے اندر جگہ مل جائے گی۔“

”اپنی اہم مصروفیات چھوڑ کر میرے پیچھے نہ آؤ۔ میں اپنے میکے جا رہا ہوں۔“

”میرے....“ میلے والے ابھی تمہیں قبول نہیں کریں گے کیونکہ میں نے شادی کے سلسلے میں ان سے اجازت

”یہ تم نئی بات کر رہے ہو۔ پہلے تم نے اپنے میکے والوں کا ذکر نہیں کیا تھا پھر یہ کہ مرد کامیاب نہیں ہوتا؟“

”مکریہ میکا کہاں ہے؟ پتا تو بتاؤ۔“

کتابخانه ملی کیشقر

اس نے جواب نہیں دیا۔ اس نے پوچھا ”خاموش کیوں ہو؟ باتیں کرو۔ آندرے۔ آندرے۔“

ہے؟ کیوں مجھ سے دور چلا گیا ہے؟ اس کا کوئی فون نمبر بھی نہیں ہے او گاڑ! میں کیا کروں؟“

کارنامے کا سرا میرے سر پر سجایا ہے۔ تین ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو میرے حوالے کیا ہے۔ مجھے مبرا کرنا چاہیے۔ اے

پورس تھوڑی دیر تک اس کی سوچ میں اسے سمجھتا رہا
پھر اس کے دماغ سے چلا گیا۔ آج رات ڈی جی نے اسے ڈنر

گزرنے والے تھے لیکن وہ ہونے والے بچے کی خوشیاں
دوسرے کے ساتھ منانا چاہتی تھی۔

”وہ تو تم ضرور آؤ گی۔ میں کچھ اور پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا

”مجھ سے حقیقت نہ چھپاؤ۔ وہ تم سے ناراض نہیں

”تم نے اس سے بات نہیں کی۔ وہ تم سے بات کر رہا“

”تمہارے شوہر کی بات کر رہا ہوں۔ بے چارہ تم سے
س ہو کر میرے پاس آیا ہے۔“

جیسے۔ بے چارہ بھلک رہا ہے۔ پہننے کو کپڑے نہیں ہیں۔

سیر

”او گاؤ! وہ لکھنؤ ہے۔ خود کو میرا سوہرا بنا ہے۔“

رہا ہے۔ ضرورت پڑے پر درجوں میں اضافہ کر دیا جائے گا۔“

مگر تمہیں سوچ سمجھ کر شادی کرنی چاہیے تھی۔“

”جب میں گیارہ برس کی تھی۔ تب میری شادی کرائی

ڈی جی سے رابطہ ختم ہو گیا۔ شیوانی نے ایک گہری

کرنا نہیں چاہتی تھی لیکن فون کی گھنٹی بجتی جا رہی تھی۔ اس نے ناگواری سے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا پھر کہا ”ہیلو!“

بہت عرصے بعد رابطہ کر رہا ہوں۔ واصل ایک مصیبت میں گرفتار ہو گیا تھا۔ کیا تم مجھے پہچان رہی ہو؟“

وہ خوش ہو کر بولا ”اوہ تم نے مجھے آواز سے پہچان لیا؟ واقعی تم غیر معمولی طور پر ذہین ہو۔ تم نے اب تک مجھے یاد

وہ بھجلا کر بولی ”سٹ آپ۔ تم بے وقوف مذاق کرنے لگتے ہو۔ ان باتوں کا مطلب کیا ہے کہ تم سے میرا رابطہ ختم

”جسٹ اے منٹ میڈم! ابھی تم نے کیا کہا؟ میں نے تم سے شادی کی؟ تم۔ تم میڈم شیوالی ہونا؟“

— 34 —

”او۔ نومذم! میرا سر چکرا رہا ہے۔ مجھے تو دشمنوں نے شہید کیا تھا۔ مجھے غلام بنا کر رکھا تھا۔ میرے دوست

”ابھی تم بچے کی خوش خبری سن کر خوش ہو رہے تھے اور

یو۔ میڈم! تم چین کے مشن میں ناکام رہی ہو۔ اس ناکامی کا اثر تمہارے ذہن پر پڑا ہے۔“

نقشے والی مائیکرو قلم مجھے لاکر دی۔ میاں اس نقشے کے ذریعے
مشین تیار ہونے والی ہے پھر تم نے جے کافو، جے فلو اور جے

”او گاڑ! مجھ پر رحم کر! میڈم! ایک بار پھر سے کہو کہ میں

ایک بار کہو۔ میں خوشی سے مر جاؤں گا۔“
”میں فون بند کر رہی ہوں۔ میرے دماغ میں آکربات

ادھر سے ادھر غمٹنے لگی۔ ایسے وقت اس نے پرانی سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں محسوس کیا اور محسوس کرتے ہی سانس

بلا یا ہے۔ سانس کیوں روک رہی ہو؟“
اس نے پوچھا ”کون ہو تم؟“ آندرے کے لب و لہجے میں

اس نے سانس روک لی۔ آندرے اس کے اندر سے

اصل آندرے کو یہ تکنیک معلوم نہیں تھی اور شیوا
پریشان ہو کر سوچ رہی تھی کہ آندرے کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ الٹی

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

اسے ان سوالات کے جوابات ابھی نہیں مل سکتے تھے۔
ابھی انہیں بڑھنے والی تھیں۔

○☆☆○

اپانے زانفار مرشین تیار کرلی۔
یہ خبر امریکا اور تمام بڑے ممالک پر بجلی بن کر گری۔
امریکی یہ تو جانتے تھے کہ کچھ عرصہ پہلے اپانے مشین کا نقشہ
ان کے ملک سے چرایا تھا اور مشین کے ماہر کینک جیکلی ہنر
کو بھی انوکھا کیا تھا۔ اس طرح یہ خیال کیا جا تھا کہ وہ ایک
دن ضرور مشین تیار کر لے گی۔

بعد میں امریکی سراغ رساںوں نے اطلاع دی کہ اپا
کے حالات اس کے موافق نہیں ہیں۔ اسرائیل میں کچھ گڑبڑ
ہو رہی ہے۔ پچھلے دو ہفتوں سے اپا غائب ہے۔ ان حالات
میں یقین ہو چلا تھا کہ وہ مشین تیار نہیں کی جاسکے گی۔
اپا تو یوں بھی لپٹا رہا کرتی تھی اسرائیلی اکابرین بھی
اس کا خفیہ پتا ٹھکانا نہیں جانتے تھے۔ جب وہ کار کے حادثے
سے دو چار ہوئی اور اسپتال پہنچ گئی۔ تب بھی اسے اپا کی
حیثیت سے پہچاننے والا اسرائیل میں کوئی نہیں تھا۔ صرف
ایک پارس اس کی بد حالی اور اس کی بد نصیبی سے واقف
تھا۔

بہر حال ایک طویل غیر حاضری کے بعد اپانے اپنے
اکابرین کو مخاطب کیا اور انہیں زانفار مرشین کے تیار
ہونے کی خوش خبری سنائی تو سب نے بھی سمجھا کہ وہ مشین
تیار کرنے کے سلسلے میں کہیں مدد پوش ہو گئی تھی۔ جس دن
اس نے یہ خوش خبری سنائی اس دن تمام اکابرین نے خوب
جشن منایا اور اپنے ملک میں یہ اعلان کیا کہ یہودی قوم
کامیابی اور ترقی کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔
اس سلسلے میں عوام کو تین دن اور تین راتوں تک خوب جشن
منانا چاہیے۔

امریکا اور دوسرے بڑے ممالک نے فون اور فیکس کے
ذریعے اوپری دل سے مبارک باد دی۔ ان کے اندر کھلی پیدا
ہوئی تھی اسرائیل اتنا چھوٹا ملک ہے کہ دنیا کے نقشے میں
ایک ناخن کے برابر دکھائی دیتا ہے لیکن اس چھوٹے سے
ملک نے وسطی ایشیا اور یورپ اور افریقہ کے تمام اسلامی
ممالک پر دہشت طاری کر رکھی تھی ایک تو پہلے ہی ایٹمی قوت
بن چکا تھا اب ٹیلی بیسی جیسا ایٹم بم سے بھی زیادہ خطرناک
ہتھیار حاصل کر رہا تھا۔

اپا اپنے فارم ہاؤس کے کالج میں تھی اور خوشی سے
دیوانی ہو کر ایک ریکارڈ آن کر کے آرکسٹرک دیھن پر ناچ رہی
تھی۔ خوشی سے جھوم جھوم کر کہہ رہی تھی ”پارس تم کہاں
ہو؟ میں تمہیں یہ خوش خبری سنانا چاہتی ہوں۔ ویسے یہ جانتی

کتابیات پیش کی گئیں

ہوں کہ تمہیں سب پتا ہے تم بڑے پیار سے میرے اندر محبت
رہتے ہو۔ تم میرا ساتھ نہ دیتے تو مجھے اتنی بڑی کامیابی حاصل
نہ ہوتی۔“

وہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ پارس بھی اس سے بات
نہیں کرے گا۔ پہلے وہ بار بار اصرار کرتی تھی۔ اسے اپنے
دماغ میں پکارتی رہتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ روٹھا ہوا ہے
اسے کسی طرح منانے کی۔
لیکن وہ پھر تھا اس کی سمجھ میں آ گیا کہ وہ اس پتھر سے
پھوڑتی رہے گی لیکن وہ اس سے بات کرنا تو دور کی بات ہے
اسے اپنی آواز بھی نہیں سنانے گا۔ اس کے دماغ میں کبھی
اپنی موجودگی ظاہر نہیں کرے گا۔

اپا کو صبر آ گیا۔ وہ پارس کو منانے کے لیے اکثر اپنے
دماغ میں کہتی رہتی تھی ”تم مجھ سے نہ بولو۔ میں تمہاری
خاموش محبت سے خوش ہوتی رہوں گی۔ ہر لمحہ اس انتظار
میں رہوں گی کہ کبھی تم میری تمام غلطیوں کو بھلا کر مجھے معاف
کر گے۔ تم میرے اندر آ کر بھی مجھ سے دور رہتے ہو۔ مجھ
سے محبت کرتے ہو اور ناراض ہو کر یوں جدا ہونے کی
سزائیں بھی دیتے رہتے ہو۔“

مشین تیار ہو چکی تھی۔ اب اسے آزمانا تھا اس نے
ابتداء میں اسرائیلی فوج کے چار جوان افسروں اور آرمی انٹیلی
جمنس کے چار ذہین سراغ رساںوں کو پتہ پڑا تھا۔ انہیں اپنا
معمول بنانے کے بعد زانفار مرشین سے گزار کر ٹیلی بیسی
سکھانا چاہتی تھی۔

وہ مشین کچھ اس طرح تھی کہ اسے دو بینڈ کے درمیان
رکھا جاتا تھا ایک بینڈ پر فاعل اور دوسرے بینڈ پر مفعول کو لایا
جاتا تھا۔ فاعل سے مراد ہے جو پہلے سے ٹیلی بیسی جانتا ہو اور
مفعول سے مراد ہے جسے ٹیلی بیسی سکھانا مقصود ہو اس طرح
ان دونوں فاعل اور مفعول کے دماغوں کو اس زانفار مر
مشین سے منسلک کیا جاتا تھا پھر اس کی مخصوص تکنیک کے
مطابق فاعل کی ٹیلی بیسی کو مفعول کے دماغ میں منتقل کیا جاتا
تھا۔

اپا اب اپنے ملک کے ذہین باصلاحیت اور ولیہ جوانوں
کو ٹیلی بیسی سکھانے والی تھی۔ اس کے لیے لازمی تھا کہ ان
کے دماغوں میں یہ علم پہنچانے کے لیے ایک فاعل ٹیلی بیسی
جانتے والا ہو۔ اپانے وہ مشین تیار کرنے کے دوران میں ہی
نارنگ کو قیدی بنا رکھا تھا۔ وہ اسے غائب دماغ بنا کر اس
خانے میں لے آئی جہاں وہ زانفار مرشین تھی۔

اس نے خانے میں مشین تیار کرنے والے تین ماہر
کینک بھی تھے اور آرمی کا ایک جوان افسر بھی تھا۔ نارنگ
کو اور اس افسر کو دو الگ الگ بینڈ پر لٹایا گیا پھر اس مشین کی

دیوتا

مخصوص تکنیک کے مطابق اسے آپریٹ کیا گیا۔ اپانے
مخصوص کو حکم دیا تھا کہ نارنگ کے دماغ سے صرف ٹیلی بیسی کا
ماہرین کو حکم دیا تھا کہ نارنگ کے دماغ سے صرف ٹیلی بیسی کا
علم اس جوان افسر کے دماغ میں پہنچایا جائے۔ نارنگ کی
ذہانت، عادت و اطوار کو منتقل نہ کیا جائے۔ کیونکہ نارنگ
ذہانت اور عادت و اطوار کے لحاظ سے بالکل ہی گوبر تھا۔

پہلی بار اس مشین کو آپریٹ کرنے میں دشواریاں پیش
آئیں لیکن کامیابی ہوئی۔ جس جوان فوجی افسر کے دماغ میں
وہ علم منتقل کیا گیا۔ وہ جوان آپریشن کے تکلف کے باعث
ایک گھنٹے تک بے ہوش بڑا رہا۔ ایسا بھی ٹیلی بیسی سمجھنے
والوں کے ساتھ ہو کر آتا تھا۔ جب ایک گھنٹے کے بعد وہ ہوش
میں آیا تو اپانے اس سے پوچھا اب تم پہلی بار کس کے دماغ
میں پہنچنا چاہو گے۔ خیال خواتن کی پرواز کرو اور ثابت کرو کہ
تمہیں یہ علم حاصل ہو چکا ہے۔

اپا اس کے دماغ میں تھی۔ اس جوان افسر نے خیال
خواتن کی پرواز کی پھر آرمی کے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ
کر بولا ”سرا میں آپ کا جو نیزا افسر بن جائے گا وہ ہوں۔ آپ
کی اجازت کے بغیر میڈم اپا کے حکم سے آیا ہوں۔“
اپانے اس اعلیٰ افسر سے کہا ”یہ درست کہہ رہا ہے۔
ایک کامیاب ٹیلی بیسی جاننے والے کی حیثیت سے خیال
خواتن کر رہا ہے۔“

اس اعلیٰ افسر نے خوش ہو کر کہا ”ویل ڈن میڈم!
اسرائیل کی تاریخ میں آپ کا یہ کارنامہ سنہری حروف سے
لکھا جائے گا۔ آئندہ نسلیں قیامت تک عزت سے آپ کا
نام لیتی رہیں گی۔“

اسرائیل کے تمام اکابرین تک یہ خوش خبری پہنچائی گئی
کہ زانفار مرشین کا تجربہ کامیاب رہا ہے۔ ایک آرمی
آفسر نے اس مشین کے ذریعے ٹیلی بیسی سمجھی ہے ایک
دوسرے پر غالب آنے والے اور اقتدار قائم رکھنے والے یہ
سمجھ رہے تھے کہ اپانے کتنی بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔
اب اس میں کوئی شبہ نہیں رہا تھا کہ چین کی طرح اسرائیل
میں بھی ٹیلی بیسی جاننے والوں کی ٹی پی فوج تیار ہونے والی
ہے۔

اب دوسرے آرمی افسران یا سراغ رساںوں کو ٹیلی
بیسی سکھانے کے لیے نارنگ کو اسی دن فاعل کی حیثیت سے
استعمال نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اگر اسے پھر آپریشن کی تکالیف
سے گزارا جاتا تو وہ مری جاتا لہذا جو بیسی گھنٹوں کے بعد
دوبارہ اس کے ذریعے دوسرے آرمی افسر کو ٹیلی بیسی سکھائی
گئی اور جس افسر نے پہلے دن یہ علم سیکھا تھا۔ اسے بھی فاعل
بن کر ایک آرمی سراغ رساں کو یہ علم سکھایا گیا۔ اس حساب
سے اپا کے پاس چار ٹیلی بیسی جاننے والے ہو گئے۔

دیوتا

27

دوسرے دن ان چاروں کے ذریعے مزید چار افراد کو
زانفار مرشین سے گزارا کیا گیا۔ اپانے جو بیسی گھنٹے کے بعد
یہ سلسلہ جاری رکھا۔ وہ خوب سوچ سمجھ کر اپنے ملک کے
ذہین حاضر دماغ اور باصلاحیت جوانوں کا انتخاب کر رہی تھی۔
پہلے انہیں اپنا معمول بنادے رہی تھی پھر انہیں زانفار مرشین
سے گزارا رہی تھی۔ اس طرح جتنے بھی افراد یہ علم سیکھ رہے
تھے۔ وہ اپا کے غلام بھی بننے جا رہے تھے۔

پارس نے فون کے ذریعے جواد کو مخاطب کیا ”ہیلو میں
پارس بول رہا ہوں۔ تم خیریت سے ہو؟“
جواد نے کہا ”خدا کا شکر ہے۔ میں عزت اور سلامتی
سے ہوں۔ بس ایک ہی پریشانی ہے جسے تم ابھی طرح جانتے
ہو۔“

وہ پریشانی بھما کے سلسلے میں تھی۔ اس کی پلید آتما جواد
کے اندر رسائی ہوئی تھی۔ جواد ٹیلی اور پارسانی سے زندگی
گزارتا آ رہا تھا اس کے برعکس بھما اپنے شیطانی ارادوں
سے باز نہیں آ رہا تھا۔ اب بھی یہ چاہتا تھا کہ جواد اس سے
تعاون کرے اور اسے چالیس دنوں تک مکمل آتما بخشی
حاصل کرنے کے لیے جیتا کرنے کا موقع دے۔

جواد نے صاف طور سے کہہ دیا تھا ”ہمارے دین میں
کالا جادو کھینے کی ممانعت ہے۔ میں تمہیں ایک بھی منتر
پڑھنے کا موقع نہیں دوں گا۔“

بھما طرح طرح سے اسے پریشان کرتا رہتا تھا۔ وہ چاہتا
تھا کہ ٹیلی بیسی کے ذریعے اپا وغیرہ کو ٹریپ کرے۔ جواد نے
ایک بار اسے ایسا کرنے کی اجازت دی تھی خود اس نے اپا
کو ٹریپ کرنا چاہا تھا پھر پارس کی مداخلت سے باز آ گیا۔ بھما
سے کہہ دیا کہ یہ مناسب نہیں ہے۔

بھما نے غصے سے کہا ”تم ہمیشہ مناسب اور نامناسب کا
حساب کرتے رہتے ہو۔ بہترین مواقع سے فائدہ نہیں اٹھتے ہو
پارس تم سے رو بولنے آیا تھا اور تم سے متاثر بھی ہو گیا تھا
اگر تم مجھے موقع دیتے اور میں ٹیلی بیسی اور چٹا تزم کے
ذریعے اسے اپنا معمول بنالیتا تو فوراً داخلی بیورو اس کے خاندان
والے ہمارے سامنے مجبور اور بے بس ہو جاتے مگر تم نے یہ
موقع بھی گنوا دیا۔“

جواد بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے علا
اور دوسرے بزرگان دین کا عقیدت مند تھا۔ اسی لیے اس
نے بھما کی ضد کرنے کے باوجود پارس کو نقصان نہیں پہنچایا
تھا۔

اب پارس نے کہا ”جواد تم بہت عرصے سے بھما کی پلید
روح کو پرورش کر رہے ہو۔ یہ تمہاری مجبوری ہے۔ تمہیں
باتی زندگی گزارنے کے لیے ایسا کرنا ہی پڑے گا۔“

کتابیات پیش کی گئیں

جواد نے کہا ”میں بھیما سے مطلوب ہونے والا نہیں۔ اس کے شیطانی ارادوں کو چکھتا رہتا ہوں۔ مجھے صرف ایک ہی معاملے میں مایوسی ہے اور یہ مایوسی پیار کے معاملے میں ہے۔ حلیقہ میری معیت ہے۔ دن گزرتے جا رہے ہیں اور میں اسے دل و جان سے چاہتے ہوئے بھی اس سے شادی نہیں کر سکتا۔“

پارس اس کی مجبوریوں کو سمجھ رہا تھا۔ جواد جب بھی تنہاؤں میں حلیقہ کے قریب ہوتا اس کے ساتھ پیار کے لمحات گزارتا تو ایسے وقت بھیما کی آتما بھی ان کے درمیان موجود ہوتی۔

وہ اپنے توانی روح اپنی ہی ہوتی ہے لیکن بھیما کی آتما پرانی تھی۔ اس کے ہم مزاج نہیں تھی۔ وہ حلیقہ کے ساتھ پیار کے پھول کھاتا چاہتا تو بھیما کاٹتا بن کر موجود رہتا۔ اس کاٹنے کو نکالنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔

پارس نے کہا ”دنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔ مسٹر جواد میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں بھیما کے ناپاک ارادوں سے تمہیں محفوظ رکھ دوں گا۔ اس کی پلید آتما کو ٹھنڈا کر دوں گا اور اب ایسا کرنے کا وقت آگیا ہے۔ کیا تم میرے مشوروں پر عمل کرو گے؟“

”یہ بھی کوئی چھپنے کی بات ہے۔ تم میرے لیے ناممکن کو ممکن بنانا چاہتے ہو۔ میں تمہارے تمام مشوروں پر عمل کروں گا مجھے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔“

”ابھی نہیں بتاؤں گا کیونکہ بھیما تمہارے اندر یہ باتیں سن رہا ہے۔ وہ ہماری مخالفت کرے گا۔“

بھیما نے جواد سے کہا ”یہ پارس اپنے باپ کی طرح مکار ہے۔ بتائیں کیا کرنا چاہتا ہے لیکن میں اسے اپنے خلاف کچھ نہیں کرنے دوں گا۔“

جواد نے فون کے ذریعے پارس کو بھیما کی مخالفت کے بارے میں بتایا۔ پارس نے کہا ”فکر نہ کرو۔ میں ایسے شیطانوں سے نمٹتا جانتا ہوں۔“

پارس نے جواد کے دوسرے عزیزوں کے دماغوں میں جگہ بنائی مگر کی چار دیواری میں اس کی ایک بہن اس کے ساتھ رہتی تھی۔ اس نے اس ہمیشہ کے ذریعے جواد کے کھانے میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دی۔ نتیجہ صاف ظاہر تھا۔ اس کھانے کے بعد جواد بری طرح کمزوری میں مبتلا ہو گیا۔ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اس کے عزیزوں نے فوراً ہی علاج کے لیے اسے قریبی اسپتال میں پہنچا دیا۔

اس کے اندر بھیما پریشان ہو رہا تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ جواد نے ایسا کوئی کھانا کھایا ہے جس کے لیے نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے ایسا جان بوجھ کر کیا گیا ہو۔ میں

نے پہلے ہی جواد سے کہا تھا کہ فرہاد کا یہ بیٹا بہت مکار ہے۔ مجھے میری مرضی کے مطابق جواد کے اندر نہیں رہنے دے گا۔ میں بھی دیکھوں گا کہ وہ جواد کو کمزور بنا کر مجھے کس طرح شکست دینا چاہتا ہے۔

پارس نے کہا ”شیطان کے بچے میں تیرے متنی خیال اور بڑھ رہا ہوں۔ جواد اس حد تک کمزور ہو گیا ہے کہ تو مجھے اس کے اندر آنے سے نہیں روک سکے گا تیری ٹیلی ویژنی اور کالے جادو کی متنی صلاحیتیں کمزور پڑ چکی ہیں۔“

وہ بولا ”اس سے کیا فرق پڑے گا۔ تم جواد کو بیشک کمزور بنا کر نہیں رکھ سکو گے اور نہ مجھے اس کے جسم سے نکال سکو گے پھر ایسی حرکتوں کا کیا مطلب ہے۔ چلو ناکام کو ششکر کرلو۔ میں تو بھیما ہوں یہاں سے نکلوں گا تو جواد کو مردہ دوں گا۔“

پارس نے ہنستے ہوئے کہا ”بولتے رہو۔ تھوڑی دیر ہو بولنا بھول جاؤ گے۔“

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا الپا کے پاس آیا پھر بولا ”تم بیشک مجھے بکا رہی رہتی ہو۔ شکایت کرتی ہو کہ میں تم سے نہیں بولتا ہوں۔ لو اب بول رہا ہوں۔“

وہ خوشی سے اچھل پڑی۔ کہنے لگی ”میں جانتی تھی کبھی نہ بھی پتھر ضرور پھٹے گا۔ آج میرے لیے خوشی کا سب سے بڑا دن ہے۔ میرا بچہ چاہتا ہے اڈر تمہارے پاس آؤں اور تمہارے قدموں سے لپٹ کر اپنا تن من سب کچھ قربان کر دوں۔“

”زیادہ جذباتی نہ بنو۔ میں ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔ میرا کام تم ہی کر سکتی ہو۔“

”تم حکم دو میں ساری دنیا کو بھول کر پہلے تمہارا کام کروں گی۔“

”جواد بن مستقیم یرو ظلم کے ایک اسپتال میں ہے۔ میں نے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا ہے۔“

”کیا اس سے کوئی دشمنی ہے؟“

”نہیں میں نے دوستی میں ایسا کیا ہے۔ وہ نہایت ہی نیک اور عبادت گزار ہے۔ ہم بھی اس سے دشمنی کری نہیں سکتے۔ تمہیں بھی یہی سمجھا رہا ہوں اسے بیشک اپنا دوست بنائے رکھنا۔“

”تمہاری ہر بات میرے لیے حکم کا درجہ رکھتی ہے۔ میں آخری سانس تک جواد سے دوستی نہاؤں گی۔“

”ابھی اپنے رازدار ماحتموں کو اس اسپتال میں بھیجو انہیں حکم دو کہ بڑی رازداری سے جواد کو تمہارے کالج کے خانے میں لے آئیں۔“

”یہ تمہارا کام ہے میں خود کروں گی۔ خود وہاں جاؤں گی

اور اسے یہاں لے آؤں گی۔“

اس نے یہی کیا اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ اسپتال پہنچ کر جواد کے عزیزوں سے کہا۔ جواد کا علاج سرکاری طور پر ہو گا لہذا اسے مل ایب لے جایا جا رہا ہے۔ اس کے عزیزوں نے اعتراض کیا لیکن مسلح فوجیوں کی موجودگی میں جواد کو وہاں لے جانے سے نہ روک سکے۔ بھیما اس کے اندر کہ رہا تھا ”جواد ہوش میں آؤ۔ دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔ بتائیں یہ کون عورت ہے؟ فوجیوں کے ساتھ آئی ہے اور تمہیں کہیں لے جا رہی ہے۔ تم ہوش میں رہو گے تو اس کے ساتھ نہیں جاسکو گے۔“

جواد پر تھوڑی دیر کے لیے بے ہوشی طاری ہوئی تھی پھر وہ ہوش میں آ گیا تھا لیکن کمزوری کے سبب کچھ نہیں بول رہا تھا۔ کھلی آنکھوں سے اپنے آس پاس دیکھ رہا تھا مگر خاموش تھا۔

اسے ایک اسٹریچر پر ڈال کر اسپتال سے باہر لایا گیا تھا پھر ایک ایمرولینس میں پہنچایا گیا تھا۔ آگے پیچھے کئی فوجی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ان تمام گاڑیوں میں وہ فوجی تھے جنہیں الپا اپنا معمول بنا کر ٹیلی ویژنی سکھا چکی تھی۔ جواد بند ایمرولینس کے اندر تھا۔ بھیما نے نہ دیکھ سکا کہ وہ ایمرولینس کہاں جا رہی ہے۔ فارم ہاؤس کے کالج کے سامنے پہنچ کر الپا کے ایک ٹیلی ویژنی جاننے والے ماتحت نے جواد کے دماغ پر قبضہ جمار اس کی آنکھیں بند کر دیں۔ جب اسے ایمرولینس سے باہر نکالا گیا تو بھیما الپا کے اس کالج کو نہ دیکھ سکا وہ یہ بھی معلوم نہ کر سکا کہ اسے ایک خانے میں پہنچایا گیا ہے۔

جواد کی کمزوری بڑی حد تک دور ہو چکی تھی۔ وہ ٹرانسفار مرشٹین سے گزرنے کے قابل ہو چکا تھا۔ پارس نے الپا سے کہا ”اسے مشین سے منسلک رہنے والے بیڈ پر لٹاؤ میں تمہارے ماہر کے دماغ میں رہ کر خود مشین کو آپریٹ کروں گا۔ اسے رپورس چلاؤں گا۔ جس کے نتیجے میں جواد کے اندر سے دوسری تمام صلاحیتوں کے علاوہ ٹیلی ویژنی کی صلاحیت بھی نکل جائے گی۔ کالا جواد بھی نابود ہو جائے گا۔“

الپا نے کہا ”یعنی تم جواد کا رپورٹیں دلاؤں گے۔“

”میں جواد کے ساتھ بھیما کو بھی دلاؤں گا۔“

”ہاں ایسا ہو گا لیکن اس کے بعد بھی کچھ ہو گا دیکھتی

جاؤ۔ میں کیا کرنے والا ہوں۔“

پارس ایک ماہر کے دماغ میں رہ کر مشین کو رپورس دے میں آپریٹ کرنے لگا۔ الپا کے لیے یہ نیا تجربہ تھا وہ نیچے کا انتظار کرنے لگی۔ آپریٹنگ کے بعد جواد ایک کھٹے تنک بھی بے ہوشی اور کبھی نیم بے ہوشی کی حالت میں رہا۔ الپا نے پارس کے ساتھ اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا وہ تقریباً خالی الذہن تھا۔ اپنے بارے میں سب کچھ بھول چکا تھا اور بھیما کا تو کچھ بتا ہی نہیں چل رہا تھا۔ اس کی آتما کے ساتھ جو ناپاکی اور شیطانیت کچھ مٹ گئی تھی بیشک کے لیے فنا ہو گئی تھی۔ اب وہاں بھیما نہیں تھا صرف ایک ایسی آتما تھی جو آئندہ جواد کے ذہن سے ہم آہنگ رہنے والی تھی۔

الپا نے کہا ”پارس ایک پہلو سے یہ بہت اچھا ہوا۔ بھیما بیشک کے لیے نابود ہو گیا ہے لیکن جواد کب تک موجودہ حالت میں رہے گا؟“

”یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے جو میں سمجھنے کے بعد جواد کے خاندان سے ایک نہایت ہی نیک اور دین دار شخص کو لایا جائے گا۔ وہ قافل کے بیڈ پر رہے گا اس شخص کی تمام نیکیاں تمام پارسائی اور دین داری جواد کے دماغ میں منتقل کی جائے گی۔ اس طرح جواد کو پہلے کی طرح اس کی تمام خوبیاں حاصل ہو جائیں گی پھر اس کے جوہر سمجھنے کے بعد میں اسے پناہناز کروں گا اور اس کے اندر کھوئی ہوئی تمام یادداشت بحال کروں گا۔ اسے سب کچھ یاد آجائے گا مگر بھیما کبھی یاد نہیں آئے گا کیونکہ وہ فنا ہو چکا ہو گا۔“

وہ تقریبی انداز میں بولی ”تم بالکل ہو جب میں نے پہلی بار جواد اور بھیما کے بارے میں سنا تھا تب سے یہی سمجھ رہی تھی کہ دنیا کی کوئی طاقت جواد کو بھیما کے شر سے نجات نہیں دلا سکے گی۔ نجات دلانے کے لیے لازمی ہو گا کہ بھیما کی آتما کو جواد کے جسم سے بھگا دیا جائے اور اسے بھگانے کے نتیجے میں جواد کی موت واقع ہو جائی۔“

پارس نے کہا ”میں ان تمام پہلوؤں پر غور کرتا رہا تھا۔ ایک ہی بات سمجھ میں آئی رہی کہ آتما کو موجود رہنا چاہیے صرف اس کی ناپاکی کسی طرح دور کرنی چاہیے۔ لہذا یہی طریقہ سمجھ میں آیا جس پر ہم عمل کر رہے ہیں۔“

وہ بولی ”ہم نہیں صرف تم کر رہے ہو۔ یہ تمہاری ذہانت ہے ایک نیک اور دین دار شخص کو تم اس کے ایمان کے مطابق طبعی عرک جینے کا موقع دے رہے ہو۔“

وہ بولا ”ہاں مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اب وہ اپنی حلیقہ کے ساتھ حیا کے قہضے پورے کرتے ہوئے خوشوار ازدواجی زندگی گزار رہا ہے گا۔“

کبھی کبھی شطرنج کی بازی جیتنے کے لیے ایک مہوی کافی ہوتا ہے۔ ہانگ کانگ کی شطرنج پر میرے خلاف کتنے ہی مرتبے بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے ان سب کو مات دینے کے لیے صرف ایک مرتبے کو اپنی گرفت میں رکھا تھا اور اس مرتبے کا نام تھا کم لی۔

میں نے ہانگ کانگ پہنچتے ہی کم لی کے ذریعے زاؤ زیا نگ اور جان ہارڈی کا پتا ٹھکانا معلوم کیا تھا۔ پھر ان دونوں کو اس طرح ہلاک کیا تھا کہ ان کی ہلاکت کے نتیجے میں گاؤ فادر تانا کا کوڈ اور امریکا کے درمیان عدالت کی جلیج پیدا ہو گئی تھی۔ ایک طرف امریکا کے دو اہم افراد جان ہارڈی اور ٹیلی ویشن جانے والا زاؤ زیا نگ مارے گئے تھے۔ دوسری طرف میں نے زاؤ زیا نگ بن کر تانا کا کوڈ کے ایک اہم ماتحت کو وفا کی مریض بنا دیا تھا اور جلیج کیا تھا کہ یہ ایک نمونہ ہے۔ اگر اب کسی بھی امریکی عدے دار کو جانی یا جسمانی نقصان پہنچایا جائے گا تو تانا کا کوڈ کے ایک ایک سمورائی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔

اس جلیج کے بعد میں نے کم لی کے ذریعے زاؤ زیا نگ کو ہلاک کیا تھا اس وقت تانا کا کوڈ کا کوئی اہم ماتحت کم لی سے فون پر بائیں کر رہا تھا۔ اس سے کہہ رہا تھا کہ وہ زاؤ زیا نگ کی ہلاکت کے بعد ہانگ کانگ میں تمنا نہیں رہے گی۔ اسے تانا کا کوڈ کے سامنے میں آ جانا چاہیے۔

کم لی کو ایک جائزہ ٹائٹ کلب کا پتا بتایا گیا تھا۔ وہ زاؤ زیا نگ کو ہلاک کرتے ہی اس جلیج سے نکل کر جائزہ ٹائٹ کلب میں پہنچ گئی تھی۔ وہاں ایک چینی شخص نے کم لی سے مصالحت کرتے ہوئے کہا ”ہم تمہیں وکیل کہتے ہیں میرا نام شان جی ہے ہمارے اس علاقے میں کوئی امریکی نہیں آ سکا۔ اگر آجائے تو واپس نہیں جاسکتا۔ تم یہاں پوری طرح محفوظ رہو گی۔“

کلب کے اوپری حصے میں شان جی کا ایک رہائشی کرا تھا۔ اس نے کم لی سے کہا ”تم میرے کمرے میں رہو گی اور یہاں میرا دل خوش کرتی رہو گی۔“

وہ چونک کر بولی ”تم کتنا کیا چاہتے ہو؟“

”بھولی اور تاوان نہ بونہ۔ ہم نے تمہارے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا ہے۔ تم میری بیوی کی بیٹی ہو۔ بڑی فراخ دل ہو جس پر دل آ جاتا ہے اس پر مہربان ہو جاتی ہو۔ مجھے ویسے میں کوئی کیا کرنا نہیں ہوں۔ عمر کچھ زیادہ ہے مگر جوانوں سے زیادہ جوان ہوں۔“

”تم کیا بکواس کر رہے ہو؟ میں ایک میجر کی بیٹی ہوں۔ کوئی سوسائٹی گرل نہیں ہوں۔“

”تم جو بھی ہو تمہیں پناہ چاہیے یہاں سے باہر جاؤ گی تو

امریکی جاسوس تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہاں رہو گی تو ہر طرح سے محفوظ رہو گی لیکن یہاں رہنے کی فیس تمہیں ادا کرنی ہو گی۔“

”میں ایسی فیس ادا نہیں کروں گی جیسی تم چاہتے ہو۔ مجھے گاؤ فادر تانا کا کوڈ کا پتا بتاؤ یا فون پر اس سے بات کراؤ۔“

میں اسے بتانا چاہتی ہوں کہ میری اہمیت کیا ہے۔ زاؤ زیا نگ اور جان ہارڈی مجھے کیوں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔“

شان جی نے فحاشی سے کہا ”تمہاری اہمیت صرف اتنی ہے کہ تم حسین ہو اور جوان ہو۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں قتل کر دیا جائے۔“

”مجھے ضرور قتل کرو مگر ایک بار تانا کا سے بات کراؤ۔ میرا دعویٰ ہے کہ مجھ سے بات کرتے ہی تانا کا میری موت کا فیصلہ بدل دے گا۔“

شان جی نے اسے گھور کر دیکھتے ہوئے کہا ”ایسی کیا بات ہے کہ ہم تمہیں قتل کرنے کے ارادے سے باز آجائیں گے؟ ہمیں تم ایک عام سی حسین لڑکی ہو تم سے کھیلنا جاسکتا ہے اور کھیل کر کھلونے کی طرح توڑا جاسکتا ہے۔“

”تو پھر ایسا کرو کہ مجھے توڑنے سے پہلے فون پر تانا کا سے صرف ایک بات کہہ دو کہ صرف میں ہی تانا کا کے دشمن فراہادی بیورو کو ہزار میک اب کے باوجود پہچان سکتی ہوں۔ مشین کے نقشے والی مائیکرو فلم میرے ذریعے سے حاصل ہو سکتی ہے۔“

وہ غرایا ہوا اس کے قریب آیا پھر ایک ہاتھ سے اس کا گلا دوچ کر کہنے لگا ”فورا بتاؤ فراہاد کہاں ہے؟ تم اسے کس طرح پہچانو گی؟“

کم لی نے اشارے سے گردن چھوڑنے کے لیے کہا پھر گردن چھوڑنے پر بولی ”میری گردن دباؤ گے تو فراہاد کہاں باؤ گے؟ کیا تم نہیں چاہتے کہ وہ مائیکرو فلم تمہارے تانا کا کوڈ کو ملے؟“

وہ گرج کر بولی ”تو پھر بتاتی کیوں نہیں ہو؟“

”میں تمہیں نہیں تانا کا کو بتاؤں گی۔ مجھے مار ڈالو یا پھر تانا کا سے میری بات کراؤ۔“

شان جی نے بے بسی سے گھور کر اسے دیکھا پھر اپنے موبائل فون کو آن کر کے ممبرج کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد لڈی سیکریٹری کی آواز سنائی دی۔ وہ بولا ”میں شان جی ہوں کم لی فراہاد کے سلسلے میں گاؤ فادر سے کچھ اہم باتیں کرنا چاہتی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ ہم اس کے ذریعے فراہاد تک پہنچ سکتے ہیں۔“

لڈی سیکریٹری نے کہا ”انتظار کرو۔ ابھی بات ہو سکتی ہے۔“

میں کم لی کے ذریعے یہ سب کچھ کر رہا تھا۔ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے کرداروں تک پہنچتے ہوئے تانا کا کوڈ کی شہ رگ تک پہنچنا چاہ رہا تھا۔ وہ کوئی معمولی شخص نہیں تھا۔ انڈر ورلڈ کی ڈرگ مافی کا گاؤ فادر تھا۔ کبھی کسی سے براہ راست ملاقات نہیں کرتا تھا اگر ملاقات ضروری ہوتی تو ایسے وقت اس کے آس پاس ایک درجن سمورائی ہوتے تانا کا کوڈ خود ایک ماہر سمورائی تھا۔ بجلی جیسی سمورائی سے گوار بازی کا مظاہرہ کرتا تھا اور چشم زدن میں مخالف کی گردن تن سے جدا کر دیتا تھا۔

ابھی میں نہیں جانتا تھا کہ میرا اس کا سامنا کب ہوگا؟ اور کسے ہوگا؟ فی الحال میں اس کے آس پاس موجود رہنے کے لیے جیک پٹا تھا اس فون پر ہونے والی گفتگو کے نتیجے میں مجھے ایک موقع ملا اور میں لڈی سیکریٹری کے دماغ میں پہنچ گیا۔

تھوڑی دیر بعد تانا کا نے اپنی گوجنی اور گرجتی ہوئی آواز میں فون پر کہا ”کہاں ہے وہ لڑکی؟ وہ کس کس طرح فراہاد تک پہنچائے گی؟“

شان جی نے کہا ”پاس یہ خود تم سے بات کرنا چاہتی ہے۔ میں اسے فون دے رہا ہوں۔“

کم لی نے اس سے فون لے کر کہا ”ہیلو گاؤ فادر مجھ میں قدرتی طور پر بوسہ دینے کی غیر معمولی صلاحیت ہے۔ میں نے فراہاد کے ساتھ کچھ وقت گزارا ہے اور میں جس کے ساتھ تھالی میں وقت گزارتی ہوں اس کے پسینے کی مخصوص بو میرے ذہن میں نقش ہو جاتی ہے۔ اب فراہاد یہاں آکر نہ جانے کس جیس میں چھپتا پھر رہا ہے لیکن جب بھی وہ میرے قریب سے گزرے گا تو میں اسے ہزار میک اپ کے باوجود پہچان لوں گی۔“

تانا کا نے پوچھا ”کیا تم جج کہہ رہی ہو؟ کیا مجھے تم پر بھروسہ کرنا چاہیے؟“

”تم خود سمجھ سکتے ہو کہ مجھے پیچیدگی سے یہاں ہانگ کانگ کیوں بلایا گیا ہے؟ ایسے وقت جبکہ فراہاد خطرے کی طرح سب کے سروں پر مڑتا رہا ہے۔ زاؤ زیا نگ مجھے ساتھ لے کھوتا رہتا تھا۔ وہ اور جان ہارڈی جانتے تھے کہ فراہاد سات پردوں میں بھی رہے گا تو میں بوسہ کر اسے ڈھونڈ نکالوں گی۔“

تانا کا نے قائل ہو کر کہا ”تمہاری بات سمجھ میں آتی ہے۔ تمہارے اندر ایسی غیر معمولی صلاحیت ہے۔ اسی لیے جس میں یہاں بلایا گیا ہے لیکن اس بات کی وضاحت کرو کہ تم ان کے لیے بہت اہم نہیں پھر ان کی دشمن کیوں بن گئیں۔ تم نے زاؤ زیا نگ کو کیوں ہلاک کیا؟“

میں یہاں امریکیوں کے لیے کام کرنے آئی تھی۔ وہ

میرے ذریعے فراہاد کو ڈھونڈنا چاہتے تھے۔ میں جس سے وفاداری کرتی ہوں اس کے لیے سب کچھ کر سکتی ہوں لیکن اپنی عزت نہیں دے سکتی ہوں۔ ایک امریکی اعلیٰ عہدے دار کی نیت مجھ پر خراب ہو گئی تھی زاؤ زیا نگ مجھے اس کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا۔ اسی بات پر زاؤ سے جھگڑا ہو گیا وہ مجھے گن پوائنٹ پر اس عہدے دار کی خواب گاہ میں پہنچانا چاہتا تھا۔ میں نے موقع پا لیا ہی اسے کوئی ماری پھرواں سے بھاگ کر تمہاری پناہ میں آئی ہوں تو تمہارا یہ کتا شان جی میری عزت سے کھیلنا چاہتا ہے۔“

وہ اپنی گرجتی ہوئی آواز میں بولا ”اس لمحے سے کوئی تمہیں ہاتھ نہیں لگائے گا۔ تمہیں یہاں سے ہانگ کانگ کے جزیرے میں پہنچایا جائے گا۔ وہاں تم ہمیشہ محفوظ رہو گی لیکن اس سے پہلے ہمارے خاص آدمیوں کی نگرانی میں رہ کر فراہاد کو تلاش کرو گی۔“

پھر تانا کا نے فون پر شان جی سے کہا ”کم لی کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ وہ میری امانت ہے اسے میرے پرائیویٹ کالج میں پہنچا دو۔“

کم لی ایک مرتبے کی حیثیت سے میرے بہت کام آ رہی تھی۔ اس کے ذریعے میں تانا کا کی لڈی سیکریٹری تک پہنچ گیا تھا۔ اب اس کے ذریعے معلومات حاصل کر رہا تھا۔ پتا چلا تانا کا اس وقت ہانگ کانگ کے جنوبی جزیرے میں ہے اس کے ساتھ بیش دن کے وقت بارہ سمورائی اور رات کے وقت دوسرے بارہ سمورائی رہا کرتے ہیں۔ وہ دن رات اپنے ماہر اور بے رحم گوار بازوں کے درمیان رہتا ہے۔ کبھی کوئی حینہ اسے پسند آجائے اور وہ خطرہ محسوس نہ کرے تو ایسے وقت تھالی میں اس کے ساتھ وقت گزارتا ہے اور ایسے وقت اس کے سمورائی اس سے دور رہتے ہیں۔

پھر یہ معلوم ہوا کہ اس کے آس پاس رہنے والوں میں سب ہی یوگا کے ماہر ہیں کسی کے دماغ میں پہنچ کر اسے نہ پھپھ کرنا بہت مشکل ہے۔ ایسے دشمنوں کے خلاف ایک ہی طریقہ کار ہوتا ہے کہ انہیں زخمی کیا جائے یا وہ جسمانی یا ذہنی کمزوری میں مبتلا ہوں۔ ان ہی طریقوں سے دماغوں میں پہنچا جاسکتا ہے۔

لڈی سیکریٹری کے خیالات سے پتا چلا کہ انڈر ورلڈ میں تانا کا کے دو بہت ہی تجربے کار وکیل ہیں۔ جو اس کی طرف سے قانونی لڑائی لڑتے ہیں پھر دوا لکھتے ہیں۔ جو تانا کا اور اس کے دو درجن سمورائی کے لیے مخصوص ہیں۔ ان کے علاوہ تین ایسے خطرناک مجرم تھے۔ جو بین الاقوامی شہرت کے حامل تھے۔ ویسے ان کے لیے شہرت کا لفظ استعمال کرنا غلط ہوگا۔ وہ تینوں بدنام زمانہ تھے۔ انہوں نے گھاٹ گھاٹ کاپالی پنا تھا۔

کوئی چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا جرم ایسا نہیں تھا جو ان سے سرزد نہ ہوا ہو وہ تینوں مجرم گاڈ فادر ٹاناکا کوڈو کے خاص ماتحت اور مشیر تھے کبھی جرائم کے معاملے میں چھپے کھپا پیدا ہوتی تھیں تو وہ گاڈ فادر کو بڑے ماہرانہ مشورے دیا کرتے تھے۔

ٹاناکا ان کی کارکردگی سے بہت خوش تھا ان پر اعتماد کرتا تھا کیونکہ ان کے مشوروں پر عمل کرنے کے بعد کبھی اسے شکست یا ناکامی نہیں ہوتی تھی لیکن اب یہ اہم مسئلہ درپیش تھا کہ وہ تینوں مجرم دو وکیل اور دو ڈاکٹر کی کلی سات اہم افراد ہوگا کے ماہر نہیں تھے پینے پلانے اور زندگی کا بھرپور لطف اٹھانے کے عادی تھے۔

ٹاناکا نے دونوں ڈاکٹروں اور وکیلوں کو سختی سے ناکید کی تھی کہ وہ اس سے کبھی فون پر گفتگو نہ کریں۔ جب تک فریاد گرفت میں نہ آئے وہ اپنے گھروں سے نہ نکلیں کسی دوست یا رشتے دار سے ملاقات نہ کریں اگر ڈاکٹر کی ضرورت ہوگی تو بڑی رازداری سے کسی دوسرے ڈاکٹر کی خدمات حاصل کر لی جائیں گی کوئی قانونی لڑائی لڑنی ہوگی تو صرف تحریر اور ٹیکس کے ذریعے ان وکیلوں سے رابطہ کیا جائے گا۔

ٹاناکا نے ان تینوں مجرموں سے کہا ”تم میں سے ہر ایک میرے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ فریاد سے نکلنے کے لیے مجھے خاص طور پر تم تینوں کے مشوروں کی ضرورت پیش آتی رہے گی۔“

ان میں سے ایک نے کہا ”ہماری فکر نہ کرو۔ ہم محتاط رہیں گے کمپیوٹر کے ذریعے ہمارا رابطہ رہے گا۔“

دوسرے نے کہا ”ہمارے مجرمانہ تجربات کے سامنے فریاد ابھی بچ ہے۔ وہ کبھی ہمارے سامنے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔“

تیسرے نے کہا ”تم ان ٹیلی ویشن جیسے جاننے والوں سے رابطہ رکھو۔ جو تمہارے دوست ہیں اور یورپ میں انڈر ورلڈ کے ٹنگ مانے جاتے ہیں۔“

”میرا ان سے رابطہ رہتا ہے لیکن ابھی وہ میرے لیے کچھ کرنے کے قابل نہیں ہیں کیوں کہ فریاد کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔ دو دن اور دو راتیں گزر چکی ہیں اور ہمارے آوی اس کا سراغ لگانے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ کچھ پتا نہیں چل رہا ہے کہ وہ کم بخت کہاں چھپا ہوا ہے اور اس روپوشی میں کیا کر رہا ہے؟“

ایک مشیر نے کہا ”میں ابھی یہ بات کہنے والا تھا کہ وہ روپوش ہے اور ہمارے خلاف بہت کچھ کر رہا ہے مگر تم سمجھ نہیں پا رہے ہو۔“

ٹاناکا نے پوچھا ”یہ تم کیا کہہ رہے ہو اگر وہ ہمارے

خلاف کچھ کرے گا اس کی مخالفت صاف طور سے ہماری سمجھ میں آئے گی۔“

اس مشیر نے کہا ”یہ کوئی ضروری نہیں کچھ سازشیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو اس وقت سمجھ میں آتی ہیں۔ جب پالی سر سے گزر چکا ہوتا ہے۔“

دوسرے مشیر نے کہا ”تم پسلیاں نہ بجھاؤ اگر فریاد کی کوئی سازش تمہاری سمجھ میں آ رہی ہے تو قتل کر دو۔“

اس مشیر نے کہا ”جب سے فریاد ہانگ کانگ آیا ہے سے دو اہم امریکی زاؤ زانگ اور جان ہارڈی مارے جا چکے ہیں اور تمہارے ایک اہم طاقت کو دماغی مریض بنا کر اسپتال پہنچا دیا گیا ہے۔ تمہارا دعویٰ ہے کہ تمہارے آدمیوں نے ان دو امریکیوں کو قتل نہیں کیا ہے۔ اسی طرح میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ زاؤ زانگ نے تمہارے خاص ماتحت کو دماغی مریض نہیں بنایا ہے۔“

ٹاناکا نے کہا ”اوہ گاڈ! تم یہ کتنا چاہتے ہو کہ میرے ماتحت کو فریاد نے ٹیلی ویشن کے ذریعے دماغی مریض بنایا ہے۔ ہاں ہاں یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے فریاد نے ہی ان دو امریکیوں کو کسی آلہ کار کے ذریعے قتل کرایا ہوگا۔“

ایک مشیر نے کہا ”اور وہ آلہ کار کون ہے؟ یہ ہمیں سمجھ لینا چاہیے۔“

تیسرے مشیر نے کہا ”بالکل سمجھ میں آئے والی بات ہے۔ وہ آلہ کار کم کی ہے۔ فریاد اس لڑکی کے ذریعے زاؤ زانگ اور جان ہارڈی تک پہنچا پھر دوسرے امریکی عہدے دار کے ذریعے تمہارے خاص ماتحت کے پاس پہنچا۔ اب بات آئینہ کی طرح صاف ہے۔“

ٹاناکا نے کہا ”یہ بات پہلے سمجھ میں کیوں نہیں آئی کہ وہ ہانگ کانگ پہنچ کر بالکل خاموش ہے۔ ہمارے کسی آدمی کو نہیں چھیڑ رہا ہے مگر بڑی چالاکی سے ہمارے اور امریکیوں کے درمیان دشمنی پیدا کر رہا ہے۔ ہم ایک دوسرے کے بدترین دشمن بن چکے ہیں۔“

ایک مشیر نے کہا ”بعض اوقات بالکل سامنے کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اب ہم سمجھ رہے ہیں کہ ہمیں کم کی کی طرف سے محتاط رہنا چاہیے۔“

ٹاناکا نے غصے سے کہا ”محتاط کیا رہتا ہے۔ ابھی میرے سوراخی اس کی گردن اڑا دیں گے۔“

”نہیں ٹاناکا ہم تمہارے مشیر ہیں۔ غصے میں نہ آؤ۔ ہمارے مشورے پر عمل کرو۔ کم کی کو بالکل معلوم نہ ہونے دو کہ ہم اسے فریاد کی آلہ کار سمجھ رہے ہیں۔ اگر ہم یہ ظاہر کریں گے تو فریاد آئندہ اس سے کام نہیں لے گا۔“

دوسرے مشیر نے کہا ”بے شک اب ہماری حکمت عملی

یہ ہوگی کہ ہم کم کی کو آلہ کار بنائیں گے۔ بالکل انجان اور بے وقوف بن کر یہ دیکھتے رہیں گے کہ فریاد اس لڑکی کے ذریعے آئندہ کیا کرنے والا ہے۔“

تیسرے مشیر نے کہا ”بائی دا دے فریاد کی کھوپڑی میں شیطان کا دماغ ہے۔ وہ غصہ کی چالیں چلتا ہوا کم کی کو تقریباً تمہارے قریب لے آیا ہے اگر ابھی یہ بات ہماری سمجھ میں نہ آتی تو تم اس حسین لڑکی کو رات گزارنے کے لیے اپنے پرائیویٹ کالج میں ضرور بلاؤ۔“

ٹاناکا نے حیرانی اور پریشانی سے کہا ”مائی گاڈ فریاد کتنی آسانی سے میرے پرائیویٹ کالج میں میری شررگ تک پہنچنے والا تھا۔ اوہ نو۔ نورو۔ اب میں اس کی کوئی چال کاٹا نہیں ہونے دوں گا اب تو میں اپنے سامنے پر بھی مجبور سا نہیں کروں گا۔“

ایک نے کہا ”اب ہم دائیں مندانہ مشورہ دے رہے ہیں۔ ایسے وقت میں غصہ ٹھوک دینا چاہیے خود کو ایسے نارمل رکھو۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں کیونکہ جب تک دماغ میں مگر رہتی رہتی ہے تب تک آدمی عقل کی کوئی بات سوچ نہیں سکتا۔“

ٹاناکا نے ادھر سے ادھر ملتے ہوئے کہا ”ایسے وقت میں ایک ہی کام کرنا ہوں۔ وقت ضائع کیے بغیر دشمن کو قتل کر دیتا ہوں۔ دشمن نظروں میں نہیں ہے مگر اس کی آلہ کار میرے پاس پہنچی ہوئی ہے مگر تم کہہ رہے ہو اسے زندہ رکھنا چاہیے۔“

ہاں یہی کرنا چاہیے۔ فریاد جو کام اس لڑکی سے لے رہا تھا وہی کام تمہیں بھی اس لڑکی سے لینا چاہیے۔

دوسرے مشیر نے کہا ”فریاد کو اس خوش فہمی میں مبتلا رکھا جائے کہ تم اس لڑکی کی اصلیت سے واقف نہیں ہو۔ تم۔ دھوکا کھا رہے ہو اس لڑکی سے ایسا کوئی کام لو کہ وہ اس کام کے سلسلے میں فریاد سے کہیں ملاقات کرنے کے لیے جائے۔“

تیسرے مشیر نے کہا ”یہ ایک آسان اور بہترین آئیڈیا ہے۔ وہ جہاں بھی فریاد سے ملنے جائے گی۔ وہاں تم فریاد کو دبوچ لو گے۔“

ٹاناکا سوچنے لگا کہ جوانی کا رووائی کس طرح کی جاسکتی ہے کم کی کو کس طرح فریاد کے خلاف استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس نے کمپیوٹر کے ذریعے ان تینوں مجرموں سے کہا ”میں ابھی اپنے ٹیلی ویشن جیسے جاننے والے دوستوں سے رابطہ کر رہا ہوں۔ میں انہیں کم کی کے دماغ میں پہنچاؤں گا۔ وہ اس کے اندر رہ کر بڑی آسانی سے معلوم کرتے رہیں گے کہ فریاد اس سے کس طرح رابطہ کرتا ہے اور آئندہ اس سے کس طرح کام لینے والا ہے۔“

دیوتا 42

”یہ زبردست آئیڈیا ہے تم ابھی اپنے دوستوں سے رابطہ کرو۔“

ٹاناکا نے کمپیوٹر کو آف کر دیا پھر اس نے انڈر ورلڈ کے ٹیلی ویشن جیسے جاننے والے بائرن نوڈ کے پرائیویٹ فون نمبر پر کیے۔ اس سے رابطہ ہو گیا۔ اس نے پوچھا ”ہیلو ٹاناکا کیسے ہو؟ اتنا تو سمجھ رہا ہوں کہ آج کل فریاد کے معاملے میں اچھے ہوئے ہو۔“

”میں نے یہی پوچھنے کے لیے فون کیا ہے۔ تم اس معاملے میں کیا کر رہے ہو؟ تمہاری خاموشی سے پتا چلتا ہے کہ اسے اب تک ڈھونڈ نہیں پائے ہو۔“

بائرن نے کہا ”جب کڑی سے کڑی نہیں ملے گی۔ اپنے شکار تک پہنچنے کا کوئی دھندلا سا راستہ بھی نظر نہیں آئے گا تو ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ہمیں شکار کھیلنے کے لیے کہاں جانا ہے اور کیا کرنا ہے۔ میں تو کتا ہوں فریاد ابھی ہانگ کانگ نہیں پہنچا ہے یا تو تمہارے خوف سے واپس چلا گیا ہے یا پھر ہانگ کانگ آنا ضروری نہیں سمجھتا ہے۔“

ٹاناکا نے کہا ”وہ بیس روپوش ہے اور بڑی چال بازیوں دکھا رہا ہے۔ سامنے نہ آکر ہمیں نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس نے امریکا اور انڈر ورلڈ والوں کے درمیان اختلافات پیدا کر دیے ہیں۔“

”اس کا مطلب ہے وہ خود روپوش رہتا ہے اور اپنے آلہ کاروں سے کام لیتا ہے۔“

”ہاں اس کی ایک آلہ کار لڑکی نظروں میں آئی ہے۔ اس کا نام کم کی ہے۔ فریاد نے بڑی چال بازی سے کم کی کو میرے قریب پہنچا دیا ہے۔“

”عجب ہے تم نے جانے ہوئے بھی اس کی آلہ کار کو اپنے قریب آئے دیا! تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ اس ایک آلہ کار کے ذریعے اب تک تمہارے چاروں طرف کتنے آلہ کار بنا چکا ہوگا۔ مجھے بتاؤ وہ لڑکی کہاں ہے؟“

”تم میرے جس ماتحت کے دماغ میں رہ کر کبھی کبھی مجھ سے گفتگو کیا کرتے ہو اس ماتحت کے دماغ میں جاؤ۔ میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ فون کے ذریعے کم کی سے باتیں کرے۔ اس طرح تم اس لڑکی کی آواز سن سکو گے۔“

ٹاناکا نے اپنے خاص ماتحت سے انفر کام کے ذریعے کہا ”ابھی کم کی کو فون کرو اور معلوم کرو کہ اس کی رہائش اور حفاظت کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں یا نہیں۔“

اس کے حکم کے مطابق کم کی سے رابطہ کیا گیا۔ بائرن نوڈ اس ماتحت کے ذریعے کم کی کے اندر پہنچ گیا اور اس کے خیالات بڑھنے لگا۔

میں نے کم کی کو اس طرح آلہ کار بنایا تھا کہ وہ میرے

کتابیات پبلی کیشنز

کام آ رہی تھی مگر بے خبر تھی کہ میرے لیے کام کر رہی ہے۔
بائرن ٹوڈ اس کے خیالات پر ہنسنے لگا۔ کم کی کے چور خیالات
سے بچتا نہ چل سکا کہ میں بھی اس سے فون اور ٹیلی فنی
کے ذریعے رابطہ کرتا ہوں۔ بائرن نے اس خاص ماتحت کے
ذریعے ٹانگا سے کہا "فریڈ بھی کم کی سے بات نہیں کرتا ہے۔
وہ جب سے ہانگ کانگ آئی ہے جب سے اس نے فریڈ کی
آواز نہیں سنی ہے۔"

ٹانگا نے کہا "ہو سکتا ہے فریڈ نے اسے پہچاننا نہ کیا ہو
اور وہ محروم رہ کر اس کے لیے کام کرتی ہو اور اپنے عامل
فریڈ سے بے خبر ہو۔"

"ہاں یہ ممکن ہے وہ ایسی ہی چال چل رہا ہے۔ آئندہ
میں اور میرے ساتھی باری باری کم کی کے اندر موجود رہیں
گے اور اس کی حرکتوں سے اندازہ کریں گے۔ فریڈ اس سے
کس طرح کام لے رہا ہے اور کس طرح تمہارے خلاف
استعمال کر رہا ہے۔"

مسٹر بائرن آج تک زبردست سے زبردست دشمن کبھی
میرے اعصاب پر سوار نہیں رہے مگر یہ صرف دونوں میں
میرے حواس پر چھا گیا ہے۔ میری خینڈاڑھی ہے۔ جب تک
یہ نظروں کے سامنے نہیں آئے گا اور جب تک میں اسے
اپنے غلبے میں نہیں لوں گا تب تک سکون سے نہیں رہ سکوں
گا۔"

"فکر نہ کرو پہلے میں اور ہاروے دو ٹیلی فنی جاننے
والے تھے۔ اب تین ٹیلی فنی جاننے والے ہمارے دوست
بن گئے ہیں۔ یعنی فریڈ کے مقابلے میں ہم پانچ ٹیلی فنی
جاننے والے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک پانچ پانچ گھنٹے مسلسل
کم کی کے دماغ میں رہے گا۔ کسی نہ کسی وقت تو فریڈ سے کوئی
غلطی ہوگی، ہم اس غلطی سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔"

"شکریہ مسٹر بائرن تم سب باری باری چوبیس گھنٹے کم کی
کے دماغ میں رہو گے تو اس مفکار دشمن کا ضرور سراغ ملے
گا۔"

"ہماری ایک بات پر سختی سے عمل کرو۔ کم کی کو کبھی یہ
محسوس نہ ہونے دو کہ اس پر شبہ کیا جا رہا ہے۔ اسے عزت
دیتے رہو اور یہی ظاہر کرتے رہو کہ تم کم کی کے ذریعے فریڈ کو
ڈھونڈنے کی کوششیں کر رہے ہو۔"

"ٹھیک ہے میں حکم دیتا ہوں۔ اس کے مطابق انڈر
ورلڈ کے تمام افراد اس کی عزت کریں گے۔ وہ آزادی سے
جہاں چاہے گی وہاں جایا کرے گی اس کے لیے ہر جگہ
سولتیں فراہم کی جائیں گی۔"

بائرن ٹوڈ نے ٹانگا سے رابطہ ختم کیا پھر ہاروے سے کہا
"تم ابھی میرے دماغ میں رہ کر ان معاملات کو سمجھ رہے

تھے اس سلسلے میں اپنی رائے پیش کرو۔"
"ہاروے نے کہا تمہارا یہ طریقہ کار درست رہے گا۔
ہمارے علاوہ دیگر برائے آدمی اور ساتھی بھی پانچ پانچ گھنٹے
تک مسلسل کم کی کے اندر موجود رہیں گے۔ وہ جو چہ کرتی
رہے گی اس سے ہمیں فریڈ کی چال بازی کا اندازہ ہوتا رہے
گا۔"

بائرن نے کہا "میں ابھی دوسرے معاملات میں مصروف
ہوں۔ تم ٹیکر سے اس معاملے میں گفتگو کرو پھر کسی کو پانچ گھنٹے
کے لیے کم کی کے پاس بھیج دو۔"

"تم ٹیکر وغیرہ کو کم کی کے حالات بتاؤ۔ میں ابھی اس لڑکی
کے اندر جا رہا ہوں۔"

"اب تک دشمن میری اس چال سے بے خبر تھے کہ میں
کس طرح کم کی کو ان کے خلاف استعمال کر رہا ہوں۔ اب
میرے دھوکا کھانے کی باری تھی۔ میں یہ نہیں سمجھ رہا تھا کہ
دشمن میرا حربہ سمجھ ہی استعمال کر رہے ہیں۔ آئندہ میری اگر
کار کو میرے ہی لیے مصیبت بنانے والے ہیں۔"

میں ضرورت کے وقت کم کی کے اندر جاتا تھا لیکن
ٹانگا کی لیڈی سیکریٹری کے اندر جگہ ملنے کے بعد کم کی کو
عارضی طور پر چھوڑ چکا تھا۔ جب بھی ضرورت ہوتی تو اسے
استعمال کرتا تھا لیکن لیڈی سیکریٹری کے ذریعے ٹانگا کے دو
ڈاکٹروں اور دو دو کیوں تک پہنچ گیا تھا۔ ان کے خیالات سے
پتا چلا کہ وہ گاڈ فادر بہت محتاط ہو گیا ہے اور ابھی ان چاروں
سے کوئی کام نہیں لے رہا ہے۔

وہ تین بدنام زمانہ مجرم جو ٹانگا کے مشیر تھے۔ ان کے
دماغوں میں جگہ نہیں مل سکی آئندہ وہ لیڈی سیکریٹری کسی
معقول بہانے سے فون پر ان سے رابطہ کرتی۔ تب میں ان
تینوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ٹانگا کے اطراف کسی اور کے دماغ
میں جگہ نہیں مل رہی تھی۔

اس لیڈی سیکریٹری جو زمین کے خیالات سے پتا چلا کہ
ٹانگا کا ایک سوراخی اسے چاہتا ہے۔ وہ بھی اسے پسند کرتی
ہے لیکن وہ دونوں ٹانگا کے خوف سے کھل کر محبت کا اظہار
نہیں کرتے تھے۔ جو زمین ایک جزیرے میں رہتی تھی۔ وہاں
ٹانگا کوڈو کا ایک وسیع و عریض محل تھا۔ اس محل میں وہ ٹی
سورانی کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ ٹانگا کبھی چاکا کہ آتا تھا اور
پھر چلا جاتا تھا۔ میں نے اسی رات جو زمین کو نیند کی حالت
میں پہچاننا نہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ محبت کے معاملے میں ذرا
دیر کی کا مظاہرہ کرے گی اور اپنے محبوب سورانی سے تنہائی
میں ملاقات کرے گی۔

میں اس جزیرے سے دور ہانگ کانگ کے علاقے انڈر
اسٹریٹ میں تھا۔ یہ جگہ خاصی بدنام ہے مجرموں سے بھرا ہوا

ان کے ماتحتوں پر نظر رکھنے کے لیے ایسی جگہ مناسب ہوتی
ہے۔ لائڈر اسٹریٹ میں ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے اسے
ماؤس (جو ہمارے کہتے ہیں اور جو خریدار وہاں آتے ہیں
انہیں کیٹس (بی یا بلا) کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ
وہاں چوری کا مال ملتا ہے یا ہر سے آنے والے گاہک وہ مال
خرید کر لے جاتے ہیں لیکن کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی دن وہ مال
چوری ہو کر پھر اسی مارکیٹ میں پہنچ جاتا ہے۔

یعنی خریدار (بیلے) وہاں مال (چوہے) خریدنے آتے
ہیں۔ وہ چوہے واپس پھر کسی دن مارکیٹ میں پہنچ جاتے ہیں۔
اس طرح چوہے بی کا یہ کھیل جاری رہتا ہے۔ خریدار وہاں
اس لیے آتے ہیں کہ وہاں ضرورت کا ہر سامان آدمی قیمت
پر مل جاتا ہے۔

میں اس مارکیٹ سے گزرتا ہوا ایک شاہراہ کی طرف
جا رہا تھا۔ ایک بہت ہی خوب صورت اسٹارٹ اور صحت مند
خاتون ایک دکان سے نکل کر اپنی شان دار گاڑی کی طرف
جاری تھی۔ اس کے اطراف دو مسلح باؤں گاڑز تھے۔ اس
نے دکان سے کچھ خریداری کی تھی دونوں گاڑز کے ہاتھوں
میں بڑے بڑے پیکیٹس تھے۔ وہ خاتون اپنے دونوں ہاتھوں
میں ایک خوب صورت لمبی کو اٹھائے ہوئے تھی۔ اسے بہت
چاہتی تھی۔ اسے سینے سے لگائے ہوئے تھی۔ اسے پیار سے
پچھکاری اور سلاتی ہوئی چل رہی تھی۔ ایسے وقت اس کے
گلے کا نیپلس کھل کر گر پڑا وہ اپنی لمبی کے ساتھ گھن گئی۔

سیدھی کار میں جا کر بیٹھ گئی۔
اس کی کار کے آگے پیچھے چار موٹر سائیکلوں پر مسلح
گاڑز تھے۔ وہ ان کے درمیان اپنی کار میں بیٹھ کر چلی گئی۔
میں نے آگے بڑھ کر اس نیپلس کو فٹ ہاتھ سے اٹھایا۔
بڑے قیمتی بیہوش کا نیپلس تھا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ
چاچی تھی۔ نیپلس کا کبک گزور ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ اس کی
گردن سے پھسل کر گر پڑا تھا۔

وہ اپنے رکھ رکھاؤ سے بہت امیر کبیر عورت لگ رہی
تھی۔ شاید اسے اس قیمتی نیپلس کی پروا نہیں ہوگی یا پھر اسے
ڈھونڈنے واپس آنے کی میں نے اسے جیب میں رکھ لیا پھر
وہیں ایک اوپن ریسٹورنٹ کی میز پر گیا۔ وہاں بیٹھ کر انتظار
کرنے لگا۔

وہ اپنی شان دار کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر ملی کو چوم رہی
تھی اور اس سے باتیں کر رہی تھی۔ ایسے وقت جی اس کی
گردن کی طرف دیکھ کر میاؤں میاؤں کرنے لگی۔ اس نے
اپنا ایک پیچہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے غلطی کے پاس رکھا۔ اس
خاتون نے اپنا ایک ہاتھ اسی جگہ رکھتے ہوئے پوچھا "نانو کیا
بات ہے؟ تم کم کی کا کتنا چاہتی ہو؟"

پھر وہ چونک گئی۔ سر جھکا کر دیکھا تو وہاں میرے کا نیپلس
نہیں تھا۔ اس نے حیرانی سے پوچھا "میرا نیپلس کہاں ہے؟"
"نانو غرانے لگی کار کی کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی۔ خاتون
نے کہا "کار روکو ماؤس مارکیٹ میں غصہ کے چور رہتے
ہیں۔ میرا نیپلس اتارنے والا کوئی زبردست چور ہو گا۔"
پھر وہ مانو کو سلاتے ہوئے بولی "تم میری ہر چیز کا حساب
رکھتی ہو۔ کبھی کبھ بھول جاؤں تو اسے ڈھونڈ لاتی ہو۔ جاؤ
ڈھونڈو۔ نیپلس کس چور کے پاس ہے۔ میں تمہارے پیچھے
کار میں آ رہی ہوں۔"

اس نے کار کا دروازہ کھولا۔ مانو چھلانگ لگا کر باہر چلی
گئی۔ ڈرائیور نے واپسی کے لیے گاڑی کو موڑا پھر آگے
بڑھانے لگا تو نونٹ ہاتھ پر تیزی سے دوڑتی ہوئی جانے لگی۔
میں ریسٹورنٹ کے باہر ایک میز پر بیٹھا چائے پی رہا تھا۔
اس عورت اور اس کی لمبی مانو کے بارے میں ابھی کچھ نہیں
جانتا تھا۔ یہ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لمبی بڑی باکمال ہے میری
چائے ختم ہونے سے پہلے ہی وہ مجھے دکھائی دی۔ پہلے وہ تیز
رفتاری سے آ رہی تھی پھر اس کی رفتار سست ہو گئی تھی۔ وہ
نصر نصر کر سو گئی تھی بولی اور گھومنے کے انداز میں دیکھ کر
آگے بڑھ رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی خیال آیا کہ شاید یہ اسی
خاتون کی لمبی ہے۔

میں نے اسے اچھی طرح نہیں پہچانا تھا لیکن اس نے
قرب پہنچتے ہی مجھے پہچان لیا اور فٹ ہاتھ سے اچھل کر میری
میز پر آگئی۔ مجھے ایک دشمن کی طرح ڈھمکتی ہوئی غرانے لگی۔
میں نے اسے تعجب اور سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا
"تم کتنا کیا بات ہے؟ کہاں سے دوڑتی ہوئی آ رہی ہو اور
کیوں مجھ پر غراری ہو؟"

میری بات ختم ہوتے ہی وہ شان دار کار اور مسلح گاڑز
کی موٹر سائیکلوں وہاں آکر رک گئیں۔ وہ تمام گاڑز اس کی لمبی
کی حرکتوں کو سمجھتے تھے پھر انہیں بتایا گیا تھا کہ کسی نے قیمتی
نیپلس چرایا ہے۔ وہ سب موٹر سائیکلوں سے اترتے ہی
دوڑتے ہوئے آئے پھر مجھے چاروں طرف سے گھیرتے ہوئے
گن پوائنٹ پر رکھ لیا۔

میں نے ان سب کو حیرانی سے دیکھتے ہوئے کہا "یا
حیرت! یہ تم سب کو پریشانی کیا ہے؟ مجھ اکیلے کو مارنے کے
لیے ایک کن کافی ہے۔ یہ فون کیوں آئی ہے؟"

ڈرائیور نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا وہ خاتون شاہانہ
انداز میں باہر آئی۔ اس نے مجھے گھور کر دیکھا۔ بڑی خوب
صورت آنکھیں تھیں۔ میں نے کہا "آنکھیں نہ دکھاؤ۔ تب
بھی یہ خوب صورت دکھائی دیتی ہیں۔ ویسے اب تمہارا یہ
انداز سمجھ میں آ رہا ہے۔"

میں نے جب میں ہاتھ ڈال کر فیکس نکالا پھر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "یہ تمہاری گردن سے پھسل کر گر پڑا تھا۔ تم بہت چپکٹی ہو پتا نہیں تمہارے بدن پر کوئی چیز کیسے ٹھہرتی ہوگی۔"

اس نے ٹوٹ اپ کتے ہوئے فیکس کو میرے ہاتھ سے جھپٹ لیا پھر کہا "کوئی میری پاؤں کی دھول کو بھی چرانے کی جرات نہیں کرتا ہے۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ تمہیں اس جرات کی کیسی سزا ملے گی۔"

میں نے کہا "کیا خوب دعویٰ ہے کہ کوئی تمہارے پاؤں کی دھول بھی نہیں چرا سکتا۔ نیکیں مل گیا ہے مگر جاؤ ورنہ تمہیں سر سے پاؤں تک چرا کر لے جاؤں گا۔"

ایک گارڈ نے اپنی گن کی ٹال پھری گردن پر رکھتے ہوئے کہا "یوٹان۔ سس کیام میاں انجی ہو۔ کیا میڈم کو نہیں جانتے ہو یہ ابھی حکمران کی اور میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ قانون کے محافظ دور کھڑے ہوئے ہیں اور کھڑے ہی رہیں گے۔ یہ پوچھنے کی جرات نہیں کریں گے کہ میڈم نے تمہیں سزا موت کیوں دی ہے۔"

اتنی دیر میں اس میڈم کے مختصر سے خیالات پڑھ چکا تھا۔ وہ پورے ہانگ کانگ میڈم "مارلی" کھلاتی تھی۔ ایک جنوبی جزیرے میں ملکہ کی حیثیت سے رہتی تھی وہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس کے بڑے بڑے عہدے دار اس سے ماہانہ تنخواہ لینے رہتے تھے۔ سرکاری ڈیوٹی کم اور اس کی ڈیوٹی زیادہ کرتے تھے۔

اور یہ تو میں آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ اس کے گارڈز نے مجھے گن پوائنٹ پر رکھا تھا۔ دور دور تک لوگوں کی بھیڑ جمع ہو گئی تھی۔ وہ سب سسے ہوئے تھے۔ ان میں پولیس کے سپاہی اور افسران بھی تھے۔ میں ٹیلی ویژن کے تماشے دکھا کر انہیں خاک میں ملا کر وہاں سے بخیریت جاسکتا تھا لیکن یہ بہت بڑی حماقت ہوئی۔ اس بھیڑ میں انڈر ورلڈ والے بھی ہو سکتے تھے اور میں ان کی نظروں میں آسکتا تھا۔

میں نے ایسا کوئی مظاہرہ نہیں کیا۔ خاموشی سے میڈم مارلی کے اندر پہنچ گیا۔ میری مرضی کے مطابق اس کے مزاج میں تبدیلی آئی اس نے فیکس کو دیکھتے ہوئے کہا "اس کا ہک کمزور ہو گیا ہے۔ یہ یقیناً کھل کر گر پڑا ہو گا۔ اس نے چوری نہیں کی ہے اسے جانے دو۔"

پھر وہ بڑے ہی شاندار انداز میں وہاں سے گھوم کر غور سے تن کر چلتی ہوئی اپنی کار کی پیچلی سیٹ پر چلی گئی۔ ٹرانسپیر سے چھلانگ لگا کر دوڑتی ہوئی کار کے اندر پہنچ کر اس کی گود میں بیٹھ گئی۔ دروازہ بند ہو گیا۔ مسلح گارڈز بھی اپنی سوزر سائیکلوں پر آگے پھر وہ قافلہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

لوگوں کی بھیڑ جھٹنے لگی۔ ایک پولیس افسر نے چند سپاہیوں کے ساتھ میرے پاس آکر کہا "تم خوش نصیب ہو۔ میڈم کے آدمی جب گن اٹھاتے ہیں تو گولی ضرور چلاتے ہیں۔ عجیب ہے میڈم نے ہمیں معاف کیے کر دیا۔"

"میڈم کو یقین ہو گیا ہے کہ میں نے چوری نہیں کی تھی۔ میں حیران ہوں کہ آپ قانون کے محافظ ہو کر اتنی دیر سے دور کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔"

وہ جھینپ کر بولا "زیادہ باتیں نہ کرو۔ تم کہاں سے آئے ہو؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟"

میں نے اسے جعلی شناختی کارڈ اور کاغذات دکھا کر مطمئن کیا۔ وہ مجھے ہانگواڑی سے دیکھا ہوا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی میں نے خیال خالی کی پرواز کی پھر اس مغرور حیزہ کے اندر پہنچ گیا۔ وہ پوچھ بھی اس کے شوہر نے اس کے لیے اتنی دولت چھوڑی تھی اس کا حساب وہ نہیں جانتی تھی۔ بتنا وہ خرچ کرتی تھی اتنی ہی دولت بڑھتی جاتی تھی۔ جزیرے میں کئی فلک بوس عمارتیں تھیں وہ عمارتیں تجارتی مرکز میں تھیں۔ وہاں سے لاکھوں ڈالر زیا کرتے تھے۔ سمندر کے کنارے وہ ایک بہت بڑے اور مضبوط قلعے میں رہتی تھی۔ اس قلعے کے پیچھے سمندر کے راستے اسفلنگ کا وھندا پھلتا پھولتا رہتا تھا۔

پورے ہانگ کانگ میں قانون کے محافظ اس کے جرائم کو نظر انداز کرتے رہتے تھے۔ ایسی بجزمانہ زندگی گزارنے والوں کا اطلاق انڈر ورلڈ والوں سے ضرور ہوتا ہے۔ ٹاناکا سے اس کا تعلق ضروری تھا لیکن وہ بہت ہی مغرور اور سرکش تھی۔ ٹاناکا کا یہ بھی گاؤں اور کے ماتحت رہتا اپنی توہین سمجھتی تھی۔ اس نے اپنی ایک انگ دنیا بسائی تھی۔ قانون کے محافظوں کے علاوہ بڑے بڑے خطرناک مجرموں کو خرید کر اپنا وفادار بنالیا تھا۔

اس کے وسیع و عریض قلعے میں بہترین گن مین، مارشل آرٹ کے فائز اور خطرناک تلوار باز رہتے تھے۔ ٹاناکا کی طرح اس کے پاس بھی درختوں سمورائی تھی۔ اس ضدی مغرور میڈم "مارلی" نے یہ بات کر رکھا تھا کہ وہ انڈر ورلڈ کے کسی بھی گاؤں اور کے گم نہیں ہے۔

ٹاناکا کو کوڑو ڈرگ مافیا کا گاؤں فادر تھا۔ امونیشن (بھتیجا) مافیا کے گاؤں فادر اور سیاہی ڈپلومیسی کی ڈپلنگ کرنے والے گاؤں فادر سب ہی میڈم "مارلی" سے نفرت کرتے تھے۔ انہوں نے اسے پیغام دیا تھا کہ اب اسے ضد سے نہیں عقل سے کام لینا چاہیے۔ ہانگ کانگ کی تاریخ بدل چکی ہے۔ یہ برطانیہ کی غلامی سے آزاد ہو چکا ہے اور چین کا ایک حصہ بن رہا ہے۔ اگرچہ اب بھی چین کا پورا کنٹرول یہاں نہیں ہے۔ آج بھی

ہم تمام انڈر ورلڈ والے چین کے لیے درد سر بنے ہوئے ہیں اگر تم بھی ہماری طرح جھجھو کر رہو گی تو ہم سب کا کاروبار اسی طرح جاری رہے گا۔ دنیا کے بڑے بڑے ممالک ہمارے تعاون کے محتاج رہتے ہیں۔ ہم چین کو بھی اپنا محتاج بنا سکتے ہیں۔

میڈم "مارلی" نے جواباً کہا تھا۔ "میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ چین ہماری حادی نہ ہو لیکن اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ میں تم لوگوں سے جھجھو کر ہر معاملے میں تمہارا ساتھ دوں۔ جب ضروری سمجھوں گی تو تم سے تعاون کروں گی اور تم لوگوں سے اپنے لیے تعاون حاصل کروں گی۔ اس سے زیادہ کچھ سے دوستی اور تعاون کی امید نہ رکھی جائے۔"

ٹاناکا نے کہا تھا "موت اپنی کم عقلی سے اپنے ہی بیروں پر کھلاڑی مارتی ہے۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ بیس واٹنوں کے درمیان ایک زبان کی طرح محفوظ رہو گی۔ یہ نہ بھولو کہ زبان بھی کسی واٹنوں تلے آجاتی ہے۔"

اس نے جواب دیا تھا "یہ تم بھی نہ بھولو کہ زبان لقمے کو دھرے اڑھ کر کرتی ہے۔ تب دانت لقمے کو چباتے ہیں۔ زبان کے بغیر واٹنوں تک کبھی ایک لقمہ بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔ منہارا بہت سال میرے جزیرے سے ہو کر تمہارے پاس پہنچتا ہے۔ یہ زبان تمہارا یہ لقمہ تم تک پہنچنے سے روکے گی تو کوڑوں کا نقصان اٹھاتے رہو گے۔"

میڈم "مارلی" بڑی تیز طرار تھی۔ ڈرگ اور ہتھیاروں کی اسفلنگ اس کے جزیرے سے ہوتی تھی اور وہ اس جزیرے کی بے تاج ملکہ تھی۔ اس نے بڑی عیلا کی سے قانون کے محافظوں کو اور خطرناک مجرموں کو خرید رکھا تھا پھر اس کے پاس قلعے کے اندر اور باہر پورے جزیرے میں مسلح محافظوں کی فوج تھی۔ وہ اسفلنگ کے سلسلے میں دوسرے گاؤں اور کے لیے مسائل پیدا کر سکتی تھی لیکن ایسا نہیں کرتی تھی۔

ٹاناکا مطمئن نہیں تھا۔ مارلی کا محتاج بن کر نہیں رہنا چاہتا تھا۔ وہ مارلی سے بہت زیادہ طاقت ور اور وسیع ذرائع کا لک تھا۔ صرف اس جزیرے کے حوالے سے اس کا احسان نہ رہتا تھا اور وہ اس احسان مندی کو ختم کرنے کی فکر میں تھا۔ دوسرے گاؤں فادرز کے ساتھ مشورے ہو رہے تھے کہ اب کسی بھی طرح مارلی کو اس جزیرے سے ہٹایا جائے اور اسے وہاں سے ہٹانے کا یہی ایک راستہ رہ گیا تھا کہ اسے بت کے کھٹا اتار دیا جائے۔

اس پر کھل کر حملہ نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ پورے ہانگ کانگ میں قانون کے محافظ بھی اسے سیکورٹی دیتے

تھے۔ اس کی اپنی بھی مضبوط سیکورٹی تھی اور وہ جانتی تھی کہ اس کے خلاف کسی کیسی سازشیں ہوتی رہتی ہیں۔ وہ بڑی حکمت عملی سے اپنا بچاؤ کرتی رہتی تھی۔ بہت سی بے باک تھی۔ وہ جانتی تھی کہ دن بھی اور کسی وقت بھی اسے مرنا ہے اور وہ مرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی تھی۔

میں نے اس کے خیالات پڑھ کر اپنے دل میں کہا "جو موت سے نہیں ڈرتے" موت" شاید ان سے ڈرتی ہو۔ قریب آتے آتے کترا جاتی ہو۔" اس نے بڑی بے باکی 'دلیری اور بڑی حکمت عملی سے ان تمام انڈر ورلڈ والوں کے خلاف محاذ پر رکھا تھا۔ اس کی حکمت عملی کے باعث وہ سب اس کے دشمن تو تھے ہی مگر اس سے دوستی کرنے پر بھی مجبور رہتے تھے۔

میں نے طے کر لیا۔ یہ شیرینی میرے کام آئے گی۔ میں اس کے ذریعے اس جزیرے پر قبضہ جھاؤں گا اور یہاں بیٹھ کر انڈر ورلڈ والوں کے ایک ایک محاذ کو ختم کرنا رہوں گا۔ میں نے جال بچھنا شروع کیا "ہائے مارلی کوئی تمہارے پاؤں کی دھول بھی نہیں چرا سکتا۔ میں تمہارے وجود کا پورا خنجر اڑھ چرانے آیا ہوں۔"

سب سے مشہور ترین کتابیں

شیطان صفت

دستِ انتقام

اسیرِ ہوس

سب سے مشہور ترین کتابیں

قانونی پیچیدگیوں کا حل

کاروائی کے کمزور نکات

زن زلزلہ زمین کے تنازعوں

سے جھپٹنے والے نکات

ایک بار ڈاکوؤں کی ایک پیڑھارہ

زندگی کی پیچیدگیوں کی روداد

بڑی ڈاکوؤں کی کہانیاں جو انسانی

حرص و ہوس کا آئینہ ہیں

قیمتی کتاب - 60/- فی کپی (خریدنے کی کتاب 23/-)

چاروں کتابیں ایک ساتھ دیکھنے پر ڈاکو - 29/-

کتابیات پبلی کیشنز

فون: 3802551-3805313

74200

kitabiat1970@yahoo.com

میڈم مارلی اپنی شان دار کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی گود میں اس کی لاڈلی خوب صورت سی بیلی مانو بیٹھی تھی۔ وہ ایک ہاتھ سے اسے سلا رہی تھی۔ پار سے پکارتے ہوئے اس سے باتیں کر رہی تھی۔

”ہائے میری جان! تم بڑی بالکل ہو۔ تم میرا مال چرا نے والوں تک پہنچ جاتی ہو۔ میرے کسی دشمن کو ایک بار قریب سے سونگھ کر ہزاروں کے مجمع میں پہچان لیتی ہو۔ میرے دشمن کسی بھی جگہ میں ہوں، تم ان کی نشان دہی کرتی ہو۔“

”شیرنگ سیٹ پر اس کا یادوری ڈرائیور بیٹھا ہوا خاموشی سے کار ڈرائیور کر رہا تھا۔ اس کے محل اور قلعے کے اندر اور باہر بیٹھے خدمت گار اور مساح گارڈز تھے۔ سب اس کے سامنے خاموش اور باادب رہتے تھے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی ایک دوسرے سے بھی نہیں بولتا تھا اور وہ میڈم کسی سے ضرورت کے بغیر بولتی نہیں تھی۔ صرف حکم دیتی تھی۔ تمام خدمت گار اس بلی مانو کو خوش نصیب کہتے تھے کیونکہ ان کی مغرور میڈم صرف اسے پکارتی، چومتی اور اس سے بولتی تھی۔

اسے کسی نے مسکراتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ غصہ اور غور میں رہتی تھی۔ کسی بہت بڑی کامیابی کے وقت اگرچہ غصہ تو نہیں رہتا تھا، تاہم مسکراہٹ پھر بھی نہیں آتی تھی۔ وہ اپنے بید روم میں یا کہیں تنہائی میں اپنی مانو سے مسکرا کر بولتی تھی۔

وہ اچانک مسکرانے لگی پھر حیران ہو کر سوچنے لگی ”کیا میں مسکرا رہی ہوں؟“

وہ اپنے آپ کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ایک ہاتھ سے چہرے کو ٹھنڈ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی کہ ابھی وہ مسکرا رہی تھی یا نہیں؟ میں اس کے اندر بیٹھا اسے مسکرانے پر بالکل کر رہا تھا۔ وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہی تھی۔ سامنے دینڈ اسکرین کے پاس عقب نما آئینہ تھا۔ اس نے آگے کی طرف جھک کر ہاتھ بڑھایا اور آئینے کا رخ اپنی طرف کیا پھر اپنی سیٹ پر سیدی بیٹھ کر خود کو دیکھتے ہوئے مسکرانے لگی۔ حیران ہونے لگی ”آخر کیوں مسکرا رہی ہوں؟“

اس نے اپنے چہرے کو اور ہونٹوں کو چھو کر دیکھا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا ”اچھی لگ رہی ہوں۔ مسکرانے سے چہرہ مہل جاتا ہے۔ مجھے بیشہ مسکراتے رہنا چاہیے۔“ وہ بولی ”نہیں! مسکرانے سے دشمنوں پر اور اپنے ماتحتوں پر رعب اور دبدبہ قائم نہیں رہے گا۔ میرے غصے اور غور کے آگے سب کے سر جھکے رہتے ہیں۔“ مانو اس کی گود سے نکل کر سیٹ پر آگئی تھی۔ کبھی ادھر

اُدھر بے چینی سے دیکھ رہی تھی۔ کبھی میڈم مارلی کو دیکھ کر میاؤں میاؤں کر رہی تھی۔ منہ اٹھا کر خلا میں دیکھتے ہوئے زور دے رہی تھی۔ مارلی نے حیرانی سے پوچھا ”مانو! یہ کیا کہہ رہی ہو؟ کیا یہاں کوئی ہے؟ نہیں! یہاں کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔“ کے دروازے بند ہیں۔ کھڑکیاں بند ہیں۔“

”میاؤں۔ میاؤں۔“ وہ مارلی کے ہاتھ پر پنجہ مار رہی تھی۔ اس نے پوچھا ”او گا! کیا تم کہہ رہی ہو مجھے قطعاً پہچاننے والی کوئی چیز یہاں ہے۔ تم آنکھیں بند کر رہی ہو اس کا مطلب ہے، وہ چیز تمہیں نظر نہیں آ رہی ہے۔“

اس نے ڈرائیور کو حکم دیا ”گاڑی روکو۔“

گاڑی رک گئی۔ اس کے ساتھ آگے پیچھے مساح گارڈز موٹر سائیکلیں بھی رک گئیں۔ ان میں سے دو گاڑڈز دوڑے ہوئے کار کے پاس آئے۔ وہ پچھلا دروازہ کھول کر باہر آئے ہوئے تھے۔ کبہ رہی تھی ”کار کی تلاش لو۔ یہاں کوئی ایسا چیز ہے جو مانو کو دکھائی نہیں دے رہی ہے۔“

مانو واقعی بالکل تھی۔ اپنی قدرتی غیر معمولی حس اور ذریعے اسے میری موجودگی کا احساس ہو رہا تھا لیکن وہ کبھی نہیں پاری تھی کہ کون ہے؟ کہاں ہے؟ اگر ہے تو نظر کیوں نہیں آ رہا ہے؟

مارلی کا رے نکل کر فہم ہاتھ پر آگئی تھی۔ مانو اس بازوؤں میں تھی۔ اب اسے دیکھ کر میاؤں میاؤں کر رہی اور آنکھیں بند کر رہی تھی۔ وہ بیزار ہو کر بولی ”اب کیا۔“

مانو؟ کیوں مجھے پریشان کر رہی ہو؟ کار کی تلاش لی جا رہی ہے وہاں کچھ ہے تو چھپا نہیں رہے گا۔“

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”جو اندر چھپا ہو، وہ باہر دکھائی نہیں دیتا۔“

اس کی اپنی سوچ نے کہا ”یہ میں کیا سوچ رہی ہوں؟“

کے اندر یا گھر کے اندر کوئی بھی چھپا ہو۔ تلاش کرنے دکھائی دیتا ہے۔“

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”دل میں چور چھپا ہو۔“

دکھائی نہیں دیتا۔ دھڑکتوں سے پہچانا جاتا ہے۔“

”یہ شاعرانہ قسم کی بات میرے دماغ میں کیوں آتی ہے؟ میں نے کبھی کسی کو اتنی لفٹ نہیں دی کہ وہ میرے میں چور بن کر آئے۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اوہر مانو عجیب کر رہی ہے۔ اوہر میں کبھی مسکرا رہی ہوں۔ کبھی شاعرانہ باتیں سوچ رہی ہوں۔“

ہو جی ہے۔ آگے چلو۔“ وہ کار میں بیٹھ گئی۔ قافلہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اس نے مانو کو پکارتے ہوئے اپنی گود میں بلایا۔ وہ نہیں آئی۔ اس نے دور سیٹ پر سٹ کر بیٹھی رہی۔ اسے گھور کر دیکھتی رہی۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا ”وہ نہیں آئے گی۔ مجھے اس کے سامنے اعتراف کرنا ہو گا کہ وہ میرے اندر ہے مگر میرا دشمن نہیں ہے۔ تب مانو دوستی کرے گی۔“

اس نے حیرانی سے سوچا ”میں کیوں اعتراف کروں کہ میرے اندر کوئی ہے۔ کوئی چاہنے والا ہی اندر رہ سکتا ہے اور ایسا کوئی نہیں ہے۔“

میں نے کہا ”ایک ایسا چاہنے والا ہے جو دل میں نہیں دماغ میں رہتا ہے اور میں اسے دماغ میں آنے سے نہیں روک سکوں گی۔“

”دماغ میں؟“ وہ ہماری خنیدی سے سوچنے لگی ”دماغ میں صرف نیلی چیتی جانتے والے آتے ہیں۔ میرے دماغ میں بھلا کون آئے گا؟“

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”میں پچھلے تین دنوں سے سن رہی ہوں کہ فرہاد علی یو رہا ہاگ کانگ آیا ہوا ہے۔“

وہ بولی ”ہاں۔ ہاگ کانگ کے کئی خطرناک تجربوں نے مجھے اسی میل سے اطلاع دی ہے کہ اندر ورلڈ والے بہت محتاط ہو گئے ہیں۔ انہوں نے فرہاد سے دشمنی مول لی ہے۔ وہ ان کی شامت بن کر یہاں آیا ہوا ہے۔ بڑے بڑے گھاگ جاسوس پیادہ زمانہ اسمگلرز اور نانا کا کوڈو کے خطرناک فائٹرز اسے تلاش کر رہے ہیں۔ پتا نہیں وہ کہاں چھپا رہتا ہے؟“

اس بار میں نے سرگوشی کے انداز میں کہا ”میں تمہارے اندر چھپا رہتا ہوں۔“

وہ ایک دم سے چونک گئی۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ وہ سہمی ہوئی چیخ نہیں تھی۔ کیونکہ وہ ہنڈر اور بے باک تھی۔ کبھی خوف زدہ ہونا نہیں جانتی تھی۔ شدید حیرانی کے باعث چیخ پڑی تھی۔ ڈرائیور نے گاڑی روک دے پوچھا ”اپنی تھنک رانگ میڈم؟“

وہ پھسل کر بولی ”تھنک از رانگ۔ گاڑی چلاؤ۔“

گاڑی اور مساح گارڈز پھر چل پڑے۔ اس نے سوچ کے ذریعے کہا ”میں نے اپنے اندر کسی کو بولتے سنا ہے۔“

”تم بہت دیر سے سن رہی ہو مگر سمجھ نہیں رہی تھیں۔ میں فرہاد علی یو رہا ہوں۔“

میں نے اسے اندر کبھی پرائی آواز نہیں سنی۔ کیا واقعی نیلی چیتی کے ذریعے بول رہے ہو؟ کیا تم چیخ فرہاد

”یقین کر لو۔ ورنہ رفتہ رفتہ یقین آتا رہے گا۔“

وہ بولی ”ایک بار نانا کانے مجھے دھمکی دی تھی۔ اس کے کچھ نیلی چیتی جانتے والے دوست ہیں۔ وہ کہہ رہا تھا کہ انہیں میرے اندر بھیج کر مجھے دماغی مریتھ بنائے گا۔ میں کیسے یقین کروں کہ تم فرہاد ہو؟ تم نانا کانے دوست بھی تو ہو سکتے ہو۔“

”ایسا ہوتا تو تم اب تک دماغی مریتھ بن چکی ہوتیں۔ یوں صحیح سلامت نیلی چیتی نہ رہتیں۔“

”درست کہتے ہو۔ تم نے ابھی تک مجھے نقصان نہیں پہنچایا ہے مگر نانا کا بہت مکار ہے۔ اس کے نیلی چیتی جانتے والے پہلے مکاری سے مجھے دوست بنا سکتے ہیں پھر میرے اندر سے تمام اہم راز معلوم کر کے مجھ سے دشمنی کر سکتے ہیں۔“

”دشمن اتنا لمبا کھیل نہیں کھیلے گا۔ تمہیں پہلی فرصت میں اپنی معمول بنا کر تمہارے جزیرے پر حکومت کریں گے۔“

”ایسا تم بھی کر سکتے ہو۔ کیا خیالات پڑھ کر میرے اہم راز معلوم کر رہے ہو؟“

”میں بڑی دیر سے تمہارے اندر ہوں۔ نہ میں نے تمہیں اپنی معمول بنایا ہے۔ نہ تمہارے راز معلوم کر رہا ہوں۔ البتہ تمہارے حالات معلوم کر چکا ہوں۔ تم لن ٹاؤ جزیرے کی بے تاج ملکہ ہو۔ وہ جزیرہ بین الاقوامی اسمگلروں کے لیے صدر دروازے کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسرے ممالک کے اسمگلروں کو طائی کے ساحل سے اپنا مال گزارنا پڑتا ہے۔ طائی جزیرے کے شمال مغرب میں ہے۔ وہاں تمہارا ایک مضبوط قلعہ ہے تمام اسمگلرز تمہارا تعاون حاصل کرنے پر مجبور رہتے ہیں۔“

میڈم مارلی کا وہ قلعہ ساحلی سمندر میں تھا۔ چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔ اس قلعے کے اندر پہلی کاپڑ کے ذریعے پہنچا جاتا تھا یا پھر مارلی کے نوے ہوائی جہاز کے لیے گھرے پانی میں رن وے بنا ہوا تھا۔ وہ جہاز فضا سے سمندر کی سطح پر آکر پانی میں موٹر بوٹ کی طرح دوڑتا ہوا سمندری گیٹ سے گزر کر قلعے کے اندر پہنچ جاتا تھا۔ تمام اسمگلرز کے بحری جہازوں کو اس قلعے کے آس پاس سے گزرتا ہوا تھا اور وہ میڈم مارلی کو اس کا حصہ دے بغیر وہاں سے گزر نہیں سکتے تھے۔ قلعے کے اوپر چاروں طرف دو دروازے تھے اور میزائل لانچر نصب تھے۔ مارلی کے مسلح فوجی وہاں دن رات الٹ رہتے تھے۔ سیکٹر کے ذریعے اجازت حاصل کیے بغیر گزرنے والے جہاز کو قوب کے گولوں اور میزائل سے تباہ کر دیا جاتا تھا۔

اسے ناقابل شکست مارلی قلعہ کہا جاتا تھا۔ تمام اسمگلرز اور اندر ورلڈ والے ایک ہی بات کہتے تھے کہ مارلی مرے گی تو قلعہ ختم ہو گا۔ لن ٹاؤ جزیرے سے لے کر پورے ہاگ

کتا بیات پہلی کیشنز

کاٹک تک مارلی نے قانون کے محافظوں کو خرید رکھا تھا۔ ان تمام علاقوں میں اس ایک عورت کو گھر کر قتل نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہانگ کاٹک اور اس جزیرے سے دور کہیں اسے موت کے گھاٹ اتارا جاسکتا تھا اور وہ اپنے مخصوص علاقوں سے باہر نہیں جاتی تھی۔

میں نے اسے بتایا کہ میں اس کے بارے میں یہ تمام معلومات حاصل کرچکا ہوں۔ اس کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ وہ میرے دشمنوں کی دشمن ہے۔ اسے میری مدد کی ضرورت ہوگی تو میں اس کے کام آؤں گا۔ وہ کسی سے کچھ مانگنا اپنی توہین سمجھتی تھی۔ کسی سے مانگنے کے لیے ہاتھ پھیلاتا پڑتا ہے۔ اس کے سامنے سربھک جاتا ہے۔ اس کا سر غور سے تن کر رہتا تھا۔ وہ ایک شان بے نیازی سے بولی "میں نے تم سے مدد نہیں مانگی ہے۔ تم خود آئے ہو۔ یہاں دشمنوں میں گھرے ہوئے ہو۔ مجھ سے مدد مانگو گے تو میں تمہارے کام آنے کے بارے میں سوچوں گی۔"

"میں کسی عورت سے تو کیا مرد سے بھی مدد نہیں مانگتا مگر تم مانگو گی، جب تانا کا کے ٹیلی پیٹھی جانے والے تمہارے اندر آئیں گے۔ تم اپنے دشمنوں کو قتل کے قریب نہیں آنے دیتی ہو مگر یہ دشمن تمہارے دماغ میں گھس جائیں گے اور تم انہیں بھگائیں سکو گی۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "مجھے ڈرا رہے، جبکہ میں موت سے بھی نہیں ڈرتی۔ تم نے نہ کو کہ میں تم سے مدد مانگوں گی۔ یہ کہو کہ دوستی کوں گی۔ ہم دوستی میں ایک دوسرے کے کام آسکتے ہیں۔"

"چلو یہی سہی۔ دوستی کرو۔ تم نے اب تک دشمنوں سے دوستی یا سمجھو نہیں کیا۔ کیونکہ وہ قانون اور تمہارے قتلے کی دیوار کو توڑ کر تمہارے قریب نہیں آسکتے تھے۔ ٹیلی پیٹھی جانے والے دشمن سب کچھ توڑ کر تمہارے اندر آئیں گے۔"

"تم دوستی سے پہلے احسان جتا رہے ہو۔ یہ سمجھ رہے ہو کہ ٹیلی پیٹھی جانے والے دشمنوں سے مننے کے لیے مجھے تمہاری ضرورت پڑے گی۔ یہ یاد رکھو کہ میں مرچا پسند کرتی ہوں مگر کسی کا احسان لینا گوارا نہیں کرتی۔"

کتا بیات پبلی کیشنز

آگے بے لباس ہو کر ناپنے لگی ہو۔

"ٹوٹا شاپ! تم میری اسٹلٹ کر رہے ہو۔ کوئی میرے سامنے اس طرح بولنے کی جرات نہیں کرتا ہے۔ سارے ہوتے تو میں تمہیں گولی مار دیتی۔"

"اپنے اندر آنے والے دشمنوں سے بھی اس طرح حیرت سے سوچی کہ سامنے ہوتے تو گولی مار دیتی۔ وہ تمہارا بے بسی پر نہیں گئے۔ تمہارا غور تمہیں کبھی سمجھے نہیں دے گا کہ تمہارا زوال شروع ہو چکا ہے۔ چاہی قریب ہے۔"

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ یہ بات مجھے میں آری تھی کہ وہ اپنی دولت، طاقت اور اپنے تمام مضبوط ذرائع، باوجود ٹیلی پیٹھی جانے والے دشمنوں سے شکست کھا جا۔ گی ان کی کینز اور دانش بن کر رہ جائے گی۔

وہ سمجھ رہی تھی۔ اب اس کے سامنے ایک بڑا مسئلہ تھا اور مسئلہ یہ تھا کہ غور کا سر کبے جگہ کے وہ مجھے دوستی کرنا چاہتی تھی لیکن مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں نے کہا "ایک سے کترہ کر ساری دنیا سے بڑھ سکتی ہو۔ تمہیں یہ سودا مہنگا نہیں پڑے گا۔"

وہ سوچنے کے دوران میں یہ بھول گئی تھی کہ میں اس کے اندر موجود ہوں۔ وہ میری بات سن کر بولی "او گا! موجود ہو؟ مجھے یہ بھولنا نہیں چاہیے کہ تم میرے اندر رہے گے۔"

"اتنا حسین اور مضبوط قلعہ چھوڑ کر کہاں جاؤں! بھٹکا ہوا مسافر ہوں۔ مجھے پناہ اور میری پناہ میں رہو۔" اس بار وہ دراز نرم ہو کر بولی "میں کہہ چکی ہوں کہ تم دوستی ہو سکتی ہے مگر تم دوستی سے پہلے مجھے خود سے کم نہ رہے ہو۔ کیا یہی تمہاری دوستی کا انداز ہے؟"

"تمہارا انداز بھی بیشہ برتر رہنے والا ہے۔ تم دوسرے زیادہ حکومت نیک بن کر رہو گی۔"

دیوتا

"میں یہی سوچ رہی ہوں۔ اپنے فریاد ہونے کا ٹھوس ثبوت پیش نہیں کرو گے تو میری ٹیلی نہیں ہوگی۔"

"میں تمہیں پوری طرح مطمئن کروں گا۔ مجھ سے ملنے کے بعد تمہارے دل میں کوئی شبہ نہیں رہے گا۔"

"جب تک اطمینان نہیں ہوگا، میں تم سے کہیں ملاقات نہیں کروں گی۔ پہلے اپنا اعتماد قائم کرو۔"

"تمک ہے جو چاہتی ہو، وہی ہوگا۔ مانو سے کو، مجھے دشمن نہ سمجھو۔ تمہاری گود میں آجائے۔"

مانو اس سے دور بیٹھ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ مارلی نے کہا "کم آن مانو! یہاں کوئی ضرور ہے مگر مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

وہ میاؤں کستی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی گود میں آئی۔ میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ ساحل سمندر کی طرف اپنے ایک شاندار کالج کی طرف جا رہی تھی۔ وہاں دو چار کھینے آرام کرنا اور ایک ضروری معاملے میں مصروف رہنا چاہتی تھی پھر شام کو۔۔۔ جزیرے لن تاؤ میں واپس جانے کا ارادہ تھا۔

جب وہ کالج میں پہنچی تو میں نے اسے گہری نیند سلاوا پھر اسے پٹانا نیک کیا۔ اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کر دیں کہ خند سے بیدار ہونے کے بعد جو شخص اس سے ملاقات کے لیے کالج میں آئے گا، وہی فریاد لی تیور ہوگا۔ وہ کسی شک و شبہ کے بغیر اس پر بھروسہ کرے گی۔

میں نے اس کے ذہن میں ایک نیا لب و لہجہ نقش کیا تاکہ تانا کا کوڈ کے ٹیلی پیٹھی جانے والے اس کے دماغ میں جگہ نہ بنا سکیں پھر پٹانزم کے اصولوں کے مطابق وہ دو گھنٹے تک سوئی رہی۔ اس وقت میں سمندر کے ایک ساحلی گارڈن میں بیٹھا ہوا تھا۔

اب دو گھنٹے بعد مارلی کے پاس جانے والا تھا۔ اس کا کالج وہاں سے قریب تھا۔ میں نے سونیا کو مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "کیا میری ضرورت ہے؟"

دیوتا 42

"وہی دل سے نہ بولو۔ میں آؤں گی تو رنگ میں بھگ پڑے گا۔ تمہارے چور خیالات میڈم مارلی کا نام لے رہے ہیں۔"

"میں مارلی کے لیے یہ کہہ رہا ہوں۔ چلی آؤ۔ بہت ہی خطرناک عورت ہے۔ اس سے مننے میں مزہ آئے گا۔"

"تمہارا مزہ کرنا کرنا ہو جائے گا۔"

"تم طعنہ دینے سے باز نہیں آؤ گی۔ میں یہاں مارلی سے عشق نہیں کر رہا ہوں۔"

"کیا مجھے نادان بنی سمجھ رہے ہو۔ جھوٹ نہ بولو۔ ورنہ تمہیں مارلی کے قریب بھی نہیں جانے دوں گی۔"

"کم کیا کرو گی؟ کتاب میں ہڈی ہو گی؟"

"ہڈی کی بات کیا کرتے ہو؟ میں کتاب ہی نہیں رہنے دوں گی۔ نہ تم کھاؤ گے نہ میں ہڈی بنوں گی۔"

"مجھے پہنچ کر رہی ہو؟ اپنے میاں سے میاؤں میاؤں کر رہی ہو؟"

"میں میاؤں میاؤں نہیں کرتی، بچے مارتی ہوں۔ کبھی مگر جتی نہیں! چاک برس پڑتی ہوں۔"

"میں تمہاری ایک ایک رگ کو پہچانتا ہوں۔ اس لیے دعویٰ نہ کرو کہ کتاب نہیں رہنے دو گی۔ مارلی کو غائب کر دو گی۔ میری آنکھوں سے سرمہ چرانے کی بات نہ کرو۔ تمہیں شرمندگی ہوگی۔"

"میرے پیارے! میرے راج دلارے! آنکھوں سے سرمہ چرانا بڑی بات نہیں ہے۔ عورت تو مو کے سر کے بال اڑا دیتی ہے اس کی کھوپڑی میں دماغ نہیں رہنے دیتی۔ پہلے دیوانہ پھر پاگل بنادیتی ہے۔ تم شرمندہ ہو جاؤ گے۔"

کتا بیات پبلی کیشنز

یہاں سے نکلوں گی اور کل رات ہانگ گانگ پنچوں گی تمہارے دشمن نانا کا کوڑے ذریعے مارلی تک پنچوں گی۔ اسے غائب ہونے سے بچا سکتے ہو تو بچا لو۔“

وہ جیسے ہونے لگی۔ میں وہاں کئی جانے انجانے دشمنوں میں گھرا ہوا تھا۔ ان کی طرف سے خطا رہنے کے لیے میرا حاضردماغ رہنا ضروری تھا۔ ایسے میں سونا میری توجہ اپنی طرف سمیٹ رہی تھی۔ اسے ناکام بنانے اس کی چال بازیوں کو سمجھنے اور مارلی کو اس سے بچائے رکھنے کے لیے اس پہلو سے غور کرنا لازمی تھا کہ وہ کسی کسی چالیں چل سکتی ہے۔

میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ میں نے اس لیے چیلنج کیا تھا کہ وہ اسی ہمانے چلی آئے۔ میرے اطراف بدترین خطرناک مجرم اور دن کو رات اور رات کو دن بنانے والے انڈر ورلڈ کے کئی بے تاج بادشاہ تھے۔ جن کا تعلق ایشیا، یورپ اور امریکا کے ممالک سے تھا۔ ایسے ڈانٹا مائٹ قسم کے خطرناک مجرموں سے نمٹنے کے لیے سونیا کی موجودگی ضروری تھی۔

وہ مارلی کو مجھ سے دور کرنے کے لیے اسے اغوا کرتی مگر اسے نقصان نہ پہنچاتی۔ بلکہ اسے کہیں چھپا کر نانا کا جیسے دشمنوں سے محفوظ رکھتی۔ ایسے میں مجھے کیا ضرورت پڑی تھی کہ میں اسے ایسا کرنے سے روکنا۔ ہاں مگر کھیل کھیل میں ہی سہی، میں سونیا کو یہ بتانے والا تھا کہ وہ مارلی کے سلسلے میں مجھے دھوکا نہیں دے سکے گی۔ میں اس کی چالوں کو سمجھتا رہوں گا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ نانا کا کوڑے ذریعے مارلی تک پہنچے گی۔ گویا وہ نانا کا کوڑا کوڑا کرنے والی تھی۔

میں سامنے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ ایسے وقت ایک چینی دو تیز میری طرف آ رہی تھی۔ وہ میرے قریب آ کر رک گئی۔ میں انجان بن کر سوچ میں گم رہنے کا اظہار کرتا رہا۔ وہ تھوڑی دیر تک مجھے دیکھتی رہی۔ جیسے پہچانے کی کوشش کر رہی ہو پھر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے میرے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے چونکے کی ایکٹنگ کی۔ اسے دیکھ کر پوچھا ”کیا بات ہے؟ یوں قریب آ کر بیٹھنے کا انداز بتا رہا ہے کہ اسٹریٹ گرل ہو۔ مرنچا پاس رہی ہو۔“

وہ غصے سے بولی ”شٹ آپ! میں ایسی نہیں ہوں۔ تم مجھے شناسا لگ رہے ہو۔ تمہیں پہچاننے کے لیے قریب آئی ہوں۔“

میں نے اس کی آواز اور لہجے سے پہچان لیا۔ وہ میری معمولہ کم لی تھی۔ میں نے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی تھی کہ وہ سوچنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتی ہے۔ فریاد علی تیمور کی جیس میں ہو وہ سوچ کر اسے پہچاننے لگی۔ نیلی

بیٹھی جانے والا ڈاؤن گانگ اور امریکی جان ہارڈی۔ مجھے ڈھونڈنے کے لیے اسے ساتھ لے گھومتے تھے۔ میں نے کم لی کے ذریعے انہیں ڈھونڈ کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

کم لی میرے احکامات کی پابند تھی۔ دشمنوں کو بے وقوف بنانے کے لیے میرے حکم کے مطابق کسی کو سوچھتی تھی۔ ابھی میں نے حکم نہیں دیا تھا اور وہ میرے بالکل قریب آ کر مجھے سوچھ رہی تھی۔ جبکہ میں بھی اجازت نہ دیتا کہ وہ مجھے سوچھے اور دشمنوں کو مجھ تک پہنچائے۔

میں نے اسے پہچانتے ہی اس کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ یہ چلا کوئی اس کے اندر ہے اور فریاد علی تیمور بن کر اسے حملہ آور رہا ہے کہ وہ مجھے سوچھے اور پہچانے کہ میں فریاد ہوں یا نہیں؟

مجھے جراتی ہوئی۔ کوئی دشمن نیلی بیٹھی جانے والا میرا حربہ مجھ ہی پر آزما رہا تھا۔ میں کم لی کو نانا کا قریب پہنچا کر اس سے غافل ہو گیا تھا کیونکہ اس کے ذریعے میں نے نانا کی لیڈی سیکرٹری جو زمین کے داغ میں جگہ بنائی تھی۔ اس کے ذریعے کچھ معلومات حاصل کر رہا تھا۔ جو زمین، نانا کا ایک سوراخی (کلوار باز) سے محبت کرتی تھی۔ وہ بھی اسے چاہتا تھا لیکن نانا کا خوف سے مجبور ہو کر دور ہی دور سے دیکھتا تھا۔ میں کسی وقت ان دونوں کو ملا کر، یکساں کر کے اس کے ذریعے سوراخی کے دماغ میں گھسنے والا تھا۔

اب کم لی کی اس حرکت سے پتا چل رہا تھا کہ نانا کا کوڑا کا کوئی نیلی بیٹھی جانے والا اس کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ وہ چور خیالات پڑھ کر معلوم کر چکا ہو گا کہ میں نے کم لی کو اپنی معمولہ بنا رکھا تھا اور اس کے ذریعے نانا کا قریب پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دشمن نیلی بیٹھی جانے والے کو معلوم ہوا تھا کہ وہ سوچھنے کی غیر معمولی حس رکھتی ہے۔ لہذا وہ کم لی کے ذریعے میری بوسو گھٹا پھر رہا تھا۔

کم لی نے میری مرضی کے مطابق سوچ کے ذریعے کہا ”میں سوچھ رہی ہوں مگر میری فریاد کی مخصوص منک نہیں مل رہی ہے۔“

اس کی دوسری سوچ نے کہا ”کیا میری سوچھنے کی صلاحیت ختم ہو رہی ہے۔ میرا دماغ تھا کہ میں فریاد کو لاکھوں بہروہیوں کے درمیان پہچان سکتی ہوں پھر اسے پہچاننے میں غلطی کیوں کر رہی ہوں؟“

پھر اس کی سوچ نے کہا ”میں غلطی نہیں کر رہی ہوں۔“ اس کی دوسری سوچ نے کہا ”میں اس شخص کو بڑی دیر سے دیکھ رہی تھی۔ یہ کم مسمیٹا سامنے دیکھتا ہوا ایسا لگ رہا تھا جیسے خیال خوانی کے ذریعے کسی سے باتیں کر رہا ہو۔ یہ

ضرور نیلی بیٹھی جانتا ہے۔“ میں سمجھ گیا۔ دشمن نیلی بیٹھی جانے والا کم لی کی دوسری سوچ میں بول رہا تھا۔ اس دشمن نے اس کے ذریعے مجھے دیر تک گم سم بیٹھے دیکھا تھا۔ واقعی اس وقت میں سونیا سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ اس نے میرے بارے میں درست اندازہ لگایا تھا مگر کم لی میری مرضی کے مطابق اسے جھٹلا رہی تھی۔

میں نے کہا ”تم کس قسم کی لڑکی ہو؟ مجھ سے قلمٹ کرنے کے انداز میں آ کر یہاں بیٹھ کہیں پھر مجھے سوچھنے لگیں۔ کیا تم سوچھنے کے بعد گانگ کو چھانستی ہو؟ پھر یہ بھی کہتی ہو کہ اسٹریٹ گرل نہیں ہو؟ کیا اب تم جاؤ گی یا میں یہاں سے جاؤں؟“

اسی وقت میں نے اپنے اندر پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ ہم سب کے دماغوں میں ایسا روحانی عمل کیا گیا تھا کہ پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی ہماری شخصیت بدل جاتی تھی۔ اس شخصیت کے مطابق خیالات بدل جاتے تھے۔ جب کوئی اپنا ایک مخصوص لمبے میں آتا تھا تو ہمارے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی۔

وہ دشمن میرے خیالات پڑھ کر مایوس ہو رہا تھا۔ اسے میرے اندر میں نہیں مل رہا تھا۔

کم لی وہاں سے جا رہی تھی۔ میں نے اسے پیش کے لیے جانے دیا۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ دشمن اس کے ذریعے مجھے ڈھونڈتے پھرنے گے پھر مایوس ہو جائیں گے۔ وہ میری اصلیت معلوم کرنے والا مایوس ہو کر چلا گیا تھا۔ میں میڈم مارلی کے اندر پہنچ گیا۔

○☆☆○

تیج پال کی نیلی بیٹھی جانے والی ٹیم بڑی متحد اور مضبوط تھی۔ بیڑوں بڑے عرصے کے لیے ان سے الگ ہو گیا تھا۔ اپنی ہی ٹیم کی مخالفت میں اقدامات کرنے لگا تھا۔ اس کی بیوی مونو رہنا نے اسے احساس دلایا کہ وہ غلط فہمی کا شکار ہو گیا ہے۔ تیج پال اور باقی نیلی بیٹھی جانے والے ساتھی آج بھی اسے چاہتے ہیں۔ اس سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اسے اپنے ہی ساتھیوں کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔ تیج پال ان سب سے زیادہ ذہین اور سب سے زیادہ تجربہ کار تھا۔ مونو رہنا نے اس سے رابطہ کیا پھر اس کے تعاون سے بیڑوں کی تمام غلط فہمیاں دور کر دیں۔ اسے پھر تیج پال کی نیلی بیٹھی جانے والی ٹیم میں شامل کر دیا۔

کچھ عرصہ پہلے سونیا نے بیڑوں کو ٹرپ کیا تھا۔ تب سے اس کے ساتھی اس سے دور رہنے لگے تھے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو سونیا اس کے ذریعے ان سب کے دماغوں میں پہنچ

دیوتا ۱۲

جاتی۔ ہر حال دوستی ہوتے ہی انہوں نے سب سے پہلے بیڑوں کو پٹا ناز کیا۔ اس کا برین واش کیا تاکہ سونیا یا کسی نے بھی اس پر بخوبی عمل کیا ہو تو وہ مٹ جائے۔

انہوں نے اپنے بخوبی عمل سے بیڑوں کو دوبارہ اپنا قابل اعتماد دوست بنالیا۔ ان کے پاس مشین کا نقشہ تھا۔ پہلے تو انہوں نے یہ سوچا تھا کہ وہ کی دور دراز کے دور ان علاقے میں بڑی رازداری سے خود وہ مشین تیار کریں گے پھر تیج پال نے کہا ”اگر ہم کسی دوسرے کے کاندھے پر ہندو رکھ کر چلائیں گے تو بہت سی پریشانیوں اور الجھنوں سے دور رہیں گے۔“

اس نے سمجھایا ”اگر کسی بڑے ملک سے مشین کی تیاری کے سلسلے میں معاہدہ ہو جائے تو وہ ملک ہمیں سر آکھوں پر بٹھائے گا۔ مشین تیار کرنے کی ساری ذمے داریاں اپنے سر لے گا۔ اس مشین کو رازداری سے تیار کرنے کے تمام مرحلوں سے گزرے گا ہمیں کسی مرحلے سے نہیں گزرنا ہوگا۔ تم نیلی بیٹھی جانے والے تمام ساتھی ان کے دماغوں میں رہ کر انہیں کنٹرول کرتے رہو گے۔ وہ ہمیں کسی مرحلے پر دھوکا نہیں دے سکیں گے۔“

مانیک مورو نے کہا ”انہیں عمل طور پر اپنے کنٹرول میں رکھنے کے لیے ان سب کو پٹا ناز کرنا ہوگا۔ انہیں اپنا معمول بنانا ہوگا۔“

جوزف ولسکی نے کہا ”اس ملک کے جتنے اعلیٰ حاکم اور جتنے اعلیٰ فوجی افسران ہوں گے ان سب کے دماغوں کو پہلے اپنے قبضے میں رکھنا ہوگا اور وہ ایک دو نہیں درجنوں ہوں گے۔“

بڈی رابرٹ نے کہا ”درجنوں نہیں سیکڑوں ہوں گے۔ آرمی انٹیلی جنس والوں کو بھی اپنے قبضے میں رکھنا ہوگا پھر جتنے افراد کو نیلی بیٹھی سکھائی جائے گی انہیں بھی غلام بنا کر رکھنا ہوگا۔“

تیج پال نے کہا ”ایسا تو کرنا ہی ہوگا اور یہ ہمارے حق میں بہتر ہوگا۔ بظاہر یہ مشکل نظر آتا ہے کہ سیکڑوں یا ہزاروں افراد کو غلام بنا کر رکھنا جائے گا لیکن یہ نامکن نہیں ہے۔ تم چار نیلی بیٹھی جانے والے ہو۔ تم میں سے ہر ایک روزانہ پانچ افراد کو پٹا ناز کر کے اپنا معمول بنا سکتا ہے۔“

بیڑوں نے کہا ”اس طرح ہم چاروں روزانہ اس ملک کے بیس (۲۰) اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران کو اپنے زیر اثر لاسکیں گے۔“

بڈی رابرٹ نے کہا ”اس طرح ہم ہر ماہ اس ملک کے چھ سو اکابرین اور دوسرے اہم متعلقہ افراد کو اپنے احکامات کا پابند بناتے رہیں گے۔“

43

کتابیات پہلی کیشنز

42

دیوتا ۱۲

کتابیات پہلی کیشنز

تج پال نے کہا ”ہم جگت سے کام نہیں لیں گے ہمیں تیار کر کے جلدی نہیں ہے۔ جب ایک ماہ میں چھ سو اکابرین کو اپنا معمول بنایا جائے گا تب میں ان اکابرین سے مشین کے مسئلے میں معاہدہ کروں گا۔ وہ ہمارے زیر اثر رہیں گے ہماری ہر بات مانتے رہیں گے۔“

بیز دن ’انک مورو‘ جو زف و سکی اور بڑی رابرٹ اس بلائنگ کے مطابق روس کے اکابرین کو بچانے لگے۔ روس بھی سپردار تھا۔ اب اس پر زوال آچکا تھا۔ وہ دوبارہ اپنا کھو ہوا سیاسی مقام حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ ایک فرانساں مر مشین امریکا کے پاس تھی اس کے ضائع ہونے کے بعد اب دوسری مشین تیار کی جا رہی تھی۔ تمام بڑے ممالک کو یہ تشویش لاحق ہو گئی تھی کہ چین میں یہ مشین تیار ہو چکی ہے اور وہاں ٹیلی بیٹھی جانے والوں کی فوج تیار ہو رہی ہے اس کے مقابلے میں اب ہر بڑا ملک ٹی پی آری (ٹیلی بیٹھی جانے والی فوج) تیار کرنا چاہتا تھا۔ اچانک یہ خبر عام ہوئی کہ ایک فرانساں مر مشین اسرائیل میں بھی تیار ہو چکی ہے۔ تمام بڑے ممالک حیران رہ گئے تھے۔ اسرائیل اچھا تھا جو اس ملک ہے کہ دنیا کے نقشے میں ناخن کے برابر نظر آتا ہے اس ننھے سے ملک نے تمام ممالک کو دہشت زدہ کرنے والا کارنامہ انجام دیا تھا۔

چین کا بڑی ملک روس خاص طور پر بہت زیادہ تشویش میں مبتلا تھا۔ پہلے ہر ملک ایسی قوت بن کر برتری حاصل کرنا تھا۔ اب ٹیلی بیٹھی کے مقابلے میں ایٹم بموں کی اہمیت نہیں رہی تھی۔ پہلے یہ دھمکی دی جاتی تھی کہ کسی ملک نے جنگ مسلط کی تو ایک ایٹم بم ہی اس ملک کو بڑی حد تک نقصان پہنچائے گا۔ ایسی قوتوں کے باعث تمام ممالک ایک دوسرے کے دباؤ میں رہتے ہیں۔

ایٹم بموں کے مقابلے میں ٹیلی بیٹھی زیادہ خطرناک ہے۔ ایٹم بم کرانے کے لیے اپنے ملک سے پرواز کرنا اور دوسرے ملک میں جانا ضروری ہوتا ہے لیکن ٹیلی بیٹھی کے ذریعے گھر بیٹھے ہی دشمنوں کے دماغوں میں پھنسا جا سکتا ہے۔ تمام مخالف ممالک کے اہم راز معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ اب تمام ممالک کے لیے لازمی ہو گیا تھا کہ وہ ایسی قوت کے علاوہ ٹی پی میں بھی برتری حاصل کریں اگر ایک ملک کسی دوسرے ملک کے اہم رازوں تک پہنچے گا تو وہ دوسرا ملک بھی اس کے اہم رازوں تک پہنچے گا۔ اس طرح تو وہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچائیں گے اور نظائر نقصان نہ پہنچانے کا سمجھو تا کریں گے مختصر یہ کہ اب تمام بڑے ممالک کے لیے ٹی پی آری رکھنا لازمی ہو گیا تھا۔ جب تج پال نے روسی اکابرین سے امی میل کے ذریعے

رابطہ کیا اور انہیں بتایا کہ اس کے پاس فرانساں مر مشین کا نقشہ ہے اور وہ نقشے کے ذریعے ان کے ملک میں مشین تیار کرنا چاہتا ہے تو پہلے انہیں یقین نہیں آیا لیکن تج پال کے تمام ٹیلی بیٹھی جاننے والے ان کے دماغوں میں تھے۔ اپنی موجودگی ظاہر نہیں کر رہے تھے۔ بڑی رازداری سے خاموش رہ کر انہیں تج پال کی طرف مائل کر رہے تھے۔

جب اکابرین کو یقین ہو گیا کہ ان کے ملک میں ان کی مگرانی میں وہ مشین تیار ہو سکتی ہے تو پھر ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی ایسی غبی امداد کے بارے میں وہ بھی سوچ نہیں سکتے تھے۔ وہ مشین جیسے اچانک آسمان سے ان کے ملک میں اتاری جا رہی تھی۔

روسی آری کے اعلیٰ افسران نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ تج پال کس ملک اور کس شہر میں ہے پھر تج پال نے فیکس کے ذریعے مشین کا نقشہ ارسال کیا۔ انہوں نے امی میل کے کوڈروڈز اور فیکس کے حوالہ جات سے تج پال کا سراغ لگنا چاہا لیکن سب کو پھٹا ناز کیا گیا تھا۔ ان کے دماغوں میں یہ بات فکس کی غبی تھی کہ ان کے دماغوں بھی تج پال کے سلسلے میں ایسے خیالات پیدا ہوں تو وہ ان پر عمل نہیں کریں گے۔ وہ چاروں ٹیلی بیٹھی جاننے والے پوری توجہ سے تج پال کو تحفظ فراہم کرتے رہتے تھے۔

روسی فوج کے اعلیٰ افسران مشین کی تیاری کے سلسلے میں مصروف ہو گئے۔ وہ چاروں ٹیلی بیٹھی جاننے والے ان تمام افسران اور کمینک وغیرہ کے دماغوں کو دن رات چیک کرتے رہتے تھے۔ ان میں سے بھی کوئی زخمی ہو سکتا تھا یا بیمار ہو سکتا تھا۔ کوئی مخالف ٹیلی بیٹھی جاننے والا اس کے دماغ میں یہ معلوم کر سکتا تھا کہ کسی نے اسے پھٹا ناز کیا تھا۔ ایسے میں بھی کھل سکتا تھا کہ کسی نے اسے پھٹا ناز کیا ہے۔ کوئی ٹیلی بیٹھی جاننے والا یا جاننے والے روسی اکابرین کے ساتھ کوئی براہیم کھیل رہے ہوں تو وہ گیم بھی جلدی ظاہر ہو سکتا تھا۔

مشین کے تیار ہونے اور اسے کام میں لانے جانے تک ہر پہلو سے رازداری لازمی تھی۔ اس لیے وہ تمام اعلیٰ افسران کو چیک کرتے رہتے تھے۔ ان میں سے کتنے ہی افسران کے سفارتی تعلقات کئی ممالک سے تھے۔ دشمن ان کے خیالات بھی پڑھ سکتے تھے۔ تج پال باریک سے باریک پہلو پر نظر رکھتا تھا اور ان چاروں کو گائید کرتا رہتا تھا۔

ہیزون نے ایک ایسے روسی افسر کے خیالات پڑھے جو کہ ایک بنی اسرائیل میں تھی۔ وہ افسر بھی اسرائیلی تھا۔ بیس برس پہلے اس نے ایک روسی بیوری دوشیزہ سے شادی کی تھی۔ وہاں ان کی وہ بیٹی پیدا ہوئی تھی حکومت نے

اس سے کہا ”مشر جان تمہیں روسی بیوری سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ تم روس جا کر اپنے ملک کے لیے جاسوسی کرو۔ تمہاری بیٹی کو یہاں آری ٹرننگ سینٹر میں رکھ کر اسے بھی تمہاری طرح سراغ رساں بنایا جائے گا۔ تم اپنی بیوری کے ساتھ روس چلے جاؤ۔ کام ختم ہونے کے بعد تمہیں واپس بلایا جائے گا۔“

وہ اپنی روسی بیوری کے ساتھ تاشقند گیا تھا۔ اس کی بیوری اس کے زیر اثر نہیں تھی۔ وہ اس کا دیوانہ تھا۔ اس کے حسن و جمال اور اس کی آوازیں سے محروم رہتا تھا۔ حکام نے اسے اپنے ملک کی طرف سے جاسوسی کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ اس کے برعکس اس نے بیوری کے ساتھ مل کر روس کے لیے جاسوسی کی۔ اسرائیلی حکومت کا ایک اہم راز چر اکروہاں لے گیا۔ بعد میں یہ بھی کھل گیا۔ اس کے بعد وہ اسرائیل نہیں جاسکتا تھا۔ جانا تو اسے گولی مار دی جاتی۔ روسی حکومت نے اسے انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ کا ایک اعلیٰ عہدہ دار بنادیا تھا۔ وہ وہاں رہ کر بیٹھ کر تار مار کر رہا۔ ایک بیٹی اس کی محبت کی پہلی نشانی وہاں اسرائیل میں رہ گئی تھی۔

وہ میاں بیوری اسے یاد کرتے رہتے تھے۔ اسے وہاں سے واپس نہیں لاسکتے تھے۔ وہ اسرائیل میں ٹرننگ حاصل کرتی رہی تھی۔ اسرائیل میں جو روسی جاسوس تھے وہ اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات حاصل کرتے رہتے تھے۔ وہ سخت مگرانی میں رہتی تھی۔ ٹرننگ سینٹر آری بیڈ کو آرڈر سے باہر کسی سے ملاقات نہیں کرتی تھی۔ اس کا نام کوٹا تھا۔

ریکارڈ ایجا تھا۔ اس نے بھی ماں باپ کو یاد نہیں کیا تھا۔ جب الوٹس کے حوالے سے وہ قابل اعتماد تھی۔ الپا نے اس کے خیالات سبڑھے تھے اور یہ فیصلہ کیا تھا کہ اسے ٹیلی بیٹھی سکھائی جائے گی۔

الپا اپنے ملک کے فوجی کیپوٹی سے ذہین اور دلیر سپاہیوں اور افسروں کا انتخاب کر رہی تھی۔ سول اور آری انٹیلی جنس کے شعبوں سے ایسے سراغ رساںوں کو منتخب کر رہی تھی۔ جن کا ریکارڈ بے داغ تھا اور وہ سب اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے رہے تھے۔ وہ ان سب کے جوہر خیالات پڑھنے کے بعد مطمئن ہو کر انہیں فرانساں مر مشین سے گزار دی تھی۔

اس نے کوٹا کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کیا تھا کہ وہ ذہین بھی ہے اور مکار بھی۔ ٹرننگ کے دوران میں حاضر دماغی کا مظاہرہ کرتی رہی ہے۔ وہ خیالات اور جذبات کے حوالے سے اپنی بیوری قوم کو اہمیت دیتی ہے۔ الپا نے پوری طرح مطمئن ہو کر پہلے اسے پھٹا ناز کیا۔ اسے اپنی معمول بنایا پھر

اسے مشین کے ذریعے ٹیلی بیٹھی کا علم سکھا دیا۔ ایک روسی جاسوس نے یہ اطلاع اس کے ماں باپ تک پہنچائی۔ ہیزون نے تج پال سے کہا ”مشر جان کی بیٹی کو تار ٹیلی بیٹھی سیکھ لی ہے۔ الپا ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کی فوج تیار کر رہی ہے۔ ہمیں وہاں سے چند ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کو اغوا کرنا ہو گا۔“

تج پال نے کہا ”بے شک‘ روس میں جلدی ہماری فرانساں مر مشین تیار ہو جائے گی۔ ہمیں چند فاعل ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کی ضرورت پڑے گی۔ ان کی ٹیلی بیٹھی کا علم وہاں روسی افسران کے دماغوں میں منتقل کیا جائے گا۔“

بڑی رابرٹ نے کہا ”پتا نہیں الپا کتنے ٹیلی بیٹھی جاننے والے پیدا کرتی جا رہی ہے۔ ہم وہاں سے دو چار اغوا کریں گے۔“

ہیزون نے کہا ”کسی طرح کرو تا کو وہاں سے نکال کر روس میں اس کے ماں باپ کے پاس پہنچایا جائے۔“

”جیسا کہ اس کی تعریف سنی گئی ہے اگر وہ ویسی ہی باصلاحیت ذہین اور دلیر ہے تو اسے ضرور اغوا کر کے روس پہنچاؤ اس طرح اس کے پھڑے ہوئے ماں باپ سے اسے ملانا یقینی بھی ہوگی۔“

انہیں واقعی چند ایسے ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کی ضرورت تھی۔ جنہیں فاعل کی حیثیت سے فرانساں مر مشین سے گزارنا تھا۔ تج پال کے چاروں ٹیلی بیٹھی جاننے والے اسرائیلی اکابرین کے دماغوں میں پہنچے لگے۔ ان کے ذریعے معلوم کرنے لگے کہ الپا ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کی فوج بنانے کے لیے کیا کر رہی ہے؟ اور کن افراد کو یہ علم سکھا رہی ہے۔ پتا چلا کہ الپا اس سلسلے میں اتنی رازداری سے کام کرتی رہی ہے کہ وہاں کے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران اس کے ان تمام معاملات سے بے خبر رہتے ہیں۔ بعد میں جتنے افراد ٹیلی بیٹھی سیکھ لیتے ہیں۔ وہ سب ان اکابرین کے سامنے ملک اور قوم کی خدمت کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔ ان سے پتا چلا کہ الپا نے اب تک دو درجن آری انٹیلی جنس کے سراغ رساںوں، فوج کے سپاہیوں اور اعلیٰ افسروں کو ٹیلی بیٹھی سکھائی ہے۔

تج پال اور اس کے ساتھی الپا کے ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کے بارے میں اس سے زیادہ نہیں جانتے تھے۔ یہ بات اسرائیلی اکابرین بھی نہیں جانتے تھے کہ الپا در پردہ اپنی ایک ذاتی فوج تیار کر رہی ہے۔ اس کی ذاتی ٹیلی بیٹھی جاننے والی فوج میں نہایت تجربہ کار ذہین سراغ رساں اور بہترین فائزر تھے۔ وہ اپنی سیکورٹی کے لیے ذاتی ٹی پی آری بنا رہی تھی۔

وہ اپنا راز ساری دنیا سے چھپا سکتی تھی لیکن یارس سے نہیں چھپا سکتی تھی۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اس کا ناراض عاشق چھپ کر اس کے اندر آتا رہتا ہے۔ کسی اہم ضرورت کے وقت اس سے گفتگو کرتا ہے۔ ورنہ اس کے بار بار مخاطب کرنے کے باوجود ایک لفظ نہیں بولتا پھر اسے پتا نہیں چلتا کہ وہ اس کے پاس موجود ہے یا نہیں؟

بہت عرصہ پہلے یارس نے اسی طرح اس کے دماغ میں جگہ بنائی تھی۔ ان دنوں الپا اس سے محبت کرنے کے باوجود دشمنی رکھتی تھی۔ اس کی یہ شدید خواہش تھی کہ وہ کسی بھی طرح یارس کو نرپ کر کے اپنا غلام بنالے۔ ایسے وقت جب اسے ظلم ہوا تھا کہ یارس نے اسے اپنا معمول بنالیا ہے اور اس کے دماغ میں جب چاہے چلا آجائے تو وہ اپنی بے بسی پر جھنجھلائے لگتی تھی۔ اسے دماغ سے بھگا نہیں سکتی تھی۔ ایک طویل عرصے تک الپا اور یارس کے درمیان اسی طرح نفرت اور محبت ہوتی رہی۔

آخری بار الپا نے یارس کو مار ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن وہ خوش نصیب تھا کہ الپا اپنی بے نصیبی کے باعث کار کے حادثے میں بری طرح ٹوٹ پھوٹ کر اسپتال پہنچ گئی تھی۔ وہ یارس کو مار ڈالنا یا بوشہ اپنا غلام بنانے رکھنا چاہتی تھی۔ اس کے برعکس یارس نے اس کے دماغ پر توبی عمل کر کے اسے اپنی کینہ بنالیا تھا۔ وہ جب تک اسپتال میں رہی ان اندیشوں میں مبتلا رہی کہ اس کے تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والے دشمن اس کے دماغ میں چلے آئیں گے۔ اس کی دماغی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنی معمول بنالیں گے۔ اس نے اب تک ٹیلی پیٹھی کی دنیا میں بڑی آزادی اور دو مختاری سے عفرانی کی تھی۔ وہ کسی کے زیر اثر رہنا اپنی توہین سمجھتی تھی۔ ایسے وقت پتا چلا کہ پاس اس کا محافظ بنا ہوا ہے۔

وہ اسپتال میں صحت یاب ہونے لگی تو سمجھ میں آیا کہ دشمن اسے ٹرپ کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں اور یارس اس کے تمام دشمنوں کو بھگا رہا ہے اور کسی کو اس کے اندر آنے کا موقع نہیں دے رہا ہے۔ تب وہ پہلی بار بری طرح نادام ہوئی۔ جس کی جان کی دشمن ہو گئی تھی وہی جان کے دشمنوں سے بچا رہا تھا۔ اس نے پہلی بار دل کی گہرائیوں سے یہ عہد کیا کہ آئندہ یارس سے دشمنی کرنے کا تصور بھی نہیں کرے گی۔ اس نے یارس سے محبت اور وفاداری کی قسمیں نہیں کھائیں۔ اس سے صرف اتنا ہی کہا کہ وہ محبت اور وفاداری کا عملی ثبوت دے گی۔

وہ واقعی ثبوت دے رہی تھی۔ یہ جانے ہوئے بھی کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر آتا جاتا ہے۔ وہ اب نہیں جھنجھلا رہی

تھی۔ بڑی فراخ دلی سے کبھی تھی "تم میرے دل و جان کے مالک ہو۔ میں اپنا کوئی بھی راز تم سے چھپانے کے لیے کبھی یہ نہیں چاہوں گی کہ اپنے دماغ کو کسی بھی طرح منتقل کرلوں اور تمہیں نہ آئے۔ دو۔ اب تم نہیں بھی آؤ گے تو میں تمہیں اپنے اندر ملاتی رہوں گی۔"

یارس نے اس پر دوسرا بڑا احسان کیا تھا۔ اسے ٹرانسفارمر مشین بنانے کا موقع دیا تھا اور وہ مشین تیار ہو چکی تھی۔ اسرائیلی اکابرین اور پوری یودی قوم جیسے الپا کی پرستش کرنے لگی تھی۔ الپا خوشی سے نہال ہو کر کبھی تھی "یارس تم نے مجھے فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیا ہے۔ تم ایک بار میرے سامنے آ جاؤ۔ میں تمہارے قدموں سے لپٹ کر خوشی کے مارے مچاؤں گی۔ کیا تم کبھی میرے سامنے نہیں آؤ گے؟"

یارس نے کہا "اب ہمارا آتنا سامنا کس لیے ہوگا؟ ہمارے درمیان پیار کا جو بہترین رشتہ تھا، میں وہ رشتہ دوبارہ استوار نہیں کروں گا۔ نہ تمہارا ہاتھ پکڑوں گا۔ نہ اپنا ہاتھ پکڑنے دوں گا۔"

"میں جانتی ہوں کہ اب تمہاری شریک حیات بننے کے قابل نہیں رہی لیکن تمہاری دوست بن سکتی ہوں اور ہم دوست بن کر ایک دوسرے سے ملاقات کر سکتے ہیں۔"

"ملاقات کے لیے لازمی نہیں ہے کہ جسمانی طور پر سامنا ہو۔ خیال خوانی کے ذریعے ملاقات ہو رہی ہے۔ دوئی کی ایک حد ہوتی ہے اور ہم خیال خوانی کی حد تک نلے رہیں گے۔"

"تم مجھے مایوس کر رہے ہو مگر تمہارا ہر حکم سر آنکھوں پر ہے۔ تم بہترین دوستی کا ثبوت دے رہے ہو۔ میری جان کے محافظ ہو۔ مجھے دشمن کے ذریعے عالمی شہرت دے رہے ہو۔ تمہارے جیسا دوست تو صرف مجھے ہی نصیب ہوا ہے۔ مگر تمہاری دوستی پر فخر کرتی رہوں گی مگر ایک بار کبھی نہ کبھی تمہارے پاس آکر تمہارے قدموں سے لپٹنے کی حسرت رہے گی۔"

الپا نے جو ٹرانسفارمر مشین تیار کی تھی۔ یارس نے اس سے جو او کو بھی ایسا فائدہ پہنچایا تھا جس کی کوئی توقع نہیں کر سکتا تھا۔ جو او کے اندر بھیجا کی شیطانت اس کا چیلنج نہیں چھوڑ رہی تھی یہی سمجھا جا رہا تھا کہ اس بد روح سے جو او کی نجات نہیں دلائی جا سکے گی۔ روح اچھی ہو یا بری۔ اس کے بغیر جسم مردہ ہو جاتا ہے لیکن یارس نے اس دشمن کے ذریعے شیطانت کو بالکل ہی ختم کر دیا تھا۔

بھیما بوش کے لیے ناپود ہو گیا تھا۔ جو او نے بھیما سے نجات پاتے ہی مسجد اقصیٰ میں شکرانے کی نماز ادا کی تھی

اور یارس سے کہا تھا کہ وہ اس سے مل کر دوبارہ شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔

یارس نے کہا "شکریہ تو ادا ہوتا ہی رہے گا۔ سب سے پہلے اپنی محبت حقیقت سے ملو بھیجا کی وجہ سے تم نے اس بچاری کو خود سے دور دور رکھا تھا۔ تمہارا فرض ہے کہ جلد سے جلد اسے اپنی شریک حیات بناؤ۔ میں تمہاری شادی کے دن تم سے ملاقات کروں گا۔"

"بے شک میں نے بھیجا کی وجہ سے.... حقیقت پر ظلم کیا ہے۔ میں ایک ہفتے کے اندر اس سے شادی کروں گا۔ تم سے ایک گزارش ہے۔ الپا سے میرا رابطہ کراؤ۔ میں اس کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میں تم دونوں کے احسانات کبھی نہیں بھولوں گا۔"

یارس نے الپا سے کہا "ہو سکے تو جو او سے رابطہ قائم کرو۔ وہ بہت خوش ہے۔ تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔ ویسے تم بہت مصروف دکھائی دے رہی ہو۔"

"تمہارے مشورے پر عمل کر رہی ہوں۔ تم نے کہا تھا۔ بھیا تو ختم ہو گیا ہے اب نارنگ رہ گیا ہے۔ اگر اس کی بھی کالی ملا جیٹوں کو ختم کر دیا جائے تو ہماری ٹیلی پیٹھی کی دنیا سے کالا جو ختم ہو جائے گا۔"

"ٹھیک ہے مگر خواہ اس کی جان نہ لی جائے بھیجی نے تو تاک میں دم کروا تھا۔ اسے بیشہ کے لیے ناپود کرونا لازمی ہو گیا تھا۔ نارنگ سے صرف اس کی ملا جیٹیں چھین لی جائیں۔"

"میں یہی کر رہی ہوں۔ نارنگ جب پیدا ہوا تھا تو ایسا نہیں تھا۔ بھیجی ہا سادہ سا آدمی رہا ہوگا۔ اب پھر وہی بن جائے گا۔ وہ شیطاں تھا۔ میں اسے سادہ رہنا کر انڈیا واپس بھیج دوں گی۔"

یارس اس کے دماغ سے چلا آیا۔ اسے نارنگ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ یہ بھی ٹیلی پیٹھی جاننے والوں نے دیکھا تھا کہ آج تک نارنگ جیسا اہم ٹیلی پیٹھی جاننے والا پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس نے مختلف اوقات میں کئی طرح کی غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کی تھیں۔ ایک تو وہ کالا جو او تھا پھر اس نے ٹیلی پیٹھی کا ظلم حاصل کیا تھا۔ آخر میں اس کی اتما ایک ایسے سائنس دان کے اندر سما گئی تھی۔ جس کے کان سے ایک غیر معمولی آواز سماعت ہوتی تھی۔ اس آواز سماعت کی یہ خوبی تھی کہ وہ سائنسی دان ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے اپنے کسی بھی مطلوبہ شخص کی گفتگو سن لیا کرتا تھا بعد میں نارنگ کو بھی اس آواز کے ذریعے یہ غیر معمولی صلاحیت حاصل ہوئی تھی۔

الپا نے اسے ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر بائیں کی

جادوگری اور ٹیلی پیٹھی کی صلاحیتوں کو ختم کر دیا۔ اس کے کان سے جو آواز سماعت ہوتی تھی۔ اسے آپریشن کے ذریعے کان سے الگ کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔

اس نے بعد میں جو او سے رابطہ کیا اور کہا "مجھے افسوس ہے مسٹر جو او! میں فوراً تم سے رابطہ نہ کر سکی۔ ایک بہت ہی اہم کام میں مصروف تھی۔ اس سے پہلے کہ تم کچھ کہو۔ میں تمہیں بھیما سے نجات حاصل کرنے کی مبارک باد دیتی ہوں۔"

جو او نے کہا "اصل مبارک باد کی مستحق آپ ہیں۔ آپ نے اور یارس نے نامکمل کر ممکن کر دیا ہے کسی کے اندر بد روح سمائی ہو تو بد روح کو ختم کرنے سے اس آدمی کی جان بھی چلی جاتی ہے مگر تم نے میری جان بھی بچائی اور بد روح کو ختم بھی کر دیا۔ میں تم دونوں کا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔"

وہ بولی "احسان کی بات نہ کرو۔ میں تو یارس کی کینہ ہوں۔ وہ جو چاہتا ہے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہی کرتی ہوں۔ تم دین دار ہو، عبادت گزار ہو، خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے عبادت کرتے رہتے ہو۔ میری پائی زندگی صرف یارس کے لیے ہے۔ میں اس کی خوشی حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کرتی رہوں گی۔ یہ بتاؤ شادی کب کر رہے ہو؟"

"میں نے ابھی اپنے خاندان کے بزرگوں سے بات کی ہے۔ آج سے ٹھیک تین دن بعد میری شادی ہوگی۔ میں آپ سے شادی میں شریک ہونے کی گزارش کرتا ہوں۔"

"تم شاید نہیں جانتے ہیں اپنے ملک کے اکابرین کی خوشیوں اور غموں میں بھی شریک نہیں ہوتی۔ کبھی کسی تقریب میں نہیں جاتی۔ مجھے اپنی سلامتی کے لیے بہت محتاط رہنا پڑتا ہے۔"

"بے شک آپ اپنے ملک و قوم کا سرمایہ ہیں۔ آپ کے لیے احتیاط لازمی ہے پھر بھی ایسی کوئی صورت نکالیں کہ آپ کو دشمنوں سے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ مسٹر یارس اس تقریب میں آئیں گے۔ آپ بھی آئیں تو یہ میری عزت افزائی ہوگی۔"

الپا نے خوش ہو کر پوچھا "کیا یارس تمہاری شادی میں آئے گا؟"

"ہاں مسٹر یارس نے وعدہ کیا ہے۔ وہ مجھے اور حدیقہ کو مبارک باد دے آئیں گے۔"

"اواز گھڑا پھر تو تم سے زیادہ مجھے تمہاری شادی کی خوشی ہوگی۔ میں ضرور آؤں گی۔ کیا اپنی شادی کے دن میرے لیے کچھ کر سکتے ہو؟"

"یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ آپ کیا چاہتی ہیں۔ جو

چاہیں گی وہی کروں گا۔

”پارس مجھ سے ناراض ہے۔ وہ مجھ سے کبھی ملتا نہیں ہے اور نہ ہی آئندہ ملنا چاہتا ہے تم چاہو تو اس سے ملاقات کر سکتے ہو۔“

”یہ کون سی بڑی بات ہے۔ میں ضرور ملاقات کروں گا۔ مسٹر پارس ناراض ہیں تو ان کی ناراضگی دور کروں گا۔ میرے لیے اس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ ان کی ناراضگی دور کر کے انہیں آپ کا دوست بنادوں گا۔“

”مسٹر جو! آپ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ میں نے ماضی میں اتنی غلطیاں کی ہیں اور پارس سے ایسی جان لیوا دشمنی کی ہے کہ آپ مجھے معافی مانگتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔“

”تجربہ ہے۔ آپ جان لیوا دشمنی کرتی رہیں اور مسٹر پارس آپ کے محافظ بنے رہے۔ یہ تو میں نے خود دیکھا ہے کہ انہوں نے بھیما کے شیطانی ارادوں سے آپ کو چھپایا تھا۔“

”وہ مجھے دوسرے خطرناک خیال خوانی کرنے والے دشمنوں سے بھی بچاتا رہا ہے۔“

”اس کا مطلب صاف ہے، مسٹر پارس آپ سے نفرت نہیں کرتے ہیں۔ اگر ذرا بھی نفرت کرتے تو محبت سے آپ کے کام نہ آتے۔ وہ صرف آپ کی غلطیوں سے نالاں ہیں۔ آپ میری بات کا برا نہ مائیں۔ وہ آپ کو سزا دینے کے لیے آپ سے ملنا نہیں چاہتے ہیں۔“

”میں بھی یہی سمجھ رہی ہوں مگر وہ اتنا ضدی ہے کہ سزا دینے کے لیے ساری زندگی نہیں ملے گا۔“

”آپ باپس نہ ہوں۔ میں انہیں سمجھاؤں گا۔“

الپا خوش ہو کر اس کے دماغ سے چلی آئی۔ اس کے اندر ایک نئی اور مشکل امید پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ جو ادب بن مستقیم جیسے نیک اور ایمان دار شخص کی باتیں پارس کو متاثر کریں گی اور وہ اسے معاف کر کے دوبارہ ملاقات کے لیے تیار ہو جائے گا۔

اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دھڑکنوں سے پوچھا ”کیا وہ راضی ہو جائے گا؟“

اس کے اندر چھپے کسی نے کہا ”نہیں وہ سنگدل ہے۔ راضی نہیں ہوگا۔“

○☆☆○

مڈم مارلی اپنے کالج میں تھی۔ دو گھنٹے تک کی توہمی خند سے بیدار ہو کر میرے بارے میں سوچنے لگی۔ میں اس کے دماغ میں بڑی دیر تک رہ کر اس سے باتیں کرتا رہا تھا۔ پہلے وہ مجھ سے دوستی کرنے سے کتراتے ہی تھی۔ اسے اندیشہ تھا کہ وہ میرے زیر اثر آجائے گی۔ مجھ سے کم تر ہو جائے گی پھر وہ

برابر کی سطح پر دوستی کرنے کے لیے رضامند ہو گئی تھی۔ وہ مغرور عورت آسانی سے قابو میں نہیں آ سکتی تھی۔ اس لیے میں نے اسے پتہ بٹاناز کیا تھا۔ اس کے دماغ کو لا لاک کیا تھا تاکہ تانا کا کے ٹیلی بیٹھی جانے والے اس کے دماغ میں نہ آسکیں۔ مارلی نے کہا تھا کہ دوستی کرنے کے باوجود وہ میرے رو بہو نہیں آئے گی۔ مجھ پر یا کسی پر بھروسہ کرنا اس کے مزاج کے خلاف تھا۔ میں نے اس کے ذہن میں یہ تصویر کشی کی کہ جب وہ توہمی خند سے بیدار ہوگی تو ایک شخص اس سے ملاقات کرنے آئے گا۔ وہ فراد علی تیور ہوگا۔ وہ کسی شک و شبہ کے بغیر اس پر بھروسہ کر لے گی اور اس سے ملاقات کرے گی۔

جب وہ بیدار ہوگی تو مانو باہر سے دو ٹوٹی ہوئی آئل۔ چھلانگ لگا کر بستر پہنچی پھر اس کے پاس آکر میاؤں میاؤں کرتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ مارلی نے پوچھا ”دروازے کے باہر کیا ہے؟ کیا کوئی گز رہا ہے؟“

ایک مسلح گارڈ نے آکر سیٹھ کیا پھر کہا ”ایک شخص ٹیکسی میں آیا ہے۔ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔“

وہ کسی سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتی تھی لیکن اس نے میری مرضی کے مطابق کہا ”اسے ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔ میں آ رہی ہوں۔“

میں ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دے کر رخصت کر رہا تھا۔ گارڈ نے آکر کہا ”تم اندر آ سکتے ہو۔“

میں ایک گارڈ کے پیچھے چلے گا۔ دوسرا گارڈ میرے پیچھے تھا۔ میں ان کے درمیان چلتا ہوا ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھ گیا۔ مانو میرے سامنے والے صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔ مجھے بڑے غور سے دیکھنے لگی۔ میں نے کہا ”ہائے مانو! میں وہی ہوں جو تمہیں کار میں نظر نہیں آ رہا تھا اور تم میری موجودگی کو محسوس کر کے پریشان ہو رہی تھیں۔ مجھے پہچان لو۔ ہمارا دوستی ہونے والی ہے۔ کیا میرے پاس آؤ گی؟“

وہ میاؤں کرتی ہوئی صوفے پر ڈرا پیچھے بٹ گئی۔ مارلی نے دروازے پر آکر کہا ”میری مانو کسی سے دوستی نہیں کرتی۔“

پھر اس نے دونوں گارڈز سے کہا ”باہر جاؤ۔ دروازہ بند کرو۔ کوئی ملنا چاہے یا فون آئے تو مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔“

وہ مسلح گارڈز باہر چلے گئے۔ مارلی ادا کی ہوئی ملاقات نہیں کرتی تھی اگر ملاقات کرتی تو مسکرا کر باتیں نہیں کرتی تھی۔ اس نے گھر کو مجھ دیکھا۔ میں نے اس کے اندر کہا ”مجھے مسکراتا چاہیے۔“

اس نے ناگوار سی سوجا ”اوہ نہ! پتا نہیں کون ایسا فریاد کیا ہے۔ یہی بہت ہے کہ میں ملنے کے لیے راضی ہوں۔“

میں نہیں مسکراؤں گی۔“

میں نے اسے مسکراتے پر مائل کیا۔ وہ مسکراتی ہوئی میرے پاس آئی۔ میں نے اٹھ کر مصافحے کے لیے ہاتھ پھیلایا۔ وہ انہی معاملات میں کسی سے بھی دور سے ہٹتی تھی۔ رستم مصافحے کے لیے کسی کو ہاتھ پکڑنے نہیں دیتی تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ پیش کیا۔ میں نے اسے تمام لیا۔ وہ اندر ہی اندر یہ سوچ کر اچھٹ رہی تھی کہ اپنے مزاج کے خلاف کیوں مسکرا رہی ہے؟ ایک اجنبی کو اپنا ہاتھ تھانے کی اجازت کیوں دے رہی ہے؟

مانو غرائے لگی۔ اس نے پہلی بار کسی اجنبی کو اپنی ماکن کا ہاتھ پکڑتے دیکھا تھا۔ مارلی نے کہا ”یوشٹ اپ مانو! مجھے سمجھے دو کہ میں اس اجنبی سے اتنی بے تکلف کیوں ہو رہی ہوں؟“

”میرا نام فراد علی تیور ہے۔ تم سے خیال خوانی کے ذریعے گفتگو ہو چکی ہے۔“

”اوہ آئی سی۔ تو تم فراد ہو۔ اب مجھے مسکراتے اور بے تکلف ہونے کی وجہ سمجھ میں آ رہی ہے۔ یہ تمہاری ٹیلی بیٹھی کا کمال ہے۔“

میں توہمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ میں یہ نقش کر چکا تھا کہ جو شخص اس سے ملنے آئے گا وہ فراد علی تیور ہوگا اور وہ کسی شک و شبہ کے بغیر اس پر بھروسہ کرے گی۔ اسی لیے اس نے..... بحث کیے بغیر مجھے فراد تسلیم کر لیا۔ اس نے مانو کے پاس جا کر اسے صوفے پر سے اٹھایا۔ اسے اپنے پاؤں میں لے کر سلاتے ہوئے بولی ”ہی از کو تنگ ٹوٹی اور فریڈ۔ میں دوستی کر چکی ہوں۔ تم بھی دوستی کرو۔ تم نے ابھی سنا ہے۔ دوست کا نام فراد ہے۔ چلو ہاتھ ملاؤ۔“

مارلی نے اس کا ایک ہاتھ میری طرف پھرایا۔ میں نے اس کے بچے کو تھام کر کہا ”بڑے تیز ناخن ہیں۔“

اس نے میاؤں کہتے ہوئے اپنے ناخن سمیٹ لیے۔ میں نے کہا ”تھینک یو۔ یہ دوستانہ انداز ہے۔“

وہ میرے سامنے صوفے پر بیٹھنے کے بعد بولی ”تم دشمن ٹیلی بیٹھی جانے والوں سے واقف ہو؟“

”ایک زمانہ میرا دشمن ہے۔ اکثر خیال خوانی کرنے والوں کو جانتا ہوں۔ پھر یہی کچھ ایسے ہیں جو ابھی تک میری نظروں میں نہیں آئے ہیں۔“

”میں صرف ان کے بارے میں پوچھ رہی ہوں جو تانا کا کوڈو کے لیے کام کر رہے ہیں۔“

”ان میں سے ایک کم لی ٹو کی کے ذریعے مجھے تلاش کر رہا ہے۔ پتا نہیں وہ کون ہے۔ ویسے جلد ہی معلوم کر لوں گا۔“

دیوتا 42

”میں اس ایک بات سے پریشان ہوں کہ تمہاری طرح وہ دشمن بھی میرے دماغ میں چپے آئیں گے۔ میں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ وہ میرا بہت کچھ بگاڑتے رہیں گے۔ کیا ان سے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر ہو سکتی ہے؟“

”تم کسی تدبیر پر عمل نہیں کر سکو گی۔ کیونکہ یوگا کی مشقیں نہیں کرتی ہو اور رات کو شراب پینے کی عادی ہو۔“

”میں مجبور ہوں۔ شراب میری تنہائی میں مجھے سلا دیتی ہے۔ میری دوست ہے۔ تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟“

”میں تمام ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو تم سے دور رکھوں گا۔ جب تک تمہارے ساتھ رہوں گا۔ کوئی دشمن تمہارے اندر نہیں آسکے گا۔“

”او تھینک یو۔ تم میرے کام آؤ گے۔ میں بھی تمہارے کام آتی رہوں گی۔ کیا میرے ساتھ جزیرے میں رہوں گے؟“

”فی الحال رہوں گا۔ دشمنوں کے خلاف وہیں اپنا محاذ بنائوں گا۔ تم جزیرہ لن آؤ کب جاؤ گی؟“

”شام کو جانا چاہتی تھی مگر شام ہو چکی ہے۔ کل صبح یہاں سے جانا مناسب رہے گا۔ کافی بوجھ ہے؟“

”جو چاہو پلاؤ۔ جو چاہو کھاؤ۔ اب تو تمہارے ہی ساتھ جینا ہے اور تمہارے ہی ساتھ۔“

”مرا ہے۔“ اس نے اپنی دانست میں میری بات مکمل کی پھر کہا ”یہ عاشقوں کے پرانے مکالے ہیں۔“

”میں پرانے مکالے نہیں کہتا۔ تم نے مجھے نئی بات کہنے نہیں دی۔ پرانی بات دہرا دی۔“

”او۔ پھر تجھ سے غلطی ہوئی۔ تمہاری بات پوری نہیں ہوئے دی۔ ذرا سناؤ تو نئی بات کیا ہے؟“

”میرا یہ مکالمہ تمہاری توقع کے خلاف ہے۔ مجھے تمہارے ہی ساتھ جینا ہے اور تمہارے ہی ساتھ جھگڑے اڑانا ہے۔“

”یوشٹ اپ! میں ایسی بے تکلفی پسند نہیں کروں گی۔“

اس کے غرائے پر مانو بھی غرائے لگی۔ میں نے کہا ”کیا زبردست چیز پال رکھی ہے۔ ایسے غزرائی ہے جیسے تمہیں نہیں اسے چھپ رہا ہوں۔“

دروازے پر دستک سنا دی۔ مارلی نے حکم دیا تھا کہ کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔ وہ غصے سے بولی ”کون ہے؟“

ایک مسلح گارڈ کی آواز سنا دی ”مڈم! گاؤ قادر تانا کا کی سیکریٹری بار بار فون کر رہی ہے۔ کہتی ہے تانا کچھ اہم باتیں کرنا چاہتا ہے۔ میں مداخلت کی معافی چاہتا ہوں۔“

وہ میری مرضی کے مطابق بولی ”تھینک ہے۔ اندر آؤ۔“

49

کتا بیات پہلی کیشنز

48

کتا بیات پہلی کیشنز

دیوتا

”سرا ہم بھی کریں گے۔ ان کے خوبی عمل کا تو ذکر نے میں دیر نہیں لگے گی۔ آپ ہمارے پاس آتے رہیں گے تو ہماری کارکردگی سے مطمئن ہوتے رہیں گے۔“

وہ سب میرے دماغ سے چلے گئے۔ بلی کا پزیرا داز کر رہا تھا۔ ہم سب خاموش تھے۔ اس کے ماتحت گارڈز اس کی اجازت کے بغیر نہیں بولتے تھے اور وہ خود کسی سے نہیں بولتی تھی۔ میں اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا ایک گارڈ بالٹ کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ دوسرا گارڈ ہمارے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اچانک ہی ایک ریو اور نکال کر اس کی نال ماری کی گردن سے لگا دی پھر کہا ”کوئی حرکت نہ کرنا ورنہ گولی مار دوں گا۔“

پرواز سے پہلے ماری نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ان دونوں گارڈز پر بھی بھروسہ کیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ ان میں سے ایک گارڈ جو بالٹ تھا۔ وہ چیخ پوکار کا ماہر تھا۔ ماری کو کوئی خطرہ نہیں تھا مگر دوسرا گارڈ مشکوک تھا۔ اس نے میری سوچ کی لمبوں کو محسوس کر کے سانس نہیں روکی تھی۔ اسے جیسے کسی کا انتظار تھا۔ میں اس کے خیالات دھنسا چاہتا تھا لیکن میری خاموشی کے باعث اس نے سانس روک لی۔

مجھے شبہ ہوا کہ وہ کسی دوسرے خیال خوائی کرنے والے کا انتظار کر رہا تھا۔ مخصوص کوڈز مجھے معلوم نہیں تھے۔ اس لیے اس نے بعد میں پوکار کا مظاہرہ کیا تھا۔

اور اب وہ ماری کو گن پوائنٹ پر رکھ کر یہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ دشمنوں کا آلہ کار بن چکا ہے۔ ماری نے غصے سے پوچھا ”تم میرا نمک کھاتے ہو۔ مجھ سے نمک حرامی کر رہے ہو؟“

اس کے اندر کسی نے کہا ”میزم یہ بے چارہ بے قصور ہے۔ میں نے اسے اپنا آلہ کار بنایا ہے۔ یہ میری مرضی کے مطابق تمہیں کسی بھی لمحے۔ گولی مار دے گا۔“

ماری نے پوچھا ”تم کون ہو؟“

”ظاہر ہے کہ دوست نہیں ہوں۔ یوں سمجھ لو، ابھی تمہارے اندر نانا کا کوڈ پھنسا ہوا ہے۔ سو رہے۔ تمہارے اندر نہیں۔ ابھی تو بلی کا پزیر کے اندر جگہ بنائی ہے۔ اب زخمی کروں گا اور تمہارے دماغ میں جگہ بنالوں گا۔“

ماری نے مجھ سے کہا ”تم بیٹھے خاموشی سے سن رہے ہو۔ کچھ کرتے کیوں نہیں؟“

دشمن خیال خوائی کرنے والے نے پوچھا ”یہ تمہارے ساتھ کون ہے شاید کا بیج میں بھی تمہارے ساتھ ہی تھا۔ کیا کسی نے بوائے فریڈ کو جھانسا ہوا ہے؟“

میں اس گارڈ کے دماغ میں پھنسا ہوا تھا۔ اس کے دماغ کو کنٹرول کر رہا تھا۔ تاکہ وہ گولی نہ چلا سکے۔ اور ماری کا دماغ

آزاد تھا۔ اس نے میرا نام بتا دیا۔ وہ غصے سے بولی ”یہ میرا بوائے فریڈ نہیں۔ تمہارا باب فریڈ علی تیسور ہے۔“ وہ حیرت سے تقریباً چیخ کر بولا ”فریڈ؟ نہیں تم جھوٹ بول رہی ہو۔ بھلا تم فریڈ کو کہاں سے ڈھونڈ کر لاسکتی ہو؟“

میں صرف ایک بات کہنے ماری کے دماغ میں پہنچا۔ وہ میری مرضی کے مطابق بولی ”مگر تمہیں یقین نہیں ہے تو مجھ پر گولی چلاؤ مگر نہیں چلا سکو گے۔ میرا دعو ہے کہ تم مجھے زخمی بھی نہیں کر سکو گے۔“

یہ کہتے ہی میں پھر اس آلہ کار کے دماغ میں آ گیا۔ میں نے پوری طرح اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس اچھی ٹیلی مٹھی جانے والے نے اسے گولی چلانے کا حکم دیا لیکن وہ ریو اور کو ہاتھ میں لے بیٹھا رہا۔ اس نے آلہ کار کے دماغ پر قبضہ جمانا چاہا۔ تب اسے پتا چلا، پہلے ہی کسی نے قبضہ جمانا چاہا ہے۔ وہ دشمن ٹیلی مٹھی کے کئی جھکنڈے آزمائے لگا لیکن میں اس میدان کا پراکٹھارڈی تھا۔ اس کا آلہ کار اپنے ریو اور کو ماری کی گردن سے ہٹا کر آہستہ آہستہ اپنی طرف لے رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس کی نال پیشانی سے لگ گئی۔ دشمن ٹیلی مٹھی جانے والے نے کہا ”رک جاؤ۔ اسے ہلاک کرنے سے پہلے تباہ دیکھا واقعی فریڈ ہو؟“

جواب میں تھا میں اس کی آواز کے ساتھ گولی چلی۔ وہ گولی اس کی پیشانی میں گھس کر کھوپڑی کے پیچھے سے نکل گئی۔ وہ لڑھک کر دو سیٹوں کے درمیان کرکر بیشک کے لیے خاموش ہو گیا۔

میں نے ماری سے کہا ”تمہیں میرا نام لے کر مجھے مخاطب نہیں کرنا چاہیے تھا۔“

اس نے کہا ”تمہیں کیا کرتی؟ وہ مجھے گولی مارنے والا تھا اور تم خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔“

”کیا اتنی سی عقل نہیں ہے کہ خیال خوائی کرنے والے ایسے وقت خاموش رہا کرتے ہیں۔“

”مجھے عقل نہ سکھائی۔ یہ بتاؤ کہ تم نے اسے مارا ہے؟“

”نہیں۔ اسے اچانک یاد آ گیا تھا کہ پچھلے سال اس کی محبوبہ مر گئی تھی۔ اس سے صدمہ برداشت نہ ہو سکا اس نے ابھی خود کشی کر لی۔“

”تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔“

”کیسی بے موت ہو۔ میں نے ابھی تمہیں موت سے بچایا ہے۔ شکر ہے کہ ایک لفظ تو منہ نہ نکالو۔“

وہ بولی ”تھک چکی۔ میں بہت کنفیوز ہو گئی تھی۔ اس وقت ایسا ہی لگا تھا کہ دشمن کا میاب ہو گیا ہے اور میرا آخری وقت آ گیا ہے مگر تم نے کمال کر دیا۔ دشمنوں کو منہ توڑ جواب دیا ہے۔“

میں نے ناؤ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ماری نے اسے میری طرف بھجوا دیا۔ بڑی اہمیت سے میری گود میں آکر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا ”چلو رشتے داری شروع ہو گئی۔ ابھی یہ گود میں آئی ہے۔ کبھی تم آؤ گی۔“

اس نے مجھے غور کر دیکھا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا ”اس نے میری جان بچائی ہے۔ مجھے غصہ نہیں پڑا آتا چاہیے۔ مجھے مسکراتا چاہیے۔“

میں نے اسے مسکرانے پر مائل کیا۔ وہ بے اختیار مسکرانے لگی پھر ریشاں ہو کر بولی ”یہ اچھی بات نہیں ہے۔ تم مجھے خواہ مخواہ مسکرانے پر مجبور کر دیتے ہو۔“

”تمہیں اغلائی طور طریقے سکھا رہا ہوں۔ کیا ایسے وقت اغلائی نہیں مسکرانا چاہیے؟“

”میں کچھ اور کہہ رہی تھی۔ اب دشمن ٹیلی مٹھی جانے والے کو یہاں دوبارہ بھیجئے گا کوئی ذریعہ حاصل نہیں ہو رہا ہوگا۔ کیا تمہیں اس پائلٹ پر اعتماد ہے۔ اب یہی ایک ذریعہ رہ گیا ہے۔“

میں نے کہا ”ہم اس پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ دشمنوں نے اسے ٹرپ نہیں کیا ہے۔“

وہ خوش ہو کر بولی ”پورے انڈر ورلڈ میں کھلی پیدا ہو گئی ہوگی کہ فریڈ علی تیسور میرا محافظ بن گیا ہے۔“

”تم غلط کہہ رہی ہو۔ دشمن کہہ رہے ہوں گے کہ تم میری پناہ میں آ گئی ہو اور پناہ حاصل کرنے کے لیے مجھے اپنے حسن و شباب کا ٹیلیس ادا کر رہی ہو۔“

”واٹ نان سنس! میں کوئی معمولی عورت نہیں ہوں کہ میرے بارے میں ایسی رائے قائم کی جائے گی۔ آئندہ ایسی توہین آمیز باتیں نہ کرنا۔“

”تم مجھ کی اپنی زبان پر قابو رکھو۔ سارے دوست اور دشمن میرے مزاج کو سمجھتے ہیں۔ میں کسی عورت کا باؤنی گارڈ نہیں بننا۔ تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ لوگ مجھے تمہارا گارڈ سمجھیں گے؟“

اس نے جواب نہیں دیا۔ دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ سر جہاں بھی کھڑا۔ محوم جاتا ہے مگر دماغ تو وہیں رہتا ہے۔ وہ سوچ رہی تھی ”کیا مشکل ہے یہ میرے لیے بہت اہم بنا جا رہا ہے۔ میں اس سے پیچھا پھرا سکتی ہوں مگر آئندہ ناگمانی ختم سے کون بچائے گا؟“

وہ زندگی میں پہلی بار خود کو بے بس اور مجبور سمجھ رہی تھی۔ اس کے حالات ہی ایسے تھے۔ وہ پوری طرح دشمنوں میں گھری ہوئی تھی۔ اسے چٹخ کیا گیا تھا کہ اب اس کے علاقے سے گزرنے والا کوئی اسٹور اس کا حصہ ادا نہیں کرے گا۔ آج رات ان کے جہاز حصہ لوار کیے بغیر قلعے کے

سانے سمندر سے گزر جائیں گے پھر آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”مجھے یہ سوچنا چاہیے کہ نانا کا اور دوسرے تمام دشمن کھنٹ ٹیلی مٹھی جانتے واپس جانے کے ذریعے کا میاب ہو سکیں گے۔ ابھی ایک ٹیلی مٹھی جانے والا میرے بلی کا پزیر میں گھس آیا تھا۔ آئندہ فریڈ نہیں رہے گا تو کی دشمن میرے دماغ میں بٹھے چلے آئیں گے۔“

اس کی اپنی سوچ کئے لگی ”ہاں دشمنوں کے پاس ٹیلی مٹھی کا ہتھیار ہے۔ وہ بڑی آسانی سے مجھے چونکی کی طرح مسل دیں گے۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے لیے فریڈ میرے لیے ضروری ہے۔“

وہ سوچتے سوچتے نیچے کی طرف دیکھنے لگی۔ کئی کلومیٹر پھیلا ہوا وسیع و عریض قلعہ نظر آ رہا تھا۔ قلعے کی برجوں اور اس کے دوسرے بلند مقامات پر سب گارڈ دکھائی دے رہے تھے۔ وہاں جدید طرزی توپیں اور راکٹ لانچر نصب کیے ہوئے تھے۔ ہر طرف مکمل خافتی انتظامات کیے گئے تھے۔

اس قلعے کو دیکھ کر دشمنوں پر ماری کا رعب اور دبدبہ قائم رہتا ہوگا۔ بے شک وہ ناقابل شکست قلعہ تھا۔ اسے صرف ٹیلی مٹھی جانتے والے دشمن ہی فتح کر سکتے تھے۔ وہ بلی کا پزیر اس قلعے کے اوپر پرواز کر رہا تھا۔ قلعے کے اندر ایک وسیع و عریض میدان میں اسے اترنے کا سکیل دیا جا رہا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ ماری اپنے کسی اہم مسان کو بھی قلعے کے اندر نہیں بلاتی تھی۔ میں پہلا شخص تھا جو وہاں پہنچ رہا تھا۔

وہ بلی کا پزیر نیچے آتے آتے بلی پڈ پر اتر رہا تھا۔



ڈرگ مافیا کا گارڈ فادر نانا کا کوڈ اپنے ذاتی محل کے بیڈ روم میں تھا بیٹھا ہوا تھا۔ وہ جسمانی طور پر تھکا تھا مگر اس کے اندر ٹیلی مٹھی جانے والے پہنچے ہوئے تھے۔ وہ ٹیلی مٹھی جانے والے بائزن نوڈ، پاروے، بیکر رائٹ اور سائمن تھے۔ بائزن کہہ رہا تھا ”نانا کا! تمہیں یقین نہیں آ رہا ہے۔ مجھے بھی یہ سن کر یقین نہیں آیا تھا کہ بلی کا پزیر میں ماری کے ساتھ فریڈ بیٹھا ہوا ہے۔ میں اپنے آلہ کار کے ذریعے گولی چلا کر ماری کو زخمی کرنا چاہتا تھا لیکن ایسا کرنے میں ناکام ہو رہا تھا۔ وہ آلہ کار میری گرفت سے پھسل رہا تھا۔ تب مجھے تسلیم کرنا پڑا کہ ٹیلی مٹھی کے اس مقابلے میں سبقت لے جانے والا فریڈ ہی ہو سکتا ہے۔“

نانا کا نے کہا ”جس وقت تمہارے آلہ کار نے خود پر گولی چلائی، انہی لمحات میں تم اس کے ریو اور کارخ ماری یا فریڈ کی طرف کر سکتے تھے۔“

”سوری نانا کا! میں ٹیلی فون سے کہہ چکے تھے ہمیں سمجھا نہیں یاد آگیا۔ میں اور ہارون نے فی غرہ سے..... سے خیال خالی کر رہے ہیں اس کی مختلف ٹینک کو سمجھ رہے ہیں مگر فریڈ ہم سب کے مقابلے میں بہت پرانا کھلاڑی ہے۔ میں سمجھ نہیں پایا کہ اس آلہ کار کے داغ میں اس نے کیسی چال چلی تھی کہ میری گرفت اس پر کنزور ہو گئی تھی۔“

بیکر رائٹ نے کہا ”اب اس بحث سے کیا فائدہ حاصل ہو گا۔ اس مسئلے پر غور کیا جائے کہ فریڈ اس وچ لیڈی کے ساتھ رہے گا تو کیا آئندہ بھی ہمارے حملے ناکام رہیں گے؟“

نانا نے کہا ”ابھی مائل رہ بہت زبردست حملہ کیا گیا تھا۔ اس پہلی کا پڑے کے اندر وہ نہ کسی دوا سے بچ سکتی تھی نہ دوا سے۔ کوئی ٹیلی فون سے جاننے والا بھی ہمارے آلہ کار کے داغ میں پہنچ کر اسے نہیں چسکا تھا مگر فریڈ نے بچالیا.....

تم سب اس ناکامی کا تجزیہ کرو گے تو فریڈ کے ہنسنے سمجھ میں آئیں گے۔“

اعلیٰ عہدے داروں نے شیوانی سے پوچھا ”یہ کیا معاملہ ہے؟ تم کہتی ہو کہ آندرے سے تمہاری شادی ہو چکی ہے لیکن یہاں گھنٹام نامی ایک شخص شوہر کی حیثیت سے تمہارا مطالبہ کر رہا ہے۔“

وہ بولی ”وہ بد معاش ہے، معیاش ہے، سرا سر جھوٹ بول رہا ہے۔“

ایک عہدے دار نے کہا ”اگر وہ جھوٹا ہے تو تمہارا شوہر آندرے کہاں ہے؟ تم نے ہانگ کانگ سے اطلاع دی تھی کہ یہاں آندرے کے ساتھ آری ہو کر رہتا آئی ہو۔“

”میں کہہ چکی ہوں۔ وہ ایک ضروری کام سے بیرون میں رکیگا ہے۔ بعد میں آئے گا۔“

”تم اس سے فون کے ذریعے یا ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتی ہو۔ کیا وہ اس گھنٹام کو فراڈ ثابت کرنے کے لیے یہاں نہیں آسکتا؟“

انجمن یہ بھی تھی کہ وہ پورس کا چاکر تھا اور موبائل نمبر نہیں جانتی تھی۔ پورس نے اس دوران میں اس سے دوبار رابطہ کیا تھا وہ دونوں مرتبہ لے آنے کے لیے کہہ چکی تھی۔ دوسری بار اس نے اس کے بچے کی ماں بننے کی خوش خبری سنائی۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ جلد ہی آئے گا لیکن اس کے بعد اس نے خیال خوانی کے ذریعے بھی رابطہ نہیں کیا تھا۔

ایسے وقت آندرے سے اس کا رابطہ ہو گیا تھا۔ وہ اسے اپنا شوہر کہنے لگا۔ اس نے اسے سمجھایا کہ وہ اسے غلط سمجھ رہی ہے نہ وہ بھی ہانگ کانگ گیا تھا اور نہ ہی کسی رجسٹرار کے دفتر میں اس سے شادی کی تھی۔ شیوانی نے اس سے کہا تھا کہ اس نے اس کے لیے ٹرانسفر مر مشین کی مائیکرو فلم حاصل کی تھی جو ایک بہت بڑا کارنامہ تھا اور وہ اتنا بڑا کارنامہ اس کے لیے انجام دے کر اسے بھول رہا ہے۔

کوئی اسے دھوکے باز نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ دھوکے باز ہوتا تو شیوانی کو وہ مائیکرو فلم لا کر نہ دیتا۔ وہ کسی بھی ملک سے اس مائیکرو فلم کے عوض لاکھوں ڈالرو وصول کر سکتا تھا۔

اس سلسلے میں اسکاٹ لینڈ یارڈ کے تمام اعلیٰ عہدے دار شیوانی کی ذہنی حالت پر شبہ کرنے لگے تھے۔ اس ادارے کے بڑے تجربہ کار ڈائریکٹر نے کہا ”عورت جب پہل بار ماں بننے والی ہوتی ہے تو اس کے لاشعور میں کوئی ایسا المیہ ہوتا ہے جو عارضی طور پر اسے متاثر کرتا ہے۔ ایسا کسی کسی کے ساتھ ہوتا ہے۔ شیوانی کا کیس بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔ اس کے ساتھ ایسا عارضی طور پر ہو رہا ہے۔ ذہنی سے فارغ ہوتے ہی اس کا یہ دماغی غلط دور ہو جائے گا پھر وہ اپنے اصلی شوہر کو پہچانتے لگے گی۔“

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا ”اس کا کوئی شوہر ہے ہی

نہیں تو کیسے پہچانے گی کیونکہ آندرے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے شیوانی کے ساتھ تنہائی میں ایک لمحہ بھی نہیں گزارا ہے۔ نہ وہ شوہر ہے نہ ہونے والے بچے کا باپ ہے۔ دوسری طرف گھنٹام اسے کنواری دہن کہتا ہے۔ فنی خود تسلیم کرتا ہے کہ شیوانی سے اس کے ازدواجی تعلقات نہیں رہے ہیں۔“

ڈائریکٹر جنرل نے کہا ”ان دونوں میں سے کوئی اس کا شوہر نہیں ہے۔ شیوانی کی زندگی میں کوئی ایسا بڑا سرا سر شخص آیا ہے جس نے اس سے شادی کی ہو یا نہ ہو لیکن اسے اپنے بچے کی ماں بنا کر روپوش ہو گیا ہے۔ تعجب ہے کہ اس فراڈ کرنے والے نے اسے ہمارے تحفے کے طور پر صرف ایک پیر ہی نہیں، ٹرانسفر مر مشین کا نقشہ بھی دیا ہے۔ ہمیں ہر حال میں یہ معلوم کرنا ہو گا کہ اتنا غائب اور پیش فیت خند دینے والا کون ہے؟“

پہلے عہدے داروں کو یہ شبہ ہوا تھا کہ اس فراڈ نے مشین کا نقشہ نہیں دیا ہے۔ اس مائیکرو فلم میں کچھ اور ہے۔ جب انہوں نے اس فلم کو بڑے سائز میں پرنٹ کیا اور مشینوں کے ماہرین کو دکھایا تو ثابت ہوا کہ وہ ٹرانسفر مر مشین کا ہی نقشہ ہے۔ یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ وہ شیوانی کو نقشہ دے کر کہاں چلا گیا ہے۔ اس نے کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا۔ اس نے کوئی لالچ نہیں کیا۔ کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تو وہ فرشتہ ہے یا بہت بڑا چال باز ہے۔ اس نقشے کو چارے کے طور پر پیش کر کے ان کے خلاف کوئی بہت بڑی واردات کرنا چاہتا ہے۔

ڈائریکٹر جنرل نے حکم دیا کہ انجمن ٹیکس کے ذریعے ہانگ کانگ کے تمام رجسٹرار دفتر سے معلوم کیا جائے کہ ادھروس بارہ دنوں کے اندر شیوانی بھاڑ کر کس رجسٹرار کے دفتر میں جا کر شادی کی ہے۔ اس کی شادی کے کاغذات کی فوٹو اسٹیٹ کالی فوراً بھیجی جائے۔

شیوانی بہت پریشان تھی۔ بے کافو، بے فلو اور بے سامو اس کے معمول تھے۔ پورس نے ان تینوں کو چٹا ناڑ کیا تھا اور اسیں شیوانی کا معمول بنا رہا تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے شیوانی سے باتیں کیا کرتے تھے۔ بے کافو نے کہا ”ہمیں رہنے کے لیے بڑا آرام دہ بجلا دیا گیا ہے لیکن ہم سمجھ رہے ہیں کہ ہماری جتنی سے گھرانی کی جارہی ہے۔ ہماری خدمت کے لیے یہاں تین نو جوان خادماں ہیں۔ ان تینوں کو یوگا میں مہارت حاصل ہے۔ ہم ان کے خیالات نہیں پڑھ سکتے۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ تینوں اس ادارے کی جاسوس ہیں۔“

بے فلو نے کہا ”باہر مسلح گارڈز رہتے ہیں۔ دیکھا جائے

تو انہوں نے ہمیں قیدی بنا کر رکھا ہے۔“

بے سامو نے کہا ”میزم آپ نہیں جانتیں۔ ہم بہت کچھ جانتے ہیں۔ ہم تینوں خاموشی سے ان عہدے داروں کے دماغوں میں جاتے رہتے ہیں۔ وہ آج کل آپ کے بارے میں بڑی غلط رائے قائم کر رہے ہیں۔ آپ کو ایسا نارمل سمجھ رہے ہیں۔ ہانگ کانگ سے ٹیکس کے ذریعے آپ کی شادی کے کاغذات منکوائے گئے ہیں۔ وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے کس سے شادی کی تھی؟“

شیوانی نے کہا ”یہ تو اچھی بات ہے۔ رجسٹرار کے دفتر سے شادی کے کاغذات آئیں گے تو انہیں میری بات کا یقین ہو جائے گا کہ میں نے آندرے سے شادی کی ہے۔“

بے کافو نے کہا ”لیکن یہ لوگ ہمارے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے ہیں۔ وہ یہ فیصلہ کر رہے ہیں کہ ہم تینوں کو آپ کا نہیں بلکہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کا وفادار بن کر رہنا

چاہیے۔“ شیوانی نے کہا ”یہ تو غلط ہے۔ وہ کیوں چاہتے ہیں کہ ہم تینوں میرے وفادار نہ رہو؟ جبکہ میں اسکاٹ لینڈ یارڈ کی وفادار ہوں۔ وہ تو مجھ پر بہت بھروسہ کرتے ہیں پھر ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟“

بے کافو نے کہا ”میزم ہم نے ٹیلی پیسٹی کی دنیا میں کسی کو کسی کا وفادار نہیں دیکھا ہے۔ ٹیلی پیسٹی ہماری دنیا کا سب سے خطرناک ہتھیار ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ یہ ہتھیار صرف آپ کے ہاتھ میں رہے۔“

”میں احتجاج کروں گی۔ یہ کبھی نہیں چاہوں گی کہ تم تینوں کا برہنہ دانش کیا جائے۔“

”آپ اس سلسلے میں ان سے باتیں کریں گی تو وہ آپ کو ٹال دیں گے۔ کبھی اعتراض نہیں کریں گے کہ وہ ہم تینوں کو آپ سے جھین رہے ہیں۔“

شیوانی کو یاد آیا۔ ایک بار آندرے نے اسے سمجھایا تھا کہ وہ اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں پر اندھا اعتماد نہ کرے۔ اپنے تینوں ٹیلی پیسٹی جانتے والوں کو ان کے حوالے نہ کرے۔ وہ ٹیلی پیسٹی جانتے والے ان تینوں کو اس کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔

آندرے نے یہ بھی سمجھایا تھا کہ ٹرانسفر مر مشین کے نقشے کی ایک دوسری کاپی بنا کر اپنے پاس رکھے۔ اہم چیز کے لین دین کے وقت کسی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ ہوا کا رخ اور آدنی کا مزاج اچانک بدلتا ہے۔ اسے اچانک شک پہنچے گا۔ بہتر ہے کہ وہ پہلے سے محتاط رہے۔

شیوانی نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیے تھے پھر وہ غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل تھی۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ والے اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے اس کے مشورے ایسے

مانتے تھے جیسے دنیا کا اتنا بڑا ادارہ اسی کے مشوروں سے چل رہا ہو۔ شیوانی نے پورس سے کہا تھا ”تم نہیں جانتے کہ وہ لوگ مجھ پر کیسے اندھا اعتماد کرتے ہیں۔ وہ ٹیلی پیسٹی جانتے والے تھری جے کے سلسلے میں مجھ پر بھروسہ کر رہے ہیں۔ کبھی میرے زیر اثر رہنے دیں گے۔ انہوں نے کبھی میری کوئی چیز کبھی مجھ سے نہیں لی۔ تم میرے ساتھ لندن چلو۔ ہمیں معلوم ہو گا کہ میں وہاں کے ڈائریکٹر جنرل سے بھی زیادہ قاتل اعتماد بھی جاتی ہوں۔“

اب وہ تینوں ٹیلی پیسٹی جانتے والے بھی اس سے کچھ کہہ رہے تھے کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ والے ان تینوں کو اس سے جھین لیتا چاہتے ہیں۔ بے سامو نے کہا ”میزم آپ ہماری طرح ٹیلی پیسٹی جانتی ہیں تو ان کے دماغوں میں ٹیکس کران کے چور ارادوں کو معلوم کر لیں پھر بھی آپ کی آنکھیں غیر معمولی ہیں۔ آپ بٹے دیکھتی ہیں۔ اس کی پیشانی گرم ہو جاتی ہے اور وہ آپ کے سامنے بچ بولنے لگتا ہے۔“

بے فلو نے کہا ”میں ڈائریکٹر جنرل کے ساتھ پانچ اعلیٰ عہدے دار ہیں۔ ان کی خفیہ میٹنگ ہوتی رہتی ہے۔ وہی چھ افراد آپ کو ایب نارمل سمجھتے ہیں اور ہمیں اس ادارے کا حکوم بنانے کی ہانگ کانگ ہے۔“

شیوانی نے کہا ”ڈائریکٹر جنرل پچھلے تین دنوں سے نہ تو میرے سامنے آ رہا ہے۔ نہ مجھے ملاقات کا وقت دے رہا ہے۔ وہ صرف فون پر گفتگو کرتا ہے۔ اب کبھی ایک بار بھی ان میں سے کسی کا سامنا ہو گا تو میں اپنی غیر معمولی آنکھوں کے ذریعے ان کے اندر کی بات اگھواؤں گی۔“

”میزم! ڈائریکٹر جنرل اور وہ پانچوں اعلیٰ عہدے دار جب تک ہمیں اپنا غلام نہیں بنائیں گے۔ تب تک آپ کے سامنے نہیں آئیں گے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ انہیں بچ بولنے پر مجبور کر دیں گی۔“

شیوانی ٹوڑی دی ریک سوچتی رہی پھر بولی ”تم تینوں میرے دماغ میں رہو۔ میں ابھی اس سے بات کرتی ہوں۔“

اس نے فون کے ذریعے ڈائریکٹر جنرل سے رابطہ کیا پھر کہا ”میں ابھی آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔“

”میزم شیوانی! میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ آج کل بہت مصروف رہتے لگا ہوں۔ میں ابھی کئی دنوں تک ملاقات نہیں کر سکتا۔“

”سٹریٹیجی! آخر بات کیا ہے؟ اس ادارے کے پانچ ایسے اعلیٰ عہدے دار ہیں جو مجھ سے ملنے سے کترا رہے ہیں۔ آپ کی طرح مصروفیت کا بہانہ کرتے رہتے ہیں۔“

ڈائریکٹر جنرل نے کہا ”تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں بھی تم سے ہمارے کر رہا ہوں۔ میں بھلا تم سے کیوں کتراؤں گا۔“

فرمت ملتے ہی تم سے ضرور ملوں گا۔ تم نے چند روزوں کی چھٹی لی ہے۔ اپنی چھٹیاں انجوائے کرو۔ ہم سب کو اپنا کام کرنے دو۔“

شیوانی نے ان پانچ اعلیٰ عہدہ داروں سے بھی باری باری رابطہ کیا۔ انہوں نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ بے کافو نے کہا ”دیکھا میڈم! آپ نے؟ ہمارا برین واش کرنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔ آپ انگریز فلم دے چکی ہیں۔ جب وہ ہم تینوں کو بھی آپ سے چین کر اپنی کسٹڈی میں لے لیں گے اور ہمیں اپنا غلام بنالیں گے تب شاید وہ آپ کے روبرو اگر ملاقات کریں گے۔“

وہ تینوں خیال خوانی کے ذریعے اس سے باتیں کر رہے تھے۔ ایسے وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ شیوانی نے ریسپورڈ اٹھا کر کہا ”ہیلو شیوانی! اسپیکنگ!“

دوسری طرف سے ڈی جی نے کہا ”ہیلو شیوانی میں تمہارا ڈی جی بول رہا ہوں۔ ہانگ کانگ سے تمہاری شادی کے سلسلے میں رپورٹ آئی ہے۔“

شیوانی نے کہا ”تھینکس گاڈ! آپ آپ لوگوں کو یقین آجائے گا کہ آندرے سے میری باقاعدہ شادی ہو چکی ہے اور وہ غمشام جھوٹا اور فریبی ہے۔“

ڈی جی نے کہا ”ان دونوں کو گولی مار دو۔ ان دونوں میں سے کوئی تمہارا شوہر نہیں ہے۔ ہم حیران ہیں کہ تم نے شادی کسی سے کی ہے اور نام کسی اور کا لے رہی ہو۔“

”میں نہیں سمجھی آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“

”میڈم شیوانی! ہانگ کانگ کے رجسٹرار کے پاس سے آئی ہوئی فیکس رپورٹ میرے سامنے رکھی ہوئی ہے اور اس میں تمہارے شوہر کا جو نام لکھا ہوا ہے اس نام سے ہم سب کو چونکا دیا ہے اور ہمیں تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔“

”میرے نکاح نامے میں ایسا کس کا چونکا دینے والا نام لکھا ہوا ہے کہ آپ جیسے اعلیٰ عہدے دار تشویش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ کیا وہاں کسی شیطان کا نام لکھا ہوا ہے؟“

”ہاں شیطان ہی کا نام لکھا ہوا ہے۔ شیطانوں کے شیطان پورس کا نام درج ہے۔“

”کون پورس؟ کیا فرما علی تیور کے بیٹے کا نام لکھا ہوا ہے؟“

”ہاں یہی نام اور یہی ولدیت لکھی ہوئی ہے۔ پورس علی سن آف فرما علی تیور!“

”انہوں نے خود رجسٹرار کے دفتر میں جا کر وہاں تمہارا بڑھا ہے۔ تمہارے نام کے ساتھ تمہارے شوہر کا نام اگر علی ولد فرما علی تیور لکھا ہوا ہے۔“

”یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میں آندرے کے ساتھ شہر کرنے کے لیے اس دفتر میں تھی۔“

”میڈم ٹیلی فنیکی کی دنیا میں ایسے ہی عجیب و غریب ہوتے ہیں۔ ہم سمجھ رہے ہیں کہ تمہارے ساتھ ہانگ کانگ میں کیا ہوا تھا۔ میاں لندن میں کیا ہو رہا ہے اور کیا ہوئے والا ہے۔ ایسی کچھ باتیں ہماری سمجھ میں آ رہی ہیں۔ تمہیں اسکاٹ لینڈ یا ڈکی عدالت میں طلب کیا جا رہا ہے۔ کل صبح جس بجے حاضر ہو جاؤ اور اس سوال کا جواب دینے کے لیے تیار رہو کہ تم فرما کی بیوی بن کر ہمارے خلاف کیسی کیسی سازشیں کر رہی ہو۔“

دوسری طرف سے فون بند کر دیا۔ قہری بنے میں نے ایک نے کہا ”میڈم آپ کو بڑا مان تھا کہ میاں سب سے زیادہ آپ پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ تو آپ کو ایک سازش کرنے والی عورت سمجھ رہے ہیں۔“

”جے سامو نے کہا“ جب آپ کے ساتھ ایسا سلوک جاریا ہے تو یہ ہمارے ساتھ نہ جانے کیا کریں گے۔“

شیوانی کو بڑی شدت سے اپنی توہین کا احساس ہوا اس نے غصے سے منھیاں میچنے لگیں۔

پورس نے کہا تھا ”وہ تمہاری کوئی چھوٹی سی بھول کو ہم معاف نہیں کریں گے۔ تم ایک غلطی کر گئی تو تمہارے بچا تمام کارناموں کو بھول کر تمہارا محاسبہ کیا جائے گا۔“

”ٹرانسفار مشین ایک خزانہ ہے۔ تم اپنے ایک ہاتھ پر خزانہ اور دوسرے ہاتھ پر تین ٹیلی فنیکی جاننے والوں کو لے جاؤ۔ ہو مگر جلد ہی تم وہاں سے خالی ہاتھ واپس آؤ گی۔“

پورس کوئی بخوبی نہیں تھا۔ اس نے پیش گوئی نہیں کی تھی۔ محض اپنے تجربات کی روشنی میں کہا تھا کہ وہ بھی وہ کھا سکتی ہے اور شیوانی نے دعوے سے کہا تھا کہ وہ ہم دھوکا نہیں کھائے گی۔ پورس نے اسے ایک اچھا سبق سکھانے کے لیے لندن پہنچنے سے پہلے علیڈکی اختیار کر لی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ شادی کے سلسلے میں ایک شوہر کی حیثیت اس کا نام اسکاٹ لینڈ یا ڈوالوں کو معلوم ہو جائے گا۔ شیوانی کے خلاف شبہات مستحکم ہوتے جائیں گے اور اس سے اعتماد ختم ہو جاتا جائے گا۔

اور یہ تو سمجھ میں آنے والی بات تھی کہ ان تینوں ٹیلی فنیکی جاننے والوں کو شیوانی کی کسٹڈی سے لے لیا جائے گا۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جائے گی کہ وہ قہری بنے کے سلسلے میں شیوانی پر بھروسہ نہیں کر رہے ہیں۔

پورس کا دعویٰ درست ہو رہا تھا۔ شیوانی تسلیم کر رہی تھی کہ اس نے پورس کی بات نہ مان کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔

○●○

مارلی کا بیلی کا پڑ قلعے کے اندر رہنے ہوئے ایک بیلی بیڈ پر اتر گیا۔ میں اس کے ساتھ بیٹھا ہوا وہاں کا اندرونی منظر دیکھ رہا تھا۔ بہت ہی وسیع و عریض قلعہ تھا۔ اس کے بے شمار مساحہ گاؤں بیلی بیڈ کے چاروں طرف فوجی انداز میں الارٹ کڑے ہوئے تھے۔ مارلی بیلی کا پڑ سے باہر آئی تو سب اسے سیلوٹ کرنے لگے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ وہاں کی بے تاج ملکہ تھی۔

اس کے مسلح گاؤں قلعے کے اندر اور باہر ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ وہ جدید ہتھیاروں سے لیس باقاعدہ ایک فوج تھی لیکن وہ اسے آری نہیں سکتی تھی۔ سیکورٹی گاؤں کا کڑی تھی۔ وہ قلعہ اتنا بڑا تھا کہ وہاں کے میدان میں جنگی مشینیں بھی بھڑکی تھیں۔ میں مارلی کے ساتھ سیکورٹی گاؤں کے درمیان سے گزرتا ہوا قلعے کے اندر اس کے ذاتی محل میں آیا۔ اس محل میں باوردی ملازم اور کنیزیں تھیں۔

مارلی مجھے ایک بہت ہی خوب صورت سی خواب گاہ میں لے کر آئی۔ مجھ سے بولی ”میاں تمہاری ضرورت کا سامان موجود ہے۔ کسی چیز کی کمی ہو تو ہم ملازم کو حکم دو۔ وہ فوراً حاضر کریں گے۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو جاؤ پھر تم کھانے کی میز پر بیٹھو گے۔“

میں نے پوچھا ”یہ بہت خوب صورت اور بڑی ہی رومان پرور خواب گاہ ہے۔ کیا میں میاں تمہارے ہوں گا۔“

میں اسے شرارت اور شوخی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ منہ پھیر کر بولی ”میرے محل میں حسین ترین کنیزیں ہیں۔ جسے بلاؤ گے وہ چلی آئے گی۔“

وہ جانے لگی۔ مانو اس کے آگے آگے چل رہی تھی۔ میں نے کہا ”میں اس خواب گاہ میں مانو کے ساتھ رات گزاراؤں گا۔“

وہ پلٹ کر بولی ”مانو میرے ساتھ رات گزارتی ہے۔ یہ میرے بغیر نہیں رہتی۔“

”اور میں مانو کے بغیر نہیں رہوں گا۔ اس حساب سے ہم تینوں ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہیں گے پھر کیا خیال ہے؟“

اس نے مجھے گھور کر دیکھا۔ مانو نے دروازے پر سے مایوس کہا۔ ”جیسے پوچھ رہی ہو کہ کیوں نہیں؟ وہ اس کے پیچھے چل گئی۔ اس کے جاتے ہی دو حسین کنیزیں مسکراتی ہوئی آئیں۔ میں نے کہا ”بہت حسین ہو۔ لاجواب ہو مگر مجھے

معاف کرو۔ کسی ملازم کو بھیج دو۔“

وہ دونوں سر جھکا کر چلی گئیں۔ چند سیکنڈ کے بعد ایک ملازم نے اگرچہ کہ سلام کرتے ہوئے کہا ”خادم حاضر ہے۔ حکم کریں۔“

میں نے کہا ”تم نے مجھے جھک کر سلام کیا ہے۔ کیا تمہیں بتایا گیا ہے میں مسلمان ہوں۔“

”ہیں سر۔ میڈم کا حکم ہے کہ مسلمان کنیزیں اور ہم مسلمان خادم آپ کی خدمت کے لیے حاضر رہا کریں اور آپ کے لیے اسلامی طرز کے کھانے پکوائے جائیں۔“

اس نے میرے حکم سے ایک بڑی سی الماری کھولی۔ اس میں مختلف قسم کے مردانہ بلوسات تھے۔ میں نے اپنے لیے ایک لباس کا انتخاب کیا پھر خادم سے کہا ”میاں موجود رہو۔ میں شاور لے کر آ رہا ہوں۔“

وہ باادب کھڑا رہا۔ میں ہاتھ روم کے اندر آ گیا۔ دروازے کو بند کرنے کے بعد خادم کے خیالات پڑھے۔ وہ دوسرے ملازم کی طرح میڈم مارلی کا وفادار تھا۔ اس سے کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ میں غسل کرنے کے دوران میں مارلی کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اپنی ایک شاہی طرزی خواب گاہ میں تھی۔ اس خواب گاہ کے اندر دو لیڈی سیکورٹی گاؤں تھیں اور دروازے کے باہر دو ماسیکورٹی گاؤں تھے۔

وقت موجود رہتے تھے۔ میں مارلی کے ذریعے ان چاروں گاؤں کے دماغوں میں باری باری پہنچ گیا پھر میں نے اپنے ایک ماتحت سراغ رساں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”میں مارلی کے ساتھ قلعے کے اندر پہنچ گیا ہوں مجھے بتاؤ۔ تم سب میاں کیا کر رہے ہو؟“

وہ مجھے رپورٹ پیش کرنے لگا۔ اس کی رپورٹ کے مطابق قلعے کے اندر چار سو مسلح گاؤں تھے۔ بانی گاؤں کی ڈیوٹی قلعے کے باہر رہا کرتی تھی۔ بابا صاحب کے ادارے سے تقریباً ایک سو سراغ رساں آگئے تھے۔ انہوں نے ان ایک سو گاؤں کو ہٹانا زک کیا تھا۔ جو قلعے کے اہم مورچوں پر رات کے وقت ڈیوٹی پر رہا کرتے تھے۔ انہیں ہٹانا زک کرتے وقت پتا چلا کہ دشمنوں نے بھی ان پر بڑی غلٹ میں مختصر سا توپ کی عمل کیا تھا۔ اب وہ ان کے عمل سے نجات پا چکے تھے لیکن ہمارے توپ کی عمل کے مطابق وہ دشمن ٹیلی فنیکی جاننے والوں پر یہی ظاہر کرنے والے تھے کہ وہ ان کے معمول ہیں۔

آدھی رات کے بعد ہمیں وقت پر جب ہمارے سراغ رساں ان کے دماغوں کو ایک مخصوص شکل دیتے تو پھر وہ دشمنوں کے معمول نہ رہتے۔ ان کے کسی حکم کی تعمیل نہ کرتے۔

ہمارے تمام سراغ رساں بڑی ذہانت و مستعدی سے قلعے

کے تمام گارڈز کو اپنے زیر اثر لارہے تھے۔ آدھی رات تک چار سو گارڈز کو چٹا کرنا ممکن نہیں تھا۔ انہوں نے یہ طے کیا تھا کہ نہایت ہی مختصر سے شوخی عمل کے ذریعے باقی گارڈز کے دماغوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ تاکہ دشمنوں کو کسی کے دماغ میں جگہ نہ ملے۔

میں نے پوچھا ”یہاں میرے اور مارلی کے اطراف جو ملازم اور کنیزیں ہیں اور چند خاص باڈی گارڈز ہیں گے کیا ان کے دماغوں کو قتل کیا جا رہا ہے؟“

اس نے جواب دیا ”ابھی رات کی ڈیوٹی پر آنے والے ملازمین اور سیکورٹی گارڈز تک پہنچا جا رہا ہے۔ ان کے دماغوں کو لاک کیا جا رہا ہے۔ آپ لوگوں کی آمد پر نئے گارڈز ڈیوٹی پر آئے ہیں۔ ہم ابھی ایک ایک کے دماغ میں پہنچ رہے ہیں۔“

میں نے اسے مارلی کی دو لہڑی سیکورٹی گارڈز اور دو ممو گارڈز کے دماغوں میں پہنچا کر کہا ”یہ چاروں صبح تک یہاں ڈیوٹی دیتے رہیں گے پہلے ان چاروں کو اپنے زیر اثر لے آؤ۔“

میں نے قتل سے فارغ ہونے کے بعد ایک نیا لباس پہنا پھر مارلی سے کہا ”میں تیار ہوں۔ ہم کب مل رہے ہیں؟“ اس نے کہا ”اپنے خادم کے ساتھ ڈائننگ ہال میں چلے آؤ۔ ڈنر تیار ہے۔“

میں نے اس کے چور خیالات پڑھے۔ وہ مجھ سے پہلے کھانے کی میز پہنچ کر میرا انتظار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کی ماکانہ شان و شوکت کا تقاضا تھا کہ پہلے میں وہاں پہنچ کر اس کا انتظار کروں۔ ایسا سوچتے وقت وہ بھول جاتی تھی کہ میں اس کے خیالات پر حیرت مارتا ہوں۔

وہ میری مرضی کے مطابق اپنی خواب گاہ سے نکل کر ایک شاہانہ طرز کی ڈائننگ ٹیبل کے پاس آئی۔ وہاں باوردی کنیزیں باؤب کھڑی ہوئی تھیں۔ مجھے وہاں نہ دیکھ کر اسے مایوسی ہوئی۔ میں نے سوچ کے ذریعے کہا ”آرام سے بیٹھ جاؤ اور میرا انتظار کرو۔ مجھے مودا انتظار کرنے والی عورت اچھی لگتی ہے۔“

وہ اندر ہی اندر تھلا کر رہ گئی۔ کنیزوں کے سامنے کسی وجہ کے بغیر غصہ نہیں دکھا سکتی تھی۔ وہ سوچ کے ذریعے بولی ”میں دشمنوں میں گھری ہوئی ہوں۔ تم میری اس مجبوری سے فائدہ اٹھا رہے ہو۔ میری انسلٹ کر رہے ہو۔“

”میں ایسا نہ کرتا تو تم کرمیں۔ تم چاہتی تھیں کہ میں یہاں پہلے آکر بیٹھوں اور ملکہ عالیہ کا انتظار کروں۔ میں تم سے دوستی کر رہا ہوں۔ تمہارے کام آ رہا ہوں مگر تم مجھے خود سے کم تر دیکھنے کی آرزو کرتی رہتی ہو۔“

میں سوچ کے ذریعے باتیں کرتا۔۔۔۔۔ ہوا ام پاس آگیا۔ ایک بہت لمبی میز پر انواع و اقسام کے کھانے گئے تھے۔ میز کے ایک سرے پر وہ بیٹھی ہوئی کنیزوں نے مجھے دوسرے سرے پر بیٹھانے کے لیے کوشش کی۔ وہ اتنی لمبی میز تھی کہ ہم دونوں کے درمیان تقریباً فٹ کا فاصلہ تھا۔ کئی کنیزیں ہم دونوں کی پسند کے کھانے ڈشیں اٹھا کر پیش کرنے لگیں۔ مارلی نے کہا ”تم پہلے کھو جو یہاں مہمان بن کر آئے ہو۔ تمہارے دین اور دستور مطابق یہ کھانا تیار کرایا گیا ہے۔“

میں اس کے دماغ میں تھا۔ وہ سوچ کے ذریعے بول رہی تھی۔ میں نے کہا ”تم نے پوری طرح ہمارے دستور کا نہیں رکھا ہے۔“

وہ بولی ”کوئی کمی ہو تو یوں۔ ابھی پوری کی جائے گی۔ ہمارے دستور کے مطابق میزبان اپنے ہاتھوں مہمان کو کھانا پیش کرتا ہے۔ تمہیں خوش دلی سے سکرا ہوئے ڈشیں پیش کرنا چاہئیں۔“

”یہ ملازموں اور کنیزوں کا کام ہے۔ میں کنیز ہوں۔ مہمان نوازی کر سکتی ہوں۔ خدمت نہیں کر سکتی میری شان کے خلاف ہے۔“

دوسرے ہی لمحے وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ آس پاس ہوئی کنیزیں پیچھے ہٹ گئیں۔ اس نے میز پر سے ایک اٹھائی پریشان ہو کر سوچنے لگی ”میں کیا کر رہی ہوں؟“ وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن ایک ڈش اٹھا کر ناز و انداز سے چلتی ہوئی میری طرف آنے لگی۔ سوچ کے ذریعے گئے لگی ”یہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے بھی نہیں کیا۔ میری انسلٹ نہ کرو۔ یہ کنیزیں کیا سوچ رہی گی۔ مجھے داپس اپنی کرسی پر جانے دو۔“

وہ اندر ہی اندر پریشان ہو رہی تھی مگر اوپر ہی مسکراتے ہوئے میرے پاس آگئی۔ بڑی اپناتپ سے بلا ڈش خاص تمہارے لیے ہے۔ اسے چمکے کر دیکھو۔“

اس نے ڈش میں سے تھوڑا سا ساں نکال کر پلٹ میں ڈالا۔ میں نے ایک لقمہ منہ میں رکھ کر چبائے ہوئے کہا ”واہ میری جان۔ ساں تو مزیدار ہے ہی تمہارے پیش کرنے کے انداز نے اسے اور مزے دارا ہے۔ یہاں میرے پاس بیٹھو۔ خود کھاؤ اور مجھے کھاؤ۔“

وہ میرے قریب کرسی پر بیٹھ گئی۔ دو کنیزیں آگے سے ڈش پیش کرنا چاہتی تھیں۔ میں نے کہا ”رکھو۔ تمہاری ماگن زندگی میں پہلی بار ایک موکی خدمت کی ہے۔ میں بھی اسے ڈش پیش کروں گا۔“

میں کنیزوں کے سامنے واضح الفاظ میں کہہ رہا تھا کہ

کی ماگن میری خدمت کر رہی ہے۔ گویا میں اسے خادمہ کر رہا تھا۔ اس کی ایسی توہین پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ یہ اس کے اپنے سوچنے کا انداز تھا۔ ورنہ میزبان اور مہمان محبت اور خلوص سے ایک دوسرے کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ اس وقت وہ مجبور تھی۔ میرے ساتھ بیٹھ کر کھا رہی تھی اور مجھے کھانا دیتی تھی۔

اس وقت اس نے کئی بار سوچا کہ غصہ دکھائے جھنجھلا کر پلٹیں اٹھا کر پھینکا شروع کر دے۔ یوں کنیزوں پر رعب جاتے ہوئے وہاں سے چلی جائے لیکن میں نے اسے ایسے تمام منفی ارادوں سے باز رکھا۔ وہ اندر ہی اندر کڑھتی رہی لیکن میری مرضی کے مطابق بظاہر مسکرا کر بولتی رہی۔ اس محل کی کنیزوں نے پہلی بار اسے اس قدر بولتے ہوئے سنا تھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ میرے ساتھ باتیں کرتی ہوئی میری خواب گاہ میں آئی۔ وہاں میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ تب وہ جھنجھلا کر بولی ”آئی بیٹ یو۔ میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔ تم مجھے میرے مقام سے نیچے گرانے کے لیے یہاں آئے ہو۔ تمہیں مجھ سے کیا دشمنی ہے؟“

”تمہارے دماغ سے سوچو۔ تم مجھ جیسے دوست سے دشمنی کر رہی ہو۔ میں تمہارے ساتھ اسی وقت ایسا سلوک کرتا ہوں۔ جب تم مجھ پر برتری دکھانے اور مجھے کم تر بنانے کی کوششیں کرتی ہو۔ تم صحیح معنوں میں دوستی چاہتی ہو تو اپنے اندر سے غور اور غصہ نکالو۔“

”میرے غور سے تمہیں کیا نقصان پہنچتا ہے۔ میں یہاں اپنے محل میں ساتھ لاکر تمہیں عزت دے رہی ہوں مگر تم مجھے ذلیل کر رہے ہو۔“

”میں کہہ چکا ہوں۔ میں صرف ایسے ہی وقت تمہارے مزاج کے خلاف چمک کر رہا ہوں۔ جب تم خواہ مخواہ مجھ سے برتر ہونے کی کوششیں کرتی ہو۔ اگر یہ سیدھی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی تو تم آئندہ بھی ڈشیں اٹھاؤ گی۔ اپنی عزت رکھنا چاہتی ہو تو دماغ ٹھنڈا رکھو۔ میرے سامنے بھی غور نہ دکھاؤ۔ اب جاؤ یہاں سے۔“

اس نے مجھے بڑی بے بسی سے دیکھا پھر نفرت سے ”ادمنہ“ کہہ کر جانا چاہتی تھی۔ میں نے پھر اسے اپنی طرف پلٹنے پر مجبور کر دیا اور کہا ”ادمنہ نہیں۔ پیار سے ہائے کہتی ہوئی جاؤ۔“

”تم میرے مزاج کے خلاف مجھ سے کوئی کام نہ کراؤ۔ میں ایسا نہیں کروں گی۔“

”میں تمہیں محبت اور خوش دلی سے رہتا سکھا رہا ہوں۔ کوئی غلط کام نہیں کر رہا ہوں۔ تم ایسا نہیں کرو گی۔ تو میں کرنے پر مجبور کروں گا۔“

دیو تھاکا

اس نے مجھے بے بسی سے دیکھا پھر مجبوراً مسکراتے لگی۔ مردہ سی آواز میں ”ہائے“ بولی۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے چاک خوش دلی سے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا پھر ”ہائے“ کہہ کر بڑے ناز و انداز سے چلتی ہوئی دروازے تک گئی۔ وہاں بھی اس نے بیٹے پر ہاتھ رکھ کر ”ہائے“ کہا میں نے کہا ”سداھر جاؤ۔ ورنہ ساری زندگی اسی طرح ہائے ہائے کرتی رہو گی۔“

وہ پھر ایک بار ”ہائے“ کہہ کر مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ وہ اڑھائی گھنٹی تھی۔ آسانی سے قابو میں آنے والی نہیں تھی۔ میں بھی خندی شہسوار تھا۔ اسے بے لگام نہیں ہونے دے رہا تھا۔

میں ایک آرام دہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ قلعے کے اندر اور باہر اطمینان تھا۔ ہمارے تمام سراغ رساں وہاں اپنی یوزیشن منظم کر رہے تھے۔ دشمنوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا بہت ضروری تھا کہ وہ کسی پلاننگ کر رہے ہیں۔ مارلی نے بتایا تھا کہ اسکولوں کے بچہ جہاز رات کے دو بجے تک اس کے سمندری علاقے میں آئیں گے۔ ایسے ہی وقت وہ نامعلوم ٹیلی فنی جانیے والے انیس وہاں سے گزرنے کا موقع دیں گے اور مارلی کے تمام ساحلی گارڈز کو ناکارہ بنا دیں گے۔ ان کا منصوبہ کسی حد تک ہمارے علم میں تھا۔

لیکن میں سمجھ رہا تھا کہ نانا کا اور دوسرے اندر ورلڈ والے ٹیلی فنی کا ہتھیار استعمال کریں گے۔ ابھی میں نہیں جانتا تھا کہ کتنے ٹیلی فنی جانیے والے ان کی مدد کر رہے ہیں۔ وہ جتنے بھی ہوں۔ میرا تجربہ کہہ رہا تھا کہ وہ مارلی پر جان لیوا حملہ کرنے میں پہلی بار ناکام رہے ہیں۔ دوسری بار بڑی چالاکی سے قلعے کے اندر گارڈز وغیرہ کو آگ کا رینا کران کے ذریعے قاتلانہ حملے کریں گے۔

انہیں یہ معلوم ہو چکا تھا کہ میں مارلی کے ساتھ ہوں۔ ان کی پوری کوشش یہی ہو گی کہ اس کے ساتھ میرا بھی خاتمہ ہو جائے۔ وہ بہت محتاط رہ کر بہت جلد حملہ کریں گے۔

میرے پاس دشمنوں تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ تھا۔ میں نے نانا کا کوڈ کی بیکری جوزفین کے دماغ میں جگہ بنا رکھی تھی۔ وہ نانا کا کوڈ کی پرسنل بیکری تھی۔ اس لیے اکثر اس کے سامنے آتی جاتی رہتی تھی۔ اس کے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا تھا کہ نانا کا بہت باہر سوارانی ہے۔ اس کی تلوار بازی کے آگے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ وہ اتنی مشاقی سے تلوار بازی کے جوہر دکھاتا ہے کہ ہلکے جھپکے ہی مقابل کا سر تن سے الگ کر دیتا ہے۔ وہ یوگا کا ماہر ہے کوئی ٹیلی فنی جانیے والا اس کی مرضی کے بغیر اس کے اندر نہیں جاسکتا تھا۔

کتابیات پہلی کیشنڈ

کی شہ رگ تک پہنچنے کے لیے جوزفین اور ہینڈ باورچی کو کارہنا لگے۔

موجودہ حالات میں یہ معلوم کرنا بہت ضروری تھا کہ دوسرا ٹیلی فنی جاننے والا کون ہے۔ وہ ٹاناکا کوڈ کی کھرب کے اندر کیوں پہنچنا چاہتا ہے؟ اس کے مقاصد کیا ہیں؟ وہ کوئی بھی تھا۔ میرے منصوبے کے مطابق اپنے طور اقدامات کر رہا تھا مگر یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ میرا ہم نوا اس کی منزل اور اس کے ارادے الگ ہو سکتے تھے اور آچل کر میرے خلاف ہو سکتے تھے۔

ہینڈ باورچی نے غائب دماغ رہ کر سمورائی کے مشروبات میں وہ دوا ملائی تھی۔ جوزفین کا سمورائی محبوب اس دوا محفوظ رہا تھا۔ وہ محل بہت ہی وسیع و عریض تھا۔ محل کے اچھے میں جو ہوتا ہے۔ اس کا علم محل کے دوسرے ملازموں نہیں ہوتا۔ جوزفین نے ٹاناکا کوڈ کی خواب گاہ میں ا محبوب سے ملاقات کی۔ وہ اب تک دو رہی دور سے ا دوسرے کو دیکھتے رہے تھے۔ پہلی بار تنہائی میں ایک دوسرے کا سامنا ہوا۔ جوزفین دوڑ کر اس سے لپٹ گئی۔ وہ بھی تھادہ ٹاناکا کوڈ کا خاص باڈی گارڈ بننے کے بعد کئی برس کسی عورت کی قربت حاصل نہیں ہوئی تھی۔ وہ دیوانہ اسے چومنے لگا۔ دونوں محبت کا اظہار کرتے ہوئے ا دوسرے سے کچھ نہ کچھ بولتے رہے اور پیار کے نشے میں ہوتے رہے۔

وہ ٹاناکا کوڈ کی خواب گاہ تھی۔ اس کی اجازت کے کوئی ملازم وہاں قدم نہیں رکھ سکتا تھا لیکن کوئی بادشاہ حاضر ہو تو اس کے ملازمین چوری جیسے اس کی بہت ہی استعمال کرتے ہیں۔ وہ دونوں ٹاناکا کوڈ کا خوب صورت مزگاہیہ روم استعمال کرتے رہے۔

میں ان کا یہ رومانی اور جذباتی سین دیکھنا نہیں چاہتا لیکن اس بات کا انتظار کر رہا تھا کہ جوزفین کے اندر جیتھیں جانے والا چھپا ہوا ہے۔ وہ آگے کیا کرنا چاہتا ہے ایسا لگتا تھا کہ وہ اس جذباتی سین سے لطف اندوز ہو رہا خوا خواہ وقت ضائع کر رہا تھا۔

جب جذبات کا طوفان ذرا تھم گیا تو سمورائی نے کہ بہت خوب صورت ہو۔ میں تمہارا دیوانہ ہو گیا ہ تمہارے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہوں مگر شاید یہ ممکن ہے۔

جوزفین نے کہا ”دو برس پہلے ٹاناکا نے ایک سوہ شادی کرنے کی اجازت دی تھی۔ تم بھی اس سے املے سکتے ہو۔ میں بھی تمہارے بغیر نہیں رہوں گی۔“
”تیا نہیں ہمارا گاڈ فادر کب واپس آئے گا اور

وہ اپنی یوگا میں مہارت کی وجہ سے محفوظ تھا۔ ورنہ میں بہت پہلے ہی جوزفین کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ جاتا۔ مجھے موقع کا انتظار تھا۔ ہو سکتا تھا۔ کبھی موقع ملتا تو جوزفین کے ذریعے اسے زخمی کر سکتا تھا یا اس کے کھانے پینے کی کسی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا سکتا تھا لیکن اب تک زخمی اس لیے نہ کر سکا کہ جوزفین کے پاس کوئی ہتھیار نہیں رہتا تھا اور نہ ہی وہ کسی کی موجودگی میں کھانا پیتا تھا۔

اس کے چند ماتحت سمورائی اس کے ساتھ رہتے تھے۔ ان سب کے پاس تلواریں ہوتی تھیں لیکن وہ خاص باڈی گارڈ بھی یوگا کے باہر تھے۔ میں ان میں سے کسی کو نہ پر نہیں کر سکتا تھا۔ جوزفین کے خیالات سے معلوم ہوا تھا کہ وہ ایک سمورائی سے محبت کرتی ہے اور وہ سمورائی بھی اسے چاہتا ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ملنا چاہتے تھے لیکن ٹاناکا سے ڈرتے تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے چند باڈی گارڈ میں سے کوئی کسی دوسرے سے بات کرے۔ وہ تمام خاص سمورائی اپنی زندگی کے دن رات صرف ٹاناکا کے لیے وقف کر چکے تھے۔

عشق کے سلسلے میں یہ دیکھا گیا ہے کہ محبت کرنے والوں کے درمیان جتنی رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں۔ اتنی ہی عشق میں شدت پیدا ہوتی جاتی ہے۔

میں نے سوچ لیا تھا کہ عشق کی آگ کو بھڑکاؤں گا۔ جوزفین کے اندر اس کے محبوب سمورائی کی ایسی طلب پیدا کروں گا کہ وہ خود ہی اس سے ملنے کا کوئی چور راستہ نکالے گی۔ اس وقت مجھے مارلی کی خواب گاہ میں فرصت سے بیٹھ کر جوزفین کے پاس جانے کا موقع ملا۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ آج رات ٹاناکا اس محل میں نہیں ہے اور اپنے جار سمورائی کے ساتھ کہیں گیا ہے اور جس سے وہ محبت کرتی ہے وہ دوسرے دو سمورائی کے ساتھ محل کے کسی حصے میں موجود ہے۔

جوزفین نے شام ہی سے اپنے محبوب تک پہنچنے کی تدبیریں کی تھیں۔ چونکہ تمام خاص سمورائی اس محل میں رہا کرتے تھے۔ اس لیے وہاں کے کچن میں ان کے لیے کھانا تیار کیا جاتا تھا۔ جوزفین نے جس طریقہ کار سے ان کے خاص مشروب میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائی تھی۔ اس سے مجھے شبہ ہوا کہ جوزفین کے دماغ میں کوئی اور بھی موجود ہے۔ وہاں کے ہینڈ باورچی نے غائب دماغ رہ کر وہ دوا ان کے مشروب میں ملائی تھی۔ جوزفین سمجھ رہی تھی کہ وہ ہینڈ باورچی اس کی خواہش کے مطابق ایسا کر رہا ہے۔

اس نئی بات نے مجھے چونکا دیا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرے علاوہ ٹاناکا کوڈ کا کوئی اور دشمن بھی ایسا ہوگا جو اس

ہیں شادی کی اجازت دے گا۔ تب تک ہم کیسے ملیں گے۔
آج تو اتفاق یہ ہے تمہاری نصیب ہوگئی ہے۔
”تمہاری خود بخود نصیب نہیں ہوئی ہے۔ میں نے چالاکی
دکھائی ہے۔ دراصل تمہارے دو سوراہی بہت ہی سنگ دل
ہیں۔ جب گاؤں فادر موجود نہیں ہوتا ہے تو وہ ہم سب کی سختی
سے ٹھکرانی کرتے رہتے ہیں۔“

”ہاں وہ میرے سامنے ہیں لیکن میں بھی محل کے ایک
حصے سے دوسرے حصے میں جاتا ہوں تو وہ اعتراض کرتے
ہیں۔ تم نے ایسی کیا چالاکی دکھائی ہے کہ وہ دونوں اعتراض
نہیں کر رہے ہیں۔“

وہ ہنستے ہوئے بولی ”وہ جسمانی کمزوری کے باعث ایک
کمرے میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے دھوکے سے اعصابی
کمزوری کی دوا انہیں پلا دی ہے۔“
اس نے چونک کر غصے سے پوچھا ”تم نے انہیں کمزور بنا
دیا ہے۔ جانتی ہو۔ کتنا بڑا جرم کیا ہے۔“

وہ مسکرا کر بولی ”محبت اور جنگ میں ہر عمل جائز ہوتا
ہے۔ میں تمہارے بازوؤں میں آنے کے لیے انہیں ہلاک
بھی کر سکتی ہوں۔“

سورانی نے اچانک ہی ایک طمانچہ چڑھا ”تم سورانی
کو ہلاک کر دو گی؟ ہمارے گاؤں فادر کی سیکورٹی کو کمزور کر دو گی۔
ہم تمام سورانی نے ٹانا گاؤں پر قربان ہو جانے کی قسمیں
لکھائی ہیں۔ وہ موجود رہے یا نہ رہے۔ ہم اپنے آقا کی مرضی
اور مزاج کے خلاف کبھی کوئی کام نہیں کرتے ہیں۔“

اس نے زوردار ہنچ مارا تھا۔ وہ اپنا گال سلواتے
ہوئے بولی ”میں نے تمہاری محبت میں ایسا کیا ہے اور تم میری
توہین کر رہے ہو۔ اگر اس کی مرضی اور مزاج کے خلاف کوئی
کام نہیں کرتے تو ابھی میرے پاس مرنے کیوں آئے ہو؟
کیا ابھی تم اپنے آقا کو دھوکا نہیں دے رہے ہو؟“

”ہوس اندھا کہوتی ہے۔ تمہارے حسن و شباب کے
جلوؤں نے میری فرض شناسی کو ذرا کمزور بنایا ہے۔ میں گاؤں
فادر سے جلد از جلد تمہارے ساتھ شادی کی اجازت حاصل
کروں گا تاکہ پھر ایسی غلطی نہ ہو۔ میں اپنے آقا کو خوب
سمجھتا ہوں۔ اس کے سامنے اس ایک غلطی کا اعتراف کروں
گا تو وہ مجھے معاف کر دے گا۔“

”وہ تمہاری غلطی معاف کرے گا لیکن میں نے دو
سورانی کو عارضی طور پر ہی مگر کمزور بنایا ہے۔ یہ بات
اسے معلوم ہوگی تو وہ مجھے معاف نہیں کرے گا۔ اپنی تلوار
سے میری گردن اڑا دے گا۔“

”ایسا نہیں ہوگا۔ میں تمہارے لیے معافی مانگ لوں گا۔
وہ سنگ دل ہے مگر رحم دل بھی ہے۔“

”میں تین برسوں سے یہاں ملازمت کر رہی ہوں۔ تم
بعد میں آئے ہو۔ میں نے کئی بار اس کی بے رحمی دیکھی ہے۔
وہ کسی نہ کسی بہانے اپنے تلوار کی پیاس انسانی لوت سے بجھا
ہے۔ میں تمہیں سمجھاتی ہوں کہ کسی خوش فہمی میں نہ رہنا
اسے بھی نہ بتانا کہ میں نے دو سوراہی کو عارضی طور پر کمزور
بنایا تھا۔“

”سوری۔ یہ گاؤں فادر کی سیکورٹی کا معاملہ ہے اور میں
سیکورٹی کا اہم حصہ ہوں۔ میں نے قسم لکھائی ہے۔ اگر
بوگتے پڑو مجھے موت کی سزا دے گا تو میں اس کے سامنے ہر
جھکا کر جان دے دوں گا۔“

”کیا تم پہلے ہو؟ خواہ جان دو گے! اگر ایسا ہی ہے
مجھے محبت کے جال میں کیوں پھنسا لیا تھا؟“

”میں کہہ چکا ہوں کہ ہوس میں اندھا ہو گیا تھا لیکن میں
اپنی اور تمہاری جان کا دشمن نہیں ہوں۔ میں تم سے شادی
کروں گا۔ گاؤں فادر ہمیں معاف کر دے گا۔ وہ ہمیں موت کی
سزا نہیں دے گا۔“

تمہیں ایسا کرنے سے منع کر رہی ہوں۔ اگر تم
فادر سے یہ ماننا چاہتے ہو کہ میں نے اس کے دو سوراہی
کمزور بنایا ہے تو میں آج صبح ہونے سے پہلے ہی یہاں سے
فرار ہو جاؤں گی۔“

”مگر میں تمہیں فرار ہونے کا موقع دوں گا۔ تو یہ اپنے
آقا سے غداری ہوگی۔ تم کیسے نہیں جاؤ گی۔“

”میں جاؤں گی۔ حرام موت مرنے کے لیے یہاں نہیں
رہوں گی۔ میں نہیں جانتی تھی تم اتنے احمق وفادار ہو۔“
وہ وہاں سے جانا چاہتی تھی۔ سورانی نے ایک الٹا ہاتھ
اس کے منہ پر بربد کیا۔ وہ چیخے کی طرف لڑکھائی اور ایک
صوت سے ٹھکرا کر گر پڑی۔ سورانی نے اپنی پشت سے
بندھی ہوتی بنام کے اندر سے تلوار کھینچ کر نکالی پھر کہ
”تمہیں مرنا چاہیے۔ زندہ رہو گی تو تمہارا حسن و شباب مجھے
رجھاتا رہے گا۔ بار بار اپنے آقا کو دھوکا دینے پر مجبور کر
رہے گا۔ تمہارے بعد پھر کوئی حسیں مل جائے گی۔ آئندہ
کسی حسیں کے خاطر اپنی وفاداری پر آج نہیں آئے دوں
گا۔“

کمرے کی روشنی میں تلوار کی دھار چمک رہی تھی۔
سسم کر بولی ”تھرو۔ بے شک میری گردن اڑا دو لیکن تم
سورانی ہو۔ تمہیں تو یہ رنگ دینی ہے کہ کسی نئے پردہ
نہ کر دے۔ اسے بھی ہتھیار دے کر برابر کا مقابلہ کر دے۔
تمہیں چیلنج کرتی ہوں۔ مجھ سے مقابلہ کر دو۔“

وہ حقارت سے بولا ”تم! تلوار بازی میں میرا مقابلہ
کرو گی؟ تمہارے خاندان میں کبھی کسی نے تلوار بازی
دیوتا۔“

دیوتا۔“

تمہاں دیکھ رہے ہو۔ کیا میری مدد نہیں کر سکتے تھے؟ آخر یہاں
رہ کر کیا کر رہے ہو؟“

میں ماری کے محل کے ایک بڑے روم میں بیٹھا خیال خوانی
کر رہا تھا۔ حیرانی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ یہ سوچ بھی نہیں
سکتا تھا کہ جو زمین اپنے اندر میری موجودگی کو سمجھتی رہی
ہے۔ میں نے حیرانی سے پوچھا ”تم نے کیسے سمجھ لیا کہ میں
یہاں موجود ہوں؟ تمہارے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ تم
کسی کی موجودگی محسوس نہیں کر رہی ہو۔“

وہ بولی ”مگر تم سمجھ رہے ہو کہ میرے اندر کوئی دوسری
خیال خوانی کرنے والی ہستی موجود ہے۔“

میں نے کہا ”جہاں میں سمجھ گیا۔ یہ جو زمین نہیں بلکہ
دوسری ہستی بول رہی ہے۔ تم کون ہو؟ تمہیں یہ کیسے معلوم
ہوا؟“

میں نے ہی سمجھ بتایا تھا کہ ٹانا گاؤں تک پہنچنے کے لیے
جو زمین کے داغ تک پہنچ گئے ہو۔“

میں نے شدید حیرانی سے پوچھا ”میں نے کب تمہیں
بتایا تھا؟ تم کون ہو؟“

مجھے اس کا قہقہہ سنائی دیا۔ مجھے یاد آگیا۔ میں نے دھب
سے صوفے پر گرتے ہوئے کہا ”وہ گاؤں تم سونیا ہو۔ بے شک
میں نے تمہیں جو زمین کے بارے میں بتایا تھا۔ کیا تم یہاں
تک پہنچ گئی ہو؟“

”میں کہاں کہاں پہنچ جاتی ہوں۔ یہ تم جی طرح جانتے
ہو۔ ویسے تم اتنی دیر سے کیا کر رہے ہو۔“

”میں سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ جو زمین کے اندر
میرے علاوہ کون ہے۔“

”صرف اتنی سی بات معلوم کرنے کے لیے تم اپنے اہم
کام بھول رہے تھے۔“

”کون سے اہم کاموں کی بات کر رہی ہو۔“

”تم اس سے معلوم کر چکے ہو کہ دو سوراہی کو اعصابی
کمزوری میں مبتلا کیا گیا ہے۔ تم ان کے داغوں میں جا کر
انہیں پھنساؤں کر کے معمول بناسکتے تھے مگر تم نے ایسا نہیں کیا
ہے۔“

”میں جو زمین کے اندر رہ کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ تم
اس کے ذریعے اور کیا کچھ کرنے والی ہو۔“

”یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہاں رہ کر رومانی اور جذباتی
تمہارے لیے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ تمہاری اطلاع کے لیے
عرض ہے کہ میں ابھی بے ہودگی کے وقت یہاں موجود نہیں
تھی۔ ان دو سوراہی کے داغوں میں جا کر انہیں پھنساؤں
کر رہی تھی۔ وہ بہت زیادہ کمزوری میں مبتلا نہیں ہیں۔ تو یہی
نیز سو کر انہیں گے تو ان کی توانائی بحال ہو جائے گی۔“

”ہو چکے کیا ہو۔ مرد کے بیچ ہو تو مجھے ایک تلوار دو۔
میں تمہارے ہوش اڑا دوں گی۔“

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی تلوار تھامے ہوا تھا۔ اس
نے کمرے میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ وہاں کوئی
دوسری تلوار نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے کہا ”میں تمہاری
دوست ضرور پوری کروں گا۔ یہاں انتظار کرو۔ میں دوسری
تلوار لے کر آتا ہوں۔“

وہ وہاں سے پلٹ کر دروازے تک گیا پھر بولا ”یہ نہ
سمجھنا کہ میرے جاتے ہی تمہیں فرار ہونے کا موقع مل جائے
گا۔ میں تمہارے جیسی چالاک لومڑیوں کو خوب سمجھتا
ہوں۔“

”یہ کہہ کر اس نے دروازے کو باہر سے بند کر دیا۔ اسے
کمرے میں قید کر دیا۔ وہاں سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں
تھا۔ وہ مار کھانے کے بعد فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ مسکراتے
ہوئے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ ٹانا گاؤں کی موجودگی میں کئی بار
اس بڑے روم میں آچکی تھی۔ اس نے دیکھا تھا کہ وہ اپنے
بھتیجا رکھاں خافت سے رہتا ہے۔ اس کے اسٹور روم میں
تلواریں، رپاؤں اور رانٹلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے
ایک ٹنڈا کھارکس کے میگزین کو چپک کیا پھر اسے لے کر بیڈ
روم میں واپس آئی۔ ایک کرسی کو اٹھا کر دروازے کی طرف
رج کر کے بیٹھ گئی۔“

اس کرسی کی پشت خوف ناک انسانی چہرے سے
مشابہت رکھتی تھی۔ ایسا دکھائی دیتا تھا کہ کسی کا منہ کھلا ہوا
ہے اور دو آنکھیں اپنے شکار کا انتظار کر رہی ہیں۔ وہ کرسی پر
ایک پاؤں اٹھائے اور دوسرا پاؤں فرش تک پھیلائے، ایک
ہاتھ میں گن لیے بیٹھی ہوئی تھی۔ سورانی دروازہ کھول کر
اندر آتے ہی ٹھک گیا۔

اس کے ہاتھ میں دو تلواریں تھیں۔ جو زمین کے ہاتھ
میں ایک گن تھی۔ وہ اس کا نشانہ لیتے ہوئے بولی ”ایک گن
کے سامنے دو کیا۔ دو سو تلواریں لے آؤ۔ تب بھی مر
گے۔“

وہ ایک قدم آگے بڑھ کر بولا ”تم نے برابر کا مقابلہ
کرنے کی بات کی تھی اور اب مکاری دکھا رہی ہو۔“
وہ مسکرا کر بولی ”میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ اب بھی کہہ
رہی ہوں۔ محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔“

وہ غصے سے دوڑتا ہوا تلوار سے حملہ کرنے کے لیے
آگے بڑھتا۔ قریب پہنچنے سے پہلے ہی ٹیکہ دیا۔ ٹھانسی کی آواز
کے ساتھ گولی چلی۔ وہ اچھل کر فرش پر گر کر اور تڑپنے لگا۔
اچانک جو زمین نے مجھے مخاطب کیا ”فرار! اتنی دیر سے
دیوتا۔“

”تم تو بڑی تیزی دکھا رہی ہو۔ جو کام مجھے کرنا چاہیے تھا۔ وہ تم کر چکی ہو۔“

”اور کیا کرتی؟ میرا ہاں صاف دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس عمر میں بوڑھے بھی کرتے ہیں۔“

میں نے ہنستے ہوئے کہا ”مجھے بوڑھا کہنے سے تمہیں خوش ہوتی ہے تو خوش ہوتی رہو مگر کبھی آئینہ بھی دیکھ لیا کرو۔ میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ دنیا کی کوئی عورت آئینے کے سامنے آکر دیکھے۔ میں بھی خود کو جوان دیکھتی ہے۔ جب خود کو جوان دیکھو تو سمجھ لیتا میں بھی جوان ہوں۔“

اس نے کہا ”کام کی باتیں کرو۔ وہ دو سوراٹی ایک کمرے کے بیڈ پر توی میٹ سو رہے ہیں۔ میں نے دروازے کو باہر سے بند کر دیا ہے۔ جو زمین نے گولی چلائی ہے۔ فائبر کی آواز محل میں دور تک سنی گئی ہوگی لیکن ابھی تک کوئی یہاں نہیں آیا ہے۔“

”جو زمین کے خیالات بتا رہے ہیں کہ محل میں کچھ بھی ہو جائے۔ کوئی ملازم اپنی جگہ چھوڑ کر نہیں جاتا ہے۔ صرف سوراٹی محل کے ایک حصے سے دوسرے حصوں میں جاتے ہیں۔ وہ سب یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ یہاں تین سوراٹی ہیں۔ وہ فائبرنگ کی وجہ معلوم کر رہے ہوں گے۔“

”ہاں یہی بات ہے۔ میں جو زمین کو یہاں سے لے جا رہی ہوں۔ اگر تم زیادہ مصروف نہیں ہو تو میرے ساتھ رہو۔ جو زمین کو یہاں سے لے جانے میں میری مدد کرو۔“

میں نے گھڑی دیکھ کر کہا ”شاید آدھی رات کے بعد میری مصروفیات شروع ہوں گی۔ میں تھوڑی دیر تک تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں۔ جو زمین کو لے چلو۔“

جو زمین نے گن پیمیک دی پھر اپنے محبوب کی لاش کے قریب سے گزر کر کمرے سے باہر آئی۔ اسے محل کے اندر روکنے والا کوئی سوراٹی نہیں تھا۔ ایک مڑکا تھا اور دو سو رہے تھے۔ وہ محل کے مختلف حصوں سے گزرتی ہوئی باہر آئی۔ وہاں چند گارڈز کھڑے ہوئے تھے۔ وہ اسے دیکھ کر الٹ ہو گئے۔ وہ نانا کا گارڈ کی پرسل سیکرٹری تھی۔ سب ہی اس کی تعظیم کرتے تھے۔ اس نے سیکریٹری افسر سے کہا ”اندر فائبرنگ ہوئی ہے لیکن تشریف کی بات نہیں ہے۔ یہ ہمارے تین سوراٹی کی ذمہ داریاں ہیں۔ وہ اپنی ذیولٹی انجام دے رہے ہیں۔ مجھے گاؤ فادر نے ملایا ہے۔“

اس نے کار میں بیٹھ کر اسے اشارت کیا پھر وسیع و عریض احاطے کے مختلف راستوں سے گزر کر بڑے آہنی گیٹ سے باہر نکلی۔

میں نے سونیا سے پوچھا ”اسے کہاں لے جانا چاہتی ہو؟“

”میں نے یہاں ایک کانچ کرائے پر حاصل کیا ہے وہاں سونیا بن کر رہے گی۔“

جو زمین نے ڈپٹی بورڈ کے خانے سے موبائل فون کرائے آن کیا۔ نانا کا گارڈ کے مخصوص نمبر پر ایک طرف کچھ دیر تک گفتگو کرتی رہی پھر نانا کا کتب خانہ، آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا ”جو زمین میرا یہ نمبر نہیں دے تھیں پتا ہے کہ میں آج کس قدر مصروف ہوں پھر ڈسٹرب کر رہی ہو۔ جلدی ہو گیا کہ کیا چاہتی ہو۔“

وہ بولی ”اے“ کہنے کی طرح کیوں بھونک رہا ہے۔ جو زمین نہیں سونیا ہوں۔ فریڈا کا انف!“

وہ حیرانی سے بولا ”کیا؟ تم سونیا ہو؟ فریڈا کا انف؟ تمہیں میرا یہ نمبر کیسے معلوم ہوا؟“

”اے نیلی جیتی جانے والوں سے پوچھو کہ ہم جیتی کی سرنگ کھود کر کہاں کہاں پہنچ جاتے ہیں۔ تم رہے کہ تمہارے محل کے اندر کوئی پتہ بھی پر نہیں آتا۔ گالین میں وہاں پر بار کر آ رہی ہوں۔ تمہارے ایک سر کو مار ڈالا ہے۔ باقی دو سوراٹی کو ایک کمرے میں بند کر کے وہ باہر نہیں نکل سکیں گے۔ میں دروازے کو لاک کر چکی ہوں اور تمہاری سیکرٹری جو زمین کو محل سے جا رہی ہوں۔ اس کے ذریعے میں تم سے رابطہ رکھوں گی۔“

”تم میرے محل میں کھس کر اپنی بڑی واردات کرنا اور سمجھتی ہو میں تم سے رابطہ رکھوں گا!“

”میں میڈم مارلی کو تمہارے حوالے کروں گی۔“

میرے سامنے آوندہ منہ کر گرجھ سے دوستی کرو گے۔“

”کیا مجھے تاوان پڑ سکتی ہے؟ کیا اپنے شوہر کے مارلی کو میرے حوالے کرو گی۔“

”میں نے کب کہا ہے کہ میں اپنے شوہر کے خلاف کرتا چاہتی ہوں۔ میں ایک محبت کرنے والی بیوی ہوں۔ گدھے کے بچے میں اپنے شوہر کو مارلی کے خرمے چاہتی ہوں۔ ایک بیوی کبھی یہ نہیں چاہتی کہ اس کا حسینہ کا دیوانہ ہو جائے۔“

وہ قائل ہو کر بولا ”یہ حقیقت سب ہی تسلیم کریں۔ کوئی بیوی کسی سوکن کو برداشت نہیں کرتی ہے۔ تم کو برداشت نہیں کر رہی ہو۔ یہ سب ہی جانتے ہیں کہ تم زبردست اور خطرناک ہو۔ مارلی کو بڑی آسانی سے قتل کر سکتی ہو پھر اسے میرے حوالے کیوں کرنا چاہتی ہو۔“

”تم نہیں چاہتے ہو تو نہیں کروں گی۔ محل اس کا دن ہے۔ وہ فریڈا کے ساتھ اپنے جزیرے سے باہر آنے والی ہے۔ محل میں اسے اغوا کروں گی۔ اسے جان نہیں ماروں گی۔ اچھے تم کاف کے حوالے کروں گی۔“

”وہ تم کاف کا نام سن کر چونک گیا۔ اس نے حیرانی سے پوچھا ”تم اسے جانتی ہو؟“

”میں یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ انڈر ورلڈ میں تم سے زیادہ زبردست ہے۔ تمہاری حکمرانی فار، ایٹ کے علاقوں تک محدود ہے وہ مل ایٹ، یورپ اور امریکا تک پھیل چکا ہے۔“

وہ پریشان ہو کر بولا ”تم مارلی کو تم کاف کے حوالے نہیں کرو گی۔ وہ یہاں فار ایٹ میں اپنا محاذ کھولنا چاہتا ہے۔ میرے برتری قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ مارلی کو حاصل کرنے کے بعد اس کے قتلے تک پہنچ جائے گا۔ اسے لن ٹاؤ جزیرے میں مضبوط قلعہ بن جائے گا۔“

نانا کا اس وقت اپنے ٹیلی فنی جانے والوں کو اپنے دماغ میں بلا کر اہم گفتگو کر رہا تھا۔ وہ سب ایک گھنٹے بعد مارلی کے سمندری علاقے میں آپریشن شروع کرنے والے تھے۔ وہ ٹیلی فنی جانے والے اس کی اور سونیا کی گفتگو سن رہے تھے۔ بازن ٹوڈ نے کہا ”سنر نانا کا تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ سونیا، مارلی کو کل اغوا کرنے کا دعو کر رہی ہے۔ مارلی کل تک زندگی رہے گی تو وہ اغوا کرے گی۔ ہم تو آج ہی اس کی زندگی کا ذرا پ سین کریں گے۔“

نانا کا نے فون پر کہا ”میڈم سونیا ہم جانتے ہیں۔ تم جو کہتی ہو وہ کر گزرتی ہو لیکن تم نہیں جانتیں کہ میں کتنا زبردست ہوں۔ میں مارلی کو تمہارے ہاتھ لگنے ہی نہیں دوں گا۔ اس سلسلے میں میں کیا کرنے والا ہوں۔ یہ تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا۔ بس اب میرا وقت برباد نہ کرو۔“

اس نے فون بند کر دیا۔ دوسری طرف جو زمین نے اپنا موبائل بند کیا۔ میں نے سونیا سے کہا ”وہ مارلی کو آج رات ختم کرنے کی پلاننگ کر چکے ہیں۔ نانا کا بہت پر امید ہے۔ اس لیے تمہارے جال میں نہیں پھنس رہا ہے۔ بالی داوسے تم کو لایا جاتی ہو۔ پہلے مجھ سے کہہ چکی ہو کہ مارلی کو اغوا کرو گی۔ کیا ارادے ہیں تمہارے؟“

”جب ارادے پورے ہوں گے تب دیکھ لیتا۔ اتنی دیر ساتھ رہے بڑی مہربانی ہے تمہاری۔ اب جاؤ۔“

میں دفعتی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ آدھی رات ہو چکی تھی۔ میں نے مارلی کے پاس پہنچ کر دیکھا۔ وہ اپنے معمول کے مطابق سو گئی تھی۔ اس کے دو زنانہ اور مردانہ گارڈز جاگ رہے تھے۔ اس محل کے منتظم اعلیٰ کو بتا دیا گیا تھا کہ آج رات قلعہ پر خطرات منڈلاتے رہیں گے۔ لہذا اسے جاگے رہنا چاہیے۔ محل کا پورا اسٹاف جاگ رہا تھا۔

وہ ایک دو کمرے سے گھر رہے تھے۔ قلعے کے اندر پیشہ خت پیرا لگا رہتا ہے اور آج تو کچھ زیادہ ہی سختی ہے۔ بھلا

اسے مضبوط قلعے میں کون نقصان پہنچانے آسکتا ہے؟“

وہاں بھی ٹیلی فنی جانے والے کے بارے میں نہیں جانتے تھے مگر جو جانتے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے۔ ”خیال خواتی کرنے والے پاتال میں اور سمندر کی بیٹی میں پہنچ جاتے ہیں۔ انسانی دماغوں میں کھس کر بڑے سے بڑے مضبوط قلعے کو کھ کھینچ لیتے ہیں۔“

ٹیلی فنی جانے والے کے بارے میں ایسا کہنے والا ایک سٹار گارڈ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا ”میں محل کے اندر ایک چکر لگا رہا تھا۔“

وہاں بھی باری باری اندر جانا چاہیے۔“

وہ وہاں سے چلتا ہوا محل کے اندر آ گیا۔ اندر بھی کئی سٹار گارڈز جاگ رہے تھے اور اپنی اپنی جگہ مستعد کھڑے تھے۔ باہر سے آنے والے گارڈ نے ایک کوریڈر میں آکر وہاں کھڑے ہوئے گارڈ سے کہا ”کوڈ ورڈ؟“

دوسرے گارڈ نے آہستہ سے کہا ”میرا نام ہاروے ہے۔“

باہر سے آنے والے گارڈ نے کہا ”میں بازن ٹوڈ ہوں۔“

میں اپنے بیڈ روم میں نکل رہا تھا۔ مارلی کے اندر پہنچ کر بولا ”ملکہ عالیہ تمہاری فیمن میں خلل پڑ رہا ہے مگر کیا کیا جائے۔ جاگتے رہنا ضروری ہے۔ جب موت آنے کی تو ہمیشہ کے لیے سوچنا۔“

اس نے آنکھیں کھول کر نیند کی حالت میں ادھر ادھر دیکھا۔ سامنے وال کلاک میں رات کا ایک بجنا تھا۔ وہ ناگوار سے بڑبڑاتی ”نہ جانے بے وقت میری آنکھ کیوں کھل گئی ہے۔“

وہ پھر آنکھیں بند کرنا چاہتی تھی۔ میں نے اس کی آنکھ کھول دی۔ نیند میں تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس نے پھر آنکھیں بند کیں۔ میں نے پھر کھول دیں۔ وہ زیر لب بولی ”یہ کیا ہو رہا ہے۔ میری آنکھ بند کیوں نہیں ہو رہی ہے۔ آپ ہی آپ کیوں کھل رہی ہے۔“

پھر وہ چونک کر اٹھ بیٹھی اور سوچ کے ذریعے بولی ”فریڈا کیا تم موجود ہو؟“

”ہاں۔ میں تمہارے باپ کا نوکر نہیں ہوں کہ جاگتا رہوں اور تم سوئی رہو۔“

”لیکن کونچ پلیر۔ تم بات بات پر میری اسٹلٹ کرنے لگے ہو۔“

”میں کہہ چکا ہوں۔ جب بھی غور اور برتری دکھاؤ گی۔ تمہارے ساتھ ایسا ہی سلوک کروں گا۔“

”میں نے ابھی کوئی برتری نہیں دکھائی۔ میں تو سوری تھی۔ کیا میرا سونا بھی تمہیں برا لگتا ہے۔“

”تمہاری نیند مجھے تم تری کا احساس دلا رہی ہے۔ جیسے

میں تمہارا باڈی گاڑو ہوں۔ میں جاگتا رہوں گا، تم سوتی رہو گی۔ ملکہ عالیہ صبح اٹھ کر دیکھیں گی کہ اس باڈی گاڑنے تمام دشمنوں کو مگسا دیا ہے۔

”سوری۔ تم نے ہی کہا تھا کہ قلعے کے اندر اور باہر مکمل حفاظتی انتظامات ہیں۔ میں نے سوچا تھا رات دو بجے تک سو کر اٹھ جاؤں گی۔ اسمگلروں کے جواز عموماً اسی وقت میرے علاقے سے گزرتے ہیں۔“

”تم آج تک اپنے جیسے مجرموں سے شمتی آئی ہو۔ پہلی بار ٹیلی ویژن جیسے والوں سے سابقہ پڑا ہے۔ ان کی چالوں کو بھی سمجھنا سیکھو، انہوں نے تمہیں چیلنج کیا ہے کہ آج رات تم اسمگلروں کے جوازوں کو نہیں روک سکو گی۔ تم نے یہ سمجھ لیا کہ ان کی تمام کارروائیاں باہر ہوں گی۔ تمہارے مسلح گاڑڈ بیشک کی طرح انہیں وہاں سے گزرنے نہیں دیں گے اور میں ان کے ٹیلی ویژن جیسے جاننے والوں کے اقدامات کا تو ذکر کروں گا۔“

وہ بولی ”ہاں اتنے مکمل حفاظتی انتظامات ہیں۔ تو کیا مجھے سونا نہیں چاہیے۔“

”دشمن ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے یہی چاہتے ہیں کہ تم مطمئن رہو کیونکہ تم نے اندرونی حملوں کے بارے میں نہیں سوچا ہے۔ اگر سوچا جائے تو تمہیں اپنے نائٹ گاڑڈ وغیرہ پر پورا بھروسہ ہے۔ کیا وہ ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے ان کے دماغوں میں کھس کر تمہارے بند روم میں نہیں آئیں گے؟“

میری بات ختم ہوتے ہی نہیں سے فائزنگ کی آواز سنائی دی۔ وہ اچھل کر بستر پر بیٹھ گئی۔ یاو اس کے پاس سو رہی تھی۔ وہ بھی چونک کر اٹھی اور غرائی ہوئی بند دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

رات کی خاموشی میں دوبار فائزنگ کی آواز سنائی دی تھی۔ فائزنگ محل کے اندر ہوئی تھی۔ مارلی جھلاٹنگ لگا کر بستر سے فرش پر آئی پھر اس نے ایک الماری کھول کر ایک شاٹ گن نکالی۔ اسے چیک کیا پھر دروازے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی ”فریاد کیا دشمن میرے محل میں فائزنگ کر رہے ہیں؟“

”کیا اب تمہیں عقل آگئی ہے تم تو دو بجے تک سونے والی تھیں۔ ابھی تمہیں سونا چاہیے۔“

”مجھے طے نہ دو۔ پلینر تھاؤ؟ محل میں کیا ہو رہا ہے؟ ابھی تم کہاں ہو؟“

”تم نے مجھے رات گزارنے کے لیے ایک الگ کمرادیا تھا۔ میں اس کمرے میں ہوں۔ ہمارا ایک ہی کمرے میں ہوتے تو تمہیں یہ گن اٹھانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ تم مجھے پیار سے سنبھاتی رہیں۔ میں دشمنوں کو سنبھالتا رہتا۔“

”یہاں دشمن کھسے آ رہے ہیں۔ تم جلد فریاد کرو اور زندہ دلی

دکھا رہے ہو۔ کیا تم یہاں نہیں آ سکتے؟“

”اب عقل آ رہی ہے۔ اب بار رہی ہو تاکہ میں گولیاں کھاؤں اور وفات پا کر تمہارے پاس پہنچوں۔ کیا تم اپنے بند روم میں کسی زندہ شخص کو نہیں بلاتی ہو۔“

اس بار مسلسل فائزنگ کی آواز سنائی دی۔ چند کنیزوں کے چیتنے کی آوازیں بھی سنائی دیں۔ یہ تشویش میں مبتلا کرنے والی بات تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ بے گناہ ملازموں اور کنیزوں کی جان جائے۔ میں نے ایک سراغ رساں کو مخاطب کیا پھر پوچھا ”یہ کیا ہو رہا ہے؟ محل کے بے گناہ افراد کیوں مارے جا رہے ہیں؟ کیا یہاں ہمارا پورا کنٹرول نہیں ہے؟“

”سر پورا کنٹرول ہے۔ چار یا چھ گاڑڈ ایسے ہیں جو ہماری نظروں میں نہیں آتے تھے۔ دشمن ٹیلی ویژن جیسے جاننے والوں نے انہیں اپنا معمول بنا کر اس وسیع و عریض قلعے میں کھس چھپا دیا تھا۔ انہی سے کاؤنٹر فائزنگ ہو رہی ہے۔ ان کا ایک آلہ کار گاڑڈ مارا گیا ہے۔ شاید پانچ رہ گئے ہیں۔“

”محل کے افراد کو تحفظ دو۔ عورتوں کی جان بچاؤ۔ کیا مارلی کے بند روم کی طرف گز رہے۔ دشمن چھپتے چھپاتے اور محسوس ہواں سے فائزنگ کرتے ہوئے مارلی کی خواب گاہ کی طرف جا رہے کرتے ہوئے“

میں نے دوسرے سراغ رساں کو مخاطب کیا پھر پوچھا ”کیسے؟“

”محل کے اندر حفاظت کی ذمہ داری تمہاری تھی پھر یہاں کیا ہو رہا ہے۔ میں نے عورتوں کی چھین سی ہیں۔“

”سر۔ یہاں کی کسی عورت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا ہو؟ مگر جہاں بھی ہو۔ یہاں نہیں آ سکو گے۔ سبھی کو اپنی

جگہ پر رہنے کی ہدایت کر دو۔ خوف سے چیخ پڑی تھیں۔ یہاں بادی ہوئی ہے لیکن میں مروں کی تو تمہارے ریکارڈ میں جب چاہیں گے یہ فائزنگ روک دیں گے لیکن آپ نے تمہارے دماغ تلک جانے کا کہ تم میری حفاظت نہ کر سکتے۔“

دیا تھا کہ ان دشمن خیال خوائی کرنے والوں کو میڈم مارلی تک پہنچنے دیا جائے۔ ابھی جلد ہی کاؤنٹر فائزنگ کا یہ ڈراما اپنے اگلے تھے۔ اندر سے ایک آلہ کار نے چیخ کر کہا ”میں بن کلا ٹینک تک پہنچنے والا ہے۔“

میں مارلی کا یہ غور تو نہا چاہتا تھا کہ وہ قلعے میں خفیہ جیسے جاننے والے موجود ہیں۔ تمہاری ماٹکس ہمارے کمن حفاظتی انتظامات کے ساتھ رہتی ہے۔ وہاں کوئی دشمن بھی ٹھہر رہا ہے اگر کوئی اندر آئے گا تو ہم مارلی کو گولی مار دیں اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے گا۔ ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے اور تم میڈم مارلی اگر زندہ رہنا چاہتی ہو تو اپنے تمام دشمنوں سے کچھ پریشان ہو گئی تھی لیکن کسی حد تک مطمئن آؤں کہ تمہیں اپنے حکم دو۔“

بھی تھی کیونکہ اس کے خاص باڈی گاڑڈ پوگا کے ماہر تھے۔ مارلی نے بلند آواز سے حکم دیا ”تھیرا پھیٹنگ دو اور دشمن ان کے ذریعے اس کی جان نہیں لے سکتے تھے۔“

اب اس کے ہوش اڑ رہے تھے۔ اس کی سمجھ میں آتا تھا کہ دشمن ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے کسی چال بازیوں سے محال نہیں کیے۔ اپنے ہتھیار پھینک دیے سب نیتے ہو گئے۔ کے اندر پہنچے ہیں اور اب اس کے بند روم میں بھی آچکے ہوں گے۔ اب اس کے مقابلہ کر سکتے گی۔“

”یہی وہ آلہ کار گاڑڈ اور فار ایسٹ کے اسمگلر تمہیں ناقابل وقت وہ بار بار سوچ کے ذریعے مجھے پکار رہی تھی۔ میں اپنے فکرت کرتے تھے آج تم شکست ہو گئی ہو۔“

”میکر ٹسٹ نے پوچھا ”وہ تمہارا یا فریاد علی تیور کہاں

ذریعے محل کے اندر ہونے والی فائزنگ کو دیکھ رہا تھا۔ دشمن ٹیلی ویژن جیسے جاننے والوں نے پہلے وہاں کے چھ گاڑڈ کو آلہ کار بنایا تھا۔ ان میں سے دو مارے گئے تھے۔ چار رہ گئے تھے۔ اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ دشمن ٹیلی ویژن جیسے جاننے والوں کی تعداد کتنی ہے۔ وہ صرف چار تھے۔ بن کلا ٹسٹ“

پہلے بیٹ اور سائمن۔ انہوں نے شام سے اب مارے گئے گاڑڈ کو آلہ کار بنایا تھا۔ آدھی رات کے بعد انہیں تک کی گاڑڈ کو آلہ کار گاڑڈ ان کے آلہ کار نہیں رہے ہیں۔ میری چال کا کہ تمام گاڑڈ ان کے آلہ کار نہیں رہے ہیں۔ انہوں نے طرف سے ان کے محل کا توڑ کیا چکا ہے۔ ان چاروں نے بھی پلاکی دکھائی تھی۔ محل کے اندر چھ گاڑڈ کو بننا معمول بنانے کے بعد کسی چھپا رکھا تھا۔ اب وہ باہر آئے تھے۔ ان میں سے دو مارے گئے تھے۔ باقی چار کے اندر وہ چاروں ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے سامنے ہوئے تھے۔

مارلی کی خواب گاہ پر خزا فائزنگ ہونے لگی۔ انہوں نے لاک توڑ کر دروازے پر رات ماری۔ وہ ایک دھڑاکے سے نکلا۔ مارلی جھلاٹنگ لگا کر ایک الماری کی آڑ میں چل گیا۔ وہاں سے فائزنگ کرتے لگی۔ وہ چاروں چھپ چھپ کر فائزنگ کرتے ہوئے مارلی کی طرف جا رہے کرتے ہوئے“

میں نے دوسرے سراغ رساں کو مخاطب کیا پھر پوچھا ”کیسے؟“

”محل کے اندر حفاظت کی ذمہ داری تمہاری تھی پھر یہاں کیا ہو رہا ہے۔ میں نے عورتوں کی چھین سی ہیں۔“

”سر۔ یہاں کی کسی عورت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا ہو؟ مگر جہاں بھی ہو۔ یہاں نہیں آ سکو گے۔ سبھی کو اپنی

جگہ پر رہنے کی ہدایت کر دو۔ خوف سے چیخ پڑی تھیں۔ یہاں بادی ہوئی ہے لیکن میں مروں کی تو تمہارے ریکارڈ میں جب چاہیں گے یہ فائزنگ روک دیں گے لیکن آپ نے تمہارے دماغ تلک جانے کا کہ تم میری حفاظت نہ کر سکتے۔“

دیا تھا کہ ان دشمن خیال خوائی کرنے والوں کو میڈم مارلی تک پہنچنے دیا جائے۔ ابھی جلد ہی کاؤنٹر فائزنگ کا یہ ڈراما اپنے اگلے تھے۔ اندر سے ایک آلہ کار نے چیخ کر کہا ”میں بن کلا ٹینک تک پہنچنے والا ہے۔“

میں مارلی کا یہ غور تو نہا چاہتا تھا کہ وہ قلعے میں خفیہ جیسے جاننے والے موجود ہیں۔ تمہاری ماٹکس ہمارے کمن حفاظتی انتظامات کے ساتھ رہتی ہے۔ وہاں کوئی دشمن بھی ٹھہر رہا ہے اگر کوئی اندر آئے گا تو ہم مارلی کو گولی مار دیں اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے گا۔ ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے اور تم میڈم مارلی اگر زندہ رہنا چاہتی ہو تو اپنے تمام دشمنوں سے کچھ پریشان ہو گئی تھی لیکن کسی حد تک مطمئن آؤں کہ تمہیں اپنے حکم دو۔“

بھی تھی کیونکہ اس کے خاص باڈی گاڑڈ پوگا کے ماہر تھے۔ مارلی نے بلند آواز سے حکم دیا ”تھیرا پھیٹنگ دو اور دشمن ان کے ذریعے اس کی جان نہیں لے سکتے تھے۔“

اب اس کے ہوش اڑ رہے تھے۔ اس کی سمجھ میں آتا تھا کہ دشمن ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے کسی چال بازیوں سے محال نہیں کیے۔ اپنے ہتھیار پھینک دیے سب نیتے ہو گئے۔ کے اندر پہنچے ہیں اور اب اس کے بند روم میں بھی آچکے ہوں گے۔ اب اس کے مقابلہ کر سکتے گی۔“

”یہی وہ آلہ کار گاڑڈ اور فار ایسٹ کے اسمگلر تمہیں ناقابل وقت وہ بار بار سوچ کے ذریعے مجھے پکار رہی تھی۔ میں اپنے فکرت کرتے تھے آج تم شکست ہو گئی ہو۔“

”میکر ٹسٹ نے پوچھا ”وہ تمہارا یا فریاد علی تیور کہاں

ہے؟ اسے تو تمہارے بند روم میں ہونا چاہیے تھا۔ ہم سمجھ رہے تھے تم اسے خوش کر رہی ہو گی۔“

میں باہر کھڑے ہونے تمام نئے گاڑڈ کے درمیان سے گزر رہا تھا۔ خواب گاہ کے دروازے پر آگیا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا ”مجھے دیکھو میں منتا ہوں۔ دوست اور دشمن اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں اپنے پاس کبھی کوئی ہتھیار نہیں رکھتا۔ میں اندر آ رہا ہوں۔ جو مجھے گولی مارنا چاہے مار سکتا ہے۔“

وہ چاروں مجھے بڑی توجہ سے دیکھ رہے تھے۔ میں آرام سے چلتا ہوا مارلی کے پاس آیا پھر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچتا ہوا بولا ”تمہاری مرضی کے بغیر کوئی تمہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا اور میں سب کے سامنے تمہیں سینے سے لگا رہا ہوں۔ یہ چاروں دشمن بھی خوش ہو رہے ہیں کہ تمہارے غور کا سہنچا ہو رہا ہے۔“

بن کلا ٹسٹ نے ہنسنے ہوئے کہا ”ہم نے سنا تھا کہ میڈم مارلی فواد ہے۔ کوئی اس فواد کو موڑ نہیں سکتا جھکا نہیں سکتا۔ تم نے اس حد تک اسے ہکا بکا کیا ہے۔ یہ بہت ہے۔ کیونکہ یہ ہمارا مال ہے۔ ہم اس کی خواب گاہ میں آکر اس کے پیچھے آزا میں گئے۔“

میں نے مارلی کو خود سے الگ کرتے ہوئے کہا ”ہائی وا وے۔ تم چاروں کے آنے سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ نانا کا کوڑو کے چار ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے ہیں۔ تم میں سے ایک خود کو بن کلا ٹسٹ کہہ رہا تھا۔ دوسرا ہاروے ہے اور تیسرا بن کلا ٹسٹ“

چوتھے کا نام بھی معلوم ہو ہی جائے گا۔ کیا تم لوگوں کو ایسا نہیں لگتا کہ ملک الموت نے تمہارے نام سن لیے ہیں۔ تمہاری بو سونگھ لی ہے اور اب یہ کسی دن۔ کسی وقت بھی تمہاری شہ رگوں تک پہنچ جائے گا۔“

”تمہارے بارے میں یہی مشہور ہے۔ ایک معمولی سا سوراخ ملے یہ تم اپنے دشمن کی جڑوں تک پہنچ جاتے ہو مگر افسوس۔ زندہ رہو گے تو پہنچو گے۔“

میں نے ہنسنے ہوئے کہا ”ہاں۔ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ تم چاروں مسلح ہو اور میں تمہارے نشانے پر ہوں لیکن کیسے ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے گدھے ہو۔ اتنا نہیں جانتے کہ جب تک ٹیلی ویژن کا ٹیگرنہ دیا جائے دنیا کی کسی بندوق سے گولی نہیں نکلتی۔ تم چاروں میں سے جو بھی گولی چلا سکتا ہے وہ چلائے ایک طویل مدت کے بعد فریاد علی تیور نشانے پر آیا ہے۔ دل میں کوئی حسرت نہ رہے۔ شوٹ ہی!“

میں مارلی کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا۔ مارلی دونوں ہاتھیں پھیلا کر پیچھے سے لپٹ گئی پھر بولی ”تم اس لیے نشانے آئے ہو کہ مجھے گولی نہ لگے۔ تم بہت عظیم ہو۔“

تمہارے جیسا چال باز میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ تم مجھ سے بڑے تہذیبی ہو۔

میں نے کہا "بعد میں تسلیم کرتی رہتا۔ یہ تو دیکھو۔ بندوقین ان کے پاس ہیں لیکن ٹھیک رہنے والی انگلی میرے پاس ہے۔ بے چارے کی جیسی جاننے والے حیران پریشان ہیں کہ اب تک چاروں گارڈز ان کے آگے کار تھے۔ اب کیوں نہیں رہے؟"

پھر میں نے انہیں مخاطب کیا "ہائے بائرن نوڈ ہاروے" بیکر برٹس اگر میں چاہتا تو تم میں سے کوئی یہاں کے کسی ایک گارڈ کو بھی اپنا آلہ کار نہ بناتا لیکن میں نے جان بوجھ کر تم سب کو یہ موقع دیا تھا۔ مجھے یہ معلوم کرنا تھا کہ تم لوگ کون ہو اور کتنی تعداد میں ہو؟ میرا یہ مقصد پورا ہو چکا ہے۔ اب گھر جا کر اپنے ماں باپ سے کہنا کہ وہ تمہاری سلامتی کے لیے دعائیں مانگتے رہیں اب چاؤ۔ یہ چاروں آلہ کار اپنی سائنس روکیں گے۔ دوسری بار تم یہاں کے کسی بھی گارڈ کے اندر نہیں آسکو گے۔"

میری بات ختم ہوتے ہی ان چاروں نے سانسیں روک لیں پھر چند سیکنڈ کے بعد سانسیں لے کر مسکراتے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا "سرا ہم نے انہیں بھگا رہا ہے۔ اب ان میں سے کوئی اس قلعے کے اندر نہیں آسکے گا۔"

میں نے ماری سے کہا "اپنے گارڈز کو حکم دو۔ خضر ٹل گیا ہے۔ اپنے ہتھیار اٹھائیں۔"

ماری خوشی سے اچھل کر میرے سامنے آئی پھر میری گردن میں بانیں ڈال کر بولی "تم فاتح اعظم ہو۔ تمہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ میں سب کے سامنے اعتراف کرتی ہوں کہ تم میرے بھی سکندر اعظم ہو۔"

پھر اس نے دروازے کی طرف پلٹ کر کہا "اپنے ہتھیار اٹھاؤ۔ آج سے اس قلعے کا مالک اور تمہارا آقا فرادہ کی تیور ہے۔ تم سب اپنے آقا کے احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے۔"

میں نے کہا "ہم نے قلعے کے اندر آنے والے دشمنوں کو ناکام بنا دیا ہے لیکن ابھی قلعے کے باہر ملے ہوئے والے ہیں۔ اسٹورکوں کے جہاز ہمارے علاقے سے گزرنے والے ہیں۔ ان کی کوششوں کو ناکام بنانا ہے۔ لہذا تم سب محتاط اور مستعد رہو۔ ہمیں ان کے تمام جہازوں کو سمندروں میں ڈبونا ہے۔"

وہ سب اپنے ہتھیار اٹھا کر میرے سامنے فوجی انداز میں ایڑیاں بجا کر الٹ ہو گئے پھر سب نے مجھے سلیوٹ کیا۔ میں نے بھی ان کے جواب میں فوجی انداز سے سلیوٹ کیا پھر کہا "ڈس مس! یو نے گناؤ۔ میں یا میرے ساتھی تمہارے

دماغوں میں آتے جاتے رہیں گے۔"

وہ سب چلے گئے۔ ماری پر بھی ہوئی تھی۔ ابھی اٹھ کر میری طرف دیکھتے ہوئے بڑی اچانکیت سے سانسوں میں نے مسکرا کر اپنے دونوں بازو پھیلائے۔ وہ اچھل کر آغوش میں آگئی۔ ماری نے دروازے کو بند کرتے ہوئے "کم بختوں نے فائرنگ کر کے لاک توڑ دیے ہیں کیا کیا ہے۔ ابھی اس کی مرمت کرالی جائے۔ ہم کسی دوسرے روم میں رات گزاریں گے۔"

رات گزارنے والی بات بڑی ہی جان انجیز تھی۔ اس رات میں ہر لمحے دماغی طور پر حاضر رہنا چاہتا تھا۔ نے کہا "دروازہ کھلا رہے۔ کل دوسرا لاک لگ جائے۔ ابھی ان جہازوں کے انتظار میں ہیں جاتے رہنا ہے۔"

اس کی خواب گاہ میں شیشے کی ایک بہت خوبصورت الماری تھی۔ اس میں دنیا کی بہترین اور مہنگی شراب بوتلیں تھیں۔ وہ اسے کھولتے ہوئے بولی "آج میں خوش ہوں۔ تم نے میرے دشمنوں کو ایسا نہ توڑ جواب دیا ہے کہ جس کی انہوں نے بھی توقع نہیں کی ہوگی۔"

وہ ایک بوتل اور شیشے کے دو ٹاکز سے جام صوفوں کے پاس آئی پھر انہیں سینٹر ٹیبل پر رکھتی ہوئی "آؤ ہم جشن منائیں گے۔"

میں نے ایک صوفے پر بیٹھے ہوئے مانو کو اپنی آنکھوں میں سلاتے ہوئے کہا "مانو تمہاری یہ ماکن بہت ہے۔ میں کہہ رہا ہوں آج رات بیدار رہنا ہے۔ سو رہا ہے اور یہ اپنے ساتھ مجھے بھی مدھوش کرنا چاہتی ہے مجھے چنا چاہیے؟"

اس نے غرا کر ماری کو دیکھا پھر مجھے دیکھ کر میاؤں بولیں نکال کر لاتے ہوئے بولی "میں تو آدمی بوتل میں ماری نے کہا "مانو تم بڑی نمک حرام ہو۔ فریادی گودینا لڑھک جاتی ہوں۔ دوسری صبح تک مدھوش نہیں رہتا۔ تم چاہو مجھ پر غرا رہی ہو۔"

میں نے کہا "پنی مانو کی فراغت کو سمجھو۔ یہ تمہارے لیے خراب کارنگ منگوا لوں گی۔"

میں نے سمجھ دار ہے۔ پینے سے منع کر رہی ہے۔"

"میں نے تمہیں پینے کے لیے بوتلیں کسے دیا تھا۔ اس نے بی بی دنیا کی کوئی سی شراب جانتی ہو۔ یوگا کے ماہر ہو شراب کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔"

ایک بہت بڑی نعمت سے محروم ہوا۔ ہائے یہ بھی بڑی نعمت ہو تو پینے کا فائدہ کیا ہے۔"

اس نے ایک جام بنایا۔ میں نے کہا "میں چاہتا تھا کہ وہ بیتی رہے اور مدھوش ہو کر سو جائے۔ وہ اس نعمت سے محروم نہیں ہوں۔ کوئی چیلنج کرے تو کیا بیدار رہ کر مجھے اپنے ساتھ مصروف رکھتی اور میں جذباتی پی جاتا ہوں مگر نشہ نہیں ہوتا۔ میری یوگا کی صلاحیتیں صوفیات سے بہتر کر رہا تھا۔"

وہ بیتی رہی اور بوتلیں دے دی۔ یہ وہی مغرور حسینہ تھی جو کسی سے بوتلیں نہیں کھیتی تھی۔ مگر اب ٹیپ ریکارڈ کی طرح بولے جاری تھی۔ پانچا چھ بیگ میں ہی وہ آؤٹ ہونے لگی۔

میں نے اس کی بوتل کو اٹھایا۔ اسے کھول کر منہ سے لگا پھر غصہ پنے لگا۔ وہ غصے سے دیکھنے لگی۔ ماضی میں میرے اور میرے بیٹوں کے ساتھ تقریباً ایک جیسے واقعات پیش آئے تھے۔ ہمیں ذہریلی عورتوں سے بالا رہنا تھا۔ ان کے ذہریلے ہمیں ذہریلا بنا دیتا تھا۔ ہم اس نسلے میں خصوصی میڈیکل ٹیم حاصل کرتے رہے تھے۔ جس کے نتیجے میں ہمارے اندر کا ذہریلہ ختم ہو گیا تھا لیکن ذہر کے اس حد تک عادی ہو گئے تھے کہ کوئی ذہریلی یا اعصابی طور پر نقصان پہنچانے والی دوا ہم پر اثر نہیں کرتی تھی۔ دنیا کا کوئی بھی خضر یا جان لیوا نشہ۔ وہ ہمارے لیے پانی کی طرح بے ضرر ہوا تھا۔"

میں نے اس بوتل کی تمام شراب حلق سے اتار لی۔ اسے خالی کر کے ماری کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ وہ بڑی حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا خیال تھا۔ میں ابھی پیکر اگر بڑوں کا۔ میں نے مسکرا کر پوچھا "کیا خیال ہے۔ مجھے کتنی بوتلیں پلاؤ گی۔ میں اسی طرح نارٹل رہوں گا۔ یہ الماری خالی ہو جائے گی۔"

وہ صوفے سے اٹھ کر بولی "پانی کا! تم بڑے بالکل ہو۔ عجب وغریب انسان ہو۔ تمہارے جیسا شخص ہی مجھے جیت سکتا تھا اور تم نے جیت لیا ہے۔"

وہ میرے پاس آگئی۔ چپنے والے کو جیت کا انعام دینے لگی۔ میں نے کہا "ابھی تو تم نے ایک جام نہیں پیا ہے اور ہمیں نشہ ہو رہا ہے۔ یہ بھول رہی ہو کہ دروازے کا لاک ٹوٹا ہوا ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے لنگ ہو گئی۔ الماری کے پاس جا کر دو بوتلیں نکال کر لاتے ہوئے بولی "میں تو آدمی بوتل میں لڑھک جاتی ہوں۔ دوسری صبح تک مدھوش نہیں رہتا۔ تم چاہو تو صبح تک پیتے پیتے پوری الماری خالی کر سکتے ہو۔ کل میں نے تمہارے لیے خراب کارنگ منگوا لوں گی۔"

میں نے جیسے ہوئے کہا "اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے چیلنج کیا تھا اس لیے میں نے بی بی دنیا کی کوئی سی شراب ہونے سے اسے پانی کی طرح بالکل بے مزہ کر دی ہے۔ جب مزہ اس نے ایک جام پیا تھا اور اب دوسرا پی رہی تھی۔"

اس نے کہا "میں چاہتا تھا کہ وہ بیتی رہے اور مدھوش ہو کر سو جائے۔ وہ اس نعمت سے محروم نہیں ہوں۔ کوئی چیلنج کرے تو کیا بیدار رہ کر مجھے اپنے ساتھ مصروف رکھتی اور میں جذباتی پی جاتا ہوں مگر نشہ نہیں ہوتا۔ میری یوگا کی صلاحیتیں صوفیات سے بہتر کر رہا تھا۔"

وہ بیتی رہی اور بوتلیں دے دی۔ یہ وہی مغرور حسینہ تھی جو کسی سے بوتلیں نہیں کھیتی تھی۔ مگر اب ٹیپ ریکارڈ کی طرح بولے جاری تھی۔ پانچا چھ بیگ میں ہی وہ آؤٹ ہونے لگی۔

آخری بیگ پورا نہ بی سکی۔ مدھوش ہو کر میری آغوش میں گر گئی۔ میں نے اسے بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ پر لٹا دیا پھر مانو سے کہا "تم بھی یہاں رہو۔ اب میں صبح تک مصروف رہوں گا۔"

میں اس خواب گاہ سے جانے لگا تو مانو میرے پیچھے آنے لگی۔ میں نے اسے مسکرا کر دیکھا۔ ایک لمبی سے چھپا چھوٹا تھا دوسری چھوڑا نہیں چاہتی تھی۔ میں نے بازو پھیلایے وہ اچھل کر میری آغوش میں آگئی۔



حلیقہ اور جو اد کی شادی کی تقریب تھی۔ اس روز اپنا خوب بنی سنوری تھی۔ اسے اس تقریب میں شریک ہونا تھا۔ وہ مدتوں بعد ایسی تقریب میں اس کے لیے جاری تھی کہ وہاں پاس بھی آنے والا تھا۔

وہ اس طرح بن سنور کر جانا چاہتی تھی کہ دلہن نہ لگے مگر دلہن سے زیادہ خوب صورت لگے۔ پاس سے دیکھتے تو پھر ایک بار ساری دنیا کو بھول جائے۔ اس کے اندر یہ اضطراب تھا کہ وہ پاس کو کس طرح متاثر کرے گی؟ اس نے گلاب کے پھولوں سے معطر کیے ہوئے پانی سے غسل کیا تھا۔ ایک بہت ہی ماہر بویشن سے اپنے چہرے کو نکھارا تھا۔ ہیر ڈلیر نے اس کی زلفیں سنواری تھیں۔ ڈریس میک نے اس کے لیے بہت ہی خوب صورت اور دیدہ زیب لباس تیار کیا تھا۔ جب اس نے پوری طرح بن سنور کر کے لباس میں خود کو دیکھا کہ وقت پیچھے چلا گیا ہے اور وہ ایک نوخیز دہیز بن گئی ہے۔

اس نے جو اسے کہا تھا میں کبھی کسی کی تقریب میں نہیں جاتی مگر تمہاری شادی میں پاس سے ملنے کی خاطر آؤں گی۔"

جب جو اسے یہ معلوم ہوا کہ پاس اس سے ناراض ہے تو اس نے وعدہ کیا کہ وہ اسے منائے گا اس کی ناراضگی دور کرے گا اور اسے الپا سے پھر ایک بار دوستی کرنے پر مائل کرے گا۔ الپا کو امید تھی کہ پاس اس کی بات مان لے گا۔ وہ کسی طرح ایک بار سامنے آئے گا تو وہ خود اس کے قدموں میں گر کر اسے منائے گی۔ اسی امید پر وہ خوب بن سنور کر اس تقریب میں آئی تھی۔

اس نے اپنی آمد کو راز میں رکھا تھا۔ یہ صرف جو اسے اور پاس جانتے تھے کہ وہ یہاں آ رہی ہے۔ رازداری لازمی تھی کیونکہ الپا کے لیے شادی کی جیسی جاننے والے دشمن تھے۔ وہ اسے پہچانتی ہی گولی مار سکتے تھے۔ اس نے جو اسے داغ میں پہنچ کر کہا "پلو جو۔ میں آگئی ہوں لیکن تم مجھے چہرے سے نہیں پہچان سکو گے۔ تم نے ہسپتال میں مجھے دیکھا تھا۔"

میں نے اسپتال سے نکلنے کے بعد اپنے چہرے کو تبدیل کیا ہے۔

"میزم آپ آئی ہیں۔ یہ میرے لیے بڑے اعزازی بات ہے لیکن آپ میرے پاس نہیں آئیں گی۔ مجھے اور حدیقہ کو مبارکباد نہیں دیں گی تو ہم میاں بیوی کی خوشیاں ادھوری رہ جائیں گی۔"

"میں تم سے اور حدیقہ سے تنہائی میں ضرور ملوں گی لیکن اپنا وعدہ یاد رکھو۔ پارس کو راضی کرلو۔ اس سے ملاقات کرنے کے لیے بے چین ہو رہی ہوں۔ اس سے بہتر موقع اور نہیں ملے گا۔"

جواد نے کہا "میزم مجھے اپنا وعدہ یاد ہے۔ پارس نے ابھی سوچ کے ذریعے کہا تھا کہ وہ میاں بیچنے ہی والا ہے۔ میاں بھی لوگ مجھے شادی کی مبارکباد کے ساتھ تحفے دے رہے ہیں۔ میں نے پارس سے کہا ہے کہ میں اس سے اپنی پسند کا تحفہ لوں گا اور تحفے کے طور پر میزم الپا سے اس کی دوستی چاہوں گا۔"

وہ خوش ہو کر بولی "وہ جواد! تم نے مجھے خوش کروا ہے۔ تم نے موقع سے فائدہ اٹھا کر ایسا تحفہ مانگا ہے کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی انکار نہیں کرے گا۔"

جواد کے اندر پارس کی آواز سنائی دی۔ اس نے کہا "بے شک میں جواد کے مطالبے سے انکار نہیں کروں گا۔ بھیا کے نابود ہونے کے بعد جواد کو ایک نئی زندگی ملی ہے اور اب ازدواجی مسرتیں ملنے والی ہیں۔ میں اپنی مسرتوں کے جہیز میں اسے پانچ سو میں کروں گا لیکن ایک شرط ہے۔"

الپا نے کہا "وہ تو پارس۔ پلیز کوئی شرط پیش نہ کرو۔ تم کوئی رکاوٹ پیدا کرنا نہ گے۔"

"جب میں نے جواد سے وعدہ کیا ہے تو ایک تحفے کی طرح میاں حاضر ہو گیا ہوں۔ تم میرے لیے بے چین ہو۔ مجھے میاں ڈھونڈ لو۔ پچان لو۔ تو تم خود ہی رو رہو ہو جائیں گے۔"

جواد نے کہا "میزم یہ کوئی بڑی شرط نہیں ہے۔ آپ برسوں پارس کے ساتھ رہی ہیں آپ قہر جسامت اور اس کی چال ڈھال سے اسے پہچان سکتی ہیں۔ کچھ پانے کے لیے کچھ نہ کچھ تو محنت کرنا پڑتی ہے۔ آپ کے جذبے سچے ہیں تو آپ ڈھونڈ لیں گی۔"

وہ بولی "اچھی بات ہے۔ پارس۔ کیا تم میاں آپکے ہو۔"

"میں آچکا ہوں۔ میاں تقریباً دو ہزار جوان اور بوڑھے مرد ہیں۔ میں رات گیارہ بجے تک میاں رہوں گا۔ میرے پاس چلی آؤ۔"

جواد نے ہنسنے ہوئے کہا "میری شادی میں آنکھ پھولی

کھلی جا رہی ہے۔ کھیل کا انجام دلچسپ ہو گا۔"

الپا جواد کے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ حاضر ہو کر حاضر دماغی سے ایک ایک مہمان کو توجہ سے دیکھتے شادی میں مہمان بہت زیادہ تھے۔ اس وقت رات کے بجے تھے۔ پارس وہاں گیارہ بجے تک رہنے والا تھا۔ ان تحفوں میں اس چور کو پکڑ لیتا تھا۔

اس نے اپنی ٹیلی فنی جاننے والی ذہین ماتحت کو وہاں بلایا تھا۔

الپا نے کرونا کو پارس کے قدموں قیامت کے علاوہ اس طور طریقے بتائے تھے۔ کرونا نے کہا تھا صرف تہہ نہ جاسکتا ہے کیونکہ میک اپ اور گیٹ اپ کے ذریعے چہرہ جاتا ہے اور ہماری لباس کے ذریعے جسم کچھ فرہنگا ہے۔ لب و لہجہ بھی بدل جاتا ہے لیکن تقریب میں ایک کے کئی لوگ ہو سکتے ہیں۔ ہم قدر لوگ دس بیس ہی ہوں گے۔

الپا نے کہا "تمہارا حساب درست ہے۔ ہم بڑاؤ میں نہیں صرف دس بیس میں اسے ڈھونڈیں گے۔ حرفا خیال رکھنا ہے کہ اونچی ایڑی کے جوتوں سے اور مخصوص اونچی دنگ کے ذریعے اپنا قدم بلند کیا جاسکتا ہے۔"

کرونا بھی اسے تلاش کر رہی تھی۔ پارس نے مخاطب کیا "میاں اپنے کسی محبوب کو ڈھونڈ رہی ہو؟"

اس نے چونک کر سانس روک لی پھر سانس لینے پارس نے کہا "میرے وقت سانس رکھتی ہے بھری جوانی سانس روک کر کیوں مرنا چاہتی ہو؟"

وہ حیرانی سے بولی "میں پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتی ہوں۔ عجب ہے۔ تمہیں محسوس نہیں کر رہی ہو۔ تم مخاطب کرتے ہو تو پتا چلتا ہے کہ میرے اندر ہو۔ تم ہو؟"

"وہی ہوں۔ جسے ڈھونڈ رہی ہوں۔"

"کیا سچ کہہ رہے ہو؟ میزم کو جس کی تلاش ہے؟"

"ہاں! انہوں نے یہ نہیں بتایا تھا کہ تم ٹیلی فنی جانتے ہو۔ بتاؤ۔ وہ تمہیں کیوں ڈھونڈ رہی ہے؟"

"تم اس کی معمول ہو۔ میں اپنے بارے میں بتاؤں گا۔ الپا وہ سب کچھ تمہارے اندر آکر پڑھ لے گا۔ لہذا نہ پوچھو تو بہتر ہے۔"

وہ بڑی ادا سے بولی "تم مجھے ٹال رہے ہو۔ میرا ہے کہ مجھے دیکھو گے تو دیکھتے ہی وہ جاؤ گے۔ یوں ٹالنا جاؤ گے۔ کیا ہم دوست نہیں بن سکتے؟"

وہ بڑی لگاؤ سے بول رہی تھی۔ بالکل پھانسنے کا تھا۔ وہ پارس اور پارس کے بارے میں بہت کچھ جانتی

نہیں جانتی تھی کہ گھٹ گھٹ کا پانی پینے والے کو پھانسنے کی کوشش کر رہی ہے۔ پارس نے کہا "ہم دوست بن سکتے ہیں۔ تمہاری یہ خواہش پوری ہو سکتی ہے مگر میں پھر وہی بات کہوں گا۔ الپا سے ہماری دوستی چھپی نہیں رہے گی۔ وہ تو تمہارے دماغ میں گھس کر سب کچھ معلوم کر لے گا۔"

نہیں کرے گی۔"

"تم اعتراض کی بات کرتی ہو۔ وہ تو ہمیں گولی مار دے گی۔ تم اس دشمن سے دوستی کو کی تو کیا وہ خوش ہو کر ہمیں پھولوں کا ہار پہنائے گی۔ وہ مجھے نقصان پہنچانے کے لیے یہاں تلاش کر رہی ہے۔"

"تم اس کے دشمن ہو یا وہ تمہاری دشمن ہے؟"

"ناگ دانا میں ہاتھ سے پکڑنا یا بائیں ہاتھ سے وہ ناک رہے گی۔ دشمنی نفرت سے گویا محبت سے۔ وہ دشمنی کھلائے گی۔ تمہاری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ دشمنی کر رہی ہے۔ مجھے نقصان پہنچانے کے لیے تلاش کر رہی ہے۔"

"دشمنی کی کیا ہے؟"

"بہت لمبی وجہ ہے۔ بہت ہی پیچیدہ اور دکھ بھری داستان ہے۔ سنو کی تو کچھ منہ کو آئے گا۔ اسے منہ تک نہ آنے دو۔ اپنی جگہ رہنے دو۔ میں کہاں تک سناؤں گا؟ تم کہاں تک سنو گی؟"

"میں سنوں گی۔ ابھی کہیں تنہائی میں ملوں گی۔ پلیز اس جہیز سے کہیں باہر ملو۔"

"الپا کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم کہاں مل رہے ہیں۔"

"میں اسے کہہ دوں گی کہ تمہیں رپ کر کے لے لے تنہائی میں ملاقات کی گئی۔"

"وہ میری داستان غم سننے کی اجازت نہیں دے گی۔ جو کہوں گا اسے جھوٹ کہہ دے گی پھر وہ تمہارے دماغ سے ہمارے ملنے کی جگہ معلوم کرے گی اور وہاں پہنچ کر شاید مجھے گولی مار دے۔"

"آج نہ سنی کل مل سکتے ہیں۔ میں تمہارے جیسے ٹیلی فنی جانتے والے کو دوست بنانا چاہتی ہوں۔"

"جب الپا سو رہی ہو تب مل سکتی ہو۔ ایسے وقت وہ اپنے آپ سے بھی بے خبر ہوگی۔"

"یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ اتنی ہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ پتا نہیں آج رات وہ کب سوئے گی۔"

"وہ جب بھی سوئے گی دوسری صبح اٹھے گی اور جب بھی تمہارے دماغ میں آئے گی تمہارے چور خیالات بڑھ کر معلوم کر لے گی کہ تم نے اس کے دشمن سے ملاقات کی تھی۔ کیا اپنے چور خیالات۔ اس سے چھپا سکو گی؟"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پارس نے بہت لمبے الپا کے خیالات بڑھ کر کرونا کے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا تھا۔ وہ بہت چالاک تھی۔ یوں نادان بن کر گفتگو کرتی تھی جیسے بہت بھولی ہو۔ کچھ نہیں جانتی ہو۔ پارس بھی اس سے گفتگو کرتے وقت سمجھ رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر نادان اور نا تجربہ کار دہریہ بن رہی تھی اور اپنے چور خیالات کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

کرونا کے چور خیالات یہ تھے کہ وہ الپا اور پارس کے درمیان رشتے کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہے۔ ٹیلی فنی کی دنیا میں سب ہی ان کی نفرت اور محبت کے قصے جانتے تھے۔ وہ ابھی سمجھ گئی تھی کہ خود کو الپا کا دشمن کہنے والا پارس ہی ہے۔ وہ انجان بن کر اس سے گفتگو کرتی رہی۔

اس کے ذہن میں یہ بات سنائی ہوئی تھی کہ اسے ٹیلی فنی کی دنیا میں بہت اونچا اور بہت نمایاں مقام حاصل کرنا ہے۔ ایک نمایاں مقام تک پہنچنے کے لیے بڑی بڑی رکاوٹیں آئی ہیں۔ الپا جب بھی دشوار حالات سے گزرتی رہی اور جان کی بازی لگاتی رہی پارس ایسے حالات میں اس کی مشکلات آسان کرنا رہا۔ کرونا بھی اپنی زندگی میں ایسا سہارا چاہتی تھی اور ایسے معاملات میں پارس سے بہتر سہارا کوئی ہو نہیں سکتا تھا۔ اسی لیے وہ خود کو انجان اور نادان لڑکی ظاہر کر کے پارس سے ملاقات کرنا چاہتی تھی۔

ادھر الپا مہمانوں کے جہیز میں ایسے لوگوں کو توجہ سے دیکھ رہی تھی جو چھ فٹ کے قد اور جوان تھے اور بوڑھے بھی تھے۔ وہ کسی نہ کسی بہانے ان سے گفتگو کرتی رہی۔ ان کے دماغوں میں جاتی رہی لیکن پارس کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولی "ہائے پارس! تم کہاں ہو؟ اس تقریب میں نہیں ہو۔ اے ہوتے تو میں چھ فٹ کے قد اور لوگوں میں تمہیں پہچان لیتی۔"

وہ بولا "تم شاید یقین نہ کرو۔ میں نے اپنا قدم تبدیل کر لیا ہے۔ مجھے پہچان نہیں سکو گی۔"

"ایسی ناممکن اور مشکل خبر بات نہ کرو۔ ہمیں بدلنے کے لیے سب کچھ کیا جاسکتا ہے۔ اپنا قدم تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔"

"میں نے ناممکن کو ممکن بنایا ہے۔ اپنے قدم کو چھ انچ تک کروا ہے۔ آج میں ساڑھے پانچ فٹ کا ہوں اور اس تقریب میں موجود ہوں۔ یقین نہ ہو تو جواد سے پوچھ لو۔"

اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ دور ایک فورارے کے پاس جواد چند مہمانوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس کے پاس آئی پھر بولی "میکے یوز۔ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

اس نے مہمانوں سے معذرت چاہی پھر اس کے ساتھ ایک طرف چلے ہوئے بولا "فرمائیے"

وہ بولی "میرا نام سر نہ کر نہ چو نکنا۔ نہ حیرانی ظاہر کرنا۔ ورنہ انجانے دشمن مجھے پہچان لیں گے"

وہ خوش ہو کر بولا "میڈم! میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ نام نہیں لوں گا۔ اتنی دیر سے سوچ رہا تھا۔ آپ انٹی ہوئی ہیں اور میں نے آپ کا استقبال نہیں کیا ہے۔ آپ کی خاطر مدارات نہیں کی ہے"

"خاطر مدارات کیا کرو گے؟ یہاں کھانے پینے کے لیے بہت کچھ ہے۔ تمہارے رشتے دار بڑی محبت سے پیش آرہے ہیں۔ بہترین آرکسٹرا ہے۔ کھیل تماشے ہو رہے ہیں۔ میں نے سوچا تھا، پہلے پارس کو تلاش کروں گی پھر تم سے ملاقات کروں گی مگر وہ بہت چالاک ہے۔ مجھے ہنسا رہا ہے ایسی ناممکن بات کہہ رہا ہے۔ جس پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔ کیا کوئی قد گھٹا سکتا ہے؟"

"میڈم! میں بھی اسی بات پر حیران ہوں۔ سوچ رہا تھا۔ آپ میرے دماغ میں آئیں گی تو یہ ناقابل یقین بات آپ کو بتاؤں گا۔ بیس منٹ پہلے مسٹر پارس میرے پاس آئے تھے۔ بڑی دیر تک مجھ سے گفتگو کی۔ میں حیران ہوتا رہا۔ وہ پہلے کی طرح قد آور نہیں رہے ہیں۔ عقل تسلیم نہیں کر رہی ہے۔ انسان کی عمر کتنی ہے۔ قد بھی نہیں گھٹتا مگر وہ گھٹ گئے ہیں۔"

"مسٹر جواد! تم پارس کی چال بازی نہیں سمجھ رہے ہو۔ اس نے ساڑھے پانچ فٹ کے کسی جوان کو پٹا تاز کر کے اسے پارس بنادیا ہے۔ وہ بے چارہ یہاں آکر اس کی طرح بول رہا ہوگا۔ ہر پہلو سے خود کو پارس ظاہر کر رہا ہوگا۔"

"میں مسٹر پارس سے پہلے بھی ایک ہوٹل میں ملاقات کرچکا ہوں۔ انہیں پہچانتا ہوں۔ ابھی میں نے دھوکا نہیں کھایا ہے۔"

"آپ شاید نہیں جانتے۔ وہ زبردست بہو بیبا ہے۔ چہرے بدلنے کا ماہر ہے۔ اس نے کسی کے چہرے پر اپنا چہرہ بنایا ہے۔"

"یہ تو آپ جانتی ہیں کہ میری اس انگلی میں غیر معمولی انگوٹھی ہے۔ مجھ سے مصافحہ کرنے والا میری شخصیت سے ماثر ہو جاتا ہے۔ مجھ سے کوئی جھوٹ بولنا چاہے تب بھی بے اختیار بولنے لگتا ہے۔ مسٹر پارس نے یہاں مجھ سے ابھی مصافحہ کیا تھا۔ میں نے بے نیازی ظاہر کی تو انہوں نے یقین دلایا کہ وہی پارس ہیں۔ آپ یقین نہیں کریں گی۔ انہیں پہچان نہیں سکیں گی۔"

"بے شک تمہاری انگوٹھی جھوٹ بولنے والوں کو متاثر

کرتی ہے اور بچ بولے پر مجبور کرتی ہے۔"

"آپ ان سے ایک بار ملاقات کریں۔ انہوں نے نیوی بلو کلر کا سوٹ اس سے پیچ کر لی ہوئی نکلتی اور دبلاٹ شرٹ پہنی ہے۔ آپ انہیں پہچان لیں گی۔ قد سے دھوکا نہ کھائیں۔ وہ بڑے پامال ہیں۔ انہوں نے اپنا قد گھٹانے کا کمال دکھایا ہے۔"

وہ باتیں کرنے کے دوران میں دور دور تک دیکھ رہی تھی۔ پارس نے پوچھا "مجھے تلاش کر رہی ہو؟"

وہ چونک کر بولی "ہاں۔ مگر تم نے مجھے الجھا دیا ہے۔ تم یہ کیسے کر سکتے ہو جو کبھی وہ نہیں سکتا۔"

"یہ ضروری نہیں ہے کہ جو ابھی نہ ہو سکے تو پھر کب نہ ہو سکے اور کبھی ہو جائے تو اس پر یقین نہ کیا جائے۔"

"پارس! تم زبردست چال باز ہو۔ مجھے بے وقوف بنارہے ہو۔ جواد تم سے مل کر حیران ہے یقین کرنے پر مجبور ہے۔"

"مجھ سے مل کر تم بھی یقین کرنے پر مجبور ہو جاؤ گی۔ میں جانتا ہوں جواد نے میری نشان دہی کی ہے۔ چلی آؤ۔"

"میں آ رہی ہوں۔ میری ایک بات مان لو۔ جب تک تم سے مل کر یقین نہ کروں۔ میرے دماغ میں نہ آؤ۔"

"تم سمجھ رہی ہو۔ میں تمہارے اندر وہ کرشمے یقین کرنے پر مجبور کروں گا۔ ٹھیک ہے جب تک نہیں بلاؤ گی۔ میں نہیں آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ الپا نے کوٹا کے پاس آکر کہا "مجھے جس کی تلاش ہے" اس سے ملنے جا رہی ہوں۔ تم اسے دور سے دیکھتی رہو۔ بعد میں اس کا تعاقب کرو گی۔ اس کا پتا نکٹا ناؤر اس کے حالات معلوم کرو گی۔"

"کیا آپ نے اس چھ فٹ کے قد آور دشمن کو پہچان لیا ہے؟"

"اب وہ چھ فٹ کا نہیں ساڑھے پانچ فٹ کا رہ گیا ہے۔ تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ وہ چھ انچ گھٹ گیا ہے۔"

"او تو میڈم! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ انسان جوانی میں جوتہ نکالتا ہے۔ وہ قد بڑھاپے کی آخری سانس تک رہتا ہے۔"

"میں یہی دیکھنے اور معلوم کرنے جا رہی ہوں کہ اس نے کس ٹرک سے اپنا قد گھٹایا ہے؟"

"کوئی گھٹا ہی نہیں سکتا۔ یہ ناممکن ہے۔ کیا اس نے اپنے قد کے بارے میں ایسی بات کی ہے؟"

"اس کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ میں خود اس سے ملنے جا رہی ہوں۔ دیکھوں گی حقیقت کیا ہے؟"

وہ ادھر سے ادھر چلتے ہوئے کسی ساڑھے پانچ فٹ کے نیوی بلو سوٹ والے کو تلاش کر رہی تھی۔ کوٹا نے پوچھا "میڈم کیا آپ بتانا پسند کریں گی کہ وہ عجیب و غریب شخص

کون ہے؟"

"میں اس سے ملوں گی۔ اس سے باتیں کروں گی تو مجھیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون ہے؟"

وہ نیوی بلو سوٹ والا ایک جگہ دکھائی دیا۔ الپا چلے چلے ٹھیک مٹی۔ پارس کا اصلی چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔ جب وہ اس کے ساتھ ازاد دہلی زندگی گزارا کرتی تھی۔ تب وہ اسی چہرے کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ وہ اسے لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔

اس نے دور ہی سے پہچان لیا تھا۔ وہ نیوی بلو سوٹ میں ہوتا یا نہ ہوتا مگر صورت شکل پارس کی تھی۔ صرف قد ذرا چھوٹا تھا۔ الپا اسے مخاطب کرنے سے پہلے اس کی آواز اور لہجہ سننا چاہتی تھی۔ وہ ذرا گھوم کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے پیچھے گئی۔ وہ اپنے سامنے والے شخص سے کہہ رہا تھا "جواد صاحب میرے بہت گھرے دوست ہیں۔ میں ایسی تقریبات سے دور رہتا ہوں مگر ان کے اصرار پر آ گیا ہوں۔ رات گیارہ بجے تک چلا جاؤں گا۔"

پارس نے الپا سے بھی یہی کہا تھا کہ وہ رات گیارہ بجے تک چلا جائے گا۔ اس کا لب و لہجہ وہی تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ کر بولی "میں نے تمہیں ڈھونڈ لیا ہے۔ تمہارے پیچھے کھڑی ہوئی ہوں۔"

اس نے اپنے سامنے والے سے کہا "معذرت چاہتا ہوں۔ یہ خافون مجھ سے ملے آئی ہیں۔"

وہ شخص چلا گیا۔ اس نے محوم کو الپا کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر کہا "تم نے اپنی ذہانت سے مجھے تلاش نہیں کیا ہے۔ جواد نے میری نشان دہی کی ہے لیکر مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟"

وہ بولی "تم اپنی حرکتوں سے ذہین لوگوں کو بھی جکڑا دیتے ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تمہیں پارس تسلیم کر لیا یا نہ کروں۔ وہی آواز ذہنی لب و لہجہ ہے۔ تعجب ہے کہ اس ملک میں اپنے اصلی چہرے کے ساتھ ہو۔"

"میں نے آج ہی ایک اپا آ رہا ہے۔ اصلی چہرے کے ساتھ اس نے آیا ہوں کہ مجھے پہچان سکوں۔"

"یہ تم اپنی شناخت کر رہے ہو یا مجھے الجھا رہے ہو؟ پلیز یہ حیرانی دور کرو۔ تم اپنے قد سے جھوٹے کیسے ہو گئے ہو؟"

"انسان کو اپنی بلندی پر غور نہیں کرنا چاہیے۔ ایک نہ ایک دن اسے بہت ہوتا ہوتا ہے۔"

"تم مفروضہ نہیں ہو پھر پتہ قد کیسے ہو گئے؟ خواہ مخواہ میں خود ابھن میں ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا یہ کیسے ہو گیا ہے؟ شرم والے شرم سے زمین میں گڑ جاتے ہیں۔ میں چھ انچ زمین میں دھنس گیا ہوں۔"

"تم پھر باتیں بنا رہے ہو۔ پہلے مجھے شبہ ہوا تھا کہ تم نے کسی ساڑھے پانچ فٹ والے شخص کو نیوی بلو کے ذریعے پارس بنایا ہے پھر اسے اپنا ہم شکل بنایا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ اگر تم ذہنی پارس ہو تو جواد سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنی اصلیت بیان کرنے لگتے۔ اس کی انگوٹھی کے زیر اثر مگر تو یہی عمل کے باوجود جود بولنے لگتے۔"

"تمہیں جواد نے بتایا ہوگا کہ میں بچ بول رہا ہوں۔ دھوکا نہیں دے رہا ہوں۔ تمہیں سوچنا چاہیے کہ میری ذہنی بھی میری طرح خیال خوانی کر سکتی ہے۔"

"بے شک تم ہر پہلو سے پارس ہو مگر عقل تسلیم نہیں کر رہی ہے۔ آج تک دنیا میں ایسا نہیں ہوا۔ یہ تمہارے ساتھ تھے ہو رہا ہے؟ کوئی بونا قد آور نہیں مل سکتا اور قد آور کبھی بونا نہیں بن سکتا۔ تم کیسے بن گئے ہو؟"

"میں بات میری سمجھ میں آجاتی تو میں پریشان نہ ہوتا کیا کوئی شخص کم تر ہوتا پسند کرتا ہے۔ مجھے پسند نہیں ہے۔ میں اپنے قد سے چھوٹا ہو کر اندر ہی اندر شرمندگی محسوس کر رہا ہوں لیکن قدرتی طور پر کبھی بھی جو مجھے اور کرشمے ہوتے ہیں۔ اس سے نہ ہم انکار کر سکتے ہیں نہ قدرتی حالات سے لڑ سکتے ہیں۔ تم یہی مجھے بتاؤ۔ جو میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ کیا میں اس پر قدرت سے احتجاج کر سکتا ہوں۔"

الپا اس وقت ردیو زبان سے گفتگو کر رہی تھی۔ پارس نے چونک کر کہا "ہاں آپ؟"

پارس نے الپا کو دیکھ کر اپنے سر کی طرف ایک انگلی سے اشارہ کیا۔ وہ اشارہ سمجھتی ہی خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں آگئی۔ اسے میری آواز سنائی دی۔ میں کہہ رہا تھا "ہاں بیٹے میں ہوں۔ یہ میں کیساں رہا ہوں؟ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔ کیا تمہارا قد پہلے سے کم ہو گیا ہے؟"

"نیں بابا! پورے چھ انچ کم ہو گیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ یہ کیسے ہو گیا ہے۔ میں چھپتی رات بالکل ٹھیک تھا۔ آج صبح جلتان پسینے وقت پتا چلا۔ وہ چھ انچ لمبی ہو گئی ہے۔ میں نے اپنے قد کی پیمائش کی تو حیران رہ گیا۔ پتا چلا جلتان چھ انچ لمبی نہیں ہوئی ہے۔ میں چھ انچ سکر گیا ہوں۔"

"تم نے اسی وقت مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟ اتنی بڑی بات ہو گئی اور تم نے مجھے نہیں بتایا۔"

"سوری بابا۔ بتانے سے آپ کیا کرتے؟ کیا مجھے سمجھ کر لبا کر دیتے؟"

"شٹ آپ کوئی بیماری ہو تو اس کا علاج کیا جاتا ہے۔ کوئی مسئلہ ہو تو اسے حل کیا جاتا ہے۔ تم کل پہلی فلاٹ سے بابا کے ادارے میں چلے جاؤ۔ جناب تھیریڈ کو اپنے حالات بتاؤ۔ وہ تمہارا علاج کریں گے۔"

”میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ بزرگ حضرات فرماتے ہیں کہ خدا جس حال میں رکھے اس حال میں خوش رہنا چاہیے۔ آپ نے بھی ایک بار کہا تھا۔ اللہ جو کرتا ہے اچھے کے لیے کرتا ہے تو پھر میرے قد کے کم ہونے میں کوئی اچھائی ہوگی۔“

”باب کی بات مانو اور چلے جاؤ۔ میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ میں اپنی جگہ بہت اہم معاملات میں مصروف ہوں۔ بعد میں رابطہ کروں گا۔“

پارس نے کہا ”پلیز بابا! آپ مجھے میرے حال میں خوش رہنے دیں۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ میں نے جو اسے وعدہ کیا ہے کہ الپا سے ناراض نہیں رہوں گا۔ اس سے دوستی کروں گا پھر اس کے ساتھ زندگی گزاراؤں گا۔“

وہ ذرا چپ ہوا پھر بولا ”پاپا! پلیز پاپا۔ کیا آپ نہیں ہیں؟“

چاہے ہیں؟“

وہ الپا کو دیکھ کر بولا ”شاید وہ ناراض ہو گئے ہیں لیکن اب میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔“

وہ اس کے دماغ میں رہ کر باب بیٹے کی باتیں سن رہی تھی۔ اسے یقین کرنا ہی پڑا کہ واقعی قدرتی طور پر اس کے ساتھ ایسا ہو رہا ہے اور اس بات پر اس کا باب بھی پریشان ہے۔ اس غیر معمولی انگوٹھی کے اثر سے بھی ثابت ہو رہا تھا کہ وہ چاہے بول رہا ہے۔

الپا جذبات سے لبریز ہو کر آگے بڑھی اور اس سے پلٹ گئی۔ کتنے گلی ”تمہارا اندر کتنا ہی گھٹ جائے تم میرے پاس رہو گے۔ میں ساری عمر تمہاری کنیز بن کر رہوں گی۔ تم نے یہ کہہ کر دل خوش کر دیا ہے کہ اب مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤ گے۔ آج تمہیں باکر میں ساری دنیا کو چھت رہی ہوں۔“

کرونا دور کھڑی ایس دیکھ رہی تھی پھر اپنے اندر پارس کی آواز سن کر چونک گئی۔ وہ کہہ رہا تھا ”اپنی میڈم کو دیکھو۔ وہ بھی محبت کرتی ہے اور بھی اسی وقت سے جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ وہ پھر پارس سے محبت کر رہی ہے۔ پتا نہیں اس محبت کی عمر کتنی ہے۔“

کرونا نے حیرت سے کہا ”وہاں میڈم تم سے لپٹی ہوئی ہیں اور تم مجھ سے باتیں کر رہے ہو۔ کیا تم پارس نہیں ہو؟ میں تو اب تک تمہیں پارس سمجھ رہی تھی۔“

”تم درست سمجھ رہی تھیں اور درست سمجھ رہی ہو۔ میں جھٹ کا پارس ہوں اور وہ ساڑھے پانچ فٹ کے پارس سے لمبی ہوئی ہے۔“

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا ادھر بھی تم ہو؟ ادھر بھی تم ہو؟ یعنی کہ تم میڈم کو دھوکا دے رہے ہو؟“

”تمہاری میڈم نے اتنے دھوکے دیے ہیں کہ اب دھوکا کھانے کا حوصلہ نہیں رہا ہے۔ آئندہ ساڑھے پانچ فٹ کا پارس دھوکا کھائے گا۔“

ادھر الپا پارس سے لپٹی ہوئی تھی۔ وہ جذباتی انداز میں بول رہا تھا ”آہ! تمہارا قد پانچ فٹ سات انچ ہے تم ایک انچ بچے جھک کر مجھ سے گلے مل رہی ہو۔ میں آئندہ میٹر میٹر لگاؤں گا۔“

○●○

ٹانا کا کوڈو کے ایک اور ذاتی محل میں انڈر ورلڈ کے تین گاڈ فادر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے کوئی بزرگ مافیا کا گاڈ فادر تھا۔ کوئی امونیشن مافیا کا گاڈ فادر تھا۔ کوئی ہیرے جو اہرات سے تعلق رکھنے والا گاڈ فادر تھا۔ ان سب کو اسمگلنگ کے لیے اس بحری راستے کی ضرورت تھی۔ جو مارلی کے قلعے کے سامنے سے گزرتا تھا اس راستے پر مارلی کی اجارہ داری تھی۔ اس لیے وہ سب اس کے دشمن بنے ہوئے تھے۔ ان تین گاڈ فادر کے علاوہ چار ٹیلی ویژن جیسے جانے والے بھی خیال خوانی کے ذریعے موجود تھے۔ ٹانا کا کوڈو نے کہا ”یہ ہماری دوسری بڑی ناکاہی ہے۔ فریاد وہاں تھا۔ ٹیلی ویژن جیسے والا ہے اور تم چار ہو۔ اس تنا کو ختم کرنے میں آخری دشواری کیا تھی؟“

بزن نوڈ نے کہا ”تم غلط سمجھ رہے ہو۔ فریاد تمہیں ہے۔ اس کے درجنوں ٹیلی ویژن جیسے جانے والے ماحلت ہیں۔ انہوں نے قلعے کے اندر اور باہر تمام مسلح گاڈز کو ٹیلی ویژن کے ذریعے اپنے کنٹرول میں رکھا ہے۔ ہم جنہیں آگ کا باریکہ مارلی کے بیڑوں تک گئے تھے انہیں بھی بڑی رازداری سے اپنا معمول بنالیا گیا تھا۔ ہمیں بعد میں پتا چلا کہ وہ ہمارے آگ کار نہیں ہیں۔ ہم دھوکا کھا رہے تھے۔“

ایک گاڈ فادر نے کہا ”انہوں نے قلعے کے تمام گاڈز کو اپنے کنٹرول میں کیا ہے۔ تمہیں تو صرف چار آگ کاروں کو کنٹرول کرنا تھا۔ صرف ان چاروں کو پوری طرح اپنا معمول اور حکوم بنالیتے تو یوں دوسری بار ناکام نہ ہونا پڑتا۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑا ہے کہ تم چاروں نے تنہا پلاننگ نہیں کی تھی۔“

بار نے کہا ”ہمارے اور فریاد کے تجربات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس سے دو بار گرا۔ کہ بعد پتا چل رہا ہے کہ وہ ٹیلی ویژن کی دنیا کا سمجھا ہوا ناقابل شکست کھلاڑی ہے۔“

دوسرے گاڈ فادر نے پوچھا ”اسے ناقابل شکست تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اسے شکست نہیں دے سکے؟“

”یہ بات نہیں ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا پڑا کہ وہ ناقابل

شکست کیوں ہے؟ ہماری سمجھ میں یہ آ رہا ہے کہ آئندہ اس پر حملہ کرنے سے پہلے اس کے داؤ بچ اور اس کی چاباز یوں کو سمجھا جائیگا۔“

قلعے کے تمام اہم مورچوں کے گاڈز بزن نوڈ نے کہا ”ایسے ہی نکل جائیں گے۔ جیسے وہ بھی ہماری گرفت سے تھے۔ ہم آخری وقت تک خوش ہمارے چار آگ کار نکل گئے تھے۔ ہم آخری وقت تک خوش فنی میں جلتا تھے کہ ہماری گرفت ان پر مضبوط ہے لیکن اب ہم دھوکا نہیں کھائیں گے۔ اسمگلرز کے جو جہاز وہاں سے گزرتے والے ہیں۔ ہم نے خیال خوانی کے ذریعے ان کے انجنار اور کنیزین وغیرہ سے کہہ دیا ہے کہ وہ مارلی کو اپنے مال میں سے اس کا حصہ دیتے ہوئے گزریں ہم آج رات ان کے کسی کام نہیں آئیں گے۔“

ٹانا کا نے کہا ”ہماری بڑی انسلٹ ہو رہی ہے۔ مارلی ہماری بے عزتی پر قہقہے لگا رہی ہوگی۔ ہمارے ساتھیوں کے جہاز اپنے مال میں سے حصہ دینے پر مجبور ہو جائیں گے تو وہ اور قہقہے لگائے گی۔“

”سمنٹ ٹانا کا! جنگ میں پار جیت ہوتی ہے۔ آئندہ جیتنے کی پلاننگ کرنے کے لیے ذرا پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔ اگر آئندہ آپ کامیابی چاہتے ہیں تو پھر ممبر کریں۔ مارلی اور فریاد کو قلعے سے باہر آتے دیں۔ ہم معلومات حاصل کر رہے ہیں کہ مارلی کب اور کیوں قلعے سے باہر آتی ہے۔“

بکر برٹ نے کہا ”ہمیں پتا چلا ہے کہ وہ قلعے کے باہر کبھی بڑے سرکاری افسران سے ملنے بانگ لگاتے جاتی ہے۔ کبھی تقریق کی غرض سے وہاں رہ جاتی ہے۔ ہم نے اس کے نوٹ جہاز میں خرابی پیدا کی تھی۔ پتا چلا ہے اس جہاز کی مرمت ہو چکی ہے۔ اسے جہاز اڑانے کا بہت شوق ہے۔ وہ یہاں کے جزیروں پر اپنے نوٹ میں بیٹھ کر پرواز کرتی ہے۔ کل وہ اپنا جہاز وہاں سے اڑانے کے لیے ضرور جائے گی۔“

ٹانا کا نے کہا ”میں تم چاروں کو سمجھا چکا ہوں بانگ لگاتے ہیں اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا سکے گی۔ وہاں کے اعلیٰ سرکاری افسران مجھے دھمکی دے چکے ہیں کہ اس خبر میں مارلی کو کوئی بھی نقصان پہنچے گا تو میرے خلاف قانونی کارروائیاں کی جائیں گی۔“

بزن نوڈ نے کہا ”ہم اسے جانی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اسے اغوا کر کے وہاں سے کہیں لے جائیں گے۔“

ٹانا کا نے کہا ”ہاں یاد آتا۔ پچھلی رات سونیا نے بھی یہی کہا تھا۔ وہ مارلی کو اغوا کرے گی۔ یہ اچھا موقع ہے۔ وہ بانگ لگاتے ہیں۔ تم لوگ مارلی کو اغوا کرو گے تو الزام سونیا پر آئے گا۔“

اس نے اپنے موبائل کو آن کر نمبر بچ کے پھر رابطہ

ہونے پر بولا ”ہیلو ڈی جی اے ٹیلی جنس! میں ٹانا کا کوڈو ہوں۔ اب ہوں۔ یہ فریاد ٹیلی ویژن میرے لیے درد سر بنا ہوا تھا۔ اب اس کی دوا نف سونیا بھی آگئی ہے۔ میری ایک لیڈی سیکریٹری مس جوزفین میرے بانگ کانک پیل میں رہتی تھی۔ پچھلی رات سونیا میرے ایک سمورائی کو قتل کر کے جوزفین کو جبرا وہاں سے لے گئی ہے۔“

ڈی جی نے کہا ”آخر ان لوگوں کو تم سے دشمنی کیا ہے؟ مسٹر فریاد نے اب تک تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ بعد میں پتا چلے گا کہ سونیا نے بھی تم سے کوئی دشمنی نہیں کی ہے۔ تم ان کے خلاف کوئی الزام ثابت نہیں کر سکو گے۔ خوا

خواہ ہمیں پریشان کر رہے۔“

”آپ جانتے ہیں وہ ٹیلی ویژن جیسے جانے والوں کا خاندان ہے۔ ٹیلی ویژن کے ذریعے اپنے خلاف تمام ثبوت مٹا دیتے ہیں اور ہمیں مجرم ثابت کر دیتے ہیں۔“

”مسٹر ٹانا کا! تم تو ٹیلی ویژن کے بغیر ہی اپنے خلاف تمام ثبوت ضائع کر دیتے ہو اور بڑے ہی تجربانہ جھگڑوں سے قانون کی آنکھوں میں دھول جھونکتے رہتے ہو۔“

”وہ ٹیلی ویژن جیسے جانے والے میاں بڑی میری جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ میں آپ سے قانونی تحفظ کے لیے رپورٹ کر رہا ہوں لیکن آپ میرے خلاف بول رہے ہیں۔ میں ان کے خلاف ثبوت کے طور پر ایک واردات کی پیشگی اطلاع دے رہا ہوں۔ سونیا آج کل میں میڈم مارلی کو اغوا کرنے والی ہے۔ جب بھی مارلی قلعے سے باہر نکلتی ہے اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ آپ میری یہ بات نوٹ کر لیں۔ میں ابھی پولیس کے اعلیٰ افسران کو بھی اس واردات کی پیشگی اطلاع دے رہا ہوں۔“

اس نے رابطہ ختم کیا پھر پولیس کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کر کے یہی پیشگی اطلاع دینے لگا کہ سونیا میڈم مارلی کو اغوا کرنے والی ہے۔

دوسری طرف قلعے کے اندر اور باہر تمام مسلح گاڈز صبح تک محتاط اور مستعد رہے تھے۔ مارلی کے سمندری بیٹے میں آنے والے تین جہازوں سے ان کے اسمگلرز نے وائرلیس کے ذریعے قلعے کے انجنار سے رابطہ کیا تھا اور کہا تھا ”ہم اپنا نقصان نہیں چاہتے۔ بیشک آپ کا حصہ دے رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے ہمارے جہازوں کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔“

انہوں نے واقعی حصہ ادا کر دیا اور معمول کے مطابق اپنے جہازوں کو لے کر وہاں سے گزر گئے۔ کسی طرح کا خون خرابیا نہیں ہوا۔ دونوں طرف کے لوگ سلامت رہے۔ مارلی نے صبح اٹھ کر کچھ سے کہا ”سوری میں نے بہت پلٹی تھی۔

مارشل آرٹ

کراٹے

ابتدا سے بلیک بیلٹ
تک کی مشقیں

ان لوگوں کے لئے جو تنہا یا کسی
ایک ساتھی کے ساتھ کراٹے سیکھنا
چاہتے ہیں۔

اردو میں پہلی بار کراٹے سکھانے
کی ایک مکمل اور آسان کتاب

قیمت 40 روپے
ڈاک خرچ 23 روپے

کتاب کی قیمت مع ڈاک خرچ پندرہ روپے
ڈاک خرچ 23 روپے

حقوق دستاویز کا پتہ
کتابیات پبلی کیشنز

kitabiat@hotmail.com
kitabiat1970@yahoo.com

واپس آج رات اس شہر میں گزاریں گے۔ میں ابھی
داخل روم سے آئی ہوں۔“
وہ مانو کو بازوؤں میں اٹھا کر جانے لگی۔ میں نے کہا
”سے کہاں لے جا رہی ہو؟ میرے پاس رہنے دو۔“
”مسکرا کر بولی“ یہ بھی میری بازی گاڑ رہے۔ جہاں مرد
نہیں جاسکتے۔ وہاں میرے ساتھ جاتی ہے۔“
وہ مانو کے ساتھ چلی گئی۔ چاروں مسلح گارڈز نوٹسٹر کے
چاروں طرف مستعد کھڑے تھے۔ وہاں کسی کو جانے کی
اجازت نہیں تھی۔ جب ہم اس میں بیٹھ کر پرواز کرتے تو وہ
چاروں بلی کا پٹرین سیکورٹی کے طور پر ہمارے پیچھے پرواز
کرتے رہتے۔

وہ مانو کے ساتھ واپس آگئی۔ مسکرا کر بولی ”آؤ چلیں
اور یہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ تمہارے سامنے آتی ہے مسکراتے
لگتی ہوں۔“
میں نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا ”تم عقلمند ہوتی
جاری ہو۔ ویسے مسکراتے کے لیے ضروری ہے کہ دل میں
اپنایت اور محبت ہو۔“

ہم نوٹسٹر میں آگئے۔ وہ پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھ کر بولی ”مانو
مجھے بہت چلنے لگی ہے۔“

میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس نے میاؤں کہتے
ہوئے منہ پھیر لیا۔ وہ میرے پاس نہیں آتا جانتی تھی۔ میں
نے جڑائی سے پوچھا ”سے کیا ہو گیا ہے؟ کل تو یہ میرے پیچھے
لگی ہوئی تھی۔“
مارل نے ڈانٹ کر کہا ”مانو! بری بات ہے۔ چلو جاؤ۔“
مجھے جہاز چلانے دو۔“

وہ میرے پاس آگئی۔ مارل نے جہاز کو اشارت کیا۔ وہ
رن وے پر دوڑنے لگا۔ میں نے مانو کو اپنی آغوش میں
سلاتے ہوئے اچانک محسوس کیا، کوئی گز رہے۔ بلی بدل گئی
ہے۔

وہ نوٹسٹر ہوائی رفتار سے رن وے پر دوڑتا ہوا فضا میں
بلند ہو کر پرواز کرنے لگا۔ میں مانو کو بڑی توجہ سے دیکھ رہا تھا
پھر میں نے کہا ”مارل! یہ کچھ بدل بدل گئی رہی ہے۔ یہ
ہماری مانو نہیں لگ رہی ہے۔“

”بلیاں ایک جیسی دکھائی دیتی ہیں۔ جہاں یکسانیت ہوتی
ہے۔ وہاں دھوکا ہوتا ہے۔“ فریاد علی بیور اور تم بہت بڑا دھوکا
کھا چکے ہو۔“

میں نے ایک دم سے چونک کر دیکھا پھر خیال خوانی کی
چھلانگ لگی۔ اس کے دماغ میں پہنچا مگر اس نے سانس
دوکل۔ میری سوچ کی لہروں کو بھگا کر متھے لگنے لگی۔

کے پاؤں تلے سے زمین کھسکتے تھے۔
انچارج نے اطلاع دی کہ نوٹسٹر کی حرمت ہو چکی ہے
میڈم اسے اچھی طرح چیک کرنے کے بعد لے جا کر
ہیں۔ مارل نے مجھے سوائے نظروں سے دیکھا۔ میں نے کہا
”چلو اس بہانے قلعے کے باہر چلیں۔ نوٹسٹر میں پرواز کریں
گے۔“

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی ”میں ایک گھنٹے میں تیار
ہو جاؤں گی۔ ہم یہاں سے گیارہ بجے روانہ ہوں گے۔“
وہ غسل کرنے کے لیے ہاتھ روم میں چلی گئی۔ میں نے
سونیا کو مخاطب کیا ”ہائے سونیا! کہاں ہو؟ اور کیا کر رہی ہو؟“
میری چھپکلی رات بڑی اہم مصروفیات میں مگن رہی تھی۔
”میں جانتی ہوں۔ مارل جیسی جوان چھیل چھیلی چیز
کے ساتھ ضرور اہم مصروفیات رہی ہوں گی۔“

”تم غلط سمجھ رہی ہو۔ چھپکلی رات وہ بہت زیادہ بے
بعد لڑھکائی تھی۔ بے ہوشی کی نیند سوتی رہی تھی۔“
”سن کر افسوس ہو رہا ہے۔ منہ کالا نہ کر کے۔“

”اچھا فضول باتیں نہ کرو۔ کیا اپنی پلاننگ نہیں بناؤ گی؟
تم نے دو سو رانی کو معمول بنایا ہے وہ آئندہ میرے کام آئے گی۔
لیکن جو زمین کو کیوں اغوا کیا ہے؟“

”سے اغوا نہ کرتی۔ اسی محل میں چھوڑ دیتی تو تاناکا
اسے قتل کر دیتا۔ بے چاری خوا خواہ ماری جاتی۔ میں نے
اس کی جان بچا کر نیکی کی ہے۔ تمہیں بھی موقع ملے تو نیکی
کر لیا کرو۔“

”تمہاری نیکیوں کو میں خوب سمجھتا ہوں۔ کیا اصل
بات نہیں بتاؤ گی؟“

”تمہیں بے چینی کیا ہے؟ ذرا مبر کرو۔ آج رات تک
بتا دوں گی۔“

وہ کچھ چپا رہی تھی۔ اس کی رازداری سے مجھے کچھ
نقصان نہ پہنچتا۔ اس لیے میں نے رازداری کو اپنایت نہیں
دی۔ گیارہ بجے اس قلعے کے بلیک پیڈ سے میں نے مارل اور
کے ساتھ پرواز کی۔ ہمارے پیچھے چار مسلح گارڈز بیٹھے ہوئے
تھے۔ ان چاروں کو ٹھوک بجا کر رکھ لیا گیا تھا۔ ان کے دل
مقتل تھے۔ دشمن انہیں آلہ کار نہیں بنا سکتے تھے۔

ہم نے ہانگ کانگ میں فلائنگ کمپنی پہنچ کر نوٹسٹر کو اچھی
طرح چیک کیا۔ میرے ساتھ ایک ماہر کمینک بھی تھا۔
نے اس کے خیالات پڑھ کر اطمینان حاصل کیا۔ اب اس
جہاز میں کوئی گز رہ نہیں تھی۔ میں نے مارل سے پوچھا
خیال ہے شہر میں رہو گی یا کہیں اور پرواز کریں گے۔
اس نے کہا ”ہم قریبی جزیرے پر پرواز کریں گے۔“

کل رات فوج کی خوشی میں تمہارے ساتھ جشن منانا چاہیے تھا
مگر۔“

میں نے بات کاٹ کر کہا ”رات گئی بات گئی۔ کل نہ
سہی آج رات جشن منالیں گے۔“
اس نے پوچھا ”کیا انہوں نے پھر جملے کیے تھے؟“
”نہیں۔“ دشمن سمجھ دار ہیں۔ وہ چاروں ٹیلی پتی
جاننے والے اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ وہ یہاں کے کسی بھی
گارڈ کو آلہ کار بنا کر قلعے کے اندر یا باہر تمہیں نقصان نہیں
پہنچا سکیں گے۔“

وہ خوش ہو کر بولی ”اتنی زبردست کامیابی مجھے پہلی بار
حاصل ہو رہی ہے۔ اندر ورنہ کے تمام گارڈ اپنی بدترین
شکست اور توہین پر تملتا رہے ہوں گے۔ شاید وہ اب بھی
ادھر کا رخ نہیں کریں گے۔“

میں نے کہا ”ایک آدھ کامیابی حاصل کر کے یہ نہیں
سمجھنا چاہیے کہ ناکام ہونے والے دشمن کمزور ہیں۔ ان کے
پاس بھی بلیک پیڈ کا ہتھیار ہے۔ وہ اپنا یہ ہتھیار اب قلعے
کے باہر ہم پر آزمائیں گے۔“

”میں ابھی کچھ عرصے تک قلعے کے باہر نہیں جاؤں گی۔
وہ انتظار کرتے رہیں گے اور بھٹلاتے رہیں گے۔“

”نہیں مارل! قلعے کے باہر جانا چاہیے۔ ہم نے بارہ گھنٹے
کے اندر دشمنوں کو دوبار شکست دی ہے۔ اگر پے در پے
انہیں اور ایک آدھ بار ان کے منصوبوں میں ناکام بنائیں
گے تو ان کے ہوش اڑ جائیں گے۔ تم ان کے حواس پر چھا
جاؤ گی۔“

وہ قائل ہو کر بولی ”ہاں وہ دوسرے حملے میں ناکام ہونے
کے بعد ذرا جھک گئے ہیں۔ ان کے اسمگلرز میرا حصہ ادا
کرنے کے بعد یہاں سے گئے ہیں۔ ایسی حالت میں انہیں
سنہیلنے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔ کیا اب ہماری طرف سے
کوئی حملہ کیا جاسکتا ہے؟“

”میں نے پچھل رات ایک حملہ کیا ہے۔ تاناکا کو ڈو
صرف اتنا جانتا ہے کہ اس کا ایک سمورانی مارا گیا ہے اور
اس کی لیڈی سیکرٹری کو اغوا کیا گیا ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ
اس ظاہری نقصان کے علاوہ اسے درپردہ کتنا بڑا نقصان پہنچنے
والا ہے۔“

تاناکا کو درپردہ اس طرح نقصان پہنچنے والا تھا کہ سونیا
نے اس کے دو سمورانی کو اپنا معمول بنایا تھا۔ ابھی تاناکا
ہانگ کانگ کے دوسرے حصے میں مصروف تھا۔ جب بھی وہ
اپنے اس محل میں جاتا تو ہم ان دو سمورانی کے ذریعے اس

میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میڈم مارلی یوں اجاڑک تبدیل ہو جائے گی۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے واش روم میں گئی تھی۔ اپنے ساتھ مانو کو لے گئی تھی۔ صرف دس منٹ میں واپس آئی تو میں کیسے سمجھ سکتا تھا کہ اتنی جلدی کیا پلٹ سکتی ہے؟

مجھے وہی مارلی دکھائی دی۔ اس کے بازوؤں میں ویسی ہی جلی تھی۔ اب وہ مانو بھی یا نہیں؟ بلایں تو ایک جیسی دکھائی دیتی ہیں۔ اس لیے مجھے شبہ نہیں ہوا۔ مارلی نے جماڑ کی پائلٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے کہا تھا "مانو فراد کے پاس جاؤ۔ مجھے جماڑ چلانا دو۔"

اس نے میرے پاس آنے سے انکار کیا تھا۔ تب ہی میں حیران ہوا۔ وہ تو مجھ سے مانو ہو گئی تھی پھر میرے پاس آنے سے کیوں انکار کر رہی تھی؟ مارلی نے اسے جبراً میرے پاس بھیج کر جماڑ اشارت کیا۔ وہ رن وے پر دوڑنے لگا۔ میں نے جلی کو اپنے بازوؤں میں لے کر اسے سلاپایا۔ غور سے دیکھا تو وہ مانو سے ذرا مختلف دکھائی دی۔

میں نے حیرانی ظاہر کی "مارلی! یہ مانو نہیں ہے۔" جماڑ رن وے پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہو گیا تھا۔ وہ تھمتھمگا کر بولی "یہ مانو نہیں ہے اور میں مارلی نہیں ہوں۔" میں اس کا مقدمہ بننے ہی سمجھ گیا تھا پھر وہ اپنے مخصوص لب ولہجے میں بول رہی تھی۔ وہ سونپا تھی۔ میں نے پوچھا "یہ کیا حرکت ہے؟"

اس نے کہا "شاید تم بھول گئے ہو۔ میں نے چیلنج کیا تھا کہ مارلی کو تمہارے پاس رہنے نہیں دوں گی۔ دیکھ لو کہ میں نے ایک رات کے لیے بھی اسے تمہارے قریب نہیں آنے دیا۔"

"تم کیسے کہہ سکتی ہو؟ میں نے پچھلی تمام رات قلعے کے اندر مارلی کے بیڈ روم میں گزار دی ہے۔" "کیسے گزار دی؟ اس نے تو جوشن فتح منانے کے لیے چٹا شروع کر دیا تھا۔ چٹے پٹے مدوش ہو گئی تھی۔ تم اسے چھوڑ کر اس بیڈ روم سے چلے گئے تھے۔ تم نے اسے ماتحت سراغ رسالوں سے کہا تھا کہ سونے جا رہے ہو۔ کوئی خطرہ ہو تو تمہیں جگا دیا جائے۔"

"اس کا مطلب ہے۔ تم میرے ماتحت سراغ رسالوں کے اندر چھپی ہوئی تھیں۔"

"ان ماتحتوں میں میرا صرف ایک ماتحت تھا۔ میں اس کے ذریعے مارلی کے آس پاس جگہ بناتی رہی تھی۔" "اچھا تو تمہیں مارلی کے دماغ میں کھنسنے کا موقع مل گیا تھا۔ میں نے اس کے دماغ کو منقل کیا تھا لیکن نٹے کے باعث تمہیں جگہ مل گئی۔ تم نے اسے اپنی معمول بنالیا ہے۔"

"ہاں میں نے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی تھی کہ جب میں کسی دوسری مارلی سے سامنا ہو گا تو وہ فریادیں سن کر بالکل بھول جائے گی۔"

"یعنی وہ مجھے بھول چکی ہے۔ کیا خود کو یاد رکھتا ہے؟ تم نے اسے کہاں روانہ کیا ہے؟"

"ایک وقت۔ ایک سوال کرو۔ اس نے خود کو یاد رکھا ہے۔ واش روم۔ مجھ سے سامنا ہونے پر اسے حیرانی ہوئی کہ میں اس کی ہم شکل ہوں۔ وہ تو جی عمل کے مطابق پھر سے حمرز ہو گئی تھی۔ میں نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ کمر کی نظروں میں آئے بغیر پچھلے دروازے سے چل جائے گی۔ اگلے اپنے ساحلی کانچ میں جا کر رہے گی۔"

جماڑ ہانگ کانگ کا ساحل چھوڑ کر سمندر پر پرواز کر گیا تھا۔ میں نے کہا "یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ خود کو مارلی کی حیثیت سے پہچان رہی ہے۔ کیا دشمنوں کو شبہ نہیں ہو گا کہ ہم ایک ڈی مارلی کے ذریعے انہیں دھوکا دینے والا چالیں چل رہے ہیں؟"

"وہ مارلی کسی کی نظروں میں نہیں آئے گی۔ کسی نے دیکھ لیا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ وہ مارلی سے مارلی ہی سمجھ جائے گی۔ ہم یہاں کسی دوسرے جزیرے میں رات گزار رہے۔"

"اس جزیرے میں سب جیسے جیسے مارلی کی حیثیت سے جانے گا۔ وہ یہاں پورے ہانگ میں اور تمام جھونے بڑے جزیروں میں پھیلی ہوئی ہے۔"

"پریشان کیوں ہوتے ہو۔ دیکھتے جاؤ میں کیا کرتی ہوں۔ میں نے اطمینان سے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا "تم اتنی مکار کیوں ہو؟"

"اپنے مرد کو ناکام دینے کے لیے ہریوی کو مکار بن کر رہنا چاہیے۔"

میں مسکراتے لگا۔ اس نے جو چیلنج کیا تھا اس میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اس کی جیت میری جیت تھی۔ اسے دائر لیس کے ذریعے ایک جزیرے پر انیویٹ فلائنگ سے رابطہ کیا پھر کہا "میں میڈم مارلی بول رہی ہوں۔ اپنے نوٹسٹر کو تمہارے رن وے پر اور نیلی کاپڑ کو نیلی پلٹا اتارنا چاہتی ہوں۔"

میڈم مارلی کا نام ہی کافی تھا۔ ہمیں وہاں اترنے کی اجازت مل گئی۔ سونپا نے اس کمپنی کے واجبات ادا کر دیے۔ "یہ نوٹسٹر اور نیلی کاپڑ یہاں سے ابھی واپس جائے گا۔ آپ کے تعاون کا شکریہ۔" نیلی کاپڑ میں چار مسطح پاؤں گاڑ ڈالے تھے۔ اس نے انہیں بلا کر حکم دیا "تم میں سے ایک میرا نوٹسٹر لے جائے۔"

ہانگ کانگ پر انیویٹ فلائنگ کمپنی میں بائی نیلی کاپڑ میں ہانگ کانگ پر انیویٹ فلائنگ کمپنی میں ہاں میرا انتظار کریں۔ میں دشمنوں سے چھپ کر وہاں کسی وقت بھی پہنچوں گی پھر تم سے رابطہ کروں گی۔ اب جاؤ یہاں سے۔"

اس کے احکامات کی تعمیل کی گئی۔ وہ چاروں گاڑز وہاں سے نوٹسٹر اور نیلی کاپڑ لے گئے۔ ہم نے وہاں سے ایک رینڈ کار حاصل کی۔ میں کار چلانے لگا۔ وہ میرے پاس بیٹھ کر ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے اپنے چہرے پر تبدیلیاں کرتے ہوئے بولی "اب تو دشمنوں کو شبہ نہیں ہو گا۔ مارلی صرف ہانگ کانگ میں دیکھی جا رہی ہے۔"

میں نے مسکرا کر پوچھا "کیا میں تمہاری تعریفیں کروں؟"

کیا میں تمہاری تعریفوں کی محتاج ہوں۔ خواہ مخواہ مارلی سے مجھے ہوتے تھے۔ وہ تمہیں اپنے معاملات میں الجھائے رکھتی اور تمہارے خلاف کچھ نہ کیا کرتے۔"

"میں تو اب تک اسی کے خلاف سب کچھ کرنا چلا آ رہا ہوں۔" "کیا خاک کر رہے ہو؟ میں نے اس کے دو سمورائی کو معمول بنایا ہے۔ تم نے اب تک ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اب میں نے تمہیں مارلی سے نجات دلانی ہے۔ تم ان دو سمورائی کی طرف توجہ دو۔"

"تم نے ان سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟ تم تو صرف اپنے چیلنج کے مطابق مارلی کو مجھ سے دور کرنا چاہتی تھیں۔" "تمہیں بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ اسے واپس لے آؤں۔"

"شکریہ۔ میں تمہارا محتاج نہیں ہوں۔ جب چاہوں گا۔ اسے واپس لے آؤں گا۔ تم جانتی ہو کہ میں کیا ہوں۔ مجھے چیلنج نہ کرنا۔"

"تم نے مجھے چیلنج کرنے کی تاوانی کی تھی۔ میں تاوان نہیں ہوں۔ ہمیں نیا ٹیم شروع کرنا ہے اور دو مختلف سمتوں میں مصروف رہنا ہے۔ تم دونوں سمورائی کے ذریعے وہاں جو کر سکتے ہو اپنے طور پر کرو۔ میں ذرا مارلی کے سلسلے میں مصروف رہوں گی۔"

"کچھ معلوم تو ہو۔ مارلی کے سلسلے میں کیا کرنا چاہتی ہو؟"

"وہ کبھی ہانگ کانگ سے باہر دوسرے ملک نہیں جاتی ہے۔ اس کے تمام دشمن اسے یہاں الجھائے رکھتے ہیں۔ میں کل رات ہی اسے یورپ کی طرف روانہ کر دوں گی۔ متعلقہ افسران کو اس کی روانگی کا علم ہو گا پھر ان افسران کے دماغوں سے بھی یہ بات منادی جائے گی کہ مارلی باہر گئی ہوئی ہے پھر

میں کسی شک و شبہ کے بغیر یہاں مارلی بن کر تمہارے ساتھ رہوں گی۔"

ہم نے ایک ہوٹل میں آکر اپنے لیے ایک سوٹ حاصل کیا پھر وہاں آکر آرام سے بیٹھ گئے۔

میں نے ذکر کرنا کہ ہوں کہ ساؤتھ ایسٹ چین کے پورے علاقے میں انڈر ورلڈ کے تین گاڑز تھے۔ ان میں سے ایک ڈرگ ہانگ کانگ کا گاڑز تھا۔ دوسرا امونیشن (تھیٹر) ہانگ کانگ کا گاڑز تھا۔ تیسرے گاڑز کا تعلق ہیرے جو اہرات کے معاملات سے تھا۔ یہ تینوں ایک دوسرے کے تعاون سے وہاں پھل پھول رہے تھے۔

ان تینوں گاڑز کے تین مشیر تھے۔ وہ تینوں مشیر بدنام زمانہ مجرم تھے۔ ان تینوں کا یہ ریکارڈ تھا کہ وہ دنیا کے کسی بھی ملک میں گرفتار نہیں کیے گئے تھے۔ وہ گرفتاری سے پہلے ہی اس ملک کے سیاست دانوں کو بلیک میل کرنے کا راستہ نکال لیتے تھے اور اس ملک سے صاف بچ کر نکل آتے تھے۔

وہ تینوں مجرم ان تینوں گاڑز کو اپنے تجربات کے مطابق مشورے دیتے رہتے تھے۔ وہ ان پر عمل کرتے تھے اور کامیاب ہوتے رہتے تھے اور اپنے خلاف کبھی کوئی ثبوت نہیں چھوڑتے تھے۔

یورپ کے انڈر ورلڈ سے تعلق رکھنے والے کئی گاڑز فادر نے ہانگ کانگ کے علاقے میں اپنے قدم جمانے کی کوششیں کیں لیکن ان تینوں کا اتحاد انتہا مضبوط تھا کہ وہ اس سلسلے میں ناکام ہوتے رہے۔

ان میں سے ایک گاڑز فادر جم کاف تھا۔ جم کاف کی رہائش لندن میں تھی۔ وہ بہت خدی اور مستقل مزاج تھا۔ کئی بار ہانگ کانگ جا کر وہاں کے حالات کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ کوئی اسے گاڑز فادر کی حیثیت سے نہیں پہچانتا تھا کیونکہ وہ لندن کی اوچی سوسائٹی میں ایک معزز امیر ترین شخص کی حیثیت سے مشہور تھا۔

وہ نہایت ہی چالاک اور مکار تھا۔ اعلیٰ حکام سے دوستی رکھتا تھا اور ان کی کمزوریاں معلوم کرنے کے بعد درپردہ ایک گاڑز فادر کی حیثیت سے انہیں بلیک میل کرتا تھا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ ایشیا۔۔۔ اور مشرق بعید میں ہتھیاروں کی بہت زیادہ کھپت ہے۔ وہاں کے تمام ملکوں میں دہشت گردی اور طوائف الملوکی کے باعث دن رات ہتھیاروں کی فروخت جاری رہتی ہے۔ وہاں کے گاڑز فادر سونا کمار ہے ہیں۔

جم کاف سونا کمانے کے لیے ان تینوں کے قدم اکھاڑتا چلتا تھا۔ اس نے ایک آدھ بار مارلی سے رابطہ کیا تھا۔ اسے دوستی کی پیشکش کی تھی اور کہا تھا۔ اگر وہ اس پر بھروسہ کرے

گی تو وہ اس کے تعاون سے ان تینوں کے قدم اکھاڑ بیٹھے گا۔ ماری نے کہا تھا "ان کے قدم اکھاڑنے کے لیے تم میرے قلعے میں آؤ گے کیونکہ یہی ایک محاذ ہے یہاں تم محفوظ رہ کر ہوسکتا ہے انہیں کل ڈالو لیکن انہیں چلنے کے بعد مجھے کب چھوڑو گے؟"

"تم مجھے غلط نہ سمجھو۔ اپنے اطمینان کے مطابق مجھ سے معاہدہ کرلو۔ میں معاہدے سے نہیں پھروں گا۔" "پھر جاؤ گے تو میں کیا لگاؤں گی۔ مجرموں کے معاہدے کسی عدالت میں پیش نہیں کیے جاتے۔ وہ معاہدے ان کے جرائم کا اعتراف نامہ ہوتے ہیں۔ مجھ سے بچوں جیسی باتیں نہ کرو۔"

"مارلی! بانگ گانگ کے جزیرے میں تمہاری خیر افیائی یوزیشن بہت مضبوط ہے لیکن اس جزیرے سے باہر دشمن تمہیں بھی تمہاری موت بن سکتے ہیں۔ اپنے موجودہ حالات پر غور کرو۔ تم پیشہ نہیں رہ سکو گی۔" "جب خنائی دہاں جان بن جائے گی تو خود کشی کرلوں گی لیکن کسی محرو کو اپنے اور مسلط نہیں کرلوں گی۔"

وہ ماری کو اپنی طرف مائل کرنے میں ناکام رہا۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے سراغ رساں دنیا کے ہر ملک اور شہر میں تھے۔ وہ ہر ملک کے سیاست دانوں اور مجرمانہ ذہن رکھنے والوں کے درمیان گھس کر ان کے خیالات پڑھ کر ان کے اندرونی راز معلوم کرتے رہتے تھے۔ انہوں نے سونیا کو بتایا تھا کہ جم کاف ڈہری زندگی گزار رہا ہے۔ بظاہر ایک امیر ترین معزز شہری ہے مگر اندر ورلڈ کا بے تاج بادشاہ ہے۔

انہوں نے یہ بھی بتایا "وہ ایک قد آور صحت مند باڈی بلڈر ہے۔ پوکا کا ماہر ہے۔ اس کے دماغ میں براہ راست نہیں پہنچا جاسکتا اگر اجازت ہو تو اسے عارضی طور پر دماغی کمزوری میں مبتلا کیا جائے۔" سونیا نے کہا تھا "ایسا نہ کرو۔ میں اس سے اپنے طور پر کام لوں گی۔"

اور اب اس نے اس کام کی ابتداء کی تھی۔ ماری کو اغوا کیا تھا اور اسے سحر زدہ کر کے لندن جانے پر مائل کر رہی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا "تم میری عادت جانتے ہو۔ میں دشمنوں سے خود الجھنے میں وقت ضائع نہیں کرتی۔ اب وہ جم کاف کے ساتھ یہاں واپس آئے گی اور جم کاف ایک مضبوط محاذ ملے ہی نانا کا کوڈ اور یہاں کے دوسرے انڈر ورلڈ والوں سے نمٹنے لگے گا۔ ہم دوسرے تماشائی دیکھتے رہیں گے۔" "ابھی پلاننگ ہے مگر میں بہت عرصے بعد ایکشن میں آیا تھا۔ تم مجھے پھر آکر طلب بناری ہو۔"

"دور سے تماشائی دیکھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم آرام فرماتے رہیں گے۔ اصل لڑائی دماغ سے ہوتی ہے ہم دماغی جنگ لڑیں گے۔ میں اپنی ساری پلاننگ بتا چکی ہوں۔ اب ان دونوں سمورائی کی خبر لو۔ ایک کو تم ہینڈل کرو۔ دوسرے کو میں کھوں گی۔ دیکھتے ہیں کہ ہم ان تمام انڈر ورلڈ والوں کے اطراف کتنی دور تک مضبوط جال بچھا سکتے ہیں۔" "تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے تم سے کچھ نہیں کھایا۔"

"ابھی ڈنر کا وقت نہیں ہوا۔ کچھ سینڈویچز منگوالو۔ ہم ڈنر کے وقت ڈانگ ہال میں جائیں گے۔" اس نے فون کے ذریعے سینڈویچز کا کافی کا آرڈر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہماری مطلوبہ چیزیں آئیں۔ ملازم چلا گیا۔ ہم کھانے اور کافی پینے کے دوران میں خیال خوانی کرنے لگے۔ وہ دونوں سمورائی نانا کا کوڈ کے محل میں تھے۔ اپنے آقا کی عدم موجودگی میں اس محل کے محافظ بنے ہوئے تھے۔ پورے تو نانا کا کوڈ کے درجنوں مسلح محافظ محل کے اندر اور باہر تھے لیکن وہ دو سمورائی اپنے آقا کے معتمد خاص تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا آقا کب واپس آئے گا۔

ان کے خیالات نے بتایا کہ ان کے آقا کے علاوہ دو گاڈ فادر ہیں۔ ان کی آپس میں گہری دوستی ہے اور تین بدنام زمانہ مجرم ان کے مشیر خاص ہیں۔ ان سب کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ بہت اہم ضرورت کے وقت ایک دوسرے سے ملے ہیں۔ ورنہ فون کے ذریعے گفتگو کرتے ہیں اگر نانا کا کوڈ موجود نہ ہو تو اس کے خاص سمورائی کے ذریعے پیغام دیتے ہیں۔ وہ لوگ کسی اور سے اس لیے بات نہیں کرتے کہ ان میں سے کوئی بھی یوگا کا ماہر نہیں ہے۔

ہم نے ان کے خیالات کو کریڈٹنا شروع کیا۔ یہ معلوم کیا کہ وہ سمورائی صرف ان کا فون اینڈنگ کرتے ہیں یا بھی خود بھی ان سے فون پر کوئی ضروری بات کرتے ہیں۔ معلوم ہوا جب ان کا آقا انہیں حکم دیتا ہے کہ ان سے فون پر رابطہ کیا جائے اور اس کا پیغام پہنچایا جائے تب وہ ان سے رابطہ کرتے ہیں۔

میں نے سونیا سے کہا "میں ایک سمورائی کے ذریعے ان بدنام زمانہ مجرموں کی آوازیں سنوں گا۔ تم اتنی دیر سے ماری کو بھولی ہوئی ہو اس کی خبر لینا چاہیے۔"

"میرے ماتحت اسے سنہال رہے ہیں۔ ویسے تمہیں اہم مجرموں تک پہنچنے کا راستہ مل رہا ہے۔ تم ان کی خبر لو۔ میں ماری کے پاس جا رہی ہوں۔"

اب میں اپنا ذکر بعد میں کروں گا۔ پہلے یہ بتا دوں کہ سونیا کا خاص ماتحت اس کے اندر موجود تھا۔ جب اس کے

چاروں گارڈز نوٹسٹر جہاز اور ہیلی کاپٹر لے کر ہانگ کانگ چارون فلائنگ کبھی میں پہنچے تھے تو اس کے ایک کھٹے بعد اس بات نے ماری کو فون کرنے پر مائل کیا۔ وہ رابطہ ہونے کے بعد اپنے ایک گارڈ سے بولی "میں واپس آئی ہوں۔ ساحلی کینچ میں ہوں۔ یہاں چلے آؤ۔"

وہ چارون گارڈز اس کے پاس پہنچ گئے تھے۔ اب اس کے ساتھ میں نظر نہیں آ رہا تھا لیکن کسی گارڈ میں یہ پوچھنے کی جرأت نہیں تھی کہ وہ مجھے کہاں چھوڑ کر چلی آئی ہے۔ ماری مجھے بیکر بھلا چکی تھی۔ اسے یاد نہیں رہا تھا کہ فراہمی تیور اس کی زندگی میں آچکا ہے۔ اس نے فون کے ذریعے ایک متعلقہ افسر سے کہا "میں بڑی رازداری سے لندن جانا چاہتی ہوں۔ اپنا پاسپورٹ بھیج رہی ہوں۔ کل تک تمام ضروری کاغذات تیار کر کے کسی بھی فلائٹ میں میری سیٹ ریزرو کر دیں۔ تمہیں رازداری اور خدمات کے سلسلے میں پچاس ہزار ڈالر ملیں گے۔"

سونیا نے اپنے دو خاص ماتحتوں سے کہا "کل تک اس کی روانگی کے سارے انتظامات ہو جائیں گے۔ میں جاری ہوں۔ اس کے دماغ میں مسلسل رہتا ضروری نہیں ہے۔ کبھی کبھی آتے جاتے رہو۔ تاکہ ہماری توقع کے خلاف کچھ ہوگا تو ہمیں بروقت علم ہو جائے گا۔"

وہ دماغی طور پر میرے پاس حاضر ہو گئی۔ میں خیال خوانی کے ذریعے ان بدنام زمانہ مجرموں تک پہنچ رہا تھا۔



پارس نے خوب پیکر چلایا تھا۔ اس نے وہ کام کر دکھایا تھا۔ جو دنیا میں آج تک کبھی نہیں ہوا۔ وہ چھ فٹ کا جوان تھا۔ اس نے اپنے قد کو چھ انچ گھٹا دیا تھا۔ ساڑھے پانچ فٹ کا ہو گیا تھا۔

کوئی سننے والا تو کیا دیکھنے والا بھی اسے اپنے سامنے آنکھوں سے دیکھ کر یقین نہیں کر سکتا تھا کہ وہ چھ انچ گھٹ گیا ہے لیکن جو ادھی وہ غیر معمولی انگوٹھی ایسی تھی کہ جس سے معائنہ کرنے کے بعد پارس جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ جج بولنے پر مجبور ہو جاتا۔

وہ ساڑھے پانچ فٹ کا پارس واقعی ایک ڈمی تھا۔ وہ جواد سے مصافحہ کرتے ہی جج بولنے والا تھا لیکن پارس نے اس کے دماغ پر قبضہ بنالیا تھا۔ وہ ڈمی کچھ نہ بول سکا۔ پارس نے اس کی زبان سے کہا "میں پارس ہوں میرا قد اور تم ہو جائے تب بھی پارس ہی رہوں گا۔"

جواد اور الیا کو یقین کرنا پڑا کہ وہ انگوٹھی کے زیر اثر جج بول رہا ہے۔ تب الیا نے اسے دل و جان سے قبول کر لیا۔ وہ اس کے ساتھ پھر سے ایک نئی زندگی گزارنا چاہتی تھی۔ جواد

سے رخصت ہونے کے بعد وہ اسے اپنے ساتھ فارم ہاؤس کے کینچ میں لے گئی۔ اس کے جانے کے بعد پارس نے کروٹا سے کہا "اب تمہاری مالکین صبح تک پارس کے ساتھ مصروف رہے گی۔ اسے تمہارا خیال نہیں آئے گا۔ اب تم مجھ سے ملاقات کر سکتی ہو۔"

"کس ہو مل میں ہو؟ کمر نمبر بتاؤ!" "ست با دوں گا۔ پہلے اس تقریب سے نکل کر آؤ۔" "پہلے تم نے کہا تھا۔ یہاں موجود ہو اور دوسری دور سے مجھے دیکھ رہے ہو۔ اب کہہ رہے ہو کہ ہو مل میں آؤ۔ کچ کیا ہے؟ تم کہاں ہو؟"

"میں ہو مل میں ہوں۔ یہ سچ ہے اور میں خیال خوانی کے ذریعے اس تقریب میں موجود ہوں۔ یہ بھی جانتے ہے۔" "اس کا مطلب ہے خیال خوانی کے ذریعے تم نے میری صورت نہیں دیکھی ہے۔"

"تمہیں تمام آؤ کی تو دیکھ لوں گا۔ میں ہو مل اشار لائٹ کے کمر نمبر ۳۰۲ میں ہوں۔" "وہ بولی "میں کل صبح آؤں گی۔" "پھر تورات کی بات نہ کی ہوگی۔"

"میں بہت تھک گئی ہوں۔ کچھ جا کر آرام کروں گی۔" "میں تو تمہیں اتنا آرام پہنچاؤں گا کہ ساری زندگی یاد کرتی رہو گی۔ تم خود کو اتنا چالاک کیوں سمجھتی ہو۔ تم نے بڑی ہیرا پھیری سے میرا پتہ پوچھ لیا تاکہ صبح ہونے سے پہلے ہی اپنی حکمت عملی سے مجھے تریپ کر سکو۔ اپنی عمر دیکھو اور سوچو کہ کتنی اونچی چھلانگ لگانا چاہتی ہو۔"

"میں تمہیں اپنے اندر رہ کر باتیں کرنے کا موقع دے رہی تھی اور تم میرے خیالات پڑھ رہے تھے۔ اتنی عقل مجھے بھی ہے لیکن اب تمہیں اپنے دماغ میں آنے نہیں دوں گی۔"

اس نے سانس روک لی۔ پارس اس کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ اس کے اندر اپنی آواز اور لب و لہجے میں بول رہا تھا۔ وہ الیا کی معمول تھی۔ صرف اس کے لب و لہجے کو محسوس نہیں کرتی تھی۔

کروٹا نے دوبارہ سانس لے کر انتظار کیا۔ اسے پارس کی لہرس محسوس نہیں ہوئیں۔ وہ مطمئن ہو گئی کہ اس نے پارس کو بھگا دیا ہے۔ وہ الیا کا لب و لہجہ اختیار کر کے اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ سوچ رہی تھی "جج نہیں پارس نے اپنا جج بنایا تھا یا نہیں۔ مجھے اسے پھانسنے کی حماقت نہیں کرنا چاہیے اس سے دور رہنا ہی دانش مندی ہے۔"

”وہ کار میں بیٹھ کر اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے لگی۔ پارس اس کے چور خیالات سے اس کا ہاتھ نکاتا اور فون نمبر وغیرہ معلوم کر چکا تھا۔ وہ اس سے پہلے ہی وہاں پہنچ گیا۔ وہ اپنے پارس میں سے چالی نکال کر دروازہ کھولنے لگی۔ وہ اس کے پیچھے گیا پھر اس کے ساتھ اندر پہنچ گیا۔ وہ اسے دیکھ سکتی تھی لیکن غائب دماغ تھی۔ اپنے بندہ روم میں اگر لباس تبدیل کرنے کے لیے الماری کے پاس گئی۔ اس نے اس کے دماغ کو کچھ ڈھیل دے دی۔

اسے محسوس ہوا جیسے وہ بے خیالی میں دروازہ کھول کر اپنے بندہ روم تک آئی ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے انسان بے خیالی میں کچھ نہ کچھ کرنا ہے۔ بعد میں اسے احساس ہوتا ہے۔

وہ الماری سے رات کو پہننے کا ایک لباس نکال کر بیڈ کے پاس آئی۔ وہ اس کے پیچھے تھا وہ اپنا لباس اتارنے لگی۔ اس نے اس کی سوچ میں کہا۔ یہاں پہنچ نہیں کرنا چاہیے۔ کوئی دیکھ رہا ہے۔

اس نے اپنے طور پر سوچا ”یہاں کون ہے جو مجھے دیکھے گا۔“

اس نے اوپری لباس اتارا۔ اس بار اس کے حسن کا جلوہ دیکھ کر وہ اپنے لب و لہجے میں بولا ”بڑی مجبور ہو۔ جتنا سنگ کے کمالات سمجھتی رہی ہو۔ اس لیے ایسا شان دار بدن ہے۔“

وہ شدید حیرانی سے پلٹ گئی۔ پارس کو دیکھتی ہی چیخ مار کر پیچھے گئی پھر بستر پر گر کر اپنے آپ کو اتارے ہوئے لباس میں چھپانے لگی۔ دوسری بار چیخ کر بولی ”کون ہو تم؟“

اس نے مسکراتے ہوئے کہا ”گھبراہٹ کے باعث میری آواز لہجہ نہیں پہچان رہی ہو۔“

اس نے دیدے پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھا پھر بے یقینی سے بولی ”تم! تم! پارس ہو؟“

”تم مجھے پھانسا چاہتی تھیں۔ میں خود ہی سمجھنے لگیا ہوں۔“

وہ جلدی جلدی لباس پہنتے ہوئے بولی ”آئی سے گیٹ آؤٹ۔ تم تہذیب اور شرافت نہیں جانتے ایک لڑکی کی اجازت کے بغیر یہاں گھس آئے ہو۔“

”اگر میں تمہاری عامل الپا کے لب و لہجے میں تمہارے اندر نہ رہتا۔ میری جگہ کوئی اور بیٹھی ہوتا تو تم اپنی تہذیب اور شرافت کا نمونہ اسے دکھا چکی ہوتیں۔“

وہ پیچھے ہٹ کر بولی ”تم نے کیا کیا؟ تم میڈم الپا کے لب و لہجے میں چپ چاپ میرے اندر آتے رہے ہو؟ تم کیسے جانتے ہو کہ وہ میرے اندر آنے کے لیے کون سا مخصوص لہجہ

اختیار کرتی ہیں؟“

”میں تمہارے اس سوال کا جواب دینے کے لیے یہاں ہوں۔ تم اپنی بات کرو۔ تمہاری یہ شدید خواہش ہے کہ الپا کے غائبے سے نکل جاؤ۔ تم بہت خود مر ہو۔ آزادی اور خود مختاری چاہتی ہو۔ کسی کے زیر اثر رہنا تمہیں گوارا نہیں ہے۔ کیا میں سچ کہہ رہا ہوں؟“

”سچ ہے مگر تم یہ باتیں کیوں کر رہے ہو؟“

”کچھ باتیں سمجھائے بغیر سمجھ لیا کرو۔ میں تمہیں الپا کے حکمرانی سے نجات دلا سکتا ہوں۔“

”کیسے نجات دلاؤ گے؟ مجھے پتا تازہ کرو گے؟ الپا کے عمل کو مٹا دو گے لیکن خود میرے حکمران بن جاؤ گے۔“

”آسمان سے کرنے والا مجھور میں اکتا ہے۔ تم مجھ اور مجھ جیلا تک لگا رہی ہو۔ اس کا نتیجہ تو اسی طرح سامنے آتا تھا۔“

”کچھ بھی ہو تم مجھے پتا تازہ نہیں کرو گے۔ تم بہت خطرناک ہو۔ میں نے تمہاری پوری ہنسی پڑھی ہے۔ میں میڈم کی تابع بن کر رہنا پسند کروں گی مگر تمہارے زیر اثر نہیں رہوں گی۔“

”کوئی بات نہیں۔ میں تمہاری مرضی کے خلاف پتا تازہ نہیں کروں گا۔ خواجواہ پتا تازہ کرنے میں وقت ضائع ہوگا۔ میں الپا کے لب و لہجے میں اسی طرح آتا جا رہوں گا۔ اس طرح تم الپا کے علاوہ میرے بھی زیر اثر ہو گی۔“

اس بات نے اسے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ پارس اسے پتا تازہ کیے بغیر ہی اس کے اندر چلا آتا ہے۔ اس نے کہا ”مجھی طرح سوچ لو اگر میں تم پر تو یہی عمل کروں گا۔ تو الپا کبھی تمہارے اندر نہیں آسکے گی۔“

وہ پریشان ہو کر بولی ”تم کہاں سے میرے اندر آتے ہو؟ میری سمجھ میں نہیں آتا مجھے کیا کرنا چاہیے؟“

”دانش مندی سے فیصلہ کرو۔ میں نے تمہارے خیالات پڑھ کر تمہارے عزم کو سمجھا ہے۔ تمہارا ایک عزم ہے کہ کبھی کسی کے زیر اثر نہیں رہو گی اور جس طرح الپا اپنی بیٹی کے ذریعے اپنا نمایاں مقام حاصل کر چکی ہے اور ایک طویل عرصے سے اسرائیل میں حکمرانی کرتی آ رہی ہے اس طرح تم بھی تمہارا آزادی اور خود مختاری سے حکومت کرنا چاہتی ہو۔“

”ہاں یہ میرے عزم ہیں مگر ان سے پہلے ہی تم کاٹ رہے ہو۔“

”تم غلط سمجھ رہی ہو میں تمہیں شہ پر بنا رہا ہوں۔ الپا ایک چھوٹے سے ملک اسرائیل میں حکومت کر رہی ہے۔ میں تمہیں کسی بڑے ملک کی حکمران بنا سکتا ہوں۔“

”اور اس کے لیے مجھے تمہاری کینڈرین کر رہنا ہوگا۔ میں تمہیں حکومت کروں گی مگر تمہارے غائبے میں رہوں گی؟“

”حکومت کرنے والی عورت پورے ملک میں زبردست بن کر رہتی ہے مگر کسی ایک مرد کے زیر دست رہتی ہے۔“

”میں یہ حکمرانی نہیں چاہتی۔ یہاں سے چلے جاؤ۔“

ورنہ ابھی میڈم کو اپنے اندر بلاؤں گی وہ مجھے تمہارے توہمی عمل سے بچاؤں گی۔“

پارس نے پریشانی ظاہر کی اور کہا ”یہ ہماری آپس کی بات ہے الپا کو میرے بارے میں کچھ نہ بتاؤ۔ میں نے بڑی مشکلوں سے اس سے پیچھا چھڑایا ہے۔ جب اسے معلوم ہوگا کہ میں تمہارے پاس ہوں تو یہ فراڈ کھل جائے گا کہ اس کے پاس ڈی پارس ہے۔“

وہ بولی ”اب آیا ہے اونٹ پہاڑ کے نیچے۔ تمہیں گناہ۔ میں میڈم کے ذریعے تم سے پیچھا چھڑا سکتی ہوں۔ اب یہاں سے جاؤ۔ میں میڈم سے بات کرنے والی ہوں۔“

”میں ابھی جا رہا ہوں مگر وعدہ کرو اسے ڈی پارس کے لیے میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔“

”میں تو نہیں بتاؤں گی لیکن وہ میرے چور خیالات سے معلوم کر لیں گی۔“

”جب بھی تم پر شبہ ہو گا تب وہ چور خیالات پڑھیں گی۔ تب تک تم اپنی زبان بند رکھو گی۔“

”تمک ہے میرا پیچھا چھوڑو اور یہاں سے جاؤ۔“

وہ شکست خوردہ انداز میں سر جھکا کر جانے لگا۔ ایسے وقت کرنا کہ اندر موجود رہا وہ اس کے پیچھے آ رہی تھی۔ جب وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا اس نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا تھا کہ ابھی وہ الپا سے رابطہ کرے گی۔ ورنہ پارس اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے گا۔ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔

اس نے دروازہ بند کرتے ہی خیال خوانی کی پرواز کی۔ پارس نے اس کی پرواز کو اپنے دماغ میں پیچھا پھر الپا کے لب و لہجے میں بولا ”کیا بات ہے کرونا کیوں آئی ہو؟“

”میڈم آپ کے ساتھ بہت بڑا فراڈ ہو رہا ہے۔ جو پارس آپ کے پاس ہے وہ وہی ہے۔“

”یہ کیا کہہ رہی ہو۔ تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ یہ وہی ہے۔“

”میڈم! اصلی پارس ابھی میرے پاس آیا تھا۔ میں نے اسے جھکا دیا ہے۔“

”نہیں کرونا۔ کوئی دشمن تمہارے پاس پارس بن کر آیا ہوگا۔ اصلی پارس میرے ساتھ ہے۔“

”بلکہ آپ میری بات کا یقین کریں وہ آپ کا مخصوص لب و لہجہ اختیار کر کے میرے اندر چلا آتا ہے۔ وہ مجھے کسی

وقت بھی پتا تازہ کر سکتا ہے۔ مجھے آپ سے چھین سکتا ہے۔ پلیز میرے پاس آئیں اور میرے دماغ کو دوبارہ لاک کریں۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ مجھ پر مسلط ہو جائے۔“

”تم نے مجھے بروقت اطلاع دی ہے۔ اب وہ اصل پارس ہو یا کوئی ٹیلی بیٹیجی جانے والا دشمن ہو میں ان سب کا راستہ بند کروں گی۔ تمہارے دماغ کو لاک کروں گی۔ جاؤ۔“

وہ اپنے بندہ روم میں واپس آکر بستر آرام سے لیٹ گئی۔ اپنے بدن کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ آنکھیں بند کر لی۔ پارس نے ٹھوڑی سی دیر میں اسے تھپک تھپک کر سلاوا پھر اس پر توہمی عمل کرنے لگا۔

○☆☆○

وہ تینوں بدنام زنانہ مجرم انڈر ورلڈ کے گاؤں غار کے مشیر خاص تھے۔ ان ناقابل گرفت مجرموں کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان میں سے ایک آئزن مین (فولادی انسان) کہلاتا تھا۔ دوسرا خود کو دی کلر (قاتل) کہتا تھا اور تیسرے کو دی ورن (بیٹے والا) کہتے تھے۔ وہ تینوں ایسے فخریہ نام رکھنے میں حق بجانب تھے کیونکہ آج تک اپنے نام کے مطابق کام کرتے رہے تھے۔

ان میں سے آئزن مین نے سوراخی سے فون پر گفتگو کی۔ اس سے پہلے بھی کسی بار گفتگو کر چکا تھا۔ اسے اعتماد تھا کہ وہ تانا کا کوڈ کا خاص باڈی گارڈ سوراخی سے اور یوگا کا گاہر ہے۔ کوئی بھی دشمن ٹیلی بیٹیجی جانے والا اس کے ذریعے ان تینوں تک نہیں پہنچ سکے گا۔

وہ اس اعتماد سے فون پر بولتا رہا اور میں سنتا رہا۔ سوراخی نے ایسے پیغام دیا تھا کہ ان کا آقا میڈم مارلی سے دوبارہ شکست کھانے کے بعد بہت پریشان ہو گیا ہے۔ وہ کل صبح چھ بجے اس اہم معاملے پر گفتگو کرنے کے لیے ان سے رابطہ کرے گا۔

آئزن مین نے کہا ”ہم کئی برسوں سے تمہارے آقا کے کامیاب مشیر ثابت ہوتے رہے ہیں۔ کبھی کسی دشمن کے سامنے سر جھکنے نہیں دیا۔ برٹش چائنا کے دور میں ہانگ کانگ کے حکمران تانا کا کوڈ سے مرعوب رہا کرتے تھے۔“

سوراخی نے کہا ”میں پتا ہے تم تینوں نے ہمیشہ ہمارے آقا کا بول بالا رکھا ہے۔“

”لیکن اب تمہارا آقا ہم سے زیادہ ان ٹیلی بیٹیجی جانے والوں پر مجبور سا کرنے لگا ہے۔ ہم نے مشورہ دیا تھا کہ مارلی فراڈ سے دوستی کر چکی ہے۔ فی الحال اس عورت سے...“

جائے ابھی کوئی کارروائی نہ کی جائے لیکن تمہارے آقا نے ان چار خیال خوانی کرنے والوں کو ہم سے زیادہ اہمیت دی اور اس کا نتیجہ سامنے ہے۔“

کتا بیات پبلی کیشنز

سورانی نے کہا ”صبح ہمارے آقا سے رابطہ ہو تو آپ انہیں یہ باتیں سمجھا سکتے ہیں۔“

سورانی نے فون بند کر دیا۔ میں آئرن مین کے اندر رہ گیا۔ وہ اور اس کے دونوں ساتھی عیش و عشرت کے عادی تھے۔ شراب کو پانی کی طرح پیتے تھے۔ دیکھ بوجھ بھی کر چھپ کر رہتے تھے۔ بڑی محتاط زندگی گزارتے تھے۔ انہوں نے ٹانگا کا کوڑو سے کہا تھا ”تم بے شک ان ٹیلی بیٹھی جانے والوں سے دوستی کرو مگر کبھی اپنے اور ہمارے دماغوں میں آنے کا موقع نہ دو۔ ورنہ وہ ہلکے جھپٹکے ہی اندر ورلڈ کے بے تاج بادشاہ بن جائیں گے اور ہمیں دماغی مریض بنادیں گے۔“

ٹانگا کا کوڑو ان کے اس مشورے پر عمل کر رہا تھا۔ وہ تینوں اس کے ٹیلی بیٹھی جانے والے ساتھیوں سے محفوظ تھے لیکن ایسے کمبوں کو کبھی نہ کبھی ٹیلی بیٹھی کی چھری تلے آتا ہی پڑتا ہے اور وہ آگے بڑھتے۔

میں خاموشی سے اس کے خیالات پڑھتا رہا پھر اس کے ذریعے میں نے اس کے دونوں ساتھیوں کی دل اور دی ورنکی آواز بھی سنیں۔ ان کے بھی خیالات پڑھے۔ وہ تینوں ایک دوسرے سے دور دور رہتے تھے۔ کسی ایک پر مصیبت آئی تو باقی دو ساتھی اسے تحفظ فراہم کرتے تھے۔ مصیبت لائے والوں کی زندگی حرام کر دیتے تھے۔

آئرن مین اپنے بیڈ پر سونے جا رہا تھا۔ میں نے اسے ایک بل کے لیے غائب دماغ بنا کر یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ اس کے باہر کوئی آہٹ کسی ہے ایسے مجرم اپنے سائے سے بھی محتاط رہتے تھے۔ وہ بیڈ روم سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف آیا۔ وہ سونے سے پہلے دروازوں اور کھڑکیوں کو متفصل کر لیتا تھا۔ اس نے دروازے سے کان لگا کر سنا۔ میں نے پھر اسے غائب دماغ بنایا۔ اس نے ایک ہاتھ سے دروازے پر دوبارہ دستک دی پھر پہلے کی طرح دروازے سے کان لگا کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی تو اسے ایسا لگا۔ جیسے باہر سے کسی نے دستک دی ہے۔ وہ اچھل کر ایک قدم پیچھے آگیا۔ تیزی سے دوڑتا ہوا اپنے کمرے میں آیا۔ وہاں سے ایک گھنٹے کے دراپس دروازے کے پاس آکر گرج کر بولا ”کون ہے؟“

کوئی ہوا تو جواب ملتا۔ باہر خاموشی رہی۔ اس نے باہر برآمدے وغیرہ کی لائٹس آن کر دی تاکہ کوئی چھپا ہو تو روشنی ہوتے ہی بھاگ جاسکے۔ میں نے اس کے دماغ میں بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں پیدا کیں۔ وہ کان لگا کر سنتا رہا پھر وہ آوازیں معدوم ہو گئیں۔

وہ پریشانی سے سوچتا ہوا ایک ایک دروازے اور ایک ایک کھڑکی کی طرف جا کر اٹھیں چیک کرنے لگا۔ ایسا پہلے کبھی

نہیں ہوا تھا۔ پہلی بار ایسا ہوا تو کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ اس نے بیڈ روم میں آکر موبائل فون کے ذریعے دی کمرے سے رابطہ کیا۔ اسے بتایا ”کوئی نا معلوم دشمن اس کے دروازے تک آیا تھا کیا کون ہے؟ کیا وہ مجھے آئرن مین کی حیثیت سے جانتا ہے؟“

دی کمرے نے کہا ”ہم بہت محتاط رہتے ہیں۔ نشے کے اتنے عادی ہیں کہ ہوش میں بھی اپنی کڑی راز زبان پر نہیں لاتے۔ یہ خیال دل سے نکال دو کہ کوئی ہماری اصلیت جانتا ہے۔“

”تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہانگ کانگ تو مجرموں کا گڑھ ہے۔ شاید کوئی مجرم ڈسکریٹ کی واردات کرنے آیا ہوگا۔ میں نے باہر کی لائٹ آن کی تو بھاگ گیا۔“

اس نے فون بند کر دیا پھر سوچنے لگا ”لیکن اس آنے والے نے تو دروازے پر دستک دی تھی۔ کیا وہ اتنا احتیاط تھا کہ دستک دے کر ڈاکا ڈالنا چاہتا تھا۔ اگر وہ دلیر تھا اور اسے سے لیس تھا تو پھر روشنی ہوتے ہی کیوں بھاگ گیا؟ یہ کیا معاملہ ہے؟ مجھے کچھ اور چینی ہوگی۔ خود کو سوچنے اور غور کرنے کے قابل بنانا ہوگا۔“

پہلے وہ پینے کے بعد سونے جا رہا تھا پھر ایک بار پینے بیڈ گیا۔ دوسری طرف دی کمرے اپنے معمول کے مطابق پینے کے بعد سو گیا۔ میں نے اس کے خوابیدہ دماغ پر قبضہ بنایا۔ وہ اٹھ کر بیڈ گیا۔ سرہانے سے موبائل فون اٹھا کر آئرن مین کے نمبر پر کال کی پھر رابطہ ہونے پر آواز اور لہجہ بدل کر بولا ”ہیلو آئرن مین کیا آج کچھ زیادہ پی رہے ہو؟“

آئرن مین نے پوچھا ”تم کون ہو۔ یہ کیسے جانتے ہو کہ میں اس وقت بیٹھی رہا ہوں؟“

”جب میں تمہیں آئرن مین کہہ رہا ہوں تو پھر سمجھ لو کہ تمہارے اندر کی تمام باتیں جانتا ہوں۔ ابھی تمہارے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ تم نے دروازہ نہیں کھولا اب میں فون کے ذریعے تمہارے پاس آیا ہوں۔ فون بند کر گئے تو کسی تیرے راستے سے آجاؤں گا۔“

دی کمرے نے فون بند کر دیا۔ وہ خند میں تھا۔ میری مرضی کے مطابق بولا رہا تھا۔ میں نے اسے دوبارہ سونے کے لیے کہا۔ ”ادھر آئرن مین فون پر کچھ رہا تھا۔“ ہیلو پیلو تم خاموش کیوں ہوئے؟“

میں نے اس کے اندر کہا ”ہم بولنے کے لیے فون کے محتاج نہیں ہیں۔“

”تم تینوں ساتھی ٹانگا کا کوڑو کو اب تک بہت سمجھاتے اور مشورے دیتے آئے ہو۔ کب تک مشیر بن کر رہو گے۔ اب چھٹی کرو۔“

”تمک ہے تم چاہے ہو تو ہم ٹانگا کے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔ اس سے دور چلے جائیں گے۔“

میں نے پوچھا ”کتنی دور جاؤ گے؟“

”ہم یورپ یا امریکا چلے جائیں گے۔“

”یہ تو بہت قریب ہے۔ ٹیلی فون کے ثمن دباتے ہی مشوروں کا لین دین شروع ہو جائے گا۔ اتنی دور جاؤ۔ جہاں سے کوئی رابطہ نہ ہو سکے۔“

وہ گھر کر بولا ”آں؟“ یہ۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ دیکھو ہماری ایسی کوئی دشمنی نہیں ہے۔ میں تمہارا دوست بن کر رہ سکتا ہوں۔ چاہو تو اپنا معمول بنالو۔ میں تمہارے بہت کام آؤں گا۔“

ہمارے پاس تم جیسے غلاموں کی کمی نہیں ہے۔ میں دس منٹ کے لیے جا رہا ہوں۔ واپس آؤں تو مجھے تمہارے دماغ میں جگہ نہیں ملنا چاہیے۔ اس کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو اپنے دماغ کو لاک کر یا مردہ بنالو۔ دونوں صورتوں میں میری سوچ کی لہریں تمہارے اندر نہیں آئیں گی۔“

”ہیلو میں آئرن مین بول رہا ہوں۔ ہماری موت آگنی ہے۔ وہ چاروں ٹیلی بیٹھی جانے والے ٹانگا کا کوڑو کے ساتھی ہمارا چاہنے والا فون نمبر معلوم کر چکے ہیں۔ اس نے دس منٹ کی مہلت دی ہے۔ میرے دماغ میں آئے گا اور مجھے مار ڈالے گا۔ مجھے بچاؤ۔ کسی طرح مجھے بچاؤ۔“

دی کمرے نے جراتی سے پوچھا ”وہ ٹیلی بیٹھی جانے والے تمہارے دماغ تک کیسے پہنچ گئے؟ تم فوراً ٹانگا کا کوڑو سے رابطہ کرو۔ ان چاروں کو دشمنی سے باز رکھو۔ اس وقت ٹانگا کا ہی تمہیں بچا سکتا ہے۔“

آئرن مین نے ٹانگا کے پرائیویٹ نمبر پر کال کی پھر کان لگا کر سننے لگا۔ ٹھوڑی دیر بعد ٹانگا کی آواز سنائی دی۔ وہ جھنجھلا کر بولا ”کون ہے؟ کیوں اتنی رات کو پریشان کر رہے ہو؟“

”ٹانگا میں آئرن مین بول رہا ہوں۔ تمہارے وہ چاروں ٹیلی بیٹھی جانے والے میرے دماغ میں پہنچ گئے ہیں۔ انہیں اس بات کا غصہ ہے کہ ہم ان کی ٹانگیوں کے خلاف تم سے بول رہے ہیں۔ اس نے دس منٹ کی مہلت دی ہے۔ یہ مہلت ختم ہو رہی ہے۔ وہ آتے ہی ٹیلی بیٹھی کے ذریعے مجھے مار ڈالے گا۔“

یہ کہتے وقت آئرن مین نے اپنا رولر بال اٹھالیا تھا۔ اس کی ٹال اپنی کچن سے لگلی تھی پھر ٹریگر پر انگلی رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا ”مجھے بچاؤ۔ کسی طرح بچاؤ۔ ان چاروں کو فوراً اپنے پاس بلاؤ۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ ٹانگا میں نے برسوں تمہاری خدمت کی ہے۔ مجھے بچاؤ۔ نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔“

ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھ گیا۔ رات کے سنانے میں ٹھانسیں سے ٹھوکی چلنے کی آواز گونجنے لگی۔ یہ گونج فون کے ذریعے ٹانگا تک پہنچی۔ اس نے کچھ کر پوچھا کیا ہوا؟ کس نے گولی چلائی ہے؟ آئرن مین تم خیریت سے تو ہو؟ ہیلو۔ ہیلو۔ ہیلو۔“

اب ہیلو کہنے سے وہ ہلنے والا نہیں تھا۔ بیشک کے لیے ساکت ہو چکا تھا۔



پورس نے عارضی طور پر شیوانی سے علیحدگی اختیار کی تھی۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا لیکن اس سے بے خبر نہیں تھا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ وہ بڑی مشکلات کا سامنا کر رہی ہے۔ پہلے تو یہ الجھن تھی کہ اس کا شوہر آندرے ہے یا گھٹشام؟

گھٹشام اسے اپنی شریک حیات ثابت کرنے پر تلا ہوا تھا اور آندرے اس کا شوہر کھلانے سے انکار کر رہا تھا پھر وہ کس کے بچے کی ماں بننے والی تھی؟ جبکہ گھٹشام اسے کنواری دین کہتا تھا۔

آخر ہانگ کانگ کے رجسٹرار آفس سے شادی کے کاغذات منگوائے گئے۔ تب یہ مجھ کھلا کہ اس کی شادی پورس سے ہوئی تھی اور وہ پورس کو آندے کہہ رہی تھی۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی عدالت میں اس کا حجاب کیا گیا۔ اس سے پوچھا گیا "تم ہانگ کانگ میں پورس کے ساتھ رجسٹرار آفس نہیں۔ اس کے ساتھ شادی کے کاغذات پر تم نے دستخط کیے پھر پورس کو اب تک آندے کہہ کر ہمیں کیوں دھوکا دیتی رہی ہو؟"

شیوانی نے جواب دیا "میں خود دھوکا کھاتی رہی ہوں۔ وہ اپنا نام پورس نہیں آندے بتاتا رہا۔"

"اس نے پورس کے نام سے شادی کی۔ تم نے نکاح نامے میں پورس کا نام پڑھا پھر اس سے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ وہ خود کو آندے کیوں کہہ رہا ہے؟"

"مجھے نکاح کے کاغذات دیکھ کر اب معلوم ہو رہا ہے کہ اس کا نام پورس ہے۔ میں اب تک اس کی اصلیت سے بے خبر تھی۔ میں نے شادی کی تو فی میں نکاح نامے کو نہیں پڑھا تھا اور نہ ہی اس کے نام پر توجہ دی تھی۔ میں تو یہ جانتی تھی کہ میرے ساتھ آندے آیا ہے۔ آندے کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے۔ اس لیے میں نے دستخط کر دیے۔"

ایک اعلیٰ عہدے دار نے سوال کیا "کیا پورس نے تمہیں چٹا کر کیا ہے؟"

"نہیں۔ پورس نے مجھ پر کوئی ایسا عمل نہیں کیا ہے۔ آپ شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں اس سے محروم رہتی ہوں۔ وہ جو کتنا ہے اس پر عمل کرتی ہوں مگر یہ درست نہیں ہے۔ میں اس کی معمول نہیں ہوں صرف ایک محبت کرنے والی بیوی کی حیثیت سے رہتی ہوں۔"

"تم اس سے محبت کرتی ہو پھر اس نے دھوکا کیوں دیا؟ وہ اپنا نام اپنی اصلیت تم سے کیوں چھپاتا رہا؟"

"میں اپنا نکاح نامہ دھنسنے کے بعد خود حیران ہوں کہ میں پورس کی بیوی اور فردا علی بیور کی بیوی بن چکی ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ پورس نے اتنی بڑی بات مجھ سے کیوں چھپائی تھی۔"

ایک اور اعلیٰ عہدے دار نے کہا "شیوانی تم اسکاٹ لینڈ یارڈ کی بہت ہی ذہین اور چالاک جاسوس تسلیم کی جاتی ہو۔ ہماری عقل نہیں مانتی کہ تم دھوکا کھا رہی تھیں۔ ایک بات صاف طور پر سمجھ میں آ رہی ہے کہ پورس نے تمہیں اپنی معمول بنایا ہے۔ اسی لیے تم اس کی اصلیت سے بے خبر رہی ہو۔"

"میں نہیں مانتی۔ کوئی میرے ذہن کو قہقیر نہیں کر سکتا۔ یہ سچا بھی اپنی توہین سمجھتی ہوں کہ پورس یا کوئی بھی ٹیلی

بیٹھی جائے والا مجھے اپنا معمول بتائے گا اور میں بن جاؤں گی۔"

"تم اتنی یقین سے کہہ رہی ہو تو پھر ہم مان لیتے ہیں کہ تم اس کی معمول نہیں ہو۔ اس سے محروم نہیں ہو اور پوری حاضر دماغی سے اسے پورس سمجھتی رہی ہو لیکن ہمارے سامنے اس کی اصلیت چھپا کر اسے آندے کہتی رہی ہو۔"

"میں کہہ چکی ہوں کہ اس نے مجھے دھوکا دیا سبب اپنا نام آندے بتاتا رہا ہے۔"

"وہ تمہیں دھوکا کیوں دے گا۔ وہ تو تم سے اتنی محبت کرتا ہے کہ تمہیں اپنے بچے کی ماں بنا رہا ہے۔ محبت اور اعتماد کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا کہ اس نے ٹرانسفاور مشین کا نقشہ تمہیں دیا ہے پھر بھی تم اسے دھوکے باز کہہ رہی ہو۔ اس نے دنیا کی سب سے اہم چیز سب سے اہم نقشہ تمہارے ذریعے ہمارے پاس کیوں پھنچایا ہے۔ ہمیں تو اس کے پیچھے کوئی بڑی سازش صاف دکھائی دے رہی ہے۔"

دوسرے عہدے دار نے کہا "اور شیوانی تم اس سازش میں شریک ہو۔"

میرے عہدے دار نے کہا "تمہیں بابا صاحب کے ادارے سے بہت بڑی آفر دی گئی ہے۔ تمہیں فریڈا علی بیور کے خاندان کی بیوی بنایا گیا ہے۔ تمہارے لیے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہو سکتا تھا۔ تم ان کی سازش میں شریک ہو گئیں۔ تم نے ان کی پلاننگ کے مطابق پورس کی اصلیت چھپائی اور اپنے شوہر کا نام آندے کہہ کر وہ نقشہ پیش کر کے ہمارا اعتماد حاصل کیا۔ ایک فرضی آندے کا کارنامہ بیان کیا کہ اس نے جان جوگھم میں ڈال کر وہ نقشہ حاصل کیا۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جبکہ ٹرانسفاور مشین کے ایسے نقشے بابا صاحب کے ادارے کے اسٹور روم میں ٹیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں پڑے ہوں گے۔ تم وہاں سے نقشے کی مائیکرو فلم منگوا کر ہمارے پاس لے آئیں۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "اور ہم خوش ہوتے رہے کہ تم نے بیشک کے مقابلے میں اس بار سب سے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ دانا لوگ کہتے ہیں کہ کسی وفادار پر بھی بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ تم نے اس مشہور و معروف خاندان کی بیوی بننے کا اعزاز حاصل کرنے کے لیے اپنی بیویوں کی وفاداری اور اپنی تمام بہترین خدمات کو خاک میں ملا دیا۔ ہمارے اس الزام کے جواب میں کیا کہتی ہو؟"

اس نے تمام عہدے داروں کو دیکھتے ہوئے کہا "میں آندے سمجھتی رہی اس پورس نے ایک بار مجھے سمجھایا تھا کہ میں آپ جیسے عہدے داروں پر بھروسہ نہ کروں۔ جب حالات بدلے ہیں تو پھر کسی بھی وفادار پر بھروسہ نہیں کیا جاتا۔"

دوسرے عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک وقت آئے گا۔ جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

ایک اور عہدے دار نے کہا "جب تم میں سے کوئی مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔"

نہیں کریں گے۔ پچھلی رات ان تینوں کو چٹا کر لایا گیا ہے۔ ان کا پرین واش کیا گیا ہے۔ آئندہ وہ تمہارے معمول نہیں رہیں گے۔ ان تینوں کی وفاداری صرف اسکاٹ لینڈ یارڈ کے لیے ہوگی۔"

وہ بولی "یہ نا انصافی ہے۔ میں نے اپنی محنت سے ان تینوں کی وفاداریاں حاصل کی تھیں۔ آپ انہیں جبرا مجھ سے چھین رہے ہیں۔"

"موجودہ حالات میں ہم جو بہتر سمجھ رہے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ آج دوسرے حالات میں ان تینوں کو پیش کیا جائے گا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے پورس سے رابطہ کریں گے۔ اس سے کہا جائے گا کہ وہ تمہیں واقعی بیوی مانتا ہے اور اپنی بیوی اور بچے کی بہتری چاہتا ہے تو میاں عدالت میں حاضر ہو جائے۔"

جج نے کہا "دوسرے دن کے لیے عدالت پر خلافت کی جاتی ہے۔ یہ حکم دیا جاتا ہے کہ آخری فیصلہ سنانے سے پہلے پورس کو میاں حاضر کیا جائے۔"

اب دو گھنٹے بعد عدالت میں حاضر ہونا تھا۔ شیوانی نے ڈائریکٹر جنرل سے کہا "میں نہیں جانتی تھی کہ پورس مجھے کیوں دھوکا دے رہا ہے۔ اب بات سمجھ میں آ رہی ہے۔ میں نے دعویٰ کیا تھا کہ آپ تمام اعلیٰ عہدے دار مجھ پر اندھا اعتماد کرتے ہیں۔ مجھ پر کسی بھی حال میں بھی کسی طرح کا شبہ نہیں کریں گے لیکن پورس مجھ سے دور ہو کر عملی طور پر ثابت کر رہا ہے کہ میں صرف اس کی بیوی بننے کے باعث ناقابل اعتماد بن گئی ہوں۔ میری پچھلی تمام وفاداریاں میرے تمام کارنامے بھلائے جا رہے ہیں۔"

"تم نے دشمنوں سے رشتے داری کی ہے۔ ہم تم پر بھروسہ کیسے کر سکتے ہیں؟"

"آپ یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ میں نے جان بوجھ کر رشتے داری نہیں کی ہے۔"

"جان بوجھ کر کی ہے۔ تم تادان جی نہیں ہو کہ ساری زندگی ایک مرد کے ساتھ رہنے کے لیے اس کے نام سے دھوکا کھاتی رہو گی۔ پورس کو آندے سمجھتی رہو گی۔ کیا یہ کوئی ماننے والی بات ہے؟"

وہ ہنسنے لگا "اسکاٹ لینڈ یارڈ کے گیٹ ہاؤس میں آگئی۔ دروازے کو بند کر کے بستر پر آگئی۔ پورس کے بارے میں سوچنے لگی۔ اس پر غصہ آ رہا تھا مگر نفرت سے نہیں آ رہا تھا۔ کیونکہ اسے اپنا تین من دے چکی تھی۔ اس کے ساتھ دن رات رہتی آئی تھی۔ اس کے پیار کا ایک ایک انداز اس کے دل پر نقش تھا۔"

اس کے اندر یہ بات تھی کہ وہ بہت اچھا ہے۔ بہت

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

بار کرنے والا چون ساحتی ہے ٹیلی جیتی کے ذریعے اس کے لیے بہت کچھ کرتا رہا ہے اس نے قمری جے کو ٹرپ کر کے اس کے معمول بنادیا تھا لیکن ان تینوں کو اب اس سے چھین لیا گیا تھا۔

پورس نے اسے جو کچھ دیا تھا۔ وہ سب اس کے اپنے اسکاٹ لینڈ یارڈ والے اس سے چھین چکے تھے۔ دل تو اسی کی طرف مائل رہے گا جو دیتا رہا تھا اور اب تو بچے کا ایک خوب صورت تحفہ دے رہا تھا۔ وہ سوچ کے ذریعے کہنے لگی "پورس کیسے سنگ دل محبوب ہو۔ محبت کی انتہا بھی کر رہے ہو اور مصائب میں بھی الجھا رہے ہو؟"

وہ ایک دم سے الجھ کر بیٹھ گئی۔ اسے اپنے اندر پورس کی آواز سنائی دی "اگر تم مجھے چنچ نہ کرتیں تو میں یہ سب کچھ نہ کرتا۔ میں نے کہا تھا۔ تم اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں کا اعتماد قائم نہیں رکھ سکو گی مگر تم میری بات ماننے کو تیار نہیں تھیں۔"

"ہاں یہ میری غلطی تھی۔ تم کہاں ہو فوراً آ جاؤ۔" پہلے میری بات سمجھو۔ یہ پہلے ہی بھاپ لیتے ہیں کہ آئندہ کیا ہو سکتا ہے اور یہ بات تو اپنے کی طرح صاف نظر آرہی تھی کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ والے تمہارا نکاح نامہ ضرور دیکھیں گے تب انہیں میری اصلیت معلوم ہو جائے گی۔ میں ان کی گرفت میں نہیں آنا چاہتا تھا اس لیے لندن پہنچنے سے پہلے ہی تم سے دور ہو گیا۔"

"اور مجھے مصیبتوں میں چھوڑ دیا ہے کیا یہ تمہاری مردانگی ہے؟"

"اسیادہ کرتا تو تمہیں کبھی عقل نہ آتی۔ جہاں تک مردانگی کا تعلق ہے تو میں تمہاری نگرانی کر رہا ہوں۔ تم پر اب تک کوئی آنچ نہیں آئی ہے۔ پریشان ہو رہی ہو مگر تجرات حاصل کرنے کے لیے ایسی پریشانیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔"

"مگر میں نقصان اٹھا رہی ہوں۔ میرے تین ٹیلی جیتی جاننے والے مجھ سے چھین لیے گئے ہیں۔"

"فکر نہ کرو کوئی شیر کے منہ سے لقمہ نہیں چھین سکتا۔ وہ تینوں ٹیلی جیتی جاننے والے قمری جے ان اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں کو بت مٹے پڑیں گے۔"

"کیا وہ تینوں مجھے مل جائیں گے؟"

"کیا یہ ایک ٹیلی جیتی جاننے والا شوہر کافی نہیں ہے؟" "تم شوہر ہو۔ میں انہیں اپنا معمول بنا کر رکھنا چاہتی ہوں۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے تمام عہدے دار میرے لیے چنچ بن گئے ہیں۔ میں انہیں چنچ کا جواب دوں گی۔"

"یہ میں بتاؤں گا کہ چنچ کا جواب کیسے دیا جاتا ہے ایک مختصر بعد پھر عدالت میں حاضر ہونے جاؤ گی۔ یہ ساری

باتیں بھول کر بہار و محبت کی باتیں کرو۔"

"صرف محبت کی باتیں کروں؟ کیا یہاں انگریزوں سے نہیں لگاؤ گے میرے اندر اپنے بچے کو محسوس نہیں کرتی؟ میں بیان نہیں کر سکتی کہ ماں بننے کے لیے میرے کتنی سرخس بھرنے ہیں۔"

"میں تمہارے خیالات بڑھ کر معلوم کر رہا ہوں۔ یہ بتاؤ تم نے دل سے پورس کو قبول کیا ہے؟"

"یہ اتنا سوال ہے۔ تم آندے ہو یا پورس؟" "میں تمہارے حوالہ سے کہتا ہوں۔ تم سوچ کر جواب دے۔" "میں اپنے بچے کے باپ کو قبول کر رہی ہوں۔ اس کے بعد پورس کی شخصیت اور فرائضی تیور کا خاندان بننے کے لیے بہت ہے۔"

"تو پھر یہ بتاؤ۔ میں تمہیں جہاں لے جاؤں گا وہاں لے گی۔ میرے مناسب فیصلوں سے انکار نہیں کرو گی؟"

"نہیں کیوں گی۔ کہاں لے جانے کا ارادہ ہے؟" "ہم تقریباً چھ ماہ تک مختلف ممالک میں رہیں گے جب تمہاری زچگی کا وقت قریب آئے گا۔ تو تم بابا صاحب کے ادارے میں چلی جاؤ گی۔"

"وہ خوش ہو کر رہی۔" میں بابا صاحب کے ادارے میں جاؤں گی؟ جہاں کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا وہاں مجھے رہنے کی اجازت ملے گی؟"

"کیوں؟ تمہیں یقین نہیں آ رہا ہے؟"

"یقین کیوں نہیں آئے گا۔ میں فرائضی تیور کی رہ ہوں۔ تم میرے پاس کب آ رہے ہو؟"

"میں تمہارے پاس ہوں۔ تمہارے اندر ہوں۔ تم نے بول رہا ہوں۔ میری جسمانی موجودگی چاہتی ہو تو زور اٹھاؤ۔" "پہلے اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں سے منٹ لوں۔"

"وہ دو گھنٹے بعد پھر عدالت میں حاضر ہوئی۔ جج کے سامنے تمام اعلیٰ عہدے دار بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بھی ایک کر رہی بیٹھ گئی۔ ڈائریکٹر جنرل نے کہا "ہی لاؤ! ہمارے تین ٹیلی جیتی جاننے والے بچے کا فوجی فلو اور بے سامو میاں خیال فلو اور کے ذریعے موجود ہیں۔ ہم نے ان تینوں کو بہت سخت حفاظتی انتظامات میں رکھا ہے۔ انہیں ہلکے پلیس میں لایا جائے گا۔"

دشمن انہیں نقصان پہنچائیں گے لہذا وہ جسمانی طور پر میاں حاضر نہیں ہوں گے۔ ہمارے یہ تین نوجوان جاسوسی میاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ تینوں ان کے دماغوں میں موجود ہیں۔"

جج نے کہا "میں اس ادارے کی بہتری اور سلامتی کے لیے ان تینوں کی نایابہ موجودگی کو تسلیم کرتا ہوں۔ عدالت کی کارروائی شروع کی جائے۔"

ڈائریکٹر جنرل نے کہا "ہمارے قمری جے نے پورس سے رابطہ کیا تھا اور اسے شیوانی سے شادی کرنے کے سلسلے میں میاں جان دینے کے لیے کہا گیا تھا۔ اس نے حاضر ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر وہ وعدے کا پابند ہے تو اپنی حاضری ثابت کرے۔"

"میں اعلیٰ عہدے دار نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "میں ایک اعلیٰ عہدے دار ہوں لیکن اس وقت میری شخصیت کم ہو گئی جارج فریڈ ہوں اور اس کے اندر رہ کر بول رہا ہوں۔"

"جے میں پورس ہوں اور اس کے اندر رہ کر بول رہا ہوں۔" "مگر پورس کیا آپ شیوانی کو اپنی بیوی تسلیم کرتے ہیں؟"

"جس کا نام کرتا ہوں۔ میں نے ہانگ کانگ کے رجسٹرار انہیں شیوانی سے شادی کی تھی۔"

"اس کا نام نے اپنا اصل نام چھپایا تھا اور خود کو آندے کہا کرتے تھے؟"

"ہاں شیوانی کو یہ دعویٰ تھا کہ اس کی نگاہوں کی گرمی سامنے والے کو کوج بولنے پر مجبور کرتی ہے اور یہ میں نے دیکھا تھا۔ کوئی بھی شخص اس کے سامنے اگر اپنی اصلیت بیان کر دیتا تھا۔ میں اپنی غیر معمولی قوتوں کو آزمانا چاہتا تھا۔ اس لیے میں نے اسے ایک فرضی نام آندے بتایا۔ اس سے کئی معاملے میں جھوٹ ہوتا رہا تاکہ یہ اپنی غیر معمولی نظروں سے میرا چچ پکڑ لے لیکن یہ ناکام رہی۔ میں نے سوچا تھا۔ ہانگ کانگ سے واپسی پر اسے اپنی اصلیت بتا دوں گا۔"

"مگر تم نے واپسی پر بھی اصلیت نہیں بتائی۔ اسے اب تک دھوکا کیوں دے رہے ہو؟"

"وہ دھوکے باز ہوتا تو اس عدالت میں حاضر نہ ہوتا۔" "شیوانی میری محبت ہے۔ میرے ہونے والے بچے کی ماں ہے۔ میں دور رہ کر بھی اس کی نگرانی اور حفاظت کر رہا ہوں۔"

"مگر تم اس سے دور کیوں ہو؟"

"میں شیوانی سے نہیں تم لوگوں سے دور ہوں۔ میں جانتا تھا۔ جب نکاح تباہ کے ذریعے تم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ میں پورس ہوں تو شیوانی پر شبہ کیا جائے گا کہ یہ ہم سے مل کر آپ لوگوں کے خلاف سازش کر رہی ہے لیکن شیوانی کا دعویٰ تھا کہ تم سب اس پر اندھا اعتماد کرتے ہو۔ یہ بھی جھوٹ نہیں ہوتی ہے۔ دھوکا نہیں دیتی ہے۔ اس ادارے کی رفتار سے لہذا اس پر شبہ نہیں کیا جائے گا۔ آج میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم اس کی تمام خوبیوں کا رناموں اور فلو اور یوں کو خاک میں ملا کر اس پر شبہ کر رہے ہو۔ جبکہ اس نے ایک چھوٹی سی غلطی بھی نہیں کی ہے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے خلاف کوئی سازش نہیں کی ہے اس کے برعکس

فائدہ پہنچایا ہے۔ اس ادارے کو مشین کا نقشہ لاکر دیا ہے۔" ڈائریکٹر جنرل نے پوچھا "ہمارے ادارے سے بھی تمہاری دوستی نہیں رہی پھر دوستی کے بغیر تم نے مشین کا نقشہ ہمیں کیوں دیا ہے؟ اور اسے دے کر ہم سے کچھ حاصل نہیں کیا ہے؟"

"اگر تم لوگوں سے ہماری دوستی نہیں تھی تو دشمنی بھی نہیں تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم کبھی ایک دوسرے کے کام نہیں آئے اب میں نے دوستی کی ابتدا کی ہے تو اس میں شیوانی کا جرم کیا ہے؟"

"اگر دوستی کرنا چاہتے تو اپنا نام بتا کر مشین کا وہ نقشہ تحفے کے طور پر پیش کرتے۔"

"نام نہ بتانے کے باوجود تحفہ اپنی جگہ اہم ہے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ صرف شیوانی کو سبق سکھانا چاہتا تھا۔ وہ آپ سب پر اتنا زیادہ اعتماد کر رہی تھی جو اسے نقصان پہنچانے والا تھا اور یہ بے جاری اعتماد کے باعث نقصان اٹھا رہی ہے۔ اس ادارے کی ایک اعلیٰ عہدے دار ہے لیکن طرہ بن کر عدالت میں کھڑی ہوئی ہے۔ اب اسے عقل اپنی ہے۔ میں نے سبق سکھا دیا ہے اس لیے خود کو ظاہر کر رہا ہوں؟"

"تم نے دنیا میں سب سے زیادہ خطرناک ہتھیار پیدا کرنے والی مشین کا نقشہ ہمیں دیا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اس کے پیچھے تمہارے اور تمہارے باپ کے اور بابا صاحب کے ادارے کے اہم مقاصد ہیں۔ جنہیں تم چھپا رہے ہو۔ ہمیں کھل کر اپنے مقاصد بتاؤ۔"

"تم لوگ ہمارے مقاصد سمجھنا چاہو تو آسانی سے سمجھ لو گے۔ جب سے چین میں یہ مشین تیار ہوئی ہے تمام دنیا میں کھلبلی پیدا ہو گئی ہے۔ امریکا پھر ایک نئی مشین تیار کر رہا ہے۔ اسرائیل میں جو مشین تیار ہو چکی ہے اس کی تیاری کے پیچھے ہمارا ہاتھ رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں دنیا کے تمام بڑے ممالک میں یہ مشین اور ٹیلی جیتی جاننے والی فوج موجود ہو۔ جس طرح ایٹم بموں کی موجودگی کے خوف سے کوئی ایک دوسرے کے ملک پر برا حملہ نہیں کرتا ہے۔ اسی طرح ٹیلی جیتی جاننے والی فوج ہر ملک میں موجود ہوگی تو کوئی کسی کے خلاف سازش نہیں کر سکے گا۔ خیال خوانی کے ذریعے بھی کو ایک دوسرے کا گھٹا چھٹا معلوم ہونا رہے گا اور وہ ایک دوسرے سے محتاط بھی رہا کریں گے اور محفوظ بھی رہا کریں گے۔"

"تم بڑے مضبوط دلائل کے ساتھ اپنے نیک ارادوں کا اہتمام کر رہے ہو لیکن یہ بات عقل تسلیم نہیں کرتی کہ تم فرشتہ بن کر ساری دنیا میں طاقت کا توازن قائم کر رہے ہو اور

ہر ملک کو مشین کا نقشہ بانٹتے پھر رہے ہو۔ تم نے چین کے بعد یہ نقشہ ہمیں دیا ہے۔ کیا واقعی دوسرے ملکوں کو بھی دے رہے ہو؟

”نہ رفته دوسرے ملکوں میں مشینیں تیار ہوتی رہیں گی۔ نیلی بیٹی جانتے والے بے شمار لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ تب آپ کو ہماری بات کا یقین آئے گا۔“

”ہم دیکھیں گے کہ آئندہ ایسا ہوگا یا نہیں لیکن جب تک تمہارے نیک ارادوں کا ثبوت نہیں ملے گا۔ ہم اسے گمراہی اور نہ سمجھ میں آنے والی سازش سمجھتے رہیں گے اور تب تک شیوائی ہماری نظروں میں مشکوک رہے گی۔ ہم اسے لندن سے باہر جانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اس کی سختی سے نگرانی کی جائے گی۔“

پورس نے کہا ”صاف لفظوں میں فیصلہ سناؤ کہ شیوائی کو یہاں قیدی بنا کر رکھیں گے۔“

”جنگ نے کہا ”یہ ضمانت کے طور پر یہاں رہے گی۔ آئندہ کبھی کسی سازش کے باعث ہمیں نقصان پہنچے گا تو شیوائی کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔“

”فراہم کی تیوری ہو کو قیدی بنانے کا فیصلہ سنانے سے پہلے اچھی طرح سوچ لیں کہ اپنے لیے کیسے کیسے مسائل پیدا کرنے والے ہیں اگر آپ کی کسڈی میں رہنے سے شیوائی کو ایک ذرا سا بھی نقصان پہنچے گا تو پھر اس عالمی شہرت یافتہ اور اے کی اینٹ سے اینٹ بنجادی جائے گی۔“

”شیوائی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہم صرف اسے ضمانت کے طور پر اس کے بیگلے میں نظر بند رکھیں گے۔ یہ وہاں آرام سے رہے گی۔“

انہوں نے شیوائی کو قیدی بنا کر رکھنے کا فیصلہ سنا دیا۔ پورس اس فیصلے کے خلاف اسی وقت کارروائی کر سکتا تھا لیکن وہ مصطفیٰ خاموش رہا۔ اس نے شیوائی سے کہا ”میری جان یہ تمہیں ایک دن کے لیے بھی قیدی بنا کر نہیں رکھ سکیں گے۔ انہیں اپنے حفاظتی انتظامات پر بڑا ناز ہے۔ میں آج رات ہی تمہیں یہاں سے نکال لے جاؤں گا۔“

○☆☆○

ان تین بدنام زمانہ مجرموں کو بڑا فخر تھا کہ وہ ناقابل گرفت اور ناقابل شکست ہیں۔ ان میں سے آئزن مین شکستہ ہو چکا تھا۔ زندگی سے ٹوٹ چھوٹ کر اس دنیا سے نابود ہو چکا تھا۔ باقی دو وہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک دی کھر اور دوسرا دی ورن تھا۔

دی کھر سنگدل قاتل تھا۔ دوسروں کی موت لانا تھا۔ اب اپنی موت آنکھوں کے سامنے نظر آرہی تھی۔ ابھی موت جس سے وہ بچتا نہیں چھڑا سکتا تھا۔ نیلی بیٹی ایک

ایسا ہتھیار تھا۔ جس سے بچنے کے لیے وہ کوئی دھماکا بنا سکتا تھا۔ وہ پریشان ہو کر اپنے سامنے سے بولا ”میں وہ نیلی بیٹی جانتے والے ہمارا پتا ٹھکانا اور فون نمبر جانتے گئے؟“

دی ورن نے کہا ”میں کیا تاؤں۔ مجھے تو یقین نہیں آتی ہے مجھے ہر غور تھا کہ میں زندگی میں پیش ہوں لیکن یہ خیال خواتی کرنے والے کسی بھی لمحے موت دے دیں گے۔“

وہ دونوں بار بار ٹانگا کاڈو سے رابطہ کر رہے تھے۔ رہے تھے ”تم نے اپنے فائدے کے لیے ان نیلی بیٹی والوں سے دوستی کی لیکن وہ ہم سے دشمنی کر رہے۔ انہوں نے آئزن مین کو مار ڈالا ہے اور تم ان سے بدگمان رہے ہو۔“

ٹانگا نے کہا ”تم سب میرے لیے اہم ہو اور اہم گے۔ میں ان نیلی بیٹی جانتے والوں کا محاسبہ کر رہا ہوں۔ قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے آئزن مین کو نہیں کیا ہے۔“

”اور تم ان کی قسموں پر اعتبار کر رہے ہو۔ ہم آئزن مین کو آزادی سے زندگی گزارتے آ رہے ہیں۔ کوئی آج تک ہمارے سامنے تک بھی نہیں پہنچ سکا مگر نیلی بیٹی جانتے والے پہنچ گئے ہیں۔“

”نیلی بیٹی جانتے والے دوسرے دشمن بھی ہیں۔“

”فراہم نے ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ دنیا میں سب مجرموں کی طرح ہم بھی مجرم ہیں۔ اسے ہم مجرموں سے دشمنی ہوگی۔ دشمن تو تمہارے نیلی بیٹی جانتے والے ہیں۔ ہم ان کے خلاف تم سے شکایتیں کرتے رہے ہیں وہ مخالفت برداشت نہیں کر رہے ہیں۔ آئزن مین کے بعد ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔“

ٹانگا نے یقین دلایا ”ایسا نہیں ہوگا۔ چاروں نیلی جانتے والے تم دونوں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔“

ٹانگا کاڈو اپنے محل کے ایک حصے میں بیٹھا ہوا تھا۔ کے آس پاس اور پیچھے محافظ سوراٹی کھڑے ہوئے تھے۔ کے سامنے چار سیکورٹی گارڈز تھے۔ ان چاروں کے بائزن ٹوڈ ہاؤس، ٹیکر برائٹ اور سائنس موزیم تھے۔ اپنے کان سے رسیور لگا کر دی کھر اور دی ورن کی باتیں رہا تھا اور وہ چاروں نیلی بیٹی جانتے والے باتوں کے بارے میں دے رہے تھے۔ اپنی طرف سے صفائی پیش کر رہے تھے۔ الزام دے رہے تھے کہ میں ان کے ایک ساتھی کو ہمارے آئزن مین میں اختلافات پیدا کر رہا ہوں۔

وہ دونوں یہ باتنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ ان کا ساتھی اپنی موت سے پہلے ان کے خلاف بیان دے چکا تھا اور وہ یہ جانتے تھے کہ مجھ سے ان کا کبھی کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔

تعلق تو صرف انہی چاروں سے ہے۔ ٹانگا کاڈو کو بھی ایسا دیا تھا۔ وہ مانتا تھا اس معاملے نے ٹانگا کوڈو کو بھی ایسا دیا تھا۔ وہ مانتا تھا کہ میں انہیں آپس میں لڑانے کی سازش کر سکتا ہوں لیکن یہ یقین نہیں آتا تھا کہ میں ان کے اندر پہنچ سکتا ہوں۔ پھر وہ مجرم ٹانگا نے بھی زیادہ برسرِ اصرار تھے۔ بڑی جھجکت عملی سے چمپ کر رہے تھے۔ ٹانگا کا خیال تھا کہ میں ان پر اسرار چمپ ہوں۔ نہ پہنچ سکوں گا اور نہ ہی میں انہیں جانتا ہوں۔

مجرم ٹانگا نے اپنے دو مشیروں کی فکر تھی۔ وہ ان چاروں نیلی بیٹی جانتے والوں کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا ”میں کہتے ہو کہ فراہم نے میرے ایک مشیر کو مار ڈالا ہے۔ چلو میں تمہیں کرتا ہوں لیکن میرے باقی دو مشیروں کو نقصان نہیں پہنچا جائے۔“

بائزن ٹوڈ نے کہا ”جب ہم تمہارے دو مشیروں کو جانتے نہیں ہیں تو انہیں کیسے نقصان پہنچائیں گے۔ تم یہ کیوں سمجھ رہے ہو کہ تمہارے آدمیوں کو ہم سے نقصان پہنچا رہے؟“

ٹانگا نے کہا ”میرا ذہن بری طرح الجھا ہوا ہے۔ محض کتنی ہے کہ فراہم میرے مشیروں کو نہیں جانتا ہے اگر کسی طرح جان بھی لے تو انہیں ہلاک کر کے پتہ حاصل نہیں کر سکے گا اور جب وہ میرے مشیروں تک پہنچے گا تو مجھ تک پہنچنے کا بھی راستہ نکال لے گا اور وہ تو یہی چاہے گا کہ میرے انہوں میں سے کسی کو نقصان پہنچائے بغیر خاموشی سے میری شررگ تک پہنچ جائے۔ اسے راستہ ملے ہی وہ ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرے گا۔ فوراً مجھے مار ڈالے گا۔“

دونوں مشیروں کو کہیں سے کسی طرح کا نقصان نہ ہو۔“

ٹانگا نے دی کھر اور دی ورن سے فون پر کہا ”یہ چاروں وعدہ کر رہے ہیں کہ تمہیں کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچے گا۔ تم دونوں بھی اپنے طور پر سخت حفاظتی انتظامات رکھو۔“

پھر اس نے بائزن ٹوڈ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”اطلاع ملی ہے کہ میڈم مارلی پچھل رات اپنے ساتھی کا کالج میں تھی۔ اب بھی وہاں ہو سکتی ہے۔ وہ تنہا ہے۔ پتا نہیں فرما دیا کہ کیا اس موقع سے فائدہ اٹھائے ہو؟“

”ہاں فائدہ تو ہر موقع سے اٹھایا جاسکتا ہے لیکن فراہم کی ایک ایک حرکت پر غور کرنا ہوگا۔ مارلی پر دو بڑے حملے ہو چکے ہیں یہ سمجھنا ہوگا کہ وہ مارلی کو تنہا چھوڑ کر کہاں گیا ہے۔ ہم ابھی جارہے ہیں پہلے محل معلومات حاصل کریں گے۔ ہر طرح سے اطمینان حاصل کریں گے پھر ایک کامیاب حملہ کریں گے۔“

بائزن ٹوڈ ہاؤس، ٹیکر برائٹ اور سائنس سبھی وہاں سے خیال خواتی کی پرواز کرتے ہوئے گئے پھر میرے اور مارلی کے سلسلے میں مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کرنے لگے۔ انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ میں کہاں ہوں اور مارلی اس وقت تک ایک فلائٹ سے لندن کے لیے روانہ ہو چکی تھی اور یہ بات انہیں ابھی معلوم نہیں ہو سکتی تھی۔

دی کھر اور دی ورن کو کسی حد تک اطمینان ہوا تھا کہ وہ محفوظ رہیں گے لیکن یہ بات ٹھک رہی تھی کہ وہ نیلی بیٹی جانتے والے ان کا پتا ٹھکانا اور فون نمبر جانتے ہیں۔ اب وہ پہلے کی طرح چھپ کر آزادی سے زندگی نہیں گزار سکیں گے۔ ہمیشہ ان خیال خواتی کرنے والوں کے رحم و کرم پر رہیں گے۔

میں نے دی کھر کے اندر کہا ”یہی ہوتا رہے گا۔ جب ٹانگا نے کہا ہے تو ہم تمہیں سے کسی کو ابھی قتل نہیں کریں گے۔ اسے یقین دلاتے رہیں گے کہ آئزن مین کو فراہم نے قتل کیا ہے پھر بھی کوئی تو حادثہ تمہیں سے کسی کو پیش آئے گا۔ تب ٹانگا شہر میں کرے گا اسے تمہاری حادثاتی موت سمجھ کر مبرا کرے گا۔“

میں انہیں دہشت میں مبتلا کر کے ایک سوراٹی کے دماغ میں آیا۔ وہاں جا چلا دو سوراٹی کھوار بازی کا مظاہرہ کرتے وقت دشمنی ہوئے تھے۔ انہیں طبی امداد پہنچانی جارہی ہے۔ میں ان دونوں کے دماغوں میں پہنچ گیا۔ یہ بعد میں میرے کام آئے والے تھے۔

تھی۔ اسے فون کے ذریعے اطلاع دی گئی۔ میزبان صاحب
آ رہے ہیں پلیز آپ ڈائننگ ہال میں تشریف لے آئیں۔
وہ خوب بن سٹور کر نہایت قیمتی لباس پہن کر ڈائننگ
ہال میں آئی۔ ایک میز پر اس کے نام کی تختی رکھی ہوئی تھی۔
وہاں ایک خوب رو صحت مند جوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے
اٹھ کر پوچھا "میرا خیال ہے آپ میڈم مارلی ہیں۔"
وہ مسکرا کر بولی "ہاں اور آپ شاید اس شہر کے
ہیں۔"

[illegible]

وہ بولی "ابھی تو بیٹے میں مزہ آ رہا ہے۔ تم بہت اچھی باتیں کرتے ہو اور دو چیمک پینے کے بعد کھانا کھاؤں گی۔" وہ بولا "زیادہ پینے کے لیے ڈانٹک ہال مناسب نہیں ہے۔ بہتر ہوگا اسے سوٹ میں چل کر پیو۔"

وہ راضی ہو گئی۔ دونوں وہاں سے اٹھ کر لفٹ کے دروازے پر پہنچے۔ فلور پر آئے۔ جم کاف نے اس کے سوٹ میں کچھ کر دوڑائے۔ کو اندر سے بند کیا۔ پھر اس کا ہاتھ کچڑا کر اپنی آغوش میں کھینچ کر بولا "میرا نام جیس کاف میں ہے اس نام کا اختصار ہے جم کاف۔"

وہ ذرا شوخ مگر مہربان نہیں ہوئی اس کے دماغ میں
بیات فحش کی کئی بھی کائناتیں جو بھی شخص اسے ملے گا وہ
اسے قبول کرے گی۔ اس نے پوچھا ”تم نے پہلے کیوں نہیں
پایا کہ تم جی کافی ہو۔ ایک عرصے سے میرے پیچھے پڑے ہو۔
پہلے مجھے معلوم ہوا کہ تم اتنے خوب رو اور اسارت ہو تو میں
یہ دقت تمہیں قبول کر گئی۔ تم سچے عاشق ہو۔ یہاں آتے
میں گئے اسمر کر لیا ہے۔“

اس نے اپنی بانہوں کا ہار اسے پہنا دیا۔ دوستی کی ابتدا ہوئی۔ محبت ہوگی۔ شادی بھی ہو جائے گی۔۔۔!

○●○
 کروانے آ نکھیں کھول کر دیکھا۔ صبح ہو گئی تھی۔ وہ
 اپنے بیڈروچی لے کر تھیں سے پڑی ہوئی تھی۔ وہ سوئے لگی۔
 کچھ لمبے وقت تک اپنے کمرے میں آئی تھی اور جب آکر سونے
 لگی تھی تو اس نے لائٹ کیوں نہیں بجھا لی دن نکل آیا تھا اور
 شمس ابھی تک آن تھی۔ اسے روٹھنی میں خند نہیں آتی
 تھی۔ اس کے باوجود وہ کمری خند ہو گئی تھی۔

پھر اس نے محسوس کیا کہ اس کے بدن پر لباس کے بجائے صرف ایک چادر ہے۔ لباس کا ایک حصہ بستر پر اور دوسرا حصہ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے حیرانی سے سوچا "میں دیوتا ہوں۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پریشان ہو کر سونے لگی۔ اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا کہ بچپنی رات کیا ہو چکا ہے پھر یارس نے اس کی سوچ میں کہا ”وہ کوئی تھا۔ ہاں کوئی تھا۔ اس نے سمجھایا تھا مجھے زیادہ سوچنا نہیں چاہیے۔ پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ جو ہو رہا ہے۔ میری بہتری کے لیے ہو رہا ہے۔“

وہ بندے از کربا تھہ روم میں چلی گئی۔ عمل وغیرہ کرنے کے دوران میں خیال خوانی کرتی رہی پھر اس نے آئینے کے سامنے بیٹھ کر اپنے چہرے کو عارضی میک اپ کے ذریعے تبدیل کیا۔ ایک خود کار گھرے سے اپنی خفیہ تصویریں اتاریں پھر وہ سب کچھ لے کر پاسپورٹ آفس کے ایک اعلیٰ عہدے دار کے پاس پہنچی۔ اُس کے دماغ پر قبضہ تھا کہ کیا ابھی ایک گھنٹے کے اندر میرا پاسپورٹ تیار کرنا اور جب تک میں یہاں رہوں۔ کسی سے ملاقات نہ کرو۔ میں نہیں چاہتی کہ کوئی میری صورت دیکھے۔

پارس نے پچھلی رات اسے مٹانا بڑھایا تھا۔ اس کے ذہن سے اپنے بارے میں یہ بات مٹادی تھی کہ کبھی وہ اس کے قریب آیا تھا۔ اب وہ اسی پارس کو جانتی تھی جو چھ آنچل مہونے کے بعد الپا کے پاس رہ گیا تھا۔

شام کو پانچ بجے اس کی فلائٹ جرمنی کے ایک شہر فریکٹرفٹ جانے والی تھی۔ وہ اس میں سوار ہو گئی اس کے ساتھ والی سیٹ پر پارس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اسے نہیں پہچان سکتی تھی کیونکہ اس کے ذہن سے اس نے خود کو مٹا دیا تھا۔

بالکل پسند نہیں ہے۔

وہ ناگوار سی بولی ”کیا میں تمہیں سگریٹ پتی ہوئی دکھائی دے رہی ہوں؟“

”مجھے کیا تا کر لی رہی ہو تو بھادو۔ نہیں پی رہی ہو تو ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم ان لحاظ میں کیئر سے محفوظ ہو۔“

”کیا تم پاگل ہو یا مجھ سے لفت لینے کے لیے یوں بے تحاشہ انداز میں بول رہے ہو؟“

”کیا سگریٹ نوشی سے منع کرنے والے پاگل ہوتے ہیں یا لفت لینے والے دوپانے ہوتے ہیں؟“

اس نے ناگوار سی دوسری طرف منہ پھیر لیا لیکن خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر کچھ گئی۔ اس کے خیالات بڑھنے لگی۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ اس کا نام جیری ہے۔ وہ دنیا میں بالکل تنہا ہے۔ پتا نہیں اس کے ماں باپ اور خاندان والے کون ہیں اور کہاں ہیں پتا نہیں وہ کب سے پاگل خانے میں تھا۔ علاج ہونے کے بعد اپنے وطن فریگٹرفٹ واپس جا رہا ہے۔

کروٹا کو اطمینان ہوا کہ وہ کوئی بھوپیا نہیں ہے۔ کبھی پاگل تھا۔ اب نہیں ہے۔ پھر بھی پوری طرح نارمل نہیں ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ فریگٹرفٹ پہنچ کر کہاں جائے گا؟ کہاں رہے گا؟ اور کیا کرے گا؟

کروٹا نے اس سے پوچھا ”کیا تم پاگل خانے سے آرہے ہو؟“

پورس نے جیرائی سے پوچھا ”تم کیسے جانتی ہو؟“

وہ مسکرا کر بولی ”میں غیب کی باتیں جانتی ہوں!“

وہ خوش ہو کر بولا ”میں بھی غیب کی باتیں جانتا ہوں۔ میں پاگل خانے کے ڈاکٹروں کو اور وہاں کے افسروں کو ان کے کمرے سے ہونے والی باتیں بتاتا تھا پھر یہ بھی بتاتا تھا کہ وہ کیا سوچتے ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ میری باتیں سن کر حیران ہوتے تھے۔ وہ مجھے خوب کھانے پینے کو دیتے تھے۔ مجھے صاف ستھرے کمرے میں رکھتے تھے اور اچھی طرح میرا علاج کرتے تھے۔“

کروٹا نے پوچھا ”تم غیب کی باتیں کیسے جانتے تھے۔ کیا تمہیں کوئی علم آتا ہے؟“

”مجھے کوئی علم نہیں آتا۔ میرے دماغ میں آپ ہی آپ باتیں آنے لگتی ہیں۔ میں کسی کو دیکھتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ بول رہا ہے اس کی زبان چب رہی ہے۔“

ہوشت بند رہتے ہیں پھر بھی وہ مجھ سے کچھ نہ بولتا رہتا ہے۔ وہ جہاز پرواز کرنے لگا تھا۔ کروٹا نے پوچھا ”کیا تم مجھے دیکھ کر میرے اندر کی باتیں پتا کرتے ہو؟“

”ہاں! جیسے دوسرے میرے اندر بولتے ہیں۔ ویسے بھی۔۔۔ تو میں تمہارے بارے میں بتاؤں گا۔“

”ٹھیک ہے! مجھے دیکھو اور میرے بارے میں بتاؤ۔“

دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ملنے لگیں۔ کروٹا نے اس کے اندر رو کر سوچا ”یہ ناممکن ہے۔ بھلا یہ غیب کی باتیں کیسے جانتا ہے۔“

ایسے ہی وقت کروٹا نے اس کے اندر اپنی سوچ کی لہروں کو سنا۔ سوچ کی وہ لہر کہہ رہی تھیں ”میرا نام کروٹا ہے۔ میں ٹیلی ویژن کے ذریعے غیب کی باتیں بتا دیتی ہوں۔ ٹیلی ویژن کے بغیر تم کچھ نہیں بتا سکو گے۔“

کروٹا اس کے دماغ میں اپنی سوچ کی لہروں کو سن کر حیران ہو رہی تھی۔ وہ اس کے اندر ایسے نہیں بول رہی تھی جیسا کہ پورس نے کہا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سنی تھی کہ پورس مکادی سے اس کے لب و لہجہ میں بول رہا ہے۔

پورس نے اس سے پوچھا ”کیا تمہارا نام کروٹا ہے۔ شاید تم یہی نام بتا رہی تھیں؟“

وہ بولی ”میں نے تمہیں کچھ نہیں بتایا ہے۔ میں تو بالکل چپ بھی پھر تم نے میرا نام کیسے معلوم کیا؟“

”پاگل خانے کے ڈاکٹر اور افسران بھی یہی پوچھتے تھے۔ اب میں کیسے بتاؤں کہ اپنے اندر آواز سنائی دیتی ہے۔ پہلے میں بہت حیران ہوا تھا۔ جب کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ حیران ہوتا بھول گیا اور اب تم نے یہ بھی بتایا ہے کہ تم ٹیلی ویژن کے ذریعے غیب کی باتیں بتاتی ہو۔“

کروٹا نے پریشان ہو کر سر گھماتے ہوئے اُدھر اُدھر دیکھ کر دھیمی سرگوشی میں بولی ”خاموش رہو۔ یہ بات کبھی زبان نہ لانا کہ میں ٹیلی ویژن جانتی ہوں۔“

”میں جس کو بھی اس کے بارے میں بتاتا ہوں وہ لگا کتا ہے کہ میں اس کی بات دوسروں کے سامنے زبان پر لاؤں۔ تم بھی یہی کہہ رہی ہو۔ ٹھیک ہے اگر کوئی مجھ سے پوچھے گا تو میں کہہ دوں گا کہ تم ٹیلی ویژن جانتی ہو۔“

وہ بولی ”کسی سے بھی یہ بولنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں ٹیلی ویژن نہیں جانتی ہوں۔“

”اچھا تو کہہ دوں کہ جانتی ہو؟“

وہ ہنسنے لگی ”کس پاگل سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ جیسے میرے بارے میں کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹیلی ویژن کا ذکر تو بھول ہی جاؤ۔“

”تم کبھی ہو تو بھول جاؤں گا۔ مجھ سے دوستی کرو گی؟“

”مجھے پاگل سے دوستی کر کے پاگل خانے نہیں جانا۔“

”اب مجھے پاگل خانے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکٹر کہہ رہے تھے میں اتنا سمجھ دار ہو گیا ہوں کہ دوسروں کو پاگل بنا کر پاگل خانے بھیج سکتا ہوں۔“

پاگل بنانے کی باتیں کرتے ہوئے اس نے کہا کہ تم کسی کو بھی پاگل بنا سکتے ہو مجھے نہیں بتا سکو گے۔“

اس نے سوچا ”یہ ناممکن ہے۔ بھلا یہ غیب کی باتیں کیسے جانتا ہے۔“

ایسے ہی وقت کروٹا نے اس کے اندر اپنی سوچ کی لہروں کو سنا۔ سوچ کی وہ لہر کہہ رہی تھیں ”میرا نام کروٹا ہے۔ میں ٹیلی ویژن کے ذریعے غیب کی باتیں بتا دیتی ہوں۔ ٹیلی ویژن کے بغیر تم کچھ نہیں بتا سکو گے۔“

کروٹا اس کے دماغ میں اپنی سوچ کی لہروں کو سن کر حیران ہو رہی تھی۔ وہ اس کے اندر ایسے نہیں بول رہی تھی جیسا کہ پورس نے کہا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سنی تھی کہ پورس مکادی سے اس کے لب و لہجہ میں بول رہا ہے۔

پورس نے اس سے پوچھا ”کیا تمہارا نام کروٹا ہے۔ شاید تم یہی نام بتا رہی تھیں؟“

وہ بولی ”میں نے تمہیں کچھ نہیں بتایا ہے۔ میں تو بالکل چپ بھی پھر تم نے میرا نام کیسے معلوم کیا؟“

”پاگل خانے کے ڈاکٹر اور افسران بھی یہی پوچھتے تھے۔ اب میں کیسے بتاؤں کہ اپنے اندر آواز سنائی دیتی ہے۔ پہلے میں بہت حیران ہوا تھا۔ جب کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ حیران ہوتا بھول گیا اور اب تم نے یہ بھی بتایا ہے کہ تم ٹیلی ویژن کے ذریعے غیب کی باتیں بتاتی ہو۔“

کروٹا نے پریشان ہو کر سر گھماتے ہوئے اُدھر اُدھر دیکھ کر دھیمی سرگوشی میں بولی ”خاموش رہو۔ یہ بات کبھی زبان نہ لانا کہ میں ٹیلی ویژن جانتی ہوں۔“

”میں جس کو بھی اس کے بارے میں بتاتا ہوں وہ لگا کتا ہے کہ میں اس کی بات دوسروں کے سامنے زبان پر لاؤں۔ تم بھی یہی کہہ رہی ہو۔ ٹھیک ہے اگر کوئی مجھ سے پوچھے گا تو میں کہہ دوں گا کہ تم ٹیلی ویژن جانتی ہو۔“

وہ بولی ”کسی سے بھی یہ بولنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں ٹیلی ویژن نہیں جانتی ہوں۔“

”اچھا تو کہہ دوں کہ جانتی ہو؟“

وہ ہنسنے لگی ”کس پاگل سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ جیسے میرے بارے میں کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹیلی ویژن کا ذکر تو بھول ہی جاؤ۔“

”تم کبھی ہو تو بھول جاؤں گا۔ مجھ سے دوستی کرو گی؟“

”مجھے پاگل سے دوستی کر کے پاگل خانے نہیں جانا۔“

”تمہارا غیب کا علم جھوٹا ہے۔ میں سچ بول رہی ہوں۔“

میرا نام میری ہے۔“

”زبان جھوٹ بول سکتی ہے مگر غیب کا علم جھوٹا نہیں ہوتا۔ میں ابھی پورے جہاز میں تمام مسافروں کے سامنے ثابت کروں گا کہ تمہارا نام کروٹا ہے اور تم ٹیلی ویژن جانتی ہو۔“

اس نے جلدی سے بول کوڑے پر رکھا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی ”قار کاڈیک! خاموش بیٹھے رہو۔ میں جانتی ہوں۔ تمہارا غیب کا علم سچا ہے۔ میری زبان جھوٹی ہے۔ اُدھ گاڈ تم اس جہاز میں کیوں سفر کر رہے ہو۔ کسی دوسرے جہاز میں مرنے کیوں نہیں گئے۔“

”کیا دوسرے جہاز میں جانے سے مر جاتے ہیں؟“

وہ مضطرب ہنسنے لگی ”کیا تم خاموش رہو گے۔ میری باتیں سنو گے۔ دیکھو میں تمہیں اس لیے برداشت کر رہی ہوں کہ پاگل ہو۔ خطرناک نہیں ہو۔ میں تمہیں پیار سے قابو میں رکھوں گی تو تم سے قصداً نہیں پیچھے گا۔“

وہ ایک دم سے سہم کر بولی ”مجھے پیار کرو گی؟ نہیں میں تمہیں اپنے قریب نہیں آئے دوں گا۔ مجھے عورتوں کے منہ سے بہت ڈر لگتا ہے۔ وہ پیار کرتے کرتے کانٹے لگتی ہیں۔“

وہ جل کر بولی ”تمہیں کتنی عورتوں نے کاٹا ہے؟“

”میں نے کسی کو نزدیک نہیں آنے دیا۔ میری ماں نے سمجھا تھا کہ مرد کی سمجھ میں نہیں آتا کہ عورت پیار کرنے کے دوران میں کس طرح غیر محسوس طریقے سے کھاتی رہتی ہے۔ جب کانٹے کانٹے چھوڑتی ہے تو اس وقت تک مرد بوڑھا ہو جاتا ہے۔ بوڑھے میں اسے پتا چلتا ہے کہ وہ پوری جوانی کتنا رہا ہے۔“

”تمہاری ماں نے فضول سی بات تمہیں سمجھائی ہے۔“

”بات فضول ہو یا نہ ہو۔ خبردار مجھے پیار نہ کرنا۔ اپنا منہ میری طرف لاؤ گی تو مجھ سے نہیں ہوگا۔“

”کیا خود کو کھانا کھاتے ہو؟ میں تمہارے جیسوں کو منہ نہیں لگاتی۔“

”مجھ جیسے کو نہ لگاؤ۔ دوسرے کو لگاؤ۔ میرا کیا جاتا ہے؟“

وہ بیزار سی بولی ”میں تم سے کچھ بول کر پیچھتا رہی ہوں اور جب بولتی ہوں تو کام کی بات رہ جاتی ہے۔ مگر تم سوجاؤ۔ سونے کے بعد میں تمہارا علاج کروں گی۔“

وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے سونے پر بائیں کرنے لگی۔ اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اسے خیال خوانی کے ذریعے چھینکے لگی۔ ٹھوڑی دیر بعد ہی اسے اطمینان ہوا ”پارس کے خوابیدہ خیالات بتا رہے ہیں۔“

وہ بیزار سی بولی ”میں تم سے کچھ بول کر پیچھتا رہی ہوں اور جب بولتی ہوں تو کام کی بات رہ جاتی ہے۔ مگر تم سوجاؤ۔ سونے کے بعد میں تمہارا علاج کروں گی۔“

وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے سونے پر بائیں کرنے لگی۔ اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اسے خیال خوانی کے ذریعے چھینکے لگی۔ ٹھوڑی دیر بعد ہی اسے اطمینان ہوا ”پارس کے خوابیدہ خیالات بتا رہے ہیں۔“

وہ بیزار سی بولی ”میں تم سے کچھ بول کر پیچھتا رہی ہوں اور جب بولتی ہوں تو کام کی بات رہ جاتی ہے۔ مگر تم سوجاؤ۔ سونے کے بعد میں تمہارا علاج کروں گی۔“

وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے سونے پر بائیں کرنے لگی۔ اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اسے خیال خوانی کے ذریعے چھینکے لگی۔ ٹھوڑی دیر بعد ہی اسے اطمینان ہوا ”پارس کے خوابیدہ خیالات بتا رہے ہیں۔“

وہ بیزار سی بولی ”میں تم سے کچھ بول کر پیچھتا رہی ہوں اور جب بولتی ہوں تو کام کی بات رہ جاتی ہے۔ مگر تم سوجاؤ۔ سونے کے بعد میں تمہارا علاج کروں گی۔“

وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے سونے پر بائیں کرنے لگی۔ اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اسے خیال خوانی کے ذریعے چھینکے لگی۔ ٹھوڑی دیر بعد ہی اسے اطمینان ہوا ”پارس کے خوابیدہ خیالات بتا رہے ہیں۔“

رہے تھے کہ وہ گہری نیند میں ڈوب گیا ہے۔
اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ اسے پتہ ناز کر کے اپنا معمول بنا سکتی تھی۔ پہلے اس نے اس کے چور خیالات چڑھے۔ اپنے خیال کے مطابق کچھ اہم معلومات حاصل کیں۔ اہم باتوں میں ایک بات یہ تھی کہ واقعی اسے غیب سے دوسروں کے اندر کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ وہ اس کے دماغ میں رہ کر اس کے اندر اپنی آوازیں سن رہی تھی۔ اس نے دوسری بات یہ معلوم کی کہ کیا وہ واقعی جوان عورتوں کے پیار سے ڈرتا ہے۔ انہیں اپنے ہونٹ قریب لانے نہیں دیتا؟ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ چاہتا تھا کہ آ رہا ہے۔ وہ پاگل ہونے کے بعد نارمل ہوا ہے۔ معصوم ہے، جھوٹ نہیں بولتا ہے۔

وہ اپنی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے ظاہر کرنے لگی کہ سو رہی ہے تاکہ بخوبی عمل کے دوران میں کوئی اسے مخاطب نہ کرے پھر وہ اس پر عمل کرنے لگی۔ اس کے دماغ سے یہ دو باتیں ملائیں کہ اس کا نام کوٹا ہے اور وہ ٹیلی جیٹھی جاتی ہے پھر اسے اطمینان ہوا کہ اب نہ کبھی اسے یہ باتیں یاد آئیں گی نہ وہ کسی کے سامنے بکواس کرے گا۔ اس نے آخر میں حکم دیا "اب وہ تو بخوبی نیند سوتا رہے گا پھر ذرے سے پہلے بیدار ہو جائے گا۔"

کوٹا نے اس عمل سے فارغ ہو کر اپنی آنکھیں کھولیں۔ جہاز کے پر سکون ماحول میں مسافروں کی دھیمی دھیمی سرگوشیاں ابھر رہی تھیں۔ اب وہ پارس کی طرف نہیں دیکھتا چاہتی تھی مگر دیکھنے لگی کیونکہ پارس یہ چاہتا تھا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق سوچنے لگی "کیا یہ سچ عجوبہ عورتوں کے پیار سے ڈرتا ہے؟" وہ اس کے ہونٹوں کو دیکھنے لگی۔ کشش محسوس کرنے لگی۔ اس کی سوچ نے پوچھا "کیا یہ اب تک کنوارا ہے؟ کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتا؟ کیا نیند میں بھی نہیں آنے دے گا؟"

وہ تھک کر اس کے قریب ہو گئی۔ اس نے زور دیا اور دیکھا۔ آگے پیچھے کئی جوڑے رومانس کے موز میں تھے۔ ایک دوسرے کو بازوؤں میں لے کر جوڑنا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ وہ اس کے اور قریب ہو گئی اس وقت وہ ایک عجیب سی دیوانہ دار کشش محسوس کر رہی تھی۔

وہ بے اختیار اپنی سیٹ پر سے اٹھ کر اس کے ہونٹوں پر جھپٹنے لگی۔ سوچنے لگی۔ میں اسے منہ نہیں لگاؤں گی۔ صرف اتنا دیکھنا چاہتی ہوں کہ کوئی پیار کرنے کے لیے قریب آئے تو یہ جوئے نہ لگایا نہیں۔

اس کے سوچنے سے کیا ہوئی یا سمجھ وہ منہ لگانا نہیں

چاہتی تھی۔ پارس نے ایک ہلکا سا جھٹکا دیا تو وہ اس کے آگے اس کے ہونٹوں سے چپک گئی پھر جیسے چپک سوچنے لگی "لگ ہوتا ہے۔ نہیں ہوتا چاہیے۔ نہیں ہونا چاہیے۔ میں ہونا چاہیے۔" پارس اچانک آنکھیں کھول کر سہم کر کوٹا کو دیکھ کر یوں ظاہر کرنے لگا جیسے اس کے پیار کے ذمے سے قریب رہا ہے پھر اس نے اسے دکھا دیا۔ وہ اپنی سیٹ پر اتر کر بڑی پریشانی سے باتچے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔ وہ دیکھ کر ہونے اسے دیکھ رہا تھا۔ اپنی مٹھیاں سمیٹ کر غصہ ظاہر تھا۔

وہ سوچ رہی تھی "مجھے کیا ہو گیا تھا۔ میں اس کے خوف کو کیوں آڑنا چاہتی تھی۔ اُدھ گاڑیہ؟" مقتنا طیس ہے۔ میں تو چپک کر رہ گئی تھی۔" وہ تنہا کے انداز میں اپنی اٹھا کر بولا "تو میری بد معاش ہو اگر میری آنکھ نہ کھلتی تو میری آہٹ بول نہ لیتیں۔" "کیوں نہ کرو۔ میں ایسی دیکھی لڑکی نہیں ہوں۔" میرے معمول ہو۔ میرے سامنے سر جھکا کر باتیں کرو گے۔ "کیا تم نے مجھے ٹیلی جیٹھی کے ذریعے اپنا معمول ہے؟"

وہ حیرانی سے بولی "ٹیلی جیٹھی؟ کیا تم میری ٹیلی جیٹھی بھولے ہو؟ ہٹاؤ میرا نام کیا ہے؟" "تم کیسا بچکانہ سوال کر رہی ہو۔ میں پہلے بھی بتا چکا تھا۔ ہمارا نام کوٹا ہے۔"

کوٹا نے دونوں باتوں سے اپنا سر ہٹا لیا۔ اسے کہ اس کی تو بخوبی نیند پوری نہیں ہوتی ہے۔ بخوبی عمل پر نقش ہونے کے لیے کچھ وقت لگتا ہے۔ اسی لیے عمل کی بخوبی نیند سلایا جاتا ہے لیکن کوٹا نے اپنے عمل کے منٹ بند ہی اس کے اندر اپنی پیداکر کے اسے جگا کر عمل ناکام رہا تھا۔

اسی قطار کے دوسرے سرے پر ایک اوجیز عمر کا بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سفر کے دوران میں خاموش تھا۔ اپنے سفر سے بھی باتیں نہیں کر رہا تھا۔ اس پارس کیس کیس مناظر تھے۔ وہ ایسے مناظر سے بھی دلچسپی نہیں لے لیکن کوٹا جب پارس سے چپک گئی تھی تو وہ ان دونوں سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس کے لیے یہ عجیب تھی کہ ایک جوان لڑکی زبردستی چوم رہی تھی اور جوان گھبرا رہا تھا۔ خوف سے قہر قہر کا پڑ رہا تھا۔ ایسے وقت میں بھی شربت ہے اگر وہ شربت تو حیرانی کی کوئی بات نہ لیکن وہ تو ایسے خوف زدہ ہو گیا تھا جیسے کوئی بلا اس سے لگتی ہو۔

اس اوجیز عمر کے شخص نے بھی خیال کیا۔ وہ لڑکی کوئی غیر معمولی ہے۔ اس کے اندر کوئی ایسی بات ہے جس نے اس جوان کو خوف زدہ کر رکھا ہے۔ یہ شخص پیدا ہو گیا کہ وہ کیوں ہے؟ اور اس کے ساتھ کیوں ایسا سلوک کر رہی ہے؟ اسے وقت ایک اڑھو ہوش نے آکر پوچھا "کیا میں آپ کے لیے کچھ کر سکتی ہوں؟"

پارس نے کہا "میری آہٹ خطرے میں ہے۔ میں اس لڑکی کے ساتھ نہیں بیٹھوں گا۔ کیا مجھے دوسری سیٹ مل سکتی ہے؟ میں یہاں سے دور بہت دور جانا چاہتا ہوں۔" "سوئس نے کہا "سوئس۔ کوئی سیٹ خالی نہیں ہے۔" "میں جہاز کے گاہک جو مسافر اتاریں گے تو ہو سکتا ہے کہ کوئی سیٹ مل جائے۔"

کوٹا نے سوئس سے کہا "یہ سیٹ تبدیل نہیں کرے گا۔ یونی ناراض ہو کر رہا ہے۔ پلیز تم جاؤ۔" وہ چلی گئی۔ ایسے ہی وقت کوٹا نے برائی سوچ کی لمبوں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ اس کا خیال تھا کہ میڈم الپا کو اس کے فرار کا علم ہو گیا ہے۔ وہ اسے تلاش کر رہی ہے۔

وہ الپا نہیں تھی۔ اوجیز عمر کا شخص تھا۔ جو قطار کے دوسرے سرے پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ سوئس کے ذریعے کوٹا کو پارس کی آواز سن چکا تھا۔ یہ سمجھ گیا کہ وہ یوگا جاتی ہے۔ یقیناً کسی غیر معمولی صلاحیت کی حامل ہے۔ وہ دوبارہ خیال خوانی کی پرواز کر کے پارس کے اندر پہنچا۔ وہاں جکد لگتی۔

وہ پارس کے خیالات پڑھنے لگا۔ اسے بھی یہی معلوم ہوا کہ وہ پاگل خانے سے آیا ہے۔ اب پاگل نہیں ہے۔ اسے دائمی حقیقت مندی کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہے۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ اس کے پاس کچھ بھی ہوئی لڑکی کا نام کوٹا ہے۔ کوٹا نہیں میری ہے۔ وہ نہیں ملتا پاتی کہ اسے کوٹا کا نام جانے اور یہ بھی سب باتیں کہ اس کی ٹیلی جیٹھی کا ذکر کیا جائے۔

پارس ایک نارمل ہونے والے پاگل کی حیثیت سے بڑے معصومانہ انداز میں یہ خیالات پیش کر رہا تھا۔ وہ اوجیز عمر کا شخص یہ سنتے ہی سیدھا ہوا کہ بڑھ گیا کہ اس کا نام کوٹا ہے اور وہ ٹیلی جیٹھی جاتی ہے۔

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی پھر تین چال سے کہا "میں جوزف وہ لک بول رہا ہے۔" "تھانکس نے کہا "ہیلو جوزف تم تو لیبیب سے فریڈکرفٹ جا رہے ہو؟"

"ہاں میں اس وقت جہاز میں ہوں۔ الپا کے ایک ٹیلی جیٹھی جاننے والے جوان کو نرپ کر کے لا رہا ہوں۔ پچھلے روز

ایک اور ٹیلی جیٹھی جاننے والے کو اپنا معمول اور محکوم بنا کر یہاں سے روانہ کیا تھا۔" جوزف تم الپا کے ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو معمول بنانے میں کامیاب رہے ہو۔ تمہارا ایک معمول تاشقند پہنچ گیا ہے۔ دوسرے کو تم لا رہے ہو۔ ہمارے لیے یہ دو بہت ہیں۔ یہ دونوں قابل کی حیثیت سے ٹرانزفار مرہٹین میں استعمال ہوں گے۔ وہاں تم کوٹا کو تلاش نہ کر کے کوئی بات نہیں ہے۔ تمہارا یہ سفر کامیاب رہا ہے۔" "میں نے یہ خوش خبری سنانے کے لیے تم سے رابطہ کیا ہے۔ شاید کوٹا مل گئی ہے اسی جہاز میں سفر کر رہی ہے۔" "کیا واقعی؟ پھر تو تم لگی ہو۔ شکار خود بخود تمہارے قریب آ گیا ہے۔"

"مجھے مشورہ دو۔ اسے کس طرح نرپ کرنا چاہیے۔ وہ اپنے دماغ میں نہیں آنے دے گی۔ وہ میرے دماغ میں آنا چاہے گی۔ میں بھی سانس روک لوں گا۔ وہ یہی سمجھے گی کہ میں کوئی ٹیلی جیٹھی جاننے والا دشمن ہوں۔" "تین چال نے تم کو ذریعہ دیر سوچنے کے بعد کہا "اڑھو ہوش کے ذریعے اسے اعصابی کمزوری کی دوا کھلاؤ۔"

"میرے پاس ایسی کوئی دوا نہیں ہے۔" "جہاز میں فوری طبی امداد کے لیے دوا نہیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے کوئی زود اثر دوا زیادہ مقدار میں کھلاؤ گے تو اس کا فوری رد عمل ہوگا۔ تم آزاد ہو گے۔"

"تھک ہے میں اس تدبیر پر عمل کروں گا۔" "ذکر کے وقت جہاز کے تمام مسافروں کو کھانا پیش کیا جائے گا۔ جوزف وہ لک ایک ہو سٹل کو اپنا آلہ کار بنا چکا تھا۔ اس کے ذریعے اس نے کوٹا کے کھانے میں دوا ملا دی تھی۔ اس کا خاطر خواہ نتیجہ سامنے آیا۔ کھانا ختم کرنے سے پہلے ہی کوٹا کا دل گھبرا گیا۔ سر پکڑنے لگا۔ وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بولی "مجھے کچھ ہوا ہے۔ پلیز ڈاکٹر کو بلاؤ۔"

مسافروں میں دو ڈاکٹر تھے۔ ان میں سے ایک نے اس کا معائنہ کیا۔ اسے دوا نہیں دیں پھر کہا "آنکھیں بند کر کے سیٹ پر لیٹی رہو۔ جلد ہی آرام آجائے گا۔"

پارس نے اس کی سیٹ کو بید بنایا۔ وہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔ پارس سمجھ رہا تھا کہ اس جہاز میں کوئی ٹیلی جیٹھی جاننے والا موجود ہے۔ اس نے اس کے بھی خیالات پڑھے تھے اور اسے پاگل خانے سے آیا ہوا شخص سمجھنے لگا تھا۔ پارس کو یقین تھا کہ اسی نے کوٹا کو کھانا بنایا ہے اور اب وہی تھیل شروع ہوا جو ہوا آیا ہے۔ وہ شخص کوٹا پر ضرور بخوبی عمل کرے گا۔

تھوڑی دیر بعد ہی کوٹا نے لگا۔ کوٹا گہری نیند میں تھی۔

جوزف وہی اس کے اندر بول رہا تھا ”تم کرونا ہو۔ تمہارے ماں باپ تمہیں بچپن میں چھوڑ کر دوس چلے گئے تھے؟“ وہ بولی ”ہاں میں وہی ہوں۔“

”کیا تم اپنے ماں باپ سے روس جا کر ملنا چاہو گی؟“

”جو مجھے چھوڑ کر چلے گئے میں ان کی صورت بھی نہیں دیکھوں گی؟“

”لیکن تمہیں جانا چاہیے۔ تمہارے ماں باپ نے تمہیں جان بوجھ کر نہیں چھوڑا تھا۔ وہ مجبور ہو گئے تھے اگر وہ تمہیں لینے اسرائیل آتے تو انہیں گرفتار کر لیا جاتا۔ انہیں گولی مار دی جاتی۔ میں چاہتا ہوں انہیں محاف کرو۔ ان کے پاس جاؤ۔ وہاں تمہاری ضرورت ہے۔“

”انہیں میری ضرورت کیوں ہے؟“

”وہاں ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔ وہاں ایک ٹرانسپارٹر مشین تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ ایک ہفتے بعد اسے پہلی بار آزمایا جائے گا۔ تم فاصل کی حیثیت سے اس مشین کے ایک پیپر پر روگی۔ کسی مفول کے دماغ میں تمہاری ٹیلی پیٹھی کا علم تکھل کھایا جائے گا۔“

”کرونا خاموش رہی۔ جوزف وہی نے کہا ”میں تمہیں حکم دیتا ہوں تم فریکٹرز پیچنے کے بعد وہاں سے تاشقند جاؤ گی۔ وہاں تمہارا باپ مسٹر جان آری انجیلی جنس کا اعلیٰ عہدہ دار ہے۔ وہاں تم عزت اور آزادی سے رہو گی۔“

پھر اس نے کرونا سے پوچھا ”کیا تم الپا کی وفادار ہو؟“

”میں کسی کی وفادار نہیں ہوں۔ آزاد اور خود مختار ہوں۔“

”لیکن آج سے میری معمول اور محکم بن کر رہو گی۔ میرے تمام احکامات کی تعمیل کرتی رہو گی۔“

”میں تمہاری معمول معمول اور محکم بن کر رہوں گی۔ تمہارے احکامات کے مطابق زندگی گزارتی رہوں گی۔“

اس نے کرونا کو تنویری نیند سے سونے کا حکم دیا وہ سو گئی۔ اس وقت پارس کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ حامل بچ پال کی ہم سے تعلق رکھنے والا جوزف وہی ہے۔ ویسے جلد ہی معلوم ہونے والا تھا۔ جوزف کو یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ پارس کے پاس آکر اس کی نظروں کے سامنے یہ کھیل کھیل رہا ہے اور یہ کھیل آگے چل کر بہت مہنگا بننے والا ہے۔

○☆☆○

ہانگ کانگ کے ساحل سے دور تاناکا کوڈو کا ایک بحری جہاز سمندر میں کھڑا ہوا تھا۔ اس جہاز میں وہ تینوں انڈر ورلڈ کے گاؤں فادرز موجود تھے۔ ان کی خفیہ ملاقات کے لیے جہاز کو سمندر کے اس حصے میں لایا گیا تھا۔ ایسی جگہ کوئی دشمن چھپ کر نہیں آسکتا تھا۔ آنے والا کھیلے سمندر میں صاف نظر

آجاتا۔

اس کے چھ سو رانی سمندر میں دور دور تک نظر آتے۔ ان کے تعاون کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ وہ میاں دوڑانے کے لیے جہاز کے عرشے پر چاروں طرف نظر کرتے ہوئے تھے۔ ہائی چھ سو رانی جہاز کے اندر بڑے مال پر تھے۔ اس ہال میں وہ تینوں گاؤں فادرز بیٹھے ہوئے تھے۔ چھ سو رانی میں سے دو ایسے تھے۔ جنہیں سونیا اپنا معمولی ہائی چھ سو رانی میں سے دو اور ایسے تھے جو کھوار بازی کا مظاہرہ کرنے کے لیے تھے۔

میں زخمی ہو گئے تھے۔

ان کے زخم معمولی تھے۔ مہر مہی کوئی گئی تھی۔ وہ پیلے کی طرح چاق و چوبند نظر رہے تھے لیکن مجھے ان کے زخموں میں جگہ بنانے کا موقع مل گیا تھا۔ میں نے پچھلے رات انہیں بھی معمول بنایا تھا۔ اب وہاں چار سو رانی میرے اور سونیا کے معمول تھے۔ ہم دونوں ان کے ذریعے تاناکا کوڈو کے بالکل قریب پہنچے ہوئے تھے۔

اسے آسانی سے ہلاک کیا جاسکتا تھا یا زخمی کر کے مار کے دماغ میں پھنسا جاسکتا تھا لیکن کچھ کرنے سے پہلے مجھے طرح سوچنا پڑا۔ لازمی تھا ایسی جلدی نہیں تھی۔ وہ اس طرح بھی جانے والوں سے نجات نہیں ملے گی۔ اس وقت تک سے باہر سمندر میں کہیں جانے والا نہیں تھا۔

وہ تینوں بہت پریشان تھے۔ تاناکا کہہ رہا تھا ”میں نے اپنی چار ٹیلی پیٹھی جانے والوں کو دوست بنا کر بہت بڑی مہینے کے ذریعے ہماری شہ رگ تک پہنچ جائیں گے۔ میں تو کچھ مول لی ہے۔ انہوں نے ہمارے ایک اہم مشین آئرن ٹرن میں بھی خفیہ میننگ کے لیے کہیں رو بہو ہلاک کیا ہے اور انکار کر رہے ہیں کہ ایسا انہوں نے نہیں کیا۔ ہم اپنی اپنی موٹر بوٹ کے ذریعے اس جہاز سے باہر ہے۔ ہم ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔ وہ ہمیں گے ایک دوسرے کو یہ نہیں بتائیں گے کہ کہاں زبردست ہیں۔ کہاں رہتے ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟ کس طرح ہمارے ہیں کچھ عرصے تک فون کے ذریعے بھی رابطہ نہیں ہمارے خاص آدمیوں کے دماغوں میں پہنچ رہے ہیں؟ ہم نہیں کریں گے۔“

کچھ بتائیں چلتا ہے۔“

دوسرے گاؤں فادر نے کہا ”وہ ہماری مدد کے لیے آئے۔ وہ اپنی سلاحتی کے تھے اور اب ہمارے ہی اندر بڑی رازداری سے ہمارے ہاتھ ہمارا اشارہ ملتے ہی وہ ایکشن میں آجائیں۔ ہائی دو خلاف کیا کچھ کر رہے ہیں۔ ہم نہیں جانتے؟“

تیسرے گاؤں فادر نے کہا ”یہ چاروں تو ہمارے لیے زبردستی سے زیادہ خطرناک بن گئے ہیں۔ ان سے کسی طرح بھی چھڑانا چاہیے۔“

ایک نے کہا ”ہم آج ایسے ہی میاں جمع ہوئے ہیں۔ خلاف ہمیں دوست بنایا اور اب دشمنی کر رہے ہیں۔“

فریاد کے مقابلے میں ان کی ٹیلی پیٹھی بہت مہنگی پڑی ہے۔ ہم ٹیلی پیٹھی کے بغیر ہی اس علاقے کے بے تاج بارشاہ کے بیٹے کی طاقت اور اسے ذرا لے کر اسے دونوں ہاتھوں سے تمام کر سو رانی سے کہا ہوئے تھے۔ ہم ذہانت، اپنی طاقت اور اسے ذرا لے کر اسے دونوں ہاتھوں سے تمام کر سو رانی کے اندر گھس آئے ہو۔ میرے قریبی جانے والوں کے محتاج بن کر بالکل ہی تباہ و برباد ہوئے۔

اب تو کل کر دھوکا دینا ہی پڑے گا۔ سوچا تھا۔ آئرن ٹرن کی ہلاکت سے انکار کرتا رہوں گا اور اس کی ہلاکت کا تاناکا کوڈو نے کہا ”میں ان سے صاف کہہ دوں گا کہ تمام فریاد کوڈو رہوں گا مگر تم تو میں زیر زمین جا کر چھپنا

چاہتے ہو۔“

دوسرے سو رانی نے اپنی پشت سے کھوار کھینچ کر ہاروے کی آواز اور لہجے میں کہا ”ہم تمہیں چھیننے سے پہلے ہی ختم کر دیں گے پھر میاں تمہاری جگہ انڈر ورلڈ کے بے تاج بادشاہ بن کر رہیں گے۔“

اس سو رانی نے تاناکا پر حملہ کیا۔ وہ حملے کے جواب میں تلے کرنے لگا۔ تاناکا بہت زبردست اور خطرناک کھوار باز تھا۔ اس نے ایک کے بعد دوسرا پیٹرا بدلتے ہی سو رانی کی گردن اڑا دی۔

دوسرا سو رانی اس کے مقابلے پر آیا پھر تیسرا آیا۔ تاناکا چاروں طرف کھوم کھوم کر بڑی مٹاشانی سے کھوار چلا رہا تھا۔ وہاں دو سو رانی ہمارے زیر اثر نہیں تھے۔ وہ تاناکا کی طرف سے مقابلہ کرنے لگے۔ ہائی دو گاؤں فادر سم کر ایک گوشے میں جا کر دیکھ گئے تھے۔

تاناکا کو اپنے دو سو رانی سے تحفظ حاصل ہو گیا تھا۔ اس نے تین منٹ کے اندر ہی ہمارے تینوں سو رانی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ قسمت کا دشمن تھا۔ میرے اور سونیا کے حملے سے بچتا ممکن نہیں ہوتا لیکن وہ بچ گیا تھا۔ یہ ہمارے لیے مایوسی کی بات نہیں تھی۔ میں نے بھی اس کے دو بڑے حملوں کو ناکام بنایا تھا۔

اس نے اپنے دو سو رانی سے کہا ”اور عرشے پر چھ وفادار سو رانی ہیں لیکن میں صرف تم دونوں پر بھروسہ کرؤں گا۔ جاؤ اور ہم تینوں گاؤں فادرز کی موٹر بوٹس نکالو۔ ہم کسی بھی سو رانی کی نظروں میں آئے بغیر ابھی میاں سے جا میں گئے۔“

وہ دونوں حکم کی تعمیل کے لیے چلے گئے۔ موبائل فون کا بڑبڑانا دیا۔ تاناکا نے اسے آن کر کے کان سے لگایا پھر غصے سے پوچھا ”کون ہے؟“

دوسری طرف سے بائرن ٹوڈ نے پوچھا ”تاناکا اتنے غصے میں کیوں ہو؟“

وہ دھاڑتے ہوئے بولا ”ڈیلیل“ کتے تو نے میرے چار سو رانی کو آکر کار بنایا تھا۔ مجھے مار ڈالنا چاہتا تھا۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ میں نے ان چاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ میں میاں سے جا رہا ہوں تو اپنے آکر کاروں کا ماتم کرنے آسکتا ہے۔ تجھے تیری دوستی پڑی!“

اس نے فون بند کر دیا۔ دوسری طرف بائرن ٹوڈ نے اپنے فون پر ہیلو کہہ کر اسے مخاطب کیا پھر فون بند کر کے سوچنے لگا ”چار سو رانی؟ اور میرے آکر کار اس کا مطلب ہے فریاد نے پھر میرے خلاف زبردست چال چلی ہے۔“

اس نے خیال خوانی کے ذریعے ہاروے پیکر برائن اور

سائن کو بلایا پھر کہا "ہم سمجھ رہے تھے کہ فرہاد ہم پر حملے کرنے کے لیے ہمیں تلاش کرے گا لیکن اس نے ایسی چال چلی ہے جس کی ہم توقع نہیں کر سکتے تھے۔"

ہاروے نے پوچھا "اب وہ کیا کر رہا ہے؟"

"جو کرنا تھا کرچکا ہے پہلے اس نے ٹانگا کے خاص مشیر آئرن مین کو قتل کیا اور اس کے دل میں یہ شک ڈال دیا کہ ہم نے اسے قتل کیا ہے۔"

بیکر رائٹ نے کہا "اس نے بچکانہ چال چلی ہے۔ ٹانگا ہم سے بدظن نہیں ہوگا؟"

"بچکانہ ہے فرہاد نے اس کے چار سوراخی کو آلہ کار بنا کر اس پر قاتلانہ حملے کرائے اور یہی ظاہر کیا ہے کہ ہم ان سوراخی کے ذریعے اسے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ فحش کیا ہے اور آپ اسے پورا یقین ہو گیا ہے کہ ہم دوستی کی آڑ میں اس سے دشمنی کر رہے ہیں۔"

ہاروے نے کہا "ہم اسے سمجھائیں گے اس کی غلط فہمی دور کریں گے۔"

بائرن ٹوڈ نے غصے سے کہا "اس نے مجھے گالیاں دی ہیں۔ نہ وہ دوستی کرے گا اور نہ ہم کریں گے میں نے کبھی اپنے ماں باپ سے بھی گالیاں نہیں سنیں۔ میں اس سے کو گالیوں کا ایسا جواب دوں گا کہ وہ زندگی بھر یاد کرنا پڑے گا۔"

بیکر رائٹ نے کہا "فرہاد یہی چاہتا تھا کہ ہم بھی غصے میں اس سے دشمنی کریں۔ وہ اپنے دشمن کو ہمارے ہاتھوں ذلیل کرنا اور مارنا چاہتا ہے۔"

"ٹانگا کا میرے ہاتھوں برے انجام کو پہنچے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فرہاد بچ جانے لگا۔ اس نے ایک بچکانہ چال چلی اور کامیاب ہو گیا لیکن ایسی چالیں ہمارے خلاف چلے گا تو کسی کی موت مارا جائے گا۔"

سائن نے پوچھا "فرہاد اس وقت کہاں ہوگا؟"

بائرن ٹوڈ نے کہا "مارلی کے ساتھ ہانگ کانگ میں ہے۔"

"تم کیسے جانتے ہو؟"

"میں یہ بتا دوں کہ ہانگ کانگ پہنچا ہوا ہے۔ میں نے فلائنگ کبھی میں مارلی کا نو سیٹر اور بیلی گاؤں دیکھا ہے۔ اب میں معلوم کر رہا ہوں کس ہوٹل یا کس پرائیویٹ ہنگلے میں ہے۔"

ہاروے نے پوچھا "تم ہانگ کانگ کیوں گئے ہو؟"

"ایک طویل عرصے کے بعد یہ معلوم ہوا ہے کہ فرہاد گوش نشینی سے نکل کر میدان عمل میں آیا ہے۔ ایسے وقت دشمن اسے ہر طرف سے گھیرتے ہیں۔ اسے ٹرپ کرتے ہیں۔ اسے قتل کرتے ہیں۔ بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ ڈی فرہاد

تھا لیکن اس بار بچ اصل فرہاد ہانگ کانگ میں موجود تھا وہ نہیں جانتا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ میں اس کا سامنا کروں گا۔ اسے اچھی طرح ہنگلے میں لانے کے بعد اصل چہرہ دیکھوں گا پھر ٹیلی ویژن کی دنیا کے سب سے کھلاڑی کو کوئی مارنے کا اعزاز حاصل کروں گا۔"

ہاروے نے کہا "مارلی کے تمام دشمن اسے ہانگ شہر میں بھی نقصان نہیں پہنچاتے۔ یہاں کی پولیس اور جس والوں نے وارنٹ دی ہے کہ مارلی کو کبھی نقصان نہ پہنچائیں۔ ہمارے جیسے مجرموں کے خلاف کارروائیاں کی جا رہی ہیں لیکن ہمارے خلاف کون کارروائی کرنے آئے گا۔"

موقع ہے۔ مارلی اور فرہاد کو اسی شہر میں گھیر کر قتل جائے۔"

بیکر رائٹ نے کہا "مگر وہ دونوں قلعے میں چلے گئے تو وہاں تک ہماری رسائی ممکن نہیں ہوگی۔"

بائرن ٹوڈ نے کہا "سائنز ہم پہلے بھی فلائنگ کبھی چند افراد کو آلہ کار بنا کر مارلی کے نو سیٹر میں خرابی پیدا ہو۔ وہ بار بار دھوکا نہیں کھائیں گے لیکن تم وہاں کے افراد کے دماغوں میں آتے جاتے رہو۔ مارلی یہاں رواں کی کے سلسلے میں انہیں پہلے سے اطلاع دے دیے۔ طرح نہیں اس کی یہاں سے رواں کی کا وقت مطلوب ہوگا۔ ہم اسے جزیہ لن ناؤ اور قلعے میں جانے سے روک گے۔"

"بیکر تم یہاں کے تمام ہوٹلوں اور کلبوں میں تلاش کرو۔"

ہاروے نے کہا "میں یہاں کے سرکاری عہدے کے خلیات پڑھنے جا رہا ہوں۔ ان میں سے کسی نہ ضرور معلوم ہوگا کہ مارلی کا قیام کہاں ہے۔"

وہ چاروں مجھے اور سونیا کو گھیرنے اور ختم کرنے کے لیے بھرپور پلاننگ کر رہے تھے۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ سب کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ اتنی تو شغل کئی کئی کوڑ کا اعتماد ہارنے کے بعد وہ چاروں اور شدت سے تلاش کریں گے۔ ان کے لیے یہ آسانی ہوگی کہ میں مارلی کے ساتھ ہانگ کانگ میں ہوں۔

دشمنوں سے محتاط رہنے کا مطلب ہے 'موت' رہو اور اس سے تو رہتا ہی پڑتا ہے۔ پیدا ہوتے ہی زندگی کو مار ڈالنے کی پلاننگ کرتی رہتی ہے۔ سبھی کے ایسا ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ کچھ زیادہ ہو رہا تھا۔



شیوانی کو اس ہنگلے میں نظر بند رکھا گیا تھا۔ آگے پیچھے دو دو گارڈز دن رات پھردے دے دیتے

دیکھا جائے تو چار پہرے دار کچھ نہیں ہوتے۔ شیوانی انہیں دھوکا دے کر کسی وقت بھی جا سکتی تھی لیکن اعلیٰ عہدے والوں نے درپردہ پراخت پر انگلیاں اٹھائیں۔ اپنے تین ٹیلی ویژن ریڈیو والے تھری جے سے کہا تھا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے کڑی نگرانی کریں۔

ذریعے کڑی نگرانی کریں۔

تمام اعلیٰ عہدے داروں نے تھری جے کا برین واش کرایا تھا پھر اسکاٹ لینڈیا رڈ کے پینٹنزم کے ماہرین کے ذریعے انہیں اپنے ادارے کا وفادار بنایا تھا۔ ان تینوں پر پورا اعتماد تھا کہ آئندہ ان کے معمولی اور وفادار رہیں گے۔ ان کے ساتھ انہیں نے یقین سے کہا تھا کہ وہ تینوں شیوانی کے وفادار رہنا باہرین کے ہیں۔ پورس یا کوئی بھی ٹیلی ویژن جی جی جانے والا ان کے ہونٹلے میں نہیں جا سکے گا۔

جے کا فونے ڈائریکٹر جنرل سے کہا "شیوانی کا دماغ غیر معمولی ہے کوئی بھی ٹیلی ویژن جی جی جانے والا اس کی مرضی کے بغیر اس کے خلیات پڑھ سکتا ہے نہ اسے دماغی کمزوری میں مبتلا کر سکتا ہے۔ ہم اس کے دماغ میں رہ کر اس کی نگرانی نہیں کر سکیں گے۔"

جے فونے نے کہا "اس طرح ہم اس کی اور پورس کی گفتگو بھی نہیں سن سکیں گے۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے اور کیا کرنے والی ہے۔"

جے سامو نے کہا "وہ ہنگلے کے اندر تھا ہے۔ کسی ملازم یا ملازمہ کو آنے کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ ہنگلے کے آگے پیچھے چار مسلح گارڈز ہیں۔ ہم ان کے دماغوں میں رہ کر باہر سے شیوانی کی نگرانی کر سکتے ہیں۔"

ڈائریکٹر جنرل نے کہا "یہ بڑی مشکل ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ ہنگلے کے اندر شیوانی کی نگرانی کیسے کی جائے اگر غیر الیکٹرونک آلات نصب کیے جائیں گے تو اس چالاک جاسوس سے مجھے نہیں رہیں گے۔ وہ انہیں ناکارہ بنا دے گی۔"

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا "اتنا اطمینان ہے کہ وہ ہمارے چار پہرے داروں کو دھوکا نہیں دے سکے گی اگر پورس اور دوسرے ٹیلی ویژن جی جی جانے والے ان پہرے داروں کو ٹرپ کریں گے تو ہمارے ٹیلی ویژن جی جی جانے والوں کو خبر ہو جائے گی۔ وہ ہمیں بروقت اطلاع دیں گے تو شیوانی کے فرار کے تمام راستے مسدود کر دیے جائیں گے۔ تمام زندگی دہلی اور فضائی راستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے۔"

"ہم نے اپنے طور پر مکمل انتظامات کیے ہیں لیکن پورس نے عدالت میں کہا تھا کہ ہم فراہمی تیور کی ہو کو ایک دن کے لیے بھی قیدی بنا کر نہیں رکھ سکیں گے۔"

ایک عہدے دار نے کہا "وہ تین گھنٹوں سے نظر بند ہے ایک ناکہ کچھ نہیں ہوا ہے۔ یہ اسکاٹ لینڈیا رڈ ہے۔ دنیا کے

تمام مجرموں پر ہمارے ادارے کی دہشت طاری رہتی ہے۔ یہاں کے ممنوعہ علاقوں میں ایک چیونٹی بھی رینگ کر نہیں آسکتی۔ اس نے بچکانہ دعویٰ کیا ہے۔"

دوسرے عہدے دار نے کہا "جو نہیں سمجھنے کا ایک دن ہوتا ہے۔ تین گھنٹے گزر چکے ہیں۔ باقی ایس گھنٹوں میں وہ کیا کر لے گا؟ کیا ہمارے سخت حفاظتی انتظامات کو توڑ کر آسکے گا؟"

وہ اس سلسلے میں تمام پہلوؤں پر غور کر رہے تھے اور مطمئن ہو رہے تھے پھر ڈائریکٹر جنرل نے کہا "اس نے مشین کا جو نقشہ دیا ہے وہ اصلی ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ کامیابی سے مشین تیار کر لیں گے لیکن عقل کتنی ہے کہ دشمن کے دے ہوئے تختے کے پیچھے بھی کوئی چال ہوتی ہے۔ ہماری توقع کے خلاف کوئی بات ہو سکتی ہے۔"

"یہ اندیشہ ضرور ہے لیکن پورس کی یہ بات بھی درست ہے کہ وہ لوگ ٹرانسفا ر مشین کے نقشے شہر کی ہر طرح پاٹ رہے ہیں۔ یہی نقشہ انہوں نے جمہوریہ چین کو دیا ایسے ہی ایک نقشے سے اسرائیل میں مشین تیار ہو گئی۔ آئندہ خڑلے گی کہ دوسرے ممالک بھی یہ مشین تیار کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں۔ ہمیں پیچھے نہیں رہنا چاہیے ہم یہ مشین ضرور تیار کریں گے۔"

ایک عہدے دار نے کہا "اگر مشین تیار کرنے کے بعد ہماری توقع کے خلاف کوئی نقصان پہنچے گا تو ہم اسے برداشت کریں گے اگر نقصان نہ پہنچا تو ہم چین اور اسرائیل کی طرح فائدے میں رہیں گے۔"

ایسے وقت جے کا فونے ڈائریکٹر جنرل کو مخاطب کیا "سر ممنوعہ علاقے میں کوئی داخل ہوا ہے۔ الیکٹرونک آلات کام نہیں کر رہے ہیں۔ وہ شیوانی کے ہنگلے سے ابھی دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ وہاں جو جاسوس اور سیکورٹی گارڈز ہیں۔ ان کے خلیات بتا رہے ہیں کہ جو شخص آیا تھا۔ اس نے پانچ نہیں گئیے حمزہ وہ آیا تھا۔ وہ وہاں سے گزر گیا ہے اور یہ لوگ الیکٹرونک آلات کے ذریعے متعلقہ سیکورٹی فورس کو سنسٹل نہیں دے رہے ہیں۔ پلیز فوراً ایکشن لیں۔"

ڈائریکٹر جنرل ٹیلی فون کے ذریعے تمام متعلقہ افسران اور سیکورٹی فورس والوں کو خطرے سے آگاہ کرنے لگا۔ چند منٹوں میں پوری سیکورٹی فورس حرکت میں آگئی۔ وہاں کے راستے پر گاڑیاں دوڑنے لگیں۔ وہ گاڑیاں شیوانی کے ہنگلے کے چاروں طرف آکر رک گئیں۔ تمام گارڈز ٹینس اٹھائے تیزی سے دوڑتے ہوئے پوزیشن لینے لگے۔ انہیں حکم دیا گیا تھا "وہاں آنے والے کو کوئی نہ ماری جائے گرفتار کیا جائے اگر وہ خود کو گرفتاری دے لے پیش نہیں کرے گا تو اسے زخمی

کر کے قیدی بنایا جائے۔

انہیں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ انتظار کر رہے تھے۔ ڈائریکٹر جنرل کے موبائل کا بڑا سٹائیپا۔ وہ اسے آن کر کے کان سے لگا کر بولا "ہیلو میں ڈی جی بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے آواز سٹائیپا دی "میں گھٹام بول رہا ہوں۔ آپ نے میری دھرم پتی شیوانی کو قیدی بنایا ہے اور اس کے بچنے کے چاروں طرف گولیوں کا گڑا ہے۔ سچ فورس کا پیراگاہا ہے۔ یہ ظلم ہے، نا انصافی ہے لیکن میں اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں۔ اس سے ضرور ملوں گا۔"

"تم ناگل ہو۔ بے وقوف ہو۔ یہ نہیں جانتے کہ اسے کتنی سخت نگرانی میں رکھا گیا ہے۔ تمہیں وہاں جانے کی اجازت نہیں ملے گی۔"

"کیا میں تمہاری اجازت کا محتاج ہوں؟ میں تو یہاں پہنچا ہوا ہوں۔"

"کیا! ڈائریکٹر جنرل نے شدید حیرانی سے پوچھا "تم اس ممنوعہ علاقے میں ہو۔ کیا تمہیں کوئی سبب دیکھ رہا ہے؟ نہیں۔ تم مجھ سے بول رہے ہو۔ میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔" "میں تمہارے الیکٹرونک نظام کو ناکارہ بنا کر اس علاقے میں داخل ہو گیا ہوں۔ شیوانی کے بچنے کے قریب ہوں دو افسران اور کئی مسلح جوان میرے آس پاس ہیں لیکن میری آنکھوں کی حرارت سے ان کی کھوپڑیاں گرم ہو گئی ہیں۔ یہ میری مرضی کے بغیر میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکیں گے۔ میں علم دوں گا تو یہ خود کشی کر لیں گے۔"

جے کاٹونے خیال خوانی کے ذریعے ڈی جی سے کہا "سر یہ درست کہہ رہا ہے۔ جو لوگ الیکٹرونک نظام کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ وہ بھی اس کی آنکھوں سے محروم ہو گئے تھے۔ یہ یکے بعد دیگرے پوری فورس کو محروم کرتا جائے گا۔"

ڈی جی نے پوچھا "تم کتنا کیا چاہتے ہو۔ کیا اسے شیوانی سے ملنے کی اجازت دی جائے؟"

"میں چاہتا ہوں اسے دھوکا دیا جائے اسے شیوانی سے ملنے کی اجازت دی جائے گی تو وہ پھر کسی کو محروم نہیں کرے گا۔ شیوانی کے عشق میں بچنے کی طرف جائے گا۔ ایسے وقت اسے چاروں طرف سے دبوچ کر اس کے سر اور چہرے کو کسی غلاف سے ڈھانپ دیا جائے پھر وہ کسی کو دیکھ نہیں سکے گا۔ کسی کو محروم نہیں کر سکے گا۔"

اس مشورے پر عمل کیا گیا۔ یوں بھی گھٹام سر سے پاؤں تک ایک لبادے میں چھپا رہتا تھا۔ جسم کہیں سے نظر نہیں آتا تھا۔ کبھی کبھی چہرے کی تھک دھائی دیتی تھی۔ ایسے لباس میں وہ شیوانی سے ملنے کی اجازت حاصل کر کے بچنے کی طرف جانے لگا تو چاکا اسے چاروں طرف سے دبوچ کر سر

سے لے کر گردن تک پورے چہرے کو غلاف سے ڈھانپ گیا۔ اس کے ہاتھوں کو پٹ پٹا ہوا ہوا گیا۔ ایک اڑھائی سے زمین پر گر کر کہا "میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ فوراً کیوں آئے ہو۔ کیا تمہیں پورس سے بھیجا ہے؟" گھٹام کو کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ ایک طرف اٹھا کر بولا "یہ پورس کون ہے؟ کیا میں اپنی بیوی سے ملنے کے لیے کسی پورس سے اجازت لے کر آؤں گا؟ میرا کھولو۔"

جے سامنے اس افسر سے کہا "ناگل کا پورس کو نہیں جانتے شیوانی کے عشق میں آیا ہے۔" دوسری طرف ڈائریکٹر جنرل نے فون کے ذریعے جے سے پوچھا "یہ کیا چکر ہے ایسے وقت گھٹام کیوں رہا ہے۔ کیا تم اس کے ذریعے فرار ہو سکتے ہو؟"

شیوانی نے کہا "آپ لوگ بوکھا گئے ہیں۔ میں بچنے کے اندر نہیں آئے دوں گی۔ اس سے بات بھی کرنا چاہوں گی تو وہ مجھے یہاں سے کیسے بھگا کر لے جائے گا۔ میں بری طرح نیشن میں ہوں۔ میری طبیعت خراب ہے۔ اس باگل کو یہاں سے بھگا میں اور کسی لیڈی کی یہاں بھیج دیں۔"

ادھر گھٹام چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "شیوانی میں تم سے کر جاؤں گا۔ تمہارے لیے مقدمہ لڑوں گا۔ تمہیں اپنے سے رہائی دلاؤں گا۔ ایک بار مجھ سے مل کر باتیں کرو۔" شیوانی نے دروازہ کھول کر باہر آدے میں نکل گیا۔ دیکھا۔ پہلے تو وہ لبادے میں چھپا رہتا تھا۔ اب گردن غلاف میں چھپا ہوا تھا۔ وہ بولی "مجھ سے مل کر نہ کرنا۔ مجھے دیکھ نہیں سکو گے۔ میں زیادہ باتیں نہیں کروں گی۔" جے بچ رہا تھا۔ وہ تو اب یہاں سے چلے جا رہا تھا۔ لے کے قانونی جنگ لڑو۔ یوں منہ پر نقاب ڈال کر اندر سے بولتے رہو گے تو مجھے رہائی نہیں ملے گی۔ میں کچھ بتا رہا ہوں۔ فائر گاڑ سیک یہاں سے جاؤ۔"

وہ پلٹ کر اندر گئی پھر دروازے کو اندر سے بند کر گھٹام کو پاں سے جانا پڑا۔ ڈائریکٹر جنرل نے جے کاٹونے سے کہا "شیوانی نیشن میں ہے۔ اسے طبی معائنے کی ضرورت ہے۔ ہم اپنے ادارے کی قابل اعتماد لیڈی ڈاکٹر کو بھیج دیں۔ تمہیں اس ڈاکٹر کے دماغ میں مسلسل رہو گے۔ ہماری توقع کے خلاف کوئی چال چل سکتے ہیں۔"

جے کاٹونے کہا "آپ اطمینان رکھیں۔ اس کے دماغ میں محتاط اور مستعد رہیں گے۔ دھوکا نہیں دے سکیں گے۔" پندرہ منٹ بعد شیوانی کو اطلاع دی گئی کہ اس کی

پہچانی لیڈی ڈاکٹر معائنے کے لیے آرہی ہے اگر وہ نیشن میں ہے تو اسے ذہنی آسودگی کے لیے دو انیس دی جائیں گی۔ پھر اسے وارننگ دی گئی کہ وہ پورس کی باتوں میں آکر لیڈی ڈاکٹر کو نقصان پہنچانے اور وہاں سے فرار ہونے کی حثیت نہ کرے۔ ان کے ٹیلی فنی جاننے والے لیڈی ڈاکٹر کی حفاظت کے لیے موجود رہیں گے۔

سات بجے گزر چکے تھے رات ہو چکی تھی۔ بچنے کے اطراف اب پہلے جیسی حالت فورس نہیں تھی۔ سامنے ایک جگہ میں ایک سیکورٹی افسر دروازے کے ساتھ موجود تھا۔ اس نے لیڈی ڈاکٹر کی کار کو اچھی طرح چیک کیا۔ اسے غور سے دیکھا پھر جانے کی اجازت دی۔ کار اچالے کے اندر جا کر برآمدے کے سامنے رگ گئی۔ لیڈی ڈاکٹر نے دروازے پر آکر کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ شیوانی نے آکر دروازہ کھولا پھر مکرار اسے اندر بلایا اور دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے تمام اعلیٰ عہدے دار مطمئن تھے۔ ایک توخت حفاظتی انتظامات تھے پھر یہ تین ٹیلی فنی جاننے والے اس لیڈی ڈاکٹر کے اندر موجود تھے۔ کسی طرح بھی دھوکا نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ بات عقل میں نہیں آسکتی تھی کہ ایسے میں خلاف توقع کوئی بات ہو سکتی ہے۔

ہاں جو کبھی سوچ نہیں سکتے تھے۔ وہ صدمہ پہلے ہو چکا تھا۔ پورس نے باگ کالک میں بڑی محنتوں سے تقری بے کو اپنا معمول بنایا تھا۔ وہ ان سے محروم ہونے والی بازی ہارنا گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں کو موقع دیا تھا کہ ان تینوں کے برین واش کریں اور ان پر توخمی عمل کرانیں۔ وہ توخمی عمل کے دوران میں ان کے اندر موجود رہا تھا۔ جب انہیں توخمی نیند سلایا گیا تب اس نے دوبارہ مختصرے عمل کے ذریعے انہیں اپنا معمول بنایا تھا۔ وہ دروازہ اب بھی پورس کے ہی وفادار تھے۔

آدھے گھنٹے بعد بچنے کا دروازہ کھل گیا۔ لیڈی ڈاکٹر باہر آکر کار میں بیٹھ گئی۔ وہ کار اشارت ہو کر وہاں سے جانے لگی۔ کار کے ڈرائیور کو پہلے ہی آلہ کار بتایا گیا تھا۔ وہ تیزی سے اڑا کر رہا ہوا وہاں سے دس کلومیٹر دور ایک میدان میں گیا۔ وہاں ایک بلی کا پتھر کھڑا ہوا تھا۔ لیڈی ڈاکٹر کار سے نکل کر تیزی سے چلتی ہوئی بلی کا پتھر میں آکر بیٹھ گئی پھر غصے کو دل کرنے لگی۔ بلی کا پتھر فضا میں بلند ہو کر پوزا کر رہا ہوا

تو ڈی جی نے پریشان ہو کر اس سیکورٹی افسر سے رابطہ کیا۔ جو شیوانی کے بچنے کے باہر ڈیوٹی پر تھا۔ اسے حکم دیا گیا۔ فوراً بچنے کے اندر جاؤ اور شیوانی کے بارے میں رپورٹ دو۔ وہ افسر بچنے کے برآمدے میں آیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد ہی وہ بلی کا پتھر کوئی فلائنگ سٹیل دیے بغیر وہاں سے چلا گیا ہے۔

ان تمام عہدے داروں کی توجہ شیوانی کی طرف تھی۔ وہ انتظار کر رہے تھے کہ لیڈی ڈاکٹر اسے دو انیس دے کر واپس جانے کی توخمی ہے ان سے رابطہ کریں گے لیکن ایک گھنٹا گزرنے کے باوجود انہوں نے رابطہ نہیں کیا۔

ایک نے حیران ہو کر پوچھا "یہ تینوں ٹیلی فنی جاننے والے خاموش کیوں ہیں۔ کیا شیوانی کا معائنہ کرنے اور دو انیس دینے میں اتنا وقت لگتا ہے۔ ڈاکٹر ابھی تک واپس نہیں گئی ہے؟"

بچنے کے باہر ڈیوٹی پر رہنے والے سیکورٹی افسر سے رابطہ کیا گیا۔ اس افسر نے کہا "سر لیڈی ڈاکٹر بہت پہلے ہی واپس جا چکی ہے۔"

ڈی جی نے حیرانی سے کہا "جب وہ جا چکی ہے تو تقری بے مجھے رپورٹ کیوں نہیں دے رہے؟"

ان تینوں ٹیلی فنی جاننے والوں کو ایک بہت بڑا بھگلا الاٹ کیا گیا تھا۔ اس بچنے کے اطراف سیکورٹی گاڑ رہا کرتے تھے۔ وہ سب یوگا کے ماہر تھے۔ تاکہ وہ ٹھہری جے کبھی انہیں آلہ کار بنا کر وہاں سے فرار نہ ہو سکیں۔ وہاں کے سیکورٹی افسر سے پوچھا گیا "کیا وہ تینوں اپنے بچنے کے اندر ہیں؟"

"نہیں سر۔ ہم نے انہیں بچنے کے باہر آتے نہیں دیکھا ہے۔ انہیں اندر ہی ہونا چاہیے۔"

اس افسر کو حکم دیا گیا "دروازے پر جاؤ۔ دستک دو۔ اسے کھلوانے کے بعد اندر جا کر دیکھو وہ تینوں موجود ہیں یا نہیں۔"

حکم کی تعمیل کی گئی۔ دروازے پر بار بار دستک دی گئی۔ اندر سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ سیکورٹی افسر اپنے گاڑ کے ساتھ دروازہ توڑ کر اندر آیا۔ وہ تینوں ڈانگ روم میں نظر آئے۔ وہ فرش پر اُدھر اُدھر جس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ وہ سب تیزی سے ان کے پاس گئے۔ ان کا معائنہ کیا تو پتا چلا۔ وہ زندہ ہیں۔ ہوش و حواس میں بھی ہیں لیکن بے حد کمزور ہیں۔ کمزوری اتنی ہے کہ ان میں بولنے کی بھی سکت نہیں ہے۔ ان کے لیے فوراً طبی امداد طلب کی گئی۔ اعلیٰ عہدے داروں کو اطلاع دی گئی۔

ڈی جی نے پریشان ہو کر اس سیکورٹی افسر سے رابطہ کیا۔ جو شیوانی کے بچنے کے باہر ڈیوٹی پر تھا۔ اسے حکم دیا گیا۔ فوراً بچنے کے اندر جاؤ اور شیوانی کے بارے میں رپورٹ دو۔

وہ افسر بچنے کے برآمدے میں آیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

اس نے اندر آکر دیکھا۔ ایک بیڈ پر لیڈی ڈاکٹر پڑی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور منہ پر نیپ چکا ہوا تھا۔

انہوں نے اس کے ہاتھ پاؤں کھولے۔ منہ پر سے نیپ ہٹایا پھر پوچھا ”شیوانی کہاں ہے؟“

لیڈی ڈاکٹر نے کہا ”وہ میاں سے میرا لباس پہن کر باہر گئی تھی۔“

”اوہ گاڈ! وہ شیوانی تھی۔ ہم سمجھ رہے تھے تم اپنی کار میں جا رہی ہو۔ میں نے وہاں ہی میں کار کی کڑی سے جھانک کر دیکھا تھا۔ تعجب ہے۔ اس کار کی پیچلی سیٹ پر تم دکھائی دے رہی تھیں۔“

”وہ میں نہیں تھی۔ میں تو یہاں ہوں۔ ٹیلی جیتی کے ذریعے تمہیں غائب دماغ بنا کر یہ سمجھایا گیا ہوگا کہ میں اپنی کار کی پیچلی سیٹ پر بیٹھ کر جا رہی ہوں۔“

اس لیڈی ڈاکٹر کو اعلیٰ عہدے والوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس کا اور سیکورٹی افسروں کا بیان سنایا۔ ادھر تین ٹیلی جیتی جاننے والوں کو زوداڑ دوایں دی گئی تھی۔ وہ کسی حد تک بولنے کے قائل ہو گئے۔ انہوں نے بیان دیا ”ہم ڈانگ نیبل کے اطراف بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور دماغی طور پر لیڈی ڈاکٹر کے اندر موجود تھے جب وہ شیوانی کا معائنہ کر رہی تھی۔ ایسے ہی وقت ہمیں کمزوری کا احساس ہوا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی ہماری خیال خوانی کی لہرں واپس آگئیں۔ ہم کمزوری کے باعث خیال خوانی کے قائل نہیں رہے تھے۔“

ڈی جی نے پوچھا ”تمہارے کھانے پینے کی چیزوں میں ضرر رساں دوائیں کس نے ملائی ہوں گی؟ کیسے ملائی ہوں گی؟“

وہاں کے ڈاکٹروں کو حکم دیا گیا کہ ان کے کھانے پینے کی چیزوں کو چیک کیا جائے اور آئندہ چیکنگ کے بغیر کوئی چیز ان کے کچن اور فریج میں نہ پہنچائی جائے۔“

لیڈی ڈاکٹر کی کار کے بارے میں رپورٹ ملی کہ وہ ایک پلے گراؤنڈ میں کھڑی ہوئی ہے۔ اسی میدان میں بلی کا پڑا ہوا تھا۔ یوں بات سمجھ میں آگئی کہ شیوانی اسی بلی کا پڑے کے ذریعے یہاں سے فرار ہو چکی ہے۔

اگر اسی وقت معلوم ہو جاتا تو اس بلی کا پڑے کو گھیر لیا جاتا۔ ملک سے باہر نہ جانے دیا جاتا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

تمام اعلیٰ عہدے والوں کے سامنے وہاں کے نامور جاسوس اور مسخ افسران کھڑے ہوئے تھے۔ ان سب کے سر جھکے ہوئے تھے۔ ڈی جی نے کہا ”کنٹرا بڑھت چلتی انتظام

کیا گیا تھا۔ کوئی انسانی طاقت شیوانی کو اس جگہ سے باہر نہیں لے جاسکتی تھی لیکن پورس اسے لے گیا۔“

ایک عہدے دار نے کہا ”ہم میں سے کسی نے یہ خبر سوچا تھا کہ وہ ہمارے تینوں ٹیلی جیتی جاننے والوں کو ہتھکڑی دے گا۔ انہیں ناکارہ بنانے کے بعد ہی اس نے بازی خیز ہے۔“

ایک نے سوال کیا ”کیا ہم میں سے کسی کی بھی عقل یہ بات نہیں آئی کہ وہ ایسا کر سکتا ہے؟“

”آئندہ ہم یاد رکھیں گے۔ اپنے تینوں ٹیلی جیتی جاننے والوں پر آج نہیں آنے دیں گے۔ ان کا کھانا پیلے دوں گا۔ کھلایا جائے گا پھر انہیں کھانے کو دیا جائے گا۔“

وہ سب اتنا ہی سوچ رہے تھے۔ جتنی ان کی عقل تھی یہ بات ان کے دہم و دنگان میں بھی نہیں آسکتی تھی کہ ان تینوں ٹیلی جیتی جاننے والوں نے پورس کے حکم کے مطابق اعلیٰ کمزوری کی دوائیں خود ہی اپنے حلق سے اتار لیں۔ ایسی چوری اور چال بازی کو کبھی کوئی سمجھ نہیں سکتا تھا۔

ان میں سے ایک جوان افسر نے آگے بڑھ کر ایک کمر پر بیٹھے ہوئے ڈی جی سے کہا ”سٹریٹیجی یہ اسکاٹ لینڈ ہے۔ پوری دنیا میں اس ادارے کا رعب اور دبہ ہے۔ ہم نے پورے پورے ہوئے اس غبارے سے ہوا نکال دی ہے۔ ڈی جی نے ناگواری سے پوچھا ”تم کون ہو؟ ہمارے سامنے بیٹھنے کی جرات کر رہے ہو؟“

”میں پورس بول رہا ہوں۔ میرے بیٹھے پر اعزاز کر رہے ہو۔ کیا مجھے اس کرسی سے اٹھا سکو گے؟“

تمام عہدے دار اور افسران سوالیہ نظروں سے ڈی جی کو دیکھنے لگے۔ وہ بولا ”تمہیں یہاں سے اٹھا کر پھینکا کوئی بات نہیں ہے لیکن تم ٹیلی جیتی کے ذریعے جنگ لڑ رہے اور ہم اس ہتھیار سے خالی ہیں۔“

”جنگ کے دوران میں ہتھیار سے زیادہ ذہانت ضروری ہوتی ہے۔ یہ ذہانت ہے جس نے تمہارے تینوں بیٹھے کے ہتھیاروں کو ناکارہ بنا دیا ہے۔“

”تم نے اپنا تھما نہیں کیا ہے۔ تمہارے پیچھے ملتی جاؤ۔ جاننے والوں کی فوج ہے۔“

مقابلے میں اس ہتھیار سے خالی ہو۔“

جب کھین کا نقشہ ہمیں مل ہی گیا ہے تو ہم اسے ضرور تیار کریں گے۔ جلد ہی تیار کریں گے اور تم نے یہ بہت اچھی بات بتائی ہے کہ ٹیلی جیتی سے زیادہ ذہانت ضروری ہے۔ ہم تمہاری اس بات کو بھی نہیں بھولیں گے۔“

اس جوان افسر نے کرسی سے اٹھ کر کہا ”اور یہ بھی نہ بھولنا کہ ہم جو کچھ ہیں کر گزرتے ہیں۔ میں نے کہا تھا نا ”ذہنیاتی تیوری ہو تو ایک دن کے لیے بھی قیدی بنا کر نہیں رکھ سکو گے۔ تم دیکھ رہے ہو وہ آزاد ہو کر اسکاٹ لینڈ یا رڈ کے تمام اہم راز لے کر یہاں سے جا چکی ہے۔“

وہ بولنے والا جوان خاموش ہو گیا۔ افسروں کی قطار میں جا کر اب سے کھڑا ہو گیا۔ تب تپا چلا کہ پورس جا چکا ہے۔

○☆☆○

اوسمی رات ہو رہی تھی۔ طیارے کے اندر خاموشی تھی۔ کئی مسافر سو رہے تھے اور کئی جاگ رہے تھے۔ سونے والوں میں کوئی تھی۔ جوزف وہاں سے اس پر توہمی عمل کیا تھا۔ اب وہ اپنی توہمی نیند پوری کر رہی تھی۔

کئی جاننے والوں میں پارس اور جوزف دسکی بھی تھے۔ جوزف دسکی انتظار کر رہا تھا کہ کوئی تین گھنٹے بعد نیند سے بیدار ہوگی تو وہ اس کے دماغ میں جانے کا اور وہ ایک معمول اور حکم کی حیثیت سے اسے محسوس نہیں کر سکے گی۔

وہ اسے پتہ تھا کہ کرنے کے بعد مطمئن ہو گیا تھا۔ یہ کبھی سوچ نہیں سکتا تھا کہ وہاں اس کے توہمی عمل میں مداخلت کرنے والا کوئی موجود ہو سکتا ہے۔ وہ پارس کی طرف سے مطمئن تھا۔ اسے پاگل خانے سے آیا ہوا ایک جوان سمجھ رہا تھا۔

پارس نے اس کے یقین اور اطمینان سے فائدہ اٹھایا تھا۔ توہمی نیند کی ابتدا میں ہی اس کے عمل کا توڑ کیا تھا۔ اسے دوبارہ اپنی معمول بنایا تھا۔ اب وہ اس شخص کو پہچانتا چاہتا تھا جو کوئی اپنی معمول بنانا چاہتا تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ اسی جہاز میں موجود ہے اسے پہچاننے کا مسئلہ تھا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس جہاز میں چند نہیں خالی نظر آ رہی تھیں۔ وہ ذرا دور ایک سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔

دائیں ڈال کر جہاز تو مرغا خود ہی واندھنے پہنچ جاتا ہے۔ پارس نے سوچا۔ جو کوئی کو جھانٹنا چاہتا ہے وہ اسے تنہا دیکھ کر ضرور اس کے پاس آئے گا۔ ابھی نہیں آئے گا تو توہمی نیند کا وقت پورا ہونے کے بعد ضرور آئے گا۔ شکار کھیلنے والے کبھی ایسی طرح شکار ہوتے ہیں۔

توہمی دیر بعد ہی اس نے دیکھا۔ جوزف دسکی کو

دیکھنا

کے پاس جا کر بیٹھ گیا تھا۔ پارس پہلے یقین کرنا چاہتا تھا کہ دانے پر آنے والا مرغا وہی ہے۔ کوئی دوسرا بھی خالی سیٹ دیکھ کر ایک حسین جوان لڑکی کے پاس آسکتا تھا۔ کوئی جلدی نہیں تھی۔ انتظار کیا جاسکتا تھا۔

تین گھنٹے گزر گئے۔ کوئی آئیں نہیں کھولیں۔ توہمی دیر تک نظریں جھکاؤں سوچتی رہی پھر سیدی ہو کر سیٹ پر بیٹھ گئی۔ جوزف دسکی نے کہا ”بیلو تم بہت سوتی ہو۔“

کروانے چونک کر اسے دیکھا پھر ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا ”وہ کہاں ہے؟“

”کیا اسے پوچھ رہی ہو جو یہاں بیٹھا ہوا تھا؟ وہ تو کوئی پاگل اور احمق سا جوان تھا۔ مجھ سے دوستی کرو۔ اب تو ہمیں ساتھ رہنا ہے۔“

وہ تعجب سے بولی ”ہمیں ساتھ کیوں رہنا ہے؟ تم کون ہو؟ کیا تم بھی پاگل خانے سے آئے ہو؟“

وہ ہنسنے لگا ”تمہیں پاگل بنانے آیا ہوں۔ تم میری دیوانی بن کر رہو گی۔“

وہ پریشان ہو کر پولی ”اوہ گاڈ! ایک پاگل کیا۔ دوسرا آگیا۔ دیکھو مسٹر میں تمہیں وارننگ دیتی ہوں جہاں سے آئے ہو۔ وہاں جا کر بیٹھ جاؤ۔ ورنہ منہ توڑ کر ہاتھ پر رکھ دوں گی۔“

اس نے بڑے فخر سے مسکراتے ہوئے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ اس نے فوراً ہی سانس روک لی۔ جوزف نے بڑی حیرانی سے اسے دیکھا۔ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کی معمول اور حکوم اسے اپنے دماغ میں نہیں آنے دے گی۔ اس نے دوسری بار اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو پھر اس نے سانس روک کر اسے ہٹا دیا۔ پھر وہ اسے گھور کر بولی ”کیا تم ٹیلی جیتی جاننے ہو؟ کیا تم ہی میرے دماغ میں آ رہے ہو؟“

وہ حیران و پریشان تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اپنے توہمی عمل میں ناکام کیسے رہا ہے۔ وہ غصے سے بولی ”تو کوئی طرح کیوں کھو رہے ہو۔ میری بات کا جواب دو۔ تم اپنی سیٹ چھوڑ کر میرے پاس کیوں آئے ہو؟ تم کون ہو؟“

اس کا وہ غور خور ہوا کہ اسے اپنا معمول بنا چکا ہے۔ اس نے عاجزی سے کہا ”میں دوست ہوں۔ تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ تمہارا نام کروانا ہے۔“

وہ پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ یہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اسے کروانا کی حیثیت سے پہچان لے۔ اس نے پوچھا ”تم مجھے کیسے جانتے ہو؟“

”میں تمہاری بچپن سے سبزی جانتا ہوں۔ تمہارے باپ کا نام جان ڈوگلس ہے۔ تمہاری ماں روسی تھی۔

اسرائیل میں ان دونوں کا داخلہ منع تھا۔ اس لیے تم یحییٰ ہی سے والدین سے چھڑکی تھیں۔ میں تمہیں ان کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔ مجھ پر بھروسہ کرو۔ مجھ سے دوستی کرو۔

”تم مجھے وہاں کیوں پہنچانا چاہتے ہو؟ جو اس باپ مجھے یحییٰ میں چھوڑ کر چلے گئے۔ میں ان کی صورت بھی دیکھنا گوارا نہیں کروں گی۔ تم میرے بارے میں اور کیا جانتے ہو؟“

”تم نے اسرائیلی آری ٹریننگ سینٹر میں بڑی زبردست تربیت حاصل کی ہے۔ الپا نے تمہیں ٹیلی ویژن سیکھائی ہے۔ اس نے یقیناً تمہیں اپنی معمول بنایا ہو گا۔“

”کما تم نے بھی مجھے معمول بنانے کی کوشش کی تھی؟“

وہ ہنسی سے بولے ”ہاں کوشش تو کی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میرا عمل ناکام کیسے ہو گیا۔ کیا تمہاری میڈم الپا نے مجھے ناکام بنایا ہے؟“

”میں تم میں سے کسی کو اپنے اندر محسوس نہیں کر رہی ہوں اور نہ کرنا چاہتی ہوں۔“

”تمہیں ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ میں سمجھ رہا ہوں۔ ابھی تمہارے اندر کوئی نہیں ہے۔ آئندہ میں تمہیں معمول بنانے کی غلطی نہیں کروں گا۔ مجھ سے دوستی کرو۔“

پارس نے کروٹ کے ذریعے پوچھا ”کیا واقعی دوستی کرنا چاہتے ہو؟ کیا دوست بننے کا ثبوت دو گے؟“

”بے شک تم آزما کر دیکھو۔ میں سچا دوست ثابت ہو سکتا ہوں۔ تم کیا ثبوت چاہتی ہو۔“

”میں تمہاری سچائی چاہتی ہوں۔ سچ بتاؤ۔ تم کون ہو؟“

تھا ہوا تمہارے آس پاس اور بھی ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے ہیں؟ جھوٹ بولو گے تو دوستی نہیں ہوگی۔“

وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر بولا ”میرا نام ہے کافو ہے۔ ہم ٹیلی ویژن جاننے والے تین ساتھی ہیں۔“

پارس اپنے بھائی پورس کے کچھ حالات جانتا تھا۔ یہ معلوم تھا کہ قہری ہے اس کے معمول ہیں۔ کروٹانے اس کی مرضی کے مطابق کہا ”جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو کتے کی طرح جھوٹا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ میں پھر تمہیں ایک موقع دیتی ہوں۔ سچ بولو ورنہ یہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ۔“

”مجھے جھوٹا نہ سمجھو۔ تم اب تک اسرائیل میں رہی ہو۔ باہر کی دنیا میں ٹیلی ویژن جاننے والوں سے واقف نہیں ہو۔ میں تمہیں بتا دوں گا کہ کون ٹیلی ویژن جاننے والا کہاں ہے۔“

”تم صرف اپنے بارے میں بتاؤ پھر میں بتاؤں گی کہ وہ قہری ہے آج کل کہاں ہیں۔“

”ہو سکتا ہے تم بتاؤ لیکن ان میں سے ایک میں ہے کافو

ہوں اور تمہارے پاس بیٹھا ہوا ہوں۔“

”اب یہاں سے اٹھو اور جاؤ۔ جب بھی سچ بولنے کا مزمع ہو تو دوستی کرنے کے لیے چلے آنا۔“

وہ اٹھتے ہوئے بولا ”میں ابھی ٹوائٹ سے آتا ہوں پھر تمہیں اپنی سچائی کا یقین دلاؤں گا۔“

وہ ٹوائٹ کی طرف جانے لگا۔ پارس اپنی سیٹ سے اٹھ کر اس کے پیچھے ہو گیا۔ جب وہ ٹوائٹ کا دروازہ کھول کر اندر جانے لگا تو اچانک ہی پارس نے پیچھے سے دھکا دیا۔ وہ دھکا کھا کر اندر گیا۔ پارس نے بھی اندر جا کر دروازے کو بند کر لیا۔ وہ جھنجھلا کر بولا ”یہ کیا حرکت ہے؟“

پارس نے اس کی تھوڑی سی پیچھے ہٹنے کے باوجود ڈر کر دیکھا۔ جوف دھکی کھڑو نہیں تھا۔ وہ خود کو کھڑائی کی جدوجہد کرنے لگا لیکن اس کا کھانا اس طرح ٹھنکے میں تھا کہ اس کی سانس روکنے لگی۔ جدوجہد کمزور پڑنے لگی۔ سانس روکنے کا مطلب یہ تھا کہ دماغ پر اثر پڑ رہا ہے اگر اس کے دماغ میں پہنچ جائے گا تو مزید سانس روک کر پوکا کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔

پارس نے اس کے اندر پہنچ کر کہا ”اب تو بتاؤ گے کہ کون ہو؟“

اس نے سانس روکنے کی کوشش کی۔ پارس نے ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ وہ شدید دماغی تکلیف کے باعث چپٹا چٹا ہوتا لیکن پارس نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر چیخنے سے روک دیا۔ وہ ٹوائٹ کے اندر گر کر فرش پر تر پڑنے لگا۔ جب تکلیف کی شدت میں کمی ہوئی تو اس کے خیالات نے بتایا۔ اس کا نام جوف دھکی ہے اور سچ پال کی نیم سے اس کا تعلق ہے۔ وہ لوگ روس میں فرانفارمر پیشین تیار کر رہے ہیں۔ ایک پیشین اگلے ہفتے تیار ہو جائے گی۔ انہیں پیشین کو آزمانے کے لیے آک مارٹیلی جیسی جاننے والوں کی ضرورت ہے۔ جنہیں وہ فائل کی حیثیت سے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اس مقدمہ کے لیے اس نے الپا کے دو ٹیلی ویژن جاننے والوں کو ٹرپ کیا ہے۔ ایک کو تاشقند پہنچا چکا ہے دوسرے کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہے۔

پارس نے کہا ”اپنے دونوں معمول ٹیلی ویژن جاننے والوں کے دماغوں میں جس مخصوص آواز اور لہجے کے ساتھ جاتے ہو۔ وہ مجھے سناؤ۔“

اس نے اس مخصوص آواز اور لہجے کو سنایا۔ پارس نے کہا ”تمہاری دماغی تکلیف کم ہو گئی ہے۔ میرا اندازہ ہے اگلے ایک گھنٹے تک خیال خوائی کرنے کے قابل نہیں رہے گے۔ اپنے کسی ساتھی کو مدد کے لیے نہیں بلا سکو گے لیکن میں شاید وہ وقت چاہتا ہوں۔“

سینے ہی اس نے پھر ایک بار زلزلہ پیدا کیا اور فوراً ہی اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تاکہ وہ چیخیں نہ مار سکے۔ وہ پھر شدید تکلیف کے باعث فرش پر تر پڑنے لگا۔ تکلیف کے بعد شدید آرام آتا ہی ہے۔ اسے بھی آرام آنے لگا لیکن رنڈر نہ ہوئی طاری تھی۔ وہ اٹھنے کے قابل نہیں تھا۔ اس پر نیم بے ہوش طاری تھی۔ وہ اٹھنے کے قابل نہیں تھا۔ پارس نے اسے پکڑ کر اٹھایا اور کہا ”کھڑے رہو۔ میں تمہارے دماغ میں کسی حد تک توانائی پیدا کروں گا۔ تم یہاں سے جا کر اپنی سیٹ پر آرام سے لیٹ جاؤ۔“

پارس نے اس کا لباس درست کیا۔ اس کے بالوں میں کھنکھارے پھر تھک کر کہا ”شباباش جاؤ۔“

پارس نے دروازہ کھول لیا۔ وہ باہر نکل کر آہستہ آہستہ چل ہوا اپنی سیٹ کی طرف جانے لگا۔ پارس پچھلی قطار کی ایک خالی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے جوف دھکی کا وہ حال دیکھا تھا کہ حالت قابل رحم ہو گئی تھی۔ وہ اپنی سیٹ پر جا کر نیم دراز ہو گیا تھا۔ آنکھیں بند کر لی تھیں۔ پارس اس کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ اسے خند آتے ہی اس پر عمل کرنے لگا۔

کروٹا پچھلے تین گھنٹوں تک سوئی رہی تھی۔ اب اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ اس اجنبی کے بارے میں سوچ رہی تھی جو اسے پتا نہ تھا کہ چاہتا تھا۔ وہ اس کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا۔ اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ خود کون ہے۔ نہ بتانے کے باوجود ٹیلی ویژن کی دنیا میں یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ سامنے والا ہمارا دوست کبھی نہیں ہو سکتا اور اس جہاز میں ایک دشمن کی موجودگی کا علم ہو چکا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ دشمن ناکامی کے بعد کون سی چال چلے گا۔ کیونکہ دشمنی ظاہر ہونے کے بعد اپنے اپنے بچاؤ کے لیے اور ایک دوسرے کو نپ کرنے کے لیے طرح طرح کے جھکڑے آزمائے جاتے ہیں۔ وہ دشمن کیا کرے گا؟ اور خود اسے کیا کرنا چاہیے۔

وہ کبھی یہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اسے کروٹا کی حیثیت سے پہچانے۔ وہ اس پہچاننے والے کی زبان بند کر دینا چاہتی تھی۔ اس کے لیے سوچ رہی تھی۔ اس دشمن کو اسی جہاز میں ختم کرنا چاہیے۔ ورنہ وہ فریکٹرفٹ پہنچ کر دوسروں کو اس کے بارے میں بہت کچھ بتا دے گا۔

ایسے وقت اس نے پرائی سوچ کی لمبوں کو محسوس کیا پھر سانس روک لی۔ چند سیکنڈ کے بعد دوبارہ سانس لینے لگی تو الپا کی آواز سنائی دی ”سانس نہ روکو۔ میں ہوں تمہاری میڈم الپا۔“

وہ بولی ”میں میڈم فرمائیے؟“

”میں بہت دیر تک مصروف رہی۔ ابھی تمہاری یاد آئی ہے کہ تمہارے پاس آئی ہوں۔ تم نے سانس کیوں روک دیا؟“

کیا میری سوچ کی لمبوں کو محسوس کرنے لگی ہو؟ یا کوئی اور بات ہے؟“

”بات کوئی بھی ہے۔ یہ تو آپ دیکھ رہی ہیں کہ میں پرائی سوچ کی لمبوں کو قبول نہیں کرتی ہوں۔ آپ بھی میرے لیے پرائی ہیں۔“

الپا نے تعجب سے کہا ”اوہ گا! تمہارے خیالات سے پتا چل رہا ہے کہ تم کسی طیارے میں ہو۔ نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم تو ایل ایب میں تھیں۔ مجھے فوراً بتاؤ۔ تم کہاں ہو؟ کہاں جا رہی ہو؟“

”یہ بتانا ہوتا تو آپ سے اجازت لے کر جاتی۔“

”اس کا مطلب ہے تم نمک حرام ہو۔ اپنے ملک اور قوم سے غداری کر رہی ہو۔“

”میں نے تمہارا نمک نہیں کھایا ہے اور تم ہی ایک عجب وطن یہودی نہیں ہو۔ میں بھی تمہاری طرح آزاد اور خود مختار رہ کر اپنے ملک اور قوم کی خدمت کرتی رہوں گی۔“

”تیرے یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم میرے خوبی عمل سے آزاد کیسے ہو گئیں۔“

”میڈم تم سوچ رہی ہو۔ میرا وقت ضائع نہ کرو۔ اپنی اس نئی آزاد زندگی میں بڑے چیلنج کا سامنا ہے۔ مجھے اپنا کام کرنے دو۔ یہاں سے جاؤ۔“

اس نے سانس روکی۔ الپا دماغ سے نکل گئی۔ وہ مسکراتے لگی۔ یہ بہت بڑی خوشی تھی کہ اس نے الپا سے نجات حاصل کی تھی۔ خوشی کے ساتھ یہ بھی دیکھ رہی تھی کہ ایک دشمن اچانک ہی جہاز کے اندر پہنچ گیا۔ وہ فوری طور پر اپنے بچاؤ کے لیے چند چیزیں ساتھ لے کر آئی تھی۔ اس کے پرس میں ایک چھوٹا سا پتول تھا۔ ایک چھوٹی سی پیشی میں انصافی کمزوری کی دوا تھی۔ سر کے گتے بالوں کے اندر اس نے ایک بیٹر بن چھپائی تھی۔ وہ پین زہریلی تھی۔ وہ نیسے چھوٹی وہ رفت رفت کمزوری محسوس کرنا پھر انتہائی کمزوری میں مبتلا ہو کر مر جاتا۔ وہ سوچ رہی تھی۔ فریکٹرفٹ پہنچ کر ایسی اور چند چیزیں خریدے گی۔

پارس اس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اپنا لباس اور سر کے بال درست کرتے ہوئے بڑبڑاتے لگا ”لو! کچھ اٹھائیں۔ مجھے کمزور سمجھتا تھا۔ میں نے ایسی غلطی کی ہے کہ صبح تک اٹھ نہیں سکے گا۔“

وہ گھور کر بولی ”کیوں بڑبڑا رہے ہو پھر یہاں کیوں آئے ہو؟“

”تمہیں بتانے آیا ہوں۔ وہ جو ابھی تمہارے پاس آکر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔“

وہ چونک کر بولی ”کس کی بات کر رہے ہو؟“

”اے وہی تھا۔ میں نواکٹ میں جانے لگا تو مجھے دھکا دے کر پہلے جانے کی کوشش کرنے لگا۔ میں کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہتا پھر یہ کہ نواکٹ کا معاملہ تھا۔ دیر ہو جاتی تو میری پتلون خراب ہو جاتی۔ میں نے اس کی اچھی طرح پٹائی کر دی۔ اس کی ٹانگ سے اور باجھوں سے لوہے سے لگا۔ اس کا سر چلانے لگا۔ وہ مجھ سے معافی مانگ کر چلا گیا۔ وہ دیکھو۔ ایسے برا ہے جیسے بے ہوش ہو گیا ہو۔“

گرونانے اپنی قطار کے آخری سرے پر دیکھا۔ جوزف و سکی اپنی سیٹ پر آنکھیں بند کیے تھیں۔ اسے یقین نہیں آیا کہ اس کا پاگل ہم سفر درست کہہ رہا ہے۔ اس نے سوچا ”اگر واقعی اس کا سر چلا گیا ہے تو دماغی طور پر کسی حد تک کمزور ہو گا۔ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ مجھے آزمانا چاہیے کہ یہ پاگل کچ کہہ رہا ہے یا ذہنی بیمار رہا ہے۔“

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی جوزف و سکی کے اندر پہنچ گئی۔ وہ اسے محسوس نہیں کر رہا تھا۔ پورس کی مرضی کے مطابق جوزف و سکی کے خیالات کہہ رہے تھے کہ پاگل جوان نے نواکٹ میں اس کی پٹائی کی ہے اور اب وہ مار کھا کر کمزوری کے باعث سو رہا ہے۔

وہ خوش ہو گئی۔ اسے ایسی خوشی مل گئی۔ جیسے دعا مانگے بغیر ہی خزانہ مل گیا ہو۔ ابھی وہ اس دشمن کو کسی طرح ہلاک کر کے اس سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اگرچہ اسے ہلاک کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آسکتی تھیں۔ تاہم اپنی سلامتی اور رازداری کے لیے دشواریوں سے گزرنا ہی پڑا۔

اب ایسی کوئی دشواری نہیں رہی تھی۔ دشمن خودی اس کی جوتیوں تلے آ گیا تھا۔ اس نے مسکرا کر پارس کو دیکھا۔ وہ ذرا سہم کر پیچھے ہٹ کر بلا ”یہ اپنا سکرٹا ہوا منہ میرے قریب نہ لانا۔ اب میں عزت پر حملہ نہیں کرنے دوں گا۔“

وہ ہنسنے ہوئے پوچھی ”تم بہت اچھے ہو۔ میری ایک بات مانو۔ میں ذرا آدھے گھنٹے تک آنکھیں بند کیے سوئی رہوں گی۔ مجھ سے بالکل بات نہ کرنا۔“

”صرف آدھے گھنٹے تک کیوں سونا چاہتی ہو۔ میں تمہیں ایک گانا سناؤں گا تو صبح تک سوئی رہو گی۔“

”میں پھر کبھی تمہارا گانا سنوں گی۔ ابھی مجھے آدھے گھنٹے تک ڈسٹرب نہ کرو۔“

پارس مان گیا۔ وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے جوزف کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگی۔ اس نے آدھی دیکھا رڈ روم

میں تمام ٹیلی بیٹھی جانے والوں کی ہسٹری پڑھی تھی۔ یہ اس کی پہلی بہت تھی کہ وہ چٹائی کی ٹیم کے ایک ٹیلی بیٹھی جانے والے کے اندر پہنچ گئی تھی اور کسی راکٹ کے بغیر اسے معمول بنا رہی تھی۔

پارس بھی تو بخوبی عمل کے دوران میں موجود تھا۔ کوئی سوچ میں اسے سمجھا رہا تھا کہ کون کون سی اہم بات جوزف کے دماغ میں نقش کرنا چاہیے۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق عمل کر رہی تھی۔ اس نے جوزف کو حکم دیا ”تم بھول جانا کہ تم نے مجھ پر ایک ناکام توخیمی عمل کیا تھا۔ تمہیں یہ یاد رہے گا کہ مجھے پٹانا نکرنا چاہیے تھے مگر تمہیں موقع نہیں ملا۔ تم فریگٹر پنچ کر میرا تعاقب کرنا چاہو گے مگر مجھ سے دور ہو جاؤ گے۔ تمہیں یہ بھی یاد نہیں آئے گا کہ ایک ایک جوان نے بھی تمہاری پٹائی کی تھی۔ تم عارضی طور پر کمزور ہو گئے تھے اور میں نے تم پر توخیمی عمل کیا تھا۔ تم توخیمی پوری کرنے کے بعد جاؤ گے تو میرے عمل کو بھول چکے ہو گے۔“

وہ اس کا معمول اور محکم بن چکا تھا۔ آئندہ اس کے تمام احکامات کی تعمیل کرنے والا تھا۔ وہ توخیمی پینڈ ہو گیا۔ اس عمل میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہوا کیونکہ وہ چٹائی کی پوری ٹیم کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہی تھی۔ اب وہ آنکھیں کھولنا چاہتی تھی لیکن پارس نے اسے اسی طرح بلے رہنے اور سوچنے پر مائل کیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق اپنے آئندہ دونوں گئے متعلق سوچنے لگی۔

”مجھے فریگٹر پنچنے کے بعد کیا اسی شہر میں رہنا چاہیے؟“

اس کے عرائش ہمیشہ سے بلند رہے تھے۔ وہ بہت پلیدی یہ مستحکم ارادہ کر چکی تھی کہ ایک دن آزادی حاصل کرے گی اور اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارے گی۔ ایسی زندگی گزارنے وقت جانے کیسے کیسے ٹیلی بیٹھی جانے والوں سے ٹکراؤ ہو گا۔ اس نے تمام اہم ٹیلی بیٹھی جانے والوں کے بارے میں بڑی تفصیلی معلومات حاصل کی تھیں۔ اس نے سوچا تھا کہ کسی بڑے ملک میں جا کر وہاں کے حکام اور افسران کو رفتہ رفتہ اپنے زیر اثر لانے کی اور خود کو ظاہر کے بغیر وہ ان پر حکومت کرتی رہے گی۔ ایک دن الپا کی طرح تمام حکام اور اعلیٰ افسران کا اعتماد حاصل کر لے گی۔

اب وہ سوچ رہی تھی ”مجھے روس کے حالات معلوم ہو چکے ہیں۔ وہاں ایک ہفتے کے اندر ٹرانسفاہر مشین بن ہو جائے گی۔ میں نے جوزف و سکی کو اپنا معمول بتا دیا ہے اور وہ دو ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو اپنا معمول بتا دیا ہے۔ ان میں سے ایک ناخفہ پہنچ گیا ہے۔ وہ سراسر اس کے ساتھ جا رہا ہے۔“

دیوتا

جوزف کا لب و لہجہ اختیار کر کے ان دونوں کو آدھار بنائی ہوں گی۔“

وہ الپا سے نجات حاصل کرنے کے بعد اسرائیل سے نکلتی اپنی کامیابیاں حاصل کر رہی تھی۔ جن کی وہ توقع نہیں کر سکتی تھی۔ اب وہ سوچ رہی تھی کہ جوزف کے ذریعے جج پال اور اس کے دوسرے ساتھیوں کی گفتگو سنی رہے گی۔ ان کے تمام منصوبے اور تمام راز اسے معلوم ہوتے رہیں گے۔ وہ رفتہ رفتہ مزید کامیابیاں حاصل کرتی رہے گی لیکن بڑے مہو چل سے کام لینا ہو گا۔ ورنہ بے مہری اور جلد بازی سے کام چڑ جائے گا۔

پارس نے اسے اس بات پر مائل کیا کہ وہ فریگٹر میں فی الحال ایک عام سی لڑکی کی طرح کچھ عرصہ رہے گی۔ کسی دوست یا دشمن کی مداخلت کے بغیر آئندہ کے لیے اسی طرح ٹھوس منصوبے بنائی رہے گی۔ اسے معمول بنانے والی الپا کو یہ دکھانے کی کہ وہ اس سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

اور الپا کی نیند اڑ گئی تھی۔ اسے اطلاع ملی تھی کہ اس نے قریبی کیمینڈر ڈیزین اور باصلاحیت جوانوں کو ٹیلی بیٹھی سکھائی تھی۔ ان میں سے دو جوان کس کس گم ہو گئے ہیں۔ اسے ایک اور شاک پہنچا تھا کہ اس کی خاص اور اہم معمول کو نا بھی فرار ہو گئی ہے۔ اس کا ذہن کام نہیں کر رہا تھا کہ اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا ہے۔

اس نے کوٹا پر بڑی سخت گرفت رکھی تھی۔ یقین تھا کہ اس کی گرفت سے وہ کبھی نہیں پھسلے گی لیکن ایسے ہی وقت صدمہ پہنچا ہے۔ جب خلاف توقع کوئی بات ہو جاتی ہے۔ اس نے آری کے تمام اعلیٰ افسران سے کہا ”میں نے یہ یقین اس لیے تیار نہیں کیا ہے کہ میں تم لوگوں کے لیے ٹیلی بیٹھی جانے والے پیدا کروں اور تم انہیں اغوا ہونے کے لیے آزاد چھوڑ دیا کرو۔“

ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”میزم ہم نے بڑی مضبوط گرفت رکھی ہے لیکن وہ دو جوان شہر کے باہر ایک دیرانے میں فرنگ کے دوران اچانک لاپٹ ہو گئے۔“

”تم لوگوں نے ملک سے باہر جانے والے تمام راستوں کی ناک بند کیوں نہیں کی۔ کوٹا کو بھی فرار کا موقع ملے گی۔ کیا کیا ان واقعات سے تم لوگوں کی کوتاہیاں ثابت نہیں ہو رہی ہیں؟“

”ان کی بات نہیں ہے میڈم۔ آپ جانتی ہیں کہ ہم فرض ٹاس ہیں۔ ہم اپنے کسی بھی ٹیلی بیٹھی جانے والے سے غافل نہیں رہتے ہیں۔ یہی کو تخت پابندیوں میں رکھتے ہیں۔“

الپا نے کہا ”آئندہ بھڑیاں میں سے کسی کو اغوا کیا

دیوتا

جائے گا تو تم لوگ اسی طرح کی معافی پیش کر کے فرض شناس بننے رہو گے۔ امریکا میں ایک عرصے سے یہی ہوتا آیا ہے۔ ان کے ٹیلی بیٹھی جانے والے اغوا ہوتے رہے ہیں۔ وہاں کے ذمے دار افسران اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کو سمجھ نہیں پاتے ہیں۔ اگر ایسا یہاں ہوتا رہے گا تو کیا ہم اس دنیا میں سرانگھا کر سکیں گے؟“

”میزم ہم وعدہ کرتے ہیں۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ ہم اپنے ان خنوں کے بعد اب کسی چوتھے کو کسی دشمن کے ہاتھ نہیں گھسنے دیں گے۔“

”میں اس بار مہر کرتی ہوں لیکن یاد رکھو۔ آئندہ ہمارا ایک بھی ٹیلی بیٹھی جانے والا تمہاری کسٹڈی سے نکلے گا تو میں ٹرانسفاہر مشین تیار و پرواد کروں گی پھر ہمارے ملک میں کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والا پیدا نہیں ہو گا۔ تم ان تمام ملکوں کے غلام بن کر رہو گے جو ٹیلی بیٹھی کی فوج تیار کر رہے ہیں۔“

انہوں نے وعدہ کیا ”آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔“

الپا نے ان سے رابطہ ختم کر کے پارس کو مخاطب کیا پھر پوچھا ”تم کہاں ہو؟ میں بڑی الجھن میں ہوں۔ کیا ابھی میرے پاس آؤ گے؟“

ڈی پارس نے کہا ”میں تمہارے خیالات پڑھ چکا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ اچانک تین ٹیلی بیٹھی جانے والے تمہارے ہاتھوں سے نکل گئے۔ تم ان کے پر اچھی طرح کترے میں ناکام رہی ہو۔“

”میں ان کی کہاں کہاں دھیان دے سکتی ہوں۔ ان کی گھرائی کی ذمے داریاں آری اور اعلیٰ جس والوں پر تھیں۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ ان تینوں کو کس نے اغوا کیا ہے؟“

”جب اڑنے والوں کے پر نکل آتے ہیں تو ان کی پرواز کو کوئی نہیں روک پاتا۔ ہو سکتا ہے انہوں نے خود ہی کسی طرح آزادی حاصل کی ہو اور اگر کسی دشمن نے انہیں اغوا کیا ہے تو دشمن بھی ایک جیسے ہیں۔ کوئی دوسرا بھی ایسا کرے گا۔ تم تینوں کو غصہ دکھاؤ گی۔ بہتر ہے اپنے گھر کی دیواریں اور دروازے مضبوط رکھو۔“

”تم یہ باتیں میرے پاس آکر کر سکتے ہو۔ ابھی کہاں ہو؟“

”چند فلسطینی مسلمانوں نے مجھے دعوت پر بلایا تھا۔ میں ان کے ساتھ وقت گزار رہا ہوں۔ ابھی تم سے ایک ضروری بات کرنے کے لیے رابطہ کرنے والا تھا۔“

”کیا تم ضروری باتیں دور ہی دور سے کرتے رہو گے؟“

”میں دعوت کے بعد آؤں گا۔ ابھی میں نے دس تعلیم یافتہ اور ذہین مسلمانوں کے ناموں کی فہرست تیار کی ہے۔“

کتابیات پبلی کیشنز

میں چاہتا ہوں انہیں نرانفار مر مشین سے گزارا جائے۔ وہ پریشان ہو کر بولی "یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ فلسطینی مسلمان اسرائیلی حکومت کے وفادار نہیں رہتے۔ باغیانہ سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ تم انہیں ٹیلی چیٹی سکھانے کے لیے کہہ رہے ہو؟"

"ارض اسرائیل سے فلسطینی مسلمانوں کا صدیوں پرانا گہرا رشتہ ہے۔ یہاں تمہارے بھی پیغمبر آئے اور ان کے بھی تمہارے بھی حکمران آئے اور ان کے بھی۔ یہاں آج کے فلسطینی مسلمانوں کا پورا حق ہے یہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں تو انہیں باغی کہا جاتا ہے۔"

"پارس کیوں ان جھگڑوں میں پڑ رہے ہو؟ پہلے تو تم نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔"

"پہلے نرانفار مر مشین نہیں تھی۔ یہ مشین تمہاری بھی ہے۔ میری بھی ہے۔ تم یہودیوں کو ٹیلی چیٹی سکھا رہی ہو تو میں مسلمانوں کو سکھا سکتا ہوں۔ بالکل جائز باتیں کر رہا ہوں۔"

وہ پریشان ہو گئی تھی۔ کہنے لگی "وہ تو پارس! میں پہلے ہی بت پریشان ہوں۔ مجھے اور پریشان نہ کرو۔"

"میں اپنی مشین اپنے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ تمہیں پریشانی کیوں ہوگی؟"

"تم مجھے کیوں نہیں میرے تمام اکابرین کو جب معلوم ہو گا کہ میں فلسطینی مسلمانوں کو ٹیلی چیٹی سکھا رہی ہوں تو میری تمام حب الوطنی اور تمام وفاداریاں خاک میں مل جائیں گی۔ مجھے غدار کہا جائے گا۔"

"اپنے اکابرین کو سمجھاؤ۔ یہ فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ متفق ہو کر اور متحد ہو کر رہنے کا بہترین موقع ہے۔ ٹیلی چیٹی کے ذریعے یہاں ہمیشہ اتحاد قائم رہے گا۔ کوئی ایک دوسرے کے خلاف سازش نہیں کر سکے گا۔ ٹیلی چیٹی کسی بھی سازش کو پھینٹ نہیں دے گی۔"

"تم نہیں جانتے۔ ہمارے اکابرین کبھی راضی نہیں ہوں گے۔"

"وہ صلح صفائی اتحاد اور امن و امان کے لیے راضی نہیں ہوں گے تو میں ان سے مذاکرات کروں گا۔ تم موجود رہو گی۔ میں جائز باتوں کی تائید کروں گا تو وہ قائل ہو جائیں گے۔"

وہ کچھ اور پریشان ہو گئی۔ اس نے کہا "نہیں۔ تم ان سے مذاکرات نہ کرو۔ میں خود ہی ان سے باتیں کروں گی اور کسی نہ کسی طرح انہیں قائل کروں گی۔"

"بہتر ہے۔ میں انتظار کروں گا۔ کل شام تک مجھے جواب دو اگر انہوں نے انکار کیا تو میں نرانفار مر مشین کو

اس ملک میں رہنے نہیں دوں گا۔"

ڈی پورس نے رابطہ ختم کر دیا۔ وہ بری طرح بدحواس ہو گئی تھی۔ کبھی سوچ نہیں سکتی تھی کہ پارس کے تعاون سے مشین تیار کر کے یہ تو وہ اس مشین پر اپنا بھی حق جسائے گا اور ایسی بات منوانا چاہے گا۔ جسے یہودی قوم قیامت تک نہیں مانے گی۔

اس کی نیند اڑ چکی تھی۔ وہ بے چینی سے ٹھٹھنے لگی۔ اب یہ بات اس کے دماغ میں شدت سے چھ رہی تھی کہ وہ پارس کی معمول ہے اس کی سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں آنے سے روک نہیں پاتی ہے۔

وہ ٹھٹھٹھ ٹھٹھٹھ رک گئی۔ ایک طرف غلامیں کھتی ہوئی بولی "پارس میں تم سے کچھ کمنا چاہتی ہوں۔ پلیز مجھ سے بات کرو۔"

وہ اسی طرح غلامیں کھتی ہوئی جواب کا انتظار کرنے لگی پھر بولی "دیکھو پارس۔ بہت ضروری ہے۔ پلیز مجھ سے مل کر چیٹی کی آنکھ پھولی نہ کھلیو۔ خاموش نہ رہو؟ میری ایک بات سن لو۔"

وہ بار بار اسے مخاطب کرنے لگی۔ ڈی پورس واقعی اس وقت موجود نہیں تھا۔ اس نے سوچا تھا بعد میں اس کے اندر جا کر معلوم کرے گا کہ وہ اس کے نئے مطالبے کے سلسلے میں کیا کر رہی ہے۔

الیا سوچنے لگی "جتنی پارس میرے اندر موجود ہے نہیں۔ مجھے اپنے طور پر کچھ کرنا چاہیے بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

اس نے یروشلیم کے ایک آدمی افسر کو مخاطب کر کے کہا "میں الیا بول رہی ہوں۔ اس وقت جس حال میں بھی ہو۔ جس لباس میں بھی ہو۔ فوراً اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اب ہمارے باہر تو خلی عمل کرنے والے کو فوراً ہی یہاں لے آؤ۔ میں فارم ہاؤس کے کالج میں انتظار کر رہی ہوں۔ ایک منٹ بھی ضائع نہ کرو۔ میں تمہارے دماغ میں رہوں گی۔ فوراً آؤ۔"

اس کے احکامات کی تعمیل ہونے لگی۔ وہ آدمی افسر یہی منٹ کے اندر ایک پتلا تار کرنے والے کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ الیا نے آدمی افسر سے کہا "میں تم پر بھروسہ کرتی ہوں۔ یہ عامل ابھی مجھے پتلا تار کرے گا اور میرے دماغ میں مقفل کرے گا تاکہ کسی کی سوچ کی بھی لہریں میرے اندر آئیں تو میں فوراً محسوس کرتے ہی انہیں بھاگ دوں۔ تم ہمارے کی نگرانی کرو۔ تاکہ یہ مجھ پر کوئی اور عمل نہ کرے۔ مزید ایک گھنٹے کے لیے تو خلی نیند سونے کا وقت مقرر کرے۔ افسر نے کہا "میڈم میں یہاں مستعد کھڑا رہوں گی۔"

دیوتا

آپ کے حکم کے مطابق تو خلی عمل کیا جائے گا۔"

وہ تمام ضروری ہدایات دینے کے بعد بہتر چاروں شانے بت لیت گئی۔ اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا پھر آنکھیں بند کر لی ہوئی بولی "میں آج پھر عمل کرو۔ دیر نہ کرو۔" اس کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ الیا خیال خوانی کے ذریعے خود کو تھپک کر سلا چکی تھی اور وہ عامل اس پر عمل کر رہا تھا۔



ٹانا کا اور وہ دونوں گاؤں فادرز منظر عام سے غائب ہو گئے۔ اب کسی کو نظر نہیں آ رہے تھے کسی سے فون کے ذریعے رابطہ بھی نہیں کر رہے تھے۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں گم ہو گئے ہیں۔

اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ شکست کھا کر کہیں منہ چھپا رہے ہیں یا دشمن کو زبردست سمجھ کر اپنا برا وقت ٹال رہے ہیں۔ تاکہ خطرناک دشمن ٹل جائیں تو وہ پھر منظر عام پر آجائیں۔

وہ تین گاؤں فادرز موت کو کھیل سمجھتے تھے کسی سے ڈر کر کہیں چھپنا گوارا نہیں کرتے تھے لیکن ان کے اپنے ٹیلی چیٹی جاننے والوں نے دھوکا دیا تھا۔ ٹانا کا زبردست جان لیوا حملہ کیا تھا اگر وہ اپنی بہترین تلوار بازی کی صلاحیتوں کے باعث خود کو نہ بچاتا تو بے موت مارا جاتا۔

حالانکہ حملہ میں نے اور سونیا نے کرایا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ ان کے اپنے ٹیلی چیٹی جاننے والے ایسا کر رہے ہیں۔ ٹانا کا بری طرح ان سے بدظن ہو گیا تھا۔ پریشان ہو گیا تھا کہ اپنے ہی مددگار بننے والے آئین کا سانپ بن کر ڈس رہے ہیں۔

جب اپنے ہی دشمن بن جائیں تو دوسرے دشمنوں سے زیادہ خطرناک بن جاتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ وہ پھر کب اور کہاں چھپا کر کس گم سے بچنے کے لیے وقتی طور پر چھپنا بہت ضروری تھا تاکہ وہ ان ٹیلی چیٹی جاننے والے طاقتور دشمنوں کو ختم کر سکے یا انہیں وہاں سے بھاگ سکے۔

وہ عارضی طور پر چھپ گئے تھے۔ یہ بات میں نہیں جانتا تھا کیونکہ وہاں میری معلومات کے ذرائع ابھی ختم ہو گئے تھے میرے چاروں آگے کار سمورائی مچ گئے تھے۔ وہاں اب

دیوتا

نے آگے کار بنانے کی ضرورت تھی۔

ٹانا کا کے دو مشیر دی گھر اور دی وز میرے آگے کار بن سکتے تھے۔ میں جب چاہتا ان کے اندر پہنچ جاتا لیکن ٹانا کا نے ان دونوں سے بھی رابطہ ختم کر دیا تھا۔ انہیں اپنی روپوشی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

سونیا نے کہا "ہم نے ٹانا کا پر حملہ کر کے اسے اچھی طرح دہشت زدہ کیا ہے اس پر اپنے گناہات سے کیے جائیں تو وہ مارا جائے گا یا یہ علاقہ پھر ڈرکھاگ جائے گا۔"

میں نے کہا "اس کی کوئی خبر نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ اپنی جگہ بدلتا رہتا ہے۔"

شکار کو پھانسنے کے لیے اس کے آگے چارہ ڈالنا پڑتا ہے۔ میں نے جو زمین کو اسی لیے کل سے اغوا کیا ہے کہ وہ کبھی ہمارے کام آئے گی۔ وہ ٹانا کا کے بہت سے اہم راز لے آئی ہے۔ اس کے آدمی اسے تلاش کر رہے ہیں وہ نظر آئے گی تو ٹانا کا تک اس کی اطلاع پہنچائیں گے اس طرح ہم اس کا خفیہ اڈا معلوم کر سکتے ہیں۔

میں نے کہا "چلو یہ تدبیر آزما لیتے ہیں۔ مارلی لندن میں جم کاف کے ساتھ وقت گزار رہی ہے۔ اس کی واپسی تک تمہیں اس کا پھر پورول ادا کرنا ہے۔"

"اس کی روانہ کرو۔ جب تک میں نہیں چاہوں گی۔ وہ واپس نہیں آئے گی۔"

جو زمین کو میک اب کے ذریعے چھپایا گیا تھا۔ وہ ہمارے سرخ رساتوں کی نگرانی میں آزادی سے گھومتی پھرتی رہتی تھی۔ اسے اب تک کسی نے نہیں پہچانا تھا۔ میں نے اپنے ماتحت سے کہا "جو زمین کے چہرے سے میک اب اتار دو۔ اسے اپنے اصلی چہرے کے ساتھ کھونٹے پھرنے دو۔ اس پر دوسری دور سے نظر رکھو۔"

وہ ماتحت جو زمین کے دماغ میں رہا کرتا تھا۔ جو زمین نے اس کی مرضی کے مطابق آنے کے سامنے بیٹھ کر عارضی میک اب کو اتار پھر غسل کرنے اور لباس تبدیل کرنے کے بعد اپنا چہرہ بیک لے کر ایار ٹنٹ سے باہر نکلی۔ ایک فٹ پتھر پر چلنے لگی۔ اندر سے ہنسی ہوئی تھی کہ دشمنوں نے دیکھ لیا تو کیا ہوگا۔

ڈرنے کے باوجود اسے وہی کرنا تھا جو ہم چاہتے تھے۔ وہ ایک اوپن ریسٹورنٹ میں آکر بیٹھ گئی۔ تاکہ کھلی جگہ بھی کو نظر آتی رہے۔

اس نے چائے اور سیٹو چمکا کر آرڈر دیا تھا۔ آرام سے بیٹھ کر کھا رہی تھی۔ چائے پی رہی تھی۔ زیادہ وقت گزار رہی تھی مگر کوئی دشمن اسے لفت نہیں دے رہا تھا۔ اسے جب ہوا رہا تھا۔ اتنے بڑے گاؤں فادر ٹانا کا کو ڈو کی پرسل سیکرٹری

کتا بیات پہلی کیشنز

کتا بیات پہلی کیشنز

تھی اور اسے کوئی نہیں پوچھ رہا تھا۔ اس نے اپنا موبائل نکال کر اسے آن کیا۔ اس کے منہ پر بھرپور رابطہ ہونے پر بولی ”ہیلو کون بول رہا ہے؟“

دوسری طرف سے پوچھا گیا ”تم کون بول رہی ہو؟ پہلے اپنی شناخت کراؤ۔“

”میں جو زمین بول رہی ہوں۔ اپنے گاؤں کا دور ٹانگا سے بات کرنا چاہتی ہوں۔“

”مسلحہ کل کا سیکورٹی افسر ہوں۔ ہمارا گاؤں قادر یہاں نہیں ہے۔ کسی دوسری رہائش گاہ میں ہو گا تم کہاں چلی گئی ہو؟ کیا واقعی نہیں انگو کیا گیا ہے؟“

”ہاں مجھے انگو کیا گیا تھا لیکن میں دشمنوں کی قید سے نکل آئی ہوں۔ ادھر ادھر چھٹی پھر رہی ہوں۔ کسی طرح ٹانگا کو اطلاع دو۔ وہ مجھے مصیبتوں سے بچائے گا۔“

”تم ابھی کہاں ہو؟ اپنا کوئی پتا نہ لکھنا ٹانگا؟ میں یہاں ایک سمرانی سے کتا ہوں۔ وہ تمہارے لیے کچھ کرے گا۔ اپنا فون نمبر بھی بتاؤ۔“

وہ اپنا موبائل نمبر بتا کر بولی ”میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ میں بھاگی پھر رہی ہوں۔ ابھی اندر گراؤنڈ ٹرین کے سب وے اسٹیشن کی طرف جا رہی ہوں۔ وہاں سے ٹرین میں بیٹھ کر ویسٹ ہانگ کانگ جاؤں گی۔ ایک گھنٹے بعد من ماؤ ہسپتال میں مل سکتی ہوں۔“

اس نے رابطہ ختم کیا پھر ریسیورنٹ کا ٹیبل دے کر سب وے اسٹیشن کی طرف جانے لگی۔ جس وقت کل کا سیکورٹی افسر اس سے باتیں کر رہا تھا۔ اس وقت بائرن ٹوڈ اس کے اندر موجود تھا۔ اس نے ٹانگا کو ڈو کی کتنی ہی رہائش گاہوں کے سیکورٹی افسران کو اپنا آلہ کار بنایا تھا۔ ان رہائش گاہوں کے ملازموں تک بھی پہنچنا رہتا تھا۔ اس طرح معلوم ہوتا رہتا تھا کہ وہ گاؤں قادر کس وقت کہاں موجود ہے۔ ابھی اسے ٹانگا کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ کسی بھی رہائش گاہ کا سیکورٹی افسر اپنے آقا کے بارے میں بے خبر تھا کہ وہ کہاں ہے؟ پھر اسے ڈھونڈنے پھرے کے وقت بائرن ٹوڈ نے سیکورٹی افسر کے ذریعے جو زمین کی باتیں سنیں پھر اس سیکورٹی کے دماغ میں چھج گیا۔

جو زمین سب وے کاؤنٹر سے ٹکٹ لے کر ٹرین میں آکر بیٹھ گئی تھی۔ ہانگ کانگ میں زمین کے نیچے ریلوے لائنیں چھٹی ہوئی ہیں۔ لوگ شر کے ایک حصے سے دوسرے حصوں تک سفر کرتے رہتے ہیں۔ وہ ٹرین مغربی ہانگ کانگ کی طرف جاری تھی۔ جب وہ چلنے لگی تو درجہ چینی باشندے اس کے قریب آکر بیٹھ گئے ایک نے کہا ”جب سے تم سیکورٹی کے بغیر نکلے باہر نہیں آتی ہو لیکن ابھی بالکل نسا ہو۔“

جو زمین نے پوچھا ”تم کون ہو؟ مجھے کیسے جانتے ہو؟“

”میں بھی اسی آقا کا غلام ہوں۔ جس کی تم سیکورٹی ہو۔ تم مجھے اپنا سیکورٹی گارڈ سمجھ سکتی ہو۔“

وہ بولی ”اگر تم اپنے ہی آدمی ہو تو مجھے کسی طرح ٹانگا تک پہنچا دو۔ میں محفوظ نہیں ہوں۔ دشمن مجھے تلاش کر رہے ہیں۔“

”تمہارے پاس موبائل فون ہے۔ میں محل کے سیکورٹی افسر کو فون کروں گا۔ تمہیں فوراً مدد ملے گی۔“

”اتنی عقل مجھ میں بھی ہے۔ میں ایسا کر سکتی ہوں۔ وہاں سے میری مدد کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن میں صرف مدد نہیں چاہتی۔ ٹانگا تک پہنچنا چاہتی ہوں۔ وہاں میں ہر طرح سے محفوظ رہوں گی۔“

دوسرے چینی جوان نے کہا ”ویسٹ ہانگ کانگ چلو۔ وہاں ہم اپنے آقا کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم کر سکیں گے۔ اسے تمہارے بارے میں معلوم ہو گا تو وہ خود ہی کہیں تحفظ فراہم کرے گا۔“

میں اور سونیا ان دو جوانوں کے خیالات بڑھ چکے تھے ان دونوں کا تعلق ہانگ کانگ کی انٹیلی جنس سروس سے تھا۔ وہ جو زمین کو سیکورٹی کے بغیر دیکھ کر حیران ہوئے تھے اور اس کے حالات معلوم کر رہے تھے۔ ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ بائرن ٹوڈ بھی جو زمین کے اندر چھپا ہوا ہے۔

وہ ٹرین کے ذریعے ویسٹ ہانگ کانگ پہنچ گئی۔ وہ ٹرین سے اتر کر بیڑھیاں چڑھتے ہوئے زمین کے اندر سے باہر آئی۔ ان میں سے ایک انٹیلی جنس والے نے پوچھا ”تم کہاں جاؤ گی؟ ہمیں تنہا نہیں رہنا چاہیے۔“

”میں من ماؤ ہسپتال جا رہی ہوں۔ وہاں میرے آقا کے خاص آدمی میری حفاظت کے لیے آئیں گے۔“

میں سونیا کے ساتھ پہلے ہی اس ہسپتال میں پہنچا ہوا تھا۔ وہ وہاں کا بہت مشہور ہسپتال تھا۔ پچھلے زمانے میں سمندری ڈاکوؤں کی بڑی دہشت تھی۔ وہ سمندر سے گزرنے والے جہازوں کا مال لوٹ لیا کرتے تھے۔ چونکہ ہوسانی اپنے وقت کا ایک بہت ہی خطرناک بحری ڈاکو تھا۔ اس نے آچانک مجھانہ زندگی سے توبہ کر لی تھی اور بد مذہب کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ اسی نے عبادت کے لیے یہ فیصلہ بنایا تھا۔

چینی زبان میں من کے معنی لڑچکی (دوب) اور ماؤ کے معنی جنگ ہیں۔ اس من ماؤ ہسپتال کے داخلی حصے میں دو بڑے مجتے ہیں ایک مجتے کے ہاتھ میں کتاب اور قلم ہے۔ وہ من کھاتا ہے۔ دوسرے مجتے کے ہاتھ میں خن آلود کھار ہے۔ وہ ماؤ کھاتا ہے۔ ان کے درمیان ایک قریباں گاہ ہے۔ اس قریباں گاہ میں چھوٹے چھوٹے مجتوں کے ذریعے یہ دکھایا گیا

ہے کہ دونوں کے آگے انسانوں کی قربانیاں دی جاتی ہیں۔ اب من مجسمہ ہاتھ میں کتاب اور قلم لیے ایسی دھڑکی کو روک رہا ہے۔

مندرجہ ذیل اندر ایسے کئی دلچسپ مناظر تھے۔ میں اور سونیا اس وسیع و عریض مندر کے مختلف حصوں سے گزر رہے تھے وہاں جو زمین سے سامنا ہوا تو وہ سونیا کو دیکھ کر حیرانی سے بولی ”کیسے مامی آپ؟“

سونیا نے انجان بن کر پوچھا ”تم کون ہو؟“

جو زمین نے کہا ”میں ایک پراسیوٹ فرم میں سیکورٹی ہوں۔ اخباروں میں آپ کی تصویریں دیکھی ہیں۔ آج آپ کو دیکھ رہی ہوں۔ کیا میں آپ سے مصافحہ کر سکتی ہوں۔“

سونیا نے مامی کے انداز میں غور سے کہا ”مصافحہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ تم نے دیکھ لیا۔ مجھ سے دو باتیں کر لیں۔“

”کی بات ہے؟“

”یہ کہہ کر سونیا شانہ انداز میں چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ جو زمین کے اندر بائرن ٹوڈ بڑی دیر سے چھپا ہوا تھا۔ اہم معلومات حاصل کرنے کی توقع تھی۔ وہ توقع پوری ہونے لگی۔ وہ ٹانگا تک پہنچنا چاہتا تھا لیکن مامی لگ گئی تھی۔ وہ ٹانگا سے زیادہ اہم تھی۔“

اس نے بے چینی سے سوچا ”مامی جا رہی ہے اسے نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے ساتھ جو شخص ہے وہ یقیناً فریاد ہو گا۔ ایسا سنسٹری موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔“

اس نے فوراً ہی ہاروے سے کہا ”تمام ساتھیوں کو میرے اندر لے آؤ۔“

وہ سب چند سیکنڈ کے اندر اس کے دماغ میں آگئے۔ اس نے جو زمین کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے مامی کے پیچھے لگا دیا تھا کہ وہ اور فریاد برابر نظروں میں رہیں۔ ہاروے نے پوچھا ”کیا بات ہے؟“

”وہ بولا ”مامی اور فریاد نظروں میں آگئے ہیں۔ میں نے جو زمین کو دور ہی دور سے ان کے تعاقب میں لگایا ہے۔ تم سب جو زمین کے ذریعے انہیں دیکھ سکتے ہو۔“

ٹیکر رائٹ نے کہا ”یہ کیسے ممکن کیا جائے کہ وہی مامی اور فریاد ہیں۔ فریاد بہت مکار ہے۔ وہ ان دونوں کی ذی پیش کر کے مہو کاٹے سکتا ہے۔“

”ہاں وہ ایسا کر سکتا ہے مگر ہم دھوکا نہیں کھائیں گے۔ جلد بازی سے کام نہیں لیں گے ہر پہلو سے انہیں آزمائیں گے۔ تم سب فوراً ہی اپنے آلہ کاروں کو اس من ماؤ مندر میں لے آؤ۔ ان کے آس پاس اور دور تک آلہ کاروں کو

اس ترتیب سے ان کے تعاقب میں لگاؤ کہ یہ اب کبھی نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائیں۔“

ہاروے نے کہا ”بے شک ابھی سب سے اہم بات یہی ہے کہ یہ برابر ہماری نظروں میں رہیں اور ان کا موجودہ ٹھکانا ہمیں معلوم ہو جائے۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”مامی کے پاس جوتی ہے اسے بھی توجہ دو۔ کبھی اس ملی کے ذریعے بھی ان دونوں تک پہنچا جا سکتا ہے۔“

وہ سب خوش تھے کہ ہم نظروں میں آگئے ہیں۔ ان کی یہ خوشی بے جا نہیں تھی۔ وہ واقعی ہمیں تلاش کر چکے تھے۔ ہم اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ ملی جیتی جاننے والے دشمنوں نے ہمیں ڈھونڈ لیا ہے۔ ہم نے تو ٹانگا تک پہنچنے کے لیے جو زمین کو چارے کے طور پر پیش کیا تھا۔

ہم یہ سوچ نہیں سکتے تھے کہ ان دشمنوں میں سے ایک بائرن ٹوڈ خود ہانگ کانگ آئے گا اور اپنی آنکھوں سے ہمیں دیکھے گا۔ ملی جیتی جاننے والے تو بہت محتاط رہتے ہیں۔ دور ہی دور سے خیال خوانی کے ذریعے جنگ لڑتے ہیں لیکن ہماری توقع کے خلاف بائرن ٹوڈ وہاں پہنچ کر کامیابی حاصل کر رہا تھا۔

ویسے ابھی ان کی منزل دور تھی۔ ابھی وہ تمام پہلوؤں

جاسوسی ڈائجسٹ کا نچھوڑا سلسلہ

انسان کی ترقی و تہذیب کے حیات افروز واقعات صدیوں سے زندہ ایک پر اسرار شخص کی آپ بیتی، ہر اجس کی دوست تھی، مسٹر جس کے لئے آخرش مادر تھا، آگ اس کے بدن کو نہ دیتی تھی۔

وہ کہانی جس نے اپنے وقت میں مقبولیت کے ریکارڈ بنائے

صدیوں کا بیٹا

پانچ حصوں میں مکمل

اس کتاب کی کہانی چھ حصوں سے زندہ ہے اور شاید آپ کی کہیں موجود ہو۔ تمام کتابوں کے سیٹ دیکھنے کے لیے ڈاک خرچ معاف یہ رعایت صرف چینی میڈیٹر آرڈر کر کے ہی مل سکتی

کتابیات پبلی کیشنز

رجسٹرڈ: فوراً آرڈر آئی ڈی نمبر 101
فون: 5802563 5802561 فکس: 5802563 5802561
kitabat1970@yahoo.com

23 بکس 74200

سے ہمارے اصلی ہونے کی تصدیق کرنا چاہتے تھے۔ وہ ہمارے اطراف جال بھیل رہے تھے انہوں نے اس شرمیں درجنوں آلہ کار بنائے تھے اب وہ ان کے کام آ رہے تھے وہ سب ٹیلی ویژن کے ذریعے اور ٹیلی فون کے ذریعے آلہ کاروں کو ایک دوسرے سے مربوط کر رہے تھے بائرن ٹوڈ نے ان دو اٹلی جنس کے جوانوں کو آلہ کار بنایا۔ جو انڈیا رگراؤنڈ ٹرین میں جو زمین سے مل چکے تھے اس وقت میں سونیا کے ساتھ اس مندر کے دس مجسموں کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ دس مجسمے جنت کے دیوتا کہلاتے تھے یہ تمام دیوتا جنت کے منتظم تھے وہاں نیک بندوں کی رہائش کے انتظامات کرتے تھے جن سے خوش ہوتے تھے انہیں جنت میں پہنچا دیتے تھے۔

ایک دیوتا میں بھی کہلاتا ہوں۔ مجھے دشمن جنت میں نہیں جہنم میں پہنچانے کے انتظامات کر رہے تھے دونوں اٹلی جنس کے جوانوں نے ماری کے سامنے آکر رواجی انداز میں جھک کر اسے سلام کیا پھر جیرانی سے پوچھا ”میڈم آپ سیکورٹی کے بغیر یہاں گھوم رہی ہیں۔“

سونیائے انجان بن کر پوچھا ”کون تم ہو؟“

ان دونوں نے اپنے آپ کو کارڈز دکھائے۔ ایک نے کہا ”ہم آپ کے خادم ہیں۔ آپ حکم دیں گی تو ہم سرکاری گارڈز بنائیں گے۔“

”شکریہ! اس کی ضرورت نہیں ہے میرے سیکورٹی گارڈز یہاں سارے لباس میں موجود ہیں۔ میں دشمنوں کو دھوکا دے رہی ہوں۔ یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ ان حالات میں مجھ پر کس طرح حملے کریں گے۔“

ان دونوں جوانوں کے اندر بائرن ٹوڈ موجود تھا۔ ہاروے بھی اٹھیا تھا۔ اس نے ایک جوان کے ذریعے میرے بارے میں پوچھا ”یہ صاحب کون ہیں؟“

سونیائے ماری کی حیثیت سے کہا ”یہ میرے ساتھی ہیں۔ آپ ان پر شبہ نہ کریں۔“

بائرن ٹوڈ نے دوسرے جوان کے ذریعے کہا ”میڈم آپ تو جانتی ہیں۔ ہم اٹلی جنس والے سوالات کرنے کے عادی ہیں۔ کیا آپ ہمیں ان کا نام اور ان کی مصروفیات بتا سکتی ہیں۔“

”سوری۔ تمہارے کسی اعلیٰ افسر نے پوچھا تو بتاؤں گی۔ تم اور کوئی سوال نہ کرو۔ یہاں سے جاؤ۔“

سونیائے کا انداز بالکل ماری جیسا تھا۔ وہ یقین کرتے جا رہے تھے کہ وہی میڈم ماری ہے۔ فریاد کا نام نہیں بتا رہی ہے اس کی اصلیت چھپا رہی ہے۔ بیکر برائٹ نے کہا ”یہ تصدیق ہو رہی ہے کہ یہی ماری اور فریاد ہیں۔“

ہاروے نے کہا ”اور دو طرح سے تصدیق کرنا چاہیے۔ کچھ ایسے حالات پیدا ہوں کہ ماری کا وہ ساتھی خیال کرنے پر مجبور ہو۔ اس کے انداز سے پتا چل جائے گا کہ ٹیلی ویژن کے ذریعے کیس پہنچا ہوا ہے اور کسی سے پول ہے پھر یقین ہو گا کہ ماری کے ساتھ رہ کر خیال خواتین کے والا شخص فریاد ہی ہے۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”ایک اور طریقہ ہے ماری پر حملہ کر کے اس کے لیے جنگ کرے گا اور خیال خواتین ہتھیار استعمال کرے گا تو پھر اس کے فریاد ہونے میں شبہ کوئی گنجائش نہیں رہے گی۔“

وہ ایسی ہی تدابیر سے میرے اصل فریاد ہونے کا پتہ کر سکتے تھے۔ ان سب نے مل کر یہی فیصلہ کیا کہ ماری پر حملہ کیا جائے اور یہ خیال رکھا جائے کہ حملہ نامکمل نہ ہو اگر نامکمل ہو تو ان دونوں کو فرار ہو کر کہیں روپوش ہونے کا موقع مل جاسکے۔

ہمارے درمیان چوہے ملی کاھیل ہو رہا تھا۔ ایسے وقت مانو کو وہاں کہیں چوہا نظر آگیا۔ وہ سونیا کے بازوؤں سے نکل کر اچھلتی ہوئی ایک طرف دوڑتی ہوئی جانے لگی۔ سونیائے آواز دی ”مانو رک جاؤ۔ کہاں جا رہی ہو؟ رک جاؤ مانو۔“

لیکن وہ ایک طرف بھاگتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ میں نے کہا ”جانے دو۔ وہ تمہارے بغیر نہیں رہتی ہے۔ ابھی آجائے گی۔“

ماری کی طرح اس کی ملی مانو کو بھی دشمن جانتے تھے۔ دن رات ماری کے ساتھ اس طرح لگی رہتی تھی کہ اس کی شخصیت کا ایک حصہ بنی گئی تھی۔ سونیائے مانو کہہ کر اسے بار بار مخاطب کیا تو دشمنوں کو یقین ہو گیا کہ وہی مانو ہے۔ میڈم ماری مخاطب کر رہی ہے۔

اوجھر بائرن ٹوڈ ملی کے پیچھے بھاگتا ہوا گیا۔ خیال خواتین کے ذریعے اپنے آلہ کار سے بولا ”میری کار میں انڈیا کیس کیپوٹر ہے۔ اسے فوراً آؤ۔“

وہ مندر کے مختلف حصوں میں دوڑتا ہوا گیا پھر اس نے ایک جگہ ملی کو دیوچ لیا۔ ملی کے گلے میں ایک پتہ بندھا ہوا تھا۔ اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹے سے جین کے پار تنگاسا آلہ نکالا۔ وہ انڈیا کیس تھا۔ ایک ایسا سنگل تھا۔ جو بتانے والا تھا کہ آئندہ وہ ملی کہاں کہاں جاتی رہے گی۔

اس نے وہ آلہ اس ٹیپے سے منسلک کر دیا پھر ملی کو پھیر دیا۔ وہ دوڑتی ہوئی ایک طرف چلی گئی۔ وہ جس چوہے کے پیچھے بنی تھی۔ وہ نظریں آسما کی بل میں جا کر چھپ گیا تھا۔ وہ آرام سے چلتی ہوئی واپس سونیا کے پاس آگئی۔ سونیائے

دیوتا

اسے بازوؤں میں لے کر اسے سلاتے اور پکارتے ہوئے کہا ”ماری بے بسی۔ تم ضرور کسی چوہے کے پیچھے بنی تھی۔ یہ مندی عادت ہے۔ کیا تمہیں اچھی خوراک نہیں ملتی ہے۔“

اچھا چوہوں کے پیچھے نہ جانا۔“

میں نے خیال خواتین کے ذریعے کہا ”ہمیں گھبرا جا رہا ہے اب یہاں سے چلیں۔ کیس دور تک جاتے رہیں گے تو غائب کرنے والے ہماری نظروں میں آتے رہیں گے۔“

ہم مندر سے نکل کر کار پارکنگ ایریا کی طرف جانے لگے۔ بائرن ٹوڈ تیزی سے چلا ہوا اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا۔ اپنے آلہ کار سے بولا ”ڈرائیو کرتے رہو۔ میں تمہیں راستہ بتا دوں گا۔“

وہ کار کی پچھلی سیٹ پر تھا۔ بریف کیس نما کیپوٹر اسکرین پر دیکھ رہا تھا۔ ملی کے ٹیپے سے جو انڈیا کیس منسلک کیا گیا تھا۔ وہ انڈیا کیس کیپوٹر اسکرین پر منظر دے رہا تھا۔ اسکرین پر ایک چھوٹا سا کشتہ جل بھٹا ایک طرف حرکت کر رہا تھا۔ بائرن ٹوڈ کو معلوم ہو رہا تھا کہ ماری میرے... اور اپنی ملی کے ساتھ کن راستوں سے گزر رہی ہے۔ وہ اسی کے مطابق اپنے آلہ کار کو ان راستوں پر چلنے کا حکم دے رہا تھا۔ خیال خواتین کے ذریعے ہاروے بیکر سائنس اور اندرے سے کہہ رہا تھا ”اپنے تمام آلہ کاروں کو حکم دیتے رہو۔ وہ میری کار کے ساتھ آتے رہیں گے۔“

سونیائے ڈرائیو کر رہی تھی۔ میں نے آدھے گھنٹے تک اچھی طرح دیکھتے رہنے کے بعد کہا ”ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ ہم دونوں کو ایک ساتھ نہیں رہنا چاہیے۔ راستہ الگ کرنا چاہیے۔ ورنہ ایک ساتھ گرفت میں آجائیں گے۔“

سونیائے ڈرائیو کرتی ہوئی کار کو ایک طرف موڑتی ہوئی ایک تنگ گلی میں آئی۔ وہاں اس نے چند سیکنڈ کے لیے کار روکی۔ میں اتر گیا۔ میں نے ایک ٹیکسی میں آکر بیٹھے ہوئے ایک ماتحت سے کہا ”ٹیکسی ڈرائیو کو کنٹرول کرو اور سونیائی کار سے فاصلہ رکھ کر چلتے رہو۔“

ماتحت نے میرے ذریعے ڈرائیو کی آواز سنی پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر میرے حکم کی تعمیل کرنے لگا۔ دشمنوں کا خیال تھا کہ وہ مجھے اور ماری کو گھیر رہے ہیں۔ جبکہ سونیا انہیں گھیر رہی تھی۔ ڈرائیو اور ایک کھنڈر میں لے آئی۔ ہمیں یہ معلوم کرنا تھا کہ تعاقب کرنے والوں میں مانو کا کتنے خاص آدمی ہیں اور ہم کس طرح انہیں آلہ کار بنا کر پھر پہلے کی طرح ہٹانے کے قریب پہنچ سکیں گے۔

ہم اب تک بائرن ٹوڈ اور اس کے ملیا جیتی جانتے والوں سے بے خبر تھے لیکن یہ بات ذہن میں تھی کہ وہ خیال خواتین کرنے والے بھی ہمارے خلاف کچھ نہ کچھ کر رہے ہوں

دیوتا

میں نے وقت میرے ماتحت نے بتایا کہ میں جس ٹیکسی میں سفر کر رہا ہوں۔ اس کا ڈرائیو شہر کے ایک حصے سے دوسرے حصے تک ہتھیار وغیرہ سلائی کرتا ہے۔ میں جہاں بیٹھا ہوا ہوں اس سیٹ کے پیچھے جدید ساخت کی شاٹ گن اور ہینڈ گرنیڈ چھپا کر رکھے گئے ہیں۔ وہ مجھے میری منزل تک پہنچانے کے بعد وہ تمام ہتھیار ایک مطلوبہ شخص تک پہنچائے گا۔

سونیا ایک جگہ کار کو روکنے کے بعد ان کھنڈرات میں پہنچ گئی تھی۔ ان کھنڈرات کے آس پاس کئی گاڑیاں آکر رک گئی تھیں۔ بائرن ٹوڈ کے کئی مسلح آلہ کار ان گاڑیوں سے نکل کر ان کھنڈرات کے مختلف حصوں تک پھیلے جا رہے تھے۔ ہاروے سائنس بیکر اور اندرے ان تمام آلہ کاروں کو کنٹرول کر رہے تھے۔ وہاں ایک جگہ سونیا چلنے چلنے لگ گئی۔ سامنے کچھ فاصلے پر بائرن ٹوڈ آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ مسکرا کر کہہ رہا تھا ”ہائے ماری ابھی تم اپنے یار کے ساتھ تھیں۔ اسے کہاں چھوڑ دیا ہے؟“

سونیا مانو کو سلاتے ہوئے بولی ”اپنی مولی عقل سے سمجھ سکتے ہو کہ میں تمام مصیبتوں کو دعوت دینے یہاں نہیں آئی ہوں۔ میرا محافظ ٹیلی ویژن جانتا ہے۔ وہ میرے اندر موجود ہے۔“

”ہاں وہ بہت بڑا چال باز ہے۔ خود کو جسمانی طور پر نقصان سے بچا رہا ہے۔ تمہیں یہ یقین ہے کہ وہ پہلے کی طرح اس بار بھی خیال خواتین کے ذریعے تمہاری جان بچائے گا لیکن کیسے بچائے گا؟“

سونیائے اچانک ہی گھوم کر ایک لگ ماری۔ وہ لات ہتھوڑے کی طرح اس کے منہ پر پڑی۔ وہ پیچھے کی طرف لڑ

سینس ڈائجسٹ کا دلچسپ ترین سلسلہ جسے قارئین آج تک نہیں بھولے



3 حصوں میں (مکمل)

ایک دلچسپ داستان جو آج تک آپ نے نہ پڑھی ہوگی۔

اپنے قریبی بک اسٹال سے طلب فرمیں یا براہ راست ہم سے لکھوائیں۔

کتابیات پبلی کیشنز

23، پتہ 23

74200

کتابیات پبلی کیشنز

117

116

کتابیات پبلی کیشنز

کھڑا ہوا ایک شکت دیوار سے ٹکرا کر گتیا پھر ایک ہاتھ اٹھا کر بولا "بس دوسرا حملہ نہ کرنا۔ ورنہ گولیوں سے چلتی ہو جاؤ گی۔ اپنے آس پاس دیکھو۔"

سونیا نے ادھر ادھر گھوم کر دیکھا۔ اس کے پیچھے اور دائیں بائیں کتنے ہی گن میں کھڑے ہوئے تھے۔ سب نے اسے نشانے پر رکھا ہوا تھا۔ بائزن ٹوڈ نے کہا "تمہارا خیال خواتین کرنے والا فریاد ایک ہے یا اس کے پیچھے ایک ہزار خیال خواتین کرنے والے ہیں لیکن وہ سب ہم میں سے کسی کے داغ میں نہیں آسکیں گے۔ تمام گن میں گولے ہیں اور میں یوگا کا ہار ہوں۔ اب تمہارا کیا ہے گا ماری؟"

یہ واقعی مشکل پوچھن تھی۔ سونیا کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا تھا۔ وہ دشمنوں کے خیال کے مطابق میڈیم رینج ہوتی تو بہت زیادہ تشویش کی بات نہ ہوتی لیکن وہ تو سونیا تھی۔ میری جان تھی۔ وہ مرنے تو میں شرم سے مرنا۔

میں نے کہا "وہ شاید گولی نہیں چلا میں گے زیادہ سے زیادہ تمہیں زخمی کریں گے قیدی بنائیں گے لیکن تمہیں زخمی کرنے کا انہیں موقع نہیں دیتا ہے۔"

وہ بولی "ہاں میں پہلی بار بری طرح چھن گئی ہوں۔ تم دور رہ کر گولی بھی کارروائی کرو گے تو یہ مجھ پر گولیاں برسائیں گے تمہیں بچو کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔"

"آزمائش کی گفزی ایسی ہی ہوتی ہے۔ اس مشکل آزمائش میں تم سلامت نہیں رہو گی تو پھر کون تمہیں سونیا اور مجھے فریاد دے گا۔ آؤ ہم اپنی اپنی حاضر دماغی کو آزمائیں۔" وہ مانو کو سہلاتے ہوئے بولی "اب مجھ سے باتیں نہ کرنا۔ میں پوری طرح دماغی طور پر حاضر ہوں گی۔"

"ٹھیک ہے مگر ان کو میرے پاس بھیج دو۔"

وہ مانو سے بولی "میں چاروں طرف موت ہے۔ تمہیں میرے ساتھ نہیں مرنے چاہیے جاؤ یہاں سے۔"

اس نے بلی کو کیچے چھوڑ دیا۔ وہ دوڑتی ہوئی ایک طرف چلی گئی پھر اس نے بائزن ٹوڈ سے پوچھا "تم کون ہو؟ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میں وہی ہوں جس نے بلی کا پڑ میں تم پر حملہ کیا تھا پھر تمہارے قلعے میں اپنے آگ کاروں کے ذریعے پھنسا تھا۔ فریاد نے بڑی چال بازیوں سے تمہاری جان بچائی تھی۔ اس بار پھر چھوہو تمہیں کیسے بچائے گا؟"

"چھا تو تم کی جیتی جانتے والوں میں سے ایک ہو۔ میرا خیال ہے۔ مجھے جان سے نہیں مارو گے؟ مجھے قیدی بنا کر میرے عزیز پر اور میرے قلعے پر قبضہ جماؤ گے؟ اپنے ٹیلی جیتی جانتے والے ساتھیوں کے ساتھ وہاں حکومت کرو گے؟"

"یہ فریاد سے پوچھو کہ وہ تمہیں زخمی ہونے اور قیدی بننے سے کیسے بچائے گا؟ اگر تم چاہتی ہو کہ زخمی نہ کیا جائے پھر مجھے اپنے داغ میں آنے دو۔ میں تمہارے اندر معمولی سا زلزلہ پیدا کروں گا۔ تمہارے داغ کو کمزور بناؤں گا پھر تمہارے اندر بیڑہ کر حکومت کر رہوں گا۔"

وہ بولی "یہ بات میرے مزاج کے خلاف ہے۔ میں مزاجوں کی عمر کسی ٹیلی جیتی جانتے والے دشمن کی کٹر نہیں ہوں گی۔"

"تم بڑے اطمینان سے بول رہی ہو۔ کیا تمہارے بار نے تمہیں یقین دلایا ہے کہ تمہیں یہاں سے زندہ سلامت لے جائے گا؟"

وہ باری کیا جو ان حالات میں ہمارے نہ کرے اور اسے ہمارے حفاظت نہ کرے۔ تم مجھے زخمی کرنے اور مار ڈالنے کے لیے یہاں کتنے گن میں لے آئے ہو۔ تم نے فریاد کی ٹیلی جیتی کا راستہ روک دیا ہے۔ مجھے کہیں سے بھی مدد پہنچے تو اس سے پہلے ہی تمہارے آگ کا رینگے گولیوں سے پھنسی کر دیں گے مگر ایسا نہیں ہوگا۔ جب دشمن موت بن کر زندگی کے تمام راستے بند کر دیتے ہیں۔ تب ہماری ذہانت کل کھاتی ہے۔ یہ دیکھو۔"

بائزن ٹوڈ نے ایک طرف دیکھا۔ مانو تیزی سے دوڑتی ہوئی آئی تھی پھر اچھل کر سونیا کے بازوؤں میں پھنچ گئی۔ تب بائزن ٹوڈ نے چونک کر دیکھا۔ بلی کے گلے میں چوہا بندھا ہوا تھا اس نے اپنے ایک پنڈر گریڈ منسلک تھا۔

سونیا نے اس پنڈر گریڈ کو اپنے سے الگ کرتے ہوئے بائزن ٹوڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "ایک ذرا سی حرکت کر گے یا اپنے آگ کاروں کو فائرنگ کا حکم دو گے تو یہ گریڈ بچے گا۔ جب تمہارے آدمیوں کے ہاتھوں مرنا ہی ہے تو پھر کیوں نہ تمہیں بھی ساتھ لے موں؟ ہم تو دونوں کے ختم تم کو بھی لے دوں گے۔"

سونیا نے گریڈ کی چالی کو اپنے دائیں میں دبا رکھا تھا۔ چالی کو کھینچتے ہی وہ گریڈ ایک زبردست دھماکے سے پھٹنے والا تھا۔ ان سب کے چہرے اڑانے والا تھا۔

بائزن ٹوڈ کے ویدے خوف سے جھیل گئے تھے۔ اس کے داغ میں ہاروے، بیکر، سائمن اور آندریس سے ہوئے کہ رہے تھے "وہ گانڈ! بائزن تم کہاں آکر پھنس گئے ہو؟ ہم نے فریاد کی ٹیلی جیتی کو ناکام بنایا تھا۔ وہ ہماری خیال خواتین ناکام بنا رہا ہے۔ ہم تمہیں کیسے بچائیں؟"

سونیا موت کو دائیںوں تلے دبا لے کر اس کے قریب آئی تھی۔



اے موت تم کوئی ٹھکانا نہیں ہے ادھر آتے آتے ایک بلی میں ادھر چلی جاتی ہے۔

ایک بلی میں سونیا کی طرف آ رہی تھی۔ وہ بائزن ٹوڈ کی جو موت سونیا کی تھی۔ ہتھیار ان کے پاس بھی تھے اور میں جس طرف چلتی تھی۔ ہتھیار اس کی سیٹ کے نیچے بھی ہتھیار تھے۔ میں کھنڈر بنی میں تھا اس کی سیٹ کے نیچے بھی ہتھیار تھے۔ میں کھنڈر سے بچو فاصلے پر تھا۔ وہاں سے ان ہتھیاروں کو استعمال کرنا تو دوسرے ہی لمحے وہ سونیا کو گولی مار دیتے۔ ایسے وقت حاضر رہانی سے سونیا ہوتا ہے۔ سانپ کو اس طرح مارا جائے کہ اپنی لاش بھی نہ ٹوٹے۔

میں نے سونیا کو ٹوٹے نہیں دیا۔ بلی کے گلے میں کھنٹی نہیں باندھی جاتی۔ میں نے ہم باندھ کر بھیج دیا تھا۔ اس ہم کو بلی کے پے سے منسلک کرتے وقت میں نے اس انڈی کیٹر کو دیکھا جسے بائزن ٹوڈ نے وہاں چھپا رکھا تھا۔ میں نے خیال خواتین کے ذریعے سونیا کو اس انڈی کیٹر کے بارے میں بتا دیا تھا۔

وہ بائزن ٹوڈ کو وارننگ دے رہی تھی کہ وہاں ایک بھی گولی طے کی تو اسی لمحے گریڈ بلاسٹ ہو گا اور وہ حرام موت مارا جائے گا۔

بائزن ٹوڈ یہ اعزاز حاصل کرنا چاہتا تھا کہ ٹیلی جیتی کی دنیا کے سب سے پرانے کھلاڑی کو اس نے گھیر کر ہلاک کیا ہے۔ وہ مجھے گھیرنے یا مارنے کے لیے ہانگ کاٹک آیا تھا۔ اب اس کی موت سونیا کے دائیںوں تلے آگئی تھی۔ وہ اپنے دائیںوں سے گریڈ کی پن کو دبا لے ہوئے تھی۔ اسے ایک جھٹکے سے الگ کرتے ہی موت پھنٹی ہو جاتی۔

وہ خوف سے لرزتے ہوئے بولا "اسے دائیںوں سے ہٹاؤ۔ پہلے میری بات سن لو۔"

سونیا اس کے پیچھے آگئی۔ ایک ہاتھ سے اس کی گردن دوچ کر بولی "اب میں نے اسے دائیںوں سے ہٹا دیا ہے میرے پیچھے دیوار ہے۔ سامنے سے یا دائیں بائیں سے گولیاں چلیں گی تو پہلے تمہیں لگیں گی۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے نہایت صفائی کے ساتھ اس ننھے سے انڈی کیٹر کو بائزن ٹوڈ کی جب میں ڈال دیا۔ ادھر میں نے اس کی کار کے پاس آکر ریف کیس نکال پیڑز کو پھینکی۔ سب سے اٹھایا۔ ڈرائیور کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا پھر کسی میں واپس آکر بیٹھ گیا۔ اس نے ہمارا پتا ٹھکانا معلوم کرنے کے لیے جو حربہ استعمال کیا تھا۔ اب وہی حربہ ہم اس پر استعمال کرنے والے تھے۔

میں نے کہا "سونیا اسے فرار ہونے کا موقع دو اور یہاں

چلی آؤ۔"

سونیا نے ایک ہانڈ سے اس کی گردن دوچ رکھی تھی۔ اس نے کہا "اب میں پھر اسے دائیںوں سے دبا رہی ہوں۔ یہاں سے جاتے وقت کوئی مجھ پر گولی نہ چلائے ورنہ تمہارا یہ پاس مارا جائے گا۔"

وہ اس کی گردن دوچ کر ایک طرف لے جاتے ہوئے کہنے لگی "تمہارے ٹیلی جیتی جانتے والے ساتھی تمہاری یہ حالت زار دیکھ رہے ہوں گے۔ پہلے فریاد مجبور تھا۔ اب تمہارے ساتھی مجبور ہیں۔ تمہیں ٹیلی جیتی کے ذریعے بچا نہیں سکیں گے۔"

وہ بولا "تم مجھے کہاں لے جا رہی ہو؟"

"اپنی موت سے دور اور تمہاری موت کے قریب لے جا رہی ہوں۔ زندہ رہنا چاہتے ہو تو ان سب کو یہاں سے بھاگ جانے کا حکم دو۔"

اس کے تمام ٹیلی جیتی جانتے والے ساتھی ان سب کو وہاں سے بھاگ جانے کا حکم دے رہے تھے۔ وہ واپس جانے لگے۔ جب وہ اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر رورور نکل گئے تو سونیا جان بوجھ کر یوں گر پڑی جیسے ٹھوکر کھا کر گر پڑی ہو۔ بائزن ٹوڈ نے بڑی پھرتی دکھائی۔ فوراً ہی جھک کر اس کے ہاتھ سے گریڈ چھین کر وہاں سے بھاگے لگا۔ وہ اپنی سلامتی کے لیے وہاں گریڈ کو بلاسٹ نہیں کر سکتا تھا۔ سونیا وہاں سے اٹھ کر۔۔۔ دوڑتی ہوئی میرے پاس آگئی۔ میں نے دروازہ کھولا۔ وہ بیٹھ گئی پھر ٹیکسی وہاں سے چل پڑی۔

بائزن ٹوڈ جان بچانے کے لیے جیسے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ رہا تھا۔ اس نے اپنی گاڑی کے پاس آکر دیکھا۔ ڈرائیور نظر نہیں آیا۔ یہ معلوم کرنے کا وقت نہیں تھا کہ وہ کہاں چلا گیا ہے؟ وہ خود ہی کارڈرائیور کرتے ہوئے وہاں سے روانہ ہو گیا۔

بیکر نے کہا "میں ابھی اس ڈرائیور کے داغ میں گیا تھا۔ وہ خواستہ کہیں بھاگا جا رہا ہے۔ فریاد کے کسی ٹیلی جیتی جانتے والے نے اس کے داغ پر قبضہ جمایا ہوگا۔"

ہاروے نے کہا "ڈرائیور کو جہنم میں ڈالو۔ بائزن کی جان بچ گئی۔ یہ ہمارے لیے خوشی اور اطمینان کی بات ہے۔"

آندریس نے کہا "اس سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ فریاد مارلی کو بچانے میں مصروف تھا اسے اتنا موقع نہیں ملا کہ وہ بائزن کو زخمی کر کے اس کے داغ میں گھس جاتا۔"

ہاروے نے کہا "واقعی بائزن یہ تمہاری خوش قسمتی ہے۔ اب فریاد تم پر قابو پانے کے لیے کوئی بھی ذریعہ اختیار

نہیں کر سکے گا۔ تم اپنی جگہ بدل دو۔ کسی دوسری جگہ رہائش اختیار کرو۔“

سائن نے کہا ”باہرن کو وہاں رہنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ فریاد نے اس کی بو سونگھ لی ہے۔ اب وہ پورے ہانگ ٹانگ میں اسے تلاش کرتا پھرے گا۔“

باہرن نے کہا ”میں بہت پریشان ہو گیا ہوں۔ یہ کبھی سوچ نہیں سکتا تھا کہ یوں اچانک فریاد کے گھٹنے میں آ جاؤں گا۔ ٹیمپلس گاؤں خوش قسمتی سے بچ گیا ہوں۔ اب یہاں نہیں رہوں گا۔ کسی بھی پہلی فلائٹ سے میری روانگی کا انتظام کرو۔“

ایک نے کہا ”سائن تمہاری روانگی کا انتظام کر رہا ہے۔ ہم محسوس کر رہے ہیں کہ تم اب تک اندر سے لرز رہے ہو۔ اب تک فریاد کے حملے کی دہشت طاری ہے۔ خود کو سنبھالو۔ حاضر دماغ رہو۔“

اس نے کار ایک جگہ روک دی پھر وہاں سے اتر کر کافی دور پیدل چلنے کے بعد ایک ہوٹل کے کمرے میں آ گیا۔ باروے نے کہا ”یہ تیسرے درجے کا ہوٹل ہے۔ نہ صاف ستھرا ماحول ہے نہ صاف ستھرا کھانا ملتا ہے۔“

مجھے یہاں بیٹھ نہیں رہنا ہے۔ جلد سے جلد سیٹ حاصل کرو۔ میں رات کی کسی بھی فلائٹ سے چلا جاؤں گا۔ فریاد کبھی یہ نہیں سوچے گا کہ میں ایسے تھوڑا کلاس ہوٹل میں رہ سکتا ہوں۔“

سائن نے کہا ”کل صبح تمہیں آٹھ بجے کی فلائٹ سے جانا ہے۔“

”تمہیں ابھی رات کی فلائٹ میں سیٹ حاصل کرنا چاہیے تھی۔“

”میں نے پرائیویٹ فلائٹ کمپنی کے ایک آلڈ کار کے خیالات دہڑے ان سے پتا چلا ہے کہ مارلی رات گیارہ بجے اپنے نوٹر میں یہاں سے جائے گی۔ شاید فریاد بھی اس کے ساتھ جائے گا۔ اس کے بعد یہاں تمہارے لیے کوئی غلوہ نہیں رہے گا۔ تم دشمنوں کی نظروں میں آئے بغیر صبح کی فلائٹ سے جاسکو گے۔“

باہرن ٹوڑے قائل ہو کر کہا ”یہ ٹھیک ہے۔ پہلے دشمن کو یہاں سے جانا چاہیے۔ میں بری طرح نروس ہو گیا ہوں۔ صبح تک یہیں آرام کروں گا۔“

وہ ہوٹل کے ایک کمرے میں قید ہو گیا۔ یہ طے کر لیا کہ باہر نہیں نکلے گا۔ باروے نے ایک آلڈ کار کے ذریعے اس کے کمرے میں ایک اپ کا سامان پہنچایا۔ وہ اپنا چہرہ تبدیل

کرنے لگا رات کو اس نے کھانے کا آرڈر دیا۔ کھانے کے بعد اسے چل قدمی کی عادت تھی۔ وہ ہر رات کھانے کے بعد دور تک چلنے کے لیے جایا کرتا تھا لیکن اس رات باہر نہیں گیا۔ سوچا ہوٹل کی چھت پر جا کر تھوڑی دیر تک ٹھہر چاہیے۔

جب وہ چھت پر جانے کے لیے اپنے کمرے سے نکلا تو چھت میں کچھ گڑبڑ ہونے لگی۔ وہ واپس آکر ٹوائلٹ چاکلہ چھت واقعی خراب ہو گیا تھا وہ ٹوائلٹ سے آکر تھکے ہوئے انداز میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے بھر ضرورت محسوس ہوئی۔ وہ پھر ٹوائلٹ میں گیا۔ باروے نے کہا ”میں نے پہلے ہی تم سے کہا تھا۔ یہ کوئی صاف ستھرا ہوٹل نہیں ہے۔ یہاں کا کھانا تمہارے مزاج کے مطابق نہیں ہوگا۔“

جب ایک گھنٹے بعد اسے تیسری بار ٹوائلٹ جانا پڑا تو اس نے ہوٹل کے مالک سے کھانے کی شکایت کی اور ڈاکٹر بلانے کے لیے کہا۔ ڈاکٹر نے آکر معائنہ کیا پھر وہ اس کو دیکھ کر ہونے کہا ”آپ سے کھانا ہضم نہیں ہوا ہے۔ آپ یہ دو گولیاں رکھیں۔ ابھی ایک کھالیں۔ اگر افادتہ نہ ہو تو دوسری کھالیں۔“

میں کہیو ڈاکٹر میں پر دیکھتا رہا تھا کہ وہ کس ہوٹل میں پہنچا ہوا ہے۔ میں نے وہاں کے ایک ملازم کو آلڈ کار بنا کر اس کے کھانے میں معمولی سی گڑبڑ کی تھی تاکہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور وہ نہیں سمجھ پارہے تھے کہ پہلے میں اس کی کمزوری کا معقول جواب دیا کر رہا ہوں پھر اسے رفتہ رفتہ کمزور بنا رہا ہوں۔ میں نے ڈاکٹر کے دواؤں پر بھی قبضہ نہ کیا تھا اور اس کے ذریعے ایسی گولیاں دیں جنہوں نے الٹا اثر دکھایا۔ اس کے پیٹ میں اور گرمی پیدا ہوئی اور زیادہ گیس پیدا ہونے لگی۔ صبح ہوتے ہوتے وہ اس قدر کمزور ہو گیا کہ اسے اسپتال پہنچانا پڑا۔

وہ سحر کرنے کے قابل نہیں رہا۔ ڈاکٹر نے مشورہ دیا ”اسے کم از کم دو دنوں تک آرام کرنا چاہیے۔“ اس کے تمام ساتھی دیکھ رہے تھے کہ وہ اپنی غلطی سے بیمار ہوا ہے کسی پہلو سے بھی دشمنی کا شبہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ بالکل محفوظ تھا۔ اس کے ساتھیوں نے کسی کو اس کے دماغ میں محسوس نہیں کیا تھا۔

میں اس کے اندر جگہ پتا چکا تھا۔ پچھلی رات اس کے تمام چور خیالات پڑنے کا موقع مل گیا تھا۔ پتا چلا اس کا باہرن ٹوڑ ہے۔ اس کے ٹیلی بیسی جاننے والے چار ساتھی

ہیں۔ ایک برائنٹ، سائن اور آندرے۔ یہ چاروں اس کے دماغ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اسے یقین دلاتے ہیں کہ فریاد اس کی تیاری سے بے خبر ہے۔ کوئی دشمن نہ آ رہا ہے۔ آٹکے گا۔

میں نے اس کے خیالات سے اس کے ساتھیوں کا پتا نہ کیا معلوم کیا۔ عام طور پر ایک دوسرے کے دوست بن کر رہنے والے اپنے قابل اعتماد دوستوں کو بھی اپنا پتا نہیں بتاتے۔ یہ اندیشہ رہتا ہے کہ کوئی دشمن ایک کو ٹرپ کرے گا۔ اس کے ذریعے دوسرے ساتھیوں کا پتا معلوم کر لے گا۔ لیکن وہ ایک دوسرے کا پتا ٹھکانا جانتے تھے۔ باہرن ٹوڑ، بیکر رائٹ کا پاس اس طرح جانتا تھا کہ اسی نے ٹیکہ کو بندوستان میں اندر دھک کا گاڑا فادر بنایا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ وہ اپنی محبوبہ ایمیلی کے ساتھ قمیضی کے ایک بہت مہنگے اور شان دار علاقے میں رہتا تھا۔

باہرن ٹوڑ نے سائن اور آندرے کو بھی فرانس اور اطالی میں اندر دھک کا گاڑا فادر بنایا تھا لہذا ان کے بارے میں بھی جو کچھ جانتا تھا وہ میں نے معلوم کر لیا۔

باہرن ٹوڑ اور باروے دونوں برسوں پرانے دوست تھے پھر ان کے درمیان رشتے واری ہو گئی تھی۔ باہرن نے باروے کی بہن سے شادی کی تھی اور باروے، باہرن کی بہن کے ساتھ زندگی گزار رہا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے دور رہتے تھے لیکن ایک دوسرے کے گھر آتے جاتے رہتے تھے۔

میں نے اپنے ماتحت سراخ رسالوں کو ان چاروں ٹیلی فنی جاننے والوں کے نام پہنچے اور فون نمبرز بتائے پھر تاکید کی کہ انہیں اس طرح ٹرپ کیا جائے کہ کسی کو ایک دوسرے کی خبر نہ ہو۔ ایک کو ٹرپ کیا جائے تو دوسرا محتاط نہ ہونے پائے۔

وہ تمام ماتحت میری ہدایات پر عمل کرنے لگے۔ میں اور سوناٹا ٹانک پہنچنا چاہتے تھے اس کے لیے جو زمین کو آلڈ کار بنایا تھا لیکن ان ٹیلی بیسی جاننے والوں کی شامت آئی تھی۔ وہ ہمارے بھجائے ہوئے جال میں پھنس رہے تھے۔ ابھی انہیں سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ میرے غائبے میں آجائیں گے چند گھنٹوں کے بعد نتائج سامنے آنے والے تھے۔

○☆☆○

الیا اپنا اصل رنگ دکھانے لگی۔ سانپ اپنی فطرت سے مجبور ہوتا ہے۔ دودھ پلانے والے کو بھی دس لیتا ہے۔ الیا میری فطرت کی حامل تھی۔ وہ بے شک دشمن پارس کو دل و جان سے چاہتی تھی اور اس بار تو وہ ساری زندگی اس کے

قدموں سے لپٹ کر رہتا چاہتی تھی کیونکہ اس نے بدترین دشمنوں کو اس کے دماغ میں آنے سے روکا تھا۔ جب تک وہ اسپتال میں تیار پڑی رہی وہ اس کی حفاظت کرتا رہا تھا۔

پھر اس نے دوسرا بہت بڑا احسان کیا تھا۔ اسے ٹرانسفارمر مشین بنانے کا موقع دیا تھا۔ وہ اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ عہد کر چکی تھی کہ مرے دم تک اس کی وفادار رہے گی۔

لیکن وہ کمزور ہوئی تھی۔ اس نے اپنی ٹیلی بیسی کی تمام صلاحیتوں اور اپنی دن رات کی تمام محنتوں کو اپنی قوم کے لیے وقف کر دیا تھا۔ وہ پارس کی خاطر اپنی جان دے سکتی تھی مگر ایمان نہیں دے سکتی تھی اس کا ایمان صرف اپنے ملک اور اپنی قوم کے لیے تھا۔

اپنے مذہب اور اپنی قوم کی بات آئی تو بات بگڑنے لگی۔ پارس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اس نے دس فلسطینی مسلمانوں کی فہرست تیار کی ہے ان دس افراد کو مشین کے ذریعے ٹیلی بیسی سکھائی جائے۔ اس نے اپنے طور پر انصاف سے یہ بات کی تھی۔ ایک تو مسلمان فلسطینی کے صدیوں پرانے باشندے تھے۔ وہ مستحق تھے کہ ارض فلسطین سے اپنے تمام حقوق حاصل کریں۔

پارس کی دوسری جائز بات یہ تھی کہ اس ٹرانسفارمر مشین پر پارس کا بھی براہ کرم حق تھا کہ وہ ساتھ نہ دیتا تو اپنا کبھی بھی وہ مشین تیار نہ کر پائی۔ اب وہ اس مشین کے ذریعے ٹیلی بیسی جاننے والے یہودیوں کی فوج تیار کر رہی تھی۔ پارس بھی اس مشین سے مسلمانوں کو یہ علم کھانے کا حق رکھتا تھا لیکن الیا کے نقطہ نظر سے اس کا یہ مطالبہ جائز نہیں تھا۔ فلسطینی مسلمان بدترین دشمن سمجھے جاتے تھے اور وہ دشمنوں کو یہ علم سکھا کر انہیں اپنے اور اپنی قوم کے لیے مصیبت نہیں بنانا چاہتی تھی۔

اس نے پارس کو بڑے پیار سے سمجھایا کہ وہ اس مطالبے سے باز آجائے۔ جواباً پارس نے اسے سمجھایا کہ وہ جائز مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار نہ کرے۔ ورنہ اس کے پاس وہ مشین نہیں رہے گی۔ وہاں کے مسلمانوں کی طرح یہودی بھی آئندہ وہ علم نہیں سکھ سکیں گے۔

پارس کے اس چیلنج نے الیا کو پریشان کر دیا۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا محبوب اور اس کا دشمن کتنا خدشی ہے۔ وہ اس کی چال بازیوں کو سمجھ نہیں پائے گی اور دیکھتے ہی دیکھتے مشین سے محروم ہو جائے گی۔ وہ مشین فوجی قوت اور ملکی استحکام کے لیے بہت ضروری تھی۔ جب سے وہ مشین تیار ہوئی تھی

تب سے تمام بڑے ممالک پر پہلے سے زیادہ اسرائیل کا رعب و دبدبہ طاری ہو گیا تھا۔

وہ اتنی بڑی قوت سے محروم نہیں ہونا چاہتی تھی اور نہ ہی فلسطینی مسلمانوں کو ٹیلی جیتی کھاکر اپنے برابر طاقت ور بنانا چاہتی تھی۔ اس مشین کو پارس سے چھپا کر رکھنا ضروری ہو گیا تھا اور اسے چھپا کر رکھنے سے پہلے یہ ضروری تھا کہ وہ خود پارس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتی۔

وہ اس کے دماغ میں دنگ دے بغیر چلا آتا تھا وہ اسے روک نہیں سکتی تھی۔ مشین کو چھپانے کے لیے اسے دماغ میں آنے سے روکنا ضروری تھا۔

اس نے سب سے پہلے یہی کیا اور خود پر تو یہی عمل کرنا کہ اپنے دماغ کو لاک کر لیا۔ اس کے قابل اعتماد فوجی افسر نے مشین کا ایک ایک حصہ الگ کر کے انہیں پیک کیا اور پھر اس پوری مشین کو ایک خفیہ اڈے میں پہنچا دیا تھا۔

وہ تین گھنٹے بعد تو یہی نیند سے بیدار ہوئی۔ آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اس کا ماتحت فوجی افسر کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بیدار ہوتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر فوجی انداز میں سیٹ کرتے ہوئے بولا "میزم آپ کے تمام احکامات کی تعمیل ہو چکی ہے۔ میں نے مشین کو ایک خفیہ اڈے میں پہنچا دیا ہے۔ آپ میرے دماغ میں آکر اس اڈے کے بارے میں معلوم کر سکتی ہیں۔"

اس نے پوچھا "وہ تو یہی عمل کرنے والا کہاں ہے؟"

"میں اسے رخصت کر چکا ہوں۔ آپ جب چاہیں گی اسے یہاں طلب کر لیا جائے گا۔"

"کیا تم اس کے تو یہی عمل سے مطمئن ہو؟"

"نہیں میزم! میں پوری طرح مطمئن ہوں۔ ہمارے اس چٹانزم کے ماہر نے کوئی فراڈ نہیں کیا ہے۔"

"تم تو وہی دیر خاموش رہو۔ میں اپنے طور پر معلوم کر لوں گی۔ تب مجھے اطمینان ہوگا۔"

وہ آنکھیں بند کر کے سامنے کھڑے ہوئے افسر کے دماغ میں پہنچ گئی۔ تو یہی عمل کرنے والے کا ایک ایک لفظ اس کے دماغ میں محفوظ یا دوشت سے پڑھنے لگی۔ اس طرح اسے اطمینان ہوا کہ عامل نے اس کے مزاج کے خلاف اس کے دماغ میں کوئی غیر ضروری بات نقش نہیں کی تھی۔

وہ بستر سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ الماری کھول کر ایک بیک میں ضروری سامان رکھتے ہوئے بولی "میں یہاں سے جا رہی ہوں۔ تم سے دماغی رابطہ رکھوں گی۔ جب مجھے دشمنوں کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا تو ہم اس خفیہ اڈے میں

ٹرانسفارمر مشین کو دوبارہ اسمبل کر کے اپنے کام لگا دیتا ہوں گے۔"

وہ افسر اس کا ایک اٹھا کر ہر آیا اور کار کی چابی دے کر دیا۔ وہ اسٹرنگ سیٹ پر آگئی پھر کار اسٹارٹ کر کے سے روانہ ہو گئی۔

ایسے وقت تقدیر نے اس کا ساتھ دیا تھا۔ اس میں پارس اس کے اندر نہیں رہا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو اپنی جیتی کھانے کے سلسلے میں اس سے جواب طلب کیا اور بعد میں جواب سننے کے لیے آنے والا تھا۔ اسے یہ کہ وہ کہیں نہیں جائے گی اور نہ ہی اتنی بڑی مشین کو رکھ سکے گی لیکن اس نے پارس کی چند ٹخنوں کی نو سے فائدہ اٹھا لیا تھا۔

وہ اب تک یروشلیم کے ایک فارم ہاؤس میں وہاں سے مل ایب واپس آئی۔ وہ شہر اس کے لیے گزرا وہاں رہ کر وہ کامیابیاں حاصل کرتی رہی تھی۔ وہ اپنے پرائیویٹ بیگلے میں آگئی۔

وہاں پہنچ کر اس نے اپنے چہرے پر تبدیلیاں کیں۔ اسے خیال آیا کہ وہ اس بیگلے میں آکر بہت بڑی غلطی کر رہا ہے۔ پارس نے اس کے اندر رہ کر اس کے تمام اہم معلوم کیے ہیں۔ اس کی تمام خفیہ رہائش گاہوں کے بارے میں بھی معلوم کیا ہوگا۔ اب تو اسے اپنی تمام زمین جہاز سے دور رہنا چاہیے۔ کسی اور جگہ اطمینان سے بیٹھ کر بات پر غور کرنا چاہیے کہ وہ اس کے بارے میں کیا کچھ کر چکا ہوگا۔

اس نے مشین کے ذریعے ٹیلی جیتی جانے والوں اپنی ایک ذاتی فوج بنائی تھی۔ ابھی وہ فوج مختصر تھی۔ مز میں ایسے معمول تھے جو اس کے لیے کسی وقت بھی اپنا دے سکتے تھے۔

اس نے ان میں سے ایک معمول سے رابطہ کیا اور "تم اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتے ہو۔ میں عارضی طور پر تمہارے پاس رہنے آ رہی ہوں۔ تمہیں یہ ظاہر کرنا ہے کہ میں تمہاری یروشلیم والی بن ہوں۔"

"میزم! یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ میرے گھر میرے ساتھ رہیں گی۔ میں ابھی اپنی بیوی بچوں کو گھسیٹتا ہوں۔ ان کے دماغوں میں یہ نقش کھونٹا ہے کہ آپ میری بہن ہیں۔ آپ سے خون کا رشتہ ہے۔ میرے بیوی بچے آپ کو برسوں سے اس رشتے کے خواہ سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔"

الہامی حکمت و ذہن ہو۔ میرے سمجھانے سے پہلے ہی مجھے ہو کہ کن حالات میں تمہیں کیا کرنا چاہیے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔"

فہمیت میزم! میں ہمیشہ آپ کا اعتماد بحال رکھوں گا۔"

الہامی رابطہ ختم کیا۔ وہ اپنا چوتھو تبدیل کر چکی تھی۔ اس بیگلے میں رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ وہ اپنا ضروری سامان لے کر وہاں سے نکل گئی۔

مسلمانوں کو اور دشمن ہوتا تو اسے اس قدر پریشانی نہ ہوتی۔ کوئی اور دشمن ہوتا تو اسے اسے لے لے وہ اتنی جدوجہد کر رہی ہوتی کہ وہ اپنے پرانی سوچ کی لمبوں کو محسوس کیا۔ فوجی اپنا کام اس نے پورا کر لیا۔ وہ کارڈرائیو کر رہی تھی اسے سڑک کے کنارے روک کر انتظار کرنے لگی۔

خود ہی دیر بعد پھر اپنی سوچ کی لمبیں محسوس ہوئیں۔ اس نے کہا "مگر تمہیں پارس ہو تو فارم ہاؤس کی ملازمہ کے دماغ میں آئے۔"

یہ کہنے ہی اس نے سانس روک لیا۔ پرانی سوچ کی لمبیں دماغ سے نکل نکلیں پھر وہ خیال خوانی کی پرواز کر کے اس ملازمہ کے دماغ میں آگئی۔ وہاں تو وہی دیر انتظار کرنے کے بعد وہی "پارس! کیا تم موجود ہو۔"

وہ بولا "ہاں تم نے تو بڑی تیزی دکھائی ہے الہامی! تم یہ کہا کرتی تھیں کہ تمہارا دل اور دماغ میرے لیے ہیں۔ تم جب تک زندہ رہو گی۔ مجھے اپنے اندر آنے سے نہیں روک دو گی مگر تم نے تو دماغ کو مقتل کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لی۔"

"مجھے طعنہ نہ دو۔ میں اب بھی تمہیں دل کی گمراہیوں سے بچا رہی ہوں۔ کبھی تمہارے کام آنے کے لیے مجھے اپنی جان بڑے خطرے کی گمراہی میں ڈالنا پڑے گی۔"

"نہیں کو الہامی! بڑے بڑے دعوے نہ کیا کرو۔ تم نے اپنے دماغ کو مقتل گرا کے اپنے بہت بڑے دعوے کو فکری کی ہے۔ میں تمہیں یہ بتا دوں۔ میں نے کبھی تم پر بھروسہ نہیں کیا۔ اس بار بھی میرا تجربہ کہتا تھا کہ تم کسی وقت بھی دھوکا دے سکتی ہو۔ کیا وہی حوالہ ہے کہ زبان سے پھر کر فادار رہنے کا ادوی کر رہی ہو۔"

"الہامی! پارس! یہ تو سمجھو تم نے خود ایسا کرنے پر مجھے مجبور کیا ہے۔ تم ان فلسطینی مسلمانوں کو ٹیلی جیتی کھانے کا معاہدہ کر رہے تھے جو ہمارے ملک اور ہماری قوم کے دشمن ہیں۔"

"یہ فلسطینی مسلمان نہ تمہاری قوم کے دشمن ہیں نہ

تمہارے ملک کے۔ یہ ان کا بھی ملک ہے۔ جب انہیں حقوق نہیں ملتے ہیں تو یہ جہاد کرتے ہیں۔ اس جہاد کو تو دشمنی کہتی ہو۔ بہر حال میں اس سلسلے میں مزید بحث نہیں کروں گا۔ تمہیں جو کرنا تھا وہ کر چکیں۔ اب میں سوچوں گا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"میں جانتی ہوں۔ تم جوانی کا رویا ان کو گے مگر اب میں تمہارے مزاج اور تمہاری مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گی۔ تم شروع سے میری اس فطرت کو جانتے ہو کہ میں ہمیشہ اپنی بیوی قوم کو ترجیح دیتی آئی ہوں۔ اس کے بعد میں نے ہر معاملے میں تمہیں ترجیح دی ہے۔"

"کسی دن موقع ملے تو مجھے بتانا کہ تمہارے اپنا غلام بنالیا اور کہنا کہ بیوی قوم کو ٹیلی جیتی کھانے کی خاطر مجھے غلام بنایا ہے۔ ورنہ غلام بنانے کے باوجود مجھے ترجیح دے رہی ہو اور مجھ پر قربان ہو رہی ہو۔"

"تم خود آخوا مجھے طعنہ دے رہے ہو۔"

"میں جانتے جاتے ہیں۔ یہاں تو کہ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ مختلف ممالک میں پہنچانا ہمارا مشن ہے۔ ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ یہ بعد میں بڑے ممالک کو معلوم ہو جائے گا۔ ابھی تو یہ سمجھ لو کہ اسی سلسلے میں تمہیں وہ مشین بنانے کا موقع مل گیا ہے۔ یہ غلط فہمی دماغ سے نکال دو کہ میں نے تمہارے عشق میں گرفتار ہو کر یہ مہمانی کی ہے۔ نہ میں تم سے محبت کرتا تھا نہ تمہارے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا تھا۔ نہ اب گزارنے آیا تھا۔ جو پارس ابھی تمہاری زندگی میں آیا تھا۔ وہ اپنے قدم سے چھانچ کر تھا۔ ایسے ساڑھے پانچ فٹ کے جتنے پارس درکار ہوں، مجھے بتانا میں آئندہ بھی سلائی کرتا رہوں گا۔ اوکے سو قارا۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ وہ سوچ میں پڑ گئی کہ ابھی وہ کیا کہہ گیا ہے۔ یعنی وہ ساڑھے پانچ فٹ کا پارس جس کے ساتھ اس نے ایک دن اور ایک رات گزار دی۔ وہ اصلی نہیں تھا۔ وہ ایسے اور کئی بونے پارس اسے سلائی کر سکتا ہے۔

وہ اس بات پر غصے سے تھلائی کہ وہ خود نہیں تھا۔ اس نے اپنی ذہنی بیچ کر پارس نام کا کھلوٹا کر اسے بھلا لیا تھا۔ اسے بے وقوف بنایا تھا۔ جیسے وہ کوئی بازاری عورت تھی۔ جس کے پاس اس نے پارس نام کا کاکہ بھجھا تھا۔ وہ غصے سے سیدھی اس کے دماغ میں پہنچی پھر بولی "میں ہوں الہامی۔ تم نے ابھی مجھ سے کیا کہا تھا؟ کیا کچھلی رات تم میرے ساتھ فارم ہاؤس کے کینچ میں نہیں تھے؟ کیا وہ تمہاری ذہنی تھا؟ جی جی جی جی۔ وہ تم تھے یا نہیں؟"

”کیا میں بے وقوف ہوں کہ تمہارے جیسی عورت کے ساتھ رات گزاروں گا۔ اپنے حالات پر غور کرو۔ جب بھی تم مجھے دھوکا دینے والی ہوتی ہو تو ایسے وقت خود ہی دھوکا کھاٹی ہو۔“

”میں پوچھتی ہوں تم نے اس بونے بد معاش کو میرے پاس کیوں بھیجا تھا؟“

”میں نے تو صرف بھیجا تھا۔ تم تو اس کے پکچھے سے لگ گئی تھیں۔ تم نے کسی عقل سے تسلیم کیا تھا کہ میرا فائدہ چرائیج کم ہو سکتا ہے کیا دنیا میں آج تک کبھی ایسا ہوا ہے؟“

”تم نے مجھے دھوکا کیوں دیا۔ کیا میں کوئی بازاری عورت ہوں کہ بے جا ہوں گے اسے میرے پاس بھیج دو گے تم نے صرف مجھ سے نہیں۔ میری عزت آہو سے بھی دشمنی کی ہے۔“

”تمہاری آہو کہاں ہے؟ میں نے تو تمہیں شریک حیات بنا کر عزت دی تھی لیکن تمہیں عزت راس نہیں آئی۔ تم نے میرے لیے ایک بیٹی پیدا کی۔ اس وقت تک میں تمہیں بے حیائی سے روکتا رہا۔“

”تم خود غرض اور مطلب پرست ہو۔ اتنے ظالم ہو کہ ایک ماں سے اس کی بیٹی جھین لی ہے۔“

”اگر ایسا نہ کرتا تو تم اسے یودی بنا دیتیں۔ آج وہ بابا صاحب کے ادارے میں ایک مسلمان باپ کی بیٹی کی حیثیت سے پرورش پا رہی ہے۔ بہت جلد تم اس سے ملو مگر خود کو اس کے سامنے ماں نہ کہنا۔ ورنہ وہ تمہارے منہ پر تھوک دے گی۔“

”تم اور کیا کرو گے میری بیٹی کے دماغ میں بھیجنے سے میرے خلاف زہر مہر ہے۔“

”میں ایسا نہیں کر رہا ہوں لیکن وہ تمہارے پاس ہوتی تو تم اس بیٹی کو باپ کا دشمن بنا دیتیں۔“

”میں تم سے بحث نہیں کروں گی مگر تم نے ڈی پارس کے ذریعے میری آہو کو کھلونا بنا دیا۔ کیا اس بے حیائی پر تمہیں ذرا بھی شرم آ رہی ہے؟“

”میرے پاس تمہاری لپٹ ایک بے حیائی کا حساب ہے۔ میرے بعد تم کتنوں کے ساتھ کم کلا کرتی رہی ہو۔ یہ بات مجھ سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ تمہارے پرائیویٹ عیش کدے میں کبھی جمال راہن، کبھی کمال راہن جیسے جادوگر آئے۔ کبھی بولی ایتھہ آیا، کوئی نہ کوئی آتا جاتا رہا اگر ایک اور ڈی پارس آ گیا تو تمہارے لیے کیا فرق پڑا؟ تم تو بازاری عورتوں سے بھی گئی گزری ہو۔ میرے پاس تمہارا اپنی پارسائی

نہ جتاؤ۔ آئینے کے سامنے لباس اتار کر دیکھو۔ شان دار اندر سے کھنڈر بن چکی ہو۔“ وہ غصے سے چیخ کر بولی ”پوشٹ اپ! میں ہوں کھنڈر نہیں ہوں۔ مجھے براد کرنے والے بے غیرت تم ہو۔ تم میری توہین کر رہے ہو۔ میں اس ضرورتوں کی۔“

وہ اس کے دماغ سے نکل آئی ”ابھی دماغی حاضر ہو کر غصے سے ہانپنے لگی۔ اسے یوں لگ رہا تھا کہ اسے دوزخ آتا رہا ہو۔ اس کی پارس کی برسوں سے اسے دوزخ آتا رہا ہو۔ وہ سوچنے لگی ”اب میں کسی خوش فہمی میں لگی۔ وہ کبھی پارسے قابو میں نہیں آئے گا۔ یہ سب سے بڑی حماقت ہے کہ ایک مسلمان سے دلائی واری ہو سکتی ہے۔“

وہ موجودہ حالات کے مطابق سوچ رہی تھی۔ اس کے عقائد سے مشین تیار کی ہے اور اب اسے دے کر اس مشین کو ایک خفیہ اڈے میں چھپا کر اسے تلاش کرنے اور تباہ کرنے کی کوشش میں کر دینی کرے گا۔ مجھے پہلے سے زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔ وہ اب تک پارس سے کتراتے رہنے کے نقصان اٹھاتی رہی تھی لیکن رانا انصار مشین حاصل کے بعد یقین ہو گیا تھا کہ وہ پہلے سے کئی حالات ہے۔ پارس کے مقابلے میں ہزاروں ٹیلی فنی جانی پیدا کر سکتی ہے۔ پہلے کی طرح روپوش رہ کر اس سے ملتی ہے۔

اس نے اپنے تمام پرائیویٹ بنگلوں کو چھوڑا عقل کستی تھی کہ پارس نے پچھلے دنوں اس کے دل میں اس کی تمام خفیہ رہائش گاہوں کے بارے میں معلوم کیا ہوگا اور نہ جانے کیسے کیسے راز معلوم کرے۔ بہر حال اس نے عارضی طور پر اپنے قابل اطمینان کے بیوی بچوں کے ساتھ رہنے کا ارادہ کیا تھا۔

اتنی دیر تک پارس سے الجھنے سے اسے خطرات کا احساس ہوا۔ وہ اس بات پر بھی غور کرتا ہے اس قابل اعتماد مانت کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اس کے اندر یہ بات پک رہی تھی کہ اس نے ٹیلی فنی سکھائی ہے اور جتنے افراد کو اپنا معمول انہیں معمول بنانے کے لیے توہمی عمل کے پارس موجود رہا ہوگا اس سے اپنی موجودگی کو چھپا کر رہا ہوگا کہ وہ کسی آواز اور مخصوص جگہ

انہیں معمول کے اندر پہنچتی ہے۔ اس کی اس کے جتنے معمول تھے وہ پارس سے محفوظ نہیں تھے۔ وہ جانتا ہوگا ان کے اندر آتا جاتا ہوگا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اپنے اندر محسوس نہیں کرتا تھا۔ اس کی بڑی ناکامی تھی کہ رانا انصار مشین کے ذریعے ہو گا۔ یہ بت حاصل کرنے کے بعد بھی اسے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ اپنے دماغ سے نکل آئی ”ابھی دماغی حاضر ہو کر غصے سے ہانپنے لگی۔ اسے یوں لگ رہا تھا کہ اسے دوزخ آتا رہا ہو۔ اس کی پارس کی برسوں سے اسے دوزخ آتا رہا ہو۔ وہ سوچنے لگی ”اب میں کسی خوش فہمی میں لگی۔ وہ کبھی پارسے قابو میں نہیں آئے گا۔ یہ سب سے بڑی حماقت ہے کہ ایک مسلمان سے دلائی واری ہو سکتی ہے۔“

وہ موجودہ حالات کے مطابق سوچ رہی تھی۔ اس کے عقائد سے مشین تیار کی ہے اور اب اسے دے کر اس مشین کو ایک خفیہ اڈے میں چھپا کر اسے تلاش کرنے اور تباہ کرنے کی کوشش میں کر دینی کرے گا۔ مجھے پہلے سے زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔ وہ اب تک پارس سے کتراتے رہنے کے نقصان اٹھاتی رہی تھی لیکن رانا انصار مشین حاصل کے بعد یقین ہو گیا تھا کہ وہ پہلے سے کئی حالات ہے۔ پارس کے مقابلے میں ہزاروں ٹیلی فنی جانی پیدا کر سکتی ہے۔ پہلے کی طرح روپوش رہ کر اس سے ملتی ہے۔

اس نے اپنے تمام پرائیویٹ بنگلوں کو چھوڑا عقل کستی تھی کہ پارس نے پچھلے دنوں اس کے دل میں اس کی تمام خفیہ رہائش گاہوں کے بارے میں معلوم کیا ہوگا اور نہ جانے کیسے کیسے راز معلوم کرے۔ بہر حال اس نے عارضی طور پر اپنے قابل اطمینان کے بیوی بچوں کے ساتھ رہنے کا ارادہ کیا تھا۔

اتنی دیر تک پارس سے الجھنے سے اسے خطرات کا احساس ہوا۔ وہ اس بات پر بھی غور کرتا ہے اس قابل اعتماد مانت کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اس کے اندر یہ بات پک رہی تھی کہ اس نے ٹیلی فنی سکھائی ہے اور جتنے افراد کو اپنا معمول انہیں معمول بنانے کے لیے توہمی عمل کے پارس موجود رہا ہوگا اس سے اپنی موجودگی کو چھپا کر رہا ہوگا کہ وہ کسی آواز اور مخصوص جگہ

کو خوب سوچ سمجھ کر ٹپ کریں۔ ایک کو ٹپ کرتے وقت دوسرے کو پتا نہ چلے ورنہ دوسرا ہوشیار ہو جائے گا اور گرفت میں آنے سے پہلے روپوش ہو جائے گا۔ ہاروے کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہ اور بائرن ٹوڈ آپس میں دوست بھی ہیں اور رشتے دار بھی۔ انہوں نے ایک دوسرے کی بہن کو اپنی شریک حیات بنایا ہے اور اکثر ایک دوسرے کے گھر آتے جاتے رہتے ہیں۔

ہمارا ایک ماتحت ہاروے کے بچے پر پہنچ کر اس کی بیوی اور اس کے بچے کو کچھ چکا تھا۔ ان سے پتا چلا تھا کہ ہاروے موجود نہیں ہے۔ ملک سے باہر گیا ہوا ہے۔ میں نے یہ رپورٹ سن کر ماتحت کو مشورہ دیا۔

”ہاروے کا انتظار نہ کرو۔ پتا نہیں وہ کب تک واپس آئے گا۔ اس کی بیوی کو چھنا تڑکو۔ وہ ہماری معمول بن کر رہے گی تو اس کے ذریعے کسی دن بھی ہاروے کو ٹپ کر سکو گے۔“

وہ یہی کرنے لگا۔ ہمارا دوسرا ماتحت بیکر اسٹ کو چھاننے والا تھا۔ بیکر اسٹ کا ذریعہ پہلے ہو چکا ہے کہ وہ ممبئی میں تھا۔ بائرن ٹوڈ اور ہاروے نے اسے وہاں کے انڈر ورلڈ کا گڈ فادر بنایا تھا۔ ہندوستان کے دوسرے تمام صوبوں کے گڈ فادرز کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ سب بیکر اسٹ کو انڈیا میں ہیڈ آف دی گڈ فادرز تسلیم کریں۔“

ان میں سے چند گڈ فادرز بیکر اسٹ کی برتری تسلیم نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بیکر نے اپنی محبوبہ۔ اہلی کی کو مارا شتر کے صوبے میں انڈر ورلڈ کی ملکہ بنایا تھا۔ اہلی نے بھین بی سے جرائم کی دنیا میں پرورش پائی تھی اور وہاں کے تمام جھگڑوں سے اچھی طرح واقف تھی اس لیے توہ انڈر ورلڈ کی ملکہ کی حیثیت سے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ اس کی مجراہ صلاحیتوں کے باعث بیکر وہاں کے معاملات سے مطمئن تھا۔ اسے کسی معاملے میں بہت زیادہ الجھنا نہیں پڑا تھا۔ کوئی الجھن ہوتی تو خیال خوانی کے ذریعے دور کر دیتا تھا۔ اہلی کے لیے راستے ہموار کر دیتا تھا لیکن چند گڈ فادرز ایک عورت کی برتری تسلیم نہیں کر رہے تھے۔

ہمارا ماتحت۔ اہلی کے ذریعے یہ بیکر پر اسٹ تک پہنچ سکتا تھا۔ اہلی ان دنوں آندھرا پردیش میں تھی۔ وہاں کا گڈ فادر کرشنا مورٹی باغی ہو گیا تھا۔ اس نے کہہ دیا تھا کہ اپنے علاقے کی آمدنی میں سے۔ اہلی کو حصہ نہیں دے گا۔ حصہ لینا ہے تو بیکر پر اسٹ براہ راست لین دین کرے۔

دیر سے ایک کتے کی طرح بھونک رہے ہو۔ مجھے گولی نہ مار سکے۔ جاؤ۔ وہ گولی اپنے نام کرلو۔“

ہو گئی ہے اور کچھ سوچے سمجھے بغیر ہوش کے باہر جا رہی ہے وہ اپنے آپ میں نہیں ہے اس کے اندر صرف ایک بات ہے کہ اُسے کڑی مشاموری کے پاس جانا ہے اور وہ

ہیٹانے کہا "میں مامی اور جم کاف کو ہانگ کانگ آنے
 مائل کروں گی۔ وہ میاں آئے گی تو نانا کا جہاں بھی چھپا
 گھسیر آئے پر مجبور ہو جائے گا۔"

میں نے انیمیک کی "جم کاف" مامی کے شوہر کی حیثیت

کرشنا مورتی نے ہنستے ہوئے پوچھا "کیا تمہارا بیکر برائٹ ٹیلی پیٹھی جانتا ہے؟ اگر جانتا ہے تو اسے بلاؤ۔ میرے گردو پوہست بڑے جادو گر ہیں۔ ان کا جادو تمہیں میرے پاس لے آیا

ہے۔

کرشنا مورتی کو خوش قسمتی تھی کہ وہ ایلچی پر جادو کر رہا ہے اور کامیاب ہو رہا ہے۔

بیکر برائنٹ نے کرشنا مورتی کے اندر پہنچ کر کہا "مگر اس کے بچے کون ہے تیرا گردو؟ اگر اس نے ایلچی کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا تو اسے بول کر مجھ سے باتیں کرے۔"

کرشنا مورتی نے پریشان ہو کر پوچھا "تم کون ہو؟ میرے دماغ میں کیسے بول رہے ہو؟"

"میں بیکر برائنٹ ہوں۔ ایلچی تم سے ابھی کہہ چکی ہے کہ میں ٹیلی بیٹھی جانتا ہوں۔ کہاں ہے تیرا گردو؟ میں تیرے ساتھ اسے بھی خاک میں ملا دوں گا۔"

کرشنا مورتی نے مویا کل فون پر گردو کے نمبر فون کیے اور بولا "ہیلو گردو میں بول رہا ہوں۔ آپ کا واس ہوں۔"

دوسری طرف سے گردو نے کہا "ہاں بولو ہم سن رہا ہوں۔ امریکا کی ضرورت ہے؟"

"بہت ضرورت ہے گردو۔ آپ کی مہمانی سے میری دشمنی ایلچی میرے پاس آگئی ہے۔"

"ارے کیسے آگئی ہے؟ ہم تو ابھی جادو منتر نہیں کیا ہوں پھر وہ کیسے آگئی ہے؟"

"آپ تو مارا گور ہیں۔ جادو کرنے سے پہلے ہی ڈر کے چلی آئی ہے۔"

گردو نے خوش ہو کر ہنسنے ہوئے کہا "اس سنار کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک امریکا دھولے ہے۔ اب بولو اور کا (کیا) چاہتے ہو۔"

"گردو! ایلچی کے ساتھ ایک ٹیلی بیٹھی جانے والا بھی آیا ہے۔ وہ میرے اندر بول رہا ہے اسے ابھی یہاں سے بھاگ دو۔"

"میرے لیے یہ بڑی بات نہیں ہے۔ ایک کالا بکرا اور دس ہجارت روپے بیچ دو۔ ہم بکری کی لمبی چڑھاویں گے۔ وہ سر اٹھائی بیٹھی جانے والا بھاگ جائے گا۔"

میں نے کرشنا مورتی کے دماغ پر اچانک ہی قبضہ جمایا۔ اس نے سانس روکا۔ بیکر برائنٹ اس کے دماغ سے نکل گیا۔

وہ چند سیکنڈ کے بعد دوسری بار آیا پھر تیسری بار آیا۔ میں کرشنا مورتی کا سانس روک رہا پھر وہ سانس لے کر قبضہ لگا رہا۔

بیکر نے ایلچی کے اندر اگر اس کے ذریعے کہا "تمہارے گردو کو جادو مجھے تمہارے اندر سے بھاگ رہا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں جارہا ہوں اور ایلچی کو یہاں سے لے جا رہا ہوں۔"

اگر تم اسے روکو گے یا اسے نقصان پہنچاؤ گے تو میں تمہیں

زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

ایلچی وہاں سے جانے لگی۔ کرشنا مورتی نے ارے جاؤ جاؤ مجھے تمہاری بیوی کی ضرورت نہیں ہے۔ ثابت کر دیا ہے کہ تمہاری ٹیلی بیٹھی کے مقابلے

نہزور نہیں ہوں۔ تم اینٹ مارو گے تو میں پتھر ماروں گی۔ وہ چلی گئی۔ کرشنا مورتی نے اپنے ماتحت سے کہا

تم ابھی جاؤ۔ ایک کالا بکرا اور دس ہزار روپے لے جاؤ۔ دو کے چرنوں میں رکھو۔ بے ہو گردو کی دیکھو کیا ہوگا۔

ہے۔ ٹیلی بیٹھی جانے والے کو بھاگ دیا ہے۔ ایلچی بول کے کر کے میں واپس آگئی۔ بیکر

"میرا دوست آندرے بھی تمہارے دماغ میں موجود ہے۔ میں یہ سوچ کر پریشان ہو گیا تھا کہ کوئی ابھی ٹیلی بیٹھی ہوا

والا میرے مقابلے پر آیا ہے اور تمہارے دماغ پر قبضہ میری صلاحیتوں کو پہنچ کر رہا ہے۔"

آندرے نے کہا "کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والا ایلچی دماغ پر قبضہ جتنا تو ہم اپنی صلاحیتوں سے اسے بھاگ

لیکن یہ کم بخت کالا جادو جانے والے بڑے خطرناک ہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ ایلچی کو یہاں نہیں رہنا چاہیے۔

وہ بولی "میری واپس کا ٹکٹ ہے۔ میں آج رات فلائٹ سے واپس آجاؤں گی لیکن میں یہ سوچ کر پریشان

محسوس کر رہی ہوں کہ ہم ایک گاؤں سے ٹکٹ لے رہے ہیں۔ وہ اندر دراندیش ہم سے برتر ہو جائے گا۔"

بیکر نے کہا "اسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ جب تم آجاؤ گی تو شاید اس کا گردو نہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

کا پھر میں اس گردو اور اس کے چیلے دونوں سے لڑاؤں گا۔"

آندرے نے کہا "میں جارہا ہوں۔ جب بھی گردو کرشنا مورتی سے نمٹتا ہو تو مجھے بلا لینا ہم دونوں لڑاؤں

دونوں کو کالے جادو سمیت خاک میں ملا دیں گے۔ آندرے چلا گیا۔ رات کے آٹھ بجے ایلچی نے

میں سوار ہوتے وقت فون کے ذریعے کہا "بیکر میں ہوں۔ دس بجے تک اپنے مہمانی کے بیٹھے میں بیٹھ جاتا

تم ان پورٹ آؤ گے یا بیٹھے میں ملو گے؟" بیکر نے کہا "میں ایک جگہ روپوش ہوں۔ ٹیلی

جاننے والے دشمنوں سے خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔ افسوس ہے ابھی کچھ روز تک تم سے نہیں مل سکوں گی۔

میرے ماتحت نے مجھے بتایا تھا کہ بیکر اپنے ذاتی ایک حسین دشمن کو لے کر آیا ہے۔ وہ ایلچی سے

ٹیلی بیٹھی جانے والے دشمنوں سے کوئی بول رہا تھا۔ اسے ٹیلی بیٹھی جانے والے دشمنوں سے کوئی

خطرہ نہیں تھا۔ وہ ہمارے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔ خطرہ نہیں ہے کہ اس سے وہ بے خبر تھا۔

ہم نے کر کے اس سے وہ بے خبر تھا۔ ایلچی نے میری مرضی کے مطابق کہا "بیکر مجھ سے

ایلچی نے میری مرضی کے مطابق کہا "بیکر مجھ سے جوت نہ بولو۔ تمہیں کسی بھی دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ

نہیں ہے۔" ایلچی نے میری بار مجھے جھوٹا کہہ رہی ہو۔ تمہیں کیا

ہو گیا ہے؟ کیا میں کسی تم سے جھوٹ بول سکتا ہوں؟" ایلچی نے کہا "میں کبھی نہیں جانتی تھی۔ آج معلوم ہوا ہے کہ پہلے

میں تم جھوٹ بولتے رہے ہو۔ جب بھی کوئی جوان چھو کر ہی نظر آتی ہے۔ اپنی مصوفیت کا بہانہ کر کے اس کے ساتھ

رہتا کرتا ہے۔" "تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا میرے خلاف کوئی

تھیں کر رہا ہے؟" "گردو کسی کو نہیں بھگاتے۔ کسی سے جھوٹ نہیں

بولتے۔ انہوں نے مجھے فون پر بتایا ہے کہ آج تم ایک جوان چھو کر اپنے پرائیویٹ بیٹھے میں لے گئے ہو۔"

"وہ گردو جھوٹا اور مکار ہے۔ میرا کوئی پرائیویٹ بیٹھا

نہیں ہے۔ تم میری دولت اور جائداد کا حساب جانتی ہو۔ میں نے تم سے چھپ کر کوئی بیٹھا نہیں خریدا ہے۔ مجھے افسوس

ہے کہ تم ایک فراڈ گردو کی باتوں میں آکر مجھ پر بھروسہ نہیں کر رہی ہو۔"

"وہ فراڈ نہیں ہے۔ وہ اپنے جتن منتر سے جی باتیں بتاتا ہے۔ پھر جھوٹ نہ بولو۔ مجھے دھوکا نہ دو۔ میں ابھی آ رہی

ہوں۔ مجھے ان پورٹ پر ملو۔"

"اگر تم کہتی ہو کہ وہ جی باتیں بتاتا ہے تو پھر اس نے یہ

کیوں نہیں بتایا کہ میرا وہ پرائیویٹ بیٹھا کہاں ہے؟ جب ہے

یہ نہیں بتاتا ہے؟" "گردو نے کہا ہے کہ ابھی وہ منتر پڑھ رہا ہے۔ ایک

مختصر بعد تمہارے اس پرائیویٹ بیٹھے کا پتا مجھے فون پر بتائے گا۔"

وہ بولا "مجھی بات ہے۔ تم یہاں آؤ۔ میں ایک گھنٹہ بعد تم سے رابطہ کروں گا۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ جب اسے ضرورت ہوتی تھی تو وہ خیال خوانی کے ذریعے ایلچی کو مخاطب کرتا تھا اور جب

ایلچی کو ضرورت ہوتی تھی تو وہ ٹیلی فون کے ذریعے اسے مخاطب کرتی تھی۔ وہ ایلچی کی زبان سے یہ سن کر پریشان ہو گیا

تھا کہ وہ ایک حسین دشمن کو اپنے پرائیویٹ بیٹھے میں لایا ہے۔

اس کے ذہن میں یہ سوال چچ رہا تھا کہ ایلچی کو پہلے کبھی ایسی باتیں معلوم نہیں ہوئیں۔ اب کیسے معلوم

ہو گئیں۔ کیا کالا جادو ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کے اندر چھپے ہوئے راز بتا دیتا ہے۔ اگر اس کم بخت گردو نے اس کے

پرائیویٹ بیٹھے کا پتا بتا دیا تو کیا ہوگا؟

ہو گا کیا! زیادہ سے زیادہ ایلچی ناراض ہوگی لیکن ایسے

ٹیلی بیٹھی جانے والے محبوب اور محافظ کو نہیں چھوڑے گی۔ بس ایک بیوی کی طرح لڑتی جھگڑتی رہے گی لیکن تشویش یہ

تھی کہ کالا جادو جانے والا اس کے اندر کے راز معلوم کرنے لگا ہے۔

وہ اب تک ٹیلی بیٹھی جانے والے دشمنوں سے محتاط رہا کرتا تھا۔ اب اس گردو کی آمد اسے سمجھا رہی تھی کہ کالا

جادو جانے والے بھی مصیبت بن سکتے ہیں۔ ایسے گردو سے جلد از جلد چھٹھا پھڑانا ہوگا۔

ایلچی مہمانی پہنچ گئی۔ میرے ماتحت نے فون پر اس سے کہا "میں گردو بول رہا ہوں۔ مجھے تمہارے بیکر کے

پرائیویٹ بیٹھے کا پتا معلوم ہو چکا ہے۔ وہ بیٹھا باندھ مل میں ہے۔ یہ کہہ کر اس نے بیکر کا پتا بتا دیا۔ تم وہاں کسی وقت

بھی جا کر اپنے محبوب کا جھوٹا پکڑ سکتی ہو۔"

بیکر پچھلے ایک گھنٹے سے پریشان تھا۔ بار بار ایلچی کے دماغ میں آ رہا تھا۔ ایک بار اس نے اگر فون پر ہونے والی یہ

مفتگو سنی۔ گردو ایلچی کو بیٹھے کا پتا بتا رہا تھا۔ بیکر وہ پتا سننے ہی خوش ہو کر ہنسنے لگا کیونکہ وہ پتا غلط تھا۔ وہ گردو اپنے

کالے جادو سے صحیح پتا معلوم کرنے میں ناکام رہا تھا۔ بیکر نے خیال خوانی کے ذریعے ایلچی سے پوچھا "کیا

اس فراڈ گردو نے تمہیں بتایا ہے؟"

ایلچی نے وہ پتا بتایا۔ بیکر نے ہنسنے ہوئے کہا "میں پہلے ہی کستا تھا۔ جب میرا کوئی پرائیویٹ بیٹھا ہے ہی نہیں تو وہ کیا

خاک بتائے گا۔ پتا نہیں اس نے کس کے بیٹھے کا نمبر بتایا ہے۔ تم وہاں جاؤ گی تو پریشان ہو جاؤ گی۔"

”کوئی بات نہیں۔ میں جاؤں گی۔ اپنی تسلی کروں گی۔
 جنہیں اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔“
 ”میں بھلا کیوں اعتراض کروں گا۔ جاؤ اپنی تسلی کرو۔
 ادھر ادھر بھٹکتی رہو۔ شاید باندھ مل میں اس خبر کا کوئی ٹکڑا
 ہی نہ ہو۔ جو تمہیں اس نے بتایا ہے بہر حال میں بہت
 مصروف ہوں۔ مجھے فون پر ڈسٹرب نہ کرو۔ میں خود ہی کسی
 وقت رابطہ کروں گا۔“

وہ دماغی طور پر اپنے پرائیویٹ بنگلے میں حاضر ہو گیا۔ وہ
 اپنے بندے روم میں بیٹھا خیال خوانی کرتا رہا تھا۔ جو حسین
 دودھیہ اس کے بنگلے میں آئی تھی۔ وہ بی وی لاؤنج میں بیٹھی
 ہوئی ناچ گانے کے پروگرام دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے پاس
 آکر بیٹھ گیا۔ وہ بولی ”میں اکیلی ہو رہی ہوں۔ تم بند کرے
 میں کیا کر رہے تھے؟“

”جب میں کوئی اپنا کام کر رہا ہوں تو اپنے کمرے کے
 دروازے اور کڑکیاں بند کر لیتا ہوں۔ اب کوئی کام نہیں
 ہے۔ ہم صبح تک رہیں اور عین وقت گزاریں گے۔“
 ”مجھے بھوک لگی ہے کچھ کھانے کے لیے تو پوچھو۔“

”فرنج میں کھانے کا سامان بھر پڑا ہے۔ کچن میں بھی
 ہے۔ چاہو تو آنا پکا کر کھاؤ یا فرنج سے ٹن جیکڈ کھانے نکال
 کر کھاؤ۔“

وہ اٹھ کر جانا چاہتی تھی اس نے ہاتھ پکڑ کر قریب کھینچ
 لیا اور بولا ”اپنی بھوک مٹانے سے پہلے میری تھوڑی سی
 پیاس بجھاؤ۔“

وہ خوشی سے بولی ”کیا صبر نہیں کر سکتے۔ مجھے دیکھتے رہو،
 لپٹاتے رہو تو بیکار کا مزہ آئے گا۔ مجھے ایسی جلد بازی اچھی
 نہیں لگتی۔“

”میں جلد بازی نہیں ہوں مگر تھوڑا تھوڑا قسطوں میں پیار
 دیتی رہو تو صبح تک پیٹ بھر جائے گا۔ کم آن پہلی قسط ادا
 کرو۔“

وہ قسط وصول کرنے کی کوششیں کرنے لگا۔ وہ خوشی اور
 شرارت سے چمکنے لگی۔ اسی وقت ڈرائنگ روم کا دروازہ
 کھلا۔ بیکر نے بی وی لاؤنج سے دیکھا۔ دور کھلے ہوئے
 دروازے پر ایسی کھڑی ہوئی تھی۔

وہ حیرانی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا ”تم؟“ بیکر نے اس کی
 کیسے آگے بڑھائی۔

”ابھی گرودیو نے فون پر کہا ہے کہ ان سے منتر پڑھنے
 میں غلطی ہو گئی تھی۔ صبح منتر پڑھنے سے صحیح پتا معلوم ہوتے
 ہی انہوں نے مجھے بتایا اور میں یہاں پہنچی۔“

بیکر دو نوں ہاتھوں سے سر قدام کر گرنے کے اندر
 صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے نے قریب آکر کہا ”میرا
 نہیں ہے تم بھولے ہو۔ تم اس پرائیویٹ بنگلے میں
 کے لیے رہتے ہو اور مجھ سے یہ باتیں چھپاتے ہو۔ میں
 دل و جان سے چاہتی ہوں۔ مجھے دھوکا دینے ہوتے
 شرم نہیں آ رہی ہے۔“

وہ ہاتھ اٹھا کر بولا ”غصہ نہ دکھاؤ۔ میں دماغی
 دولت تمہارے لیے کماتا ہوں۔ ایک بار مجھ سے
 کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ ایک رات کے لیے آئی تھی
 چلی جائے گی۔ تم مرتے دم تک میرے ساتھ رہو۔
 لے بھڑانہ کرو۔ چپ چاپ یہاں سے چلی جاؤ۔“

اس نے اپنی کئی کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ وہ چپ
 وہاں سے پلٹ کر جانے لگی۔ بیکر نے کہا ”اپنی کار میں
 سیدھی گھر جاؤ۔ میری بات نہیں مانو“ بھڑا کوئی
 تمہیں چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں گا۔ جاؤ اور فیصلہ کرو۔
 ساتھ چھوڑنا چاہتی ہو یا بیشہ ساتھ رہنا چاہتی ہو۔“

وہ اپنی کار میں بیٹھ کر چلی گئی۔ بیکر دو نوں مٹھیاں
 خلا میں تکتے ہوئے بولا ”ابے او فراڈ گرودیو تو کالا جادو
 جانتا ہے جیسے ٹیلی جیتنی جانتا ہو۔ سیکڑوں میل دور سے
 بدل بدل کر پڑھ رہا ہے۔ میرے لیے نئی مصیبتیں پیدا
 ہے۔ میں مجھے نہیں چھوڑوں گا۔ ابھی دیکھوں گا کہ تو
 میں ہے۔“

اس حینہ نے پوچھا ”یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا وہ تمہارا
 پوری تھی؟ اس کے ساتھ میری توہین کر رہے تھے کہ
 ایک رات کے لیے لائے ہو۔ کیا میری کوئی عزت
 ہے؟“

وہ غصے میں تھا۔ ڈانٹ کر بولا ”یو شٹ اپ! میرا
 کاموڈ چوٹ ہو گیا ہے۔ تم یہاں سے جاؤ۔ کھانا پکھاؤ اور
 روم میں آرام کرو۔ میں تمہیں گنتی دیر مصروف رہوں
 فرصت ملے گی تو تمہارے پاس آؤں گا۔“

وہ اٹھ کر وہاں سے کچن کی طرف چلی گئی۔ بیکر نے
 خوانی کے ذریعے اندر سے اور سائن کو اپنے پاس بلایا
 ”وہ گرودیو ٹیلی جیتنی جانتے والوں سے بھی زیادہ پریشان
 ہے۔ وہ کالے جادو کے ذریعے میرے اس خفیہ بنگلے
 معلوم کر چکا ہے۔“

وہ اپنے ساتھیوں کو تفصیل سے بتانے لگا کہ اس
 کس طرح اپنے جنت منتر سے کام لے کر ایسی کو وہاں
 تھا۔ اگر اس تم بخت کو خاک میں نہ ملا لیا گیا تو وہ اس کی

سوچتے سوچتے کھاتے ہو۔“
 ”اندھے نے کہا“ بیکر کچھ کھلا۔ ہم اس سے نہت
 رہے ہیں۔ تم کھاتے ہو جیسے خیال خوانی کر سکتے ہو۔“
 بیکر نے ایک پلیٹ اٹھا کر حینہ سے کہا ”میں ایک بہت
 اہم مسئلے پر غور کر رہا ہوں۔ کھاتے وقت مجھ سے باتیں نہ
 کرو۔“

وہ کھانے لگا۔ ادھر کرشنا مورتی نے فون کے ذریعے گرودیو
 سے کہا ”آپ ماسکس مان ہیں۔ آپ نے ٹیلی جیتنی جانتے
 والے گاؤں فادر کو دہشت زدہ کر دیا ہے۔ اب وہ میرے دماغ
 میں آکر مجھے پریشان کر رہا ہے۔ اس نے مجھے ابھی فون کرنے
 پر مجبور کیا ہے۔ کتا ہے۔ میں آپ کے جیلوں سے باتیں
 کروں۔“

گرودیو نے کہا ”میں اس مہرے پیٹے ہوں گے تو تم بات
 کر سکو گے وہ تو تک منٹروں کا جاب کرنے کے لیے عسман
 بھوی گئے ہوئے ہیں۔“

بیکر کھانے کے دوران میں خیال خوانی کے ذریعے یہ
 باتیں سن رہا تھا۔ اس نے اندر سے کہا ”ان تینوں کے
 علاوہ اور بھی اس گرودیو کے خدمت گار ہوں گے۔ کسی طرح
 ان خدمت گاروں تک پہنچو۔“

ادھر کرشنا مورتی فون پر کہہ رہا تھا ”گرودیو میری جان
 خطرے میں ہے۔ اس نے دھمکی دی ہے کہ میں آج رات کی
 صبح نہیں دیکھ سکوں گا۔“

گرودیو نے کہا ”تم کو نو چناتم کرو۔ وہ سراسر اترا کچھ
 نہیں لگاؤ گے گا۔ تم پھر ایک کالا بکرا اور دس ہزار روپے بیچ
 دو۔ ہم بکرے کی بلی چڑھا نہیں گے۔ تمہاری موت بکرے کو
 آئے گی تم بچ جاؤ گے؟ تم میرے بکرے ہو۔ ہم تم کا مرنے
 نائیں دیں گے۔“

کرشنا مورتی نے فون بند کر کے اپنے ماتحت کو بلا کر کہا
 ”ابھی ایک کالا بکرا اور دس ہزار روپے لے کر گرودیو کے
 پاس جاؤ۔ اس گاؤں فادر کی ابھی ایسی کی تھی ہو جائے گی۔“

بیکر اچانک کھبرا ہٹ سی محسوس کرنے لگا۔ فون کی کھنٹی
 بج رہی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر پوچھا ”ہیلو کون ہے؟“

میرے ماتحت نے اسے فون کیا تھا۔ میں نے اس کی
 زبان سے کہا ”ہم تمہارے باپ ہیں۔ ہم کا بچاؤ۔ ہم گرودیو
 ہیں۔ تم میرے کرشنا مورتی کو جان سے مارنے کی دھمکی دیتے
 ہو۔ ہم تمہارے اندر سے جان کھینچ لیں گے۔“

بیکر نے خیال خوانی کے ذریعے کہا ”اندھے“ سائن
 میرے پاس آؤ۔ مجھے کھبرا ہٹ سی ہو رہی ہے اور یہ کم بخت

میں بھی بیچ جائے گا۔“
 ”اندھے نے کہا“ یہ تمہارے دشمن گاؤں فادر کرشنا
 مورتی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اسی نے اپنے گرودیو کو اپنی
 کے بیچے لگایا ہے اور وہ اپنی کئی کو آکر کاربنا کر تمہیں پریشان
 کر رہا ہے۔“
 ”سائن نے کہا“ گاؤں فادر کرشنا مورتی تمہیں یہاں گاؤں
 فادر بن کر رہنے نہیں دے گا۔ اسے اور اس کے گرودیو
 فادر کو ہی ختم کر دیا جائے گا۔“

”دونوں خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے کرشنا مورتی
 کے دماغ میں پہنچے۔ بیکر نے کہا ”تم نے مجھ سے دشمنی مول
 لے کر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ تم آج رات کی صبح نہیں
 دیکھ سکو گے۔“

کرشنا مورتی دو حیناؤں کے درمیان بیٹھا ہوا شراب پی
 رہا تھا۔ اس نے کہا ”مجھے موت کی دھمکی نہ دو۔ ہم بھرانہ
 زندگی گزارنے والے جانتے ہیں کہ کسی وقت بھی کہیں سے
 ہم موت آسکتی ہے لیکن یاد رکھو۔ تم میرے گرودیو کو کوئی
 نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ وہ اپنی طرف آنے والی موت کو
 تمہاری طرف بلانے لگا۔“

سائن نے کہا ”ہم تمہارے خیالات پڑھ کر اس گرودیو
 کا پتا معلوم کر چکے ہیں۔ اس کے تین پیٹے ہیں جو اس کے
 ساتھ رہا کرتے ہیں۔ تم اسے فون کرو اور اس کے جیلوں سے
 باتیں کرو۔“

کرشنا مورتی نے کہا ”میں تمہارا غلام نہیں ہوں۔ مجھے
 فون پر باتیں کرنے کا حکم نہ دو۔“

سائن نے اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ وہ بے اختیار
 اپنے موبائل کو آن کر کے رابطہ قائم کرنے لگا۔ انہوں نے
 معلوم کیا تھا کہ گرودیو... کے تین پیٹے ہوگا کے ماہر نہیں
 ہیں۔ وہ ان کے دماغ میں جا کر گرودیو کو ہلاک کر سکتے تھے یا
 اسے طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر سکتے تھے۔

”حینہ ایک ٹرائی میں بیٹھ کھانے پینے کی چیزیں لے آئی
 اور بیکر پرائیوٹ سے بولی ”تمہاری بیوی اچانک یہاں آگئی
 کہ اس کا غصہ مجھے دکھا رہے ہو۔ غصہ تھو کر اور کچھ
 کھاؤ۔“

اس کے مخاطب کرنے پر بیکر دماغی طور پر حاضر ہو گیا تھا۔
 اسے بھوک لگ رہی تھی لیکن گرودیو جیسے زبردست دشمن
 سے جلد از جلد نمٹنا تھا۔ اس نے کہا ”مجھے ڈسٹرب نہ کرو۔
 کام کرنے دو۔“

”تم خاموش بیٹھے سوچ رہے ہو، کام تو نہیں کر رہے ہو۔“

گرو دیو مجھ سے فون پر بول رہا ہے۔
وہ دونوں بیکر کے اندر آ گئے۔ میں کہہ رہا تھا "متم ہرے
کرشنا مورٹی کو کاراؤگے ابھی تم دیکھو تمہارے اندر کا ہورہا
ہے۔ ہم منتظر رہتے رہتے تم کا کمزور بنا دیں گے تم سدا بیاہر
رہو گے۔"

آندے اور سائین اپنے دوست کے اندر رہ کر اس کی
گھبراہٹ اور کمزوری کو محسوس کر رہے تھے۔ سائین نے
پریشان ہو کر کہا "اس شیطان کا کالا جادو ہماری ٹیلی ویژن سے
زیادہ تیز رفتار ہے۔ اسے منتظر رہنے سے روکنا ہو گا۔"
آندے نے کہا "تم بیکر کو سنبھالو۔ میں اس سے نمٹنے
جارا ہوں۔"

میں نے اس حینے کے ذریعے بیکر کو اعصابی کمزوری کی
دوا کھلائی تھی۔ وہ دوا اثر کر رہی تھی۔ میں بڑی ہیرا پھیری
کے بعد اسے کمزوری میں مبتلا کر رہا تھا۔ اب وہ اور اس کے
ساتھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ میں نے بائزن ٹوڈ کے
ذریعے بیکر تک رسائی حاصل کی ہے اور اسے اعصابی کمزوری
کی دوا کھلا کر جسمانی اور ذہنی طور پر کمزور بنا رہا ہوں۔ وہ سب
پورے یقین کے ساتھ گرو دیو کو اپنا دشمن سمجھ رہے تھے۔
اس کی بڑھتی ہوئی کمزوری کو کالے جادو کا نتیجہ سمجھ رہے
تھے۔

آندے کسی طرح گرو دیو تک پہنچنے کی کوشش کر رہا
تھا۔ ہم بھی یہی کوشش کرنے لگا اگر وہ کسی طرح اس گرو دیو
کے دماغ میں پہنچ جاتا تو یہ بعید کھل جاتا کہ اس نے اپنے
کالے جادو سے نہ اعلیٰ کو خفیہ جنگ میں پہنچایا تھا اور نہ ہی
بیکر کو جسمانی و دماغی کمزوریوں میں مبتلا کیا تھا۔

آندے کرشنا مورٹی کو مجبور کر کے وہاں سے دس کلو
میٹر دور گرو دیو کے پاس لے گیا تھا۔ اس وقت میں بھی کرشنا
مورٹی کے اندر موجود تھا۔ اب بیکر رائٹ کے پاس رہنا
ضروری نہیں تھا۔ وہ کئی گھنٹوں کے لیے کمزور اور بیمار ہو چکا
تھا۔ میں اس سے بعد میں نمٹ سکتا تھا۔

گرو دیو اپنی کنیا میں رات کا کھانا کھا رہا تھا۔ اچانک
دروازہ کھلا تو اس نے چونک کر دیکھا۔ اس کے سامنے کرشنا
مورٹی کھڑا ہوا تھا۔ وہ بولا "تم نے آنے کی گھبراہٹ نہیں دی۔
اچانک کیسے آئے ہو؟ کوئی مصیبت میں ہو۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "آپ بھی مصیبت میں ہیں۔ وہ ٹیلی
بیٹھی جانے والا میرے اندر ہے۔ مجھے کچھ کر مہیاں لایا
ہے۔"

بکرا اور دس ہزار روپے لے کر آؤ۔ ہم اس سرسے کو اپنے
میاں سے بھاگ دیں گے۔

آندے نے کرشنا مورٹی کے دماغ پر قبضہ بنایا تھا۔
اس کی جب سے ہسپتال نکال کر گرو دیو کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔
"اب کسی کالے بکرے کی نہیں تمہاری ملی چڑھے گی۔ یہ
تمہیں زخمی کر کے تمہارے اندر کھس کر اپنے دوست
تمہارے کالے جادو سے نجات دلاؤں گا۔"

اس نے یہ کہتے ہی ایک فائر کیا۔ وہ اس کے پاس
میں گولی مار کر صرف زخمی کرنا چاہتا تھا۔ ایسے وقت میں
ایک ذرا نشانہ بھگا۔ گولی اس کے دل میں پھنست ہوئی۔
آندے نے پریشان ہو کر کہا "شٹ۔ میرا نشانہ ہلک گیا۔
کم بخت مر جائے گا۔"

وہ فرش پر گر کر ترپ رہا تھا۔ آندے نے فواریز
کے اندر پہنچ کر پوچھا "جلدی بتاؤ تم نے بیکر کو جمل کیا ہے؟
اس کا توڑ کیسے ہو گا؟ اس کی بیماری کیسے دور ہوگی؟"
میں نے گرو دیو کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا۔ وہ تلفظ
سے تڑپتے ہوئے دم توڑ رہا تھا۔ آندے نے پھر پوچھا
"جلدی بتاؤ۔ تمہارے کالے جادو کا توڑ کیا ہے؟"

وہ انک انک کر بولا "ارے ہم زندگی سے ٹوٹ رہے
ہیں۔ ہمارے کالے جادو کا توڑ کھد بہ کھد ہو جائے گا۔ ہر
لے گا۔ بکرا۔ بکرا۔"

بولتے بولتے اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ اپنے بچپا
تمام کالے بکروں کے پاس چلا گیا اس کے مرہ دماغ سے
دونوں خیال خوائی کرنے والے نکل آئے۔

اب وہ کبھی یہ نہیں جان سکتے تھے کہ بیکر رائٹ کو کتنا
بیٹھی کے ذریعے بیمار بنایا گیا ہے۔ میں نے اپنے ماتحت
کہا "بیکر رائٹ کے دماغ میں رہو۔ جب اس کے سامنے
جائیں۔ اس کے اندر کوئی نہ رہے تو اسے پھانسا کر اس کے
طرح اپنا معمول بنالو کہ ان میں سے کسی کو اس کے معمول
بنائے جانے کا شبہ نہ ہو سکے۔"

میں اسے ہدایت دے کر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر
ہو گیا۔ اس کے بعد آندے اور سائین کو شکار کرنا آسان
کاٹک میں رات کے دو بج رہے تھے دوسرے دن شکار
جاسکتا تھا۔ میں اپنے دماغ کو ہدایت دے کر سو گیا۔



گرو دیو فریکلفٹ میں تھی۔ اس نے ایک چھوٹا سا
کراے پر حاصل کیا تھا۔ اس نے ایک ملازم اور دو ملازمت
کو اپنی خدمت کے لیے رکھا تھا۔ وہ اسرائیل میں بھیجے

میں رہی تھی پھر آری ٹرینگ سینٹر میں تعلیم
دہائی میں مقرر کی رہی تھی۔ پیشہ ان اکابرین کی پابندیوں
زیت حاصل کرتی تھی۔ اسے آزاد بیٹھی کی طرح کھلی نفاذ میں
نہایت ترقی ملی تھی۔ بیٹھی سیکھنے کے بعد آزادی کی
پانچ روپے ملی تھی۔

اپنے وقت الیہ نے اسے اپنا معمول بنا کر خیر عمل کی
منبت زنجیوں میں جکڑا دیا تھا۔ وہ ان زنجیوں کو توڑنا چاہتی
تھی۔ کام آسان نہیں تھا مگر اچانک آسان ہو گیا تھا۔
ایک صبح اسے پتا چلا کہ وہ الیہ کے گھٹنے سے نکل گئی
تھی۔ اس کے اندر کہا تھا "تم فوراً یہ ملک چھوڑ کر
میں چلی جاؤ۔"

اس وقت اس کے اندر یہ جست پیدا نہیں ہوا تھا کہ وہ
لے والا انجی کون ہے؟ اور اچانک ہی اس نے الیہ سے
طرح نجات حاصل کی ہے۔ اس وقت اس کے اندر
بہت سی باتیں ہوئی تھیں کہ اسے الیہ سے دور جانا ہے۔
بہت سی باتیں سننے چہرے اور سننے طے کے مطابق
ہائے ایک ہی دن میں سننے چہرے اور سننے طے کے مطابق
پورے حاصل کیا اور اس ملک سے نکل آئی تھی۔

میں نے دو دن میں پارس اس کے ساتھ موجود رہا تھا اور
اس کے خیر عمل کے مطابق وہ اسے بھول گئی تھی۔ اسے
میں رہا تھا کہ پچھلی رات پارس اس کے بیڈ روم میں آیا
اور اس کی زندگی کا ایک نیا باب شروع کر کے چپ چاپ
لیگا تھا۔

فریکلفٹ جاتے وقت پارس ایک نیم پاگل انجی کی
بیٹ سے اس کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ اسی طیارے میں
زندگی بھی تھا۔ فریکلفٹ پہنچنے تک اس طیارے میں جو
لوہا ہوا اس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

گرو نے پارس کے تعاون سے جوزف دسکی کو اپنا
ملا لیا تھا۔ آئندہ اس کے ذریعے بیچ پال اور اس کے
ماتحتی جاننے والے ساتھیوں کے بارے میں بہت کچھ
طرح کر سکتی تھی۔ پارس عارضی طور پر اس سے جدا ہو گیا
تھا۔ جوزف دسکی اپنے اس معمول جوان کو ساتھ لے کر وہاں
سے ایک دوسری فلائٹ کے ذریعے تاشقند چلا گیا تھا جسے الیہ
نے بھیجی کھائی تھی۔

فریکلفٹ اور اس کے ساتھیوں نے جوزف دسکی سے پوچھا
کہ گرو کو کونسا نہیں کیا جب کہ وہ جہاز میں
ملائی ہم سفر تھی؟
اس نے جواب دیا "وہ بہت جلاک ہے۔ میں نے اسے
بائے کے لیے کئی حربے آزمائے لیکن وہ میری گرفت میں نہ

آئی۔ فریکلفٹ پہنچ کر کہیں گم ہو گئی ہے۔"
بیچ پال نے کہا "کوئی بات نہیں۔ تم نے الیہ کے دو ٹیلی
بیٹھی جانے والوں کو معمول بنا کر بہت بڑا کام کیا ہے۔ ہم
سب مشین کی تیاری کے سلسلے میں بہت مصروف ہیں۔ اسی
پہنچے یہ مشین تیار ہو جائے گی یہ مصوفیات نہ ہوں تو ہم
گرو کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔"

بڑی رابرٹ نے کہا "ہمیں ایسی ہی جلاک اور تیز
طراز لڑکی کی ضرورت ہے۔ ویسے سنا ہے کہ وہ زبردست فائٹر
بھی ہے؟"

بیچ پال نے کہا "اس کے جلاک اور مکار ہونے کا یہ
بہت بڑا ثبوت ہے کہ اس نے خود کو الیہ کے گھٹنے سے نجات
دلائی ہے۔ اس لڑکی سے مجھے سامنا ہو گا تو ہم اس سے دوستی
کر سکیں گے۔ گرونا جیسی لڑکیوں کو جبراً اپنا گلوہ بنا کر نہیں رکھا
جاسکتا۔"

گرو نے اپنے جنگ کے بیڈ روم میں آرام سے بیٹھی جوزف
دسکی کی ٹھوکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے دماغ میں رہ
کر اس کے تمام ساتھیوں کی گفتگوں سن رہی تھی۔ ان کا ایک
ٹیلی بیٹھی جانے والا نامک مورد کہہ رہا تھا "ہم چار ٹیلی بیٹھی
جانے والے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ چاروں مشین کے
سلسلے میں مصروف رہیں۔ ہم میں سے کوئی ایک فریکلفٹ میں
گرو کو تلاش کر سکتا ہے۔"

بیچ پال نے کہا "بے شک ہمیں اپنی ٹیم کو بھی مضبوط
مضبوط تر بنانا ہے۔ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے ذہین
ٹیلی بیٹھی جانے والے جہاں بھی ملیں، جب بھی ملیں، انہیں
اپنے اعتماد میں لے کر اپنا دوست بنانا چاہیے۔"

بیڈون نے کہا "میں نے دوسری آری کے دس افسران
اور پانچ اعلیٰ سرکاری عہدے داروں کو معمول بنایا ہے۔ ان
سب پر میری گرفت مضبوط ہے۔ ہم جس طرح چاہیں گے ان
سے کام لینے رہیں گے اگر تم لوگ چاہو تو میں گرو کو تلاش
کرنے کی ہر گنجائش رکھتا ہوں۔"

بڑی رابرٹ نے کہا "تم شادی شدہ ہو۔ مونو رہنا کو
معلوم ہو گا کہ تم ایک جوان لڑکی کے پیچھے پڑے ہوئے ہو تو وہ
تم سے لڑنے لگے گی۔"

اس پر سب ہنسنے لگے۔ بیڈون نے کہا "بڑی! یہ کیوں
نہیں کہتے کہ تم اس کے پیچھے جانا چاہتے ہو۔ میں تو ایک ٹیک
مقصد کے لیے اسے تلاش کرنا چاہتا تھا۔ تم اپنا گھر سنا جاتے
ہو تو اس کے پیچھے جاؤ۔ ہو سکتا ہے وہ پہلے کہیں شوہر بنائے
اور پھر باپ بنادے۔"

جوزف دسکی نے کہا "میں نے سر کے دوران میں اسے دیکھا ہے اور بڑی رابرٹ کے سامنے اس کے حسن و جمال کی تعریفیں کی ہیں۔ یہ تب ہی ہے اس کی طرف پھل رہا ہے۔" اس پر پھر سب کے سب ہنسنے لگے۔ کرونا ان کی باتیں سن کر مسکرا رہی تھی۔ بیچ پال نے کہا "تم سب بڑی کا ذاتی نہ اڑاؤ۔ یہ خوب دو جوان ہے کسی سے کم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کرونا اس کی طرف مائل ہو جائے، ہم تو چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں محبت سے ملے۔ اس طرح بڑی رابرٹ کا کھر جی آباد ہوگا۔ کرونا کی محبت اور اس کا اعتماد بھی حاصل ہوگا اور ہمارے مقاصد بھی پورے ہوتے رہیں گے۔"

کرونا یہ باتیں سن رہی تھی۔ تسلیم کر رہی تھی کہ بیچ پال ذہین اور اچھے مزاج کا حامل ہے۔ وہ محبت اور دوستی کے حوالے سے سوچتا ہے کرونا کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ وہ ان میں سے کسی کے ساتھ محبت کرے گی اور اپنا گھر بنا لے گی۔ وہ دوماں جذبات کو کبھی اہمیت نہیں دیتی تھی۔ اس کا ایک ہی خواب تھا۔ وہ ٹیلی ویژن کے ذریعے لپاک کی طرح کسی ملک پر حکومت کرنا چاہتی تھی۔

بیچ پال اور اس کے تمام ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ بڑی رابرٹ فریکلفٹ جاکر کرونا کو تلاش کرے گا۔ وہ سب اس بات سے بے خبر تھے کہ کرونا کو ان کے اس منصوبے کا علم ہو چکا ہے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جوزف دسکی کرونا کا معمول بن کر اسے ان کی خفیہ بینک میں پہنچا رہا ہوگا۔

بیچ پال نے پوچھا "بڑی! فریکلفٹ میں لاکھوں جوان لڑکیاں ہوں گی۔ ان میں ہزاروں کرونا کی طرح حسین و چمکشیں ہوں گی۔ تم اسے کیسے تلاش کرو گی؟ کیسے پہچانو گے؟"

بڑی نے کہا "اس سلسلے میں چند نکات ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ بالکل تنہا ہے۔"

مانک مورد نے کہا "کوئی ضروری نہیں کہ وہ اب بھی تنہا ہو۔ اسے الپا تلاش کر رہی ہوگی پھر جوزف دسکی نے اسے ٹریپ کرنے کی کوششیں کی تھیں۔ اتنا تو وہ سمجھ ہی چکی ہوگی کہ اس کے ایک نہیں کئی دشمن ہیں۔ ان سے محفوظ رہنے انہیں دھوکا دینے کے لیے وہ کسی شخص کو اپنا معمول بنا کر اس کی پیروی بن یا بیٹی بن کر رہ سکتی ہے۔ اس طرح تم تنہا لڑکیوں کے پیچھے بھاگتے رہو گے مگر کرونا بھی نہیں ملے گی۔"

بڑی رابرٹ نے کہا "پہلے میری پوری بات سن لو۔ میں ایسی جوان عورتوں کے بھی داموں میں جاؤں گا جو کسی فیملی کے ساتھ رہتی ہوں گی۔ میں اس شہر کے تمام ہوٹلوں میں

ایسی جوان لڑکیوں اور جوان عورتوں کو چمک کر کھانے بیچ پال نے کہا "ہو سکتا ہے۔ وہ کسی بوڑھی عورت کے پاس میں ہو۔"

بڑی رابرٹ نے کہا "ایک جوان لڑکی کو خوراک پر بوڑھی ہونے کا میک اپ کر لے۔ سر سے بالیں سن کر کہیں سے اس کی جوانی ٹھٹھک ہی جاتی ہے۔ مجھے شبہ ہوگا۔ میں کم از کم چوبیس گھنٹے اس بوڑھی کی گلاب کبھی نہ کبھی ٹانگہ لٹکی میں اس سے بھول رہی ہوں۔ اس کی چال! اس کی آواز اور لہجے میں کوئی فرق نہیں ہے پھر آخری بات یہ کہ جس بوڑھے یا بوڑھی کے خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں بیچ پال کے سانس روکے گی تو میرے جیسے کی تصدیق ہو جائے گی۔ دنیا میں بہت کم بوڑھی عورتیں یوگا کا باہر ہیں۔"

بیچ پال نے کہا "دوست کہتے ہو۔ تمہیں فریکلفٹ چاہیے۔ تمہارا جذبہ عشق کہتا ہے کہ تم اس کے پاس ہی دو لو گے۔"

ہیزون نے کہا "سیا دم چھوڑ دو گے۔"

اس بات پر سبھی ہنسنے لگے۔ ان کی یہ بات پال کے دماغ میں ہو رہی تھی۔ اس طرح کرونا کو پال کے دماغ میں رہنے کا موقع ملا تھا لیکن وہ اس کے پیچھے پڑنے میں ناکام رہی تھی۔ پتا چلا کہ ان چاروں نے جاننے والے دوستوں نے اس کے چور خیالات کے لاک کروا تھا۔ اسی لیے کرونا یہ معلوم نہ کر سکی کہ کونسا ملک اور کس شہر میں ہے۔

ان کی بینک برخواست ہو رہی تھی۔ ایسے وقت کے ملازم نے مگر کہا "میزم! کوئی صاحب آپ آئے ہیں۔"

کرونا اب تک خیال خوانی کے ذریعے بیچ پال کے ساتھیوں کے درمیان تھی۔ ملازم کے خلاف اپنی رہائش گاہ میں دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ اس نے اپنے دماغ میں جھانک کر معلوم کیا۔ باہر دروازہ کھلا تھا۔ ان میں سے ایک وہ ایجنٹ تھا جس سے کرونا مکان رہائش کے لیے حاصل کیا تھا۔ اس نے ملازم "میں ڈرائنگ روم میں بیٹھاؤ۔"

ملازم وہاں سے چلا گیا۔ کرونا نے ایجنٹ کے پڑھے پتا چلا اس کے ساتھ آنے والا اس ہنگامے کا وہ ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔ اب یہاں رہنے آیا ہے۔ وہ بینڈ روم سے نکل کر ڈرائنگ روم میں آئے۔

ایجنٹ کے ساتھ دوسرے فرد کی صورت دیکھتے ہی چونک گئی۔ وہ دی ہانگ (پارس) تھا جو اس کے ساتھ اسرائیل سے فریکلفٹ تک آیا تھا۔ وہ جرانی سے بولی "تم۔" پال نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا "کرونا! میری ہم سفر تم پہلا کر اس کی کمان غائب ہو گئی تھیں؟"

ایجنٹ نے کہا "میں کب رولی" اسے کہاں گئے آ رہے ہو۔ مجھ سے دور رہو۔" پھر ایجنٹ سے بولی "تم اس مصیبت کو یہاں لے لائے ہو؟"

ایجنٹ نے کہا "سوری یہ مصیبت نہیں! اس ہنگامے کے مالک ہیں۔ اسرائیل کے ایک ہانگ خاں نے ان کا علاج ہو رہا تھا۔ وہاں سے صحت یاب ہو کر اپنے ہنگامے میں رہنے آئے ہیں۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "کیا یہاں رہنے کے لیے؟ ہرگز نہیں! میں نے ایک سال کا ایڈوائس کرایہ دے دیا ہے۔ یہاں کوئی دوسرا آکر نہیں رہ سکتا۔"

پال نے کہا "میں دوسرا نہیں ہوں۔ اس ہنگامے کا مالک ہوں اگر تمہاری جگہ کوئی دوسری ہو تو میں اس کی رقم اپنی کر کے اسے یہاں سے نکال دیتا مگر تمہیں کیسے نکال سکتا ہوں۔ تمہیں تو اپنے دل سے بھی نہیں نکال پارہا ہوں۔"

اس نے اسے جرانی سے دیکھا پھر کہا "اے! تم عاشقوں کے انداز میں کیوں بول رہے ہو؟ کام کی بات کرو اور یہاں سے جاؤ۔"

انہیں جاؤں؟ تم مجھے ان پورٹ پر تنہا چھوڑ کر چلی گئی۔ میں میں کل سے تمہیں تلاش کر رہا ہوں۔ میری نیند اڑ گئی ہے۔ میری ہانگ مر گئی ہے۔ تمہارے نہ رہنے سے ہر چیز لڑی گئی ہے۔ اب میں زندہ ہو رہا ہوں۔"

پال نے کہا "تم نے مجھے پہلے نہیں بتایا کہ اس شہر میں تمہارا کوئی گاہی ہے۔"

"میں خود بھول گیا تھا۔ کل سے تمہیں اور اس ہنگامے کو تلاش کر رہا تھا۔ اتفاق سے یہ ایجنٹ مجھے مل گیا۔ یہ ایجنٹ میں ہے۔ رحمت کا فرشتہ ہے۔ اس نے تمہیں یہاں جگہ سے کڑھائی سے پہلے میرا گھر سدا رہا ہے۔"

"مگر سدا رہا ہے! کیا ایک رہے ہو؟ میں کر لے دار ہوں۔ تمہارا گھر نہایت نہیں آتی ہوں۔"

"ملازم کیوں ہوتی ہو۔ یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔ ہم انہیں میں منت لیں گے۔ اس رحمت کے فرشتے ایجنٹ کو یہاں سے جانے دو۔"

"تم بھی یہاں سے جاؤ۔ ایک برس کے بعد آؤ گے تو یہ بھلا خالی کون کی۔"

"ایک برس میں تو بچے بھی ہو جائیں گے۔ تم اتنی دور تک کیوں سوچتی ہو۔ پہلے ساتھ رہیں گے پھر بچوں کے بارے میں سوچا جائے گا۔"

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟ خود کو نارمل کہتے ہو اور الٹی سیدھی بکواس کر رہے ہو۔ تمہیں پاگل خانے والپس جانا چاہیے۔"

"میں تمہارے ساتھ کہیں بھی جانے کو تیار ہوں مگر یقین کرو پاگل نہیں ہوں۔ ذرا سوچو۔ میں تمہارے کتنے کام آیا تھا۔ میں نے جہاز میں اس شخص کی پٹائی کی تھی اور تم خوش ہو گئی تھیں۔"

کرونا نے اسے سوچتی ہوئی نظر سے دیکھا۔ اس نے طیارے میں جوزف دسکی کی پٹائی کی تھی۔ وہ ٹیلی ویژن جاننے والا دشمن اسے کرونا کی حیثیت سے پہچان گیا تھا۔ جب کہ وہ اپنی اصلیت چھپا کر ایک نئی زندگی گزارنا چاہتی تھی۔ یہ اندیشہ تھا کہ وہ فریکلفٹ بیچ کر اس کے لیے مشکلات پیدا کرے گا! اسے ٹریپ کر کے گا۔ اپنا معمول بنائے گا۔

وہ سر کے دوران میں پریشان ہو گئی تھی۔ کسی طرح جوزف دسکی سے چھپا چھڑانا چاہتی تھی۔ ایسے وقت پارس نے اس کی پٹائی کر کے کرونا کی مشکل آسان کر دی تھی۔ جوزف دسکی کے دماغ میں پہنچنے کا راستہ کھول دیا تھا۔ اس نیم پاگل ہم سفر کی بدولت وہ جوزف دسکی کو اپنا معمول بنا چکی تھی۔

وہ پارس کو دیکھتے ہوئے یہ سب کچھ سوچ رہی تھی۔ دوسرے نظروں میں پارس اسے سوچنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس کی سوچ میں کمر رہا تھا "یہ جوان آئندہ بھی میرے کام آ سکتا ہے۔ بلکہ میں اس پاگل کو اور پاگل بنا کر اس سے کام لے سکتی ہوں۔ مجھے تنہا نہیں رہنا چاہیے۔ اس کے ساتھ رہوں گی تو ممکن مجھ پر شبہ نہیں کریں گے۔"

اسے الپا کی طرف سے بھی خطرہ تھا۔ وہ خطرناک عورت اسے تلاش کر رہی ہوگی پھر اس نے جوزف دسکی اور اس کے ساتھیوں کی گفتگو سن لی۔ بڑی رابرٹ اس کی تلاش میں آ رہا تھا۔ ان تمام دشمنوں کو دھوکا دینے اور ان سے چھپ کر رہنے کے لیے وہ پارس کو اپنا آلہ کار بنا کر اپنے ساتھ رکھ سکتی تھی۔ اس نے ایجنٹ سے کہا "تم جاؤ۔ میں اس ہنگامے کے مالک سے خود نمٹ لوں گی۔"

وہ ایجنٹ چلا گیا۔ پارس نے کہا "اس سے بیچ نہ لے۔ یہ اچھا

کیا۔ اب ہم یہاں تھا رہیں گے اور دن رات محبت کرتے رہیں گے۔

وہ اس بار مسکرا کر بولی ”ہاں مگر دور ہی دور سے محبت کریں گے۔ تم سب سے کوئے گے کہ میں تمہاری بیوی ہوں۔ میں بھی کوئی گئی کہ تم میرے شوہر ہو۔“

”تو پھر چلو۔ ہم کوٹ میرج کریں گے۔ نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔“

”زیادہ پہننے کی کوشش نہ کرو۔ کیا میں پاگل ہوں جو تم سے شادی کروں گی۔ ہم صرف دنیا والوں کو دکھانے کے لیے میاں بیوی بن کر رہیں گے۔“

وہ انکار میں سر ہلا کر بولا ”میں میں شادی کے بغیر تمہارے بندہ نہیں آؤں گا۔ تم بار بار بلاؤ گی۔ میں ایک بار بھی نہیں آؤں گا۔“

اس نے چڑکھا ”تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تمہیں اپنے ساتھ سونے کے لیے بلاؤں گی۔“

”ابھی تم نے میری بیوی بننے کی بات کی ہے۔ بیوی تو سونے کے لیے ہوتی ہے بیٹھے کے لیے نہیں ہوتی۔“

”جس خواہ تمہارے جیسے پاگل سے الگ رہی ہوں۔ مجھے جو کرنا ہے۔ وہ اس طرح کروں گی کہ آئندہ میرے اشاروں پر پانچے رہو گے۔ میرے ساتھ بندہ روم میں چلو۔“

وہ ادھر جانے لگی۔ پارس اس کے پیچھے چلتے ہوئے بولا ”مجھ سے بیزار بھی ہوتی ہو۔ مجھے بندہ روم میں بھی لے جاتی ہو مگر میں کہہ چکا ہوں۔ پہلے ہماری کوٹ میرج ہوتی۔“

وہ دونوں بندہ روم میں آگئے۔ اس نے ہم دیا ”جاؤ بندہ روم۔“

لیٹ جاؤ۔“

یہ کہتے وقت کروٹانے اپنی دانست میں اس کے دماغ پر قبضہ نہایا۔ وہ بستر پر جا کر لیٹ گیا پھر بولا ”میں سمجھ رہا ہوں۔ تم کیا کرنے والی ہو۔“

اس نے گھور کر پوچھا ”تم کیا خاک سمجھو گے۔ اچھا بناؤ! کیا کرنے والی ہوں؟“

”تم کوئی منتہر دھو گی؟ کوئی جادو کرے گی؟ پھر مجھے حیرت زدہ کرنے کے بعد میری عزت لوٹ لو گی۔“

وہ غصے سے بولی ”یو شٹ اپ! اچپ چاپ آنکھیں بند کرو۔ منہ سے کوئی آواز نہ نکالو۔“

پارس نے آنکھیں بند کر لیں۔ کروٹانے کے دماغ میں پہنچ کر اسے پتا نہ کر کے لگی۔ اس نے یہ طے کیا تھا کہ وہ اسے اپنا معمول بنا کر رکھے گی۔ اس طرح وہ اس کے لیے درو سر نہیں بیٹھا۔

وہ بے چاری ایسے پاگل کو پتا نہ کر رہی تھی کہ پھر لاشعوری طور پر اسے پاگل بنا چکا تھا۔ وہ اس کے اندر ”تم میری آواز سن رہے ہو۔“

”میں اسرا نیل سے تمہاری آواز سنتا رہا ہوں۔“

”میں ابھی تمہارے اندر بول رہی ہوں۔ تم ابھی رہے ہو اور تم گہری نیند سو رہے ہو۔“

”پارس نے اس کے اندر یہ خیال پیدا کیا کہ مجھے نہ سے لیٹ کر تنہی عمل کرنا چاہیے۔“

وہ خود معمول اور محکوم بن گئی۔ کسی جیل و جت کے لیے اس کے پاس اگر بندہ پر لیٹ لگی پھر بولی ”میں آرام سے کر تم پر غل کر رہی ہوں۔“

پارس نے اس کی سوچ میں کہا ”مجھے آنکھیں بند کرنا عمل کرنا چاہیے۔“

کروٹانے آنکھیں بند کر لیں پھر دونوں کے درمیان پر و غریب تنہی عمل ہونے لگا۔ اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ عامل بننے بننے معمول بن رہی ہے۔

○●○

ہنگ کانگ کے شمال مشرق میں ایک بلند پہاڑ ہے۔ اس کی چوٹی پر مساتما بدھ کا ایک بہت بڑا مندر ہے۔ وہ مندر میل کے رستے پر پھیلا ہوا ہے۔ مساتما بدھ کے لاکھ عقیدت مند اور غیر ملکی سیاح وہاں جاتے ہیں۔ وہاں عبادت کرتے ہیں۔ وہاں کی تصاویر اُتارتے ہیں۔ وہ مندر نامیہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ جو وہاں جا کر دل عبادت کرتا ہے تو اس عبادت کے نتیجے میں اس کی عمر پوری ہوتی ہے۔

اس کے آس پاس کی پہاڑیوں میں پہلنگ چڑیا اشیش تھے۔ تمام عقیدت مند اور سیاح پہلنگ چڑیا ذریعہ اس تاریخی مندر تک پہنچتے تھے۔ ایسے عقیدت مند بھی تھے جو اس بلندی پر پیدل جاتے تھے اور ہر قدم پر دعا مانگتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ اس طرح جسمانی مشقت ساتھ اتنی بلندی پر چڑھتے ہوئے ان کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔

ٹانا کا کوڑو بھی دو گاؤں فادر کے ساتھ اس پہاڑ پر چڑھا۔ پچھلی بار میں نے اور سونیا نے اس پر جان لیا تھا۔ تھے ان حملوں نے اسے دہشت زدہ کر دیا تھا۔ یہ سمجھ کر اس کے ٹیلی پیٹھی جاننے والے مددگار باران ٹونا باندھ کر اس کے ٹیلی پیٹھی اور آندرے اس سے دوستی کی آزمائش کر رہے ہیں۔

ان ٹیلی پیٹھی جاننے والوں نے مارلی اور مجھ پر دو زبردست حملے کیے تھے۔ ٹانا کا کوڑو یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ ٹیلی پیٹھی جاننے والے بظاہر اس کے کام آ رہے ہیں لیکن وہ اس کے خاص ماتحتوں اور خاص سورتائی محافظوں کے درمیان میں پہنچ کر ان کے ذریعے ٹانا کا کوڑو کی شہ رگ تک پہنچا چکے ہیں۔

جب اپنے ہی دوست آستین کا سانپ بن جائیں تو پھر انہیں ذہن سے کوئی نہیں روک سکتا۔ انہیں اپنی آستین سے نکال کر درو پھینکا لازمی ہو جاتا ہے۔ فی الحال بچاؤ کی یہ صورت تھی۔ ٹانا کا کوڑو اور دونوں گاؤں فادر نے زبردستی اختیار کی تھی۔ وہ تینوں ایسے درویش ہو گئے تھے کہ خیال خواتی کرنے والے بھی انہیں تلاش نہیں کر سکتے تھے۔

وہ ساری زندگی منہ چھپا کر نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ اندر دہلا کے بے تاب بادشاہ تھے۔ اپنی مملکت میں واپس آکر حکمرانی کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی شکست نہیں کھائی تھی۔ ہنگ کانگ کی برٹش گورنمنٹ کو بھی اپنے سامنے کھینچنے پر مجبور کرتے رہے تھے۔ پولیس اور انٹیلی جنس والے بھی ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکتے تھے۔ ان سے دور رہنے اور محفوظ رہنے کا صرف یہی ایک راستہ رہ گیا تھا کہ وہ پہلے درویش ہو جائیں۔ پھر کوئی ایسی تدبیر کریں کہ خیال خواتی کرنے والوں سے پیش کے لیے نجات مل جائے۔

جب دو کام نہیں آتی تو دعا کا سارا لینا پڑتا ہے۔ وہ تینوں گاؤں فادر اس بلند پہاڑ پر چڑھتے ہوئے اور دعائیں مانگتے ہوئے اس مندر میں پہنچ گئے۔ وہاں مقامی اور غیر ملکی عقیدت مندوں کا جھوم تھا۔ مندر کے مختلف حصوں میں بڑی جہل پھیل چکی تھی۔ ایک بڑے ہال میں گروے رنگ کے لباس میں کی بکھشت فرش پر پچھلی بار سے سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک گروہ اپنے آسن پر بیٹھے دین دھرم کی باتیں کر رہے تھے۔ ٹانا کا کوڑو اور دونوں گاؤں فادر عبادت سے فارغ ہو کر اس ہال میں آئے تو اس وقت تک تمام بکھشت وہاں سے جا چکے تھے۔ ان تینوں نے گروہ کے پاس آکر ان کے سامنے سر جھکا کر پھر ہاتھ جوڑ کر پچھلی بار کر بٹھ گئے۔ گروہ نے کہا ”میں یہاں ایک اونچی چٹان پر بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ تم تینوں بڑی شفقت سے اس پہاڑ پر چڑھتے ہوئے آئے ہو۔ اس کا مطلب ہے۔ بہت پریشانی ہو۔ معیبتوں میں گرفتار ہو۔“

ٹانا کا کوڑو نے کہا ”گروہ یو آپ اتھر گئی ہیں۔ ہماری پریشانیوں کو سمجھ رہے ہیں۔ ہم ہر طرف سے مجبور ہو کر اور

تھک ہار کر آپ کے چروں میں آئے ہیں۔ ہماری کچھ مدد کریں۔“

گروہ کے سامنے بیٹل کا ایک ٹوٹا رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے اس ٹوٹے کو اٹھا کر کہا ”اس ٹوٹے میں مساتما بدھ کے جنم استھان سے لایا ہوا یوٹر جمل (مقدس پانی) ہے۔ یہاں آؤ اور اسے پیو۔ تمہاری پریشانیوں کو ہم ہوا جائیں گی۔ تمہیں ذہنی سکون ملے گا۔“

ٹانا کا کوڑو فرش پر بیٹھتا ہوا ان کے قریب آیا پھر دو زانو ہو گیا۔ گروہ نے ٹوٹے سے ایک چمچ پانی نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے اسے پی لیا۔ اس طرح ان دونوں گاؤں فادر نے بھی ان کے آگے دو زانو ہو کر اس پوٹر جمل کو پیا پھر اپنی جگہ واپس جا کر پچھلی بار کر بٹھ گئے۔

رفتہ رفتہ انہیں محسوس ہونے لگا۔ جیسے نظر دھندلا رہی ہے۔ سامنے بیٹھا ہو گیا گروہ دو دھندلا سا دکھائی دے رہا تھا۔ دروہیو اور دھواں دھواں سے ہو رہے تھے۔ کوئی بھی چیز نہ تو صاف اور واضح دکھائی دے رہی تھی اور نہ واضح طور پر کچھ سمجھ میں آ رہا تھا۔

پھر وہ تینوں اپنی اپنی سوچ کے ذریعہ بولنے لگے۔ اپنے حالات بیان کرنے لگے۔ اپنی پوری ہسٹری سنانے لگے کہ ان پر کیا کر رہی ہے۔

وہ تینوں سر جھکائے اپنے اپنے حالات بیان کرتے جا رہے تھے۔ تینوں کے حالات ایک جیسے تھے لیکن انڈر ورلڈ میں ان کے دھندے الگ الگ تھے۔ وہ اپنے اپنے مجرمانہ دھندے کے بارے میں بھی بتا رہے تھے پھر وہ باری باری ایک آواز سننے لگے۔ ان کے اندر جیسے کوئی کہہ رہا تھا۔ ”تمہاری معیبتوں کے دن ختم ہو رہے ہیں۔ لوہے کو لوہا کاٹنا ہے۔ ایک فولاد کے پاس جاؤ۔“

ان کے اندر جیسے آواز گونج رہی تھی ”اس فولاد کا نام ہے زاؤ کوم کورا۔ کوبرا ایک ایسا ناگ جس کا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔“

کوئی خیال خواتی کرنے والا دشمن اس کوبرا کے زہریلے دماغ میں نہیں آئے گا۔ وہ فولاد صرف زہریلا ہی نہیں ہے اس کے دماغ کی طرح اس کا جسم بھی ایسا فولاد کا بنا ہوا ہے کہ وہ تمہارے تمام فولادی دشمنوں کو کاٹ کر رکھ دے گا۔ جاؤ اس کے قدموں میں رہو۔ وہ تمہاری تمام مشکلیں آسان کرنا رہے گا۔ اس پورے علاقے میں پہلے سے زیادہ تمہارا رعب اور بدبہہ قائم کرے گا۔ جاؤ، ملے جاؤ۔“

ٹانا کا کوڑو نے کہا ”ہم کہاں جائیں؟ ہمارے سامنے

کتا بیات پہلی کیشنز

اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

”اسی اندھیرے میں جاؤ۔ وہ تمہیں سورج بن کر ملے گا۔“

خاموشی چھائی۔ ان تینوں کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ انہیں اپنی خبر نہیں تھی کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ان گھاٹ میں سورہے ہیں یا جاگ رہے ہیں۔

جب ان کی آنکھ کھلی تو انہوں نے خود کو اس مندر کے ایک آشرم میں پایا۔ ان کے ذہنوں سے یہ باتیں مٹ گئی تھیں کہ پوتر جل پینے کے بعد ان پر کیسی بے خودی طاری ہو گئی تھی اور ان پر کیا گزرتی رہی تھی؟ انہوں نے بیدار ہونے کے بعد غسل کیا۔ عبادت کی پھر کچھ کھانے پینے کے بعد بیسنگک چیز کے ذریعے دوسری پہاڑی پر آگئے۔ وہاں سے وہ پراویٹ فلائنگ کمپنی میں آئے ایک ہیلی کاپٹر کرائے پر حاصل کیا۔ اس کے پاگلٹ نے انہیں اس سرحدی علاقے میں پہنچا دیا۔ جہاں سے چین کا علاقہ شروع ہوتا تھا۔ اب یہ سرحد ختم ہو چکی ہے۔ ہانگ کانگ چین کا ایک حصہ بن گیا ہے۔

اس علاقے میں سال بھر برف جمی رہتی ہے۔ وہ ہیلی کاپٹر انہیں وہاں چھوڑ کر چلا گیا اس سے آگے پرواز کی قانونی اجازت نہیں تھی۔ وہاں ایک برف پوش پہاڑی کے غار میں زاؤ کو کم کو برا بھلا تھا۔ اس غار میں آرام و آسائش اور زندگی کی ضروریات کا تمام سامان موجود تھا۔ وہ پچھلے پچیس برسوں سے وہاں رہائش پذیر تھا۔ اس علاقے سے کبھی کبھی اسمگلروں کے قافلے گزرتے تھے۔ وہ ان پر حملے کرتا تھا۔ بڑی جی داری سے مقابلہ کر کے انہیں قتل کرتا تھا اور ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا کرتا تھا۔

کئی اسمگلروں نے حمہ ہو کر اس پر کئی بار حملے کیے تھے لیکن انہیں ایسا لگتا تھا جیسے وہ کوئی شیطان ہے۔ ان کے اندر کی باتیں جانتا ہے۔ ان کے حملوں اور ان کی ایک ایک حرکت کو سمجھ کر اپنا بچاؤ کرتا ہے اور ان کی گردنیں اڑا دیتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ متفقہ رائے تھی کہ وہ ایک بخونی قاتل ہے۔ اسے انسانی کھوپڑیاں جمع کرنے کا شوق ہے۔ پہاڑی کے ایک حصے میں بے شمار انسانی کھوپڑیاں تھیں۔ اتنی زیادہ تھیں کہ ان کھوپڑیوں کا ایک چھوٹا سا بیلا بن گیا تھا۔ وہ انہیں دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔ اپنی تلوار لے کر زرہ بکتر پہن کر بڑے فخر سے ان کھوپڑیوں کے اوپر کھڑا ہوتا تھا۔ ادھر ادھر ایسے دیکھتا تھا جیسے پوچھ رہا ہو ”کیا اون کوئی سر رہ گیا ہے؟“

سروں کو سر کرنا میرا مشغلہ ہے۔“

نی زمانہ ٹرانسفا مر مشین کے ذریعے ٹیلی پیٹھی بھی جاری تھی لیکن ایسی ٹیلی پیٹھی کا علم عارضی ہوتا ہے۔ عرصے پہلے پورس نے ایٹمی ٹیلی پیٹھی میڈینسن یعنی ٹیلی پیٹھی مخالف دوا تیار کی تھی۔ اس دوا کو اس پر کیا جاتا تھا اور جو ٹیلی پیٹھی جانتے والا اس اس پر کے ہوتی فضا میں سانس لیتا تھا، اس کی ٹیلی پیٹھی کا علم اس کے دماغ سے محو ہو جاتا تھا۔ ختم ہو جاتا تھا۔ ماضی میں مشین سے سیکھنے والے بے شمار افراد ٹیلی پیٹھی کے علم سے محروم ہو گئے تھے۔ صرف وہی رو گئے تھے جنہوں نے قدرتی طور سے برسوں کی عبادت و ریاضت سے بے علم حاصل کیا تھا۔

میرا اور آئمہ فرہاد کا یہ علم کبھی مٹنے والا نہیں تھا۔ ہماری آخری سانسوں تک رہنے والا تھا کیونکہ یہ قدرتی طور پر پائیدار تھا۔ ہماری طرح جس نے بھی یہ علم سیکھا تھا، وہ کبھی کسی سے مات نہیں کھا سکتے تھے۔ ان کا علم قائم رہنے والا تھا۔ زاؤ کو کم کو برا نے بھی قدرتی طریقوں کو اپنایا تھا، کئی برسوں تک دن رات محنت کرتا رہا تھا۔ اس کے اندر اس علم کی چنگلی تھی۔

ٹانا کا کوڈو اور دونوں گاؤں نے گردو پو کے ہاتھوں سے پوتر جل پیا تھا۔ اس جل میں ایسا نشہ تھا جس نے انہیں اپنے آپ سے غافل کر دیا تھا۔ اس غفلت کے دوران میں انہوں نے اپنے اندر ایک آواز سنی تھی۔ وہ آواز انہیں زاؤ کو کم کو برا کے پاس جانے کا حکم دے رہی تھی۔ وہ اسے کو برا کی آواز سمجھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے ان تینوں کے اندر آکر بولتا رہا تھا۔

وہ تینوں اس خیال خوانی کو نہ سمجھ سکے۔ انہیں یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ تمام رات غفلت سے سونے کے دوران میں ان پر بخوبی عمل کیا گیا تھا اور کو برا نے انہیں اپنا معمول بنالیا تھا۔ وہ تینوں بیدار ہونے کے بعد یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ پہلے کی طرح یوگا کے ماہر ہیں۔ نہ کوئی ان کے دماغ میں آیا نہ آسکے گا۔

وہ تینوں اس برفانی علاقے میں پیدل چلے ہوئے کو برا کے غار میں پہنچ کر اس کے سامنے جھک گئے۔ وہ خوش ہو کر بولا ”مجھے سمجھ ہوئے سر اچھے لگتے ہیں۔ میں اٹھے ہوئے سروں کو کاٹ کر پھینک دیا کرتا ہوں۔“

ٹانا کا کوڈو نے کہا ”تم ساری زندگی تمہارے سامنے سر جھکاؤ گے۔ تم تمہارے بھگتے ہوئے سروں کو دشمنوں کے سامنے اٹھاؤ۔ ان کے سر ہمارے سامنے جھکاؤ۔“

”تم جو چاہتے ہو۔ وہی ہوگا۔ جب تم یہاں سے جاؤ گے تو کوئی ٹیلی فون جیسے جاننے والا تمہیں کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“

”ہم نہیں جانتے کہ تم کتنے طاقت ور ہو مگر ہمیں بدھ مندر کے گردنے بتایا ہے کہ تم زہریلے بھی ہو اور فولادی بھی۔ ہمارا پسلا دشمن فریاد بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ زہریلا بھی ہے اور فولادی بھی اور وہ پانچ ٹیلی فون جیسے جاننے والے دشمن بائزن ٹوڈ ہاروے اور۔“

کوبرا نے ہاتھ اٹھا کر کہا ”آگے نہ بولو۔ میں جانتا ہوں۔ تمہارے ایک ایک دشمن کو جانتا ہوں۔ تم یہاں سے جاؤ۔ اپنے آس پاس ایسے سیکورٹی گارڈز رکھو جو لوگ کے ماہر ہوں ان کے سوا کسی پر بھی بھروسہ نہ کرو۔ کسی سے رو رو ملاقات نہ کرو۔ اپنے تمام دشمنوں سے صرف فون، ٹیکس اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرو۔ میں تمہارے پیچھے رہ کر ان تمام دشمنوں کو ہلاک نہیں کروں گا۔ اپنا بیٹا دونوں گا۔ تمہارے دوسرے دشمن انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کرتے رہیں گے۔“

وہ تینوں وہاں سے چلے آئے۔ ایک گاڑی ڈور نے ٹانگا سے کہا ”زاؤ کو کم کوبرا کو دیکھنے سے دھشت طاری ہو جاتی ہے۔ میرا دل کتا ہے۔ یہ دشمنوں کو ہمارے علاقے سے مار بیگائے گا۔“

ٹانگا نے کہا ”یہ ہمارے اندر کی باتیں جانتا ہے۔ ضرور ٹیلی فون جیسے جانتا ہوگا پھر گردنے کا تھا یہ بہت زہریلا ہے۔ ہمارے جس دشمن کی شامت آئے گی۔ وہ اس کے سامنے آئے گا اور زہریلی موت مارا جائے گا۔“

”کیا اب ہم شروا پس جائیں گے؟“

ٹانگا نے کہا ”میں تو جا رہا ہوں۔ وہاں چھپ کر دیکھوں گا کہ کوبرا کے سارے دشمنوں کو لٹا کرنے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔“

”ٹھک کہتے ہو۔ پہلے چھپ کر کوبرا کی طاقت کو آزمائنا چاہیے۔ دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا کر سکتا ہے۔“

ہانگ کانگ میں ان کے کئی خفیہ اڈے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنی اپنی خفیہ رہائش گاہ میں آگئے۔ وہاں ٹانگا کا کوڈ کے اندر یہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے دونوں مشیروں دی کلر اور دی ویز سے رابطہ کرنا چاہیے۔ دراصل کوبرا نے خیال خوانی کے ذریعے اسے مائل کیا تھا۔ اس نے ای میل کے ذریعے دی کلر سے رابطہ کیا۔ اسے اپنا فون نمبر بتا کر کہا ”مجھ سے ابھی رابطہ کرو۔“

تھوڑی دیر بعد ہی فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے موبائل کو آن کیا اور کہا ”ہیلو! میں ٹانگا کا کوڈ ہوں رہا ہوں۔“

”میں ہوں دی کلر! ہم سب حالات سے مجبور ہو کر روپوش ہو گئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے مدتوں بعد تمہاری آواز سن رہا ہوں۔ تم حیرت سے ہو؟“

”حیرت سے ہوں اور یہ سمجھ رہا ہوں کہ جلد ہی ہماری یہ روپوشی ختم ہو جائے گی۔ ہمیں ایک ایسی طاقت حاصل ہوئی ہے۔ جس کے سامنے ٹیلی فون جیسے جاننے والے دشمن ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔“

”بڑی اچھی خبر سنا رہے ہو۔ ایسی کون سی طاقت حاصل ہو گئی ہے۔“

”ٹانگا کا اسے زاؤ کو کم کوبرا کے بارے میں بتانے لگا۔ دی کلر نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا ”وہ کوبرا ٹیلی فون جیسے جاننے والے ہے اور زہریلا بھی ہے پھر تو دشمنوں پر بھاری پڑ سکتا ہے لیکن غیر معمولی علم اور غیر معمولی صلاحیتیں حاصل ہونے کے بعد بھی پوری ذہانت اور حاضری سے کام نہ لیا جائے تو تمام غیر معمولی صلاحیتیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔“

ٹانگا نے کہا ”بے شک ہم نہیں جانتے کہ کوبرا ہمارے دشمنوں کے مقابلے میں اپنے علم اور اپنی صلاحیتوں سے کس طرح کام لے گا۔ اس لیے میں پہلے چھپ کر دشمنوں کو لٹا کر دوں گا۔ جب وہ مجھے تلاش کریں گے اور مجھ پر حملہ آور ہوتا چاہیں گے تو دیکھوں گا کہ کوبرا کیسے جوابی کارروائی کرے گا۔ تم اس سلسلے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟“

”تمہیں یہی کرنا چاہیے کہ بحال اپنی روپوشی میں کوبرا کو آرماتا چاہیے۔ دیے کوبرا سے ملاقات کرنے سے پہلے تمہیں مجھ سے مشورہ کرنا چاہیے تھا۔“

”ہم بہت پریشان تھے۔ جس انداز میں ہم نے کوبرا ایک رسائی حاصل کی ہے۔ وہ کچھ عجیب تھا ہم اس سے حمزہ ہو گئے تھے۔ اس وقت تم سے مشورہ لینے کا خیال دل میں نہیں آیا۔ خیال آتے ہی تم سے مشورہ کر رہا ہوں۔“

”ٹانگا! ہم لین دین والی دنیا میں رہتے ہیں۔ یہاں کچھ لینے کے لیے دینا پڑتا ہے اور کسی کو کچھ دینے سے پہلے اس سے کچھ وصول کرنا پڑتا ہے۔ کوبرا تمہیں اپنا علم اپنی صلاحیتیں اپنی طاقت اور اپنا وقت تمہیں دے رہا ہے۔ کیا اس کے عوض تم سے کچھ وصول نہیں کر رہا ہے؟ کیا اس کو کوئی مطالبہ نہیں ہے؟“

”وہ کیا مطالبہ کرے گا؟ اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ ہم نے اس کے غار میں

ہے جو اہرات اور سونے کی اینٹیں دیکھی ہیں۔ چاہیں وہ شعل اسی غار میں رہتا ہے یا امیرانہ شان و شوکت سے کس شہری زندگی بھی گزارتا ہے۔“

دی کلر نے کہا ”یقیناً وہ دہری زندگی گزار رہا ہوگا۔ وہ ہے جو اہرات اور سونے کی اینٹیں لے کر کسی دور افتادہ غار میں بیٹھے بیٹھے زندگی نہیں گزارے گا اور یہ نہ کہ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ انسان کو جتنا ملتا ہے اتنی ہی اس کی ضرورت اور محتاجی بڑھتی جاتی ہے۔ ایک ملک فتح کرنے کے بعد دوسرے تیسرے اور پھر ساری دنیا کو فتح کرنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔“

ٹانگا نے کہا ”کیا تم یہ کتا چاہتے ہو کہ کوبرا ہمارے اعثر ورلڈ کے علاقے فتح کرے گا؟“

”یہ تو تمہیں کوبرا سے پوچھنا چاہیے تھا۔ صاف صاف معاہدہ کرنا چاہیے تھا۔ وہ خدا کے نام پر تمہاری مدد نہیں کر رہا ہے۔ وہ کیا چاہتا ہے؟ تمہیں اس سے پوچھنا چاہیے تھا۔“

”خود رست کہتے ہو۔ مجھے پوچھنا چاہیے تھا۔ دیے اب وہ رابطہ کرے گا تو میں ضرور لین دین کے معاملات طے کروں گا۔“

”تم انتظار نہ کرو کہ وہ تم سے رابطہ کرے گا۔ تمہیں خود رابطہ کر کے اس سے معاملات طے کرنے چاہئیں۔“

”ہماری ملاقات اس سے غار میں ہوئی تھی۔ وہاں کوئی فون نہیں تھا۔ اس غار میں ٹیکس اور ای میل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس نے کہا ہے کہ وہ خود ہی رابطہ کیا کرے گا۔“

”کسی برس وقت میں اس کی مدد ضروری ہوگی تو کیا اس کا انتظار کرتے رہو گے؟“

”وہ بہت پہنچا ہوا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ ہماری نگرانی کرتا رہے گا اور ہم پر کوئی آنچ نہیں آنے دے گا۔ یہی آنے کے لیے تو ہم ابھی بچے ہوئے ہیں۔“

”ٹانگا! تم دشمنوں کے حملوں سے بری طرح بدحواس ہو گئے ہو۔ ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے انہیں بند کر کے کوبرا کو بھروسہ کر رہے ہو۔ یقین سے کہہ رہے ہو کہ وہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے مگر تم سے دور رہ کر کیسے کر رہا ہے؟ مجھے ذہن میں تو ایک ہی بات آتی ہے کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے نگرانی کر رہا ہے۔ تمہاری عقل کیا کہتی ہے؟“

ٹانگا سوچ میں پڑ گیا پھر بولا ”ہاں! یہی بات سمجھ میں آ رہی ہے۔ وہ ہمارے دماغوں میں آکر ہماری نگرانی کر رہا ہوگا۔“

”یعنی یہ مان رہے ہو کہ کوبرا نے تمہارے دماغ میں جگہ

بٹائی ہے۔ تم تینوں گاڑیوں کا کے ماہر ہو لیکن اس کی سوچ کی لمبوں کو اپنے اندر محسوس نہیں کر رہے ہو۔ اس وقت بھی وہ تمہارے اندر ہوگا۔ ہماری باتیں سن رہا ہوگا اور تمہارے ذریعے میرے اندر بھی پہنچ چکا ہوگا۔“

”شاید یہی ہو رہا ہے۔ میں زاؤ کو کم کوبرا کو مخاطب کر رہا ہوں۔ مسٹر زاؤ! تم ابھی موجود ہو۔ پلیز مجھ سے باتیں کر کے یہ الجھن دور کرو۔“

وہ دونوں فون کے ذریعے گفتگو کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر انتظار کرنے لگے لیکن ٹانگا کا کوڈ کے دماغ میں خاموشی رہی۔ کوبرا کا جواب سنائی نہیں دیا۔ وہ دی کلر سے بولا ”میرے اندر خاموشی ہے اگر وہ ہوتا تو ضرور بولتا۔ میں یوگا کا ماہر ہوں۔ اس کی سوچ کی لمبوں کو محسوس کر سکتا ہوں۔ وہ جب بھی آئے گا میں اسے محسوس کر لوں گا۔“

”اگر اس نے تمہیں پٹاناز کیا ہوگا تو کبھی اسے محسوس نہیں کر سکو گے۔“

”کیسی باتیں کرتے ہو اگر وہ ایسا کرتا تو کیا مجھے خبر نہ ہوتی۔ ہم تینوں گاڑیوں نے اس کے غار میں جا کر ایک ٹھکانے تک اس سے گفتگو کی تھی پھر واپس آگئے تھے۔ میں اس ایک ٹھکانے تک ہوش و حواس میں تھا۔ اسے پٹاناز کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔“

”تم بھول رہے ہو۔ تم تینوں گاڑیوں نے مندر کے آشرم میں ایک رات گزار دی تھی۔ اس رات نیند کے دوران میں تمہارے ساتھ کیا ہوا ہوگا۔ یہ تم نہیں جان سکو گے۔“

”دی کلر! تم مجھے تشویش میں مبتلا کر رہے ہو۔ ایسا ہوتا ہے جس پر غریبی عمل کیا جاتا ہے۔ وہ بعد میں بھول جاتا ہے کہ اس پر عمل کیا گیا ہے۔ کیا میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے؟“

”صرف تمہارے ساتھ ہی نہیں۔ ان دو گاڑیوں کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔“

”تو پھر کوبرا کو یہ بات چھپانا نہیں چاہیے اگر وہ میرے اندر ہے تو مجھ سے گفتگو کرنا چاہیے۔“

دی کلر نے کہا ”ہو سکتا ہے۔ وہ ابھی تمہارے اندر موجود نہ ہو۔ اپنے کسی معاملے میں کہیں مصروف ہو۔ تم اسے بعد میں مخاطب کرو تو شاید تمہیں اپنے اندر جواب ملے گا۔“

ٹانگا بری طرح پریشان ہو گیا تھا۔ اس کے مشیر دی کلر نے اسے سمجھا دیا تھا کہ وہ زاؤ کو کم کوبرا کا معمول اور حکوم بن

چکا ہے۔ اس نے آج تک کبھی کسی کی برتری تسلیم نہیں کی تھی۔ آج حالات نے اسے کوبرا کے آگے کم تر بنا دیا تھا۔ وہ دوسروں پر حکومت کرتا آیا تھا۔ اب کوبرا اس پر حکومت کرنے والا تھا۔ اسے اپنی ذلت کا احساس ہو رہا تھا لیکن وہ ذلت سے بچنے کے لیے اب کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

وہ بری طرح مایوس ہو کر دی کھر سے بولا "میں فریاد اور دوسرے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کا غلام نہیں بننا چاہتا تھا۔ ان سے محفوظ رہنے کے لیے کوبرا کا سامرا لیا ہے اور اس نے بڑی مکاری سے مجھے اپنا غلام بنالیا ہے کسی بھی ٹیلی بیٹھی جاننے والے پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔"

دی کھر نے کہا "اب افسوس کرنے سے کیا ہوگا۔ فریاد اور بازن ٹوڈ جیسے بڑے بڑے دشمن تمہارے مقابلے پر ہیں۔ ان پر غالب آکر گاؤں اور کی حیثیت سے زندہ رہنے کے لیے کسی نہ کسی بڑی طاقت کے آگے تمہیں جھکنا ہی تھا۔ کوبرا نے تمہیں جھکا لیا ہے۔ پلیز اب مجھ سے رابطہ نہ کرنا۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ تمہارے ذریعے میرے اندر پہنچ جائے۔"

دی کھر نے رابطہ ختم کر دیا پھر اس نے اپنے دوسرے ساتھی دی ورن کو فون کے ذریعے ٹاناکا اور دونوں گاؤں فادور کے متعلق بتایا اور کہا "میں نے اپنا یہ فون بند کر دیا ہے۔ تم بھی کوئی فون اینٹینا نہ کرو لیس اور اسی میل کے ذریعے بھی ختم کر دو۔"

دی ورن نے کہا "ہانگ کانگ میں ٹیلی بیٹھی جانے والے دشمنوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ ہمیں کچھ عرصے کے لیے یہ ملک چھوڑنا چاہیے۔"

وہ دونوں اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہ یورپ کے کسی ملک میں جا کر رہیں گے لیکن وہ ایسا نہ کر سکتے۔ ٹاناکا نے کوبرا کی مرضی کے مطابق دی کھر سے رابطہ کیا تھا۔ کوبرا اس کے ذریعے دی کھر کی آواز اور لب و لہجہ سن چکا تھا پھر مصروفیات کے باعث چلا گیا تھا۔ اس نے چند گھنٹے کے بعد دی کھر کے دماغ میں آکر کہا "ہیلو! میں زاکوم کوبرا بول رہا ہوں۔"

دی کھر کہیں باہر جانے کی تادی کر رہا تھا۔ اپنے اندر اس کی آواز سننے ہی جھماک کی طرح بیٹھ گیا۔ کوبرا نے کہا "تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے بھی تمہارے جیسے ذہین مشیروں کی ضرورت ہے۔ میں تمہیں غلام نہیں بناؤں گا۔ مجھے اپنا دوست سمجھو۔"

"تم مجھے غلام بناؤ یا دوست بناؤ۔ تم میرے اندر آ چکے ہو۔ اپنی مرضی سے کچھ بھی کر سکتے ہو۔ تمہاری ٹیلی بیٹھی کی دنیا میں مجھے لوگ آداؤ نہیں دے سکتے۔ ہمیں کس نہ کسی کی

پابندی میں رہنا ہی پڑتا ہے۔"

"تم میرے کام آتے رہو گے تو آئندہ دیکھو گے کہ تم پر کسی طرح کی پابندی عائد نہیں کر رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے آنے والا وقت بتائے گا کہ تم میرے ہاتھ کیسا سلوک کر رہے ہو۔"

"میں تم سے صرف مشورے طلب کروں گا۔ ٹاناکا ٹیلی بیٹھی جانے والے دشمنوں سے ہمت پریشان ہے۔ میں ان دشمنوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اب وہ تینوں گاؤں فادور اور دشمنوں سے مرعوب اور دہشت زدہ نہیں ہیں۔ تمہارا کیا مشورہ ہے مجھے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟"

دی کھر نے کہا "یوں زبانی دعویٰ کرنے سے فائدہ اور دوسرے ٹیلی بیٹھی جاننے والے تینوں گاؤں فادور کی طاقت کو تسلیم نہیں کریں گے۔ عملی طور پر کچھ کرنا ہوگا۔"

"یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا کرنا ہوگا؟"

"فریاد آج کل میڈم مارلی کے ساتھ ہے۔ تم ٹاناکا سے کہو۔ وہ مارلی سے رابطہ کرے۔ ٹاناکا نے اس پر دوبارے کیے ہیں اور ناکام رہا۔ مارلی کو تیسرے سٹل کی دھمکی دلا جائے۔"

"تم یہ مشورہ دے رہے ہو کہ ٹاناکا مارلی پر پھر ایک بار حملہ کرے۔"

دی کھر نے کہا "اے چارہ ٹاناکا کیا حملہ کرے گا۔ یہ مارا ٹیلی بیٹھی کا کھیل ہے۔ تمہیں حملہ کرنا ہوگا اور یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ بازن ٹوڈ اور اس کے دوسرے ٹیلی بیٹھی جاننے والے ساتھی مارلی پر حملے کر رہے ہیں۔"

"تمہارا یہ مشورہ ہمت خوب ہے۔ میں ابھی خود کو ٹیلی بیٹھی جاننے والے کی حیثیت سے ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ فریاد اور مارلی کو اس دھوکے میں رکھا جائے کہ ٹاناکا کے ٹیلی بیٹھی جاننے والے بازن ٹوڈ وغیرہ ان پر حملے کر رہے ہیں۔"

"مارلی اور فریاد ہانگ کانگ کے کسی علاقے میں ہیں۔ مارلی کا نوٹیسٹر جہاز اور بلی کا پیرا پرائیوٹ فلگ ٹاناکا کے احاطے میں کھڑے ہوئے ہیں۔ اس طرح یقین ہو جائے کہ مارلی ہانگ کانگ میں ہے۔ وہاں کسی نہ کسی اعلیٰ سرکاری اہل کو ضرور معلوم ہوگا کہ مارلی ہانگ کانگ کے کس علاقے میں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں کسی سرکاری افسر کے دماغ میں جس کر مارلی کا پتا ٹھکانا معلوم کروں گا۔ تم آرام کرو۔ تمہارے اور دی ورن کے دماغوں کو فوراً لاک کرنا ضروری ہے۔ کبھی کوئی دشمن تمہارے اندر نہیں آسکے گا۔"

کوبرا نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا وہ بہتر آپریشن کیا پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے کہا تھا "دی کھر کو غلام نہیں بنائے گا۔ اس پر پابندیاں عائد نہیں کرے گا۔ لیکن وہ ایسا کرنے لگا۔ اپنے مخالفین کی ٹیلی بیٹھی سے انہیں محفوظ رکھنے کے لیے ایسا کرنا لازمی تھا۔"

میں سوئیا کے ساتھ ہانگ کانگ میں تھا۔ اصل مارلی لندن میں تھی۔ سوئیڈن مارلی بن کر دشمنوں کو بڑی حد تک کامیابی سے اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ ہم نے بازن ٹوڈ کو زہر کیا تھا پھر کسی بی بی بیکر برائنٹ کو معمول بنالیا تھا۔ اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی پھانسنے والے تھے لیکن ہمیں ٹاناکا اور دوسرے دو گاؤں فادور کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔

ہم جیسے والوں کو باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ سوئیڈن نے کہا "اب مارلی کو لندن سے یہاں آنا چاہیے۔ دشمنوں کو یہ دھماکا خبر اطلاع مل جانی چاہیے کہ وہ جم کاف جیسے گاؤں فادور سے شادی کر چکی ہے اور اسے یہاں کے تینوں گاؤں فادور کے مقابلے میں لے آئی ہے اگر وہ تینوں اپنے بل میں سے نہیں نکلیں گے تو ہم کاف ان کے علاقوں پر رفتہ رفتہ قبضہ جمالے گا۔"

اتنے بڑے چیلنج کے بعد وہ تینوں گاؤں فادور کبھی چھپ کر نہیں رہ سکتے تھے۔ دیے بھی ہماری دماغی میں کوبرا خود ہی مارلی تک پہنچنے کی پلاننگ کر رہا تھا۔

کچھ عرصے کی خاموشی کے بعد ہانگ کانگ میں پھر ہنگامے شروع ہونے لگے تھے۔

○☆☆○

پیلے یوں لگتا تھا کہ الپا اور پارس کی دوستی اب نہیں ٹوٹے گی۔ ایک طویل عرصے کے بعد یہ گہری دوستی قائم ہوئی تھی لیکن صرف ایک بات پر الپا پھر یہ دوستی باہر آئی۔ پارس نے اسے کامیابیوں کے آسمان پر پہنچا دیا تھا لیکن اس نے پارس کا صرف ایک مطالبہ تسلیم نہیں کیا تھا۔

وہ چاہتا تھا کہ فلسطینی مسلمانوں کو بھی ٹیلی بیٹھی سکھائی جائے اور یہ مطالبہ الپا کے یہودی مزاج کے خلاف تھا۔ اس نے پھر عداوت کے مطابق پارس کو دھوکا دیا۔ ایک قابل اعتماد افسر کے ذریعے مشین کو دوسرے خفیہ اڈے میں چھپایا اور اپنے دماغ کو لاک کر لیا۔ اس طرح پارس کو اپنے اندر آنے سے روک دیا۔ اب وہ فلسطینی مسلمانوں کی حمایت کے لیے اسے مجبور نہیں کر سکتا تھا۔

اسی مخالفت سے الپا کو دوفاندہ حاصل ہوئے۔ سب سے پہلا اور بڑا فائدہ یہ تھا کہ وہ پارس کی معمول نہیں رہی۔

تھی۔ اس سے نجات حاصل کر چکی تھی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ ژانفار مرشین صرف اس کی اپنی ملکیت بن گئی۔ پارس اس مشین پر اپنا حق نہیں جتا سکتا تھا۔

اس مخالفت سے نقصان بھی ہوا۔ پچھلے دنوں پارس نے اس کے دماغ میں رہ کر تمام اہم راز معلوم کیے تھے۔ الپا نے آرمی اور انٹیلی جنس کے درجنوں افسران اور اہم افراد کو ٹیلی بیٹھی سکھائی تھی اور خفیہ طور سے ٹیلی بیٹھی جاننے والے ہیں افراد کی مختصر سی ذاتی فوج بنائی تھی لیکن اب یہ خیال پریشان کرنے لگا کہ پتا نہیں پارس نے اس کے کتنے معمولوں کے دماغوں میں رازداری سے جگہ بنائی ہوگی۔ جب وہ ٹیلی بیٹھی سکھانے کے بعد تو یہی عمل کے ذریعے انہیں معمول بنایا کرتی تھی۔ تب اسے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ عمل کرنے کے دوران پارس اس کے اندر موجود رہتا تھا یا نہیں۔ اس کی مخالفت کے بعد یہ شبہ ہو رہا تھا کہ وہ ایسے وقت موجود رہتا ہوگا۔ اسے معلوم ہوگا کہ الپا نے کون سا خاص لب و لہجہ مقرر کیا ہے اور کس طرح اپنے معمولوں کے دماغوں کو لاک کیا ہے۔

یہ بات بڑی پریشان کن تھی۔ اپنا شبہ دور کرنے کے لیے لازمی تھا کہ دوبارہ اپنے تمام معمولوں پر تو یہی عمل کرے اور نئے لب و لہجے کے ساتھ ان کے دماغوں کو لاک کرے۔ یہ کام اتنا آسان نہیں تھا۔ خوب سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت تھی کہ پارس کب اس کے معمولوں کے اندر نہیں آئے گا۔ یہ یقین کرنے کے بعد ہی کہ وہ موجود نہیں ہے۔ وہ دوبارہ انہیں اپنا معمول بنا سکتی تھی۔

طریقہ کار یہ ہو سکتا تھا کہ پیلے وہ کسی ایک معمول کے دماغ میں مسلسل دن رات رہتی۔ یہ سمجھنے کی کوشش کرتی رہتی کہ پارس وہاں نہیں ہے۔ تب مطمئن ہو کر اس معمول کو دوبارہ پھانسا کر کرتی۔

اس کام میں بڑا وقت لگنے والا تھا۔ بڑے تحمل اور اطمینان کی ضرورت تھی اور ان دنوں اسے کہیں اطمینان اور سکون حاصل نہیں ہو رہا تھا۔ اس کے کئی خفیہ جنگ تھے۔ وہ جگہ بدل بدل کر چھپ کر رہا کرتی تھی لیکن اب وہ رہائش گاہیں خفیہ نہیں رہی تھیں۔ پارس اس کے تمام راز معلوم کر چکا تھا۔ یہ خوف تھا کہ وہ جہاں رہے گی۔ پارس اسے دوپونے کے لیے آجائے گا۔

اس نے اپنے ایک معمول کے پیو بیچوں کے ساتھ رہنے کا ارادہ کیا تھا پھر خیال آیا اس تابع پر بھی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہو سکتا ہے پارس اس کے دماغ میں آتا رہتا ہو۔

وہ پریشان ہو گئی تھی۔ پارس سے چھپ کر رہنے کا مسئلہ تھا۔ کیسے رہتی؟ کہاں رہتی؟

وہ کسی ہوٹل میں بایا کسی کے بنگلے میں بے انگ گیسٹ کی حیثیت سے رہ سکتی تھی۔ پارس اسے ہر جگہ تلاش نہیں کر سکتا تھا لیکن دوسرے ملکوں کی طرح اسرائیل میں بھی غیر ملکی جاسوس اور سیکرٹ انجینئر آتے رہتے تھے اور طرح طرح کے بہروپ میں رہتے تھے۔ اسرائیل کے یودی جاسوس ایسے غیر ملکیوں کی تلاش میں رہتے تھے۔ جس پر شبہ ہو تا تھا اس کا محاسبہ کرتے تھے۔ الپا نے سوچا۔ ”وہ کہیں بھی چھپ کر رہے گی تو اپنے ہی یودی جاسوس اس کا محاسبہ کریں گے کیونکہ کسی نے اس کا اصلی چہرہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ خود کو الپا کہتی تو کوئی تسلیم نہ کرنا۔ تسلیم کرانے کے لیے خیال خوانی کا مظاہرہ کرنا پڑا۔ ایسا کرنے سے وہ پارس اور اس کے ماتحت سرخ رساؤں کی نظروں میں آسکتی تھی۔“

بڑی مشکلات پیدا ہو رہی تھیں۔ وہ اپنے ہی ملک میں چھپ کر محفوظ نہیں رہ سکتی تھی۔ جبکہ برسوں سے چھپ کر رہتی آئی تھی لیکن اب حالات بدل گئے تھے۔ کتنے ہی آرمی اور انٹیلی جنس والے ٹیلی پیٹھی جانتے تھے۔ وہ اس کے داغ میں گھٹا چاہتے تو وہ سانس روک کر انہیں بھگا دیتی۔ اس طرح بھی وہ الپا کی حیثیت سے ظاہر ہو جاتی۔

اس نے پہلے کبھی خود کو ظاہر نہیں کیا اور نہ اب ظاہر ہونا چاہتی تھی۔ اب ایک ہی راستہ رہ گیا تھا کہ وہ کچھ عرصے کے لیے ملک سے باہر چلی جائے۔ وہ کسی دوسرے ملک میں رہ کر آرام سے خیال خوانی کر سکتی تھی۔ اپنے معمول کو دوبارہ پٹانا بڑے کارس پارس کو ان کے دامگوں سے دور رکھ سکتی تھی۔

اس کے لیے یہی مناسب تھا۔ وہ اپنے ملک سے زیادہ دور نہیں جانا چاہتی تھی۔ چونکہ جانا ضروری ہو گیا تھا۔ اس لیے قاہرہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ سفر کے دوران میں ایک شخص اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ یہ سوچ کر چلی تھی کہ قاہرہ میں کسی کو دوست بنانے کی بھرا سے آگے کار بنا کر اپنے ساتھ رکھے گی تاکہ تنہا نہ رہے اور کوئی اس پر شبہ نہ کرے۔

اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص نے پوچھا ”تم کہاں جا رہی ہو؟ کیا تمنا ہو؟“

”ہاں بالکل تمنا ہوں۔ میں نے یہ وہ ہونے کے بعد دوسری شادی نہیں کی۔“

”کیوں نہیں کی؟ تمہارے بھی حسین اور جوان عورت کو تنہا نہیں رہنا چاہیے۔“

وہ اسے جو ان کہہ رہا تھا۔ پیچھے دنوں پارس نے اس سے کہا تھا ”تم نے مجھ سے طلاق لینے کے بعد اتنی عیاشی کی ہے کہ اندر سے کھنڈ رہیں کر رہ گئی ہو۔ صرف اوپر سے عین اور جوان دکھائی دیتی ہو۔ کوئی عقل کا اندھا ہی نہیں دیکھ کر الوبنے لگا۔ اسے پارس کے اس بھرپور براغصہ آیا تھا اور اب وہ اپنے ہم سفر کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوش ہو رہی تھی۔ اس ہم سفر نے پوچھا ”قاہرہ میں کہاں رہو گی؟“

”میں پہلی بار وہاں جا رہی ہوں۔ وہاں کچھ عرصے تک ہوٹل میں رہوں گی۔ سنا ہے دریا سے نیل کا ساحلی منظر خوب صورت اور قابل دید ہوتا ہے۔ اگر وہ جگہ پسند آئی تو میں وہاں اپنے لیے کوئی بنگلا خرید لوں گی۔“

”اس کا مطلب ہے بہت امیر کبیر ہو۔ آج کل میں بھی کنوارا ہوں۔“

”آج کل کا مطلب کیا ہوا؟ کیا پہلے کنوارے نہیں تھے؟“

”پہلے شادی شدہ تھا۔ عجیب اتفاق ہے۔ تمہارا شوہر مر گیا۔ میری بیوی چھوڑ کر چلی گئی ہے میں دوسری شادی کے لیے انٹرویو دینے جا رہا ہوں۔“

”وہ کون ہے؟ جو شادی سے پہلے انٹرویو لینے والی ہے۔“

”وہ بہت مالدار ہے۔ تم کبھی سوچ بھی نہیں سکتیں کہ اس کے پاس کتنی دولت ہے اگر میرا یہ سفر کامیاب رہا اور میں اس کے پاس زندہ سلامت پہنچ گیا اور اس نے جو کام دیا ہے وہ پورا کر دوں گا تو وہ مجھ سے شادی کر لے گی۔“

”ایسا کون سا کام ہے جسے کرنے کے بعد تم انٹرویو میں کامیاب ہو جاؤ گے اور تم زندہ سلامت پہنچو گے تو وہ تم سے شادی کر لے گی۔“

”مجھے افسوس ہے۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں بنا سکیں گی۔ یہ کچھ ذاتی اور پرائیویٹ قسم کا معاملہ ہے۔“

الپا اپنی سیٹ پر سے اٹھ کر پوئی ”کوئی بات نہیں۔ میں ذرا واش روم سے آ رہی ہوں۔“

وہ نواکٹ کی طرف جانے لگی۔ وہ پہلے ہی اس کے خیالات پڑھ چکی تھی۔ وہ ایک اسمگلر تھا۔ ایک بہت ہی مالدار عورت کے لیے کام کرتا تھا۔ اس سے شادی کا خواہش مند تھا۔ اس عورت نے کہا تھا کہ قل ایب کے ایک بھائی کے پاس بیش قیمت ہیرے ہیں۔ اگر وہ انہیں چا کر لے آئے گا تو وہ اس سے شادی کر لے گی۔

وہ انہیں چا کر لے جا رہا تھا۔ قل ایب سے روانہ ہوتے وقت اس نے بیروں کی چڑی تھیلی کو الپا کی نظروں سے

بھا کر اس کے بیگ میں رکھ دیا تھا تاکہ کسٹم والے اسے گرفتار نہ کریں۔ اسے یقین تو نہیں تھا لیکن امید تھی کہ شاید ایک عورت کی پوری طرح تلاش میں لے جائے گی تو وہ ہیرے بعد میں الپا سے وصول کرے گا۔

الپا یہ متاثرہ دیکھ چکی تھی۔ اس نے کسٹم چینگ سے مڑتے وقت چینگ کرنے والے کو غائب داغ رکھا تھا۔ وہ ہیرے ابھی اسی کے ہینڈ بیگ میں رکھے ہوئے تھے۔ انہیں ابھی قاہرہ کے کسٹمز والوں کے سامنے سے گزرتا تھا۔ اس اسمگلر نے انہیں الپا کے آسرے پر چھوڑ دیا تھا۔

وہ کسٹم چینگ کے وقت الپا کے ساتھ تھا۔ دھڑکنے دل سے سوچ رہا تھا۔ وہ ہیرے یہاں سے نکل جائیں گے یا نہیں؟ اسے گرفتاری کا خوف نہیں تھا اس کے خیال میں الپا گرفتار ہونے والی بھی نہیں لیکن وہ ہیرے اگر نہ لے جاتا تو وہ مالدار عورت اسے لفٹ نہ دیتی۔

ایک کسٹمز آفسر نے الپا کے ہینڈ بیگ کو چیک کیا۔ اس کے اندر سے وہ چڑی تھیلی نکلی جس میں پانچ عدد بیش قیمت ہیرے رکھے ہوئے تھے۔ الپا نے اس آفسر کے داغ پر قبضہ جمایا تھا۔

وہ ان بیروں کو چڑی تھیلی سے نکال کر دیکھ رہا تھا۔ الپا نے کہا ”یہ ایسی بیش قیمت تھیلی ہے۔ نقلی ہیرے ہیں۔ بالکل اصلی دکھائی دیتے ہیں۔“

آفسر نے انہیں الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا ”مجھے تو اصلی دکھائی۔۔۔ دے رہے ہیں۔ جو چیز نقلی ہوتی ہے۔ وہ نقلی ہی دکھائی دیتی ہے۔“

آفسر نے یہ کہہ بیروں کو چڑی تھیلی میں ڈالا پھر انہیں ہینڈ بیگ میں رکھ کر بولا ”آپ جاسکتی ہیں۔“

الپا اپنا سامان لے کر آگے بڑھ گئی۔ وہ اسمگلر بھی اپنا مختصر سامان چیک کرانے کے بعد انٹرویو کی عمارت سے باہر آیا۔ الپا کو دور سے دیکھ کر دوڑا ہوا اس کے پاس پہنچا پھر بولا ”میں تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں۔ تم مجھے چھوڑ کر یہاں آ گئی ہو۔“

وہ بولی ”سفر ختم ہوا“ ساتھ ختم ہوا ”تم اپنے راستے جاؤ۔ میں اپنے راستے جاؤں گی۔“

”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تم نے اتنا بڑا کام کیا ہے۔ میں تمہیں انعام دوں گا۔ تمہاری رہائش کا انتظام کروں گا۔ آؤ مجھے ساتھ چلو۔“

”سوری۔ میں کسی کا احسان نہیں لیتی۔ تم اس عورت کے پاس انٹرویو دینے جاؤ۔“

”ٹھیک ہے۔ مجھے وہ تھیلی دو۔ جس میں ہیرے ہیں۔“

”وہ نقلی ہیرے لے کر کیا کرو گے؟“

”وہ نقلی نہیں اصلی ہیں۔ تم نے کسٹم کے آفسر کو خوب دھوکا دیا ہے۔“

”کیا بیک رہے ہو۔ میں اس آفسر کو کیوں دھوکا دوں گی۔ میں قل ایب سے یہ نقلی ہیرے لے کر آئی ہوں۔“

”تم نہیں لاتی ہو۔ میں لایا ہوں۔ میں نے انہیں تمہارے بیگ میں رکھ دیا تھا۔ ایسے نقلی ہیرے دیکھ کر تمہاری نیت بدل گئی ہے۔“

الپا نے اپنا ہینڈ بیگ کھول کر اس تھیلی کو نکالتے ہوئے کہا ”تم گواہ کر رہے ہو۔ میں نقلی ہیرے لے کر آئی ہوں۔ یہ نقلی ہی رہیں گے۔ تمہارے کئے سے اصلی نہیں ہو جائیں گے۔“

اس نے چڑی تھیلی سے ان بیروں کو نکال کر اسے دکھایا۔ اس کے داغ پر قبضہ جمایا۔ وہ انہیں جیرانی سے دیکھنے لگا۔ ایک ایک ہیرے کو اٹھا کر کہنے لگا ”میں تو سفید چمکتے ہوئے اصلی ہیرے لے کر آیا تھا لیکن یہ تو پہلے پہلے۔ نیلے نیلے ہیرے ہیں۔ بالکل نقلی ہیں۔“

وہ بولی ”اب یقین کیا کہ میرے نقلی ہیرے ہیں۔ اب جاؤ یہاں سے۔“

”کیسے جاؤں؟ یہ اصلی سے نقلی کیسے ہو گئے۔ میں انہیں اپنی ہونے والی بیوی کے پاس لے جاؤں گا وہ انہیں دیکھ کر میری بات کا یقین کرے گی۔“

وہ الپا سے چڑی تھیلی لے کر اس میں ہیرے دکھانا چاہتا تھا لیکن ذرا سی دیر کے لیے غائب داغ ہو گیا۔ اس نے وہ ہیرے الپا کو دیے اور چڑی تھیلی اپنے سخی بیگ میں رکھ لی۔ وہاں سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا۔

الپا نے شخص تفریق کے لیے اسے آگے بٹھایا تھا۔ وہ بڑے مسائل کے درمیان ابھی ہوئی تھی۔ خود کو تھوڑی دیر کے لیے ان الجھنوں سے دور رکھنا چاہتی تھی۔ اس نے ہوٹل میں پہنچ کر اپنے لیے ایک کرایا بھر وہاں آرام سے لیٹ کر خیال خوانی کرنے لگی۔ وہ صبح سے بار بار اپنے قاتل اعتماد ٹیلی پیٹھی جانے والے ایک معمول کے داغ میں جا رہی تھی۔

اسے یقین ہو رہا تھا کہ پارس اس کے داغ میں نہیں آ رہا ہے۔ تب وہ دوبارہ اسے پٹانا بڑے کرتے لگی۔

اس نے اس ایک معمول کو کامیابی سے دوبارہ اپنا بنالیا۔ ویسے حقیقت یہ تھی کہ پارس کو اس کے کسی معمول سے دلچسپی نہیں تھی۔ اس نے کبھی کسی کے داغ میں جانے

کی زحمت کو ارا نہیں کی تھی۔ اسے خود پر اتنا اعتماد تھا کہ جب کبھی اسے کسی طرح کی جوابی کارروائی کرنا ہوگی تو وہ کرگزرتے گا۔

اپا نے اپنی ذاتی ٹیلی بیٹھی جاننے والی فوج کے دوسرے معمول کو آزمایا۔ بار بار اس کے دماغ میں جاتی رہی پھر اسے بھی دوبارہ پٹا پٹا کر کے اپنے یقین کے مطابق معمول بنالیا۔

وہ خواہ مخواہ اتنی محنت کر رہی تھی۔ اپنے اطمینان کے لیے یہ ضروری بھی تھا۔ وہ کبھی دماغی سکون محسوس نہ کر لے، تفریح کے لیے نکل جاتی تھی۔ کبھی ہول میں آکر کمرے کو اندر سے بند کر کے خیال خوانی میں مصروف ہو جاتی۔ اپنے معمولوں پر دوبارہ توہمی عمل کرنے لگتی تھی۔

چھ دن اور چھ راتوں تک محنت کرتے رہنے کے بعد اس نے اپنے بیس معمولوں کو مکمل اعتماد کے ساتھ پھر سے اپنا بنالیا۔ اس بات کا اطمینان ہوا کہ اب وہ تنہا نہیں ہے۔ اس کے بیس عدد جانثار ہیں۔ جو اس کے ایک اشارے پر اس کے لیے جا میں دے سکتے ہیں۔

پارس سے مخالفت کے بعد اس نے یہ بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ اس نے اپنے دو جانثاروں کو اپنے پاس قابوہ میں بلالیا۔ ان سے کہا ”ہم اپنے چہرے اور شخصیت بدل کر مل ایب جانیس گے تم میں سے ایک میرا شوہر کھائے گا اور دوسرا میرا بھائی بن کر رہے گا مگر بھائی بننے والے کو یہاں کسی سے شادی کرنی ہوگی۔ اس عورت کو اور دو دلاوارٹ بچوں کو پٹا پٹا کر کے اپنے پیوی بیچے ثابت کرنا ہوگا۔ اس طرح ہم ایک خاندان کے افراد بن کر وہاں جا کر ہمارے اختیار کریں گے۔“

وہ دونوں جانثار اس کے احکامات پر عمل کرنے لگے۔ ایک حسین عورت اور دو دلاوارٹ بچوں کو توہمی عمل کے ذریعے اپنا ٹیلی مہربانے لگے۔

اپا نے یہ وہ حکم کے ایک آرمی افسر کو اپنا معمول بنایا تھا۔ اس نے اپا کے حکم کے مطابق زرا زرا انداز میں مختلف حصوں کو آگ آگ لگائی کے مختلف ڈبوں میں پیک کرنے کے بعد ایک خفیہ اڈے میں پہنچا دیا تھا۔ اس سے پہلے وہ مشین فارم ہاؤس کے ایک خانے میں تھی۔ یہ زرا پارس کو معلوم تھا اور کوئی آرمی افسران بھی جانتے تھے اپا اپنے ساتھ اس مشین کو بھی وہاں سے لے گئی تھی۔ پارس اس مشین کے ذریعے اس کا سراغ لگا سکتا تھا۔ آرمی افسران کے بھی دماغوں میں پہنچ کر اس مشین کے بارے میں معلوم کر سکتا

تھا۔ اسی لیے اپا نے بڑی رازداری سے اس مشین کو دوسری جگہ منتقل کر دیا تھا۔

وہ خود روپوش رہنے کے دوران میں مطمئن رہی کہ وہ مشین اس مقام پر پوری طرح محفوظ ہے اور اس خفیہ اڈے کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا ہے صرف ایک آرمی افسران کا راز دار تھا۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے اس افسر سے رابطہ کیا۔ اس کے خیالات پڑھے یہ اطمینان ہوا کہ وہ مشین اس خفیہ اڈے میں محفوظ تھی۔ اس نے افسر سے پوچھا ”کیا تم اس خفیہ اڈے میں جاتے ہو۔“

”نہیں میڈم! وہ دن پہلے گیا تھا۔ بار بار جانا مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔ کوئی بھی میرا حاقب کر کے اس خفیہ اڈے تک پہنچ سکتا ہے۔“

”درست کہتے ہو۔ مشین کے سلسلے میں اسی طرح عمل رہنا چاہیے۔ اب میں تمہارے دماغ میں رہ کر اس خفیہ اڈے کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ یہ یقین کرنا چاہتی ہوں کہ وہ مشین آئندہ بھی وہاں محفوظ رہے گی اور میں کسی کی نظروں میں آئے بغیر اسے استعمال کر سکوں گی۔ تم ابھی وہاں چلو۔“

وہ جیب میں بیٹھ کر اس طرف روانہ ہو گیا۔ اپا نے پوچھا ”وہ مشین میں نے وہاں سے منتقل کرائی ہے اس سلسلے میں دوسرے افسران کو مجتنب ہوگا۔ کیا کسی نے اس سلسلے میں تم سے کچھ پوچھا تھا۔“

”جی ہاں! اہل ایب سے بھی کئی افسران آئے تھے۔ وہ میرے علاوہ دوسرے افسران سے بھی پوچھ رہے تھے کہ میڈم کہاں ہیں؟ اور وہ مشین خانے میں کیوں نہیں ہے۔ وہ بھی جتنی سے پوچھ رہے تھے میں اب تک لاعلمی ظاہر کرنا ہوا۔“

وہ جیب ڈرائیو کرتا ہوا، چھوٹی بڑی پٹائیوں کے درمیان سے گزر کر ایک غار کے سامنے پہنچا۔ اپنی جیب کو غار کے اندر بڑی دور تک لے گیا۔ وہاں لکڑی کے بڑے بڑے ڈبے رکھے ہوئے تھے۔ جن میں مشین کے مختلف حصے پیک تھے۔

وہ ان ڈبوں کو دیکھتے ہی چونک گیا۔ اپا نے اس کے خیالات سے معلوم کیا۔ لکڑی کے وہ ڈبے کھلے بڑے تھے اور سب کے سب خالی دکھائی دے رہے تھے۔ ایک نظر میں معلوم ہو گیا کہ ان ڈبوں کو توڑ کر مشین کے تمام حصے غائب کر دیے گئے تھے۔

اپا نے چیخ کر پوچھا ”یہ کیا ہے؟ یہ ڈبے کس نے توڑے“

”ہیں؟ مشین کون لے گیا ہے؟“ وہ افسر جہان پریشان قسم کھڑا تھا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر لڑنے ہوئے ڈبوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ بے تصور ہے۔ اس کی لاعلمی میں اس مشین کو وہاں سے چرایا گیا ہے۔ اپا نے غصے سے پوچھا ”تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ جگہ محفوظ ہے تو مشین کہاں ہے؟ مجھے مشین چاہیے اور نہ میں نہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔“

اس افسر نے اپنا رپوٹور نکالتے ہوئے کہا ”میڈم آپ مجھے ہلاک نہ کریں۔ میں خود شرم سے مر رہا ہوں۔ آپ نے جو بے داری مجھے سوچی تھی۔ میں اسے پورا نہ کر سکا۔ ایک مشین کی حفاظت نہ کر سکا۔ میں خود کو سزائے موت دے رہا ہوں۔“

اپا نے اس کے ہاتھ سے رپوٹور گرا دیا پھر کہا ”تم ابھی نہیں مو گے۔ پہلے میں معلوم کروں گی کہ مشین کس نے چرائی ہے پھر تمہاری زندگی اور موت کا فیصلہ کروں گی۔“

ان خالی ڈبوں کو دیکھتے ہی اپا کے دماغ میں پارس کا خیال آیا وہی ایک دشمن تھا۔ وہی ایک ایسا شیطان تھا جو بڑی نگاہی سے اس خفیہ اڈے تک پہنچ کر مشین کو چر سکتا تھا۔ اس نے فوراً خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب کیا ”پارس! میں بول رہی ہوں۔ میں جانتی تھی تم انتہائی کارروائی ضرور کر گئے۔ کبھی نہ کبھی مجھے بتا دیا نقصان پہنچاؤ گے مگر یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ مجھے یہ روپوش رہنے کے معاملے میں الجھا کر اتنی جلدی زرا زرا انداز میں مشین چر کر لے جاؤ گے۔“

”اچھا تو وہ مشین چوری ہو چکی ہے اور تمہاری کھوپڑی میں صرف یہی بات آ رہی ہے کہ میں نے اسے چرایا ہے۔“

”تمہارے سوا کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ میں نے صرف تمہارے ہی ذہن سے اس مشین کو دوسرے خفیہ اڈے میں پہنچایا تھا مگر تم وہاں بھی پہنچ گئے۔ اب لاکھ باتیں بتاؤ۔ اس بزدلی سے انکار کرو مگر میں بھی یقین نہیں کروں گی۔ تم نے بہترین دوست بن کر بدترین دشمنی کی ہے۔“

”تم یقین نہ کرو۔ تم مجھے الزام دے کر گولی نہیں مارو گے۔ میرا چہ نہیں بگاڑ سکو گی۔ یقین کر سکتی ہو تو کرو۔ مشین تمہارے نہیں چرائی میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ تم نے اسے کہا کدو کی جگہ منتقل کیا ہے۔ اپنی عادت کے مطابق مجھ پر زرا زرا دے ہو کر مجھ جاننے کی بھی کو شش کرو۔ ورنہ مشین سداور تم مجھے ہی اپنا دشمن سمجھتی رہو گی۔“

اس نے اپنا سانس روک لیا۔ اپا کی سوچ کی لہر اس

کے دماغ سے نکل گئیں۔ وہ سوچنے لگی ”شاید وہ درست کہہ رہا ہے۔ وہ مجھ سے انتقام لے کر بڑے فخر سے کہہ سکتا تھا کہ اس نے مجھے مشین سے محروم کر دیا ہے۔“

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھنے لگی۔ اتنی اہم مشین سے محروم ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے وہ اپنی سانسوں سے محروم ہو گئی ہے۔ وہ بڑے حوصلے سے اس محرومی کو برداشت کر رہی تھی۔

اس کی عقل کہہ رہی تھی کہ اسے اتنا برا نقصان صرف پارس ہی پہنچا سکتا ہے اور کوئی دشمن ہے ہی نہیں۔ دوسرے معاملات میں کسی دشمن تھے لیکن ان میں اتنا دم نہیں تھا کہ وہ اتنی بڑی مشین چر کر لے جاتے۔ اسے جب بھی فائدہ پہنچتا رہا تو پارس سے اور جب بھی نقصان پہنچتا رہا تو پارس سے لہذا وہ محوم پھر کر اسے ہی چور سمجھ رہی تھی۔

اسے اپنے قابل اعتماد آرمی افسر غصہ آنے لگا۔ اس نے بڑے یقین سے کہا تھا کہ اس خفیہ اڈے تک کوئی نہیں پہنچ سکتے گا۔ وہ دوبارہ اس کے دماغ میں آکر غصہ دکھانا چاہتی تھی لیکن اس کے اندر پہنچتے ہی معلوم ہوا کہ خفیہ اڈے میں آرمی کے دو افسران مسلح جوانوں کے ساتھ پہنچے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک افسر اپا کے اس قابل اعتماد افسر سے کہہ رہا تھا ”وہ زرا زرا انداز میں سرکاری ملکیت ہے۔ تم نے اسے یہاں لاکر چھپایا تھا۔ تمہیں بتانا ہو گا کہ تم درپردہ کس ملک کے لیے کام کر رہے ہو۔ اس مشین کو کہاں پہنچانا چاہتے تھے؟ اگر تم بھوت بولو گے تو ہم تمہیں زخمی کر کے تمہارے دماغ سے حقیقت معلوم کر لیں گے۔“

اس افسر نے جواب دیا ”میں ایک محب وطن آرمی افسر ہوں۔ پلیز مجھے بخدار نہ سمجھیں۔ میں نے میڈم اپا کے حکم سے ایسا کیا تھا۔ آپ میڈم سے پوچھ سکتے ہیں۔“

”میڈم نے تمہیں یہاں مشین چھپانے کے لیے کیوں کہا تھا؟“

”یہ تو میڈم جانتی ہیں کہ وہ ایسا کیوں کر رہی تھیں۔ انہوں نے خود پر توہمی عمل بھی کر لیا تھا۔ اپنے دماغ کو لاک کر لیا تھا۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ دشمن ٹیلی بیٹھی جاننے والوں سے غلوہ محسوس کر رہی تھیں۔“

اپا نے اس محاسبہ کرنے والے اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ اس نے سانس روک لیا۔ وہ اپنے قابل اعتماد افسر کے ذریعے بولی ”میں اپا بول رہی ہوں۔ ابھی تمہارے دماغ میں آتا چاہتی تھی تم نے سانس روک لیا۔ مجھے اپنے اندر آنے دو۔ میں کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔“

اس اعلیٰ افسر نے کہا ”سوری میڈم میاں میں میرا یہ ساتھی افسر اور یہ مسیح جو ان میرے اپنے خاص لوگ ہیں۔ آپ نے جتنے آری کے افراد کو ٹیلی جیٹھی سکھائی ہے ہم نے ان سب کے داغوں کو لاک کر دیا ہے آپ ہماری سینیئر SENIOR ہیں لیکن ہم آپ کو بھی اپنے اندر نہیں آئے دیں گے“

البا نے اپنے قابل اعتماد افسر کے ذریعے کہا ”یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟ مجھے اپنے اندر کیوں نہیں آنے دو گے؟ کیا مجھے ناقابل اعتماد سمجھ رہے ہو؟ یا ان چند آری کے جوانوں کے ساتھ بغاوت کر رہے ہو۔“

”ہم آری والے دن رات اپنے ملک اور قوم کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ بغاوت ہم نہیں کر رہے ہیں۔ آپ کر رہی ہیں۔ آپ اس ملک میں ٹیلی جیٹھی کی فوج تیار کر رہی تھیں لیکن درپردہ ہمیں دھوکا دے کر اپنی ایک ذاتی فوج بھی تیار کر چکی ہیں۔“

”یہ جھوٹ ہے۔ میں نے اپنی کوئی ذاتی فوج تیار نہیں کی ہے۔ تم بکواس کر رہے ہو۔“

”آپ جانتی ہیں کہ ہماری اٹھلی جنس کے سراغ رساں کتنے ذہین اور تجربہ کار ہیں۔ انہیں آپ کی دو غلطی حرکتوں کا علم ہو چکا ہے۔ وہ ثابت کر چکے ہیں کہ آپ ٹیلی جیٹھی جانتے والوں کی ایک خفیہ ذاتی فوج تیار کر رہی ہیں۔“

”وہ سراغ رساں جسے فوج کہہ رہے ہیں۔ وہ میرے چند سیکورٹی گارڈز ہیں۔ مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں اپنے اطمینان کے مطابق پرسنل سیکورٹی کو مستحکم کروں۔“

”آپ کو تحفظ فراہم کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہم آپ کے لیے پیشہ سے بھی کرتے آ رہے ہیں لیکن مشین تیار کرتے ہی آپ ڈکٹیٹر بن گئی ہیں۔ ایک ملک میں ایک ہی فوج ہوتی ہے۔ آپ اپنے لیے دوسری فوج تیار کر رہی تھیں۔ آپ کو ایسی مجرمانہ حرکتوں سے باز رکھنے کے لیے ہم نے مشین کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔“

البا نے جو کہ کر پوچھا ”کیا یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم اس مشین کو چر کر لے گئے ہو؟“

”ہم نے جو کچھ کیا ہے۔ اسے چوری نہیں کئے۔ وہ مشین سرکاری ملکیت ہے۔ اسے سرکاری تحویل میں پہنچایا گیا ہے۔ آپ کو اس قانونی کارروائی پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔“

ذرا دیر کے لیے البابا پر سخت طاری ہو گیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کے اپنے لوگ مشین کو اس طرح چھین

کر لے جائیں گے۔ وہ جھج کر بولی ”یہ تمہاری قانونی کارروائی نہیں بد معاشی ہے۔ مشین کو سرکاری تحویل میں لینے کے لیے مجھ سے کہا جا سکتا تھا۔ وہ مشین میرے پاس غیر محفوظ نہیں تھی۔ اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ کیا جا سکتا تھا۔“

”اگر ہم مشورہ کرتے تو آپ اس مشین کو کسی تیسرے خفیہ اڈے میں پہنچا دیتیں۔ ہمارا ایک سراغ رساں آپ کے اس معمول افسر کا تعاقب کر کے یہ جگہ دیکھ چکا تھا پھر اس سے پہلے کہ وہ مشین میاں سے کہیں اور منتقل کی جاتی، ہم نے اسے سرکاری تحویل میں پہنچا دیا ہے۔“

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا ”میڈم ہم آپ کے معمول افسر کو اس الزام میں گرفتار کر رہے ہیں کہ اس نے آپ کے مجرمانہ احکامات کی تعمیل کی ہے۔“

”یوٹھ اپ! تم مجھے مجرم کہہ رہے ہو۔ میں اپنی پوری زندگی صرف اپنے ملک اور اپنی قوم کے لیے وقف کر کے برسوں سے ختم ٹیلی جیٹھی کے ذریعے بڑے بڑے کارنامے انجام دیتی آ رہی ہوں۔ آج تم لوگ مجھے مجرم کہہ کر مجھ سے دشمنی کر رہے ہو۔ میں تمہیں ایسی عبرت ناک سزا دوں گی کہ پھر کوئی مجھے مجرم کہنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا ”ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ آپ ایسی ہی جوبانی کارروائیاں کرنا چاہیں گی اور یہ بھول جائیں گی کہ اب ہم آری والے بھی ٹیلی جیٹھی جانتے ہیں۔ آپ کے جواب میں ہم بھی ٹیلی جیٹھی کا ہتھیار استعمال کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے لیے خاتمی انتظامات کر چکے ہیں۔“

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا ”آپ آری کے کسی بھی افسر کے خلاف کوئی کارروائی کریں گی تو ملک دشمن کہلا جائیں گی۔ ہم آپ کو نقصان پہنچا کر ایسا کوئی الزام اپنے سر نہیں لیں گے۔ آپ صلہ صفائی کا راستہ اختیار کریں۔ کل صبح میں تمام اکابرین کانفرنس ہال میں جمع ہو رہے ہیں۔ وہاں مشین کے سلسلے میں آپ جو کتنا چاہتی ہیں۔ کہیں! ہماری شکایتیں بھی کریں تاہم فیصلہ ہمارے اکابرین کریں گے۔“

وہ البابا کے اس معمول افسر کو گرفتار کر کے لے گئے۔ اس کی توہین تھی۔ وہ اپنے معمول کو گرفتاری سے نہیں بچا سکتی تھی۔ ٹیلی جیٹھی کا مظاہرہ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہاں سب ہی ٹیلی جیٹھی جانتے والے ہو گئے تھے۔ وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر غصے میں تھلنے لگی۔ اس کے ایک جانثار نے پوچھا ”میڈم کیا بات ہے؟ آپ اچانک پریشان ہوئی ہیں؟“

وہ اپنے دونوں جانثاروں کو آری افسران کی مخالفت کے

بارے میں بتانے لگی۔ ایک جانثار نے کہا ”ہمارے ان افسروں نے آپ سے ٹیلی جیٹھی نہیں ہے اور اب آپ سے دشمنی کر رہے ہیں۔“

دوسرے جانثار نے کہا ”وہ افسران محب وطن نہیں ہیں۔ وہ اپنی ایک الگ جماعت بنا کر بغاوت کر رہے ہیں۔ اس مشین کو چر کر ہمارے ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔“

دوسرے دن دس بجے البابا خیال خوانی کے ذریعے کانفرنس ہال میں پہنچی۔ وہاں اس سے کہا گیا کہ مشین کو واقعی سرکاری تحویل میں لے لیا گیا ہے۔ وہ ٹیلی جیٹھی جانتے والے افسران غدار نہیں ہیں جو کہ البابا بہت سے معاملات میں معصوف رہتی ہے۔ اس لیے مشین کو آری کے چند اعلیٰ افسران کے حوالے کیا گیا ہے۔ وہ اس مشین کے ذریعے ٹیلی جیٹھی جانتے والی فوج تیار کریں گے۔“

البا نے کہا ”آپ لوگوں نے مجھ سے مشین طلب نہیں کی ہے بلکہ اسے جھین لیا ہے۔ یہ باتیں جو اب کر رہے ہیں، پہلے مجھ سے کیوں نہیں کی گئیں؟ آپ لوگوں کو مجھ پر بھروسہ نہیں تھا۔ اس لیے آپ نے ایسے اقدامات کیے ہیں۔“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا ”تمہارے خلاف یہ ثبوت مل چکا ہے کہ تم ٹیلی جیٹھی جانتے والوں کی ایک ذاتی فوج تیار کر رہی ہو۔ ایک ملک میں دو حکمران اور دو فوجیں نہیں ہوتیں۔ دوسری فوج کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بغاوت کے لیے تیار کی جا رہی ہے۔“

”وہ فوج نہیں میرے سیکورٹی گارڈز ہیں۔ آپ لوگوں کو غلط اطلاع دے کر میرے خلاف بھڑکایا جا رہا ہے اگر آپ کو یقین ہے کہ میں باغی ہوں تو میری برسوں کی خدمات کو بھول کر ابھی فیصلہ سنا دیں کہ میں باغی ہوں۔ مجھے سزائے موت دی جائے گی یا اس ملک سے نکال دیا جائے گا۔“

ایک اور اعلیٰ حاکم نے کہا ”آپ سے مشین لینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم آپ پر بھروسہ نہیں کرتے ہماری پوری قوم آپ پر اندھا اعتماد کرتی ہے چونکہ آپ ہم سے چھپ کر اپنی ذاتی فوج تیار کر رہی تھیں۔ اس لیے آری والوں نے بھی آپ کی لامٹلی میں وہ مشین آپ سے لی ہے۔ آپ کو یہ اطمینان ہونا چاہیے کہ آئندہ وہ مشین آری ہیڈ کوارٹر میں محفوظ رہے گی اور آری والے اپنے برسوں کے تجربات کے مطابق ٹیلی فوج تیار کرتے رہیں گے۔“

البا نے کہا ”آپ باتیں بنا رہے ہیں لیکن کھل کر یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ مشین مجھ سے کیوں لے لی گئی ہے؟ میں ثابت کروں گی کہ میرے پاس صرف چھ ٹیلی جیٹھی جانتے

والے گارڈز ہیں۔ کوئی فوج نہیں ہے۔ میں نے قانون کے خلاف کوئی کام نہیں کیا ہے مجھے اپنی مرضی سے چھ گارڈز رکھنے کا حق حاصل ہے۔ آپ قانوناً میرا جرم ثابت کریں پھر یہ بھی ثابت کریں کہ میں نے کبھی اپنے ملک اور اپنی قوم کو نقصان پہنچایا ہے اگر نہیں تو اب مشین کے ذریعے کیے نقصان پہنچا سکتی ہوں؟ جب آپ ثابت نہ کر سکیں تو وہ مشین میرے حوالے کریں۔“

آری کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”مشین کا تعلق فوج سے ہے۔ اس کے ذریعے ٹیلی جیٹھی کے ہتھیار تیار کیے جائیں گے۔ لہذا یہ مشین فوج کی کسٹڈی میں رہا کرے گی۔ تم فوج کے ساتھ مل کر پہلے کی طرح ملک و قوم کی خدمت کرتی رہو گی۔“

”مجھے یہ نہ بتاؤ کہ میں کیا کرتی رہوں گی۔ میرا ایک مطالبہ ہے۔ وہ مشین میں نے ختم اپنی محنت سے تیار کی ہے۔ وہ میری ہے۔ میرے پاس رہے گی۔ اگر وہ واپس نہ کی گئی تو میں نا انصافی کرنے والے تمام اکابرین سے پیشہ کے لیے رابطہ ختم کروں گی۔“

ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”تم واضح الفاظ میں بغاوت کا اعلان کر رہی ہو۔“

”تمہارے جیسے ملک دشمن افسران میری برسوں کی وفاداریوں کو بھول کر مجھے باغی کہہ گئے مگر تمہارے کہنے سے میری وطن پرستی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ میں جو ہوں، جیسی ہوں اسے میری پوری یہودی قوم نے دیکھا ہے اور سمجھا ہے اگر آئندہ میری خدمات کی ضرورت نہیں رہی ہے تو میں بھی تم لوگوں سے تعلقات رکھنا ضروری نہیں سمجھتی۔ مجھے صرف یہ فیصلہ سنایا جائے کہ میری مشین مجھے واپس دی جائے گی یا نہیں؟ میں اپنی مشین کی چوری کا مقدمہ دائر کر رہی ہوں۔ میں آج نہیں تو کل اس کا فیصلہ سنوں گی۔ بہتر ہے تم لوگ اس معاملے پر غور کرو اور کل صبح دس بجے اسی جگہ اپنا فیصلہ سنا دو۔ میں جا رہی ہوں۔ کل آؤں گی۔ خدا تم لوگوں کو عقل سلیم عطا کرے۔“

کانفرنس ہال میں خاموشی چھا گئی۔ ایک اعلیٰ حاکم نے اور ایک اعلیٰ افسر نے باری باری البابا کو مخاطب کیا لیکن کوئی جواب نہیں ملا پھر ایک حاکم نے کہا ”وہ جا چکی ہے۔ کل فیصلہ سننے آئے گی۔“

دوسرے حاکم نے کہا ”یہ اچھا نہیں ہو رہا ہے۔ ایک ہی ملک میں ٹیلی جیٹھی جانتے والی دو پارٹیاں ہوں گی۔ دونوں ہی حب الوطنی کا دعویٰ کریں گی لیکن انہیں میں عداوت رکھیں گی

تو ہمیں فائدہ پہنچنے کے بجائے نقصان پہنچا رہے گا۔
ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”اگر الپا میں کسی کا دعویٰ کرتی رہے گی تو ہم اسے حب وطن نہیں کہیں گے۔ وہ اب تک تجا ٹیلی بیٹھی جانے والی تھی۔ اپنی من مانی کرتی رہتی تھی۔ ہم اس کی ٹیلی بیٹھی کے خوف سے کچھ بولتے نہیں تھے۔ اس کے دباؤ میں رہا کرتے تھے۔ اب آپ لوگوں کو بھی اس کے دباؤ میں نہیں رہنا چاہیے۔“

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا ”ہم کسی حال میں مشین اس کے حوالے نہیں کریں گے۔ وہ زیادہ سے زیادہ ہمارے خلاف انتقامی کارروائی کرنے کی۔ ہم اس سے نمٹ لیں گے۔ ایک حاکم نے کہا ”ابھی الپا نے حماز آرائی شروع نہیں کی ہے۔ اس سے پہلے ہی آپ اس سے نمٹنے کے لیے حماز بنا چکے ہیں۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ الپا کی ناراضگی سے کیا ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہم نادان نہیں ہیں۔ ہماری سیاسی عقل کہتی ہے کہ الپا کو ناراض نہ کیا جائے۔ اس کی عداوت بہت سنگین پڑے گی۔ میں صاف طور سے الپا کی حمایت کا اعلان کرتا ہوں۔“

آری کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”مجھے اپنے آری افسران کا ساتھ دینا چاہیے لیکن میں میڈم الپا کے معاملے میں میڈم کی حمایت کروں گا۔ میرے چچے اور کئی افسران ہیں۔ جو میڈم کو مشین واپس دینے کا فیصلہ سنائیں گے۔ صرف ایک مشین واپس کرنے سے ہمارے آپس کے تمام جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔“

ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”یہ تم نہیں بول رہے ہو۔ ابھی تمہارے اندر الپا ہے یا اس کے ٹیلی بیٹھی جانے والے جاٹا رہیں۔ جو اس کی حمایت میں تمہاری زبان سے بول رہے ہیں۔“

دوسرے افسر نے کہا ”اگر الپا کسی کو ٹیلی بیٹھی سکھانا چاہے گی تو پہلے ہم اس کی سیکھنے والے کی پوری ہسٹری معلوم کریں گے۔ اس کی ذہانت اور صلاحیتوں کو آزما لیں گے۔ تب اسے مشین سے گزار کر اپنی فوج کا وفادار بنائیں گے۔ کسی کو بھی ملک کی سلامتی کے لیے الپا کا نہیں ملک کا وفادار رہنا چاہیے۔“

الپا نے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہاں سے جا چکی ہے لیکن وہ وہیں خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ وہاں اس کے سماجی بھی تھے اور خاصی تعداد میں مخالفین بھی تھے۔ اس نے پارس کو مخاطب کیا۔

وہ بولا ”اب کیا ہوا؟ کیا چوری کے الزام میں گرفتار

کرنے آئی ہو۔“

”نہیں؟ چور میرے گھر کے ہی لوگ ہیں۔ میرے ملک کے آری افسران نے مشین مجھ سے چھین لی ہے۔“

”یہ تمہارا آپس کا معاملہ ہے۔ میرے پاس کیوں آئی ہو؟“

”یہ کہنے آئی ہوں کہ تم سے بڑا شیطان اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ تم نے خود مشین نہیں چرائی ہے مگر مشین کے ذریعے ہمارے درمیان فساد پیدا کر رہے ہو۔ ہمیں ایک دوسرے کی مخالفت پر مجبور کر رہے ہو۔“

”اگر میں ایسا کر رہا ہوں تو تم آری والوں کی مخالفت نہ کرو۔“

”مجھ سے زبردستی میری مشین چھین لی گئی ہے۔ یہ تاڑ دیا جا رہا ہے کہ میں قابل اعتماد نہیں ہوں آری والے قابل اعتماد ہیں۔ کیا اس نا انصافی پر مجھے غصہ نہیں آئے گا؟ کیا میں اپنی توہین برداشت کروں تم نے مجھے اس مقام پر پہنچایا ہے۔ ان افسران کے دماغوں میں وہ کر مجھے مشین سے محروم کر رہے ہو۔“

”محرومیت کسی؟ اگر گھر سے ایک چیز چوری ہو کر گھر میں ہی رہتی ہے تو اسے چوری نہیں کہتے۔ مشین تمہارے ہی ملک میں ہے۔ تمہارے ہی لوگوں کے پاس ہے۔ تم اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتی رہو۔“

”خوش ہو رہے ہو۔ میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ تم نے مجھ لیا تھا کہ میں نے مشین کو تمہارے پاس جانے نہیں دیا تھا تو کسی اور کے پاس بھی رہنے نہیں دوں گی۔ اپنی حکمرانی قائم رکھنے کے لیے وہ مشین میرے لیے بہت ضروری ہے۔ اس لیے تم اس کے ذریعے ہمارے درمیان فساد پیدا کر رہے ہو۔“

”جو جرم میں نے نہیں کیا ہے۔ تم اسے میرے نام کر رہی ہو۔ دیوے یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ اس مشین کے ذریعے تم سب کو آپس میں لڑایا جا سکتا ہے۔ تمہارا شکر ہے تم نے اتنی اچھی تدبیر بھائی ہے۔ میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔ آئندہ اس تدبیر پر عمل کروں گا۔“

یہ کہہ کر پارس نے سانس روک لیا۔ الپا کی سوچ کی لہرں وہاں سے رخصت ہو گئیں۔ وہ خود فریگٹرفٹ میں کوٹا کے ساتھ تھا۔ اس نے اس بیٹلے کے مالک اور ایجنٹ کے دماغوں پر قبضہ جمایا تھا اور خود مالک مکان بن کر کوٹا کے پاس آگیا تھا۔ وہ بھگا خالی نہیں کرتا چاہتی تھی۔ اس لیے اس کے ساتھ رہنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

کوٹا کو یہ بات پریشان کر رہی تھی کہ وہ پارس کے ساتھ ایک بیٹلے میں ہی نہیں ایک بیڈ روم میں بھی رہنے لگی تھی۔ اس طرف بے اختیار سمجھتی جاتی تھی۔ اپنے مزاج کے مطابق کسی مرد کو نہ نہیں لگانا چاہتی تھی لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس پاگل جوان میں کیسی خوبیاں ہیں۔ کیسی باطلوں کی کشش ہے کہ بے اختیار اس کی طرف کھینچی جاتی ہے۔

وہ کچھ سمجھ نہیں پاتی تھی۔ ایک بے خودی کے عالم میں خود کو اس کے حوالے کر دیا کرتی تھی۔ بعد میں جھنجھلائی تھی کہ اسے اپنے تن من کا مالک کیوں بنا دیا ہے۔ دیوے وہ ضروری بھی تھا۔ جب دور تک تعلقات قائم ہو چکے تھے تو اس کے ساتھ یو کی حیثیت سے رہنے میں سلامتی تھی۔ دشمن اسے تلاش کر رہے تھے تیج پال کی نیم کا بڈی رابرٹ اسے تلاش کرنے کے لیے فریگٹرفٹ آ رہا تھا۔

پارس نے خود کو اس کی ضرورت بنانے کے لیے الپا بن کر اس سے رابطہ کیا تھا۔ جب کوٹا کو معلوم ہوا کہ الپا اس کے اندر گفتگو کرنا چاہتی ہے تو اس نے انکار کر دیا تھا۔ اس سے پہلے بھی وہ سانس روک کر اسے بھگا چکی تھی۔ دوسری بار پارس کی شرارت سے یہ اندیشہ بڑھ گیا کہ الپا اس کے پیچھے پڑ گئی ہے۔ اسے تلاش کر رہی ہے۔ ایسے تمام دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے اس نے رجز راز کے دفتر میں جا کر پارس سے شادی کر لی۔ یہ سرٹیفیکٹ حاصل کر لیا کہ وہ جیڑی نام کے اس جوان کی شریک حیات ہے۔

پارس نے اسے دوبارہ پٹانا تاز کیا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کی تھیں کہ وہ پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس نہیں روکے گی بلکہ محسوس ہی نہیں کرے گی۔ اس کی شخصیت بدل چکی ہے اس کا نام کوٹا نہیں میری ہے۔ نہ وہ یوگا کی ماہر ہے نہ ٹیلی بیٹھی جانتی ہے۔ ایک عام سی عورت ہے اور اپنے شوہر جیڑی کے ساتھ ایک اچھی ازدواجی زندگی گزار رہی ہے۔

اس نئی عمل کے بعد وہ دہری زندگی گزار رہی تھی۔ ایک طرف کوٹا کی حیثیت سے ٹیلی بیٹھی جانتی تھی اور اپنے منصوبہ جوڈف و سکی کے ذریعے تیج پال کی ٹیم کے تمام دماغ میں آتا تو اس کی شخصیت بدل جاتی۔ وہ ٹیلی بیٹھی سے ٹوکام پیک نامی ایک عام بیبا جیڑی بن جاتی۔

تیج پال کے چاروں ٹیلی بیٹھی جاننے والے روس میں نازنسا دھر مشین تیار کر چکے تھے۔ دوسرے دن اس مشین کو

آزمایا جانے والا تھا۔ جوڈف و سکی دو ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کو اسرائیل سے لایا تھا۔ انیس فاعل کی حیثیت سے اس مشین میں استعمال کرنا تھا اور دوسری آری کے دو ذہن اور تجربے کار افسران کو ٹیلی بیٹھی سکھائی تھی اور دوسرے کوٹا نے یہ طے کیا تھا کہ وہ لوگ جتنے افراد کو ٹیلی بیٹھی سکھائیں گے اور پھر انہیں پٹانا تاز کر کے اپنا معمول بنائیں گے تو وہ بھی انہیں اپنا معمول بنایا کرے گی۔

اس نے دوسرے دن پارس سے کہا ”جیڑی میں چند گھنٹوں تک بہت مصروف رہوں گی۔ تم مجھے ڈسٹرب نہیں کرو گے۔ میرے بیڈ روم میں نہیں آؤ گے۔“

”میں نہیں آتا تو تم ہی مجھے بلاتی ہو۔ پہلے غصے سے کہا کرتی تھیں کہ اپنے قریب نہیں آنے دوں گی مگر تم بہت ہی جذباتی ہو۔ خود ہی کہہ چکے ہوئے پھل کی طرح میری آغوش میں اُگر گئی ہو۔“

اس نے بے بسی سے اسے دیکھا پھر کہا ”پتا نہیں کیا بات ہے۔ تم سے دور رہنا چاہتی ہوں مگر رہا نہیں جاتا۔ تمہارے سینے سے لگے اور تمہارے بازوؤں میں جھپٹے کوچی چاہتا ہے۔ کبھی کبھی یوں لگتا ہے جیسے تم کوئی پراسرار جادوگر ہو۔ مجھ پر جادو کرتے ہو اور میں بے اختیار تمہارے بازوؤں میں چلی آتی ہوں۔“

وہ بولا ”مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے جیسے تم کوئی ساحر ہو۔ تم نے سحر جادو کر کے اپنے پاس بلا کر پہلے میری عزت لوٹ لی۔ بعد میں مجھ سے کورٹ مینج کی۔“

کوٹا نے کئی بار پارس کے دماغ میں وہ کر اس کے خیالات پڑھے تھے۔ اسے یہی معلوم ہوتا رہا کہ اس کا نام واقعی جیڑی ہے۔ پہلے وہ ایک پاگل خانے میں زیر علاج تھا۔ اب دماغی طور پر صحت مند ہو کر اپنے وطن فریگٹرفٹ واپس آیا ہے۔ تاہم اب بھی پوری طرح تارل نہیں ہے۔ بے سکی باتیں اور حرکتیں کرتا رہتا ہے اور اسے بھی پاگل بنانا رہتا ہے۔ دیوے اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا تھا۔ وہ فائدہ حاصل کر رہی تھی۔ اسی کی وجہ سے اس نے جوڈف و سکی کو بڑی کامیابی سے اپنا معمول بنایا تھا اور آئندہ بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کرنے والی تھی۔ فی الحال اسے شوہر بنا کر تحفظ حاصل کر رہی تھی۔

اس نے ناشتے کی میز سے اٹھ کر پارس سے کہا ”میں بیڈ روم میں جا رہی ہوں۔ جب تک تمہارے پاس نہ آؤں۔ تم مجھے ڈسٹرب کرنے نہ آنا۔“

اس نے بیڈ روم میں جا کر دووازے کو اندر سے بند

کر لیا۔ پارس بھی تھائی چاہتا تھا۔ وہ ناشتا کرنے کے بعد چائے پیتے وقت ایک اسرائیلی آری افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہاں کانفرنس ہال میں مشین کے مقدمے کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ جو ٹیلی پیٹی جیسے جاننے والے آری افسران الپا کی مخالفت کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی ایک مضبوط ٹیم بنائی تھی۔ اس ٹیم کے لیڈر کا نام بن بورین تھا۔ وہ بری فوج کا کمانڈر تھا۔ وہ اور اس کی ٹیم کے افراد مشین کے ذریعے ٹیلی پیٹی سیکھ چکے تھے۔ انہوں نے شراب اور دوسرے نشے سے توبہ کی تھی۔ خوبی عمل کے ذریعے ایک دوسرے کے دماغوں کو لاک کر دیا تھا۔ الپا کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکتی تھی لیکن ایسے آری ٹیلی پیٹی جاننے والے بھی تھے جو الپا کے وفادار تھے۔ پارس ایسے افراد کے ذریعے بن بورین اور اس کے ساتھیوں تک کسی وقت بھی پہنچ سکتا تھا۔

اس کانفرنس میں تمام اسرائیلی اکابرین موجود تھے۔ آری افسران بھی خاصی تعداد میں تھے۔ الپا نے ایک آلہ کار کے ذریعے کہا ”میں یہاں موجود ہوں۔ فیصلہ سننے آئی ہوں۔“

ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”ہم تمام ٹیلی پیٹی جاننے والے یہاں اپنے اکابرین کے سامنے موجود ہیں۔ الپا کو بھی یہاں جسمانی طور پر موجود رہنا چاہیے۔ جب ہمیں دشمنوں سے خطرہ نہیں ہے تو اسے بھی نامعلوم خطرات کا بہانہ کر کے روپوش نہیں رہنا چاہیے۔“

الپا نے کہا ”میں لوگ اپنے کمانڈر بن بورین کے معمول ہوں۔ اس کے حکم سے یہاں چلے آئے ہو لیکن وہ خود روپوش ہے۔ جب تم سب کسی طرح کا خطرہ محسوس نہیں کر رہے ہو تو تمہارے لیڈر بن بورین کو بھی خطرہ محسوس نہیں کرنا چاہیے اور یہاں حاضر ہو جانا چاہیے۔“

ایک حاکم نے کہا ”الپا اور بن بورین دونوں کو جسمانی طور پر یہاں حاضر ہو جانا چاہیے۔“

دوسرے حاکم نے کہا ”بے شک فریقین کی موجودگی میں عدالتی فیصلے ہوا کرتے ہیں۔ کوئی ایک موجود نہ ہو تو اس مقدمے کی تاریخ بڑھادی جاتی ہے۔“

”میں نہیں چاہتی کہ تاریخ بڑھائی جائے۔ مشین کی تحویل کا فیصلہ آج ہی ہو گا۔ بن بورین کو یہاں حاضر ہونے کا حکم دیا جائے میں بھی دس منٹ کے اندر یہاں پہنچ جاؤں گی۔“

ایک افسر نے کہا ”ہمارا کمانڈر بن بورین راضی ہے۔ وہ بھی دس منٹ کے اندر آ رہا ہے۔“

ایک حاکم نے کہا ”یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ دونوں نے ہماری بات مان لی ہے۔ دونوں یہاں حاضر ہو رہے ہیں اگر یہ دونوں مشین کے سلسلے میں بھی ہمارے فیصلے کو تسلیم کریں گے تو یہ آپس کا جھگڑا بیشک کے لیے ختم ہو جائے گا۔ ورنہ یہ مشین ہمارے ملک اور ہماری قوم کے لیے بہت بڑی مصیبت بن جائے گی۔“

دس منٹ گزر گئے۔ بن بورین اپنے دو ماتحت افسروں کے ساتھ اس کانفرنس ہال میں آیا۔ اس کے تمام ماتحتی اس کی آمد پر تالیاں بجانے لگے۔ وہ ایک سیٹ کے پاس آکر بیٹھے سے پہلے بولا ”میں اپنے ملک کے اعلیٰ حکام کا وفادار ہوں۔ ان کی عزت کرتا ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں۔ ان کے حکم کے مطابق حاضر ہو گیا ہوں لیکن الپا ابھی تک نہیں آئی ہے۔“

الپا نے اپنے ایک آگے کار کی زبان سے کہا ”میں بن بورین کی طرح احمق نہیں ہوں۔ جھوٹی اور مکار بھی نہیں ہوں۔ میں نے بن بورین کو جھوٹا اور فریبی ثابت کرنے کے لیے خود یہاں آنے کا وعدہ کیا تھا اور میں ثابت کر چکی ہوں۔“

یہ بن بورین نہیں ہے۔ اس فراڈ نے اپنی یہ ڈی پیجی ہے۔ پلاننگ کی ہے کہ میں اسے یہاں دیکھ کر آؤں گی تو یہ مجھے گولی مار دے گا۔“

بن بورین نے کہا ”یہ جھوٹ کہہ رہی ہے۔ میں بن بورین ہوں۔ بری فوج کا کمانڈر ہوں۔ الپا یہاں نہ آنے کے لیے مجھے جھوٹا اور فریبی کہہ رہی ہے۔“

الپا کے آلہ کار نے اپنا رول ادا کرنا کر بن بورین کا نشانہ لیتے ہوئے کہا ”میں حوٹے تو بن بورین کا جھوٹ اور فریب ثابت ہو جائے گا۔“

یہ کہتے ہی اس نے بن بورین کو گولی ماری۔ ایک نہیں دو فائر کیے۔ وہ گولیاں کھا کر اپنی سیٹ پر سے نیچے گرا پھر فرشتے پر گرتے ہی ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس کے کتنے ہی حمایتی منے میں آکر فائرنگ کرنے لگے۔ انہوں نے اس آلہ کار کو گولی ماری۔ فائرنگ کے باعث کانفرنس ہال میں ہلکے ڈنچ لگی۔ اکابرین کرسیوں اور میزوں کے نیچے چھپنے لگے۔ فوج کے جوانوں نے جلد ہی ان فائرنگ کرنے والوں کو چاروں طرف سے گھیر کر ہتھیار چھیننے پر مجبور کر دیا۔

وہ ہنگامہ اچانک شروع ہوا تھا پھر اچانک خاموشی چھائی تھی۔ امن و امان قائم ہو گیا تھا۔ تمام اکابرین اپنی سیٹوں پر آکر بیٹھ گئے۔

الپا نے دوسرے آلہ کار کے ذریعے کہا ”میرے ایک آلہ کار کو خواہ مخواہ گولی ماری گئی ہے۔“

ایک آری افسر نے کہا ”تم نے ہمارے کمانڈر کو ہلاک کیا ہے۔ ہم جس زندہ نہیں چھوڑیں گے۔“

الپا نے کہا ”تمہارا کمانڈر زندہ ہے۔ جس کی لاش یہاں سے لے جانی گئی ہے وہ تمہارے کمانڈر کی ڈی تھا۔ یہ بات تم سے جاننے ہو۔ وہ ابھی تمہارے اندر رول رہا ہو گا۔“

ایک آری افسر نے کہا ”الپا نے ہم سب کے سامنے بن بورین کو ہلاک کیا ہے۔ اس کی لاش ہمارے حوالے کی جائے گی۔ تم اسے تدفین کے لیے لے جائیں گے۔“

ایک افسر نے کانفرنس ہال میں آکر کہا ”وہ لاش یہاں ساتھ والے کمرے میں ہے۔ ہماری اٹھلی جنس کے سراغ رمانوں نے اس کا معائنہ کیا تھا۔ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ہلاک ہونے والا بن بورین نہیں تھا۔ ماسک میک اپ کے ذریعے بن بورین بن کر آیا تھا۔“

اس لاش کو دوبارہ کانفرنس ہال میں لایا گیا۔ اس کے آگے چہرے سے ماسک ہٹایا گیا تھا۔ تمام اکابرین کے سامنے ہائی آگے چہرے سے ماسک کو ہٹایا گیا۔ اٹھلی جنس کے دو سراغ رمانوں نے گواہی دی کہ وہ بن بورین نہیں ہے۔ یہاں دھوکا دینے آیا تھا۔

الپا نے کہا ”میں نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا ہے۔ میں چاہتی تو اپنی ڈی پیجی کر اعلیٰ حکام کو دھوکا دے سکتی تھی لیکن میں نے آج تک..... اپنے اکابرین سے نہ کبھی بھٹ کما ہے نہ کبھی دھوکا دیا ہے۔ بن بورین کا جھوٹ اور فریب ثابت ہو چکا ہے۔ وہ میرے خلاف بہت بڑی سازش کر رہا تھا۔ جب میں نے وعدہ کیا کہ میں یہاں آری ہوں تو اس نے مجھے قتل کرنے کے لیے اپنی یہ ڈی یہاں بھیج دی۔ مگر اب تمام اکابرین اب اس سازش کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔“

بن بورین نے اپنے ایک آلہ کار کے ذریعے کہا ”یہ نونٹ سے فائدہ اٹھا کر مجھے الزام دے رہی ہے۔ دراصل مجھے انٹریڈ تھا کہ میں یہاں آؤں گا تو یہ مجھے گولی مار دے گی۔ میرا انٹریڈ درست ثابت ہوا ہے۔ اس نے میری ڈی کو بن بورین سمجھ لیا تھا۔“

الپا نے کہا ”میں نے ہلاک کرنے سے پہلے ہی واضح الزامیں لگا کر کہا کہ وہ کمانڈر بن بورین نہیں ہے۔ جھوٹ اور فریب کو ثابت کرنے کے لیے اسے گولی ماری گئی۔“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا ”الپا درست کہہ رہی ہے۔ ایک سے خود آئے کا وعدہ کر کے اپنی جگہ ایک فراڈ کو بھیجا۔ ہم سے بھڑک بولا۔ ہم کو دھوکا دیا۔ ہمیں ایسا کرنے کی

ضرورت کیا تھی۔ تم بھی الپا کی طرح یہاں نہ آتے تو ہم یہ مان لیتے کہ تم ہم سے جھوٹ نہیں بول رہے ہو۔ اپنی ڈی پیجی کر ہمیں دھوکا نہیں دے رہے ہو اور الپا کے خلاف کوئی سازش نہیں کر رہے ہو۔“

دوسرے حاکم نے کہا ”اب تم پر سازش کرنے کا الزام ہے۔ کیا تم اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہو گے؟“

وہ بولا ”الپا نافرمان مشین حاصل کرنے کے لیے پہلے مجھے آپ کی نظروں سے گرا رہی ہے۔ اس نے بھی جھوٹا وعدہ کیا تھا کہ یہاں آئے گی مگر نہیں آئی۔ آپ اس بات کو نظر انداز کر رہے ہیں کہ یہ بھی جھوٹی ہے اس نے بھی وعدے کے مطابق یہاں نہ آکر صرف مجھے ہی نہیں آپ حضرات کو بھی دھوکا دیا ہے۔“

ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”ہمارا کمانڈر درست کہتا ہے۔ ہمارا ایک بہترین افسر کمانڈر کی ڈی بن کر یہاں آیا تھا۔ یہ بات الپا کو معلوم تھی۔ اس نے اسے گولی مار کر ہمارے ایک بہترین ٹیلی پیٹی جاننے والے کو ہلاک کیا ہے۔ یہ اسی طرح آئندہ بھی مختلف جیلوں یہانوں سے ہم سب کو ہلاک کرتی رہے گی۔ ہماری تعداد کم کرتی رہے گی۔ اس کی چال بازی بہت جلد آپ کی سمجھ میں آجائے گی۔“

اس کی بات ختم ہوتے ہی اچانک ایک مسلح جوان نے اپنی گن سپریم کی بھرن بن بورین کی حمایت میں بولنے والے آری افسر کو گولی ماری۔ وہ بولنے والا اپنی سیٹ پر بیٹھنے بھی نہیں پایا تھا گولی کھا کر سیٹ کے پاس فرش پر گر کر ٹھنڈا پڑ گیا۔

پھر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ بن بورین کے تمام حمایتی احتجاج کرنے لگے۔ کہنے لگے ”اب ہم منظر عام پر نہیں آئیں گے۔ روپوش رہیں گے۔ ورنہ الپا ہم میں سے ایک ایک کو اسی طرح ہلاک کرتی رہے گی۔“

وہ سب وہاں سے اٹھ کر جا رہے تھے۔ الپا پریشان ہو گئی تھی۔ اس بار اس نے اپنے اس مخالف کو گولی نہیں ماری تھی۔ فوری طور پر یہی سمجھ میں آ رہا تھا کہ بن بورین اسے آری والوں کی دشمن ثابت کرنا چاہتا ہے اور یہ ثابت کرنے کے لیے اس نے ایک آلہ کار کے ذریعے اپنے ہی ایک آری افسر کو گولی ماری ہے۔

اسے جو سمجھنا چاہیے تھا۔ وہ نہیں سمجھ رہی تھی۔ اس نے خواہ مخواہ پارس کو الزام دیا تھا کہ وہ انہیں آپس میں لڑا رہا ہے۔ لہذا پارس سے سوچا۔ ”جب اس پر الزام آئی رہا ہے تو پھر کیوں نہ انہیں آپس میں لڑا دیا جائے۔“ لہذا وہ اپنی کارروائی شروع کر چکا تھا۔ اس نے بن بورین کے ایک خاص

ٹیلی فنی جانے والے آری افسر کو گولی ماری تھی۔ ان اکابرین کو بین بورین کو اور لاپا کو ابھاتے رہنے کی ابتدا کر چکا تھا۔

○☆☆○

میدم مارلی لندن میں جم کاف کے ساتھ وقت گزار رہی تھی۔ جب جم کاف سے اس کی پہلی ملاقات لندن کے ایک ہوٹل میں ہوئی تو سونیا اس کے اندر موجودہ کراسے جم کاف کی طرف مائل کرتی رہی تھی۔ ایسے وقت اس نے محسوس کیا تھا کہ وہ خود اپنے طور پر اس خوب رو کاغذ اور جم کاف کی طرف مائل ہو رہی ہے۔

سونیا خاموشی سے اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ پہلی طرح اسے جم کاف کی طرف مائل نہیں کیا۔ تھوڑی دیر بعد پتا چلا کہ مارلی کی ایک سوچ اپنے مزاج کے مطابق جم کاف سے کترا رہی ہے اور دوسری سوچ اسے جم کاف سے متاثر کر رہی ہے۔ اس طرح صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کوئی ٹیلی فنی جاننے والا مارلی کی سوچ کے ذریعے اسے جم کاف کی طرف مائل کر رہا ہے۔

سونیا نے مجھ سے کہا ”فرد میرے علاوہ مارلی کے دماغ میں کوئی اور چھپا ہوا ہے۔ تم ذرا مارلی کے خیالات پڑھو۔ ہو سکتا ہے میرا خیال غلط ہو۔“

میں مارلی کے اندر اگر خاموشی سے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ یہی معلوم ہوا کہ مارلی کے اندر اس کی اپنی دو سوچیں ہیں۔ ایک سوچ جم کاف کو اس کے حواس پر مسلط کر رہی تھی۔ اسے متاثر کر رہی تھی۔ دوسری سوچ اس کے مزاج کے مطابق جم کاف سے کترانا چاہتی تھی لیکن وہ سوچ بہت کمزور تھی۔ مارلی اپنے مزاج کو بھول کر اس سے متاثر ہو گئی تھی۔

میں نے سونیا سے کہا ”تم درست سمجھ رہی ہو۔ کوئی اس کے دماغ میں ہے۔ وہ اسے جم کاف کی طرف مائل کر چکا ہے۔“

سونیا نے کہا ”تجربہ ہے۔ یہ ٹیلی فنی جاننے والا کون ہو سکتا ہے؟“

”اب تو ہماری دنیا میں ٹیلی فنی جاننے والوں کی تعداد اتنی بڑھتی جا رہی ہے کہ کسی وقت بھی کوئی بھی اچانک ہماری نظروں میں آ جاتا ہے۔ ابھی ہم یہ سمجھ نہیں پائیں گے کہ یہ کوئی پرانا کھلاڑی ہے یا پھر نیا ٹیلی فنی کیسے والا ہے۔“

سونیا نے کہا ”ہم مارلی کو اپنے طور پر پھنسل کر رہے ہیں۔ پتا نہیں اس اجنبی ٹیلی فنی جاننے والے کے ارادے

کیا ہیں؟ اگر مارلی کے یہاں آنے پر وہ اپنے مطلب کی کوئی الگ بازی شروع کرے گا تو پھر اس سے منہ منہ کی مارلی کے یہاں آنے تک ہمیں اس کے قصد پر کچھ معلوم کر لینا چاہیے۔“

”تم مارلی کو کنٹرول کر رہی ہو۔ تم ہی سمجھو کہ اس کو کیسے بے نقاب کیا جائے گا۔ میں دوسری جگہ جاکر ہوں۔ فرصت ملتی رہے گی تو مارلی کے اندر بھی پہنچا دو گا۔“

میں اپنے معاملات میں مصروف ہو گیا۔ سونیا مارلی کی طرف پوری توجہ دینے لگی۔ وہ اجنبی ٹیلی فنی جاننے والی تھی۔ چنانچہ کون کون تھا اور کیا چاہتا تھا۔ ہمارے منصوبے کے مطابق مارلی کو جم کاف کی طرف مائل کر رہا تھا۔

سونیا کے ماتحت سراغ رسالوں نے ابتدا میں جم کاف کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں۔ وہ نئے کاروبار کا تھا۔ بوگا کا ماہر تھا۔ سونیا کا کوئی ماتحت اس کے دماغ میں پہنچ سکتا تھا۔ وہ ماتحت جم کاف کے باڈی گارڈز اور کے قریبی ساتھیوں کے دماغوں میں رہ کر اس کے معلومات حاصل کرتے رہتے تھے یہ نہیں جان سکتے تھے کہ اندر سے کیا ہے۔ یہ اندازہ تھا کہ وہ ٹیلی فنی نہیں جانتا۔ اگر وہ جانتا تو بہت پہلے ہی مارلی کے دماغ میں پہنچ کر نہ پکڑ لیتا۔

اس نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔ اب مارلی کے لندن پر اس کے اندر کسی ٹیلی فنی جاننے والے کا سراغ نہ تھا۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ اس ٹیلی فنی جاننے والے نے لندن میں پہلی بار مارلی کے دماغ میں جگہ بنائی ہے۔ اسے مارلی سے کچھ دلچسپی ہے تو وہ یہ کیوں چاہتا ہے کہ وہ کاف سے محبت کرے اور اسی کی بن جائے وہ اجنبی مارلی کی طرف کیوں مائل نہیں کر رہا ہے۔

سونیا کو زیادہ دیر تجسس میں مبتلا رہنا چاہی نہیں تھا۔ اسے وقت وہ کوئی نہ کوئی ایسی حرکت کرنی تھی۔ جس سے حقیقت معلوم ہو جاتی تھی اور تجسس ختم ہو جاتا تھا۔ نے جم کاف سے پہلی ملاقات میں ہی مارلی کو اس کا پتا دیا تھا۔ وہ اجنبی بھی ہی چاہتا تھا۔ وہ بھی کیوں کر رہا تھا۔ ہوا کہ مارلی ہوٹل کے ڈائمنگ ہال سے اٹھ کر اپنے گھر میں آئی۔

وہ رات کو پینے کی عادی تھی۔ شراب کی مستی اور مست بنا دیا ایسے وقت سونیا نے مارلی کے ذہن پر

ہفت تھیں جن میں مبتلا ہو رہا تھا۔ ایسے وقت سب ہی کوئی گھر میں نگر اس کا جنون میں مبتلا ہونا ایک عجیب سی بات تھی۔ وہ نہایت سنجیدہ ذہین اور بڑا ہی معاملہ فہم تھا۔ یہ لوگ جنون میں مبتلا نہیں ہوتے۔ سونیا نے فوراً ہی اپنے خیالات کی جھلک لگائی۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو پہلی بار اس کے بغیر پہنچ گئی۔

جنون میں انسان کو اپنا ہوش نہیں رہتا۔ وہ بھی ایسے ہی تھا۔ اس میں نہیں تھا پھر سونیا کی سوچ کی لہروں کو کیسے گھس کر آیا؟ سونیا کو اتنی ہی دیر کے لیے اس کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ جتنی دیر تک وہ جنون میں مبتلا رہتا۔ وہ موقع نہ ملا تھا کہ اس کی تیزی سے اس کے خیالات پڑھنے لگی۔

پتا چلا کہ کوئی اس کے دماغ میں آتا رہتا ہے۔ اس نے کئی بار پتا چلا کہ وہ کون ہے اور اس پر کیوں مہربان ہے؟ اس نے کہا تھا۔ میرے بارے میں مجھ نہ پوچھو۔ میرا کوئی نام نہیں ہے۔ مجھے گناہ یا ان نون کہہ سکتے ہو۔ مجھے ساری باتیں دہرائی جاتی ہیں۔ مجھ کو اس کے دماغ میں نظر نہیں آؤں گا۔ مجھے ہوش کرنے میں اپنا وقت ضائع نہ کرنا۔ میں تمہارے پاس آتا ہوں۔ یہ تمہاری خوش قسمتی ہے۔

”کوئی ضرورت کے بغیر کسی کے پاس نہیں آتا۔ پلیز بیچ میرے پاس کیوں آتے ہو؟“

”میں آتا ہوں کیونکہ مجھ کو بولنے سے کوئی میرے پاس آئے گا۔ تمہارا نہیں پہنچا سکتا۔“

”تم ایک قدر آواز بلند ہو۔ بھرپور جوان ہو۔ میں ایسا ہی ہوں۔ تمہارے اندر اگر تمہارے دماغ پر پوری طرح کنٹرول کر دوں گا تو بازو بلڈرجم کاف بنالیتا ہوں۔ تمہارے اندر مارلی کی حسد سے عشق کرنے اور اس کے ساتھ جذباتی تعلق کرانے کا جو مزہ حاصل ہوتا ہے اسے میں بیان نہیں کر سکتا۔“

”جم کاف نے پوچھا ”کیا تم کوئی نفسیاتی مریض ہو۔“

”میں ایسا کہہ سکتے ہو۔ میں تمہارے اندر ساکر ایک مکمل منہ منہ جم کاف بن جاتا ہوں۔ جس حسد کو تم حاصل کرنا چاہتے ہو۔ دراصل اسے میں حاصل کرتا ہوں۔ اس کا نام اس کا شائبہ اس کی ادائیں اس کا کجاب اس کے جذبات صرف میرے لیے ہوتے ہیں۔“

”میں صرف اسی لیے میرے پاس آتے ہو؟“

”جس کے دل معمولی بات نہیں ہے۔ کتنے ہی لوگ مکمل مردہ ہیں۔ وہ دماغ میں کھاتے ہیں۔ منہ سے مزہ علاج کراتے ہیں۔ انہیں وہ مردانگی اور وہ مسرتیں حاصل نہیں

ہوتیں جو میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے اندر ساکر حاصل کرتا ہوں۔“

”جم کاف نے کہا ”تم مجھ سے فائدہ حاصل کر رہے ہو۔ مجھے بھی فائدہ پہنچایا کرو۔“

”میں ضرور تمہارے کام آؤں گا۔ بولو مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ جس بینک کی طرف اشارہ کرو گے اس بینک کا تمام خزانہ تمہارے پاس پہنچا دوں گا۔ جس دشمن کا نام لو گے اسے تمہارے قدموں میں لا کر جھکا دوں گا۔“

ان دنوں جم کاف کسی طرح بھی مارلی کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کے جزیرے اور اس کے قلعے کو ایک مضبوط محاذ بنا کر وہاں کے اندر وولڈ سے ٹانگا کا کوڑو کے قدم اکھاڑنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا ”سسران نون ہانگ کانگ کے جنوب میں ایک جزیرہ ہے۔ وہاں کی مالکن ایک جوان بیوہ ہے۔ اسے میڈم مارلی کہتے ہیں۔ میں اسے پھاس کر اس علاقے کے تین گاؤں فادرز کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور خود وہاں کا گاؤں فادر بنا چاہتا ہوں۔“

”یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ تم مجھے مارلی کی آواز سناؤ۔ میں اس کے اندر کھس کر اسے تمہارے پاس لے آؤں گا۔“

جم کاف نے ہانگ کانگ کے ایک اعلیٰ پولیس افسر سے رابطہ کیا۔ فون کے ذریعے اس سے گفتگو کی۔ اس طرح ان نون کو اس اعلیٰ افسر کی آواز سنا کر کہا ”یہ اعلیٰ افسر میڈم مارلی کا وفادار اور خدمت گار ہے۔ سرکاری افسر ہے مگر مارلی کے لیے کام کرتا ہے۔“

ان نون نے اس افسر کے ذریعے مارلی کی آواز سنی تھی پھر جم کاف کے پاس آکر کہا تھا ”میں جب چاہوں۔ مارلی کے دماغ میں پہنچ سکتا ہوں لیکن ابھی اسے نہ پکڑ نہیں کر سکتا۔“

”کیوں نہیں کر سکتے؟ تم تو بڑے بڑے دعوے کر رہے تھے۔ اب کیا ہو گیا۔“

”ابھی مجبوری ہے۔ فرہاد علی تیمور مارلی کے پاس پہنچا ہوا ہے۔ وہ کسی عورت کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزارتا ہے۔ ذرا مہر کر۔ جیسے ہی وہ مارلی کو چھوڑ کر جائے گا۔ میں اسے تمہارے پاس لے آؤں گا۔ وہ ایک بھرپور عورت ہے۔ میں بھی اسے چاہتا ہوں مگر شیر کے منہ سے لقمہ چیمینا دانشمنی نہیں ہوگی۔ مہر کرنے سے بیٹھا پھل ملے گا۔“

اس کے بعد جم کاف اور ان نون کسی اچھے موقع کا انتظار کرنے لگے۔ آخر ایک دن مارلی لندن پہنچ گئی۔ جم کاف کے ساتھ ساتھ ان نون کی بھی مرادیں پوری ہو گئیں۔ جم

کاف اس کے ساتھ صرف ایسے لمحات نہیں گزارنا چاہتا تھا۔ ماری کے ذریعے ہانگ کانگ اور جنوبی چین کے علاقوں میں گاڑا قادر بھی بننا چاہتا تھا۔ کچھ سونیا کے تعاون سے اور کچھ ان نون کی مدد سے اسے اپنی منزل ملنے والی تھی۔

سونیا نے بیس تک جم کاف کے چور خیالات پرے تھے مگر پھر اس کا جنون سرد پڑنے ہی ان نون نے کہا "جم کاف تمہارا بھی کام ہو گیا۔ مجھے بھی سرسبز حاصل ہو گئیں۔ اب میں جا رہا ہوں۔ کل صبح آؤں گا۔"

ان نون کے جانے ہی جم کاف سونیا کی سوچ کی لمبوں کو محسوس کر سکتا تھا۔ اس لیے وہ اس کے دماغ سے نکل آئی۔ یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جم کاف ماری یا کسی حینہ کے ساتھ ایسا دومان اور جذباتی وقت گزارے گا تو ان نون اس کے اندر موجود رہے گا اور جب تک وہ رہے گا۔ جم کاف اپنے اندر سونیا کی سوچ کی لمبوں کو محسوس نہیں کرے گا۔ اس وقت پھر اسے اس کے خیالات پڑتے رہنے کا موقع مل رہا ہے گا۔ اس طرح وہ ان نون کے بارے میں مزید اہم معلومات حاصل کر سکے گی۔

دوسرے دن ماری اور جم کاف نے کورٹ میرج کی۔ جم کاف لندن کی اوچی سوسائٹی میں بہت مشہور تھا۔ یورپ کے تمام اخبارات میں اس شادی کی خبریں شائع ہوئیں۔ ماری پورے ہانگ کانگ میں ایک جزیرے کی ملکہ کی حیثیت سے مشہور تھی۔ وہاں کے اخبارات نے یہ خبر شائع کی کہ ماری نے لندن کے ایک خاندانی رئیس جم کاف سے شادی کی ہے اور دوسرے دن کی فلائٹ سے جم کاف کے ساتھ ہانگ کانگ واپس آ رہی ہے۔

ادھر تانا کا کوڈو کے دونوں شیردی مکر اور دی وزر یہ معلوم کرنے کی کوششیں کر رہے تھے کہ ماری میرے ساتھ ہانگ کانگ کے کس علاقے میں ہے۔ ماری کے ہنسنے دشمن تھے۔ وہ سب یہی سمجھ رہے تھے کہ ماری میرے ساتھ ہے۔

سونیا ماری بن کر سب کو دھوکا دے رہی تھی۔ زاؤ کو کم کوربانے دی مکر کو حکم دیا تھا کہ وہ مجھے اور ماری کو تلاش کرے گا۔ دی مکر نے کہا "مسٹر کوربا پولیس کا ایک اعلیٰ افسر ماری کا خاص خدمت گار ہے۔ وہ اس کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے لیکن کسی کو اندر کی بات نہیں بتائے گا۔ اس کے اندر کی باتیں تم معلوم کر سکتے ہو۔"

کوربانے فون کے ذریعے اس اعلیٰ افسر کی آواز سنی پھر اس کے اندر پہنچ کر معلوم کیا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ ماری سی دیو ہوٹل کے ایک کمرے میں فریاد کے ساتھ رہتی ہے۔

اس کمرے کے آس پاس اس کے خاص ہاؤس گاؤں میں ہیں پھر سرکاری طور پر بھی وہاں اس کے لیے سیکرٹری کی مکنی ہے۔ کسی کو اس کمرے کی طرف جانے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔

کوربانے نے طے کیا کہ وہ ٹیلی بیٹھی کے ذریعے پانچ بجنے کی کوشش کرے گا۔ مجھے کسی دشمن ٹیلی بیٹھی والے کی موجودگی کا علم ہو گا تو وہ خود کو بائرن ڈیوڈ لارڈ گا۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہونے دے گا کہ وہ خیال خال ہے اور میرے خلاف تانا کا کوڈو کی مدد کر رہا ہے۔

کوربا ایک آلہ کار کے ذریعے اس ہوٹل میں پہنچا سونیا ہوٹل کے لاؤنج میں بیٹھی کافی پی رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر ٹھنک گیا۔ کوربانے پوچھا "کیا بات ہے؟"

اس نے کہا "میں میڈم ماری کو دیکھ رہا ہوں۔ لاؤنج میں ایک صوفے پر بیٹھی چائے یا کافی پی رہی ہے۔ وہ حیرانی سے بولا "عجب ہے۔ ہم اسے پورے کانگ میں تلاش کرتے پھر رہے ہیں اور وہ یہاں پہنچ گئی ہے۔"

آلہ کار نے کہا "اس کے پیچھے دو دشمن مین کھڑے ہیں۔ باقی دو دشمن مین ادھر ادھر کچھ کاٹلے پر ہیں۔"

"تم وہاں کھتے رہو۔ فریاد بھی دیں گے نہیں ہوگا۔"

وہ اپنے آلہ کار کے اندر رہ کر ماری کو... قریب سے دیکھنے لگا۔ اسے میری تلاش تھی۔ میں وہاں تھا۔ وہاں کوئی بھی شخص کسی ضرورت سے ماری سے سونیا کا آنا تو یہی سمجھا جاتا کہ میں اس کے پاس آیا ہوا ہوں۔ ہوا۔ ایک قد آور صحت مند شخص ماری کے پاس پہنچا۔ صوفے پر بیٹھا گیا پھر اس سے بولا "ہائے ماری! تم سہیا رات تلاش کرتے رہتے ہیں اور تم یہاں اپنی سیکھ ساتھ بیٹھی ہوئی ہو۔"

سونیا نے پوچھا "کون ہو تم؟"

"میں تانا کا کوڈو کا ایک خادم ہوں۔ تمہارا فریاد دماغ میں نہیں آسکے گا اور تمہارے یہ دشمن مجھے نہیں مار سکیں گے کیونکہ میرا ہاتھ کوٹ کی جیب میں ہے۔ جیب میں دیو اور ہے۔ میں تمہارے گاؤں کے ہاتھوں سے پہلے ہی تمہیں گولی مار دوں گا۔"

کوربا آلہ کار ان سے دور تھا۔ کوربا ان کی باتیں سن سکتا تھا۔ سونیا اس اجنبی شخص سے مسکرا کر بولی "اچھا تم پورے انتقامات کے ساتھ آتے ہو۔" کوربا سونیا کی مسکراہٹ سے دھوکا کھایا۔ اس کی

یہاں ایک ماری مسکرا کر فریاد سے ہاتھیں کر رہی ہے۔ وہ اجنبی شخص سونیا سے کہہ رہا تھا "ہاں پورے انتقامات کے ساتھ آیا ہوں۔ باہر گاڑی کھڑی ہوئی ہے۔ تم میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اس طرح بے تکلفی سے چلو کہ تمہارے گاؤں مجھے تمہارا دشمن نہ سمجھیں۔"

ادھر کوربا کھڑا ہو گیا۔ سونیا ایسے دشمنوں سے نمٹنا جانتی تھی۔ اس نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا پھر اپنے گاؤں سے بولی "میں! ٹھیکو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

کوربانے سونیا کا یہ انداز دیکھا تو پورے یقین سے سمجھ گیا کہ وہ میرے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر مسکراتی ہوئی جا رہی ہے۔ میں کوربا اور تمام گاؤں فاروڑ کے لیے بہت بڑی رکاوٹ تھا۔ مجھے راستے سے ہٹا کر ہی ماری کو قیدی بنا کر جزیرے پر اقلے پر قید کر سکتے تھے۔

کوربا نہیں چاہتا تھا کہ میں نظروں میں آجانے کے بعد کچھ چلا جاؤں۔ اس نے فوراً ہی آلہ کار کے دماغ پر پوری طرح قبضہ بنا کر نشانہ لیا پھر ٹنگر کو دبا دیا۔ ٹھانیں کی آواز کے ساتھ ہی اس اجنبی کے حلق سے چیخ نکلی۔ سونیا کے ہاتھ سے اس کا ہاتھ چھوٹ گیا۔ وہ اپیل کر کرش پر مگر پھر ترپنے لگا۔ سونیا فوراً ہی چلا گیا کہ ایک ستون کے پیچھے چلی گئی۔

اس کے گاؤں نے اس آلہ کار کو دیکھ لیا تھا۔ ایک گاڑی کے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس پر گولی چلائی۔ گولی اس کے ہاتھ پر لگی۔ آلہ کار کے ہاتھ سے دیو اور چھوٹ گیا۔ سونیا نے ان گاؤں کو حکم دیا تھا کہ دشمنوں کو کبھی ہلاک نہ کیا کریں۔ صرف زخمی کیا کریں۔ انہوں نے یہی کیا تھا۔ فوراً ہی ڈانٹے ہوئے آکر اس کا دیو اور اٹھایا تھا پھر ایک نے پوچھا "کون ہو تم؟"

تاکلف سے کراہتے ہوئے بولا "میں۔ میں نہیں جانتا۔ میں نے اپنی مرضی سے گولی نہیں چلائی ہے۔ میں تو دوسرے میڈم ماری کو دیکھ رہا تھا۔ میں جانتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں نے کیوں دیو اور نکالا اور کیوں ایک اجنبی پر گولی چلائی۔"

سونیا ستون کے پیچھے کھڑی اپنے گاؤں کے دماغ میں رہ کر زخمی ہونے والے آلہ کار کی باتیں سن رہی تھی پھر اس نے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ کوربا اپنے ٹنگر کو دھوکا دے کر اس کی آواز میں سن رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ میرا پاس ہے۔ میں اس کا معمول ہوں۔ اس کے احکامات پر عمل کرتا ہوں گا تو مال ہو جاؤں گا۔"

پل میں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے تانا کا کوڈو سے کہا "ہانگ کانگ کے سی دیو ہوٹل میں جاؤ اور اپنی آنکھوں سے فریاد کی لاش دیکھ لو۔ میں ٹیلی بیٹھی کی دنیا کے ایک طویل باب پر ختم شدہ لکھ چکا ہوں۔"

تانا کا نے بے یقینی سے کہا "مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔ فریاد تمہیں کہاں مل گیا تھا؟"

"میں نے اپنے آلہ کار کے ذریعے ماری کو سی دیو ہوٹل میں دیکھا تھا۔ وہ فریاد سے مجھ پر انداز میں ہاتھیں کر رہی تھی پھر اس کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اس کے ساتھ جا رہی تھی۔"

فون کی تھکنی بجنے لگی۔ تانا کا نے ریسپور اٹھا کر پہلو کیا۔ دوسری طرف سے کہا گیا "پاس آپ کے ماتحت کو ایک شخص نے گولی مار دی ہے۔ وہ ماتحت ماری تک پہنچ گیا تھا۔ میں دور سے دیکھ رہا تھا۔ ماری اس کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اس کے ساتھ جانے پر مجبور ہو گئی تھی۔ ایسے وقت ایک اجنبی نے اسے گولی مار دی اس کی لاش سی دیو ہوٹل میں پڑی ہوئی ہے۔ پولیس والے آگئے ہیں۔"

تانا کا نے کہا "بھٹ! اے منٹ! تم نے ابھی سی دیو ہوٹل کہا ہے۔ وہاں تو فریاد کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ وہاں فریاد قتل کیا گیا ہے۔"

"تو پاس کسی نے آپ کو غلط اطلاع دی ہے۔ فریاد کو نہیں آپ کے ماتحت کو گولی ماری گئی ہے۔"

کوربا تانا کا کوڈو کے اندر رہ کر یہ باتیں سن رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ جو شخص اس ہوٹل میں ماری کے ساتھ جا رہا تھا۔ وہ فریاد نہیں تھا؟ کیا وہ تانا کا کوڈو کا ماتحت تھا۔

تانا کا ریسپور رکھ کر بولا "مسٹر کوربا تم کچھ کہہ رہے ہو اور میرا ماتحت کچھ کہہ رہا ہے۔ حقیقت کیا ہے؟"

کوربا فوراً ہی اپنے آلہ کار کے دماغ میں پہنچا۔ جس کے ذریعے اس نے گولی چلائی تھی اور اپنی دانست میں مجھے قتل کیا تھا۔ اس کے اندر پہنچنے ہی اس نے سونیا کی آواز سنی۔ وہ پوچھ رہی تھی "کیا پہلے ہی تمہارے دماغ میں کوئی آتا رہا ہے؟"

وہ زخمی کراہتے ہوئے بول رہا تھا "میں نہیں جانتا کوئی کسی کے دماغ میں کیسے آتا ہے۔ میں آج پہلے بار اپنے اندر کسی کی آوازیں سن رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ میرا پاس ہے۔ میں اس کا معمول ہوں۔ اس کے احکامات پر عمل کرتا ہوں گا تو مال ہو جاؤں گا۔"

سویا نے ہنستے ہوئے کہا ”فریاد تمہارے جیسے دشمنوں کا بے خبر کھنا جانتا ہے۔ اس نے مجھے یورپ کے ملکوں میں پھینک دیا تھا۔ میں نے وہاں جا کر بابا صاحب کے ادارے میں مشین کے ذریعے ٹیلی فنی سیکسی ہے پھر لندن جا کر انڈروورلڈ کے گا

میں نے اپنے بارے میں سب کچھ جانچ پڑھا تھا۔
اپنے بارے میں نہیں بتاؤ گے۔

اس کے لئے فرما دیا کہ اس کی پشت پر ہے۔
 "اور گاؤں اس نے فرما دیا کہ اسی مقصد کے لیے پھانسا تھا۔"

☆



نہیں دوں گا۔ سونپا کو بھی مڑانا توڑنے کا موقع نہیں دوں گا۔ وہ جب بھی ایسا کرنا چاہے گی۔ میں اسے اتنا مارا ہوں گا۔"

اس نے یہ کہتے ہی پھر زلزلہ پیدا کیا۔

دو مہینے ہو کر وہاں سے دور ہانگ کانگ کی طرف روانہ ہوئے۔

○☆☆○

خوانی کے ذریعے بول رہے تھے اس کے ایک حمایتی نے کہا
 ”اپا نے آرمی کے بڑے افسر کو گولی ماری ہے اور یہ بھگانے
 الزام دے رہی ہے کہ ہم نے اپنے اتنے سینئر اہم افسر کو
 ہلاک کیا ہے۔“

دوسرے حمایتی نے کہا ”جب تک اکابرین مشین کا فیصلہ نہیں کریں گے اور یہ ان کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرے گی۔ تب تک یہ پاگل ہوتی رہے گی۔ ہمارے لوگوں کو ہلاک کرنی رہے گی اور یہی استحسانہ الزام دیتی رہے گی کہ ہم اپنے لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ کیا یہ یقین کرنے کی بات ہے کہ ہم اپنے پیروں پر آپ کھڑا کر رہے ہیں۔“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا ”ہماری مشین کا معاملہ ہماری توقع سے زیادہ بے چیدہ اور تشویش ناک ہو گیا ہے۔ ہم آپس کی اس لڑائی میں اندر سے بالکل کھوکھلے ہو جائیں گے۔ فوج کسی بھی ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے۔ یہ ہڈی ٹوٹنے کی توہم جسمانی طور پر سلامت نہیں رہیں گے اور اپنا ہمارے ملک اور ہماری قوم کا داغ ہے۔ وہ برسوں سے ٹیلی جیٹیکی کے ذریعے ہماری بے مثال قوت بنتی رہی ہے۔ ہمارا وقار بلند کرتی رہی ہے۔ ہم نہ تو فوج کی وفاداری پر شبہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی الپا کی برسوں کی خدمات سے انکار کر سکتے ہیں۔“

دوسرے حاکم نے کہا ”ہم الپا اور بن بورین سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اب ایک دوسرے کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہ کریں۔ ہمیں اس نازک موقع پر عقل سے کام لینا چاہیے۔ ہم مشین کے سلسلے میں اپنا فیصلہ سنار ہے ہیں۔ اس فیصلے کو دونوں تسلیم کریں گے تو یہ بھگڑا ابھی ختم ہو جائے گا۔“

الپا نے کہا ”میں اپنے ملک اور قوم کی سلامتی کے لیے اپنی جان بھی دے سکتی ہوں۔ آپ سب گواہ ہیں کہ میں تمنا بڑے بڑے ٹیلی جیٹیکی جاننے والے دشمنوں سے غراتی آئی ہوں۔ میں نے کبھی پارس سے شادی کی تھی۔ یہ میری عطی تھی۔ میں پچھلے دنوں ایک حادثے کا شکار ہو کر اسپتال میں زیر علاج تھی۔ اس وقت کتنے ہی دشمن میرے داغ پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ اچھا معمول بنانا چاہتے تھے۔ اس وقت پارس نے تمام اکابرین کو اپنا غلام بنانا چاہتے تھے۔ اس وقت پارس نے مجھے ان دشمنوں سے محفوظ رکھا تھا۔ مجھے اس کا یہ احسان کبھی نہیں بھولنا چاہیے تھا لیکن وہ پچھلے دنوں یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ یہاں کے دس فلسطینی مسلمانوں کو ٹیلی جیٹیکی سکھائی جائے۔ میں یہ مطالبہ مرتے دم تک نہیں مان سکتی تھی۔ میں نے فوراً ہی ایک عامل کے ذریعے اپنے داغ کو لاک کر لیا تاکہ پارس میرے اندر بھی نہ آ سکے پھر میں نے نزانامر مشین کو اس کی پکلی جگہ سے ہٹا کر دوسرے خفیہ اڈے میں پھینک دیا۔ اس طرح وہ ہماری مشین کو نقصان پہنچانے کے سلسلے میں ناکام رہا ہے۔“

وہ ایک ذرا توقف سے بولی ”لیکن وہ ہمیں اس مشین کے سلسلے میں ایک دوسرے سے لڑا کر نہیں نقصان پہنچا رہا

ہے۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ اسی نے بن بورین کو افسر کو گولی ماری ہے۔ تاکہ مجھ پر شبہ کیا جاسکے۔ بن بورین پر شبہ کیا تھا کہ وہ مجھے آپ لوگوں کی نظر گرانے کے لیے ایسا کر چکا ہے۔ میں اپنا الزام لیتی ہوں۔ مجھے اور بن بورین کو یہ اچھی طرح سمجھنا چاہیے۔ آپس کی دشمنی میں ایک دوسرے کو ایک بار نقصان پہنچانے کے تو پارس بار بار ہمیں نقصان پہنچا کر ہمارے اکابرین سامنے یہ ثابت کرتا رہے گا کہ ہم مشین کے حصول کے پاگل ہو کر ایک دوسرے کو ہلاک کر رہے ہیں۔“

وہ پھر ایک ذرا توقف سے بولی ”میں ذہانت سے ہم کا وقت ہے۔ میں آئندہ بن بورین کے خلاف ایک فیصلہ نہیں بولوں گی۔ اب میرے اکابرین جو فیصلہ کریں گے۔ قبول کرلوں گی۔“

اس کی اس بات پر تمام اکابرین خوش ہو کر بے بجائے لگے پھر ایک اعلیٰ حاکم نے کہا ”آج کے دو دنوں جیٹیکی سب سے زیادہ خطرناک ہتھیار بن چکا ہے۔ لڑنا مشین یہ کام کرتی ہے لہذا اس مشین کو فوج کی تحویل میں چاہیے۔“

یہ سنتے ہی بن بورین کے تمام ساتھی خوشی سے بے بجائے لگے۔ بن بورین نے کہا ”میرے جو ٹیلی جیٹیکی والے ساتھی کا نفرین ہال سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔“

خوشی سے تالیاں بجا رہے ہیں۔ اعلیٰ حاکم نے کہا ”آپ پہلے پورا فیصلہ کر لیں پھر فراخ دلی سے تسلیم کریں۔ اس نزانامر مشین کو اپنی ذہانت اور محنت سے تیار کیا ہے۔ لہذا اس مشین کو اس کا پورا حق ہے۔ تمام اکابرین کے مختلف فیصلے کے بن بورین کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ الپا جب بھی اس مشین کو استعمال کرنا چاہے اسے اس سلسلے میں مکمل اجازت اور اس مشین کو ”الپا دی گریت“ کا نام دیا جائے۔“

الپا کے حاجی افسران خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ بن بورین نے کہا ”آپ اکابرین نے ابھی یہ حکم دیا۔ جنگی ہتھیار کو فوج کے سوا کوئی ہاتھ نہیں لگا۔ ہم اس ضرور اجازت دیں گے لیکن اسے پہلے تحریری اجازت ہوگی۔ اسے بتانا ہوگا کہ وہ کن افراد کو ٹیلی جیٹیکی سکھانے کے لیے اس مشین کو استعمال کرنا چاہتی ہے۔“

الپا نے پوچھا ”کیا بن بورین مجھے یہ بتائے گا کہ وہ

بن بورین کے ساتھ وہ کن افراد کو ٹیلی جیٹیکی سکھا رہا ہے۔“

بن بورین نے کہا ”مگر نے کبھی ہمارے اکابرین کو یہ نہیں بتایا کہ انہم معاملات میں کیا کرنے والی ہو اور اکابرین کی دلی میں کیا کرتی رہتی ہو پھر ہم یہ فوجی راز کیوں بتائیں گے۔“

بن بورین نے کہا ”مگر نے کبھی ہمارے اکابرین کو یہ نہیں بتایا کہ انہم معاملات میں کیا کرنے والی ہو اور اکابرین کی دلی میں کیا کرتی رہتی ہو پھر ہم یہ فوجی راز کیوں بتائیں گے۔“

بن بورین نے کہا ”مگر نے کبھی ہمارے اکابرین کو یہ نہیں بتایا کہ انہم معاملات میں کیا کرنے والی ہو اور اکابرین کی دلی میں کیا کرتی رہتی ہو پھر ہم یہ فوجی راز کیوں بتائیں گے۔“

بن بورین نے کہا ”مگر نے کبھی ہمارے اکابرین کو یہ نہیں بتایا کہ انہم معاملات میں کیا کرنے والی ہو اور اکابرین کی دلی میں کیا کرتی رہتی ہو پھر ہم یہ فوجی راز کیوں بتائیں گے۔“

بن بورین نے کہا ”مگر نے کبھی ہمارے اکابرین کو یہ نہیں بتایا کہ انہم معاملات میں کیا کرنے والی ہو اور اکابرین کی دلی میں کیا کرتی رہتی ہو پھر ہم یہ فوجی راز کیوں بتائیں گے۔“

بن بورین نے کہا ”مگر نے کبھی ہمارے اکابرین کو یہ نہیں بتایا کہ انہم معاملات میں کیا کرنے والی ہو اور اکابرین کی دلی میں کیا کرتی رہتی ہو پھر ہم یہ فوجی راز کیوں بتائیں گے۔“

بن بورین نے کہا ”مگر نے کبھی ہمارے اکابرین کو یہ نہیں بتایا کہ انہم معاملات میں کیا کرنے والی ہو اور اکابرین کی دلی میں کیا کرتی رہتی ہو پھر ہم یہ فوجی راز کیوں بتائیں گے۔“

بن بورین نے کہا ”مگر نے کبھی ہمارے اکابرین کو یہ نہیں بتایا کہ انہم معاملات میں کیا کرنے والی ہو اور اکابرین کی دلی میں کیا کرتی رہتی ہو پھر ہم یہ فوجی راز کیوں بتائیں گے۔“

یہاں ہمارے درمیان فساد جاری رکھ کر ہمیں اندر سے کھوکھلا کرنا چاہتا ہے۔“

الپا ایک کواں کر رہی ہو؟ مجھے پارس نے پٹاناز نہیں کیا ہے اور نہ ہی میں اس کا معمول ہوں۔ یہ آپ لوگوں کو میری طرف سے تشویش میں مبتلا کر رہی ہے۔ آپ حضرات کو ہم فوجیوں پر بھروسہ کرنا چاہیے۔“

اعلیٰ حاکم نے کہا ”مشرین بن بورین تمہیں بھی ہمارا فیصلہ تسلیم کر کے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ پارس جیسا دشمن تم پر اثر انداز نہیں ہو رہا ہے۔“

بن بورین نے کہا ”میں سیدھی سی بات جانتا ہوں کہ میں فوجی قوانین کے مطابق الپا کو مشین استعمال کرنے کی اجازت دے رہا ہوں اور چند ضروری پابندیاں عائد کر رہا ہوں۔ مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے۔ الپا کے لیے آرمی ہیڈ کوارٹر کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ وہ جب چاہے میری عائد کردہ پابندیوں پر عمل کرتے ہوئے اس مشین کو استعمال کر سکتی ہے۔“

اعلیٰ حاکم نے کہا ”الپا ہم مانتے ہیں کہ تم صلح جوئی سے کام لے رہی ہو۔ آپس کا جھگڑا ختم کرنا چاہتی ہو۔ یہ پابندیاں قبول کرلو۔“

الپا نے کہا ”میں آج تک کبھی کسی کی پابند نہیں رہی ہوں۔ میں اپنا فیصلہ سناتی ہوں۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں مشین کے حصول سے دستبردار ہو رہی ہوں۔ یہ مشین میرے ملک میں ہے۔ میرے اپنے لوگ اسے استعمال کر رہے ہیں۔ میں اس خیال سے مطمئن رہوں گی۔ میرے ساتھ آپ سب دعا مانگیں کہ بن بورین پارس کا معمول نہ ہو اور اپنی غلامی سے ہمارے ملک کو تباہی کی طرف نہ لے جائے۔ آپ حضرات مجھے بھول جائیں۔ کبھی ضروری سمجھوں گی تو آپ لوگوں سے رابطہ کروں گی۔ گڈ لک فار یو اینڈ گڈ بائی فار ایور۔“

اعلیٰ حاکم نے کہا ”نہیں الپا! تم اس طرح نہیں جاؤ گی۔ تم ہمارے ملک اور ہماری قوم کا قیمتی سرمایہ ہو، ہم تمہیں ناراض ہو کر نہیں جانے دیں گے۔“

دوسرے حاکم نے کہا ”تم آپس کے جھگڑے کو ختم کرنے اور ہم سب کو تباہی سے بچانے کے لیے مشین سے دستبردار ہو رہی ہو۔ تم تمنا ایک ٹیلی جیٹیکی کا پہاڑ ہو۔ ہمیں مشین کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔ ہمیں ناراض ہو کر نہیں جانا چاہیے۔“

تمام اکابرین باری باری اسے مخاطب کر رہے تھے لیکن جواب نہیں مل رہا تھا۔ اعلیٰ حاکم نے مایوس ہو کر کہا ”وہ جا چکی ہے لیکن وہ کٹر یہودی اور محب وطن ہے۔ ہم سے

کتابیات پبلی کیشنز

تاراض ہو کر بھی ہم چسپ کر ملک و قوم کی بہتری اور سلامتی کے لیے کام کرتی رہے گی۔"

پارس کو یہ توقع نہیں تھی کہ وہ مشین کو چھوڑ کر چلی جائے گی۔ وہ انہیں آپس میں خوب لڑانا چاہتا تھا۔ یہ قصہ اسی جگہ ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے سوچا۔ جب وہ آری والے اس مشین سے ٹکلی جیتی جائے والے پید اکریں گے تو وہ پھر انہیں الجھائے گا۔

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ وہ فریکٹ کے نیچے کے ذرائع روم میں بیٹھا خیال خواتی کر رہا تھا۔ کرونا یہ کہہ کر بید روم میں گئی تھی کہ وہ وہاں مصروف رہے گی۔ وہ بید روم کے دروازے کو اندر سے بند کر کے خیال خواتی میں مصروف تھی۔ روس میں ژانفار مر مشین تیار ہو چکی تھی اور پہلی بار دو روسی افسروں کو اس کے ذریعے ٹکلی جیتی سکھائی جا رہی تھی۔

کرونا جھپٹنے لگی دونوں سے جوزف و سکی کے ذریعے ان تمام اہم افراد کے دماغوں میں پہنچی رہی تھی جنہوں نے ژانفار مر مشین تیار کی تھی۔ وہ سب یوگا کے ماہر تھے۔ جوزف و سکی اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے مخصوص لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کیا تھا۔ کرونا اس مخصوص لب و لہجے کے ذریعے ان سب کے دماغوں میں پہنچ رہی تھی۔

روس کے میں دو ڈیڑھ اور تجربے کار افسران کو مشین سے گزارا کیا۔ مشین سے گزرنے کے دوران میں وہ بے ہوش رہے۔ جب وہ ہوش میں آنے لگے تو بڑی رابرٹ اور بائرن ٹوڈ نے ان دونوں کو چٹا ناز کر کے اپنا معمول بنایا اور مخصوص لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کیا۔ ایسے وقت مائیک مورہ اور جوزف و سکی بھی ان دونوں کے دماغوں میں رہے اور کرونا جوزف و سکی کے ذریعے ان دونوں کے دماغوں میں پہنچانے والے مخصوص لب و لہجے کو یاد کرتی رہی۔

پارس بھی اسرائیل میں بالکل اسی طریقہ کار پر عمل کر رہا تھا۔ وہ بن بورین کے ٹکلی جیتی جانے والے کئی ساتھیوں کے دماغوں میں جگہ بنا چکا تھا۔ ان کے ذریعے بن بورین کے منصوبے معلوم کرنا چاہتا تھا۔ الپا کے تاراض ہو کر چلے جانے کے بعد اس کے مخالفین بہت خوش تھے۔ بن بورین نے ایک خفیہ میٹنگ میں اپنے قابل اعتماد ساتھیوں سے کہا "ہمیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔ آپا مشین سے دستبردار ہونے کا اعلان کر کے کوئی نئی چال چل رہی ہے۔ وہ آئندہ ہماری بہترین کارکردگی کو چال بازی سے بدترین بنا سکتی ہے۔ ہمیں اکابرین اور اپنی قوم کی نظروں سے گرا سکتی ہے۔"

اس کے ایک ساتھی افسر نے کہا "وہ عورت میں ہے۔ ٹکلی جیتی کی دنیا میں برسوں سے اپنی اہمیت مٹاتی ہے۔ وہ ہمارے خلاف ضرور ایسی چالیں چلے گی جن کی ہم توقع نہیں کر رہے ہیں۔"

ایک اور ساتھی افسر نے کہا "اس نے کانفرنس بلانے ہمارے ایک اہم ساتھی کو گولی مار کر ہلاک کیا۔ وہ بھڑا دیا پھر یہ بات بتائی کہ ہمارے اس ساتھی افسر کو پارس نے گولی ماری ہے۔ وہ آئندہ بھی ہمیں نقصان پہنچا کر کھل سکتی ہے کہ وہ نقصان بھی پارس نے پہنچایا ہے۔"

بن بورین نے کہا "اسی لیے میں گتا ہوں کہ ہمیں زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔ تم سب میرے قابل اعتماد رہو۔ میرا مشورہ ہے کہ تم سب ہیڈ کو اوزر سے چلے جاؤ۔ یہاں طرح کیس روپوش رہو۔ کبھی پبلک پلیس میں خیال خواتی کرو۔ ورنہ وہ بلا تمہارے پیچھے بھاگے گی۔"

بن بورین کے دس قابل اعتماد حواری تھے۔ وہ سب میٹنگ ختم ہوتے ہی ہیڈ کو اوزر سے چلے گئے۔ انہوں نے چلے کیا تھا کہ روپوش رہ کر الپا اور اس کے ٹکلی جیتی جانے والے جان چاندوں کو تلاش کرتے رہیں گے اور ایک دوسرے سے خیال خواتی کے ذریعے رابطے میں رہیں گے۔ پارس ان دس حواریوں میں سے دو کے دماغوں میں جگہ بنا چکا تھا۔ انہیں ابتدا سے شراب پینے کی بری عادت تھی۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے الپا کو ابھی تک اپنی آواز نہ سنائی ہے۔ اگر وہ رات کو عادت کے مطابق کمری پر گھومنا خواہاں میں رہیں گے تو کوئی بھی ٹکلی جیتی جانے والا ان کے اندر نہیں آسکے گا۔

ان کے دماغوں کو اس طرح لاک کیا گیا تھا کہ وہ رات کو نیند میں رہنے کے بعد دوسری صبح نازہ دم ہو کر یوگا کی صامت کا خطا برہ کر سکتے تھے۔ وہ رات کو عادات پہنچے تھے۔ پارس ان کا ان عادتوں سے فائدہ اٹھانے لگا۔

بن بورین نے آری کے تین جوانوں اور اٹلی جنس کے دو سراغ رسالوں کو ٹکلی جیتی سکھانے کے لیے منتخب کیا۔ اپنے دس حواریوں سے کہا "وہ ان پانچوں کے دماغوں میں رہیں تاکہ انہیں مشین سے گزارتے وقت الپا کسی طرح کی گزیر نہ کر سکے۔"

اس مشین کو ہیڈ کو اوزر میں ایسی جگہ رکھا گیا تھا۔ جہاں صرف یوگا اور ٹکلی جیتی جانے والے افسران کو جانے کی اجازت تھی۔ بن بورین نے اس مشین کو حاصل کرنے کے بعد پہلی بار اپنی ٹکرائی میں اسے آہستہ کر لیا۔ اس کے دس حواری مشین کو آہستہ کرنے والے ماہرین کے دماغوں میں موجود رہے۔ انہیں مشین سے گزارنے کے بعد جب وہ

پارٹ میں آنے لگے تو انہوں نے ان پانچوں کو چٹا ناز کیا۔ ان کے ذہنوں میں ایک مخصوص لب و لہجہ پیش کیا اور یہ حکم دیا "اب و لہجے کے علاوہ کسی بھی پرانی سوچ کی لہروں کو دوسرے ہی سانس روک کر انہیں اپنے اندر سے بھگا دیا کریں گے۔"

اس کے بعد انہوں نے ان پانچوں کو توہمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ پارس نے ان میں سے ایک ایک کے دماغ میں جا کر کہا "ابھی یہ عمل مکمل نہیں ہوا ہے۔ تم اس خصوصی لب و لہجے کو صرف چوبیس گھنٹے تک یاد رکھو گے۔ چوبیس گھنٹے کے بعد یہ دوسرا لب و لہجہ تمہارے ذہن میں قفل ہو جائے گا اور تم الپا کے معمول بن جاؤ گے۔"

اس نے ان پانچوں کے دماغوں میں باری باری یہ اضافی ٹکلی لپکھا "پھر انہیں توہمی نیند سونے کا حکم دیا۔ جو چھوہ وہ اسٹریٹ میں گر رہا تھا۔ وہی کرونا روس میں گرتی رہی تھی۔ اس نے صرف یہ معلوم کیا تھا کہ پہلے جن دو افراد کو ٹکلی جیتی سکھائی گئی ہے۔ ان کے ذہنوں میں کس طرح کالب و لہجہ قفل کیا گیا ہے۔

یہ معلوم کر کے وہ مطمئن ہو گئی تھی۔ انہیں باقاعدہ عمل بنانا ضروری نہیں تھا۔ وہ ضرورت کے وقت ان کے دماغوں میں با آسانی پہنچ سکتی تھی۔

وہ اپنی اس کامیابی پر مسکراتی ہوئی بیڈ روم سے باہر آئی اور پارس سے بولی "سوری۔ تم اتنی دیر تک تنہا پور ہوتے رہے ہو۔ میں مجبور تھی۔ ایک ضروری معاملے میں مصروف تھا۔"

وہ بولا "بند کرے میں کیا معاملہ ہو سکتا ہے؟ کیا تمہیں کوئی پریشانی ہے؟ اگر کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتاؤ۔ میں تو منتوں منتوں بڑے مسائل حل کر دیتا ہوں۔"

وہ اس کے پاس بیٹھ کر مسکراتے ہوئے بولی "میں تمام سانس سے اور تمام دنیا سے تھنٹ سکتی ہوں۔ میں کسی سانس نہیں مانتی۔"

نوروت نہیں دیتی ہے؟"

نوروت نہیں دیتی ہے؟"

یعنی میری کوئی اہمیت نہیں ہے پھر تو مجھے یہاں نہیں رہنا چاہیے۔ میں ابھی چلا جاؤں گا۔"

وہ آواز کھڑکھڑائی۔ کرونا نے اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے بلایا۔ "نہایت پرکھ کر" زیادہ اگڑ نہ دکھاؤ۔ میں نہیں چاہتی کہ تم ہمارے دماغوں میں کسی دوسرے کو شوہر بنا کر یہاں رکھوں۔ اس

علاقے کے لوگ مجھ پر شبہ کریں گے۔"

"شہر کرنے دو۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا تم مجھ سے محبت کر رہی ہو مگر تم نے تو دنیا کو دکھانے کے لیے مجھے شوہر بنا رکھا ہے۔ میں یہاں نہیں رہوں گا۔ ابھی چلا جاؤں گا۔"

"خفہ نہ دکھاؤ۔ مجھ سے محبت نہ کرو۔ میرے شوہر نہ بنو مگر میرے ساتھ رہو۔ تم میرے لیے کوئی قیمتی سرمایہ نہیں ہو۔ میں اپنے حالات کے مطابق تمہیں ساتھ رکھنے پر مجبور ہوں۔"

ایک ملازم نے مکر کہا "ایک شخص آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اپنا نام ٹونی لوئیس تھا رہا ہے۔"

کرونا بہت پہلے معلوم کر چکی تھی کہ بڑی رابرٹ اسے تلاش کرنے کے لیے آ رہا ہے اور آج کل میں یہاں پہنچنے والا ہے۔ اس نے ملازم سے کہا "اسے یہاں بھیج دو۔"

ملازم چلا گیا۔ وہ پارس سے بولی "جو شخص مجھ سے ملنے آ رہا ہے اس کے سامنے الپا سیدھی باتیں نہیں کرے گی۔ ایک محبت کرنے والے شوہر کی طرح یہاں بیٹھے رہو گے۔ تم مجھ سے محبت نہیں کرتی ہو۔ صرف میاں پوری کا کھیل کھیلتی ہو۔ میں کسی آنے والے کے سامنے تم سے محبت نہیں کروں گا۔ کیا تم مجھے آلو سمجھتی ہو؟"

"میں صرف آلو سمجھتی ہی نہیں ہوں۔ آلویتا کو بھی رکھتی ہوں۔ ابھی تمہیں جیسا کہوں گی وہی بات کرتے رہو گے۔"

وہ شخص جس کا نام ٹونی لوئیس تھا۔ اس ایجنٹ کے ساتھ آیا۔ جس نے وہ بگلا کرونا کو کرائے پر دیا تھا پھر وہ ایک دن پارس کے ساتھ وہاں آیا تھا۔ اس نے کرونا سے کہا تھا کہ یہ مسٹر جری ہیں۔ اس بچکے کے مالک ہیں۔ اب پھر وہی ایجنٹ آیا تھا۔ اس نے کرونا سے کہا "میزم یہ مسٹر ٹونی لوئیس ہیں۔ اس بچکے کے مالک ہیں۔ اپنا بگلا بھٹا کرنا چاہتے ہیں۔"

کرونا صوفے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ غصے سے بولی "یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ اس بچکے کے کہنے مالک ہیں۔ اس سے پہلے تم مسٹر جری کو بچکے کا مالک بنا کر لائے تھے اور اب اسے چھڑ کر لائے ہو۔"

کرونا کو فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ آنے والا شخص بڑی رابرٹ ہو سکتا تھا۔ اس کے سامنے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ جبری یعنی بچکے کا پہلا مالک یہی ہے جو اب اس کا شوہر بنا ہوا ہے۔

کرونا نے فوراً ہی خیال خواتی کے ذریعے اس ایجنٹ کے دماغ میں پہنچ کر اس کے ذریعے کہا "میزم وہ مسٹر جری جو یہاں مالک بن کر آئے تھے وہ فراز تھے۔ یہ مسٹر لوئیس اصلی مالک ہیں۔"

ٹونی لوئیس نے ایجنٹ سے کہا "تم یہاں سے جاؤ۔ میں

میزم سے باتیں کروں گا۔“ وہ ایجنٹ چلا گیا۔ نوٹی لوئیس نے مسکرا کر کہا ”تمہیں ایجنٹ کے دماغ میں آکر اس کی زبان سے نہیں بولنا چاہیے تھا کیونکہ میں اس کے اندر موجود تھا۔“

کروٹا نے اسے چونک کر دیکھا۔ وہ اپنے لباس کے اندر سے ریو اور نکال کر اسے نشانے پر رکھتے ہوئے بولا ”کروٹا میں نے سنا تھا۔ تم بہت ذہین اور چالاک ہو اور بڑی خطرناک فائر بھی ہو۔ میں نے اس لیے ریو اور نکالا ہے کہ تم با تھا پانی پر نہ اتر آؤ۔ ہم شریف لوگ ہیں۔ شرافت سے معاملات طے کریں گے۔“

پارس نے ریو اور دیکھ کر خوف سے کانپتے ہوئے کہا ”یہ۔۔۔ یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے۔ یہ تو تمہا میں سے بولتی ہے اور پھر بولنے والے کو پیشہ کے لیے چپ کر دیتی ہے۔“

بڑی رابرٹ نے ہنستے ہوئے کہا ”تم نے کسی بزدل جوان کو اپنا شوہر بنا رکھا ہے۔ میں یہاں آنے سے پہلے چپ کر تم دونوں کو کھوکھلا چکا ہوں۔ تم دونوں کی باتیں سن چکا ہوں۔ اس کے خیالات پڑھ چکا ہوں۔ یہ بے چارہ پہلے پاگل تھا۔ کیوں اس بے چارے کا خانہ خراب کر رہی ہو۔ اسے یہاں سے جانے دو۔“

پارس نے کہا ”آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ یہ میری بیوی بن چکی ہے۔ اسے بھی جانے دو۔ ہم دونوں تمہیں دعا میں دیں گے۔“

اس نے پارس کو ڈانٹ کر کہا ”جاؤ یہاں سے۔ میرا وقت ضائع نہ کرو۔ ورنہ۔۔۔“

پارس نے ایک دم آگے بڑھ کر کہا ”ورنہ تم مجھے گولی مار دو گے۔ ورنہ تم مجھے۔۔۔“

اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر اچانک گھوم کر ایک کلک ماری۔ ہاتھ پر ٹھوکر پڑنے ہی ریو اور دور دوڑ جا کر فرس پر گر پڑا۔ اس نے ٹھوکر ماری۔ کلک ماری۔ منہ پر ٹھوکر پڑی۔ وہ اچھل کر صوفے پر آیا۔ صوفہ پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ وہ بھی صوفے سمیت الٹ کر فرس پر اوندھا ہو گیا۔

کروٹا نے فرس پر پڑے ہوئے ریو اور کو اٹھایا تھا۔ اس نے بڑی رابرٹ کا نشانہ لیتے ہوئے کہا ”میں بھی تمہاری طرح لڑائی جھگڑا پسند نہیں کروں گی۔ ایک گولی مار کر زخمی کروں گی اور تمہارے دماغ میں پیچھ جاؤں گی۔“

وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔ پارس نے اس کی گردن دبوچ کر کروٹا سے کہا ”اے خیرا دار! میں نے چلا نا مجھے خا میں کی آواز سے ڈر لگتا ہے۔ گولی چلاؤ تو میں یہاں سے بھاگ جاؤں گا۔“

وہ مسکرا کر بولی ”جیری میری جان! تم نہیں جانتے کہ کس

طرح میرے کام آتے جا رہے ہو۔ میں تمہیں کہیں کر جانے دوں گی۔ تم کہتے ہو تو کوئی نہیں چلاؤں گی۔ تم کہیں گردن اتنی زور سے دبوچ لو کہ یہ سانس لینے کے قابل نہ رہے۔ اور میری سوچ کی لمبوں کو محسوس کر کے سانس لڑنے کے قابل نہ رہے۔“

اس کی گردن میرے غلجے میں ہے مگر یہ سوچ کی لڑائی ہوتی ہے؟

کروٹا نے جواب نہیں دیا۔ بڑی رابرٹ کے دماغ پر چنچے ہی زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخا چلا آپا پارس کی گرفت سے کفر فرس پر گر پڑا۔ پارس نے حیرانی سے پوچھا ”کیا تم نے اسے گولی ماری ہے؟ مجھے تمہا میں کی آواز تو سنائی دیتی ہے۔ وہ بولی ”میں نے اسے ٹیلی پیٹھی کی گولی ماری ہے۔ میں سمجھو گے مگر تم نے کمال کیا ہے۔ ریو اور سے اس کے باوجود تم نے اس کے ہاتھ سے ریو اور گرا دیا۔“

”میں ریو اور سے نہیں ڈرتا۔ مجھے تمہا میں کی توانا ڈر لگتا ہے مگر اسے کیا ہوا ہے؟ یہ اس طرح کیوں ڈر رہا ہے۔“

وہ بولی ”تم ڈر خا موش رہو۔ مجھے اس سے خوف مجھے پھانسنے آیا تھا۔“

وہ بڑی رابرٹ سے بولی ”کم آن گیت اُپ۔ تمہا دماغی تکلف کچھ کم ہو رہی ہے۔ تم یہاں سے ایک بندھا میں جا سکتے ہو۔“

پارس نے معصومیت سے پوچھا ”کیا اب اسے بندھا میں لے جایا کرو گی؟“

”نو ڈنٹ آپ! یہاں بیٹھے رہو۔ میں تمہاری آؤں گی۔ تم بندہ روم میں نہ آنا۔“

”کیوں نہیں آؤں گا؟ ضرور آؤں گا۔ میں تمہارا ہوں۔ بے حیائی کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے ایک غیر محرم کو اپنے بندہ روم میں۔ تو یہ۔۔۔ وہ بڑی رابرٹ کے دماغ پر حاوی ہو گئی تھی۔ تکلیف سے کہتا ہوا اس کے پیچھے ایک بندہ روم میں پارس بھی پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ وہ دروازہ بند کرتے ہوئے ”تم باہر رہو۔ اوھر نہ آنا۔ تم نہیں سمجھو گے میں کیا کہتی ہوں۔ پلیز مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔“

دروازہ اس کے منہ پر بند ہو گیا۔ وہ مسکراتا ہوا ڈرائنگ روم میں آکر ایک صوفے پر بیٹھنے ہوئے بڑی رابرٹ کے دماغ میں پیچھ گیا۔ وہ ایک بندہ روم میں جا کر الٹ گیا۔ جسم کو ڈھیلا چھوڑ کر اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اس پر ٹیلی پیٹھی کے ذریعے تو خبی عمل کرنے والی تھی۔ اچانک پارس کی خیال خوانی کا سلسلہ نوٹ میا۔

”خاطب کیا۔“ ہیلو میں بول رہی ہوں۔ سانس نہ روکنا۔“ ”میں سانس لیتا رہوں گا اور زندہ رہوں گا۔ تمہیں کیا تلف ہے بولتی رہو؟“

”میں نے وہ مشین چھوڑ دی ہے۔ وہ میرے لیے نہیں میرے ملک کے لیے ضروری ہے۔“ ”مشین چھوڑ کر حفات کر رہی ہو۔ یہ تمہاری حب الوطنی نہیں ہے۔ مشین غلط ہاتھوں میں رہے گی تو تمہارے ملک کو نقصان پہنچتا رہے گا۔“

”تم ایسے مشورہ دے رہے ہو۔ جیسے میرے ملک سے بہت رکتے ہو اور میری بھلائی چاہتے ہو۔“

”تم احسان فرماؤش ہو۔ یاد کرو۔ میں نے بیشہ تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ تم خود اپنی حرکتوں سے میری بھائیوں کو باریوں میں بدل رہی ہو۔“

”میں تمہارا مطالبہ مان کر فلسطینی مسلمانوں کو ٹیلی پیٹھی نہیں کھانسی تھی۔ ہمارے درمیان اچھی دوستی بھی تم نے اس مطالبے سے دوستی کو دشمنی میں بدل دیا ہے۔“

”سوری۔ میں فلسطینی مسلمانوں کے حقوق کو نظر انداز کر کے تم سے دوستی نہیں رکھ سکتا تھا۔ میری شرافت دیکھو کہ میرا مطالبہ نہ ماننے کے باوجود میں نے کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی تھی مگر تم نے مجھ پر مشین کی چوری کا الزام لگایا۔ یہ الزام غلط ثابت ہو گیا۔ تمہارے اپنے لوگ تمہاری حب الوطنی کے منہ پر جوتے مار کر وہ مشین لے گئے ہیں۔ میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا تھا۔“

”مگر تم کر رہے ہو۔ تم ہمیں آپس میں لڑا رہے ہو۔“ ”میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر تم بار بار اگر مجھ پر

نہوئے الزامات عائد کر رہی تھیں۔ کبھی مشین کی چوری کا الزام لگایا۔ کبھی یہ الزام لگایا کہ میں تم سب کو آپس میں لڑا رہا ہوں۔ یہ تو ساری بات ہو گئی۔ آجیل مجھے مار۔ تم بے بنیاد الزامات میرے سر تعویب رہی تھیں تو میں نے سوچا کہ تمہاری حسرتیں پوری کی جائیں۔ ان الزامات کو سچ کیا نہ کہ تمہا میں سچ کر رہا ہوں۔ میں نے بن بورین کے خاص ہتھیار کو گولی مار کر تمہارے آپس کے جھگڑوں میں اور شدت دلا دی ہے۔“

”میں اتنے عرصے تک تمہارے ساتھ رہ کر تمہاری سزا دیاؤں گا اچھی طرح سمجھنے لگی ہوں۔ اس لیے مشین تمہارا درو کر آپس کے جھگڑوں کو ختم کر چکی ہوں۔“ ”تم نے اس مشین بن بورین کے حوالے کر کے کتنی نیند لائی ہے۔ تمہیں کھل معلوم ہوگا۔“

اس نے چونک کر پوچھا ”کل کیا معلوم ہوگا؟ تم میرے خلاف کیا کر رہے ہو؟“

”تمہارا دعویٰ ہے کہ میری چال بازوں کو سمجھتی ہو اور تم مشین سے دستبردار ہو کر میری چالوں کو ناکام بنا رہی ہو۔ تمہیں اسی خوش قسمتی میں رہ کر کل کا انتظار کرنا چاہیے۔“

اس نے سانس روک کر اسے بھگا دیا۔ وہ دوسری بار آئی۔ اس نے پھر سانس روک لیا۔ وہ یہ سن کر ریتان ہو گئی تھی کہ پارس نے کوئی چال چلی ہے اور اس کا نتیجہ دوسرے دن سامنے آنے والا ہے۔ وہ تیسری بار اس کے دماغ میں آئی۔ پارس نے کہا ”مزید کوئی بات کرنا چاہتی ہو تو مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔“

وہ واپس چلی گئی۔ وہ کبھی اسے اپنے دماغ میں نہ آنے دیتی۔ کیونکہ وہ آتے ہی اس کے چور خیالات پڑھ لیتا۔ یہ معلوم کر لیتا کہ وہ آج کل قاہرہ میں ہے۔ وہ اس سے دور رہے ہیں۔ بی بی اچنی بہتری سمجھتی تھی۔ ابھی صرف یہ معلوم کرنے آئی تھی کہ وہ آئندہ کیا کرنے والا ہے۔

اور وہ کچھ کچھ کر چکا تھا اور اس کا نتیجہ سامنے آنے والا تھا۔ یہ تجسس اور بے چینی پیدا ہو گئی تھی کہ پتا نہیں اس نے کیا کیا ہے؟ اور کیا ہونے والا ہے؟

وہ کروٹا کے دماغ میں آیا۔ وہ بڑی رابرٹ پر تخریبی عمل کر چکی تھی۔ اسے تین گھنٹے تک تو خبی نیند سونے کا حکم دیا تھا۔ اس نے جوزف دسکی کے بعد بڑی رابرٹ کو معمول بنا کر بہت بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ بندہ روم سے نکل کر اس کی طرف آ رہی تھی۔ اس نے صوفے پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ یوں خراٹے لینے کا جیسے گہری نیند سو رہا ہو۔ وہ اسے دیکھ کر بولی ”عجب ہے۔ بے وقت سو رہے ہو۔“

اس نے اسے آواز دی ”جیری اٹھو۔ تم نہیں جانتے میں کسی کسی کامیابیوں حاصل کر رہی ہوں۔“

وہ خراٹے لیتا رہا۔ وہ اسے چھوڑ کر کچن کی طرف چلی گئی۔ پارس نے کروٹا کے خیالات پڑھ کر یہ معلوم کیا کہ اس نے بڑی رابرٹ کے اندر پیچھے کے لیے کون سا مخصوص لب وجہ اس کے دماغ میں نقش کیا ہے۔

وہ بڑی رابرٹ کے اندر پیچھ گیا۔ بڑی کو اپنے طور پر بھی معمول بنانے کے لیے ایک اضافی عمل کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس کے اندر پیچھ کر پہلے خاموش رہا۔ معلوم کرنے لگا کہ واقعی وہ تو خبی نیند سو رہا ہے یا نہیں۔

وہ سو رہا تھا لیکن اس کے اندر اس کا ایک ٹیلی پیٹھی جانتے والا سامھی بیڑون بول رہا تھا ”اوہ گاڈ! ابھی میں تمہارے پاس نہ آتا تو تم تو خبی نیند پوری کر کے کسی کے معمول بن جاتے۔ پلیز جاگو اور بتاؤ ایسا کس نے کیا ہے؟ تم کہاں ہو؟ تم تو کروٹا کو تلاش کر رہے تھے؟“

اس کی تو خبی نیند ٹوٹ گئی۔ بڑی نے کہا ”میں کروٹا کے

بٹنگے میں ہوں۔ یہ لڑکی بہت ہی مکار ہے۔ اس نے اپنے سامنے کی مدد سے مجھے نہپ کیا ہے۔ اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ یہ مجھے چٹان کا زکریٰ ہی تھی۔

بیڑوں نے پوچھا "کرونا کے ساتھ یہاں کون ہے؟" "ایک جوان شخص ہے۔ وہ پاگل تھا۔ علاج ہونے کے بعد پاگل خانے سے یہاں آیا ہے۔" بڑی رابرٹ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا "کرونا نے میرے اندر زلزلہ پیدا کیا تھا۔ میرا دماغ اب تک کمزور ہے۔ میں خیال خوانی کے قابل نہیں ہوں۔ تم میرے دماغ میں رہو۔ یہاں سے فراہم ہونے میں میری مدد کرو۔"

"میں میدان چھوڑ کر بھاگنا چاہتے ہو۔ کرونا نظروں سے اوجھل ہو گئی تو پھر اسے نہپ نہیں کر سکو گے۔" "میں کرونا کو نہیں چھوڑ دوں گا۔ یہ میرے لیے چیلنج بن گئی ہے۔ میں اس بٹنگے سے باہر جا کر اس کی نگرانی کروں گا وہ پاگل شخص جیڑی بوگا کا ماہر نہیں ہے۔ تم اس کے دماغ میں رہ کر کرونا پر نظر رکھ سکتے ہو۔"

پارس اس کے دماغ پر قبضہ جتا کر اسے دماغی کمزوری کا احساس دلانے لگا۔ وہ بستر سے اٹھ کر جانا چاہتا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر پھر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا "میرا سر پکرا رہا ہے۔ اس کمبیتی نے زلزلہ پیدا کر کے میرے دماغ کی چولیس ہلا ڈالی ہیں۔"

بیڑوں نے کہا "آرام سے لیٹے رہو۔ دماغی توانائی بحال ہونے تک تمہیں یہاں رہنا چاہیے۔" "کیا کہہ رہے ہو؟ جب اسے معلوم ہوگا کہ اس کا تنوی عمل ناکام رہا ہے تو وہ پھر چٹان کا زکریٰ کرے گی۔"

"ایسا نہیں ہوگا۔ اس نے جو مخصوص لب ولہجہ تمہارے ذہن میں نقش کیا ہے اسے تم جب بھی محسوس کرو تو سانس نہ روکو۔ اسے دماغ میں آنے دو۔ اس کے اذکامات کی تعمیل کرتے رہو۔ یہ یقین دلانے رہو کہ تم اس کے معمول بن چکے ہو۔ میں اور دوسرے سامنے مسلسل تمہارے اندر موجود رہیں گے۔ اس طرح ہم اس بٹنگے میں کرونا کے قریب رہ کر اسے آسانی سے نہپ کر سکیں گے۔"

وہ آرام سے لیٹ گیا۔ بیڑوں نے کہا "تمہیں سونا چاہیے۔ جتنا ذہنی سکون حاصل ہوگا۔ اتنی ہی جلدی دماغی توانائی بحال ہوگی۔ آنکھیں بند کرو۔ میں تمہیں سلا رہا ہوں۔"

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ بیڑوں اسے خیال خوانی کے ذریعے سلائے لگا۔ جب وہ گہری نیند سو گیا تو اس کے اندر گہری خاموشی چھا گئی۔ پارس خاموشی سے ان کی باتیں سنتا رہا تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ بڑی رابرٹ کے سونے کے باوجود

بیڑوں ابھی موجود ہوگا اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کرونا چھپ کر ان کی باتیں سنتی رہی ہے یا نہیں؟ پارس نے ایک گھنٹے بعد بڑی رابرٹ کے دماغ میں اس کے خواب دیدہ خیال پر غصے کوئی اس کے اندر گھس رہا تھا۔ بیڑوں مطمئن ہو کر چلا گیا تھا۔ جب پارس نے صبح کے مقررہ وقت کے مطابق اسے تنوی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر آنکھیں کھول دیں۔ صبح پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔



میں نے بائزن ٹوڈ اور بیکر برائٹ کے بعد سائبر اور آندرے کو بھی اپنا معمول بنایا تھا۔ صرف ایک بار سونا گیا تھا۔ میں باروے کی بیوی مار تھا کہ دماغ میں جانا چاہتا تھا۔ اس کے ذریعے معلوم ہوتا تھا کہ وہ دوسرے ملکوں میں بہت مصروف ہے۔

میں نے باروے کے تمام ساتھیوں کو اس طرح معلوم بنایا تھا کہ اسے کسی طرح کا شبہ نہ ہو لیکن مجھ سے باہر نہ نکلی جیتی جانے والے ماحت سے کہیں کوئی غلطی ہو گئی کہ باروے ہو شیار ہو گیا تھا۔ وہ اپنے کسی ساتھی سے دماغی رابطہ قائم نہیں کر رہا تھا۔ اپنی بیوی مار تھا کہ فون کا جواب نہیں دے رہا تھا۔ سونا نے مجھ سے کہا "انتہائی کافی ہے کہ کم نے بائزن ٹوڈ، بیکر، باروے، سائبر اور آندرے کو معلوم کر چھوڑا کروا ہے۔ اب یہ لوگ ہماری مرضی کے خلاف کارائی نہیں کریں گے۔"

میں نے کہا "ہم باروے کو نہپ نہ کر سکتے کوئی بات نہیں۔ وہ اپنے چار ساتھیوں کا انجام دیکھ کر بدست زدہ ہوگا۔ تمہارے خلاف کچھ کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔" سونا نے کہا "وہ ختم تیار ہو جائے تو اور زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ جب اپنے آس پاس خطرات کو منڈالتے ہوئے دیکھتا ہے تو مارے نیا مرنے پر اتر آتا ہے۔"

"دوست کتنی ہو۔ تم نے زاؤ کو کم کو برا کو بھی خائف ہے۔ اسے یقین ہو گیا ہے کہ جب تم اس کا نام معلوم کر رہے ہو اور اس کے خفیہ غار کے بارے میں معلوم کر سکتے ہو ضرور کسی دن اس کی شہ رگ تک پہنچ جاؤ گی۔ وہ اپنے چکر کی تدبیریں کر رہا ہوگا اور تمہیں ختم کر دینے کے منصوبہ کر رہا ہوگا۔"

جس روز اخبارات میں میڈم مارلی اور جم کاف کی شادی کی خبریں شائع ہوئی تھیں۔ اسی دن سونا نے اپنے چرے سے مارلی کا میک اپ مٹا دیا تھا۔ ہم ایک عام عورت کی طرح کی حیثیت سے کرائے کے ایک کالج میں آئے تھے۔ سونا نے ٹانگا کا کوڈ کو دماغی تکلیف میں مبتلا کیا تھا۔ وہ بستر پر

ہوا تھا۔ کوبرا اپنی سلامتی کے لیے اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا لیکن مجھے دو گھنٹے بعد اس کے دماغ میں اگر یہ معلوم کرنا رہتا تھا کہ سونا ٹانگا کا کوڈ کو پھانسا کر کرنے کا عمل کر رہی ہے یا نہیں!

میں نے مارلی کو قابو میں کر کے اس کے جزیرے اور قلعے تک رسائی حاصل کی تھی۔ کوبرا انہیں چاہتا تھا کہ سونا اصر ٹانگا کا کوڈ پر مسلط ہو جائے اور اس کے ذریعے اس کے اندر ورلڈ کے علاقوں پر حکمرانی کرتی رہے۔

کوبرا تمام رات ٹانگا کے اندر جاتا اور آتا رہا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ سونا اس کے اندر نہیں ہے تو اس نے ایک مختصر سا تنوی عمل کر کے اس کے دماغ کو لاگ کر دیا پھر اسے حکم دیا "تم ایک گھنٹے تک تنوی نیند پوری کرو گے۔ اس کے بعد یہ رہائش گاہ چھوڑ کر کی ایسی جگہ رہائش اختیار کرو گے جہاں سونا نہ پہنچ سکے۔ جب تک میں حکم نہ دوں تم کسی سے رابطہ نہیں کرو گے۔"

سونا بھی ٹانگا کو پھانسا کر جاتی تھی۔ یہ جانتی تھی کہ کوبرا اس کے اندر آتا جاتا رہے گا۔ لہذا وہ صبح ہونے سے پہلے اس پر تنوی عمل کرے گی۔ اس وقت تک کوبرا اٹھ بار کمرہ رہا ہوگا۔

اس نے صبح ہونے سے پہلے ٹانگا کے دماغ میں پہنچا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ واپس آکر مسکرا کر مجھ سے بولی "کوبرا نے بڑی پھرتی دکھائی ہے۔ وہ ٹانگا کے دماغ کو لاگ کر چکا ہے۔"

میں نے کہا "اب ٹانگا اتنا اہم نہیں رہا ہے۔ کوبرا کی اہمیت ہے۔ وہ کبھی سامنے نہیں آئے گا۔ ٹانگا کا اور دوسرے گاؤں غاروں کو آکر کاربنا کر ہمارے خلاف کارروائیاں کرتا رہے گا۔"

"کوبرا کو اب دو محاذوں پر لڑنا ہوگا۔ ایک طرف ہم ہیں۔ دوسری طرف مارلی اور جم کاف ہیں وہ چند گھنٹوں میں یہاں پہنچنے کی راہ لے رہے ہیں۔"

سونا نے پتہ سوچنے کی پھر بولی "اور نئے محاذ کے کھلنے میں ہمارے نئے لگے گی۔ ہم اس ان نون کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ جو ہوس پرست ہے اور جم کاف کے دماغ میں آباد رہتا ہے۔"

جم کاف نشہ نہیں کرتا تھا۔ بوگا کا ماہر تھا۔ پانچ نہیں وہ ان نون کس طرح اس کے اندر پہنچ گیا کہ اسے اپنا معمول بنا کر چلا۔ وہ ان نون کی ہوس کے مطابق حسین و خیراؤں سے مالا مال تھا۔ اس کے عوض ان نون اس کے کام آتا رہتا تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس نے مارلی کو جم کاف کی طرف مائل کیا ہے اس سلسلے میں جم کاف اس کا احسان مند تھا۔

سونا نے مجھ سے پوچھا "تمہارا کیا خیال ہے۔ وہ ان نون صرف ہوس پرست ہوگا۔ کیا وہ یہاں اندر ورلڈ میں اقتدار نہیں چاہتا ہوگا؟"

"اقتدار کون نہیں چاہتا؟ وہ بھی چاہتا ہوگا اور جم کاف بھی یہی چاہتا ہے۔ مارلی کے ذریعے یہاں کا حکمران بنے آ رہا ہے۔"

سونا نے کہا "جم کاف ہماری نظروں میں ہے اور مارلی کے ذریعے ہماری نظروں میں رہا کرے۔ لیکن ان نون غائب رہ کر ہمارے لیے مسائل پیدا کر سکتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ مارلی تمہارے ساتھ رہ چکی ہے۔ تم ہانگ کانگ میں ہو اور اس کے معاملات میں دلچسپی لیتے رہو گے۔ وہ شخص تمہاری مداخلت پسند نہیں کرے گا۔ چھاپا ہوا دشمن بیشہ خطرناک ہوتا ہے۔ اسے جلد سے جلد بے نقاب کرنا ہوگا۔"

میں نے مسکرا کر کہا "میں جانتا ہوں۔ جب تک اس کی جڑوں تک نہیں پہنچو گی۔ سکون سے نہیں بیٹھو گی۔"

مارلی اور جم کاف صبح دس بجے کی فلائٹ سے ہانگ کانگ آ گئے۔ سرکاری طور پر ان کے لیے سیکورٹی کے انتظامات تھے۔ مارلی کے بھی دو رشتہ یونیورسٹی کا رٹائرڈ پورٹ پیسے ہوتے تھے۔ اخبارات کے چند رپورٹرز اور فوٹو گرافرز کو اس سے مختصر ملاقات کی اجازت دی گئی تھی۔ اس کی اور جم کاف کی تصویریں اتاری جا رہی تھیں۔ اس سے سوالات کیے جا رہے تھے۔

ایک اخباری رپورٹر نے پوچھا "آپ ایک طویل عرصے کے بعد ہانگ کانگ سے باہر گئی تھیں لیکن رازداری سے کیوں گئی تھیں؟"

"میں شادی کرنے گئی تھی چونکہ دلہن شرابی ہے۔ اس لیے میں نے شرم سے کسی کو نہیں بتایا تھا۔"

اس بات پر سب ہنسنے لگے۔ دوسرے صحافی نے کہا "آپ مذاق میں ٹال رہی ہیں۔ آپ کے معاملات پتہ پیچیدہ ہیں۔ آپ وہاں لندن میں تھیں لیکن یہاں ہانگ کانگ میں بھی دیکھی جا رہی تھیں۔"

مارلی نے کہا "میں دو نہیں ہوں۔ ایک ہوں۔ آپ نے دوسری کو اس شہر میں کہاں دیکھا؟ اور کب دیکھا؟ کسی نے مجھے آنکھوں سے یہاں مجھے دیکھا ہوگا تو یقیناً اس وقت میں یہاں رہی ہوں گی۔ اس کے بعد لندن جا کر ایک دلہن لالانے میں کتنی دیر لگی تھی۔"

اس بات پر پھر سب ہنسنے لگے۔ مارلی نے کہا "دیکھیے سب آپ پر ہنس رہے ہیں۔ بے گنی باتیں کر کے اپنی ہنسی نہ اڑائیں اور اب مجھے جانے دیں۔ میں بہت تھکی ہوئی ہوں۔"

ادھر جم کاف نے اخبارات والوں کو بیان دیتے ہوئے کہا تھا "میں مارلی کے ساتھ جزیرہ لن تاؤ میں زندگی گزارنے آیا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ کئی ملک کے اسٹورز اور انڈر ورلڈ والے میری وائف کو پریشان کرتے ہیں۔ انہیں معلوم

نے فون کیا ہوگا۔"

دیوتا (۱۲) سودے بازی کرو گے اور جزیرے کے حکمران بنو

مک اے ہو۔ چودھو ہوں پرست ظاہر کرے مجھے اب تک

دھوکا دیتے رہے ہو۔“

”میں دھوکا نہیں دے رہا ہوں۔ تم یہاں کامیاب ہونے کے بعد حکومت کرتے رہو گے اور میں تمہارے دماغ میں رہ کر حکمرانی کرتا رہوں گا۔ تمہیں ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے دشمنوں سے محفوظ رکھوں گا اور نانا کا جیسے عام دشمنوں کو جنگیوں میں ملتا رہوں گا۔ میرے احسانات کو سمجھو۔ پورے علاقے میں تمہاری دہشت طاری رہے گی۔“

جم کاف پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ یہ میرے دماغ پر حکمرانی کرے گا۔ اپنی من مانی کرے گا۔ اس کی زیادہ مخالفت کروں گا تو یہ ٹیلی ویژن کے ذریعے مجھے ہلاک کر کے میری جگہ کوئی دوسرا آلہ کار لے آئے گا۔ اس نے میری زندگی کا آخری سانس اپنی سٹھی میں لے رکھا ہے۔ جب چاہے گا۔ آخری سانس پھینک لے گا۔

ان نون نے بیٹے ہوئے کہا ”تم میرے خلاف سوچ رہے ہو مگر درست سوچ رہے ہو۔ میری مخالفت کرو گے تو نہ کھرے رہو گے نہ گھاٹ کے لندن بھی واپس نہیں جاسکو گے۔ ابھی میں دوست ہوں، مہربان ہوں۔ میری دوستی اور مہربانی سے فائدہ اٹھاؤ۔“

”اب میں اپنا فائدہ نہیں دیکھوں گا۔ اپنی سلامتی کے لیے تمہیں دوست بنائے رکھوں گا۔“

”شاباش! سمجھ داری سے کام کرتے رہو۔ ماری سے کہو۔ کسی طرح فریاد سے رابطہ کرے، رابطہ ہونے پر تم فریاد سے دوستی کرو۔“

میں ان دونوں کی تمام گفتگو سن رہا تھا۔ اس نے ماری سے کہا ”فریاد تمہارا بہترین دوست ہے۔ وہ تمہیں شادی کی مبارک باد دینے نہیں آیا ہے۔ تمہیں اس سے رابطہ کرنا چاہیے۔“

وہ بولی ”رابطہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی وہ ایک منٹ کے لیے میرے پاس آیا تھا۔ اس نے مجھے مبارک باد دی ہے۔ مجھ سے کہا ہے کہ میرے قریب ہی ہے۔ جب اطمینان ہو جائے گا کہ کوئی خطرہ نہیں ہے تو وہ دم سے ملے آئے گا۔“

”میں بے چینی سے انتظار کروں گا۔ مسٹر فریاد جیسا ساتھی ہمارے ساتھ رہے گا۔ تو ہم جانے انجانے دشمنوں سے بے آسانی منت کیس لگے۔“

”تم اتنی دیر سے خاموش رہ کر مجھے بور کر رہے ہو۔ کیا میں دیواروں سے باتیں کرتی رہوں؟ آخر تم اتنی دیر تک کیا سوچتے رہتے ہو؟“

”یہاں ایک نہیں کئی دشمن ہیں۔ ان سے نمٹنے کے لیے پلاننگ کرنا رہتا ہو۔ پھر اس پلاننگ میں تبدیلیاں کرتا

رہتا ہوں۔“

لچ کا وقت ہو گیا تھا۔ انہوں نے لچ کا آرڈر دیا۔ وہ اسی سوٹ میں کھانا چاہتے تھے۔ باہر جانا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ دم سروس والا دھڑک ایک قد آور جوان تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ نہ کیا۔ وہ کھانے کی بڑی سی ماری لے کر ان کے سوٹ میں آیا۔ جم کاف نے کہا ”کھانے کی ڈشیں ڈائننگ ٹیبل پر رکھو اور کھانے کے دوران میں یہاں حاضر رہو۔“

میں نے ویٹر کے ذریعے کہا ”سواری میں اس ہوٹل کا ملازم نہیں ہوں۔ فریاد علی تیور ہوں۔“

دونوں نے اسے چونک کر دیکھا۔ ماری خوشی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ میرے پاس آکر میرے بازو کو تھام کر جم کاف کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی ”یہ ہیں مسٹر جنرل کاف۔ یعنی جم کاف ہیں۔ میرے ہائیڈریم سے ملنے کے لیے بہت بے چین ہیں۔“

جم کاف نے میرے پاس آکر بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔ میں نے اسے شادی کی مبارک باد دی اور کہا ”تمہاری دلہن بہت خوب صورت ہے مگر بہت خطرناک ہے۔ خطرات سے بھینکتی رہتی ہے۔ اب تمہاری زندگی بھی ایسے ہی ٹھیکلے میں گزرے گی۔“

وہ بولا ”آپ جیسا دوست اور مہربان ہو تو ہم کسی خطرے کو خاطر میں نہیں لائیں گے۔“

ماری نے ایک خالی پلیٹ اور ڈش اٹھا کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا ”تمہارے ہاتھ سچ کر کے بہت خوشی ہوئی۔ بہت سے مسائل پر گفتگو کرنی ہے۔ تم میرے تمام مسائل سے واقف ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ میں اس سے کیسے نمٹوں۔ تم پر کتابچہ ڈالوں۔“

ہم سب کھانے لگے۔ میں نے کہا ”جب تم سے دوستی نہیں ہوئی تھی تب بھی تمہارے دشمن میرے دشمن تھے اور اب بھی ہیں۔ میں تو اسے تحفظ کے لیے تم پر ہونے والے حملوں کو ناکام بنانا رہوں گا۔“

ایسے وقت سونیا جم کاف کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ یہ یقینی بات تھی کہ میری چاکل موجودی نے ان نون کو چوکا دیا ہو گا اور وہ جم کاف کے اندر رہ کر میری باتیں سنے گا اور میری اسٹڈی کر رہے گا۔ اس نے جم کاف سے کہا ”فریاد سے پوچھو۔ اس شہر میں کہاں رہتا ہے؟“

اس نے مجھ سے پوچھا ”آپ یہاں جس جگہ رہتے ہیں؟“

میں نے مسکرا کر کہا ”کوئی ٹیلی ویژن جاننے والا اپنی فیلہ راکش گاہ کے بارے میں نہیں بتاتا۔“

وہ بولا ”مجھے یہ پوچھنا نہیں چاہیے تھا۔ دراصل میں یہ کتنا چاہتا تھا کہ آپ تمنا نہ رہیں۔ کل ہم جزیرہ لن ناؤ بارے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ ملنے کی رہا کریں۔“

”میں تو تم دونوں کو شادی کی مبارک باد دینے کے لیے جیسا طور پر یہاں آ گیا ہوں۔ جلد ہی یہاں سے جا کر گم ہو جاؤں گا۔ تم دونوں کے ساتھ خیال خوانی کے ذریعے قلعے میں موجود رہوں گا۔“

جم کاف نے ان نون کی مرضی کے مطابق کہا ”آپ اس سے پہلے ماری کے ساتھ جیسا طور پر قلعے میں رہ چکے ہیں۔ وہاں رہ کر دشمنوں کو منہ توڑ جواب دیا ہے۔ وہاں رہ کر دشمنوں سے نمٹنے کے لیے آپ کو بہت سی سہولتیں حاصل ہوتی رہیں گی۔“

میں نے بیٹے ہوئے پوچھا ”مسٹر جم کاف تم مجھے اپنے ساتھ لے جانے کی ضد کیوں کر رہے ہو۔“

وہ ہنچاتے ہوئے بولا ”میں ضد نہیں کر رہا ہوں۔ میرے اندر یہ خواہش پیدا ہو رہی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ چل کر رہیں۔ میرا خیال ہے ماری کی بھی یہی خواہش ہے۔“ وہ بولی ”میں ایسی خواہش نہیں کروں گی۔ جس سے فریاد کو نقصان پہنچے۔“

میں نے کہا ”مسٹر جم کاف صرف تمہارے اندر یہ خواہش پیدا ہو رہی ہے۔ میرا تجزیہ کہہ رہا ہے کہ کوئی تمہارے اندر یہ خواہش پیدا کر رہا ہے۔ اس نے تمہارے ذریعے یہ بھی معلوم کرنا چاہا تھا کہ میں اس شہر میں کہاں رہتا ہوں؟ (مجھ تاؤ؟ کیا تمہارے اندر ایسا نہیں ہو رہا ہے؟“

اس بار سونیا نے اسے بولنے پر مجبور کیا۔ وہ بولا ”ہاں۔ میرے دماغ میں ایسا سوال پیدا ہوا تھا کہ آپ کہاں رہتے ہیں؟ پھر میں آپ کو اپنے ساتھ جزیرے میں لے جانے کی ضد کر رہا ہوں۔ میں نتیجہ اٹھا ہوا ہوں۔“

”سواری نوٹ! یہاں کوئی گڑبڑ ہے۔ مسٹر جم کاف مجھ سے کچھ نہیں سمجھ رہے ہوں۔ میرا کوئی دشمن تمہارے اندر پہنچا ہوا ہے۔“

میں کھانا چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بولا ”میں میرے اندر کوئی نہیں سمجھ رہی ہوں۔ میں یوگا کا ماہر ہوں۔ کوئی میرے اندر نہیں پہنچا۔ آپ اس ملاقات کو مختصر نہ کریں۔“

”میں انہیں نہیں سمجھ رہی ہوں۔ تم سے ناراض نہیں ہوں۔ میں ایسی حالت میں ہوں۔ تم ٹیلی ویژن کے جھکندوں کو بتائیں کہ یہاں میرے لیے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ مجھے

نہی مجھ سے پہلے ان نون وہاں سے جا چکا تھا۔ اس نے ان کے خیریت کے ذریعے وہاں کے مسلح گارڈ کی آواز سنی پھر

اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے دوڑانا ہوا لٹ کی طرف لے گیا۔ وہاں کی ایک لفٹ اوپر جا رہی تھی۔ دوسری لفٹ نیچے آ رہی تھی۔ ان نون کے حساب کے مطابق مجھے نیچے آنے والی لفٹ میں ہونا چاہیے تھا لیکن اس لفٹ سے دو عورتیں باہر آئیں۔ وہ سمجھ گیا کہ میں ایمریکی بیڑیوں سے اتر کر ہاں سے فرار ہو رہا ہوں۔ وہ اس گارڈ کو دوڑانا ہوا ان بیڑیوں کے پاس لے گیا۔ ایمریکی ایگزٹ دروازے کو کھول کر دیکھا۔ باہر وہ نوجوان ہوٹل کا ملازم جا رہا تھا۔ ان نون نے اسے ہوٹل کی وردی سے پہچانا پھر مخاطب کیا ”اے رک جاؤ۔ تم ابھی سوٹ نمبر بیون میں لچ لے گئے تھے۔“

اس نے کہا ”ہاں ابھی وہ کھارہے ہیں۔ میں ذرا کام سے جا رہا ہوں۔ مسلح گارڈ نے ان نون کی مرضی کے مطابق ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس پر گولی چلائی۔ میں اس کے اندر تھا۔ اس بے گناہ کو ایسی موت سے بچانا چاہتا تھا۔ میں پلاننگ لگا کر ایک دیواری آڑ میں چلا گیا پھر اس گارڈ کے دماغ میں پہنچ کر بولا ”مسٹر ان نون میں نے یہ چال چل کر تمہیں ظاہر ہونے پر مجبور کیا ہے۔ تم نے اس گارڈ کی آواز سنا کر غلطی کی ہے۔ میں بھی اس کے اندر پہنچ گیا ہوں۔ اسے گولی چلانے میں میں دوں گا۔“

اگر وہ ملازم فائرنگ سے دہشت زدہ ہو کر چھپتا ہوا کہیں بھاگ گیا تھا۔ ایسے وقت ان نون میری باتوں میں الجھا ہوا تھا۔ میں نے کہا ”جیسے تم ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ وہ سچ سچ ہوٹل کا ملازم تھا۔ سانپ جا چکا ہے۔ تم لکیر بیٹھے رہو اور اس بات پر غور کرتے رہو۔ میرے دشمنوں کی فہرست میں تمہارا نام درج ہو چکا ہے۔ آئندہ تم اپنی ناکاویں کا نام کرنے والے ہو۔“

وہ جھنجھلا کر جم کاف کے پاس آیا۔ اس سے بولا ”تمہاری غلطیوں کی وجہ سے اسے شبہ ہو گیا تھا کہ میں تمہارے اندر موجود ہوں۔ وہ یہاں سے جا رہا تھا۔ ایسا موقع بار بار نہیں ملتا۔ میں نے ہوٹل کے باہر اس پر قاتلانہ حملہ کیا تھا لیکن وہ کم بخت بچ نکلا ہے۔ اب وہ میرے لیے مصیبت بنا رہے گا۔“

”ایسا میری غلطیوں کی وجہ سے نہیں ہوا۔ تم نے جلد بازی میں یہ نہیں سوچا کہ ٹیلی ویژن کے ہماڑ سے غرارہے ہو۔ مجھے غصہ نہ دکھاؤ۔ تمہاری وجہ سے اب شاید فریاد ہماری مدد کے لیے نہیں آیا کرے گا۔“

ماری نے پوچھا ”تم اتنی دیر سے سائے والی دیوار کو کیوں تک رہے ہو۔ مجھے یقین ہوتا جا رہا ہے کہ تم ٹیلی ویژن جانتے ہو اور اپنی خیال خوانی کو کچھ سے چھپاتے رہتے ہو۔“

”ماری ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر میں ٹیلی ویژن جانتا تو

کتابیات پبلکیشنز

یہ بات مسٹر فراد سے چھپی نہ رہتی۔ انہوں نے میرے اندر چھپے ہوئے ایک شخص کو پکڑ لیا تھا۔ اب میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ وہ شخص میرے اندر آتا رہتا ہے۔ میں بہت مجبور ہو گیا ہوں۔ اس کا کلام بن گیا ہوں۔

”تم اس قدر مجبور ہو اور اب مجھے بتا رہے ہو۔ میں فراد سے کہوں کی تو وہ تمہارے اندر کے دشمن کو مار بھگا دے گا۔ تم فکر نہ کرو۔“

ان نون نے کہا ”چیل کی بیٹی! تو فراد سے کیا کہے گی۔ میں تجھے کہنے کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔ تجھے پھانسا کر کے تیرے دماغ کو لاک کر دوں گا۔“

وہ بولی ”فراد یہاں سے جسامی طور پر گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے موجود ہے۔ تم میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکو گے۔“

”اتنی عقل مجھ میں بھی ہے لیکن وہ جو میں سمجھتا ہوں تمہاری نگرانی نہیں کرے گا۔ میں کسی وقت موقع پا کر تمہیں اپنی معمول اور کنیز بتاؤں گا۔ اسے تمہارے دماغ میں پھینچنے نہیں دوں گا۔“

پھر اس نے جم کاف سے کہا ”دوسرے ہو چکی ہے۔ تم شام تک مارلی کو لے کر جزیرے میں چلے جاؤ۔ میں وہاں مارلی اور فراد دونوں سے نمٹ لوں گا۔“

”ان نون! یوں زبردستی نہ کرو۔ ہمیں کل تک یہاں رہنے دو۔ تم غصے میں ہو پھر بھی سمجھا رہا ہوں۔ فراد سے دشمنی نہ کرو۔ اس سے دوستی کرو۔“

”مجھے کیا کرنا ہے۔ یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ مجھے فراد کے مقابلے میں تھما نہ سمجھو۔ جب اسے میری ہسٹری معلوم ہوگی تو اس کے ہوش اڑ جائیں گے۔ میں جا رہا ہوں۔ اچانک اس پر ایسا حملہ کروں گا کہ وہ بیچ نہیں پائے گا اگر بچے گا تب بھی شرمندگی اٹھائے گا۔ اس کی توقع گئے خلاف اسے بہت بڑا نقصان پہنچ چکا ہوگا۔ میں جا رہا ہوں مگر تم دونوں کے پاس آنا جانا رہا ہوں گا۔“

جم کاف کے اندر خاموشی چھا گئی۔ اس نے مجھے مخاطب کیا ”مسٹر فراد کیا آپ موجود ہیں۔“

میں نے جواب میں دیا۔ یہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ ان نون وہاں خاموشی سے موجود ہے۔ یہ اس کے لیے بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ کب تک جم کاف اور مارلی کے دماغوں میں آتا جاتا رہے گا۔ ہم ابھی اس کی پوری ہسٹری نہیں جانتے تھے۔ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ کچھ اور ٹیلی ویژن جاننے والے ہوں۔ وہ سب باری باری آکر ہمیں ان کے دماغوں کو لاک کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔

لیکن ہمارے پاس تو ٹیلی ویژن جاننے والے سراغ میں نے جواب میں دیا۔ یہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ ان نون وہاں خاموشی سے موجود ہے۔ یہ اس کے لیے بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ کب تک جم کاف اور مارلی کے دماغوں میں آتا جاتا رہے گا۔ ہم ابھی اس کی پوری ہسٹری نہیں جانتے تھے۔ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ کچھ اور ٹیلی ویژن جاننے والے ہوں۔ وہ سب باری باری آکر ہمیں ان کے دماغوں کو لاک کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔

لیکن ہمارے پاس تو ٹیلی ویژن جاننے والے سراغ میں نے جواب میں دیا۔ یہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ ان نون وہاں خاموشی سے موجود ہے۔ یہ اس کے لیے بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ کب تک جم کاف اور مارلی کے دماغوں میں آتا جاتا رہے گا۔ ہم ابھی اس کی پوری ہسٹری نہیں جانتے تھے۔ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ کچھ اور ٹیلی ویژن جاننے والے ہوں۔ وہ سب باری باری آکر ہمیں ان کے دماغوں کو لاک کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔

لیکن ہمارے پاس تو ٹیلی ویژن جاننے والے سراغ میں نے جواب میں دیا۔ یہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ ان نون وہاں خاموشی سے موجود ہے۔ یہ اس کے لیے بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ کب تک جم کاف اور مارلی کے دماغوں میں آتا جاتا رہے گا۔ ہم ابھی اس کی پوری ہسٹری نہیں جانتے تھے۔ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ کچھ اور ٹیلی ویژن جاننے والے ہوں۔ وہ سب باری باری آکر ہمیں ان کے دماغوں کو لاک کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔

رسالوں کی فوج تھی۔ ہم اس کی مجبوریوں سے کھیل کر تھے۔ اسے ہم اور مارلی کے دماغوں میں کئی طرح سے ہلکے بنا سکتے تھے۔

میں نے مارلی کی سوچ میں اسے تسلیاں دیں۔ وہ جم کاف سے بولی ”تم خود کو مجبور نہ سمجھو۔ فراد ہمارے ساتھ ہے۔ وہ تمہیں کسی کا کلام بننے نہیں دے گا۔“

”مسٹر فراد کب تک ہماری حفاظت کرتے رہیں گے۔ ان نون موقع کی تلاش میں رہے گا۔ کسی وقت بھی ہمیں دماغی تکالیف میں مبتلا کر سکتا ہے۔ ہماری جان بھی لے سکتا ہے۔“

”کیا وہ ان نون ابھی تمہارے اندر ہے؟ اگر ہے تو تمہیں نقصان کیوں نہیں پہنچا رہا ہے؟ وہ جانتا ہے کہ فراد ابھی اسے ایسا نہیں کرنے دے گا اور فراد جانتا ہے کہ ایسے دشمنوں سے کس طرح نمٹنا جاتا ہے۔“

”میں نے اور سونیا نے اپنے ماتحت سراغ رسالوں کو ہدایات دیں کہ وہ مارلی اور جم کاف کے دماغوں میں مسلسل موجود رہیں اور موقع ملتے ہی مختصر سا توخیمی عمل کر کے ان کے دماغوں کو لاک کر دیں۔“

سونیا نے کہا ”مارلی اور جم کاف کے یہاں پہنچنے ہی دشمن اپنی سرگرمیاں دکھانے لگے ہیں۔ سب سے پہلے گوا نے فون کے ذریعے جم کاف سے رابطہ کیا تھا۔ اگرچہ اس نے اپنا نام نہیں بتایا تھا لیکن میں اس کا بولچہ اور انداز سمجھتی ہوں۔“

میں نے کہا ”اور اس ان نون سے توقع نہیں تھی کہ اتنی جلدی اپنی اصلیت دکھائے گا۔ یہ بھی بدترین دشمن ثابت ہو رہا ہے۔“

”دشمنوں کی تعداد کم ہونی چاہیے مگر بڑھتی جا رہی ہے۔“

”ہم کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بائرن ٹوڈو نیو کو تو ٹھنڈا کر ہی دیا ہے۔ بس ایک بار دوسرے رہ گیا ہے۔ ایسا لگا ہے کہ وہ محتاط ہو گیا ہے اسی لیے کہیں روپوش ہو گیا ہے۔“

”ہم نے کل سے بائرن ٹوڈو وغیرہ کی خبر نہیں لی ہے۔ انہیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔“

”آؤ چلیں ابھی ان کی خبر لیتے ہیں۔“

ہم نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ بائرن ٹوڈو کے اندر پہنچا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ سونیا نے کہا ”یہ ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ اب اس کے دوسرے ساتھیوں کی خبر لو۔“

مجیکر برائنٹ نساٹن اور آندرے کی خبر لی گئی۔ انہوں نے بھی ہماری سوچ کی لہروں کو اپنے اندر آنے سے روک دیا۔ سونیا نے کہا ”یہ تو خلیے صابن کی طرح ہاتھ سے پھسل گئے۔“

دیوتا 42

”ہم دشمنوں کی تعداد کم کرنا چاہتے تھے لیکن تعداد پھر بڑھ گئی ہے۔ بارونس نے ہماری غفلت سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اب یہ ٹیلی ویژن جاننے والے پھر سے منظم ہو کر مسائل پیدا کریں گے۔“

ٹیلی ویژن کی دنیا میں یہی ہوتا ہے۔ آج جو کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ وہ کل ناکامیوں میں بدل جاتی ہیں پھر وہی ناکامیاں اگلی کامیابیوں کا راستہ دکھائی ہیں۔

گوبرا پہلی بار سونیا کے مقابلے میں آکر پہنچ گیا تھا کہ آئندہ اسے براہ راست سونیا سے یا کسی بھی دشمن سے رابطہ نہیں کرنا چاہیے۔ اس نے جم کاف سے فون پر رابطہ کیا تھا لیکن اپنا نام نہیں بتایا تھا۔ اس کے باوجود ہم سمجھ گئے تھے کہ ٹیلی فون پر بولنے والا کو براہی ہے۔

وہ دوسری بار ٹانا کا کو اپنا معمول بنا چکا تھا۔ اس نے اسے حکم دیا ”آئندہ وہ مارلی اور جم کاف کو چیلنج کرے گا۔ ان دونوں کو مجبور کرے گا کہ وہ یہ علاقہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ مارلی جم کاف کے ساتھ لنڈن چلی جائے گی تو اس سے کبھی دشمنی نہیں کی جائے گی۔“

ٹانا کا نے فون کے ذریعے جم کاف سے رابطہ کیا اور کہا ”میں ٹانا کا کوڈ بول رہا ہوں۔“

جم کاف نے کہا ”میں جب سے یہاں آیا ہوں کسی دوست نے مجھ سے فون پر گفتگو نہیں کی۔ اب تم اپنے انداز میں مجھے چیلنج کرو گے۔ یہ بتاؤ گے کہ اس علاقے میں تم کتنے طاقت ور اور ناقابل شکست ہو۔ میں ایسی باتیں سن سن کر تیار ہو گیا ہوں۔ ہو سکے تو کوئی نئی بات کرو۔“

”دو دشمن اپنی سلامتی کے پیش نظر ایک دوسرے کے دباؤ میں آتے۔ نئی بات یہ ہے کہ میں تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔“

”واقعی نئی بات کہہ رہے ہو۔ بانی واوے کیوں ملنا چاہتے ہو؟ اگر ارادے ہیں؟“

”اگر تم یہاں اندر درولڈ کے گاؤں فادر بنے آئے ہو تو میں تمہیں سمجھاؤں گا کہ یہ تمہارا بچکانہ خواب ہے۔ تمہیں مارلی کے ساتھ واپس لنڈن جانا چاہیے۔“

”تم دوبرو ملاقات کرتے سے پہلے ہی ایسے نیک مشورے دے رہے ہو پھر دوبرو ملاقات کی کوئی اہمیت تو نہیں رہی اور جو کچھ اٹھنا ہے اسی فون سے اگلے دو۔“

”ظہیر انداز میں نہ بولو۔ کبھی دشمن بھی نیک مشورے دیتے ہیں۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ یہاں تمہارے کتنے بانیے اٹھانے دشمن ہیں۔ میں ان سب سے مختلف ہوں۔ اس لیے سمجھا رہا ہوں۔ ہانگ کانگ سے آگے مارلی کے

”میں بات میں تم سے کہتا ہوں اگر تم تینوں گاؤں فادرز یہاں سے دھجے ہو جاؤ گے تو موت کا یہ کھیل بند ہو جائے گا۔ سوچ لو۔ کل کی فلاٹ سے تم تینوں کو یہاں سے جانا ہے۔ میں یہاں صرف رہنے کے لیے نہیں اندر درولڈ میں حکومت کرنے کے لیے بھی آیا ہوں۔ تم تینوں جب بھی دوبرو آؤ گے میں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر تم سب کو کوئی مار دوں گا۔“

دیوتا 42

جزیرے لن تاؤ میں نہ جانا۔ وہاں قدم قدم پر ٹیلی ویژن کی سرنگیں بچھائی گئی ہیں۔ جہاں قدم رکھو گے۔ وہاں دھماکے سے تمہارے پیچھے اڑیں گے۔“

”تم واقعی دوسرے دشمنوں سے مختلف ہو۔ مجھ پر مہمان ہو۔ مجھے پیش آنے والے خطرات سے آگاہ کر رہے ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ قدم قدم پر دھماکے ہوں اور میرے پیچھے اڑ جائیں۔ تم نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے میں خوف سے کھر کھر کانپ رہا ہوں۔ تمہاری خواہش کے مطابق میں دہشت زدہ ہو گیا ہوں۔ اب اور کیا چاہتے ہو؟ کیا اور کچھ کہنے کے لیے رہ گیا ہے؟“

”ہاں ہماری ملاقات رہ گئی ہے۔ کل صبح دس بجے انر پورٹ میں مجھ سے ملو۔ لنڈن جانے والی فلاٹ میں تمہاری اور مارلی کی دو سیٹیں ہوں گی۔ میں تمہاری روانگی کے انتظامات کر چکا ہوں۔“

جم کاف نے کہا ”میں بھی کل کی فلاٹ میں تم تینوں گاؤں فادرز کے لیے سیٹیں ریزرو کر اؤں گا۔ وہیں انر پورٹ میں فیصلہ ہو جائے گا کہ اس علاقے سے کس کا دانپانی اٹھ رہا ہے۔“

”جم کاف میں تمہیں عقل کی ایک بات سمجھانا ہوں۔ دراصل میرے اور تمہارے درمیان مقابلہ نہیں ہے۔ میرے اور تمہارے پیچھے بے شمار ٹیلی ویژن جاننے والے ہیں۔ وہ انر پورٹ میں اپنی اپنی خطرناک صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں گے اور ہم دونوں ان کے نشانے پر رہیں گے۔ تمہارے ٹیلی ویژن جاننے والے کامیاب ہوں گے تو میں مر دوں گا۔ میرے والے کامیاب ہوں گے تو تم مارلی کے ساتھ فنا ہو جاؤ گے۔ کسی ٹیلی ویژن جاننے والے کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ ہم میں سے کوئی اپنی جان سے جائے گا۔“

”بے شک تم بڑی دانش مندی سے بول رہے ہو مگر دانش مندی سے خود ہی نہیں سمجھ رہے ہو۔ اگر سمجھ رہے ہوتے تو مجھ سے روبرو ملاقات کرنے کی بات نہ کرتے۔ ہماری ملاقات کا نتیجہ یہی ہوگا۔ ہم ٹیلی ویژن جاننے والوں کے کھیل میں مارے جائیں گے۔“

”تم یہاں رہو گے۔ تب بھی موت کا یہ کھیل جاری رہے گا۔“

”میں بات میں تم سے کہتا ہوں اگر تم تینوں گاؤں فادرز یہاں سے دھجے ہو جاؤ گے تو موت کا یہ کھیل بند ہو جائے گا۔ سوچ لو۔ کل کی فلاٹ سے تم تینوں کو یہاں سے جانا ہے۔ میں یہاں صرف رہنے کے لیے نہیں اندر درولڈ میں حکومت کرنے کے لیے بھی آیا ہوں۔ تم تینوں جب بھی دوبرو آؤ گے میں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر تم سب کو کوئی مار دوں گا۔“

”میں بات میں تم سے کہتا ہوں اگر تم تینوں گاؤں فادرز یہاں سے دھجے ہو جاؤ گے تو موت کا یہ کھیل بند ہو جائے گا۔ سوچ لو۔ کل کی فلاٹ سے تم تینوں کو یہاں سے جانا ہے۔ میں یہاں صرف رہنے کے لیے نہیں اندر درولڈ میں حکومت کرنے کے لیے بھی آیا ہوں۔ تم تینوں جب بھی دوبرو آؤ گے میں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر تم سب کو کوئی مار دوں گا۔“

”میں بات میں تم سے کہتا ہوں اگر تم تینوں گاؤں فادرز یہاں سے دھجے ہو جاؤ گے تو موت کا یہ کھیل بند ہو جائے گا۔ سوچ لو۔ کل کی فلاٹ سے تم تینوں کو یہاں سے جانا ہے۔ میں یہاں صرف رہنے کے لیے نہیں اندر درولڈ میں حکومت کرنے کے لیے بھی آیا ہوں۔ تم تینوں جب بھی دوبرو آؤ گے میں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر تم سب کو کوئی مار دوں گا۔“

”میں بات میں تم سے کہتا ہوں اگر تم تینوں گاؤں فادرز یہاں سے دھجے ہو جاؤ گے تو موت کا یہ کھیل بند ہو جائے گا۔ سوچ لو۔ کل کی فلاٹ سے تم تینوں کو یہاں سے جانا ہے۔ میں یہاں صرف رہنے کے لیے نہیں اندر درولڈ میں حکومت کرنے کے لیے بھی آیا ہوں۔ تم تینوں جب بھی دوبرو آؤ گے میں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر تم سب کو کوئی مار دوں گا۔“

”میں بات میں تم سے کہتا ہوں اگر تم تینوں گاؤں فادرز یہاں سے دھجے ہو جاؤ گے تو موت کا یہ کھیل بند ہو جائے گا۔ سوچ لو۔ کل کی فلاٹ سے تم تینوں کو یہاں سے جانا ہے۔ میں یہاں صرف رہنے کے لیے نہیں اندر درولڈ میں حکومت کرنے کے لیے بھی آیا ہوں۔ تم تینوں جب بھی دوبرو آؤ گے میں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر تم سب کو کوئی مار دوں گا۔“

”میں بات میں تم سے کہتا ہوں اگر تم تینوں گاؤں فادرز یہاں سے دھجے ہو جاؤ گے تو موت کا یہ کھیل بند ہو جائے گا۔ سوچ لو۔ کل کی فلاٹ سے تم تینوں کو یہاں سے جانا ہے۔ میں یہاں صرف رہنے کے لیے نہیں اندر درولڈ میں حکومت کرنے کے لیے بھی آیا ہوں۔ تم تینوں جب بھی دوبرو آؤ گے میں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر تم سب کو کوئی مار دوں گا۔“

کتابیات پبلی کیشنز

اس نے فون بند کر دیا۔ ہمارے ماتحت اس کے اور مارلی کے دماغوں میں موجود رہتے تھے۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ نانا کا نہ جم کاف کو پہنچ گیا تھا۔

سونیا نے کہا۔ ”اب نانا کا میں دم ختم نہیں رہا ہے۔ اس کی اپنی الگ حیثیت اور اہمیت ختم ہو چکی ہے۔ وہ گوبرا کا آلہ کار بن چکا ہے۔ اس نے گوبرا کے حکم کے مطابق جم کاف کو پہنچ کیا ہو گا۔“

”تم نے گوبرا کو سمجھا دیا ہے کہ اسے منظر عام پر نہیں آنا چاہیے۔ لہذا وہ نانا کا کے ذریعے ہی مارلی اور جم کاف کو ختم کرنے یا میاں سے بھگانے کی کوشش کرے گا۔“

سونیا نے کہا ”موجودہ حالات میں دشمنوں کے درمیان ہماری کیا پوزیشن ہے؟ ہم کیا کھو رہے ہیں؟ اور کیا پا رہے ہیں؟“

”ہم بازن ٹوڈ وغیرہ کو کھو چکے ہیں۔ انہیں پھر سے اپنا دشمن بنا چکے ہیں۔ وہ ہمارے خلاف اچانک ہی کوئی کارروائی کریں گے۔ دوسرا دشمن گوبرا ہے۔ وہ ہماری گرفت سے باہر ہے۔ ہماری پہنچ سے بہت دور ہے۔ وہ مارلی اور جم کاف کو نقصان پہنچانے کا تو ہم زیادہ سے زیادہ نانا کا اور دونوں گاڈ فادرز کو نقصان پہنچا سکیں گے لیکن گوبرا ہماری جوابی کارروائی سے محفوظ رہے گا۔“

سونیا نے کہا ”اسی طرح وہ ان نون ہماری جوابی کارروائیوں سے محفوظ رہے گا۔ ہم زیادہ سے زیادہ اسے جم کاف اور مارلی کے اندر آنے سے روک سکتے ہیں۔ ان روپوش رہنے والے دشمنوں کو ان کے بل سے باہر نکالنا بہت ضروری ہے۔“

ایسے وقت ہمارے ایک ماتحت نے اگر کہا ”سر ہم نے مارلی اور جم کاف پر مختصر سا توخیمی عمل کیا ہے۔ ان کے دماغوں کو لاک کیا ہے پھر ان کی توخیمی فینڈ پوری ہوئے تک ان کے اندر موجود رہے۔ اس دوران میں کوئی دشمن ان کے اندر نہیں آیا تھا۔ کسی نے ہمارے توخیمی عمل کا توڑ نہیں کیا ہے۔ ہم مطمئن ہیں۔ آپ بھی اطمینان کر لیں۔“

میں اور سونیا اس مخصوص لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں میں گئے۔ جو ان کے ذہنوں میں نقش کیے گئے تھے۔ انہوں نے ہمیں محسوس نہیں کیا۔ پھر میں نے ان نون کا لب و لہجہ اختیار کر کے جم کاف کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لیا۔

واقعی توخیمی عمل کامیاب رہا تھا۔

○☆☆○

کرونا نے پہلے جوزف ولسکی... اور اس کے بعد بڑی رابرٹ کو بھی اپنا معمول بنالیا تھا۔ وہ ابھی خاصی کامیابیاں

حاصل کر رہی تھی۔ ابھی اسے یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ وہ بڑی رابرٹ کو معمول بنانے میں ناکام رہی ہے۔ اتفاق سے بیرون اپنے دوست بڑی رابرٹ کے اندر پہنچ گیا تھا۔ اس نے اسے کرونا کے توخیمی عمل سے نجات دلائی تھی۔ ایک مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دیا تھا۔ آئندہ کرونا اس کے اندر نہیں پہنچ سکتی تھی لیکن پارس پہنچ سکتا تھا۔ وہ بیرون کے مختصر سے توخیمی عمل کے دوران میں بڑی رابرٹ کے اندر موجود رہا تھا۔ بیرون نے جو خاص لب و لہجہ نقش کیا تھا پارس اس کے ذریعے کسی وقت بھی بڑی کے اندر پہنچ سکتا تھا۔

بیرون نے بڑی سے کہا تھا ”وہ مختصر سی توخیمی فینڈ پوری کرتے ہی کرونا کے ہنگلے سے چلا جائے۔ اگر جانے کا موقع نہ ملے تو یہ ظاہر کرنا ہے کہ وہ کرونا کا معمول ہے۔ اسے قریب دہانہ پہنچا دیتے ہیں۔“

کرونا نے بیرون میں آگ بگڑی رابرٹ کو دیکھا۔ وہ بہتر پشما ہوا تھا۔ وہ ہنسنے لگا کہ بولی ”تم مجھے قریب کرنے آئے تھے لیکن خود ہی گڑھے میں گر پڑے ہو۔ اب تم میاں سے واپس جاؤ گے۔ اپنے ساتھیوں کو یہ نہیں بتاؤ گے کہ میرے معمول بن چکے ہو۔“

وہ کتنا چاہتی تھی کہ اس نے جوزف ولسکی کو بھی اپنا معمول بنا رکھا ہے لیکن پارس نے اسے ایسا کتنے سببوں پر روک دیا ہے۔ وہ بات کہہ دیتی تو بڑی اور بیرون کے ذریعے دوسرے تمام ساتھیوں کو معلوم ہو جاتا کہ جوزف ولسکی اس کا معمول بنایا ہے۔ اور وہ اس کے ذریعے ان کے تمام اہم رازوں تک پہنچ رہی ہے۔

پارس نے اسے روک دیا تھا لیکن وہ پھر بھی یہ کہہ سکتی تھی۔ پارس نے سوچا اسے یہ حقیقت معلوم ہو جانا چاہیے کہ بڑی پارس کا توخیمی عمل ناکام رہا ہے۔ آئندہ اسے بڑی سے دور رہنا چاہیے۔

بیرون نے جو لب و لہجہ نقش کیا تھا۔ پارس اس کے ذریعے بڑی کے اندر پہنچ گیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق قہر لگاتے ہوئے بولا ”تم خود کو بہت چالاک سمجھتی ہو لیکن میں تم سے زیادہ چالاک ہوں۔ میں نے تمہارے توخیمی عمل سے اپنا بچاؤ کیا ہے۔ یقین نہ ہو تو میرے دماغ میں دیکھو۔“

پارس نورانی اس کے دماغ سے نکل کر کرونا کے پاس آیا۔ کرونا نے بڑی کے اندر پہنچنا چاہا تو ناکام رہی۔ وہ نہ ہونے بولا ”اب میری باری ہے۔ میں تمہیں گیلے میں لے کر تم پر عمل کروں گا۔“

کرونا اپنی ناکامی پر حیران ہو رہی تھی۔ پارس نے اس کی

دیوتا 42

سوچ میں کہا ”میں اس سے مقابلہ کر سکتی ہوں پھر اسے زیر کر سکتی ہوں لیکن یہ بھی مجھے زیر کر سکتا ہے۔ فی الحال مجھے یہاں سے بھاگ کر کہیں چھپ کر اس پر حملہ کرنا چاہیے۔ دوسرا مقابلہ کرنا نادانی ہوگی۔“

یہ سوچتے ہی وہ بیرون سے بھاگتی ہوئی، ہنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتی ہوئی پارس کو آوازیں دیتی ہوئی باہر چلی گئی۔ پارس نے بڑی کے دماغ پر قبضہ بنایا۔ اسے ہنگلے کے باہر دوسری طرف لے گیا تاکہ وہ کرونا تک نہ پہنچ سکے لیکن کرونا باہر جانے کے بعد دوڑتے ہوئے دوسری طرف ہنگلے کے پیچھے آگئی۔ وہاں پھر بڑی سے سامنا ہو گیا۔ وہ غصے سے بولا ”مجھے یہ سچ کر کہاں جاؤ گی؟ میں تمہیں اپنی کینز بنا کر رکھوں گا۔ تمہاری مکاری کی سزا تمہیں دوں گا۔“

کرونا نے اچانک ہی گھوم کر اس کے منہ پر ایک کلک ماری۔ وہ مار کھا کر ذرا پیچھے گیا پھر اس نے جوابی حملہ کیا لیکن وہ کرونا کی طرح تیز و طرار ناکر نہیں تھا۔ اس سے مار کھانے لگا۔ اس نے اتنی پٹائی کی کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ اس کا دماغ پھر کنزور ہو گیا۔ کرونا نے اس کے اندر پہنچ کر کہا ”اب سانس روکو۔ مجھے اپنے اندر سے بھگاؤ لیکن مجھے سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکو گے۔“

ایسے وقت بیرون اپنے وعدے کے مطابق آیا تھا۔

اس نے پریشان ہو کر پوچھا ”بڑی یہ کیا ہو رہا ہے؟“

وہ باتیں ہوئے بولا ”میں نے میرے دماغ کو لاک کیا تھا لیکن یہ خطرناک بلا ہے۔ اس نے مجھے پھر بھی دماغی طور پر کنزور بنا دیا ہے۔“

بیرون نے اس کے ذریعے کہا ”کرونا تم اسے معمول نہیں بنا سکو گی۔ ہم کئی ٹیلی میٹھی جانے والے ہیں۔ اس کی حفاظت کریں گے۔ تمہارے ہر عمل کا توڑ کرتے رہیں گے۔“

وہ بولا ”میں مانتی ہوں۔ تم لوگوں کی موجودگی میں اسے معمول نہیں بنا سکو گی لیکن اسے دماغی مریض بنا کر رکھوں گی۔ تم کو کشیش کر کے دیکھ لو۔ یہ دماغی توانائی حاصل نہیں کر سکے گی۔“

اس نے یہ کہتے ہی بڑی کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے چیختے ہوئے ترپنے لگا۔ بیرون نے پریشان ہو کر اسے تمام ساتھیوں کو بڑی کے اندر بلا دیا۔ وہ سب اس کی دماغی تکلیف کو دور کرنے کی کوششیں کرنے لگے۔ جب تکلیف ذرا کم ہوئی تو سب نے اس کے دماغ پر بڑی مضبوطی سے قبضہ بنایا۔ بیرون نے کہا ”کرونا تمہیں یہ دشمنی بہت مہنگی پڑے گی۔ ہم جانتے ہیں۔ تم تمہا ہو۔ ہم سے ٹکرانے کی حماقت نہ کرو۔“

177

”میں تم لوگوں سے ٹکرانے نہیں آتی تھی۔ تمہارا یہ بڑی، مجھے اپنی کینز بنانے آیا تھا۔ اب اس کا انجام تم سب دیکھ رہے ہو۔“

”جو ہو گیا۔ سو ہو گیا۔ اب تم کیا کرو گی۔ بڑی کو دماغی مریض بنا کر رکھو گی تو اس کے ذریعے ہم تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ تم ہمیں روکنے کے لیے اس کے دماغ کو لاک نہیں کر سکو گی۔ ہم بھی ایسا کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔“

”تم مجھے نہ سمجھاؤ۔ میں سمجھ رہی ہوں کہ آئندہ کیا ہو سکتا ہے۔ میں نہیں چاہوں گی کہ اس کے ذریعے تم لوگ میرے سامنے تک بھی پہنچ سکو۔ لہذا میں اسے یہاں چھوڑ کر جاری ہوں۔ جب تک میں چلی نہ جاؤں۔ اسے زمین سے نہ اٹھانا۔ یہ اٹھے گا تو میں پھر اس کے اندر زلزلہ پیدا کروں گی۔ تم ایسا کرنے سے باز رکھو گے تو میں اسے گولی مار کر قتل جاؤں گی۔“

”ہم وعدہ کرتے ہیں۔ یہ یہاں رہے گا۔ زمین سے نہیں اٹھے گا۔ جتنی جلدی ہو سکے گی تم یہاں سے چلی جاؤ۔“

وہ تیزی سے چلتی ہوئی ہنگلے کے اندر آئی۔ پارس کو دیکھ کر بولی ”تم کہاں چلے گئے تھے؟“

”میں نواٹلٹ میں تھا۔ میں نے تمہاری آواز سن لی تھی۔ تمہیں مگر میں نواٹلٹ سے جواب نہیں دے سکتا تھا۔ تم اتنی محبت سے کیوں پکار رہی تھیں۔“

”تم پکارنے کا انداز بھی نہیں جانتے ہو۔ میں پریشان ہو کر آواز دے رہی تھی۔ چلو فوراً ضروری سامان مینگو۔ ہم ابھی یہاں سے جا رہے ہیں۔“

وہ اپنے بیڈ روم میں آکر ایک سفری بیگ میں ضروری سامان رکھنے لگی۔ پارس نے پوچھا ”اتنا اچھا مکان چھوڑ کر کیوں جا رہی ہو؟“

”میں تمہیں نہیں بتا سکتی۔ میرے ساتھ چلنا ہے تو چلو۔ ورنہ یہیں رہو۔“

”تم نے بیڈ روم میں سلا سلا کر میری عادت خراب کر دی ہے۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گا۔“

وہ بھی ایک بیگ میں اپنا ضروری سامان رکھنے لگا۔ کرونا کی سوچ میں بولا ”بڑی کی دماغی تکلیف کم ہو گئی ہوگی۔ وہ وہاں سے بھاگ کر کہیں چھپ کر میرا تعاقب کر سکتا ہے۔ وہ ابھی زمین سے اٹھنے کے قابل نہ رہے تو اچھا ہے۔“

کتابیات سیلی کیشنز

ضروری ہو۔“

کرونا نے اچانک ہی اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ اس کے تمام ساتھی کرونا کے جانے کے بعد مطمئن ہو گئے تھے۔ انہوں نے گرفت مضبوط نہیں رکھی تھی۔ اس لیے وہ زلزلہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوئی۔

اس کے ساتھی پریشان ہو کر کہنے لگے ”وہ اپنی شیطانی حرکتوں سے باز نہیں آ رہی ہے ہم بہت مجبور ہو گئے ہیں۔ ابھی اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکیں گے۔“

بیڑوں نے خیال خوانی کے ذریعے کرونا سے کچھ کہنا چاہا لیکن اس نے سانس روک لی۔ وہ بڑی رابرٹ کے پاس واپس آیا تو اسی وقت اس نے پھر ایک زور کی چیخ باری۔ کرونا نے تیسری بار زلزلہ پیدا کیا تھا۔ اس بار وہ دائمی تکلیف برداشت نہ کر سکا۔ بے ہوش ہو گیا۔

اس کے تمام ساتھی اپنی اپنی جگہ دائمی طور پر حاضر ہو گئے۔ دماغ ہوش و حواس سے خالی ہو جانے تو خیال خوانی کرنے والے نہ وہاں کچھ بول سکتے ہیں نہ اپنے طور پر کچھ کر سکتے ہیں۔

وہ سب مجبور ہو گئے تھے۔ بیڑوں نے کہا ”اس کے ہوش میں آنے تک انتظار کرنا ہو گا پھر ہم اس کے اندر پہنچ کر اس کی مدد کریں گے۔ اسے اس شہر سے“ اس ملک سے نکال لائیں گے۔“

ایک ساتھی مائیک مورونے کہا ”ہمیں اپنے ساتھی کے لیے دعا کرنا چاہیے۔ جو عورت اسے بے ہوش کر سکتی ہے۔ اسے گولی بھی مار سکتی ہے۔ اس سے ہمیشہ کے لیے پیچھا چھڑا سکتی ہے۔“

انہوں نے دوس میں ٹرانسفارمر مشین تیار کی تھی۔ نئے ٹیلی جینیسی جاننے والے پیدا کر رہے تھے۔ اتنی بڑی کامیابی کے بعد ایک خنیا عورت انہیں نقصان پہنچا رہی تھی۔ وہ اس کی انتقامی کارروائیوں سے بڑی رابرٹ کو نہیں بچا سکتے تھے۔ وہ سب خیال خوانی کے ذریعے بیچ پال کے پاس آ گئے۔ اسے بڑی کے تمام حالات بتانے لگے۔ بیچ پال نے تمام باتیں سن کر کہا ”یہ تو بڑے تشویش ناک حالات ہیں۔ تم سب نے بڑی کو وہاں پر ہیابہ رو دھا کر چھوڑ دیا ہے۔“

”ہم کیا کر سکتے ہیں۔ جب تک وہ ہوش میں نہیں آئے گا۔ ہم اس کے اندر نہیں پہنچ سکیں گے۔“

”ہر دس بندہ رنٹ کے بعد اس کے پاس جاتے رہو۔ اسے کسی وقت بھی ہوش آ سکتا ہے۔ تم لوگ صرف بڑی کے لیے پریشان ہو۔ میں اس سے بھی آگے دور تک اپنا نقصان ہونے دیکھ رہا ہوں۔“

جوزف دسکی نے پوچھا ”کیسا نقصان؟“

”کرونا نے بڑی کو دائمی طور پر کمزور بنانے کے بعد اس کے خیالات پڑھنے ہوں گے۔ یہ معلوم کیا ہو گا کہ ہم نے دوس میں ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کی ہے۔ اس نے ہمارا طریقہ کار بھی معلوم کیا ہو گا کہ ہم کس طرح روسی حکام اور تمام آرمی افسران کو اپنا معمول بنا چکے ہیں۔ پتا نہیں اس مکار عورت نے بڑی کے دماغ سے ہمارے کیسے کیسے اہم راز معلوم کیے ہوں گے۔“

”واقعی یہ تشویش کی بات ہے۔ کرونا نے بڑی کے خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کیا ہو گا اس عورت کو تو زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے۔“

بیچ پال نے کہا ”وہ تم سب کی موجودگی میں اس بیگلے سے جاری تھی۔ اسے کسی طرح روکنا چاہیے تھا۔ کیا اس بیگلے میں کوئی اور نہیں تھا۔ جسے تم آلہ کار بناتے؟“

بیڑوں نے کہا ”ایک باگلی شخص تھا۔ جسے کرونا نے شوہر بنا کر رکھا ہوا تھا لیکن وہ اس وقت موجود نہیں تھا۔ اسے روکنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔“

بیچ پال نے پوچھا ”کیا اس بیگلے کا نمبر اور پتا معلوم ہے؟“ بیڑوں نے کہا ”میں جانتا ہوں لیکن کرونا وہاں سے جا چکی ہوگی۔“

”یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ آج وہاں سے کون کون سی فلائٹ کن ملکوں کی طرف جاری ہے۔ اس نے اپنا نام میری رکھا ہے۔ اس کے پاس اس نام کا پاسپورٹ ہو گا۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں ہو گا کہ وہ طیلہ بدل کے اور نیا پاسپورٹ بنا سکے۔ تم سب فریکلفٹ کے انرپورٹ اور انرڈیز کپٹینوں میں جاؤ۔ معلوم کرو کہ میری نام کی عورت کس فلائٹ سے کہاں جا رہی ہے۔“

مائیک مورود اور جوزف دسکی یہ معلومات حاصل کرنے کے لیے چلے گئے۔ بیڑوں نے کہا ”وہ ٹرین کے ذریعے بھی فریکلفٹ اور جرمنی کے باہر جاسکتی ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ ریلوے اسٹیشن میں کسی کو آلہ کار بنا کر کرونا کو تلاش کروں گا۔“

بیڑوں بھی چلا گیا۔ بیچ پال اس وقت روسی فوج کے بیڈ کوارٹر میں تھا۔ اس کے تمام ٹیلی جینیسی جاننے والے ساتھیوں نے یہ ضد کی تھی کہ اسے بھی ٹیلی جینیسی سمجھنا چاہیے۔ وہ اسی مقصد کے لیے ماسکو کے آری ہینڈ کوارٹر میں پہنچا ہوا تھا۔ دن کے کارہ بجے اسے اس مشین سے گزارنا تھا لیکن وہ بہت ذہین تھا۔ بہت محتاط رہنے کا عادی تھا۔ اس کی عقل نے سمجھایا کہ کرونا نے بڑی کے خیالات پڑھ کر یہ بھی معلوم کیا ہو گا کہ آج ان کا لینڈر بیچ پال ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے والا ہے۔ کرونا وہاں کسی کو بھی آلہ کار بنا کر اسے

نقصان پہنچا سکتی ہے۔ بیچ پال نے سوچا۔ میں مشین سے گزرنے کے بعد بے ہوش رہوں گا۔ ہوش آنے کے بعد دائمی طور پر کمزور رہوں گا۔ ایسے وقت وہ مجھے پھانسا کر سکتی ہے۔ مجھے معمول بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرے ذریعے میرے تمام ساتھیوں پر حکومت کرے گی۔ یہ عورت ہماری توقع سے زیادہ چالاک ثابت ہو رہی ہے۔ اسے کسی طرح بھیجنا اور اپنے بیگلے میں رکھنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔“

اس نے مشین سے تعلق رکھنے والے افسران سے کہا ”میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ میں اندر سے کچھ کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ ٹرانسفارمر مشین کا آپریشن میرے لیے ناقابل برداشت ہو گا پھر یہ کہ میرے تمام ساتھی کہیں مصروف ہیں۔ میں پھر کون ان کی موجودگی میں یہ علم سمجھنا چاہوں گا۔“

بیچ پال کے لیے یہ علم سمجھنا بہت ضروری تھا۔ ویسے وہ اس علم کے بغیر ہی ٹیلی جینیسی کی دنیا میں بڑی کامیابیاں حاصل کر رہا تھا۔ یہ علم سمجھنے کے بعد وہ ایک فلوادی انسان بن سکتا تھا۔

اس کے تمام ٹیلی جینیسی جاننے والے ساتھی کرونا کو تلاش کر رہے تھے۔ بیڑوں نے ایک آلہ کار کے ذریعے معلوم کیا کہ وہ ریلوے اسٹیشن کے ایک پلیٹ فارم میں ہے۔ اس کے ساتھ اس کا نام نوا شوہر جبری (پارس) بھی ہے۔ اس پلیٹ فارم سے ایک ٹرین برلن کی طرف جانے والی ہے۔

کرونا نے اس ٹرین میں اپنے لیے ایک چھوٹا کیمین ریزرو کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ والے کیمین میں جو مسافر تھے ان کے دماغوں میں بیڑوں پہنچ گیا۔ جس آلہ کار کے ذریعے اس نے کرونا کو تلاش کیا تھا۔ اسی آلہ کار کے ذریعے اس نے دوسرے مسافروں کے دماغ میں جگہ بنائی تھی پھر اس نے مائیک مورود اور جوزف دسکی سے کہا ”کرونا ٹیلی جینیسی ہے۔ میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں ایسے مسافروں کے اندر پہنچاؤں گا۔ جو اس کے کیمین کے آس پاس ہیں۔“

اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی وہاں پہنچا دیا پھر بیچ پال کو رپورٹ دی۔ کرونا ٹیلی جینیسی ہے۔ ایک ٹرین میں سفر کر رہی ہے۔ ہم اپنے آلہ کاروں کے ذریعے اس کے قریب ہیں۔ جب چاہیں اس پر حملہ کر کے اسے زخمی کر سکتے ہیں۔ اس کے دماغ میں پہنچ سکتے ہیں اگر وہ قابو میں نہ آئے تو اسے گولی مار سکتے ہیں۔“

بیچ پال نے کہا ”جلد بازی سے کام نہ لینا۔ یہ معلوم کرو۔ اس کا سفر کب تک جاری رہے گا۔ تم کب تک آلہ کاروں

کے ذریعے اس کی گھرائی کر سکو گے۔“ وہ برلن یا پولینڈ کے بارڈر اسٹیشن تک جائے گی۔ کل صبح تک اس کا سفر جاری رہے گا۔

بیچ پال نے کہا ”ٹرین میں کوئی ہنگامہ نہ کرو۔ اس کے کھانے پینے کی کسی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوا ملاؤ۔ بڑی خاموشی سے اسے کمزور بناؤ پھر اسے معمول بنالو۔“

بیڑوں، مائیک مورود اور جوزف دسکی اس ٹرین میں اپنے آلہ کاروں کے پاس آ گئے۔ بیڑوں نے کہا ”بڑی ہوش میں آچکا ہو گا۔ میں اس کی مدد کے لیے جا رہا ہوں۔ جلد ہی واپس آؤں گا۔“

وہ بڑی کے پاس چلا گیا۔ کرونا اپنے کیمین میں پیارے کے ساتھ تھی۔ ٹرین اپنی مخصوص رفتار سے جاری تھی۔ وہ کھڑکی کے پاس بیٹھی گزرتے ہوئے مناظر کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی ”بڑی رابرٹ میرے ہاتھ سے نکلی گیا ہے۔ میں ایک اور کامیابی حاصل کرتے کرتے ناکام ہوئی ہوں۔ ٹیلی جینیسی کی دنیا میں کسی کیسی بھی بھرا پیچھری ہوئی ہے۔ توقع کے خلاف کبھی کچھ ہو جاتا ہے اور کبھی کچھ ہو جاتا ہے۔“

پارے نے اس کے قریب آکر بیٹھے ہوئے پوچھا ”ہم کہاں جا رہے ہیں؟“ وہ بولی ”جہنم میں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تمہیں اپنے ساتھ کیوں لے آئی ہوں۔“

”میں شوہر ہوں۔ اس لیے ساتھ لائی ہو۔ ہم تو آخری دم تک ساتھ رہیں گے۔ پہلے تمہارا دم نکلے گا تو کوئی دوسری عورت مجھے شوہر بنالے گی اگر میں پہلے مردوں کا تو تمہارے لیے شوہروں کی کمی نہیں ہوگی۔ تم تو کسی کو بھی پکڑ کر شوہر بنا لیتی ہو۔“

”اے کو اس مت کرو۔ کیا تم نے مجھے ایسی ویسی سمجھ لیا ہے۔ میں تمہیں لفٹ دے رہی ہوں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی بھی اگر میرا ہاتھ پکڑ سکتا ہے۔ میں چاہوں تو ابھی تم سے پیچھا چھڑا سکتی ہوں۔“

”پیچھا کیسے چھڑاؤ؟ مجھ پر دل و جان سے قربان ہوتی رہتی ہو۔ تمہاری میں ملے ہی تمہارے دل میں کچھ کچھ ہونے لگتا ہے۔ اس وقت بھی کیمین میں ہم تھاپیں۔ کیا تمہیں کچھ کچھ ہو رہا ہے؟“

بڑی اس کے ہاتھ سے نکلی گیا تھا۔ اس کا موز خراب تھا۔ وہ غصے سے کچھ کہتا جا رہی تھی پھر اس کو دیکھ کر سوچنے لگی۔ میں خواہ مخواہ غصہ کیوں دکھا رہی ہو یہ میرے لیے برے وقتوں میں کام آتا رہا ہے۔

پارے اسے ایسا سوچنے پر مائل کر رہا تھا۔ وہ بے اختیار بولی ”ہاں کچھ کچھ ہو رہا ہے۔ پتا نہیں تمہارے اندر کیا بات

ہے۔ بے اختیار تمہاری طرف کھینچی چلی آتی ہوں۔“ وہ قریب ہو کر اس کے سینے پر سر رکھ کر بولی ”تم پاگل نہ ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا۔“

”کیا میں تمہیں پاگل نظر آتا ہوں؟ کیا بتا سکتی ہو کہ میں نے پاگوں جیسی کون سی حرکت کی ہے؟“

وہ سوچنے لگی پھر بولی ”تم پہل ملاقات میں میرے ہم سفر تھے۔ جہاز میں الٹی سیدھی باتیں کر رہے تھے۔ تمہاری باتوں سے پتا چلتا ہے کہ تم سوچے سمجھے بغیر بولتے ہو۔“

”مثال کے طور پر کوئی ایسی بات تاؤ۔ جو میں نے سوچے سمجھے بغیر تم سے کی ہو؟“

وہ سوچنے لگی۔ اسے یاد نہیں آ رہا تھا۔ اس نے کہا ”تم خواہ میرے پیچھے بگڑ گئے تھے۔ میرے ساتھ رہنا چاہتے تھے۔ میں تم سے پہنچا چھڑا کر ایک بنگلے میں پہنچی تو تم دوسرے دن وہاں بھی پہنچ گئے۔“

”میں نے تم سے جہاز میں کہا تھا کہ مجھے کچھ باتیں غیب سے معلوم ہو جاتی ہیں۔ تمہیں یقین نہیں آ رہا تھا۔ میں نے ثابت کیا تھا۔ مجھے غیب سے معلوم ہوا تھا کہ تمہارا نام میری نہیں ہے۔ کرونا ہے۔“

”ہاں اس کے بعد تمہیں اور کوئی بات غیب سے نہیں معلوم ہوئی۔“

”بہت سی باتیں معلوم ہوئیں لیکن میں کسی کو بتانا نہیں ہوں۔ تمہیں بھی کچھ نہیں بتایا۔“

”کرونا کے اندر تجسّس پیدا ہوا۔ اس نے پوچھا ”تمہیں میرے بارے میں کیا معلوم ہوتا رہا ہے؟“ چچ بولو۔ مجھ سے چچاؤ گے تو میں تم سے نہیں بولوں گی۔“

وہ تارائیں غلا کر کرنے کے لیے اس سے الگ ہو گئی۔ اس نے سمجھ کر اسے بازوؤں میں بھر لے کر کہا ”ساتھ ہی لگی رہو۔ سردی بہت ہے۔ تم قدرتی بیڑ ہو۔ مجھے غیب سے معلوم ہوا تھا کہ تمہیں میری ضرورت ہے۔ اسی لیے میں تمہارے پاس بنگلے میں آ گیا تھا اور یہ تو تم دیکھ ہی رہی ہو کہ تمہارے لیے ضروری ہوں۔ اس لیے ساتھ نہیں چھوڑ رہی ہو۔“

”کیا میرے بارے میں تمہیں غیب سے کچھ معلوم ہوا ہے؟“

”میں معلوم ہوا ہے کہ تم جتنی خوب صورت ہو۔ اتنی خطرناک بھی ہو مگر تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔ ہر سال میرے لیے ایک نیا کینڈر پیدا کرتی رہو گی۔ جب ہم شادی کی سلور جوبلی منائیں گے تو تمہارے پیچھے بیچے ہوں گے۔“

”کب اس مت کرو۔ میں پیچھے آ کر نہ والی عورت نہیں ہوں۔ ایک دن مجھے کسی بڑے ملک کی حکمران بننا ہے۔“

تمہیں غیب سے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ وہ کواں ہیں۔“

”تم ابھی بول رہی ہوں مگر مجھے پہلے سے پتا ہے کہ تم روس کی حکمران بننے والی ہو۔“

وہ چونک کر خوش ہو کر بولی ”چچ؟ کیا یہ تمہیں غیب سے معلوم ہوا ہے؟“

”تم تو میری باتوں کو جھوٹ سمجھتی ہو پھر خوش کیوں ہو رہی ہو؟“

”نہیں تمہاری یہ بات سچ لگتی ہے۔ تم نے میرا صحیح نام بھی بتایا تھا اور تمہاری یہ بات بھی درست ہے کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔“

”میری کوئی بات غلط نہیں ہوتی ہے۔ تم دیکھ لینا ہمارے بچپن سے ہوں گے۔“

”اوہ! بچوں کی باتیں نہ کرو۔ مجھے خوف آتا ہے۔ کام کی باتیں کرو۔ میرے بارے میں اور کیا جانتے ہو؟“

”تم بھی میری طرح غیب کی باتیں جانتی ہو۔ فرق یہ ہے کہ میں ٹیلی ویژن نہیں جانتا۔ تم جانتی ہو۔“

وہ چونک کر اس سے الگ ہو گئی۔ حیرانی سے بولی ”تم میری خیال خوانی کے بارے میں جانتے ہو۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ میں خیال خوانی کے ذریعے کیا کرتی رہتی ہوں؟“

”ابھی صرف اتنا معلوم ہے کہ تم ٹیلی ویژن جانتی ہو۔ اگر میں تمہیں توجہ سے دیکھ کر معلوم کرنا چاہوں گا تو معلوم ہو جائے گا کہ خیال خوانی کے ذریعے کیا کرتی رہتی ہو۔“

”تم نے یہ سب معلوم کیوں نہیں کیا؟“

”یہ سب میرے لیے غیر ضروری ہے۔ میں صرف ضروری باتیں معلوم کرتا ہوں۔“

”کیا تم بتا سکتے ہو کہ میں نے وہ بنگلا کیوں چھوڑا ہے؟ اور ابھی کہاں جا رہی ہوں؟“

”میرے اندر یہ تجسّس پیدا ہوا تھا کہ تم اچانک بنگلا کیوں چھوڑ رہی ہو تو غیب سے معلوم ہوا کہ بڑی رابرٹ تمہارے لیے مصیبت بن گیا ہے۔“

”تم اس کام بھی جانتے ہو؟“

”جب بھی کچھ معلوم ہوتا ہے تو نام بھی معلوم ہوتا ہے۔“

”تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ تم میری مصیبت کو اور میری پریشانیوں کو سمجھ رہے ہو؟“

”تم نے پوچھا نہیں۔ میں نے بتایا نہیں اگر کوئی پتا تو تم مجھے بالکل سمجھ کر میری باتوں کو نظر انداز کر دیتیں اگر میں تمہیں منع کرنا کہ نہیں سے سفر نہ کرو تو کیا تم میری بات مان لیتیں؟“

”تم منع کیوں کرتے؟ کیا مجھے نہیں سے سفر نہیں کرنا

چاہیے۔“

مجھے غیب سے معلوم ہو گیا تھا کہ تمہیں تلاش کرنے والے دشمن اس ٹرین میں گھیر کر تمہیں ہلاک کرنا چاہیں گے۔ تمہیں ہائی وے سے سڑک پر چاہیے تھا۔“

وہ تمہیں پہنچ کر بولی ”اوہ گاڈ! اب تک تمہاری تمام باتیں درست ہوتی رہی ہیں۔ کیا میں یقین کر لوں کہ دشمن مجھے یہاں گھیر رہے ہیں؟ تمہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ میں اس ٹرین سے سفر کر رہی ہوں۔ تمہاری کوئی بات غلط بھی تو ہو سکتی ہے؟“

پارس پہلے ہی جوزف و سکی کے چور خیالات بڑھ کر معلوم کر چکا تھا کہ بیڑوں نے ایک آلہ کار کے ذریعے اسے ریلوے اسٹیشن میں دیکھا تھا۔ اب بیڑوں بڑی کے پاس چلا گیا تھا۔ جوزف و سکی اور مائیک مودو اس ٹرین کے پاس دالے کیسٹوں کے مسافروں کو آلہ کار بارے تھے۔

چچ پال نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ جلد بازی سے کام نہ لیں۔ ٹرین میں کوئی بنگام نہ کریں۔ کرونا کی کھانے پینے کی چیزیں اعصابی کمزوری کی دو ملا دیں پھر یہی خاموشی سے اور سہولت سے اسے معمول بنائیں۔

پارس کو دھتور کی یہ تمام پلاننگ معلوم تھی۔ کرونا بے یقینی ظاہر کر رہی تھی۔ اس نے اس کی سوچ میں کہا ”میں ابھی جوزف و سکی کے خیالات بڑھ کر معلوم کر سکتی ہوں کہ جبری کی یہ بات بھی درست ہے یا نہیں۔“

اس کے اندر یہ خیال پیدا ہوا تو وہ فوراً ہی جوزف و سکی کے اندر پہنچ گئی پھر اس کے خیالات بڑھ کر حیران رہ گئی۔ پارس کو حیرانی سے دیکھتے ہوئے بولی ”تمہیں غیب سے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں ان میں سے کوئی غلط نہیں ہوئی۔ ابھی درست ہوئی ہیں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنے باکمال ہو۔ یہ بھی درست ہے کہ تم مجھے ٹرین سے سفر کرنے سے منع کرتے تو میں تمہاری بات بھی نہ مانتی۔ میں خود ہی یہاں آ کر پہنچ گئی ہوں۔“

وہ پھر جوزف و سکی کے اندر پہنچ گئی۔ یہ معلوم کرنے لگی کہ وہ کس طرح اس پر حملہ کریں گے؟ پتا چلا کہ ٹرین میں بنگام آرائی نہیں کریں گے۔ اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کریں گے۔

وہ پارس سے بولا ”میں کچھ نہیں کھاؤں گی۔ میں کچھ نہیں پیوں گی۔“

وہ بولا ”ابھی کھانے پینے کا وقت نہیں ہوا ہے۔ ذرے کے وقت کھا پی سکتی ہو۔“

”نہیں۔ وہ میرے کھانے پینے کی کسی چیز میں ایسی دوا ملائے والے ہیں۔ جس کے اثر سے میں کمزور ہو جاؤں گی پھر

وہ میرے دماغ پر قبضہ جمائیں گے۔“

”کسی ایک چیز میں دوا ملائیں گے۔ تم وہ چیز چھوڑ کر باقی چیزیں کھا پی رہنا۔“

”تم پھر پاگوں کی طرح سوچے سمجھے بغیر بول رہے ہو۔ مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ کس چیز میں دوا ملائی گئی ہے؟“

”نہ میں پاگل ہوں۔ نہ سوچے سمجھے بغیر بول رہا ہوں۔ ہم کھانا اس کین میں منگوا میں گے۔ میں کھانے کی ہر چیز چکھنے کے بعد تمہیں کھانے دوں گا۔ پینے کی ہر چیز ایک کھونٹ پینے کے بعد تمہیں پلاؤں گا۔ اس طرح مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تمہیں کون کی چیز کھانا پینا نہیں چاہیے۔“

”مگر تم وہ چیز کھا کر یا کر اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ تم میرے بہت کام آ رہے ہو۔ میں تمہیں کسی طرح کا نقصان پہنچنے نہیں دوں گی۔ آج رات بھوکے رہوں گی تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔“

”میں نہیں چاہوں گا کہ تم بھوکے رہو۔ میری فکر نہ کرو۔ اعصابی کمزوری کی دوا مجھ پر اثر نہیں کرے گی۔ کوئی بھی ضرر رساں دوا مجھے نقصان نہیں پہنچاتی ہے۔“

”فصل! بھیکس نہ مارو۔ کیا تم انسان نہیں ہو؟ کوئی ذہریلے جانور ہو؟ سانپ کچھو؟“

”تم یقین نہیں کر سکتی۔ میں یہی ہوں۔“

اس نے حیرانی سے پوچھا ”تم کیا ہو؟“

”جائے دو۔ تم یقین نہیں کر سکتی۔“

”اب میں تمہاری ہر بات کا یقین کر لوں گی۔ تمہاری ایک ایک بات درست ہوتی ہے۔“

”تو پھر وعدہ کرو۔ تم مجھ سے نہیں ڈرو گی۔ مجھے انسان سمجھ کر اسی طرح یاد رکھتی رہو گی۔“

”یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تم انسان ہو۔ انسان ہی سمجھوں گی۔“

”یہی قیامت ہے کہ میں ہوں۔ پچھلے جنم میں ایک ناگ تھا۔ ایک ہزار سال تک زندہ رہنے کے بعد میری چون بدل گئی اور میں انسان بن گیا۔“

وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی۔ یہ ایسی مشکل خیز بات ہے۔ جس پر میں بھی یقین نہیں کر سکتی لیکن اب تک اس کی کوئی بات جھوٹ نہیں ہوئی ہے۔ ہندو دھرم والے ایسی باتوں کو درست مانتے ہیں۔ میں پھر اسے ایک بار آزمائوں گی۔ جب کھانے پینے کی کسی چیز میں وہ دوا ملی ہوئی تو میں اسے وہ پورا کھانا کھانے یا وہ پورا مشروب پینے کے لیے کوئی کی اگر یہ انسان نہیں، سانپ ہو گا تو اس پر ایسی کوئی دوا اثر نہیں کرے گی۔

”تم مجھے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہو۔

میں سمجھ رہا ہوں کہ میری بات کا یقین نہیں آ رہا ہے۔ کوئی بات نہیں۔ یقین کرنا ضروری نہیں ہے۔ مجھے انسان سمجھ کر قبول کرنی رہو۔“

وہ پریشان ہو کر سوچ رہی تھی ”کیا میں اب تک تنہائی میں ایک سانپ سے ملتی رہی ہوں۔ ایک سانپ میرے بدن سے لپٹتا رہا ہے۔ میں سوچتی تھی۔ کبھی کسی سے محبت نہیں کروں گی۔ شادی نہیں کروں گی۔ کسی انسان کو دوست نہیں بناؤں گی اور یہی ہو رہا ہے جسے دوست بنایا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے۔“

وہ پریشان ہو کر بولی ”تم نے کسی بات کہہ دی ہے۔ ادھر تم مجھے انہی عجیب و غریب شخصیت میں الجھا رہے ہو۔ ادھر دشمن مجھے گھیرنے اور مارنے کی فکر میں ہیں۔“

”تمہیں پریشانی کیا ہے؟ کیا تم مجھ سے ڈر رہی ہو؟ فی الحال مجھے نظر انداز کرو اور پہلے دشمنوں کی طرف توجہ دو۔ یہ سمجھو کہ کس طرح تم انہیں ناکام بنا سکتی ہو۔“

پارس اس کے اندر پہنچ کر اسے اسی بات پر مائل کرنے لگا کہ خیلے دشمنوں سے سنسنے کی فکر کرنا چاہیے۔ میں جوزف ولسکی کے دماغ میں جا کر معلوم کروں گی کہ اس نے اور ایک مورد نے اس زمین میں کتنے مسافروں کو اپنا آلہ کار بنایا ہے۔ میں بھی ان آلہ کاروں کے دماغوں میں پنچوں گی پھر مین وقت پر ان کے اندر زفرے پیدا کر کے انہیں ناکارہ بناؤں گی۔ وہ کسی بھی آلہ کار کو اپنی مرضی کے مطابق میرے خلاف استعمال نہیں کر سکیں گے۔

وہ پارس کے پاس سے اٹھ کر دوسری برتھ پر آکر بیٹھ گئی پھر بولی ”تم بہت اچھے ہو۔ میں تم سے خوف زدہ نہیں ہوں۔ ابھی خیال خوانی کرنے کے لیے تم سے دور ہو گئی ہوں۔ مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔“

بن بورین نے پانچ قابل اعتماد آرمی اور انٹیلی جنس ... افسروں کو ٹیلی جیٹیو سکھائی تھی پھر ان پر توہمی عمل کر کے انہیں اپنا معمول بنایا تھا لیکن پارس نے ان کے عمل کو الٹ دیا تھا۔ ان پانچوں کو الپا کا وفادار بنا دیا تھا۔ وہ پانچوں توہمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد چند گھنٹوں تک بن بورین کے وفادار رہے۔ انہیں بڑے کوارٹر سے دوسرے کیمپ میں مزید ٹریننگ کے لیے بھیجا گیا۔ وہ پانچوں دوسرے کیمپ میں جاتے وقت فرار ہو گئے۔ انہوں نے مختلف ہتھوں میں جا کر اپنے چھوٹے تہ تیہاں کیں پھر خیال خوانی کے ذریعے اپنے ملک کے اکابرین سے رابطہ کیا۔ انہیں بیان دیا کہ بن بورین نے ٹیلی جیٹیو سکھائی تھی اور انہیں اپنا معمول بنایا تھا۔

ان پانچوں میں سے ایک نے کہا ”ہم اپنے ملک کے وفادار ہیں۔ بن بورین کے غلام بن کر نہیں رہنا چاہتے تھے۔

ہم اس کے توہمی عمل کو غلام بنا کر اس کی گرفت سے نکل گئے ہیں اور ایک جگہ چھپے ہوئے ہیں۔“

دوسرے نے کہا ”بن بورین کے ارادے نیک نہیں ہیں۔ وہ محب وطن ہو سکتا ہے لیکن ہم جیسوں کو معمول بنا کر اپنی ایک ذاتی ٹیلی جیٹیو کی فوج بنا رہا ہے۔“

تیسرے نے کہا ”مڈیم الپا برسوں سے اپنے ملک اور قوم کی خدمت کرتی رہی ہیں۔ ان کی وفاداری بے داغ ہے۔ ہم الپا کے وفادار رہ کر اپنے ملک کی خدمت کریں گے۔“

تمام اکابرین ان پانچوں کے بیانات سن کر پریشان ہو گئے۔ انہوں نے ٹیلی فون کے ذریعے بن بورین سے کہا ”ہم تمام اکابرین کا نفرس ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں کسی کو اپنا آلہ کار بنانا اور ہم سے باتیں کرو۔“

بن بورین نے ایک آلہ کار کے ذریعے کہا ”کیا کوئی اہم بات ہے؟“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا ”ہاں۔ تم نے پانچ افراد کو ٹیلی جیٹیو سکھائی ہے؟“

”جی ہاں سکھائی ہے۔ کیا آپ لوگوں کو اعتراض ہے؟“

”اعتراض یہ ہے کہ تم نے ان پانچوں کو چھپاتا نہ کیا تھا اور انہیں اپنا معمول بنایا تھا۔“

”میں نے انہیں اپنے ملک کا معمول بنایا ہے۔ ان پانچوں کو ٹریننگ کیمپ میں بھیجا ہے۔“

”وہ پانچوں ٹریننگ کیمپ میں نہیں ہیں۔ وہ فرار ہو چکے ہیں۔“

بن بورین تعویذی دیر تک خاموش رہا۔ اسے پہلے ہی یہ اطلاع مل چکی تھی کہ وہ پانچوں فرار ہو گئے ہیں۔ وہ انہیں بڑی رازداری سے تلاش کر رہا تھا۔ اس نے جراتی سے پوچھا ”آپ حضرات یہ باتیں کیسے جانتے ہیں؟ میں ان کے گئے بہت پریشان ہوں اور انہیں تلاش کر رہا ہوں۔“

ایک حاکم نے کہا ”انہوں نے ہم سے رابطہ کیا ہے۔ وہ شکایت کر رہے تھے کہ تم نے انہیں ٹیلی جیٹیو سکھانے کے بعد چھپاتا نہ کیا تھا اور انہیں اپنا معمول بنانا چاہتے تھے۔“

”آپ یقین کریں میں نے انہیں اپنے ملک کا وفادار بنایا ہے۔“

”وہ پانچوں یہ کہہ رہے ہیں کہ تم نے انہیں اپنا معمول بنایا تھا۔ کیا وہ پانچوں غلط کہہ رہے ہیں؟“

”میں فوج کا کمانڈر ہوں۔ یوں بھی تمام فوجی جوان میرے ماتحت رہتے ہیں اگر میں نے انہیں معمول بنانا ہے تو کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ یہ فٹری کے اصولوں کے مطابق ہے۔“

”تمام فوجی ایک محدود مدت کے لیے اپنے کمانڈر کے

ماتحت رہتے ہیں پھر کوئی دوسرا کمانڈر آتا ہے تو وہ اس کے ماتحت بن کر اس کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں لیکن توہمی عمل کے ذریعے معمول بننے والے کسی دوسرے کمانڈر کو کبھی ظاہر میں نہیں لائیں گے۔ وہ صرف تمہارے معمول رہیں گے۔ کیا یہ جرم نہیں ہے؟ کیا اس طرح تم ٹیلی جیٹیو جانتے والوں کی ذاتی فوج نہیں بنا رہے ہو؟“

”یہ آپ لوگوں کا اپنا خیال ہے۔ میں ایسا کچھ نہیں کر رہا ہوں۔ آپ لوگوں کو کچھ پر مجبور سا کرنا چاہیے۔“

”مجبور سا کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمہیں ملک کے باہر سفید کا مالک بنا دیا جائے۔ تمہارا محاسبہ نہ کیا جائے۔ وہ پانچوں اگر تمہارے توہمی عمل کو ناکام نہ بناتے اور تم سے نجات پا کر ہمیں روپوش نہ دیتے تو ہمیں بھی معلوم نہ ہوا کہ تم ٹیلی جیٹیو کیسے والوں کو اپنا معمول بنا رہے ہو۔“

”میں کہہ چکا ہوں کہ ذاتی طور پر انہیں معمول نہیں بنا رہا تھا۔ آپ ذرا غور کریں اگر میں ایسا کرنا تو وہ توہمی عمل سے کیسے رہائی پاتے۔ وہ تو میرے معمول بن کر رہ جاتے؟“

”انہوں نے تمہارے عمل کو ناکام بنایا ہے۔“

”کوئی ایک مجھے ناکام بنا سکتا ہے یا مجھ سے ہٹا تاں نہ کرنے میں ایک بار غلطی ہو سکتی ہے۔ میں پانچ بار ایک ہی غلطی کیسے کروں گا۔ کیا آپ ان سے میری بات کرا سکتے ہیں؟“

ان پانچوں میں سے ایک نے ایک آلہ کار کے ذریعے کہا ”ہم یہاں موجود ہیں اور یہ سن رہے ہیں کہ تم کس طرح جھوٹ بول رہے ہو۔ تم نے صاف طور سے ہمیں اپنا معمول بن کر رہنے کا حکم دیا تھا۔“

بن بورین نے کہا ”توہمی عمل کے دوران میں کوئی بھی معمول خردہ رہتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ عامل اس سے کیا کہہ رہا ہے پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں تمہیں معمول بنا رہا تھا؟“

ان پانچوں میں سے ایک نے کہا ”ہم تمہارے توہمی عمل کے دوران خردہ نہیں تھے۔ ہوش میں تھے اور تمہاری چال بازیوں کو سمجھ رہے تھے۔“

”دوسرے نے کہا ”مڈیم الپا نے آج تک کسی کو خواہ مخواہ اپنا معمول نہیں بنایا۔ تمہارے ہاتھ میں مشین آتے ہی تم سب کو غلام بنانے لگے ہو۔“

تیسرے نے کہا ”ٹھیکس گاؤں ہم نے ٹیلی جیٹیو سیکھ لی ہے۔ ہم پہلے کی طرح مڈیم الپا کے وفادار رہیں گے۔“

بن بورین نے کہا ”اودھ۔ اچھا اب تمام باتیں سمجھ میں آ رہی ہیں۔ میرے توہمی عمل کے دوران میں الپا تمہیں انہیں کے اندر موجود رہی تھی۔ اس نے میرے عمل کو ناکام بنا کر اپنے عمل کے ذریعے ہمیں میرا دشمن بنا دیا ہے۔ اودھ گاؤں۔“

میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ میرے خلاف ایسی چال چلے گی۔“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا ”الپا کو الزام نہ دو۔ وہ دشمن سے دستبردار ہو چکی ہے۔“

”وہ بہت مکار ہے۔ اس نے آپ حضرات کے سامنے دشمن کو چھوڑ دیا ہے لیکن وہ پردہ مجھے نا اہل ثابت کر رہی ہے۔ میں جب بھی سننے ٹیلی جیٹیو جانتے والے پیدا کروں گا۔ وہ انہیں ان پانچوں کی طرح باقی بنائے گی۔ ان کے اندر میرے لیے نفرت پیدا کرے گی اور اپنے لیے محبت۔“

ایک اور حاکم نے کہا ”ٹیلی جیٹیو جانتے والے کئی دشمن ہیں۔ وہ بھی الپا کی طرح تمہارے لیے ٹیلی جیٹیو جانتے والوں کے دماغوں میں تم سے نفرت پیدا کریں گے۔ یہ پانچوں تو الپا کی محبت میں ابھی تک محب و وطن ہیں لیکن دوسرے دشمن تو تمہارے سننے ٹیلی جیٹیو جانتے والوں کو تم سے متنفر کر کے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ ان حالات میں تم کیا کرو گے۔ دشمنوں کو ایسی حرکتوں سے کیسے باز رکھو گے؟“

بن بورین نے کہا ”میں نے نا اعلیٰ میں دھوکا کھایا ہے۔ آئندہ کوئی سننے ٹیلی جیٹیو کیسے والوں کو مجھ سے نہیں چھین سکے گا۔ میں فوج کا کمانڈر ہوں۔ شکست کھانا نہیں جانتا۔“

پارس نے اپنے ایک آلہ کار کے ذریعے بن بورین کے فون پر رابطہ کیا پھر الپا کے انداز میں ہنسنے ہوئے کہا ”تمہارا باپ بھی نہیں جانتا کہ آگے آگے کیا ہونے والا ہے۔“

سر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ بن بورین نے چیخ کر کہا ”ہیلو۔ تم کیسے کیا خود کو سمجھتی کیا ہو۔ ہیلو۔“

پھر وہ فون بند کر کے خیال خوانی کے ذریعے اکابرین سے بولا ”ابھی الپا نے مجھے فون پر چیلنج کیا ہے۔ وہ آپ حضرات کے سامنے دشمن سے لا تعلق ہے مگر مجھ سے کہہ رہی ہے کہ وہ آئندہ بھی میرے خلاف بہت کچھ کرنے والی ہے۔ آپ اکابرین کو سمجھنا چاہیے۔ وہ مکاری سے دہری چالیں چل رہی ہے۔“

ایک حاکم نے کہا ”مشرین بن بورین یہاں الپا موجود نہیں ہے۔ موجود ہوئی تو تمہاری باتوں کا جواب دیتی اگر ابھی وہ تمہیں فون کرتی تو تم سے بھی رابطہ کرتی۔ اس نے ہم سے کبھی فراڈ نہیں کیا ہے۔ وہ بڑی فراخ دلی سے دشمن تمہارے حوالے کر چکی ہے۔ ہمیں خود کو اس دشمن کا اہل ثابت کرنا چاہیے۔ تم غلطیاں کرو گے اور الزام الپا کو دو گے تو ہم کبھی تسلیم نہیں کریں گے۔“

دوسرے حاکم نے کہا ”تم کل تک ایک اور ٹیلی جیٹیو جانتے والا پیدا کرو اور یہ ثابت کرو کہ تم نے بڑی کامیابی سے اسے ہمارے ملک کا وفادار بنایا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ کل ایک آری افسر کو ٹیلی فنی سکھاؤں گا اور کل شام تک ثابت کروں گا کہ الپا آئندہ میرے خلاف سازشیں کرنے میں ناکام رہے گی۔“

بن بورین نے ٹیلی فنی جاننے والے اپنے دس حواریوں کو بلایا اور تشویش ظاہر کی۔ ایک وفادار نے کہا ”مشین کو آپریت کرنے والے ماہرین میں سے کوئی الپا کا آکر کار ہے۔“

”دوسرے نے کہا ”میرا بھی یہی خیال ہے۔ جب آپ ان پانچوں پر باری باری خوبی عمل کر رہے تھے۔ تب وہ اپنے آکر کار کے ذریعے ان پانچوں کے اندر پہنچتی رہی تھی۔“ بن بورین نے کہا ”یہی ایک بات سمجھ میں آتی ہے۔ کل صبح ہم اچانک ہی ان ماہرین کو وہاں سے ہٹا دیا۔ ہمارے دوسرے ماہرین اس مشین کو آپریت کریں گے۔ الپا کو آخر تک پتا نہیں چلے گا کہ ہم ایسی تبدیلیاں کرنے والے ہیں۔“

بن بورین یہ نہیں جانتا تھا کہ پارس نے مشین کے ماہرین کو نہیں بلکہ اس کے اپنے وفاداروں کو آکر کار بنایا ہے۔ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے الپا کو مخاطب کیا۔ اس نے سانس روک لیا پھر چند سیکنڈ کے بعد اس کے دماغ میں آکر بولی ”میں تم سے رابطہ کرنے والی تھی۔ ابھی پتا چلا ہے کہ بن بورین نے جن پانچ افراد کو ٹیلی فنی سکھا لیا تھا۔ وہ اس کی مخالفت اور میری حمایت کر رہے ہیں۔“

پارس نے کہا ”جو کچھ ہو رہا ہے۔ تمہاری بہتری کے لیے ہو رہا ہے۔ تم سمجھ سکتی ہو کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ میں نے تمہارے کھانے میں پانچ ٹیلی فنی جاننے والے وفاداروں کا اضافہ کیا ہے۔“

”ابا کیوں کیا ہے؟ میں تمہاری چال بازیوں کو سمجھتی ہوں۔ تم عجیب انداز میں مجھ سے دشمنی کر رہے ہو۔ بن بورین کے ٹیلی فنی جاننے والوں کو چھین کر انہیں میری جھولی میں ڈال رہے ہو مگر میں تم سے یہ خیرات نہیں لوں گی۔“

”میری محبت اور دوستی کو سمجھو۔ ان پانچوں کے اندر جا کر ان کے چور خیالات پر دھو۔ تمہیں یقین آجائے گا کہ وہ جج تمہارے وفادار ہیں۔“

”لیکن ان کے چور خیالات سے یہ نہیں معلوم ہو گا کہ تم نے رازداری سے ان کے اندر آنے کے لیے کون سا سلب ولبغ نقش کیا ہے۔“

”تم مجھ سے اس قدر ذرتی ہو کہ میری کسی بات کا یقین نہیں کرتیں اگر تمہیں شبہ ہے تو ان پانچوں کا برین واش کرو۔ ان پر خود بخوبی عمل کر کے انہیں اپنا وفادار بنا دو پھر تو کوئی شبہ

نہیں رہے گا۔ اتنے بہترین مشورے تمہیں کوئی نہیں دے گا۔“

”مجھے تمہارے مشوروں کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے کہنے آتی ہوں کہ ایسی حرکتیں کر کے تم ہمیں آپس میں اور زیادہ نہیں لڑا سکو گے۔ تم کسی طرح اس مشین کے قریب رہنے والے افراد تک پہنچ گئے ہو۔ میں ایسے افراد کو وہاں نہیں رہنے دوں گی۔ تمہارے وہاں تک پہنچنے کے تمام راستے بند کر دوں گی۔“

”تم چاہتی ہو کہ میں اس مشین کے ذریعے تمہارے وفادار پیدا نہ کروں؟“

”نہیں۔ مجھے تمہاری مہربانی ذہر لگتی ہے۔“

”تو پھر ذہری سہی۔ آئندہ اس مشین سے تمہارے وفادار نہیں۔ تمہارے دشمن پیدا ہو کریں گے اب جاؤ اور آئندہ تمنا نہ کیجیو۔“

اس نے سانس روک لیا۔ الپا اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ بری طرح پریشان ہو کر سوچنے لگی کہ کسی طرح پارس کو اس مشین سے حلقہ رکھنے والے افراد تک پہنچنے سے روکا جائے۔ اکابرین نے اسے بتایا تھا کہ بن بورین دوسری مشین کو مشین سے گزارنے والا ہے اور بخوبی کلل کے ذریعے اسے ملک کا وفادار بنانے والا ہے۔

اس نے اکابرین سے کہا ”پارس ہم سے بدترین دشمنی کر رہا ہے۔ اسی نے ان پانچوں کو بن بورین سے چھین کر میرا وفادار بنایا ہے۔ میں ایسے وفاداروں کو قبول نہیں کروں گی کیونکہ وہ بھی ان کے دماغوں میں چھپا رہے گا۔ بن بورین سے کہا جائے کہ وہ اپنے وفاداروں پر سختی کر اپنے سامنے ہر بھی مجھو سا نہ کرے۔ ہر ایک کے دماغ میں گھس کر چھپے ہوئے پارس کو تلاش کرے اور اس کے مذموم ارادوں کو ناکام بنائے۔“

”الپا بے شک تم محب وطن ہو۔ قابل تعریف ہو۔ ہم تم پر فخر کرتے ہیں۔ بن بورین کو ابھی تمام باتیں سمجھا کر دے۔“

○●○

پارس اور کروٹا ایک ایک پر تھہرے ہوئے تھے دونوں خیال خوانی میں مصروف رہے تھے۔ بن بورین اپنی مخصوص رفتار سے جاری تھی۔ پارس نے سر گھما کر اسے دیکھا۔ وہ بھی اسے دیکھ رہی تھی۔ تھہرے ہوئے بولی ”میں جوزف دسکی کے ذریعے ان کے تمام آلہ کاروں تک پہنچ گئی ہوں۔ بونے کار کے دیشوں کے اندر بھی جگہ بنا چکی ہوں۔“

میرے کھانے پینے کی کسی چیز میں کوئی نقصان نہ دوا سکیں گے۔“

”اچھا ہوا۔ تم اپنے بچاؤ کی تدبیر کر چکی ہو۔ وہ تمہیں کمزور نہیں بنائیں گے۔ تم ان سے مقابلہ کر سکو گی۔ کیا ناپال کے کھانے کا آرڈر دیا جائے۔“

”ہاں بھوک لگ رہی ہے۔ کھانے کے بعد دیکھوں گی کہ وہ ناکام ہو کر دوسرا حملہ کسی طرح کرنا چاہیں گے۔“ پارس نے ویٹر کو کھانے کا آرڈر دیا۔ کروٹا اس ویٹر کے دماغ میں بھی پہنچ گئی۔ وہ اس کے ذریعے یہ دیکھ سکتی تھی کہ کون اس کے قریب آ رہا ہے اور جو کھانا وہ لے رہا ہے۔ اس میں کچھ ملایا جا رہا ہے یا نہیں۔ وہ ایک وقت میں ایک ہی کے دماغ میں وہ کردہشتوں کو ناکام بنانا چاہتی تھی اور یہ ممکن نہیں تھا۔

جب وہ ویٹر نے اسے کھانا کھانے کی ڈشیں رکھ رہا تھا۔ تب پارس نے کروٹا کو چھینکے پر مجبور کیا۔ اس نے ایک چھینک اڑی پھر جلد ہی ویٹر کے دماغ میں پہنچا جاتی تھی مگر پارس نے اسے دوسری بار چھینکے پر مجبور کیا۔ وہ چھینکتے ہوئے بولی ”کیا سمیت ہے مجھے نزلہ نہیں ہے مگر چھینکیں آ رہی ہیں۔“ وہ پھر ویٹر کے پاس پہنچ گئی۔ ویٹر کھانے کی ٹرے لے کر اپنے کار سے نکل چکا تھا اور اس کی طرف آ رہا تھا۔ اسے راستے میں نہ کسی نے روکا نہ ٹوکا اور نہ ہی کوئی اس کے کھانے کے قریب آیا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ دوبار چھینکے کے دوران میں کوئی کھانے کے قریب آیا تھا اور پانی کی بوتل میں ڈال ڈال کر چلا گیا تھا۔ وہ بے خبر تھی مگر پارس باخبر تھا۔ اس نے خانہ بونہ کر لیا ہونے لگا تھا۔

ویٹر نے کہیں میں آکر کھانا رکھا پھر وہاں سے چلا گیا۔ کروٹا نے کہا ”میں نے خیال خوانی کے ذریعے کسی دشمن کو ڈالنے کا موقع نہیں دیا ہے پھر بھی تم ایک ایک ڈش اپنی طرح چھینکے کے بعد مجھے دو۔ تب میں کھاؤں گی۔“

پارس ایک ایک ڈش کو اچھی طرح چھینکے کے بعد اسے اپنے لگا۔ وہ دونوں کھانے لگے اس نے کھانے کے بعد بوتل تک ابھاس میں پانی نکالا پھر اسے ایک گھونٹ پینے کے بعد ”پانی میں لڑ رہا ہے۔ اس میں دوا ملائی گئی ہے۔“

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں ویٹر کی اور کھانے کی عمرانی لڑ رہی ہوں۔ کیا یہ پانی تمہیں کمزور کیا کیسا لگ رہا ہے؟“

”نہیں۔ بعض دوا میں ایسی ہوتی ہیں۔ جو نہ کمزور ہوتی ہیں۔ کتنی لیکن منفی اثر دکھائی ہیں۔ یہ ایسی ہی کوئی دوا ہے۔“ پارس اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق اپنی ”میں اسے جگہ کر دیتی ہوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے کھانے پانی کے قریب نہیں آیا تھا۔“

اس نے پارس سے گلاس لے کر ہونٹوں سے لگایا پھر

ایک گھونٹ پانی کر کچھ محسوس کرنا چاہا۔ پارس نے اسے کچھ محسوس نہیں ہونے دیا۔ وہ بولی ”پانی بالکل ٹھیک ہے۔ اس میں کچھ نہیں ہے۔“ وہ بولا ”کروٹا تمہارے پچھنے کی حس کمزور ہو گئی ہے۔ اسے نہ پو۔“

اس نے ایک اور گھونٹ پانی کر کہا ”میں ابھی کھانے کی لذت محسوس کرتی رہی ہوں۔ میری پچھنے کی حس کمزور نہیں ہوئی ہے۔ خواہ مخواہ ڈشیں مار رہے تھے کہ ذہری لے ہو۔“ وہ ایک مختصر سی ٹی کے بعد پانی پینے لگی۔ گلاس خالی کرنے کے بعد اسے پارس کو دیتے ہوئے بولی ”ذہر نہیں پانی ٹھیک ہے پانی۔“

پارس نے اس سے گلاس لے کر کہا ”برجھہ پر لیٹ جاؤ۔ مجھے غیب سے معلوم ہوا ہے کہ تمہیں کچھ ہونے والا ہے۔“ اسی وقت وہ کمزوری محسوس کرنے لگی۔ اس نے سینے پر ایک ہاتھ رکھا۔ دل کی دھڑکنیں کچھ تیز ہونے لگیں پھر اس کا سر زرا سا جھکا گیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تمام کر بولی ”یہ کیا ہو رہا ہے؟“

”تم میری غیب کی باتوں پر بھروسہ نہیں کرتی ہو۔ بے اعتمادی کا نتیجہ تمہارے سامنے آ رہا ہے۔ اب تمہیں برتھ پر لیٹ جانا چاہیے۔“

اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے دونوں بازوؤں میں اٹھالیا۔ اس پر بری طرح گھبراہٹ طاری ہو گئی تھی۔ وہ کمزوری کے باعث لرز رہی تھی۔ اس نے ذوقی ہوئی آواز میں کہا ”خیر یہ دہ کامیاب ہو رہے ہیں۔ مجھے بچاؤ۔ مجھے تمہارا ہی سہارا ہے۔ مجھے کسی طرح بچاؤ۔“

وہ پارس کے بازوؤں میں تھی۔ اپنا سر اس کے شانے پر رکھ دیا تھا۔ انہیں بند ہو چکی تھیں۔ اس قدر کمزوری طاری ہو گئی تھی کہ اب کچھ بول ہی نہیں سکتی تھی۔

پارس نے اسے ایک برتھ پر لٹا دیا۔ اسے کمر میں لپیٹ دیا پھر اپنا اور کمر پٹن کر سر پر ہیٹ رکھ کر اپنے سر کی ہیک کو اٹھایا۔ کروٹا کو دیکھا۔ وہ اپنے آپ سے غافل ہو چکی تھی۔

وہ مسکرا کر بولا ”سوری جان من۔ تم روس کی ملکہ بننا چاہتی ہو۔ اب ہماری ملاقات ماسکو میں ہوگی۔ گڈ بائے سی یو۔“

وہ کہیں کا دروازہ کھول کر باہر گیا پھر اس دروازے کو بند کر کے کہیں کم ہونے چلا گیا۔

○●○

اتنی عداوتیں اور اتنی سازشیں ہو رہی تھیں کہ ہانگ کانگ کی فضا گرمانی تھی۔

کتابیات پبلی کیشنز

مارلی اور جم کاف کی اطراف سے ٹارگٹ بنے ہوئے تھے۔ ان کے خلاف ایک حملاً کوبرا نے بنایا تھا۔ وہ خود سامنے نہیں آ رہا تھا۔ ٹانگا اور دو گاؤں فارز کے ذریعے بہت کچھ کر رہا تھا۔ وہ فلاٹک کینی کے اہم افراد کو آلہ کار بنا رہا تھا۔ مارلی کا نوٹر ہوئی جاز اور ایک ایلی کاپڑ اس کینی کے دن سے اور نیکی پڑ رہے تھے۔ مارلی دوسرے دن اپنے نوٹر میں جم کاف کے ساتھ اپنے قلعے کی طرف جانے والی تھی۔

زاد کو کم کوبرا بڑی رازداری سے اس کے اہم افراد کو بھی آلہ کار بنا رہا تھا۔ مارلی کے خاص بازی گاؤں زاس کے نوٹر ہوئی جاز اور نیکی کاپڑ دن رات گرائی کرتے رہتے تھے۔ کوبرا نے بڑی خاموشی اور رازداری سے ایک ایک کر کے انہیں شہید کیا تھا۔ آئندہ کسی وقت بھی ان میں سے کسی کے بھی دماغ میں پہنچ سکتا تھا۔

مارلی اور جم کاف کے خلاف دوسرا حملاً ان نون نے بنایا تھا۔ وہ جم کاف کے اندر رہ کر اب تک خود کو ایک عیاش اور ہوس پرست ظاہر کرتا رہا تھا۔ دراصل وہ جم کاف کے ذریعے مارلی کو بچائیں کر اس کے جزیرے اور اس کے قلعے پر قبضہ جتنا چاہتا تھا پھر اس مضبوط قلعے میں رہ کر وہاں کے اندر ورلڈ والوں سے نمٹتا چاہتا تھا۔

ہمارے ماتحت نیکی جیسی جاننے والوں نے مارلی اور جم کاف کے اندر مسلسل رہ کر مروج پاتے ہی ان کے دماغوں کو لاک کر دیا تھا۔ ان نون کی آمدورفت کا راستہ بند کر دیا تھا۔ ان نون کوئی پراٹا کھڑا نہ تھا۔ ابھی ہم اس کی سبزی نہیں جانتے تھے لیکن اتنا جانتے تھے کہ وہ میدان چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ ضرور چھتہ نہ کچھ کر رہا ہوگا۔

اور وہ کر رہا تھا۔ ہانگ کانگ اور جزیرہ لن تاز میں پولیس کے اور انٹیلی جنس کے ایسے اعلیٰ افسران تھے جنہیں مارلی بھاری رقمیں ادا کرتی تھی اور وہ اپنی حکومت سے زیادہ اس کے وفادار بن کر رہتے تھے۔ ان کے علاوہ چند سرکاری اعلیٰ عہدے دار بھی مارلی کے زر خرید غلام تھے۔ ان نون ایسے تمام اہم افراد کا سراغ لگاتا ہوا انہیں اپنا معمول اور حکومت بٹا رہا تھا۔

دشمن کمزور نہیں تھے۔ تاوان نہیں تھے۔ ایسے جال بچھا رہے تھے کہ مارلی اپنے نوٹر اور نیکی کاپڑ کے ذریعے بہ خیرت سفر نہیں کر سکتی تھی۔ جزیرے تک پہنچنے سے پہلے ہی فنا ہو جاتی۔

اگر یہ پلاننگ کی جاتی کہ اس کے زر خرید سرکاری افسران انہیں بڑی رازداری سے کسی دوسرے نیکی کاپڑ کے ذریعے قلعے میں بخیریت پہنچائیں گے۔ تب بھی مارلی اور جم کاف کی موت لازمی تھی کیونکہ ان نون ان تمام زر خرید

افسروں اور عہدے داروں کے اندر رہ کر ان کی ساری پلاننگ معلوم کر رہا تھا۔

ویسے مارلی اور جم کاف ہی ان کے ٹارگٹ نہیں تھے۔ ہم بھی ان کی سازشوں کا شکار ہو سکتے تھے۔ ٹانگا کوبرا نے دشمن تھا۔ اسی کی دشمنی مجھے ہانگ کانگ والی تھی۔ اس پر حاوی ہو کر ہمیں تلاش کر رہا ہوگا۔ سونیا نے اسے مقابلے میں اسے شکست دی تھی۔ وہ ٹانگا کی حفاظت کرتا تھا۔ سونیا نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کر دیا تھا۔ اسے برا سراہیں کر رہتا چاہتا تھا اور سونیا اس کا نام اور پتا معلوم کر چکی تھی۔ اس کی چالاک اور تیز و طراری نے کوبرا کو کچھ دیا تھا کہ اسے ہمارے مقابلے میں بہت محتاط رہنا ہوگا۔ سمجھ رہا تھا کہ جب بھی مارلی اور جم کاف کو نقصان پہنچے گا تو مجبوراً ان کی مدد کے لیے ظاہر ہو جائیں گے۔ ایسے وقت ہم سے بھی نمٹ سکے گا۔

ان نون بھی اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ صرف مارلی اور جم کاف کو راستے سے ہٹا کر وہ جزیرے اور قلعے پر قبضہ نہیں کر سکتے گا۔ نیکی کامیابی کے لیے مجھے راستے سے ہٹانا ضروری تھا۔

کوبرا اور ان نون کے علاوہ تیسرا حملاً بھی تھا اور وہ جم کاف کے اندر رہ کر مارلی اور اس کے ساتھی ماتحتی عمل سے نجات حاصل کر چکے تھے۔ بارو نے نیکی ذہانت اور حکمت عملی سے انہیں ہم سے دور کر دیا تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ کرتے تھے۔

انہوں نے اپنا ایک خاص آلہ کار مقرر کیا تھا۔ وہ اس آلہ کار کے دماغ میں اگر ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے۔ بازن نوڈ نے کہا ”ہم نے ایک بہت بڑی غلطی کی ہے۔ ہم سب ایک دوسرے کا پتا کھٹکنا جانتے تھے۔ ایک غلطی سے فریاد نے فائدہ اٹھایا اور ہم سب کو اپنا معمول بنایا۔“

بارو نے کہا ”سونیا اور فریاد دونوں ہی مکار ہیں۔ سونیا مارلی بن کر ہمیں دھوکا دیتی رہی۔ ہم نے اسے چاروں طرف سے اس طرح گھیر لیا تھا کہ وہ زندہ بچ کر رہی نہیں تھی۔ وہاں مارلی ماری جاتی یا سونیا، دونوں صورتوں میں تیار کامیابی تھی لیکن کمال ہے۔ فریاد کی حاضردہائی کا وہ نہیں ہے۔ اس نے ملی کے گلے میں ہم باندھ کر اسے سونیا کے پاس پہنچا دیا تھا۔“

بازن نوڈ نے کہا ”واہ گاؤں۔ اس ہم سے میری موت تھی۔ سونیا کو چاروں طرف سے فائرنگ کے ذریعے چھوڑ دیا جاسکتا تھا لیکن وہ مرتے مرتے ہم سے میرے چھوڑے اڑا

رہا۔“ ہمیں بچانے کی خاطر میں نے تمام ہاروے کے کوٹارنگ سے منع کیا تھا۔“

بازن نوڈ نے کہا ”یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اس نے ہر غائب کس طرح کیا تھا۔ اسے کیسے معلوم ہوا کہ میں بول کا کھانا کھا کر بیمار پڑ گیا ہوں۔ اس نے مجھے پتا کھانا کیا اور میں نے کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ ہمیں اس کے طریقہ کار کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے۔ ورنہ آئندہ بھی دھوکا کھا سکتے ہیں۔“

”ایسے زبردست لوگوں سے ٹکراتے رہنے سے تجربات حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ آئندہ ہم فریاد سے اس طرح ٹکرائیں گے کہ وہ ہم پر بھی شہ نہیں کرے گا۔ اندھیرے سے تیر چلائیں گے تو وہ بھی سمجھ نہیں پائے گا کہ ہم تیر چلا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ موت کی آٹھ پھولی پھیلی جائے گی۔“

بیکر اسٹ نے کہا ”ہم اپنے اپنے انڈر ورلڈ کے علاقے میں محرم ہو گئے ہیں۔ وہاں خود نہیں رہ سکیں گے۔ اپنے آلہ کاروں کے ذریعے وہاں کے معاملات سنبھالنے ہوں گے۔“

”فریاد نے ایک ہی مسئلے میں ہمیں بڑے مسائل سے دو کر دیا ہے۔ ایک تو ہم انڈر ورلڈ کے اہم معاملات کو خود براہ راست نہیں سنبھال سکیں گے۔ یہی اندیشہ رہے گا کہ سونیا اور فریاد ہماری ناک میں ہیں۔ ہم نے اپنی بیویوں کو پتا کھانا کرنے ان کے دماغوں کو لاک کر دیا ہے۔ اس خطرناک شخص سے بچنے کے لیے ہمیں اور کیا کچھ کرنا ہوگا۔“

بارو نے کہا ”ہم بھی اسے ایسے ہی مسائل میں الجھائیں گے۔ اس کی کسی ایسی کمزوری سے پھیلیں گے کہ وہ زپ اٹھے گا۔ ابھی وہ ہانگ کانگ میں مصروف ہے۔ اسے ہٹانے ضروری ہے۔“

بازن نوڈ نے کہا ”ہم نے پہلے ہی یہ طے کیا تھا کہ ٹانگا کوبرا کی مدد کرتے رہیں گے اور دوسرے وہاں کے اندر ورلڈ کے اہم معاملات کو اپنے ہاتھوں میں لیتے رہیں گے۔ ان تینوں گاؤں کو مجبور کروں گے کہ وہ ہماری نیکی جیسی کے آگے ہمیں گے یا پھر حرام موت مارے جائیں گے۔“

”ہم کاف ہمارے مقابلے پر تیزی دیکھا رہا ہے۔ وہ مارلی کے پاس کریم سے پہلے اس جزیرے میں پہنچنے والا ہے اور اسے روکنے کے لیے کچھ نہیں کر رہے ہیں۔“

بارو نے کہا ”تم سب کو فریاد کے شکنجے سے نکالنے کے لیے اتنا وقت صرف ہوا ہے۔ جم کاف کی تقدیر اچھی ہے۔ ٹانگا کوبرا پہلے ہی فریاد کے مقابلے میں کمزور پڑا رہا۔ اس کی نیکی جیسی جاننے والے کی مدد کے بغیر جم کاف کو

جزیرے پر قبضہ جمانے سے نہیں روک سکے گا۔ ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔“

انہوں نے پچھلے دنوں ٹانگا کوبرا کے کئی قابل سیکورٹی گاؤں اور دوسروں کے دماغوں میں جگہ بنائی تھی۔ ہانگ کانگ کے سرکاری افسروں اور عہدے داروں کے اندر بھی پہنچے رہے تھے۔ بازن نوڈ نے کہا ”میں ٹانگا کوبرا کے پاس جا رہا ہوں اگر وہ اپنے اندر نہیں آئے دے گا تو کسی آلہ کار کے ذریعے اس سے باتیں کروں گا۔ تم سب سرکاری افسروں اور عہدے داروں کے پاس جا کر وہاں کے حالات معلوم کرو۔“

بارو نے کہا ”ہمیں کسی نہ کسی طرح معلوم کرنا ہے کہ سونیا اور فریاد کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔“

بازن نوڈ نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اسے امید نہیں تھی کہ ٹانگا کوبرا اسے اپنے اندر آنے دے گا لیکن اس نے سانس نہیں روکا۔ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ تب پتا چلا کہ کوئی نیکی جیسی جاننے والا پہلے سے اس کے اندر موجود ہے۔

بازن نوڈ نے فوراً ہی اس کے مختصر خیالات پر دھم چور خیالات بنے تیار کیا کہ وہ اور دوسرے گاؤں فارز ایک نیکی جیسی جاننے والے ورنہ صفت انسان زاد کو کم کوبرا کے غلام بن چکے ہیں۔

پھر بازن نے کوبرا کی آواز سنی۔ وہ ٹانگا سے کہہ رہا تھا ”میں نے ایسی ایسی جگہ جال بچھائے ہیں کہ مارلی اور جم کاف ہانگ کانگ سے نکل کر اپنے جزیرے تک زندہ نہیں پہنچیں گے۔ میں تمہاری انڈر ورلڈ کی بادشاہت قائم رکھنے کے لیے تمہا مت کر رہا ہوں مگر تم کچھ نہیں کر رہے ہو میں نے کہا تھا کہ کسی طرح سونیا کا سراغ لگاؤ مگر تم اتنا کام کرنے کے بھی قابل نہیں رہے ہو۔“

ٹانگا نے کہا ”جہاں فریاد ہوگا۔ وہاں سونیا ہوگی اور جب تک مارلی اپنے قلعے میں صحیح سلامت نہیں پہنچے گی تب تک فریاد اس کے لیے حفاظتی اختلالات کرتا رہے گا۔ میں یقین سے کہتا ہوں۔ فریاد مارلی کے آس پاس اسی ہوٹل میں ہوگا اور سونیا بھی وہیں ہوگی۔“

”تم نے سونیا کے بارے میں یہ اندازہ کیا ہے۔ اندازہ درست ہے یا نہیں۔ یہ معلوم کرنے کی تکلیف نہیں اٹھا رہے ہو۔ میں حکم دیتا ہوں۔ اپنے خفیہ اڈے سے نکلو۔ مجھے بدل کر اپنے حواریوں کے ساتھ اس ہوٹل میں جاؤ۔ وہاں جس عورت پر بھی سونیا کا شہ ہو۔ اسے کسی بہانے زخمی کرو۔ میرے لیے اس کے دماغ کے دروازے کھولو۔“

”میں غلام ہوں۔ تمہارے حکم سے وہاں چلا جاؤں گا مگر

تم مجھے ٹیلی فنی جاننے والوں کے مقابلے میں بھیج رہے ہو۔ میں زندہ واپس نہیں آؤں گا۔"

ٹاناکا کے دماغ میں خاموشی چھا گئی۔ کوبرا جا چکا تھا۔ اس لیے وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے بولا "کوبرا پہلے میں تمہیں اس طرح محسوس نہیں کرتا تھا۔ صاف پتا چل رہا ہے کہ میرے اندر موجود ہو مگر خاموش ہو۔"

بائزن ٹوڈ نے کہا "کوبرا کی غلامی سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو سانس نہ روکو۔ میں تمہارا ایک ہمدرد بول رہا ہوں۔"

"تم کون ہو؟ میرے پاس ہمدردی کرنے کیوں آئے ہو؟ کوئی اپنے مطلب کے بغیر نہ کسی کے پاس آتا ہے نہ کسی کے لیے بچھ کرتا ہے۔"

"تم یہ کوئی نئی بات نہیں کہہ رہے ہو۔ صرف کام کی بات کرو۔ غلامی سے نجات چاہتے ہو یا نہیں؟ کوبرا کسی وقت بھی آسکتا ہے پھر میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا گا۔"

"مجھے اس سے نجات دلانے کے لیے تم مجھ پر بخیر عمل کرو گے۔ مجھے اپنا غلام بنالو گے۔"

"بے شک لیکن میں کوبرا کی طرح غلام نہیں ہوں۔ وہ تمہیں سونپا اور فریاد جیسے خطرناک ٹیلی فنی جاننے والوں کی تلاش میں بھیج رہا ہے۔ میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔"

"تم میرے لیے کیا کرو گے؟"

"تم اس کی طرح سوالات کرتے رہو گے تو کوبرا آجائے گا۔ فی الحال صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ تمہیں غلام نہیں۔ دوست بناؤں گا۔ یقین کر سکتے ہو تو کرو۔ ورنہ میں جارہا ہوں۔"

"نھو۔ میں تمہیں آزمائوں گا۔ تم مجھے کس طرح نجات دلاؤ گے؟"

"ابھی تم کوبرا کے حکم کے مطابق جیسے بدل کر سونپا کی تلاش میں جاؤ۔ میں تمہارے دماغ میں آتا رہوں گا۔ کوبرا موجود رہے گا تو میں خاموش رہوں گا۔ وہ نہیں رہے گا تو میں تمہیں کسی طرح بے ہوش کروں گا۔ اس کے بعد کبھی اسے تمہارے اندر نہیں آئے دوں گا۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل آیا۔ اس نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو کوبرا کے بارے میں بتایا۔ ٹاناکا کوڈو کے چور خیالات سے کوبرا کے بارے میں جتنی معلومات حاصل ہوئی تھیں۔ انہیں سن کر اس کے ساتھیوں نے کہا "اب ہماری دنیا میں ایسے ہی ٹیلی فنی جاننے والے پتا نہیں کتنے ٹکڑوں میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ یہاں یہ زبردست ذہین شخص پیدا ہو گیا ہے۔"

باروے نے کہا "ایک اور ٹیلی فنی جاننے کے متعلق

بھی پتا چلا ہے۔ میں ایک ایسے صحت مند اور جوان افسر دماغ میں گیا تھا۔ جو مابلی کا وفادار ہے۔ اس کے خیالات کرتے چلا کہ اس کے دماغ میں کوئی آتا ہے اور خود کو ان کے کتا ہے۔ اس نے ٹیلی فنی کے ذریعے اسے مجبور کیا تو وہ ایک حسین دوشیزہ سے جسمانی تعلق قائم کر لے اور قائم کرنے کے دوران میں وہ بہت خوش ہو گیا تھا۔ اس نے انہوں نے بعد میں بتایا کہ اسے اپنی ہوس پوری کرنے کے لیے ایسے بھگڑے جوان کی ضرورت ہے۔ اس لیے وہ اس کے پاس آتا رہے گا اور اسے دوسرے معاملات میں فائدہ پہنچا رہے گا۔"

تمام ساتھیوں نے باروے کی بات سن کر قہقہے مارے۔ "ہماری دنیا میں ایسا بھی ٹیلی فنی جاننے والا ہے جو خود کو نہیں کر سکتا۔ دوسرے کے گاندھے پر ہندو رکھ کر کوئی ایک فائرنگ کرتا ہے۔"

بیکر رائٹ نے پوچھا "کیا وہ انہوں صرف عیاشی کے لیے ہنگ کانگ آیا ہے؟"

باروے نے کہا "اس جوان افسر کے خیالات یہ ہیں۔ وہ انہوں کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ جانتا ہے لیکن ہماری عقل کتنی ہے کہ وہ دو مایوں اور دو خیالات ٹھیل کے پیچھے کوئی بڑا کھیل کھیلے آیا ہے۔"

بائزن ٹوڈ نے کہا "ہم تقریباً چند ہفتے یہاں کے معاملات سے دور رہے اور اپنی دیر میں دو ٹیلی فنی جاننے والے پیدا ہو گئے۔ یہ انہوں نے بھی کوبرا کی طرح مابلی کا 'سونپا' اور فریاد کے معاملات میں کچھ اپنے دائرہ اختیار رہا ہو گا۔"

آندرس نے کہا "ہم بڑی خاموشی سے تمام سرکاری افسروں اور عہدے داروں کے اندر جا کر ان کے خیالات پڑھتے رہیں گے تو اور بہت سی اہم معلومات حاصل ہوں گی۔"

بائزن ٹوڈ نے کہا "یہ بتاؤ ٹاناکا کوڈو کے حملے میں کیا باروے نے کہا مگر اگر کوئی نہیں معلوم ہوتا چاہے کہ ٹاناکا کے اندر موجود رہتے ہو۔ تم اس کا وفادار سے دیکھ کر رہے رہو اور کوبرا کی باتیں سن کر اس کے متعلق زیادہ معلومات حاصل کرتے رہو۔ کسی طرح اس کی بہی اور موجودہ پتا معلوم کرو۔"

بائزن ٹوڈ دوسری بار ٹاناکا کے اندر آیا۔ ٹاناکا نے اسے محسوس نہیں کیا۔ کوبرا وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا "یہاں مقابلہ سخت ہے۔ میں سمجھ رہا تھا۔ صرف فریاد مابلی سے منتظر ہو گا لیکن مابلی کے ساتھ جم کاف آیا ہے۔"

ایک کو تو میں چکیوں میں مسلسل دوں گا لیکن فریاد کے ساتھ چلتا ہے۔ میرے لیے مصیبت بنتی رہے گی۔ تم ہوش بچتے رہو۔ ٹاناکا نے کہا "عجب ہے تم ایک عورت سے ڈر رہے ہو۔"

"پوش اب۔ گدھے کے بچے! میں نے کسی سے ڈرنا نہیں سیکھا ہے۔ کسی سے خطا رہنے کا مطلب ڈرنا نہیں ہے۔ جب وہ بھی میرے مقابلے پر آئے گی تو دیکھ لیتا۔ میں اس کی گردن کاٹ کر کھوپڑی اپنے غار میں لے جاؤں گا۔"

کوبرا اپنے دو حواریوں کے ساتھ ایک کار میں بیٹھا ہوا اس ہوش کی طرف جارہا تھا۔ جہاں مابلی اور جم کاف کا قیام تھا۔ کوبرا کا خیال تھا کہ سونپا اسی ہوش میں مابلی اور جم کاف کے پاس موجود ہوگی۔ ٹاناکا نے کہا "کوبرا تم بھول رہے ہو۔ بائزن ٹوڈ جیسے ٹیلی فنی جاننے والے بھی تمہارے مقابلے پر ہیں۔"

"میں ٹیلی فنی جاننے والے تمام دشمنوں کو یاد رکھتا ہوں لیکن ان کا کچھ پتا نہیں چل رہا ہے۔ یہ تمام ٹیلی فنی جاننے والے اپنی خاموشی سے کیا کر رہے ہیں۔ ویسے ایک ٹیلی فنی جاننے والے کے بارے میں کچھ معلوم ہو رہا ہے۔"

"کیا اور کوئی ٹیلی فنی جاننے والا آیا ہے؟"

"ہاں کوئی ہے۔ میں یہاں کے سرکاری افسروں اور افسدہ داروں کے اندر جگہ بنا رہا ہوں۔ وہاں میں نے ایک افسدہ دار کے اندر اسے بولتے سنا ہے۔ اس کی باتوں سے پتا چلتا ہے کہ وہ مابلی اور جم کاف کے خلاف کچھ فساداتیں کر رہا ہے۔"

ٹاناکا نے کہا "ہم یہاں بڑے آرام سے ایڈورڈ ولڈ میں حکومت کر رہے تھے۔ فریاد کے یہاں پہنچنے ہی دنیا کے کتنے ہی ٹکڑوں سے ٹیلی فنی جاننے والے چلے آ رہے ہیں۔ یہاں پتا نہیں چلتا کہ انہوں نے کتنے ہون گئے۔ جنہوں نے ابھی خود کو ظاہر نہیں کیا ہے۔ ان تمام ٹیلی فنی جاننے والوں کے سامنے ہمارے جیسے ڈاکو اور مفرور ہو کر رہ گئے ہیں۔"

ٹاناکا اس ہوش کے احاطے میں پہنچ گیا۔ کوبرا نے کہا "میں فوراً مابلی کا سوٹ ہے۔ وہاں تم بھی کوئی سوٹ یا کراٹا لے لو۔ اپنے تمام حواریوں کو ہوش کے اندر اور باہر ڈھونڈنے کے لیے کہو۔"

وہ ہوش کے کاؤنٹر پر آکر بولا "میں ایک سوٹ چاہتا ہوں۔"

ڈاکو بھڑک کر نے کہا "سواری ہمارے تمام سوٹ سیتھ ہیں۔ میں اسے سب ریڑھوں پر لے کر آؤں یا پیچھے کے

فلور میں کوئی کراہ سکتا ہے۔"

اس نے ایک کراہ حاصل کر لیا۔ کوبرا نے کہا "سیتھ فلور میں سوٹ خالی ہے لیکن کل بارہ بجے تک کسی کو وہاں جانے اور رہنے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔ یہ مابلی اور جم کاف کی سیکورٹی کے لیے کیا جا رہا ہے۔ اس سیتھ فلور پر کسی بھی غیر متعلق شخص کو جانے کی اجازت نہیں ہے لیکن تمہیں سونپا نظر آئے گی تو میں ٹیلی فنی کے ذریعے تمہیں اس فلور میں پہنچاؤں گا پھر مجھے جو کرنا ہے وہ کر گزروں گا۔"

ٹاناکا ہوش کے کمرے میں آگیا۔ پتا چلا اس فلور کے ایک کمرے میں ایک شخص کھڑا ہو گیا ہے اور اس کی پوی کا ایک بہت ہی قیمتی ٹیکس چرائیا گیا ہے۔ پولیس اور سراغ رساؤں کی ٹیم اس قاتل چور کو تلاش کر رہی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ وہ واردات کرنے کے بعد اوپر یا نیچے کے فلور میں نہیں گیا ہے۔ وہیں کسی کمرے میں چھپا ہوا ہے۔ وہ لوگ ایک ایک کمرے کی تلاشی لے رہے تھے۔ ان میں سے ایک سراغ رساں اور چند پولیس والے ٹاناکا کوڈو کے کمرے میں بھی آئے۔ انہوں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا "تم کون ہو؟ اور تمہارے اس بیگ میں کیا ہے؟"

"اس میں میری عام ضرورت کا سامان ہے۔ میں اپنا نام ہوش کے کاؤنٹر پر لکھا چکا ہوں۔ یہ میرا شناختی کارڈ ہے۔ ایک ایک شناختی کارڈ لے کر دیکھا۔ دوسرا اس کا بیگ کھولنے لگا۔ اس نے لپک کر بیگ کو چھینے ہوئے کہا "یہ کیا حرکت ہے؟ میں ہوش کی انتظامیہ سے شکایت کروں گا۔"

سراغ رساں نے اس سے بیگ چھین کر کھولتے ہوئے کہا "تم جاؤ اور شکایت کرتے رہو۔ ہمیں اپنی ذیولٹی کرنے دو۔"

وہ بیگ کے اندر سے سامان نکال کر بستر ڈالنے لگا۔ ایک جدید ساخت کا ریوایور برآمد ہوا۔ سراغ رساں نے پوچھا "یہ کیا ہے؟ اس ہوش میں ہتھیار لانے کی ممانعت ہے اور تم چھپا کر لائے ہو۔"

"میں کسی غلط ارادے سے نہیں لایا ہوں۔ میرے پاس اس کا لائسنس ہے۔"

"ایسی چیزیں نیک ارادوں سے نہیں لائی جاتی ہیں۔ ویسے تم چرسے سے چھپے ہوئے بد معاش لگتے ہو۔ تمہارا چہرہ کچھ عجیب سا ہے۔"

"اس علاقے کے بڑے بڑے لوگوں میں میرا شمار ہوتا ہے۔ میں ابھی تمہارے ڈائریکٹر جنرل سے بات کرتا ہوں۔"

اس نے فون کے ذریعے اٹھلی جس کے ڈائریکٹر جنرل سے رابطہ کیا پھر کہا "ہیلو میں بول رہا ہوں۔ کیا میری آواز

پہچان رہے ہو؟

”ہاں کیوں نہیں۔ تم تانا کا کوڑو ہو۔ اتنے دنوں تک کہاں غائب رہے؟“

”حالات غائب رہنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ یہاں ہوٹل میں ایک مڑر کے سلسلے میں چیلنگ ہو رہی ہے۔ ہمیں پتا ہے۔ میں ہتھیار کے بغیر نہیں رہتا۔ تمہارا ایک سراغ رساں میرے ریوالور پر اعتراض کر رہا ہے۔ اسے سمجھاؤ اور یہاں سے جانے کے لیے کہہ دو۔“

”ٹھیک ہے۔ اسے ریپور دو۔ میں اچھی طرح سمجھاؤں گا۔ تم نہیں جانتے ہمیں تمہارا کتنا انتظار تھا۔“
اس نے سراغ رساں کو ریپور دیا۔ وہ ریپور رلے کر بولا ”ہیلو سر؟“
ڈائریکٹر جنرل نے کہا ”کیا تم تانا کا کوڑو کو نہیں پہچانتے ہو؟“

”پہچانتا ہوں مگر وہ ایک عرصے سے روپوش ہے۔“
”وہ ابھی تمہارے سامنے موجود ہے۔ ابھی مجھ سے باتیں کر رہا تھا۔ ماری اور جم کاف کو قتل کرنے کے لیے اس ہوٹل میں آیا ہے۔ اسے گرفتار کر کے سلاخوں کے پیچھے ڈال دو۔“

کوبرا یہ ساری باتیں معلوم کر رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تانا کا سلاخوں کے پیچھے قید رہے۔ اس کے ذریعے ابھی بہت کچھ کرنا تھا۔ اس نے تانا سے کہا ”تم ڈائریکٹر جنرل پر بھروسہ کر رہے ہو اور وہ تمہاری گرفتاری کا حکم دے چکا ہے۔ یہ تمہیں گرفتار کرنے والے ہیں لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔“

بائرن ٹوڈ چاہتا تھا۔ ایسا ہو جائے۔ تانا کا ایک جگہ قید رہے۔ کوبرا اسے رہائی دلانے میں ناکام ہو کر دوسرے گاڑ فادر کو آلہ کار بناتا گا۔ ان دوسروں کے ذریعے بھی بہت سی معلومات حاصل ہوں گی۔

سراغ رساں نے ریپور دے کر کہا ”اچھا تم تانا کا کوڑو ہو۔ ایک تو ہمیں بدل کر آئے ہو پھر ہتھیار بھی لائے ہو۔ میں تمہیں ابھی حوالات میں پہنچاؤں گا۔“
کوبرا اس سراغ رساں کے دماغ پر حاوی ہو گیا۔ وہ بولا ”مگر نہیں۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔ اپنا یہ ریوالور لو اور یہاں رہو۔ میں جا رہا ہوں۔“

بائرن ٹوڈ نے پولیس افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے ریوالور نکال کر سراغ رساں سے کہا ”تمہارے ڈی جی نے اسے گرفتار کرنے کی اجازت دی ہے مگر تم اسے اس لیے چھوڑ کر جا رہے ہو کہ تمہارے دماغ میں ایک خبیث خیال خونی کرنے والا سا گیا ہے۔“

وہ افسر تانا کا جھکڑی پہناتے ہوئے بولا ”مجھے افسر ایک نہیں کئی ٹیلی پیچی جاننے والے ہیں۔ تم مجھے فرضی ادائیگی سے نہیں روک سکو گے۔“

پھر اس افسر نے نسوانی آواز میں کہا ”میں کوبرا سے کئی ہوں۔ وہ مجھے روک سکتا ہے تو روک کر دکھائے۔“
کوبرا نسوانی آواز سن کر چونک گیا۔ اگرچہ بائرن ٹوڈ سونیا کے لب و لہجے کی نقل نہیں کی تھی مگر کوبرا نے اسے سمجھا۔ تانا کی زبان سے بولا ”تم؟ میں جانتا تھا تم اس ہوٹل میں موجود ہو۔“

”اس لیے تم نے تانا کا کوبرا کی تلاشی میں سمجھا تھا۔“
دیکھو۔ میں تانا کا کہاں بھیج رہی ہوں۔“
”سونیا تم بہت چھتاؤ۔ میں تمہیں اس ہوٹل سے نہیں جانے دوں گا۔ تم یہاں سے سیدھی جسم میں جاؤ گی۔“
”تم تو جسم میں جانے سے پہلے ہی نفرت کی انگ میں رہے ہو اگر اسے پہچانتے ہو تو بچالو۔“

میرے کئی مانت سراغ رساں اس ہوٹل کے اہم افراد کے اندر پہنچے ہوئے تھے مڑر کیس کی تحقیقات کرنے والوں کے دماغوں میں بھی تھے۔ انہیں معلوم ہوا کہ تانا کا بھی یہاں کر اس کمرے میں پہنچا ہوا ہے۔ ایک مانت نے مجھ سے پوچھا ”وہ آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔“

میں نے کہا ”تانا کا کئی اہمیت نہیں رہی ہے۔ اسے کوبرا کا آلہ کار نہ بنے دو۔ وہ کوبرا سے نجات پانے کا دوسرے ٹیلی پیچی جاننے والے کے چنگل میں پھنسے گا۔“
نجات دلا دو۔“
دوسرے ماتحت نے کہا ”سر ان میں سے ایک ملتا ہے۔ جاننے والا نسوانی آواز میں بول کر خود کو میڈم سونیا کہتا کر رہا ہے۔“

”تم چلو۔ میں آ رہا ہوں۔“
میں اس پولیس افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ کوبرا نے سراغ رساں کی زبان سے بول رہا تھا ”میں اس ہوٹل میں جگمگ نہیں چاہتا۔ تانا کا کی جھکڑی کھو لو اور اسے یہاں سے جانے دو۔“
بیون ٹوڈ نے نسوانی آواز میں کہا ”میرا نام سونیا ہے۔ تم اسے حوالات میں نہیں جانے دو گے تو میں اسے قید پہنچا دوں گی۔ تم مجھے سن مانی کرنے سے نہیں روک سکو گے۔“

کوبرا نے سراغ رساں کے ذریعے اچانک فائر کر دیا۔ پولیس افسر کو گولی مار دی۔ اس سے چالچی کے جھکڑی کھول دی۔ بائرن ٹوڈ نے اس سراغ رساں کو ایک سر ہاتھ کر کہا ”اب میں یہاں آگئی ہوں اب اس ایک سر ہاتھ

کے دماغ میں ہماری جنگ جاری رہے گی۔“
میں نے اس سراغ رساں کے دماغ میں کہا ”تم میں سے کوبرا ہے مگر دوسرا کون ہے؟ نئے عورت بننے کا شوق ہے؟“

”اے سونیا بنا بھی نہیں آگ۔“
ان دونوں نے باری باری پوچھا ”تم کون ہو؟“
”وہاں۔“
”وہاں؟“
میں نے کہا ”یہاں سونیا ہے لیکن وہ کسی معاملے میں اتنا جانتا نہیں کرتی ہے۔ تخت یا تختہ کرنے کے چلی جاتی ہے۔“

”یہ کئی کر رہی ہے۔“
تانا کا کوڑو اس کمرے سے نکل کر بھاگنا چاہتا تھا۔ میں اس سراغ رساں کے ذریعے اس کی ایک ٹانگ پر گولی مار دی۔ وہ لڑکھڑکھ کر دواڑے پر گرا۔ میں نے کہا ”دیکھو تانا کا تم جتنی بلندی پر تھے اور جتنی ذلت سے گر رہے ہو۔ تم لڑکھڑکھ کر نکل کر نکلنے کے لیے اسے ہانگ کالک آنے پر مجبور کر دو۔“
”میں جان سے نہیں مارے گا۔ تمہیں ذلت کی ڈانٹ دے گا۔“

میں نے اس کی دوسری ٹانگ پر گولی مار دی۔ وہ تکلیف اڑاتے ہوئے پھر گر پڑا۔ میں نے کہا ”تم نے بائرن ٹوڈ کے اسے قاتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ میرا خیال ہے یہ تمام ٹیلی پیچی ڈانٹ کے بعد ابھی موجود ہیں۔ ان سے اٹھاؤ۔“
یہ آخری بار میں نے انہیں سے بھاگنے کا حکم دیا۔ میں انہیں اپنی ٹیلی پیچی کے ذریعے انہیں ڈانٹنے کا موقع دے رہا ہوں۔“

بائرن ٹوڈ اور کوبرا نے ایک دوسرے کی دشمنی کو بھول کر سراغ رساں کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر کوبرا نے کہا ”تمہارا تانگ نہیں کرتے دیں گے ہم تانا کا کوبرا کے پاس لے جاسکتے تھے مگر تم نے اس کے دونوں پاؤں ناکارہ کر دیے۔“

میں نے کہا ”کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تم تمام ٹیلی پیچی کے ذریعے انہیں ملٹ دے سکتا ہوں۔ اسے اس میں ڈال کر لے جاؤ مگر نہیں لے جاؤ گے۔ کیونکہ اسے جانے کے لیے ہمیں چاہیے گا۔ یہاں میں پہنچ جاؤں گا۔ یہ یہاں کا بہت بڑا شہر ہے۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”تم درست کہتے ہو۔ یہ اب ہمارے کسی شہر کا ہے۔ اسے مار ڈالو۔“
میں نے کہا ”اس سراغ رساں کے دماغ پر قبضہ کرنا میرا کام ہے۔ اسے قاتل نہیں کرنے دو گے۔ تمہارا سر کوڑوں نے مجھے اس کے اندر سے بھگا دیا ہے۔“

ایسے ہی دقت دیکھا جاتا ہے کہ کون ٹیلی پیچی کے کتے جھکڑے جاتا ہے۔ تم سب اس کے دماغ پر اور مضبوطی سے قبضہ جماد۔ میں اسی کے ذریعے گولی چلاؤں گا۔“

”یہ ہو نہیں سکتا۔ ہم یہاں ایک سے زیادہ ہیں۔ اس کا دماغ ہم سب کے گلے میں ہے۔ تم اس کے ذریعے گولی نہیں چلا سکو گے۔ ہم دیکھیں گے کہ تم کتنے بالکل ہو۔“
وہاں تین سپاہی کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے ہنسنے ہوئے کہا ”ایسے وقت ایک ذرا سی عقل استعمال کرنا پڑتی ہے۔ دیکھو تمہارا یہ آوی تمہارے گلے میں ہونے کے باوجود کسے گولی چلانے گا۔“

یہ کتے ہی اس سپاہی نے اس سراغ رساں کے بازو پر گولی مار دی۔ اس کے حلق سے سچ نکلی۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا ”اے ٹیلی پیچی جاننے والے احمق! گولی گلے ہی اس کا دماغ کھڑو ہوا اور تمہاری گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ اب یہ گولی چلا رہا ہے۔“

سراغ رساں نے ایک فائر کیا۔ وہ گولی تانا کا کے ایک بازو میں لگی۔ اس نے دوسرا فائر کیا۔ وہ گولی دوسرے بازو میں لگی۔ وہ گولیاں کھا کر فرش پر ترپ رہا تھا۔ میں نے سراغ رساں کے دماغ میں کہا ”تم تمام ٹیلی پیچی جاننے والوں نے تانا کا کا عروج دیکھا تھا۔ اس کا زوال ابھی دیکھ رہے ہو۔ چاروں ہاتھ پاؤں سے اپنا جین چکا ہے۔ تمہیں یہی انجام پہنچے تو ہانگ کالک میں ضرور رہو۔“

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ میرا خیال تھا کہ وہاں کوبرا کے علاوہ ان نون تھا۔ بائرن ٹوڈ اور اس کے ساتھی بھی ہو سکتے تھے لیکن وہ لوگ اپنی موجودگی کیس ظاہر نہیں کر رہے تھے۔ مجھے ان کی سرگرمیوں کا علم نہیں تھا۔

میں اور سونیا اپنے منصوبوں پر عمل کر رہے تھے۔ سونیا دو گھنٹے پہلے ہی ہانگ کالک سے جا چکی تھی۔ جزیرہ لن آؤ پہنچ گئی تھی۔ وہاں وہ دوبارہ ماری بن گئی تھی۔ ابھی کسی پر ظاہر نہیں ہو رہی تھی۔ میں بھی وہاں جلد ہی جانے والا تھا لیکن اس سے پہلے ماری اور جم کاف کو بحیرہ جزیرے میں پہنچانا تھا۔ وہاں سونیا انہیں تحفظ دینے والی تھی۔

دوسری صبح ٹوڈ نے ماری اور جم کاف پر ایویٹ فلائنگ کمپنی میں پہنچے تھے۔ وہ ظاہر کر رہے تھے کہ بڑی رازداری سے جزیرے کی طرف جا رہے ہیں۔ ماری نے چہرے پر نقاب ڈال رکھا تھا۔ جم کاف کا چہرہ ڈھلا ہوا تھا۔ ایسے وقت میں اور میرے کئی ماتحت ان دونوں کے دماغوں میں تھے۔

اوپر کوبرا نوٹسٹر جہاز اور ہیلی کاپٹر کے پاس پیرا دیے والے ماری کے گارڈز کے اندر جگہ بنا چکا تھا۔ جب وہ فلائنگ کمپنی سے پرواز کا اجازت نامہ لے کر نوٹسٹر کے پاس

آئی تو اس کے سیکورٹی افسر نے کہا "میزم پلیز آپ چرے سے نقاب اٹھائیں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"میرا چہرہ نہ دیکھو۔ مجھے میری آواز سے پہچانو۔ میرے گارڈز میرے ایک ایک اشارے کو پہچانتے ہیں۔"

"میں آپ کو پہچان رہا ہوں پھر بھی آپ کی حفاظت اور سلامتی کے لیے چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

وہ چہرے سے نقاب اٹھا کر بولی "بے شک تم میرے ذمے دار محافظ ہو۔"

میں اس سیکورٹی افسر کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ کورا اس کے ذریعے یقین کرنا چاہتا تھا کہ مارلی ہی جم کاف کے ساتھ اس جہاز میں جا رہی ہے۔ سیکورٹی افسر نے اس کی صورت دیکھ کر انٹینشن ہو کر سیلیوٹ کیا اور کہا "ہیٹیک یو میزم! آپ جاسکتی ہیں۔"

وہ نوٹیسٹر میں جم کاف کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اس جہاز کو وہی اڑایا کرتی تھی۔ اس بار جم کاف نے پائلٹ کی سیٹ سنبھالی کیونکہ اس مارلی کو جہاز اڑانا نہیں آتا تھا۔

وہ اور اس کا ساتھی جم کاف ہانگ کانگ جیل کی ان کوٹھڑیوں میں تھے جہاں بھائی پانے والے مجرموں کو رکھا جاتا ہے۔ اس روز انہیں مزائے موت دی جانے والی تھی۔ وہ بھائی پر چڑھائے جانے والے تھے بھائی کے تختے کے بجائے انہیں نوٹیسٹر جہاز میں پہنچا دیا گیا تھا۔

جیل کی کوٹھڑی سے اس جہاز تک ہمارے ماتحت ٹیلی پیٹھی جانے والوں نے دونوں کے دماغوں پر قبضہ بجا رکھا تھا۔ اسی لیے وہ مارلی اور جم کاف بن کر چلے آئے تھے۔

زاؤ کو کم کورا بہت خوش تھا۔ فلائنگ کمپنی کے ایک عمدے دار کے دماغ میں وہ کر ایک خوش خبری سننے کا انتظار کر رہا تھا۔ دس منٹ کے بعد ہی اطلاع ملی کہ وہ جہاز پرواز کرنا ہوا لن آؤ جزیرے کی طرف جا رہا تھا۔ اچانک ایک دھماکے سے اس جہاز کے پیچھے سے اڑ گئے ہیں۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سمندر کی تہ میں گم ہو گیا ہے۔ کورا خوشی سے اچھل پڑا۔ وہ ایک بار سونیا سے مات کھا چکا تھا۔ دوسری بار میں نے اس کے سب سے اہم آلہ کار ٹانگا کاؤڈ کو اس کے سامنے اپنا چہرہ کر کے ڈیل کیا تھا۔

وہ غصے میں جل بیٹھ رہا تھا لیکن مارلی اور جم کاف کی موت نے اس کے غصے کو بالکل ہی ختم کر دیا۔ وہ ایک سرکاری اعلیٰ عہدے دار کے دماغ میں آیا۔ اسے جہاز کی تباہی کی اطلاع مل چکی تھی۔ وہ فون کے ذریعے فلائنگ کمپنی والوں سے جواب طلب کر رہا تھا کہ پرواز سے پہلے اس جہاز کو اچھی طرح چیک کیوں نہیں کیا گیا تھا۔

کورا دوسرے عمدے داروں اور افسروں کے دماغوں

میں جانے لگا۔ مارلی اور جم کاف کی حادثاتی موت نے ان سب کو پریشان کر دیا تھا لیکن کورا اٹھلی جس کے ذہن پر جہاز کے چور خیالات بڑھ کر چوہک گیا۔ اسے یقین نہیں آیا۔ اس نے پھر اس کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا مارلی اور جم کاف زندہ ہیں۔ یہ اٹھلی جس والوں کی چال تھی۔ انہیں نے ان دونوں کی ڈی کے ذریعے ٹیلی پیٹھی جانے والے دشمنوں کو دھوکا دیا ہے۔ وہ اصل مارلی اور جم کاف کو ہار بوٹ کے ذریعے سمندر کے راستے جزیرہ لن آؤ میں پکڑ رہے ہیں۔ وہ دونوں اس وقت سوئٹزرلینڈ میں ستر کر رہے ہیں۔

ایسے ہی وقت کو برا نے ڈائریکٹر جنرل کے اندر ان دنوں کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا "سٹریڈی جی تم بہت ذہین ہو۔ کورم ٹیلی پیٹھی جانے والوں کے سامنے کسی کی ذہانت کا نمونہ آئی۔ میں تمہارے دماغ میں آتا رہا ہوا تھا اور تمہارے خیالات پڑھتا رہا تھا۔ صرف تم لوگوں نے سمندر میں اور ان جزیرے میں حفاظتی جال نہیں بچھائے ہیں۔ میں نے سمجھ کچھ کیا ہے اگر وہ دونوں ٹائم بم کے پلاسٹ ہونے سے جزیرے میں پہنچیں گے تو قلعے تک صحیح سلامت نہیں آسکیں گے۔"

ڈائریکٹر جنرل نے پوچھا "تم کون ہو؟ تمہیں کیے ملزم ہوا کہ میرے دماغ میں آنے سے اتنی اہم اور خفیہ بات معلوم ہو سکے گی؟"

"میں اپنے کام کے آدمیوں تک پہنچنا جانتا ہوں۔ خود ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن فریاد کو کسی حد تک معلوم ہو چکا ہے۔ وہ میرا اصلی نام نہیں ایک فرضی نام جانتا ہے۔ کورا جان لو مجھے ان نون کہتے ہیں۔ مارلی اور جم کاف کے بعد گئے ہی اس قلعے اور جزیرے کا حکمران بننا ہے۔ تم سے اتنی بات رابطہ رہے گا۔"

فون کی کھنٹی بجنے لگی۔ ڈائریکٹر جنرل نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے کہا گیا "سرغضب ہو گیا اس سوئٹزرلینڈ میں اچانک دھماکا ہوا تھا۔ وہ سمندر میں گر ڈوب گئی ہے۔ سوری نوے ہم میزم مارلی کو نہ بچا سکتے جم کاف بھی مارا گیا ہے۔"

ان نون نے تشفیہ لگایا۔ ڈی جی کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا تھا۔ وہ بولا "مائی گاڈ۔ تم بہت خطرناک ہو۔ اس عورت کو بڑے بڑے خطرناک دشمن ہلاک کرنے کی کوشش کرتے رہے اور ناکام ہوتے رہے۔ تم یہاں جرائم کی دنیا میں بہت بڑی تبدیلی لا رہے ہو۔"

ان نون نے کہا "اور تبدیلی یہ ہے کہ میں جلدی اس قلعے سے اپنے حکمران ہونے کا اعلان کروں گا۔ میں جلدی

ہوں۔ مجھے دوسرے ٹیلی پیٹھی جانے والے دشمنوں سے بھی نشانے اور فریاد توڑنی سامنے کی طرح پھنکار رہا ہوگا۔"

ڈی جی کے دماغ میں خاموشی چھائی۔ کورا وہاں خاموشی سے ان کی باتیں سنتا رہا تھا۔ اسے یہ اطمینان ہوا تھا کہ مارلی اور جم کاف واقعی مارے گئے ہیں لیکن وہ ان نون اس کے لیے پیچھے بن گیا تھا۔ دعویٰ کر رہا تھا کہ جلد ہی قلعے میں پہنچ کر اپنے حکمران ہونے کا اعلان کرے گا۔

وہ بھی ان نون کی طرح جزیرہ لن آؤ میں اپنے کئی آلہ کار بچا تھا۔ قلعے کے باہر جانے والوں اور اندر آنے والوں پر ڈی سخت پابندیاں تھیں۔ پوری طرح اہم شناختی کاغذات لینے کے بعد قلعے کے اندر رہنے والوں کو باہر جانے اور واپس آنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ تمام دشمن ٹیلی پیٹھی ہاتھ والوں کے لیے وہ قلعہ بہت اہم تھا۔ سب ہی اپنے اپنے طور پر اس کے اندر دھنچنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ اندر دھنچنے کی ایک ہی معقول صورت تھی کہ قلعے کے جو افراد اپنی ضرورت سے باہر آتے ہیں ان کے دماغوں پر قبضہ کر لیا جائے۔ جب وہ قلعے کے اندر جائیں تو ان کے ذریعے ان کے اہم افراد کو اپنا معمول بنایا جائے۔

میں جانتا تھا۔ وہ بہت کچھ کر رہے ہوں گے اور وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ پچھلے دنوں ہمارے درجنوں ٹیلی پیٹھی جانے والوں نے وہاں کے تمام اہم افراد کو اپنا معمول بنالیا تھا۔ دقت آنے پر ہم وہاں بھی ان سے ٹٹ سکتے تھے۔

مارلی اور جم کاف نے جس ہوٹل میں قیام کیا تھا۔ وہاں میک نام کا ایک ٹیکسٹ دار تھا۔ جو سمندر سے پکڑی گئی پھیلیاں اور بھینکے اس ہوٹل میں پہنچا کر آیا تھا۔ وہ پختے میں ایک دن اپنی بیوی کے ساتھ مل وصول کرنے آیا کرتا تھا۔

میرے ماتحتوں نے ان دونوں کو دیکھا تھا پھر ان کے مطابق مارلی اور جم کاف کا میک اپ اور گیٹ اپ کیا تھا۔ دوسری صبح میک اپنی بیوی کے ساتھ مل کر رقم لینے آیا تو ان کے دماغوں میں پہنچ کر انہیں مارلی کے سوٹ میں پہنچا دیا گیا۔ مارلی جم کاف کے ساتھ ایمر جنسی یوزیوں سے اتر کر پچھلے دروازے سے نکل کر رش باربر کی طرف چلی آئی۔ وہاں ماہی گیروں کی کشتیاں سمندر سے پھیلیاں لے کر آئی تھیں۔ وہ مچھلی کی بہت بڑی ساحلی منڈی تھی۔ مارلی نے ان کی عورتوں کی طرح معمولی سا بلاؤڈ اور اسکرٹ پہنا ہوا تھا۔ جم کاف بھی ماہی گیروں کے لباس میں تھا۔

برصغیر کے نامور گلوکاروں

نوٹیشن

کے سدا بہار گیتوں کا

اس نوٹیشن کی مدد سے ان گیتوں کی صرف

"دھن" بھی ہر ساز پر بجاتی جاسکتی ہے

موسیقی کے حوالے سے

ابجد موسیقی

صفحہ 200 سے زائد

قیمت 200 روپے

ڈاک خرچ 25 روپے

کے بعد اس اقبال کی دوسری کتاب

موسیقی کے دیوانوں کے لئے ایک منفرد تصدیق!

اپنی طرز کی ایسی کتاب پہلے کسی شاعر نہیں ہوئی۔

مجلد اول

دکھن شرق

کتابیات پبلی کیشنز

پوسٹ بکس 23 دھان سمیر زملور یا اسٹریٹ آئی آئی چنبرہ روڈ کراچی 74200

فون: 5802552-5895313

فیکس: 5802551

kitablat1970@yahoo.com

وہاں سے ایک فیری بوٹ مسافروں کو ان کے بھاری سامان کے ساتھ جزیرہ لن ٹاؤں لے جاتی تھی۔ وہ دونوں اس فیری بوٹ میں سوار ہو گئے۔ مونز بوٹ کے حوالے میں ان کی ہلاکت کی خبر نے دشمنوں کو پوری طرح مطمئن نہیں کیا تھا۔ اتنی بڑی کامیابی حاصل کرنا کوئی آسان بات نہیں ہوتی۔ وہ ان کی موت کا پوری طرح یقین کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے ہوٹل میں بتائے ہوئے آلہ کاروں کے خیالات پڑھے تو ایک لفٹ مین کے خیالات نے بتایا کہ پھمیلیاں اور جھٹکے سلائی کرنے والا میک اپنی بیوی کے ساتھ سیونٹھ فلور میں گیا تھا۔ اس بات نے انہیں سوچنے پر مجبور کیا کہ اس فلور میں سیکورٹی کے سخت انتظامات ہیں۔ وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہیں دی جاتی پھر میک اپ اور اس کی بیوی کو کیوں اجازت دی گئی ہے؟

پھر ہوٹل کے سیکورٹی گارڈز کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ میک اپنی بیوی کے ساتھ ایمرجنسی ایکسٹ ڈروازے سے باہر گیا ہے۔ کورا "ان نون اور بائزن ٹوڈ کے تمام ساتھی اپنے ان آلہ کاروں کے پاس بیٹھے تھے۔ جو ساحلی علاقوں میں تھے۔ وہ ان کے ذریعے جزیرے کی طرف جانے والے تمام مونز بوٹس اور فیری بوٹس کی طرف دوڑنے لگے۔ مارلی اور جم کاف جس فیری بوٹ میں تھے وہ مونز بوٹ ساحل چھوڑ کر سمندر میں جا رہی تھی۔

وہ سب خیال خوانی کے ذریعے ان آلہ کاروں کے پاس پہنچ گئے۔ جزیرہ لن ٹاؤں کے ساحل پر موجود تھے اور جہاں وہ فیری بوٹ پہنچنے والی تھی۔

مجھے کچھ اطمینان ہوا تھا۔ وہ دونوں فیری بوٹ میں بھیریت سفر کر رہے تھے۔ میری معلومات کے مطابق تمام دشمنوں کو ان کی موت کا یقین آیا تھا اور وہ ان کی سلامتی سے بے خبر تھے۔ مارلی، جم کاف کے ساتھ فیری بوٹ کے ایک بیچ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ خوش ہو کر کہہ رہی تھی "فریاد تم نے دشمنوں کو خوب الجھایا ہے۔ جب میں قلعے میں پہنچ جاؤں گی اور اپنی سلامتی ظاہر کروں گی۔ تب دشمنوں پر ہلکی گرسے گی۔"

گئے۔ تم دونوں کامیک اپ بڑی مہارت سے کیا گیا ہے۔ مارلی نے کہا "میں دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے اپنا چہیتی مانو کو پہلی بار اپنے سے دور کر چکی ہوں۔ اس بات کا شک میں چھوڑ آئی ہوں۔ وہ میری پہچان بن گئی۔" میرے ساتھ نہیں رہے گی تو دشمن مجھے بھی نہیں پہچان سکیں گے۔

جم کاف نے کہا "بھئی بھئی اپنے بھی جان کا غلط بھرتے ہیں۔ تم نے بتایا تھا کہ وہ بلی تمہارے بست کام آئی ہے۔ کوئی بات نہیں۔ قلعے میں پہنچ کر فون کے ذریعے ایک ٹانگ کی پولیس والوں سے کوئی تو وہ اسے وھونڈ کر تمہارے پاس پہنچا دے گا۔"

اس کی بات فہم ہوتے ہی میاؤں کی آواز سنائی دی۔ دونوں چونک گئے۔ میں نے بھی چونک کر دیکھا۔ وہ ان کے سامنے چند مسافروں کے درمیان کھڑی ہوئی تھی۔ وہ مارلی کو دیکھتے ہی دوڑتی ہوئی آئی پھر چھلانگ لگا کر اس کے بازوؤں میں پھنسی۔

مارلی خوشی سے کھل گئی۔ اسے سننے سے لگا کر کہنے لگا "شرر کہیں کی! میں تجھ سے پیچھا چھڑا کر آئی تھی مگر تو میرا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔"

میں نے کہا "مارلی تم خوش ہو رہی ہو۔ یہ تمہاری پہچان بن گئی ہے۔" میں کیا کروں۔ اسے سمندر میں تو نہیں پھینک سکتی۔

جم کاف نے کہا "یہ تو براہم بن گئی ہے۔ اس سے کی طرح پیچھا چھڑاؤ۔"

"سوری جم یہ میری جان ہے۔ میری وفادار ہے۔ کیا تم اس وفادار کا گلا دبوچ کر ماراؤ؟"

ایک بے قصور اور وفادار بلی کے خلاف ایسا کوئی قیلم نہیں کیا جاسکتا تھا۔

میں تمام ہیلوں سے ٹھوس معلومات کرتے رہنا وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ تمام دشمن لن ٹاؤں جزیرے کے ساحل پر موجود ہوں گے۔ ان کے تمام آلہ کار یہاں گے۔ ایک بلی کو دیکھتے ہی مارلی کو پہچان لیں گے پھر مجھ سے بغیر اسے اور جم کاف کو گولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔ ایک بلی وہ تھی۔ جس نے پہلے دنوں سونا کو موت کے منہ سے بچایا تھا۔ دوسری بلی یہ تھی۔ جو اپنی وفاداری کے باوجود اپنی ناقص کموت کے منہ میں لے جا رہی تھی!



مارلی اور جم کاف گردش میں تھے۔ جدھر گھومتے تھے، ادر دشمن دکھائی دیتے تھے۔ ہانگ کانگ کی ہرشاہرا، ہرگلی، زہر بوٹ، ہالی دے اور بندرگاہ ہر جگہ کی ناکہ بندی کی گئی تھی۔ وہ دوڑتے اور دشمن ہزار تھے۔ قدامت قدم پر موت کے ہرکارے بے شمار تھے۔ دشمنوں نے کوئٹھیں کی تھیں کہ مارلی اور جم کاف لن ٹاؤں جزیرے کے قلعے میں نہ جا سکیں۔ انہیں ہانگ کانگ میں ہی مار ڈالنے کی ہر ممکن کوششیں کی گئیں لیکن میں نے انہیں صحیح سلامت ہانگ کانگ سے نکال کر فیری بوٹ میں پہنچا دیا تھا۔

لن ٹاؤں جزیرے کے ساحل پر بھی بے شمار دشمن تھے۔ ایک اطمینان تھا کہ وہ لوگ مارلی اور جم کاف کو ہسروپ میں پہچان نہیں سکیں گے۔ اس وقت مانو نے میاؤں کہہ کر تارے کانوں میں خطرے کی گھنٹی بجادی۔ وہ بلی مانو، مارلی کی بہت بڑی پہچان تھی۔ دن رات اس کے ساتھ رہتی تھی۔ مارلی اب کہیں بدلنے کے باوجود پہچان لی جانے والی تھی۔ اس بے زبان جانور کو تھوڑی دیر کے لیے کہیں بھگایا نہیں جاسکتا تھا۔ بوٹ کے چاروں طرف سمندر تھا۔ میں نے کہا "اے کسی کہیں میں بند کرو۔ یہ بوٹ جزیرے کے ساحل سے نکلے والی ہے۔"

مارلی اپنی انانو سے الگ نہیں ہونا چاہتی تھی مگر مجبوری تھی۔ وہ موت کا گھنٹل بن گئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی دشمن مارلی کو گولی مار دیتے۔ جم کاف نے کہا "جلدی کرو۔ وہ ساحل پر نگر ڈال رہے ہیں۔"

وہ انوکولے کر ایک کہیں کے پاس آئی۔ ایک شخص دواؤں کھول کر کہیں سے باہر آ رہا تھا۔ اس نے کہا "ویل ہیلم! یہ کہیں خالی ہو چکا ہے۔ یہاں کوئی نہیں ہے۔ میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟" وہ بے یلی بہت خوب صورت بنے۔

مارلی نے کہا "یہ مجھے پریشان کر رہی ہے۔ میں اسے کہیں میں بند کر کے جاؤں گی۔ شی اڑنا نہیں۔"

"ڈونو! اتنی خوب صورت بلی کو یہاں قید نہ کرو۔ جب اسے دستبرد دار ہو رہی ہو تو اسے مجھے دے دو۔"

میں نے کہا "مارلی! یہ دشمنوں میں سے نہیں ہے۔ میں اس کے خیالات پڑھ چکا ہوں۔ مانو کو اس کے حوالے کرو۔"

ساحل پر اچھی خاصی بھیڑ تھی۔ وہاں دشمن کتنی تعداد میں تھے اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مارلی کی موت اتنی لازمی تھی کہ وہاں ہر دوسرا شخص دشمن ہو سکتا تھا۔ زاؤ کو کم کورا "ان نون بائزن ٹوڈ اور اس کے ساتھی مارلی کے قلعے پر قبضہ بجا کر اس جزیرے پر اور ساحلی بندرگاہ پر مسلط ہونا چاہتے تھے۔ اس کے لیے مارلی کی موت لازمی تھی۔ اس کی موت کے بعد جم کاف کو اس قلعے میں قدم رکھنے کی بھی اجازت نہ دی جاتی۔ وہاں کا منظم اعلیٰ اور تمام سیکورٹی گارڈز جم کاف کو صرف مارلی کے حوالے سے قبول کر سکتے تھے۔ وہ نہ ہوتی تو اس کے لیے قلعے کا دروازہ بند ہو جاتا۔

وہی وہ لوگ جم کاف کو بھی زندہ نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ وہ یورپ میں انڈر ورلڈ کا ایک بہت چال باز گاڈ فادر سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے تمام بلی قبضہ جانے والے دشمن وہاں سے اس کے بھی قدم اکھاڑنا چاہتے تھے۔

دشمنوں کے بے شمار آلہ کار فیری سے آنے والی ایسی عورتوں کو تار رہے تھے، جو کسی ایک مرد کے ساتھ تھیں وہ ایسی عورتوں اور مردوں کو کسی نہ کسی بہانے خطاب کر رہے تھے اور ان کی آوازیں اپنے بلی قبضہ جانے والے آقاؤں کو سنارے تھے۔ مارلی، جم کاف کے ساتھ بوٹ سے اتر کر ساحل پر آئی۔ ایک ڈرائیور نے ان کو اس سے پوچھا "کیسی سیکرڈ؟"

مارلی نے کہا "وہی ڈونٹ نڈ ٹیکسی۔"

سونانے مارلی کے دماغ پر قبضہ بجا رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ مارلی کے خیالات پڑھے جا رہے ہیں۔ میں نے بھی جم کاف کے اندر وہ کہیں محسوس کیا۔ دشمن چور خیالات کے خانوں تک نہیں پہنچ پا رہے تھے۔ وہ دونوں ان مائی گریوں کے کہیں میں تھے جو ہانگ کانگ کے ایک ہوٹل میں پھمیلیاں، جھینگے اور ٹیکڑے سلائی کرتے تھے۔ خیال خوانی کرنے والوں کو ان کے خیالات سے یں بائیں معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ دونوں ان کی باتوں کا جواب دے کر آگے جا رہے تھے۔

دشمن مطمئن ہونے والے نہیں تھے۔ وہ میرے خیال خوانی کے جھکنڈوں کو اچھی طرح سمجھنے لگے تھے۔ یہ بھی سمجھتے تھے کہ میں مارلی اور جم کاف کے چور خیالات کے خانوں کو لاک کر کے، دوسرے خیالات پڑھنے کا موقع دے کر انہیں گمراہ کر سکتا ہوں۔ وہ پہلے کی بار مجھ سے دھوکا کھا چکے تھے۔ ان کے آلہ کار کی عورتوں کا تعاقب کر رہے تھے۔ ان میں سے کچھ مارلی اور جم کاف کے بھی پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اسی وقت ایک مانت نے میرے اندر آکر کہا "سر! وہ شخص بلی کو لے کر سب سے آخر میں فیری بوٹ سے باہر آیا

تھا۔ ساحل پر آتے ہی جلی اچانک اس کی گرفت سے نکل کر بھاگ رہی ہے۔

میں نے مارلی سے کہا ”فورا کسی نیکی میں بیٹھ کر یہاں سے بھاگو۔ مانو اس کی گرفت سے نکل کر تمہیں تلاش کر رہی ہے۔“

”کیا؟“ وہ پریشان ہو کر جم کاف سے بولی ”خود انیسویں کلاؤ۔ مانو میری طرف آرہی ہے۔“

وہ تیز قدموں سے چلا ہوا ایک نیکی والے کے پاس آیا۔ اس سے بولا ”خالی ہے۔ چلو گے؟“

ڈرائیور نے کہا ”نہیں صاحب! سواری ہے۔ دوسری نیکی دیکھو۔“

میں نے ڈرائیور کے دماغ پر قبضہ جما کر کہا ”آؤ بیٹھو۔ دیر نہ کرو۔“

مارلی بھی تیز قدموں سے چلتی ہوئی نیکی کے پاس آئی۔ اسی وقت مانو نے دور سے دیکھتے ہی میاؤں کہا پھر تیزی سے دوڑتی ہوئی مارلی کی طرف آنے لگی۔ وہ دونوں فوراً ہی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر کھڑکیوں کے شیشے چڑھانے لگے۔ تعاقب کرنے والوں نے مانو کو نیکی کی طرف دیکھا۔ وہ اچھلی اور کھڑکی کے شیشے سے ٹکرا کر زمین پر آ گئی تھی۔ نیکی اشارت ہو کر آگے بڑھ گئی۔ دشمن آگے کاروں نے چیخ کر کہا ”دبی مارلی ہے۔“

ان میں سے ایک نے نیکی کی طرف فائر کیا۔ دوسرے اپنی گاڑیوں کی طرف دوڑنے لگے۔ وہاں تو جیسے قدم قدم پر دشمن موجود تھے۔ ہر گلی اور ہر شاہراہ پر ان کی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ موبائل فون اور نیکی پیسٹی کے ذریعے ایک دوسرے کو اطلاع دی جارہی تھی۔ ہر نزدیک اور دور کے مقامات سے گاڑیاں اشارت ہو کر اس نیکی کی طرف جارہی تھیں۔ جس میں مارلی اور جم کاف بیٹھے ہوئے تھے۔

وہ پچھلی سیٹ پر تھے۔ آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھتے جارہے تھے۔ کتنی ہی گاڑیاں تعاقب میں نظر آرہی تھیں۔ میں ڈرائیور کے دماغ پر مسلط رہ کر نیکی کو خطرناک رفتار سے چلا رہا تھا۔ راستے بدل بدل کر انہیں ڈانچ دینے کی کوششیں کر رہا تھا۔ جم کاف نے مارلی سے کہا ”ہم بڑی کامیابی سے ہمیں بدل کر اس جزیرے تک آگئے تھے۔ دشمن نیکی پیسٹی جانے کے باوجود ہمیں پچھانے میں ناکام ہو رہے تھے لیکن تمہاری مانو نے ہمیں بے نقاب کر دیا ہے۔“

مارلی نے کہا ”میں تو اس فیوری بوٹ میں چھوڑ آئی تھی لیکن وہ میرے بغیر نہیں رہتی ہے۔ بھیج بھیج محبت بھی موت بن جاتی ہے۔ جدھر سے کرو اور دشمن دکھائی دے رہے ہیں۔“

جم کاف نے پوچھا ”قلعہ یہاں سے کتنی دور ہے؟“

”تقریباً چھ میل کے فاصلے پر ہوگا۔ مجھے تو اس کا نام ہے۔ جیسے وہ قلعہ دنیا کے آخری سرے پر ہو۔ ہم کسی دہلیز پہنچ نہیں سکیں گے۔ فرہاد کیا تم میرے اندر موجود ہو؟“

میں نے ڈرائیور کی زبان سے کہا ”میں ڈرائیور کے اندر موجود ہوں۔ نیکی کو کنٹرول کر رہا ہوں۔“

وہ بولی ”میرے قلعے کے مسلح گارڈز کو ادھر آنا چاہیے۔ وہ تعاقب کرنے والوں کو روک سکیں گے۔“

”میرے نیکی پیسٹی جاننے والوں کی تعداد تمہارے مسلح گارڈز سے زیادہ ہے۔ وہ سب اپنے اپنے محاذ پر موجود ہیں۔ جتنے دشمنوں کے دماغوں میں جتنے کاموں چل رہے ہیں۔ انہیں دشمنی سے باز رکھنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔“

میں نے ڈرائیور کے ذریعے اچانک ہی بریک لگائے۔ نیکی ایک جگہ گھوم کر رک گئی۔ سامنے سے ایک گاڑی آکر راستہ روک رہی تھی۔ دوسری طرف گھومتے ہی دوسری گاڑی راستہ روکنے کے لیے آئی۔ ایسے وقت ان دو گاڑیوں پر فائرنگ ہونے لگی۔ میرے ماتحتوں کے آگے کار بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ میں نیکی کو موڑ کر کھڑکیوں کی پوچھا ”تیز آؤ! وہاں سے دور نکلتا چلا گیا۔ سونیا نے میرے پاس آکر کہا ”یہ مارلی کی زندگی کا بدترین دن ہے۔ نیکی پیسٹی جاننے والوں نے پورے جزیرے میں جال پھیلا رکھا ہے۔ اسے قلعہ بناتے ہیں۔ ہمیں دس گھنٹے میں ہی دشمن آگے کاروں کے اندر پہنچ رہی ہوں۔ کسی آگے کار کے اندر زائد کم کوبرا کی آوازیں آرہی ہوں۔ کسی کے اندر ”ان نون“ بول رہا ہے۔ بائزن نوڈ اور ہاروے وغیرہ بھی جیسے قسم کھا چکے ہیں۔ وہ مارلی اور جم کاف کو مار کر ہی اس جزیرے اور قلعے پر کھنکریاں کر سکتے ہیں۔“

میں اس نیکی کو ڈرائیور کرتا ہوا ایک علاقے میں آیا۔ وہاں دور دور تک ٹکڑیوں سے بنے ہوئے کھاتے دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے ایک مکان کے سامنے نیکی روک کر کہا ”مارلی! یہاں اتر جاؤ۔ میں نیکی لے جا رہا ہوں دشمن سمجھیں گے کہ تم دونوں اس میں موجود ہو۔ میں انہیں دھوکا دے کر یہاں سے دور لے جاؤں گا۔“

وہ دونوں نیکی سے اتر کر دوڑتے ہوئے اس مکان کے اندر چلے گئے۔ میں نے نیکی اشارت کر کے آگے بڑھانی پھر اپنے ایک ماتحت سے کہا ”اس ڈرائیور کو کنٹرول کرو۔ اسے یہاں سے دور لے جاؤ۔ تمام دشمن اس کے پیچھے دوڑ چلے جائیں گے۔“

میں مارلی کے پاس آگیا۔ وہ دونوں دروازہ کھول کر مکان کے اندر آگئے تھے۔ مکان کی اجڑی ہوئی حالت سے

خفاک وہ برسوں سے خالی پڑا ہوا ہے۔ اس کی دیواریں اور چھت سب ہی ٹکڑیوں کے تھکے ٹکڑے کے چوڑے فرش بنائے گئے تھے۔ وہ فرش زمین سے کئی فٹ اونچا تھا۔ ہزار بھانٹے کے وقت سمندر کی لہروں اس مکان کے نیچے آتی تھیں۔ اسی لیے اونچائی پر ٹکڑیوں کے ٹکڑوں سے بنایا گیا تھا۔ انہوں نے اندر آکر دروازے کھڑکیوں کو بے حد بند کر دیا۔ باہر کی گاڑیوں کی آوازیں سنائی دے تھیں۔ وہ تیزی سے گزرتی جارہی تھیں۔ وہ تمام دشمن نیکی کے پیچھے جا رہے تھے۔

تمام دشمن مارلی کی ایک بہت بڑی کمزوری کو سمجھ گئے اور کمزوری اس کی جلی ماٹھی تھی۔ ایک دشمن نے مانو کو لہذا اسے اپنی گاڑی میں لے جا رہا تھا۔ ہم سمجھ رہے کہ مانو سے پچھتا چھوٹ گیا ہے۔ وہ دور کہیں رہ گئی ہے۔ مارلی تک نہیں پہنچ پائے گی۔ دشمن تاوان نہیں تھے۔ گاڑی میں مانو تھی۔ وہ گاڑی اس ٹکڑی کے کونجے کے نچے سے گزرنے لگی تو مانو بے چین ہو کر میاؤں میاؤں نے بے گڑی کی کھڑکی کی طرف لپکتے لگی۔ بائزن نوڈ اپنے آگے کار سے کہا ”گاڑی کی رفتار کم کرو۔ جلی کو جانے دے۔“

گاڑی کی رفتار سست پڑ گئی۔ مانو گرفت سے نکلتے ہی کھڑکی باہر چٹا لگا کر ایک طرف دوڑنے لگی۔ انہوں نے ایک نوڈ دی۔ اس میں چھ مسلح افراد تھے۔ ان کے پاس ہرگز نیکیں اور راکٹ لانچر تھے۔ بائزن نوڈ ہاروے کے پاس بیٹھا تھا۔ ان آگے کاروں کے اندر موجود تھے۔ ہاروے نے کہا ”وہ دیکھو جلی اس کونجے کے اندر جا رہی ہے۔“

تعاقب کرنے والی اور دوڑ گاڑیاں رک گئی تھیں۔ ان گاڑیوں کو مارا اور ان نون کے آگے کار موجود تھے۔ وہ مارلی کا چلتے تھے کہ جلی کو اپنے ساتھ لے جانے والے ٹکڑیوں کے ہیں پھر انہوں نے بھی مانو کو اس کونجے کے نچے سے دیکھا تھا۔ میں نے اپنے طور پر انہیں ڈانچ دینے کی کوششیں کر رہی تھی۔

میں مارلی اور جم کاف کی طرح اس بات سے بے خبر تھا۔ ان دونوں مانو کے ذریعے ادھر پہنچ رہے ہیں۔ میں نے کہا ”ڈرائیور انتظار کرو۔ وہ تمام گاڑیاں دور نکل جائیں گی۔ وہاں سے قلعے تک جانے کے لیے ساحلی راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔“

مارلی اور جم کاف نے کونجے کے پچھلے حصے میں آکر ایک ٹکڑی کو کھول کر سمندر کی طرف دیکھا۔ اسی وقت مانو آواز کے ساتھ ایک گولی آکر مارلی کے شانے پر لگی۔ مارلی پیچھے کی طرف گر پڑی۔ جم کاف نے کھڑکی بند کر دی۔

کڑکی بند کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ انہوں نے کونجے کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ ہر طرف سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ گولیاں ٹکڑی کی دیواروں میں پیوست ہو رہی تھیں یا آ رہی ہو کر اندر آ رہی تھیں۔ وہ کھڑکیوں اور دروازوں کو توڑنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ دروازے مضبوط تھے۔ ان سے نہیں ٹوٹ رہے تھے۔

ٹھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔ میں نے سونیا سے کہا ”ہم پہلی بار بے بس اور مجبور ہو گئے ہیں۔ یہ دونوں جیسے چوہے دان میں پھنس گئے ہیں۔ اب ان کا ٹکٹا ممکن نہیں ہے۔“

کونجے کے باہر سے میاؤں میاؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ سونیا نے کہا ”ہم کامیاب ہو رہے تھے۔ یہ جلی ہمیں ناکام بنا رہی ہے۔ اس بے زبان کی محبت عذاب جان بن گئی ہے۔ دیے ہمارے ماتحت بھی یہاں پہنچ گئے ہیں۔“

ایک ماتحت نے خیال خرابی کے ذریعے کہا ”ہم یہاں فائرنگ کر رہے ہیں۔ کاؤنٹر فائرنگ میں دشمنوں کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ ہم انہیں کونجے میں گھسنے نہیں دیں گے۔“

ہم اور ہمارے تمام ماتحت ان دونوں کی حفاظت کے لیے جی جان سے کوششیں کر رہے تھے۔ امید تھی کہ دشمن تابو ہو جائیں گے اور ہم ان دونوں کو قلعے تک پہنچا دیں گے۔ ایسے ہی وقت کونجے کے فرش میں ایک دھماکا ہوا۔ وہ دشمن فرش کے نیچے پہنچ کر مٹی ساز کے راکٹ لانچر ز سے فائر کر رہے تھے۔ پھل دھماکے کے ساتھ فرش کے نیچے سے سوراخ ہوا۔ بڑے سا زکار کا تھوڑا سا دھماکا ہوا۔ مارلی کے منہ پر لگا۔ اس کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی۔ جم کاف پیچھا ہوا پیچھے دروازے سے جا کر ٹپک گیا۔

راکت لانچر ز چل رہے تھے۔ ٹکڑی کے فرش پر جگہ جگہ سوراخ ہو رہے تھے۔ کار تو جم کاف کے ادھر ادھر سے گزر کر دیواروں میں پیوست ہو رہے تھے۔ ایسے ہی وہ کب تک محفوظ رہ سکتا تھا۔ اچانک اس کی جینیں ختم نکلیں۔ خاموشی چھا گئی۔ ہم مارلی اور جم کاف کے دماغوں سے نکل دیا۔ آئے یہ کتنا چاہیے کہ مقدرنے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔ اندھے کنویں میں پانی نہیں رہتا۔ مرودہ دماغوں میں سوچ کی لہروں نہیں رہ پائیں۔ افسوس۔

ایک ماتحت نے میرے پاس آکر شرمندگی سے کہا ”مر! ہم نے بہت کوششیں کی تھیں لیکن وہ راکٹ لانچر ز لے کر فرش کے نیچے چلے گئے۔“

میں نے کہا ”وضاحت نہ کرو۔ ہم ساری دنیا سے لاسکتے ہیں۔ مقدرنے ہمیں لاسکتے۔ تم سب واپس جاؤ۔“

دشمنوں نے بڑی زبردست جدوجہد کے بعد کامیابی

حاصل کی تھی پھر بھی مطمئن نہیں تھے۔ اس سے پہلے انہوں نے ٹو سیٹر ہوائی جہاز کو ٹائم بم سے اڑا کر مارلی اور جوزف کو ہلاک کیا تھا۔ دوسرے دشمن نے ان دونوں کو ایک موٹر بوٹ میں ہلاک کیا تھا۔ بعد میں اعشاہ ہوا تھا کہ وہ مارلی اور جم کاف کی ڈی کو ہلاک کرتے رہے ہیں۔

اب وہ دھوکا نہیں کھانا چاہتے تھے۔ وہ اپنے آلہ کاروں کے اندر رہ کر کالج کے فرش کے نیچے سے نکل کر اندر آئے۔ وہاں مارلی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر کچھ پریشان ہو گئے کیونکہ فائرنگ کی زد میں آکر اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ ان میں سے ایک نے شکستہ چہرے سے ماسک کی بجلی ہٹائی۔ یہ معلوم ہوا کہ مارلی ایک ماہی گیر عورت کے ہمیں میں تھی لیکن ماسک کے نیچے مارلی کا چہرہ پچھانا نہیں جا رہا تھا۔ دوسرے آلہ کار نے جم کاف کی لاش کے پاس آکر اسے دیکھا۔ اس کے چہرے سے ماسک اتارا۔ جم کاف کا چہرہ ان کے سامنے آگیا۔ اس کی موت کی تصدیق ہو گئی۔ زائد کو کم کورا، ان نون اور بائرن ٹوڈی سے سوچنے لگے کہ جم کاف کے ساتھ ماری جانے والی میڈم مارلی ہی ہے کیونکہ وہ اس کے ساتھ ہمیں بدل کر جزیرہ لن آؤ میں آئی تھی اور جم کاف اس کے بغیر قلعے کے اندر نہیں جا سکتا تھا۔ اس حساب سے جم کاف کے قریب مارلی ہی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

سونیا نے اپنے ماتحتوں سے کہا ”تم سب قلعے کے انچارج اور مسلح گاؤز کے دامخوں پر بم تھپے قبضہ بٹھا چکے تھے اب پھر وہاں جاؤ۔ مارلی مری نہیں زندہ ہے۔ میں قلعے میں آ رہی ہوں۔“

○●○

امریکی فوج کے اکابرین نے پھر ایک نئی ٹرانسپارمر مشین تیار کر لی۔ اس بار بڑی رازداری اور بڑی محسوس منصوبہ بندی سے یہ کام کیا گیا۔ ان کے جو ٹیلی پیجی جاننے والے پہلے۔ موجود تھے۔ ان سے بھی اس مشین کو راز میں رکھا گیا۔ جب مشین تیار ہو گئی تو اسے آزمانے اور نئے ٹیلی پیجی جاننے والوں کو پید کرنے کے لیے لیزی گاؤز اور کینی بال کو وقتی طور پر راز دار بنایا گیا۔ فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا ”ہم نے دس نہایت ذہین، صحت مند اور باکمال فوجی جوانوں کو ٹیلی پیجی سکھانے کے لیے منتخب کیا ہے۔“

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا ”تم دونوں کے دامخوں سے ان دس افراد تک ٹیلی پیجی منتقل کی جائے گی۔ اس کے بعد تم دونوں کا برین واش کیا جائے گا۔ تمہیں نئے چہرے اور نئی شناخت کے ساتھ ٹیلی پیجی سکھائی جائے گی۔“ لیزی گاؤز نے پوچھا ”بے شک ہماری شناخت تبدیل ہوئی چاہیے لیکن ہمارا برین واش کب کیا ضروری ہے؟“

”ضروری ہے۔ ماضی میں دشمنوں نے تم سب کو دھوکا دے کر لے کر پھینک دیا تھا۔ ہمیں شبہ ہے کہ وہ جب پھر اپنا تمہارے دامخوں میں آتے ہیں اور تم ان سے بے جا برسرِ جہاد ہو۔“

کینی بال نے کہا ”ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ دشمن ہمارے اندر نہیں آتا ہے۔ آپ ہم پر بھروسہ کریں۔“

”ہم بھروسہ کرتے رہے اور تم بڑے بڑے مرحلے میں ناکام ہوئے رہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ہم آئندہ تم پر بھروسہ کریں۔ تو ہم سے بحث نہ کرو۔ چپ چاپ ہمارے احکامات کی تعمیل کرو۔“

انہوں نے بحث نہیں کی۔ اعلیٰ افسران کے احکامات کے سامنے سر جھکا لیا۔ امریکا کے پرانے ٹیلی پیجی جاننے والوں میں لیزی گاؤز، کینی بال، جیکی ہنر، وائزمن اعلیٰ فوج کے افسران ذہنی جا سن، مارک فورڈ اور مارٹن کریس تھے۔ انہوں نے ماضی میں کبھی خاص کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ ان سب سے یہ توقع کی گئی تھی کہ وہ جین میں ٹرانسپارمر مشین تیار نہیں ہونے دیں گے۔ ان بے چاروں نے بڑی م توفیق کی تھی لیکن ناکام رہے تھے۔

امریکی اکابرین نے یہ طے کیا تھا کہ وہ سب نااہل ہیں۔ ان سب کے برین واش کیے جائیں گے۔ انہیں ٹیلی پیجی سے محروم کر کے انہیں قید میں رکھا جائے گا۔ ٹیلی پیجی جیسا زبردست علم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے اس سے محروم نہیں ہونا چاہتا۔ وہ تمام افراد اس علم کے ذریعے امریکا پر حکمرانی کرتے رہے تھے۔ نہایت شاندار جنگوں میں پیش و آرام سے رہا کرتے تھے۔ ایک بار انہیں علم ہوا کہ ان کے بنگلوں کے اطراف سے گاؤز کے مسلح افراد گزر رہے ہیں۔ انہوں نے فوراً امریکا کے سرکاری قوت پورے علاقے پر تھپے لگا دیے۔ انہوں نے فوراً امریکا کے سرکاری قوت پورے علاقے پر تھپے لگا دیے۔ انہوں نے فوراً امریکا کے سرکاری قوت پورے علاقے پر تھپے لگا دیے۔

”ہم کرا نہیں دہتی مریض بنادیں گے۔“

ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”ہم جانتے تھے کہ تم تمام ٹیلی پیجی جاننے والے ایسا ہی رد عمل ظاہر کرو گے۔ تمہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہم میں سے کسی ایک کو بھی ذہنی یا جسمانی نقصان پہنچے گا تو اسی وقت تم سب کو کوئی مار دی جائے گی۔“

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا ”تم لوگوں نے اپنے ٹیلی پیجی کے علم سے اپنے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ تم سب نااہل ہو تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں کہ ٹیلی پیجی سے ہمارے کرزندہ رہو یا اپنی ٹیلی پیجی سمیت مر جاؤ۔“

انہوں نے لیزی گاؤز اور کینی بال کو سخت پابندیوں میں رکھا تھا۔ وہ بغاوت نہیں کر سکتے تھے لیکن وائزمن کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ اسے اس کے اپنے بنگلوں میں نظر بند کیا گیا ہے اس نے اپنے اکابرین اور اپنے فوجی افسروں سے رابطہ کیا۔ یہ سمجھ گیا کہ اس بنگلوں میں رہے گا تو ہر حال میں ٹیلی پیجی سے محروم کر دیا جائے گا۔

بڑی سخت پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ وائزمن کے انہیں کی چھٹی کوری گئی تھی۔ یوگا جانے والے گاؤز اس کا فائدہ ضرورت کی دوسری چیزیں اس کے پاس پہنچاتے تھے۔

ایک گاؤز رات کا کھانا لے کر جوئی اندر آیا۔ اس نے ایک چائوسے است زخمی کر دیا۔ اسے چھینکے کا موقع بھی نہیں ملا۔ یوگا جانے والے کے داغ پر قبضہ ہوا۔ اس سے ہتھیار لیے اور پھر خاموشی سے ہلاک کر کے کوٹھی کے باہر آیا۔ وہ بغاوت کے نتیجے میں یوں بھی مارا جانے والا تھا۔ انہوں نے آزادی کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے مرنا چاہتا تھا۔

یہ لوگ مرنے میں یا میدان مار لیتے ہیں۔ وائزمن نے میدان مار لیا۔ بنگلوں کے باہر نیم تاریکی اور خاموشی میں چھپ کر تین مزید گاؤز کو ہلاک کیا پھر وہاں سے فرار ہو گیا۔ اس کے فرار ہونے سے تمام فوجی افسران غصے ہو گئے۔ دوسرے ٹیلی پیجی جاننے والوں کو ان کے بنگلوں سے نکال کر انہیں سلاخوں کے نیچے بند کر دیا گیا۔ انہیں کو گرفتار کرنے کے لیے شہر کی ناکا بندی کوری گئی۔ انہیں اور کینی بال کو اس خفیہ اڈے میں پہنچایا گیا جہاں انہیں مشین تیار کی گئی تھی۔ وہاں منتخب کے ہوئے دس افراد موجود تھے۔ وہ ایسی جگہ تھی۔ جہاں کوئی دوست اور دشمن نہیں پہنچ سکتا تھا پھر بھی وہ بہت محتاط تھے۔ انہوں نے انہیں میں اپنے دس منتخب افراد کو باری باری اس مشین سے کڑا رہا۔ انہیں آزمایا۔ وہ سب بڑی کامیابی سے مشین کو کڑا کر لے گئے تھے۔ انہیں ایک ہفتے تک آبرو دینے کے لیے انہیں ٹیلی پیجی سکھائی جائے گی۔ انہیں ٹیلی پیجی سکھائی جائے گی۔ انہیں ٹیلی پیجی سکھائی جائے گی۔

ہو گیا کہ وہ سب پوری ذہانت سے خیال خالی کرنے لگے ہیں۔ تب انہوں نے لیزی گاؤز اور کینی بال کو فائرنگ اسکو اڈے کے سامنے پہنچا دیا۔

جب کسی مجرم کو سزائے موت دی جاتی ہے تو اسے سات یا دس رات قتل بردار سپاہیوں کے سامنے لاکھڑا کیا جاتا ہے۔ وہ سپاہی بیک وقت فائر کرتے ہیں پھر سات یا دس رات قتلوں سے بچنے والی گولیاں اس مجرم کو پہنچی کر دیتی ہیں۔ لیزی گاؤز اور کینی بال نے خوف سے کانپتے ہوئے پوچھا ”ہمارا جرم کیا ہے؟ ٹیلی پیجی کے ذریعے ملک کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ ہم آپ سے وفاداری کرتے آئے ہیں۔“

ان سے کہا گیا ”تم نے کیا وفاداری کی ہے؟ ہمارے اعتماد کو دھوکا دینے رہے ہو۔ ٹیلی پیجی کی دنیا میں اپنی نااہلی سے ہمیں دوسروں سے کم تر بناتے رہے ہو۔ ایک ٹرانسپارمر مشین کو تیار ہونے سے نہ روک سکے۔ تم نے جین کے سامنے ہمیں جھوٹا بنایا تھا۔ اگر ہمارے پاس مشین کا نقشہ نہ ہوتا تو اور ہم نئی مشین تیار نہ کرتے تو ہمیشہ کے لیے جین کے سامنے سکڑ کر رہ جاتے۔ تم میں سے کسی نے ٹیلی پیجی سیکھنے کے بعد کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔“

”اگر تم میں سے کسی کی نمایاں کارکردگی ہوتی تو ہم برین واش کر کے اسے آزاد چھوڑ دیتے۔ تمہاری نمایاں کارکردگی کے صلے میں تمہیں زندگی دی جاتی ہے مگر تم سب نے ہمیں بہت باپس کیا ہے۔ اب جہنم میں جاؤ۔“

انہیں گولی مار دی گئی۔ اب پرانے ٹیلی پیجی جاننے والوں کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ دس نئے ٹیلی پیجی جاننے والے پیدا ہو گئے تھے۔ ان سے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ انہیں ساری زندگی آہنی سلاخوں کے درمیان ایسی جگہ قید رکھا جائے گا۔ جہاں دنیا کا کوئی ٹیلی پیجی جاننے والا بھی نہیں پہنچ سکے گا۔“

وہ انکرڈنڈ قید خانے میں پیش و آرام سے رہیں گے۔ وہاں ان کی ہر ضرورت پوری کی جائے گی لیکن ساری دنیا سے ان کا رشتہ ٹوٹ جائے گا۔ صرف چند مسلح گاؤز سے ان کا رابطہ رہے گا۔ وہ تمام گاؤز یوگا کے باہر ہوں گے۔ وہ ٹیلی پیجی کے ذریعے بھی ٹریپ نہیں کیے جائیں گے۔

ان دس ٹیلی پیجی جاننے والوں کو ایک وسیع و عریض اندر گراؤنڈ پر پیش قید خانے میں پہنچا دیا گیا۔ وہاں جگہ جگہ خفیہ کیمرے اور مائیکروفون لگے ہوئے تھے۔ وہاں سے دور ایک آرمی بیس میں ان کی ایک ایک حرکت دیکھی جاسکتی تھی اور ان کی باتیں سنی جاسکتی تھیں۔ انہیں دینا کھانے اور دوا کے باوجود تمام دنیاوی

معلومات فراہم کرنے کے انتظامات کیے گئے تھے۔ ٹی وی کمپیوٹر اور جدید ٹیکنالوجی کا تمام سامان وہاں موجود تھا۔ وہ ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے وہاں بیٹھے بیٹھے دنیا کے تمام ممالک کے حکمرانوں، فوجی افسروں اور دوسری اہم شخصیات کو ٹی وی اسکرین پر دیکھ سکتے تھے۔ ریڈیو کے ذریعے ان کی آوازیں سن سکتے تھے اور کمپیوٹر کے ذریعے ان کے بارے میں اہم معلومات حاصل کر سکتے تھے۔

ان سے کہا گیا تھا کہ جن ممالک میں فرانفار مشینیں تیار کی گئی ہیں۔ وہاں کے اہم افراد کے دماغوں میں چبھتے ہیں۔ وہ بھی کسی کو خیال خوانی کے ذریعے مخاطب نہ کریں۔ یہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو کہ دس پر اسرار ٹیلی ویژن جاننے والے امریکا میں موجود ہیں۔

وہ مزید ٹیلی ویژن جاننے والے پیدا کر رہے تھے۔ ان دس افراد سے کہا گیا تھا کہ ان میں سے ہر ایک کے پانچ ٹیلی ویژن جاننے والے ماتحت ہوں گے۔ اس طرح پچاس ٹیلی ویژن جاننے والے بظاہر آزاد رہیں گے لیکن ان دس ٹیلی ویژن جاننے والوں کے معمول رہا کریں گے۔ ان دس ٹیلی ویژن جاننے والوں کے پیدا کی نام تھے لیکن انہیں نبیوں سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ وہ ایک نمبر سے دس نمبر تک تھے۔

اس بار امریکی اکابرین نے اپنے ٹیلی ویژن جاننے والوں پر بڑی فولادی گرفت رکھی تھی۔ کم از کم وہ دس ٹیلی ویژن جاننے والے کسی کی نظموں میں نہیں آسکتے تھے۔ کوئی مخالف ٹیلی ویژن جاننے والا انہیں ٹرپ نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی وہ دس ٹیلی ویژن جاننے والے اپنے اکابرین سے بغاوت کر سکتے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ انہیں امریکا کے کس علاقے میں رکھا گیا ہے۔ وہ بھی کسی کو اس ٹیل کا پتا نہیں بتا سکتے تھے۔

وہ تمام نئے ٹیلی ویژن جاننے والے یہ سمجھ گئے تھے کہ وہ اپنے اکابرین کے وفادار اور محب وطن بن کر نہیں رہیں گے تو وہ دس پر اسرار ٹیلی ویژن جاننے والے انہیں خیال خوانی کے ذریعے ہلاک کریں گے اور وہ دس ٹیلی ویژن جاننے والے بھی اپنے چبھنے ٹیلی ویژن جاننے والوں کا انتظام دیکھ چکے تھے۔ یہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ بہترین کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کریں گے تو انہیں بھی کوئی بامادی جانے گی۔ وہ اپنی سلامتی کے لیے اہم معلومات حاصل کر رہے تھے۔

جلد ہی نمبروں نے بتایا کہ دس میں فرانفار مشینیں تیار ہو چکی ہیں۔ پانچ اور ان کے ساتھیوں کے تعاون سے وہاں ٹیلی ویژن جاننے والے پیدا کیے جا رہے ہیں۔ نمبروں نے بتایا کہ اسرائیل میں الپا اور وہاں کے آری افسران کے درمیان جھگڑا ہو رہا ہے۔ الپا نے اپنی محنت سے وہ مشین تیار کرائی تھی لیکن آری والوں نے وہ مشین اس

سے چھین لی تھی۔ اسرائیل میں الپا کا سب سے بڑا مخالف ایک آری افسر بن بورین تھا۔ الپا آری افسران کی نوازش سے بد دل ہو کر خاموشی اختیار کر چکی تھی اور شاید اپنا ملک چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں چل گئی تھی۔ امریکی اکابرین کو یہ معلوم تھا کہ اسرائیل اور دس میں فرانفار مشینیں تیار ہو چکی ہیں لیکن اب اپنے دس ٹیلی ویژن جاننے والوں کے ذریعے انہیں اندر کی باتیں معلوم ہو رہی تھیں۔

نمبروں سے کہا گیا کہ وہ الپا اور بن بورین کے نمبروں سے فائدہ اٹھائے۔ کسی طرح اس مشین کو تباہ کر دے۔ ان کے نئے ٹیلی ویژن جاننے والوں کو ٹرپ کرے۔

نمبروں نے کہا "بھی نئی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ پانچ کے ٹیلی ویژن جاننے والوں میں ایک بڑی رابرٹ ہے۔ فری کثرت کے ایک اسپتال میں تیار پڑا ہوا ہے۔ اس کے سامنے اسے وہاں سے ماسکو لے جانے والے ہیں۔ یہاں سے پہلے بڑی رابرٹ کے دماغ میں چبھنے کی کوشش کرنا ہوں۔"

ان دس افراد کے انخارج افسر نے خوش ہو کر کام سب بتا اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ تم ڈی رابرٹ کے دماغ میں چبھ کر پانچ کی ٹیم کے اندر داخل ہونا سے جگہ بنا سکتے ہو۔"

نمبروں کو حکم دیا گیا کہ وہ اسرائیل میں بن بورین کی مصروفیات پر گہری نظر رکھے اور جو بھی نیلی ٹیلی ویژن جاننے والے پیدا کیا جائے اسے ٹرپ کرنے کی کوشش کرے۔

نمبر تین نے اطلاع دی کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ میں فرانفار مشینیں تیار ہو چکی ہیں۔ وہ لوگ ٹھہریے کے تعاون سے اپنے نامور اور تجربہ کار جاسوسوں کو ٹیلی ویژن سکھا رہے ہیں۔

وہ چین کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے تھے۔ انہوں نے اپنے ٹیلی ویژن جاننے والوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ان چین ٹیلی ویژن جاننے والوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کریں۔ وہاں بابا صاحب کے ادارے کی ایک شاخ قائم کی جا رہی ہے۔ یہ معلوم کیا جائے کہ وہ ادارہ وہاں کیا کر رہا ہے؟

یہ سمجھا جا رہا تھا کہ چین میں ٹیلی ویژن جاننے والوں کی فوج تیار کی جا رہی ہے۔ جبکہ ایسا نہیں تھا۔ وہ بتا کرے تھے صرف اتنے ہی ٹیلی ویژن جاننے والے پیدا کرے تھے۔ جنہیں وہ اپنے کنٹرول میں رکھ سکیں۔ کوئی چینی ٹیلی ویژن جاننے والا اپنے ملک سے باہر نکل کر اب تک کسی ٹیلی ویژن جاننے والے کو بیعت کی جارہی تھی کہ ٹیلی ویژن جاننے والے چینی جاسوس مختلف ملکوں میں دیکھے جائیں گے۔

نہیں باہر گزرنے کے باوجود کسی ملک میں کوئی چینی جاسوس دیکھا نہیں گیا تھا۔

یہ ضروری نہیں تھا کہ کوئی چینی ٹیلی ویژن جاننے والا اپنے ملک سے باہر جائے۔ وہ خیال خوانی کرنے والے چینی اپنے ملک میں بیٹھے ہی بیٹھے مختلف ملکوں کے اہم افراد کو ٹرپ کر رہے تھے اور ان کے دماغوں سے اہم معلومات حاصل کرتے رہتے تھے۔

امریکی یاکو بھی ٹیلی ویژن جاننے والا یہ معلوم نہیں کر سکا تھا کہ چین میں کیا ہو رہا ہے؟ اور ان کے خیال خوانی کرنے والے کس قدر رازداری سے دوسرے ملکوں میں اپنا کام کر رہے ہیں۔ ایک باہر نمبر پانچ نے بتایا کہ فرانس میں فرانفار مشینیں تیار ہو چکی ہیں۔ اب تو تیس بھی یہ مشینیں تیار کی جاسکتی تھیں۔ بابا صاحب کے ادارے نے اس مشین کے نقشے کو عام کر دیا تھا لیکن فرانس میں وائزمن کے تعاون سے مشین تیار کی گئی تھی۔

وائزمن فرانفار مشین کا ماہر مکنیک تھا۔ وہ کئی بار امریکا میں مشینیں تیار کر چکا تھا۔ اس مشین کے نقشے کی ایک کاپی اس کے پاس رکھی ہوئی تھی۔ اس نقشے کے ذریعے اس نے فرانس میں لاکھوں ڈالر کمائے تھے اور وہاں ٹیلی ویژن کے شعبے میں بڑا فائدہ ڈیپارٹمنٹ بن گیا تھا۔

یہ کامیابی حاصل کرنے کے بعد اس نے خیال خوانی کے ذریعے امریکی فوج کے اعلیٰ افسران کو مخاطب کیا اور کہا "تم نے تمام سابقہ ٹیلی ویژن جاننے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اگر میں حوصلہ کر کے فرار نہ ہوتا تو اس دنیا کی رنگینوں سے محروم ہو جاتا۔ جن لوگوں کو تم نے ہلاک کیا۔ وہ ہمارے امریکی تھے۔ اگرچہ انہوں نے نمایاں کارکردگی نہیں دکھائی تھی۔ تاہم وہ امریکا کے وفادار تھے۔ تم زیادہ سے زیادہ انہیں ٹیلی ویژن سے محروم کر دیتے ان کی زندگی تو نہ رہتی لیکن تم بڑے کیڑے ہو۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "کتنے دور سے بھونکتے ہیں۔ تم دور جا کر گالیوں دے رہے ہو۔ ہم نے جنہیں ہلاک کیا ہو سکتا ہے کہ وہ محب وطن ہوں مگر تم نہیں ہو۔ تم بدترین غدار ہو۔ ہمارے ملک سے مشین کا نقشہ چور کر فرانس لے گئے ہو۔ کبھی تو ہمارے ہاتھ آگے پھر تمہارا مزاج پوچھیں گے۔"

"بھی تو میں تمہارا مزاج پوچھ رہا ہوں۔ تم اپنے دس ٹیلی ویژن جاننے والوں کے سلسلے میں بڑی رازداری سے کام لے رہے ہو۔ میں گھر کا بھی بی ہوں۔ تمہاری لڑکا ڈھانے والا ہمارے دنیا کے تمام ٹیلی ویژن جاننے والوں کو یہ بتاؤں گا کہ تمہارے دس ٹیلی ویژن جاننے والے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ انہیں اندر کو ڈنڈا رکھا گیا ہے۔ وہ اپنی آواز کسی کو

نہیں سناتے ہیں۔ کوئی ان کے دماغوں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ یہ تمام ٹیلی ویژن جاننے والوں کے لیے ایک چیلنج ہوگا۔"

"تمہارے یہ کہنے سے مخالف ٹیلی ویژن جاننے والے اس چیلنج کو قبول کریں گے لیکن سر توڑ کوشش کرنے کے باوجود ہمارے ان اہم خیال خوانی کرنے والوں تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ تم ایک امریکی ہو۔ اب بھی اپنی وفاداری کا ثبوت دے سکتے ہو۔ ہم تمہارا گرواؤں دس ٹیلی ویژن جاننے والوں کے بارے میں کسی کو نہ بتاؤ۔"

وائزمن نے جواب میں قہقہہ لگا کر رابطہ ختم کر دیا۔

○●○

کرونا ٹرین میں پانی پینے کے بعد کمزوری میں مبتلا ہو کر بے ہوش ہو گئی تھی۔ پارے نے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر برتھ پر لٹا دیا تھا پھر اور کوٹ پر سر فیلٹ بیٹ رکھ کر زیر لب کہا تھا "سوری! بڑے وقت میں تمہارا ساتھ چھوڑ رہا ہوں۔ تم ٹیلی ویژن کے ذریعے دس کی ملکہ بننا چاہتی تھیں۔ آئندہ ہماری ملاقات ماسکو میں ہوگی۔"

یہ کہہ کر وہ کین کا دروازہ بند کر کے ٹرین سے اتر اور اسٹیشن کے وینٹک روم میں آکر بیٹھ گیا۔ اسے اب ہر لمحہ کرونا کی نگرانی کرنی تھی۔ دشمن اس کے کمزور دماغ میں آنے والے تھے۔ وہ ٹرین کی اسی بوگی کے ایک کین میں موجود تھے۔ جبکہ وہ بے چارے دشمن نہیں تھے۔ پانچ پال کے ٹیلی ویژن جاننے والوں نے وہاں چار مسافروں کو اپنا آلہ کار بنایا تھا۔ ایک مسافر نے جوزف دہسکی سے کہا "بہت دیر ہو چکی ہے۔ کرونا نے کھانا کھا کر وہ پانی پی لیا ہو گا کیا اس کے دماغ میں جا کر صورت حال معلوم کی جائے؟"

جوزف دہسکی نے کہا "اگر اس نے وہ پانی نہیں پیا ہوگا تو ہماری سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے محتاط ہو جائے گی۔ بڑی چال بازی ہے۔ ایک بار میری گرفت سے نکل گئی تھی۔ دوسری بار بڑی رابرٹ کو دماغی کمزوری میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہمیں اس کے دماغ میں نہیں جانا چاہیے۔ ہمارا ایک آلہ کار وہاں جائے گا۔ کسی بہانے سے اس کے کین کا دروازہ کھول کر اسے دیکھنے گا۔ تب ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس حال میں ہے۔"

ان دونوں نے دو آلہ کاروں کے دماغوں پر قبضہ بنایا۔ وہ آلہ کار ان کی مرضی کے مطابق اپنے کین سے نکل کر کرونا کے کین کے پاس آئے۔ ایک نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے جواب نہیں ملا۔

اس نے دوبارہ دستک دی پھر جواب نہ پا کر پینڈل کو پکڑ کر ڈرا سار ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ انہوں نے پوری طرح اسے کھول کر ڈیکھ لیا۔ اندر کھانے کی جھونپٹیں میز پر رکھی

ہوئی تھیں۔ پانی کی بوتل آدمی سے زیادہ خالی ہو گئی تھی اور وہ پانی پینے والی ایک برتن پر پہلے خبر سو رہی تھی۔

ٹائیک مورو نے کہا "تھینکس گاڈ! اب یہ ہمارے شکستے میں آجائے گی۔ اس کیتا نے ہمیں بہت پریشان کیا ہے۔ بڑی رابرٹ کو دماغی مریض بنا کر ہمارے لیے بڑے مسائل پیدا کیے ہیں۔"

جوزف وہیسی یہ نہیں جانتا تھا کہ کرونا اور پارس اس کے دماغ میں پہنچتے رہتے ہیں۔ وہ ان کا معمول تھا۔ معمول ہونے کے باوجود پارس کی مرضی کے مطابق کرونا سے دشمنی کر رہا تھا۔

انہوں نے قریب آکر کرونا کا معائنہ کیا۔ ایک نے کہا "اس نے پانی کچھ زیادہ لیا ہے۔ بے ہوش ہو گئی ہے دوا کی زیادہ مقدار اسے نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اسے طبی امداد پہنچانا چاہیے۔"

نہیں اس اسیشن میں کھڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے اسیشن ماسٹر سے طبی امداد طلب کی۔ کرونا کو ایک اسٹریچر میں لٹا کر نرس سے اتارا گیا پھر وہ اسے ایک ایمریولینس میں اسپتال لے گئے۔ پارس خیال خوانی کے ذریعے جوزف وہیسی کے اندر موجود تھا۔ ان کی مصروفیات دیکھ رہا تھا۔ وہ لوگ کرونا کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات بڑھ رہے تھے۔ پارس بہت پہلے ہی کرونا کے چور خیالات والے خانے کو مقفل کر چکا تھا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو یہ بہت بڑا راز کھل جاتا کہ جی پال کا ایک اہم ٹیلی پیٹھی جاننے والا کرونا کا معمول اور محکمہ بنا ہوا ہے۔

ابھی وہ یہ راز معلوم نہیں کر سکتے تھے۔ کرونا کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کے بعد اسے تو یہی عمل کے ذریعے اپنی معمول بنانے والے تھے۔ وہ ایسے وقت اس کے چور خیالات بڑھ سکتے تھے۔

بیرون خیال خوانی کے ذریعے بڑی رابرٹ کی نگرانی کر رہا تھا۔ اسے یہ خوش خبری سنائی گئی کہ کرونا کو ٹریپ کر لیا گیا ہے۔ وہ خیال خوانی کے قابل نہیں رہی ہے۔ اب وہ بڑی رابرٹ کے اندر نہ آسکے گی اور نہ اسے کوئی نقصان پہنچا سکے گی۔ یہ اطمینان حاصل ہونے کے بعد بیرون بھی کرونا کے اندر چلا آیا۔

جی پال کو بھی یہ خوش خبری سنائی گئی تھی۔ اس نے کہا "کرونا جیسے ہی ہوش میں آئے اسے پھانسا کر دو۔ اس کام میں دیر نہ کرو۔ وہ اپنا کدو کا دے کرا سرائیل سے آئی ہے۔ وہ اسے ڈھونڈ رہی ہوگی۔ اس وقت اسے بھی کرونا کے دماغ میں جکڑ مل سکتی ہے۔ اپنا کدو اس کے اندر پہنچنے کا موقع نہ دو۔" ٹائیک مورو نے کہا "یہ ہوش میں آ رہی ہے۔ تم

اطمینان رکھو۔ ہم وقت ضائع نہیں کریں گے۔" جی پال نے پوچھا "کرونا کا سامھی کہاں ہے؟ وہ اس کے ساتھ سڑ کر رہا تھا۔ کیا اسے نظر انداز کر رہے ہو؟"

جوزف وہیسی نے کہا "جب ہم کرونا کے کیمین میں گئے، وہ اکیلے تھی۔ ہم نے اس کے سامھی کو اس ٹرین میں تلاش کیا تھا لیکن وہ کہیں نظر نہیں آیا۔"

"تم سب بڑی رابرٹ کی دماغی کمزوری سے پریشان ہو گئے تھے اور کرونا کو ٹریپ کرنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ تم اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے لیکن اس دوران میں اس کے سامھی کو نظر انداز کرتے رہے۔"

"ہم نے نظر انداز نہیں کیا تھا۔ ہمیں یقین تھا کہ وہ کرونا کے ساتھ کھانے کے بعد باقی پیچھے گا تو اس کی طرح دماغی کمزوری میں مبتلا ہو جائے گا لیکن اس نے پانی میں پناہ لی ہے۔"

جی پال نے کہا "وہ کوئی بہت رازدار اور چال باز ہے۔ اس نے فریکٹرز میں کرونا کو بڑی گتے حلقے سے پھانسا تھا پھر تم لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونے کے لیے اس کے ساتھ مشرقی جرمی جا رہا تھا۔ مجھے شبہ ہے کہ وہ رازدار شخص ٹیلی پیٹھی جانتا ہو گا اور اب کرونا کے دماغ میں رہ کر تم لوگوں کی مصروفیات کو سمجھ رہا ہوگا۔"

"وہ ٹیلی پیٹھی نہیں جانتا ہے۔ فریکٹرز میں بڑی نے کرونا کو گولی مار کر زخمی کرنا چاہا تھا۔ اس شخص نے بڑی سے مقابلہ کر کے اس کا ریزور اور چھین لیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کرونا کی طرح وہ بھی بڑی کو کمزور بنا کر اسے پھانسا کر سکا تھا لیکن ایسا صرف کرونا نے کیا تھا۔"

بیرون نے کہا "میں بھی اس شخص کو سمجھنے کی کوششیں کر رہا ہوں۔ وہ کرونا کا عاشق ہے۔ دیکھو۔ اس نے اسے اپنے پناہ گاہ کی گڈینا کر رکھا تھا۔"

جی پال نے کہا "کچھ بھی ہو۔ میں اس شخص کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔ وہ آئندہ ہمارے لیے مصیبت بن سکتا ہے۔ کرونا کو پھانسا کر اسے پہلے خاموشی سے اس کے دماغ میں موجود رہا اور یہ معلوم کرنے کی کوششیں کرتے رہے کہ کوئی اس کے دماغ میں چھپا ہوا ہے یا نہیں؟ اپنی طرح وہ شخص بھی کرونا کے اندر رہ کر تم لوگوں کے تو یہی عمل کو ناکام بنا سکتا ہے۔"

کرونا اسپتال میں تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد پریشان ہو کر سوچ رہی تھی کہ نرس میں سڑ کر رہی تھی۔ وہاں اسپتال کیسے پہنچ گئی ہے؟ اس کا سامھی کہاں ہے؟ ایک نرس اسے دوا کھلانے اور آنکھیں دینے آئی۔ لیکن اسے پوچھا "میرا ہیزینڈ کہاں ہے؟"

نرس نے کہا "تمہارے ساتھ تمہارا ہیزینڈ یا کوئی رشتہ دار نہیں تھا۔ نرس کے دو مسافر اور پولیس والے ہمیں یہاں چھوڑ گئے ہیں۔"

وہ پریشان ہو رہی تھی کہ ایسے وقت پارس اسے چھوڑ کر کہاں چلا گیا ہے۔ بیرون وغیرہ خاموشی سے اس کے خیالات بڑھ رہے تھے۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ اس نے ڈھنڈوں سے محفوظ رہنے کے لیے ایک شخص کو اپنا شوہر بنالیا تھا۔ وہ شخص پہلے پاگل خانے میں تھا۔ علاج ہونے کے بعد اسے پاگل خانے سے چھٹی دے دی گئی تھی۔ اس کے باوجود وہ ایب نارل تھا۔ وہ کبھی بھی غیب کی باتیں بتایا کرتا تھا۔ بہت دیر تھا۔ اس کے بہت کام آتا رہا تھا۔ پارس نہیں وہ کہاں چلا گیا ہے۔

بیرون ٹائیک مورو اور جوزف وہیسی کی کید کر اس سے سوالات کر رہے تھے اور اس کے جوابات جی پال کو سنا رہے تھے۔ جی پال نے کہا "کرونا سے اس کے جسمانی تعلقات تھے۔ وہ اسے اپنی خیال خوانی کے متعلق بتا سکتا تھا شاید اس کے لیے نہ بتایا ہو کہ عورت کو رازدار نہ بنانا چاہتا ہو یا اس کے ارادے کچھ اور ہوں۔ بہر حال ہم اس الجھن میں رہیں گے تو ایسا اس مکار لڑکی کے دماغ میں پہنچ جائے گی۔ ابھی اسے پھانسا کر دو۔ اس کے دماغ کو لاک کر دو پھر خاموشی سے معلوم کرتے رہو کہ کرونا پر تم لوگوں کا تو یہی عمل کس حد تک کامیاب رہا ہے۔ یہ رفتہ رفتہ معلوم ہو رہا ہے گا کہ کوئی اس کے دماغ میں آ رہا ہے یا نہیں؟ جب تک ہمیں کامیابی کا یقین نہیں ہوگا۔ تب تک تم سب اس سے دور رہو اور رہو گے۔"

وہ کرونا پر تو یہی عمل کرنے لگے۔ انہوں نے اسے اپنی معمول اور تابعدار بنا کر ایک مخصوص آواز اور لمبے گے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دیا۔ پارس نے تو یہی عمل کے دوران میں کوئی مداخلت نہیں کی۔ جس آواز اور لمبے گے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا گیا تھا۔ صرف اسے یاد کر لیا۔ وہ اس کے ذریعے ضرورت کے وقت اس کے اندر جا سکتا تھا۔ وہ کرونا کے دماغ سے چلا آیا۔

جی پال کے تمام ٹیلی پیٹھی جانتے والے بھی مطمئن ہو کر کرونا کے دماغ سے نکل گئے۔ وہ آئندہ اس کے دماغ میں باہر باری جانے والے تھے۔ بڑی رابرٹ فریکٹرز کے اسپتال میں تھا۔ اب اس کی حالت مستحضر گئی تھی۔ وہ اس کے دماغ کو بھی تو یہی عمل کے ذریعے لاک کرنے لگے۔ اس وقت پارس پھر ان کے درمیان موجود رہا تھا۔

وہ سب نہیں جانتے تھے کہ ایک اور انجینی بڑی رابرٹ کے دماغ تک پہنچا ہوا ہے۔ وہ دس امریکی ٹیلی پیٹھی جانتے والوں میں سے ایک تھا۔ بیرون کھانا تھا۔ وہ بیرون اتفاق

سے اس اسٹیشن ایجنٹ کے دماغ تک پہنچ گیا تھا۔ جس نے کرونا کو فریکٹرز کا ایک بنگلا کرائے پر دیا تھا۔ اس کے خیالات سے پتا چلا کہ کوئی شخص (پارس) مالک مکان بن کر کرونا کے پاس گیا تھا پھر اس کا شوہر بن کر اس کے ساتھ رہنے لگا تھا پھر ایک اور شخص (بڑی رابرٹ) کرونا سے ملنے آیا تھا۔ اس کے چند گفتگوں کے بعد اس اسٹیشن ایجنٹ کو معلوم ہوا تھا کہ بڑی رابرٹ بہت بری حالت میں بنگلے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اسے اسپتال پہنچانا چاہیے۔

دراصل بیرون اس اسٹیشن ایجنٹ کے دماغ میں تھا۔ اس کے ذریعے بڑی رابرٹ کو اسپتال پہنچانا چاہتا تھا۔ بعد میں بیرون نے یہ ساری باتیں معلوم کی تھیں۔ وہ اس اسٹیشن ایجنٹ کے ذریعے اسپتال پہنچ گیا تھا پھر اسپتال کے ڈاکٹر اور نرسوں کے اندر پہنچ کر اس نے بڑی رابرٹ کی آواز سنی تھی۔ اس کے خیالات بڑھنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ وہ جی پال کی ٹیم سے تعلق رکھتا ہے۔ انہوں نے روس میں کس طرح ٹرانسفارمر مشین تیار کی ہے اور کس طرح تمام روسی اکابرین کو اپنا معمول بنایا ہے۔ یہ ساری معلومات نمبر دن حاصل کر چکا تھا۔ اس نے وہ مخصوص آواز اور لب و لہجہ بھی یاد کر لیا۔ جس کے ذریعے بڑی کے دماغ کو لاک کیا گیا تھا۔

بیرون یہاں تک کامیابی حاصل کرنے کے باوجود کرونا تک نہ پہنچ سکا۔ اسے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ لوگ کرونا کو تلاش کر رہے ہیں لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ اسے تلاش کرنے کے بعد اپنی معمول بنائے ہیں۔ بیرون کو یہ اطمینان تھا کہ وہ آئندہ بڑی کے اندر رہ کر کرونا اور روس میں ان کی مصروفیات کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر رہا ہے گا۔

پارس کی دوسری مصروفیات کا تعلق ایسا اور بن بورین سے تھا۔ کرونا کے معاملات سے فرصت ملنے ہی وہ اسرائیل پہنچ گیا۔ وہاں ایسا اور بن بورین کے درمیان ٹھنی ہوئی تھی۔ بن بورین فوج کا اعلیٰ افسر تھا۔ اس نے اپنی لا علمی میں ٹرانسفارمر مشین پر قبضہ نہ کیا تھا۔ اپنے وہاں کے اکابرین سے شکایت کی تھی۔ وہ مشین واپس حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن اسرائیلی اکابرین اپنی خدمات کے معترف ہونے کے باوجود وہ مشین اسے نہ دے سکے۔

اپنے اپنے لوگوں کی بے مروتی سے دل برداشتہ ہو کر کہا تھا کہ میں نے برسوں تک تمہارا اپنے ملک و قوم کی خدمت کی ہے۔ اب میں ریٹائر ہو کر ملی جھٹی بر جاری ہوں۔ آپ لوگوں کے پاس پہلی پیٹھی جاننے والوں کی کمی نہیں ہوگی۔ بن بورین خیال خوانی کرنے والوں کی فوج بنا کر آپ لوگوں کی خدمت کر رہا ہے۔

الپا مشین سے دست بردار ہو گئی تھی۔ آپس میں جھگڑا کر کے اپنے ملک کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتی تھی لیکن پارس نہیں چاہتا تھا کہ الپا اس سلسلے میں خاموشی اختیار کر لے۔ اس نے پھر انہیں آپس میں لڑنے پر مجبور کر دیا۔

بن بورین نے مشین کے ذریعے پانچ ٹیلی بیٹھی جانے والے پیدا کیے تھے۔ پارس نے ان پانچوں کے دماغوں میں گھس کر انہیں بن بورین کے خلاف الپا کا حمایتی بنادیا تھا۔

بن بورین نے الپا کو الزام دیا کہ وہ بظاہر ہمارے معاملات سے الگ ہو گئی ہے لیکن اندر ہی اندر ہمیں نقصان پہنچا رہی ہے۔ ہمارے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو اپنی طرف مائل کر رہی ہے۔

الپا نے اپنے اکابرین کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ وہ ایسا نہیں کر رہی ہے۔ پارس دشمنی کر رہا ہے اور بن بورین ٹیلی بیٹھی کی دنیا میں اٹاڑی ہے۔ دشمن آئندہ بھی اس کے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو میری طرف مائل کرتا رہے گا یا اسے مفادات کے لیے استعمال کرتا رہے گا تو ہمارے ملک کو ٹرانسفا مر مشین سے بھی فائدہ پہنچے گا۔

بن بورین نے دو ٹوکی کیا کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ آئندہ الپا اس کے ٹیلی بیٹھی جانے والوں تک نہیں پہنچ سکے گی۔ بن بورین کے چند خاص رازدار ٹیلی بیٹھی جانے والے تھے۔ ان سب نے یہ طے کیا کہ نہایت رازداری سے ایک ٹیلی بیٹھی جانے والا پیدا کریں گے۔ الپا کو اس کی خبر نہیں ہونے دیں گے۔ بن بورین اس بات سے بے خبر تھا کہ پارس اس کے خاص رازداروں کے دماغوں میں پہنچتا رہتا ہے۔ جب وہ مشین الپا کے پاس بھیجے۔ تب اس نے ان آری افسران کو ٹیلی بیٹھی سکھائی تھی۔ اس وقت وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ افسران آئندہ اس کے دشمن بن جائیں گے۔

ان دونوں پارس سے اس کی تہی دوستی تھی اور پارس اس کے تمام ٹیلی بیٹھی سیکھنے والوں کے دماغوں میں پہنچتا رہتا تھا۔ یہ بات بن بورین اور اس کے رازدار افسران میں جانتے تھے۔ انہوں نے بیکوب نامی ایک ذہین افسر کو بڑی رازداری سے ٹیلی بیٹھی سکھائی۔ اسے ٹرانسفا مر مشین سے گزارنے کے بعد اس پر توہی عمل کر کے اسے اپنا معمول اور محکم بنایا پھر اس کے دماغ کو لاک کر دیا۔ ان کے اپنے دماغوں کے دروازے پارس کے لیے کھلے ہوئے تھے۔ وہ بیکوب کے دماغ کا دروازہ اس کے لیے بند نہیں کر سکتے تھے۔ اس نے بعد میں توہی عمل کے ذریعے بیکوب کے دماغ کو الٹ دیا۔ وہ کمزور ہو گیا تھا۔ اسے فلسطینی مجاہد بنادیا۔ وہ مجاہد دوسرے دن ہیڈ کوارٹر سے فرار ہو گیا۔ اس نے فن کے ذریعے مجاہدین کی تنظیم کے ایک لیڈر لے کر رابطہ کیا

پھر کہا "میں تمہارے لیے ابھی ہوں لیکن میں فلسطین کی آزادی کی خاطر جہاد کرنے کے لیے ایک اسلامی ملک سے یہاں آیا ہوں۔ میرے پاس اس دنیا کا سب سے خطرناک ہتھیار ہے اور وہ ہتھیار ہے ٹیلی بیٹھی۔ میں ابھی آ رہا ہوں۔"

پارس نے بیکوب کے برین کو اچھی طرح واش کیا تھا۔ اس کی پہلی تمام زندگی بھلا کر اسے مجاہد بنادیا تھا اور وہ اپنے مجاہدانہ جذبے کے ساتھ خود ہی آگے بڑھ رہا تھا۔

پارس نے الپا کو مخاطب کیا۔ الپا نے اپنے ایک آلہ کار کی آواز سنائی پھر کہا "اس کے دماغ میں آؤ پھر بات کروں گی۔"

وہ پارس سے سہمی رہتی تھی۔ اسے اپنے دماغ میں نہیں آنے دیتی تھی۔ وہ اس آلہ کار کے دماغ میں پہنچ کر یوں "مجھ سے خواہ مخواہ ڈرتی ہو۔ میں تمہاری بھلائی چاہتا تھا۔ تمہاری ٹرانسفا مر مشین تمہیں واپس دلانا چاہتا تھا لیکن تم نے میرے دوستانہ جذبے کی قدر نہیں کی۔"

"میں تمہاری دکاریوں کو خوب سمجھتی ہوں۔ تمہاری محبت اور دوستی کے چبھنے بھی مکاریاں چھپی ہوتی ہیں۔ تم نے بن بورین کے پانچ ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو میرا حمایتی بنا کر پھر ایک نیا جھگڑا پیدا کیا ہے۔ بن بورین اور تمام اکابرین یقین سے کہہ رہے ہیں کہ میں انتقامی کارروائی کر رہی ہوں۔ آئندہ بھی اس ملک میں جو ٹیلی بیٹھی جانے والے پیدا کیے جائیں گے۔ میں انہیں بھی اپنا معمول اور محکم بنالوں گی۔"

"بے شک تمہیں یہی کرنا چاہیے۔ میں آئندہ بھی بن بورین کے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو تمہارا حمایتی بنا سکتا ہوں۔ وہ تم سے دشمنی مول لے کر بھی اس مشین سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکے گا۔"

"بیکو اس مت کرو۔ تم اس طرح ہمیں آپس میں لڑا رہے ہو۔ میں آئندہ ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ میں نے نا ہے بن بورین نے بڑے سخت انتظامات کیے ہیں۔ تم اس کے نئے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کے دماغوں تک نہیں پہنچ سکو گے۔"

"میں تم لوگوں کی جڑوں تک پہنچا ہوا ہوں۔ جب چاہوں گا۔ جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا لیکن مجھے اس کھیل میں مزہ آ رہا ہے۔ تم نے اپنی بیش بہا خدمات کے ذریعے اپنے ملک میں بہت عزت اور شہرت حاصل کی تھی۔ میں تمہارے اکابرین کی نظروں میں تمہیں گرا رہا ہوں۔ تمہیں مجبور کر دیا ہے۔ تم اپنی یہودی قوم اور اپنے ملک کی خدمات سے خود ہی باز آ گئی ہو۔ گمنامی کی زندگی گزار رہی ہو۔ شاید اپنا ملک چھوڑ کر جا چکی ہو۔ آگے بھی دیکھتی جاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا

ہوئے والا ہے۔"

"تم میرے خلاف جتنی انتقامی کارروائی کر چکے ہو۔ اس کے بعد اور کچھ نہیں کر سکو گے۔"

"میں تمہاری یہ خوش فہمی ابھی ختم کر دیتا ہوں۔ ذرا بے اکابرین سے رابطہ کرو۔ ایک فلسطینی مجاہد انہیں حیران ویشان کر رہا ہے۔"

"وہ نفرت سے بولی "یہ فلسطینی مجاہدین میرے سامنے بڑے کمزور ہیں۔ میں بڑے بڑے دشمنوں سے ٹھٹھی جتی ہوں۔ ان دشمنی کے کیڑوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتی۔ ارے اکابرین ان فلسطینی باغیوں سے سیاسی طور پر ٹھٹھتے رہے ہیں۔ تم نے کہا تھا کہ میں ان مجاہدین کو اپنی مشین سے لڑا کر ٹیلی بیٹھی سکھاؤں۔ میں نے تمہارے اس مطالبے کو قبول کیا تھا۔"

"تم نے آسمان کی طرف تھوکا تھا۔ وہ تھوک واپس مارے منہ پر آ رہا ہے۔ تم جنہیں کیڑے کمزور کہہ رہی ہو تمہارے ملک میں ٹیلی بیٹھی کا پہاڑ بن رہے ہیں۔ یقین ہو تو اپنے اکابرین سے پوچھ لو۔"

الپا نے ایک اعلیٰ حاکم سے رابطہ کیا پھر کہا "میں الپا ل رہی ہوں۔"

اعلیٰ حاکم نے دوسرے اکابرین سے کہا "الپا میرے لڑائی میں آئی ہے۔"

ایک حاکم نے کہا "الپا! تم چوبیس گھنٹوں میں دوبار اسے رابطہ قائم کیا کرتی تھیں مگر اب تم نے ہمیں بھلا دیا۔ بد اپنے ٹیلی اور فوجی فرائض کو بھول گئی ہو۔"

وہ بولی "میں پہلے اپنے ملک میں تھا ایک ٹیلی بیٹھی بننے والی تھی۔ اب تو آپ کا بن بورین ٹیلی بیٹھی کی فوج بڑا کر رہا ہے۔ اتنے سارے ٹیلی بیٹھی جانے والے آپ کے نام مسائل حل کر رہے ہوں گے۔"

ایک نے کہا "یہ مسائل کیا حل کریں گے اور زیادہ راکٹ پیدا کر رہے ہیں۔ جانتی ہو بن بورین نے کیا کیا ہے؟"

الپا نے پوچھا "کیا کیا ہے؟"

"اس نے ہماری ٹرانسفا مر مشین کے ذریعے ایک فلسطینی مجاہد کو ٹیلی بیٹھی سکھائی ہے۔"

نیا چہرہ بنی ہوئی بولی "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگرچہ بن بورین یوں نہیں ہے لیکن محب وطن ہے۔ میری طرح کمزور یہودی مسلمان بھی کسی مسلمان کو ٹیلی بیٹھی نہیں سکھائے گا۔"

"ابھی یہی کہہ رہا ہے۔ اس نے بیکوب نامی ایک مسلمان بڑی رازداری سے ٹیلی بیٹھی سکھائی تھی وہ سیکھنے کے بعد ہیڈ کوارٹر سے فرار ہو گیا ہے۔"

الپا سوچ رہی تھی پھر اس نے سب کی موجودگی میں پتلی

بورین سے کہا کہ وہ وہاں ایک آلہ کار کے دماغ میں آئے اور اس کے سوالوں کا جواب دے۔

بن بورین نے اس آلہ کار کے ذریعے کہا "میں حیران ہوں کہ سخت پیرے اور رازداری کے باوجود کوئی دشمن ہمارے درمیان کیسے گھس آتا ہے؟"

وہ الپا کو مخاطب کر کے بولا "الپا! میں نے تمہاری ٹرانسفا مر مشین تم سے چھین لی۔ مجھے یہ اعتماد تھا کہ اس مشین کے ذریعے تم سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتا رہوں گا لیکن بہتر کارکردگی دکھانا تو دور کی بات ہے۔ میں کسی دشمن کو اپنے اندر پہنچنے سے نہیں روک پا رہا ہوں۔ میرے اور تمہارے درمیان بدترین دشمنی ہوتی رہے۔ تب بھی ہم دونوں اپنے ملک اور اپنی قوم کے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔"

"میں بھی یقین سے یہی کہتی ہوں کہ تم مجھ سے دشمنی کر سکتے ہو لیکن اپنے ملک اور اپنی قوم سے کبھی دشمنی نہیں کرو گے۔"

"شکریہ الپا!۔ جب وہ بیکوب ٹیلی بیٹھی سیکھنے کے بعد یہاں سے فرار ہو گیا اور خود کو فلسطینی مجاہد کہنے لگا۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ تمہارا دشمن پارس ایسا کر رہا ہے۔ میں تمام اکابرین کے سامنے اس مشین سے دستبردار ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ آئندہ وہ ٹرانسفا مر مشین الپا کی نگرانی میں رہا کرے گی۔"

الپا نے کہا "بن بورین! مجھے خوشی ہے کہ تم کھلے دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کر رہے ہو۔ ابھی ہمارا زیادہ نقصان نہیں ہوا ہے۔ صرف ایک ٹیلی بیٹھی جانے والے کو فلسطینی مجاہد بنادیا گیا ہے۔ میں اسے ٹریپ کر کے پھر سے یہودی بنا دوں گی یا پھر اسے خاک میں ملا دوں گی۔ ہماری مشین سے کوئی دوسرا ٹیلی بیٹھی جانے والا مسلمان پیدا نہیں ہوگا۔"

اس کی بات سن کر بن بورین نے ہی ایک ٹیلی بیٹھی جانے والے نے اس آلہ کار کی زبان سے کہا "میدم الپا! آپ مجھے پہچانتی ہیں۔ میں ان پانچ ٹیلی بیٹھی جانے والوں میں سے ہوں جنہیں بن بورین نے ٹیلی بیٹھی سکھائی تھی لیکن ہم پانچوں تمہارے حمایتی بن گئے تھے مگر افسوس اب ہمارا ذہن اور مزاج بدل گیا ہے۔ اب ہم یہودی نہیں رہے ہیں۔"

الپا نے بریشان کو روک کر پوچھا "یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

"اچھی تم نے کہا ہے کہ تم یہاں پھر کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والا مسلمان پیدا نہیں ہونے دو گے مگر تمہارے لیے افسوس کی بات ہے اور ہمارے لیے فخر کی بات ہے کہ ہم پانچوں فلسطینی مجاہدین بن چکے ہیں۔"

الپا نے کہا "وہ گاڈ! الپا پارس نے تم پانچوں کے دماغوں

کو بھی الٹ دیا ہے؟

”یہ ہم نہیں چاہتے۔ تمہیں اتنا جان لینا چاہیے کہ تم خدا کی دعوتی کر رہی نہیں کہ کسی کو پیدائیں ہونے دوں گی۔ آئندہ ایسا دعوتی نہ کرنا اور اپنی ٹرانسفار مر مشین کو خوب سوچ سمجھ کر استعمال کرنا۔ اس مشین سے گزرنے والے تمہارے یہودی ہوں گے لیکن گزرنے کے بعد مسلمان ہو چکے ہوں گے۔“

اس کانفرنس ہال میں تھوڑی دیر کے لیے سناٹا چھا گیا پھر وہ اکابر بن ایک ایک کر کے بولنے لگے۔ ایک نے کہا ”ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہمارے ملک کے باقی مسلمانوں میں ٹیلی پیٹھی جانے والے پیدا ہو جائیں گے۔“

دوسرے نے کہا ”یہ کنٹریکشن کی بات ہے کہ ہماری ہی مشین سے ہمارے خلاف فلسطینی مجاہد پیدا کیے جا رہے ہیں۔“

تیسرے نے کہا ”جن چھ یہودیوں کو فلسطینی مجاہد بنا دیا گیا ہے انہیں پکڑ کر ان کے برین واش کیے جائیں یا انہیں گولی مار دی جائے اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر ٹرانسفار مر مشین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ یہ مشین ہمیں تباہ کر ڈالے گی۔“

ایک نے کہا ”آپ حضرات خاموش رہیں۔ الپا اب تک بڑے بڑے دشمنوں سے منتفی آئی ہے۔ اس نے پارس جیسے مکار کو بھی بے بار آلو بنایا ہے۔ اس کی ہر دشمنی کامنڈ توڑ جواب دیا ہے۔ اب الپا اور بن بورین میں دوستی ہو چکی ہے۔ ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ کیوں الپا! میں درست کہہ رہا ہوں؟“

الپا نے کہا ”میں نے بیش آپ لوگوں کے یقین اور اعتماد کے مطابق اپنے ملک اور اپنی قوم کو بڑے بڑے مصائب سے نکالا ہے۔ آپ حضرات پریشان نہ ہوں۔ میں پارس کی دشمنی کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گی۔“

بن بورین نے کہا ”میں ان سنے چھ فلسطینی مجاہدین کو کہیں روپوش رہنے اور خرابی کارروائی کرنے کا موقع نہیں دوں گا۔ پورے فلسطین کی ناک بندی کروں گا۔ وہ زیادہ دنوں تک کہیں چھپ کر نہیں رہ سکیں گے۔“

ایک ٹیلی پیٹھی جاننے والے نے آل کار کی زبان سے کہا ”میرا نام جنگبک تھا۔ اب میرا نام یعقوب ہے۔ میں وارننگ دیتا ہوں کہ یہاں مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر ہمیں تلاش نہ کرنا۔ تم ایک مسلمان کے گھر میں گھسو گے۔ تو ہم دو یہودیوں کے گھروں کو ٹیلی پیٹھی کے بارود سے اڑا دیں گے۔“

الپا نے کہا ”جنگبک۔! میں تم سے بحث نہیں کروں گی اور نہ ہی تمہیں نصیحت کروں گی کیونکہ تم پلیدس کے خوبی

عمل کے زیر اثر ہو۔ اپنے مذہب اور اپنی قوم کو بھول چکے ہو۔ میرے سمجھانے سے تم نہیں سمجھو گے۔ تمہارے دوسرے پانچ ساتھی بھی مجھے دشمن سمجھیں گے۔ میری کوشش یہی ہوگی کہ تمہیں کسی طرح گرفتار کروں اور تمہارا برین واش کر کے پھر تمہیں گزریسودی بنا دوں۔“

پھر اس نے اکابر بن سے کہا ”میں ابھی جاری ہوں۔ جب تک ہم مشین کو اچھی طرح محفوظ نہیں رکھیں گے اور جب تک یہ یقین نہیں کریں گے کہ پارس یا اور کوئی دشمن ہمارے درمیان گھس کر ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ تب تک ہم ٹرانسفار مر مشین کو استعمال نہیں کریں گے۔ کوئی یا ٹیلی پیٹھی جاننے والا پیدا نہیں کریں گے۔“

اس نے بن بورین کے دماغ میں آکر کہا ”تمہارے ہٹنے خاص ٹیلی پیٹھی جاننے والے رازدار ہیں۔ آئندہ انہیں راز دار نہ بنادو۔ کسی معاملے میں ان پر بھروسہ نہ کرو۔ پارس ان کے دماغوں میں گھسا رہتا ہے۔ اس لیے تمہارے اے اے ام راز بھی معلوم کر لیتا ہے۔ جنہیں میں بھی معلوم نہیں کر سکتی۔“

وہ بولا ”تم درست کہتی ہو۔ آئندہ دشمنوں کے حملوں سے بچنے کے لیے پہلا اپنا ہی محاسبہ سختی سے کرنا چاہیے۔ اب میں کسی بھی رازدار کو کچھ بتانے بغیر باری باری ان کے برین واش کروں گا پھر سنے لب ولہجے کے ساتھ ان کے دماغوں کو لاک کروں گا۔ اگر تم کو تو اس مشین کو کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے۔“

”مشین وہیں ہیڈ کوآرڈر میں محفوظ رہے گی۔ اب ہم دونوں اپنے تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے برین واش کر کے ان کے دماغوں کو لاک کرتے رہیں گے۔ جہاں وہ مشین رہے گی۔ وہاں صرف ہمارے ہوگا کے ماچر جائیں گے۔“

الپا یہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ بن بورین کے راز دار ساتھیوں میں کچھ کنوڑیاں ہیں۔ پارس ان ہی سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ جب تک اپنے تمام لوگوں کی کنوڑیاں دور نہیں کی جائیں گی تب تک پارس کی ہر سازش کامیاب ہوتی رہے گی۔ پارس بھی سمجھ رہا تھا کہ الپا آئندہ اس کے حملوں سے بچنے کے لیے کیسے اقدامات کرے گی۔ اس نے اپنے تمام ماتحتوں کو حکم دیا کہ وہ ہیڈ کوآرڈر کے تمام اہم ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے اندر آتے جاتے رہا کریں۔ جب بھی ان کے برین واش کیے جائیں اور ان کے دماغوں کو لاک کیا جائے تو ایسے وقت اس کے ماتحتوں کو وہاں موجود رہنا چاہیے۔

اس نے الپا سے کہا ”تم کتنی پریشان ہو رہی ہو۔ برا راستہ روکنے کے لیے کیسے کیسے پاز پزیل رہی ہو اگر تم میرا ایک چھوٹا سا مطالبہ مان لیتیں اور فلسطینی مسلمانوں کو

دیوتا 42

بچی کھانے کے لیے راضی ہو جائیں تو میری تمہاری دوستی قائم رہتی۔ وہ فلسطینی مسلمان تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچاتے۔ صرف اپنے حقوق حاصل کرتے لیکن تمہیں یہ گوارا نہیں تھا۔ دیکھ لو کہ تمہاری ضد کا نتیجہ کیا نکل رہا ہے؟ اس وقت سے اب تک تم نے یا بن بورین نے اس مشین سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا ہے اور آئندہ بھی اس مشین کے ذریعے کوئی یہودی ٹیلی پیٹھی جاننے والا پیدا نہیں کر سکو گی۔ یہ مشین ایک بیکار پتھر کی طرح تمہارے ہیڈ کوآرڈر میں پڑی رہے گی۔“

اس نے یہ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

○●○

جزیرہ لن ٹاؤ میں بڑا زبردست ہنگامہ برپا ہوا تھا۔ تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والے دشمنوں نے مارلی اور جم کاف کو ہلاک کرنے کے لیے انہیں شہر باہر لے کر گلیوں میں خوب دوڑایا تھا۔ جگہ جگہ فائرنگ اور بم کے دھماکے کرتے رہے تھے وہ اس طرح دن رات آگ اور خون کی ہولی پھیلے رہتے۔ تب بھی ان دونوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے لیکن ایک بے زبان ٹیلی پیٹھی ان کی موت بن گئی تھی۔ بعد میں دشمنوں نے اس ٹیلی کو بھی گولی مار دی تھی۔

زاؤ کو کم۔! اے بائرن ٹوڈ کو مخاطب کر کے اس سے کہا ”تم لوگوں نے ٹیلی کو کیوں ہلاک کیا ہے؟ اسے زندہ رکھنا چاہیے تھا۔ اگرچہ ہم نے مارلی کی ہلاکت کی تصدیق کی ہے پھر بھی ہمیں دھوکا ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے ہم دو بار دھوکا کھا چکے ہیں۔ دو بار ہم نے پورے یقین سے مارلی اور جم کاف کو ہلاک کیا تھا لیکن وہ فریاد کی حکمت عملی سے بچ گئے تھے۔ جب تک فریاد ان کی پشت پر رہے گا۔ ہم دھوکا کھاتے رہیں گے۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”بے شک ہم دھوکا کھاتے آ رہے ہیں۔ ان حالات میں وہ ٹیلی بہت اہم تھی۔ ہم اتنے نادان نہیں ہیں کہ اسے گولی مار دیں۔ ایک وہی تھی جس کے ذریعے ہم مارلی کو پہچان سکتے تھے۔ ان نون نے اسے ہلاک کرنے کی حماقت کی ہوگی یا پھر فریاد نے اس ٹیلی کو راستے سے ہٹا دیا ہے۔ تاکہ ہم مارلی کو کسی بھی ہمیں میں نہ پہچان سکیں۔“

ان تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والے دشمنوں نے اپنے اپنے ایسے خاص آلہ کار بنائے تھے جن کے دماغوں میں اگر وہ ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے۔ ان نون نے ایسے ہی ایک آلہ کار کے ذریعے کہا ”میرے ایک ماتحت نے ٹیلی کو ہلاک کرنے کی حماقت کی ہے لیکن اب اس کی ہلاکت سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہم نے ابھی جس مارلی کو ہلاک کیا

دیوتا 42

ہے۔ وہ ٹیلی اسی کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ اس بار ہم نے اسی ٹیلی کی مدد سے مارلی کو ہلاک کیا ہے اور اس بار ہمیں دھوکا نہیں ہوا ہے۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”ہمیں شام تک انتظار کرنا ہوگا۔ میڈم مارلی کوئی معمولی عورت نہیں تھی۔ اس کی موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلی۔ ہانگ کانگ کے اعلیٰ حکام اور اعلیٰ افسران اس کی ہلاکت کی تصدیق کریں گے۔“

کوبرا نے کہا ”اگر ہم نے واقعی اسے جہنم میں پہنچا دیا ہے تو وہ قلعہ اس کے وجود سے خالی رہے گا۔ جب وہاں مارلی نہیں پہنچے گی تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ ہمارے ہاتھوں حرام موت ماری جا چکی ہے۔“

ان نون نے کہا ”ہمیں سوچنا اور فریاد کا ری ایکشن بھی دیکھنا چاہیے۔ اگر مارلی ماروی گئی ہے تو وہ دونوں اپنی ٹاکامیوں پر جھنجھلائیں گے اور ہمارے خلاف اقدامات کریں گے۔ ہمیں شام تک بہت کچھ معلوم ہو سکے گا۔“

مارلی اور جم کاف کے کتنے ہی جانی دشمن تھے۔ زاؤ کو کم کوبرا ”ان نون“ بائرن ٹوڈ ”ہاروے“ بیکر برائن اور سائمن اپنے اپنے طور پر ہانگ کانگ کے حکام اور اعلیٰ افسران کے دماغوں میں پیچ رہے تھے اور خاموشی سے معلومات حاصل کر رہے تھے۔ اس جزیرے سے مارلی اور جم کاف کی لاشیں ہانگ کانگ پہنچائی گئیں اور وہاں ان کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تھا۔ مارلی کے جسم کے ایک حصے میں ایک خاص پیدائشی نشان تھا۔ اس نشان کو اور اس کی انگلیوں کے نشانات کو دیکھ کر اس کی موت کی تصدیق کر دی گئی۔

وہاں کے حکام نے قلعے کے انچارج اور وہاں کی انتظامیہ کو یہ افسوس ناک اطلاع دی کہ جزیرے پر حکومت کرنے والی اس قلعے کی مالک میڈم مارلی جا چکی ہے۔ اس کی لاش کو ہانگ کانگ سے لے جا کر قلعے میں اس کی آخری رسومات ادا کی جاسکتی ہیں۔ قلعے کے انچارج نے کہا ”میں یہاں کی انتظامیہ کے چند اعلیٰ عہدے داروں کے ساتھ وہاں آ رہا ہوں۔ ہم لاش کو دیکھ کر اپنی میڈم کو پہچانیں گے۔“

حکام نے کہا ”میڈم کی لاش پہچانی نہیں جائے گی۔ کیونکہ چہرہ بڑا چکا ہے۔ میڈم کو اس کی انگلیوں کے نشانات اور اس کے ایک پیدائشی نشان سے پہچانا جاسکتا ہے۔“

انچارج نے کہا ”ہم اس سلسلے میں غور کریں گے کہ چہرے کے بغیر میڈم کو صرف مخصوص نشانات سے پہچانا چاہیے یا نہیں۔ آپ ہماری آمد کا انتظار کریں۔“

انچارج نے کہا ”ان انگلیوں کے نشانات سے بڑے بڑے مجرموں کو پہچانا جاتا ہے۔ ان نشانات کو چہرے سے

کتا بیات پہلی کیشنز

زادہ اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ چہرے تبدیل کیے جاسکتے ہیں۔ انگلیوں کے نشانات تبدیل نہیں کیے جاسکتے۔
آدمے لیکن بعد انچارج نے کہا ”ہماری میڈم قلعہ میں پہنچ گئی ہیں۔ ہم نے یہاں میڈم کی انگلیوں کے نشانات کا معائنہ کیا ہے اور ان کے جسم پر وہ بدھاتی نشان بھی موجود ہے۔ ہم کسی ڈی مارلی کی لاش کو دیکھنے ہانگ کانگ نہیں آئیں گے۔“

انٹیلی جنس کے اعلیٰ عہدے دار نے حیرانی سے کہا ”ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے ماہرین نے ان انگلیوں کے نشانات کا معائنہ کیا ہے۔ وہ نشانات مارلی کی انگلیوں کے ہیں۔“
میں اس انچارج کے دماغ میں گھسا ہوا تھا اور وہ میری مرضی کے مطابق بول رہا تھا۔ میں نے کہا ”پلاسٹک سرجری کے ذریعے انگلیوں کے نشانات بھی تبدیل کیے جاسکتے ہیں۔ اگرچہ یہ کام بہت مشکل ہوتا ہے مگر ہو جاتا ہے پھر یہ بحث فضول ہے کہ آپ کے اسپتال کے مردہ خانے میں کس مارلی کی لاش رکھی ہوئی ہے؟ ہماری میڈم مارلی یہاں قلعہ میں موجود ہیں۔ میڈم نے بتایا ہے کہ دشمنوں نے جم کاف کو ہلاک کیا ہے۔ انہیں اپنے شوہر کی ہلاکت پر بے حد افسوس ہے۔“

انٹیلی جنس کے ڈی جی نے کہا ”میں میڈم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“

”سوری۔ وہ دوسری بار پڑھ ہو چکی ہیں۔ صدر سے بڑھ چکا ہے۔ وہ ایک ماہ تک سوگ منائیں گی اور کسی سے کوئی بات نہیں کریں گی۔“

”لیکن وہ اپنے شوہر کی آخری رسومات تو ضرور ادا کریں گی۔ ہمیں بتایا جائے یہ رسومات کہاں ادا کی جائیں گی؟“

میں نے انچارج کے ذریعے کہا ”اس کے بے نصیب شوہر جم کاف کی لاش اس کے عزیز و اقارب کے پاس لندن بھیج دی جائے اور اس سلسلے میں میڈم کو پریشان نہ کیا جائے۔“

وہ تمام دشمن میری یہ تمام باتیں انٹیلی جنس کے ڈی جی کے اندر رد کر رہے تھے۔ بائرن ٹوڈ نے کہا ”انگلیوں کے نشانات کو جھٹلا یا نہیں جاسکتا۔ میڈم مارلی مرچکی ہے۔ فریاد علی تیور چل رہا ہے۔ قلعہ میں مارلی نہیں ہے۔ اس کی جگہ سونیا بیٹی ہوئی ہے۔“

انچارج نے میری مرضی کے مطابق کہا ”فریاد علی تیور ایک بار میڈم کے ساتھ اس قلعہ میں آیا تھا۔ اس کے بعد ہم نے اسے نہیں دیکھا۔ ہم نے میڈم سونیا کو نہ پہلے کبھی دیکھا ہے نہ اب اس قلعہ میں دیکھ رہے ہیں۔ ہماری میڈم مارلی بخفاخت یہاں پہنچ گئی ہیں۔ اب اس سلسلے میں مزید بحث نہ کی جائے۔ آئندہ ہماری طرف سے کوئی جواب نہیں ملے گا۔“

”گا۔“

میں نے رابطہ ختم کر دیا۔ انہوں نے انچارج کے دماغ میں پہنچنے کی کوششیں کیں۔ وہ سانس روک روک کر انہیں بھگانا رہا۔ قلعہ میں انتظامیہ کے جتنے اہم اراکین سامنے تھے ان سب کے دماغوں کو اسی وقت لاک کر دیا گیا تھا۔ جس میں پہلی بار مارلی کے ساتھ قلعہ میں گیا تھا۔ وہ تمام دشمن قلعہ کے اندر کسی کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ سونیا نے مارلی کی حیثیت سے حکم دیا تھا کہ آئندہ کسی بھی شخص کو قلعہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے وہاں داخل ہونے کے دو راستے تھے۔ ایک خشکی کا راستہ تھا اور دوسرا سیدی راستہ تھا۔ ان دونوں راستوں پر سخت سپر لاگ دیا گیا تھا۔ الیکٹرونک آلات کے ذریعے وہاں سے داخل ہونے والوں کو ٹی وی اسکرین پر دیکھا جاسکتا تھا۔ اس قلعہ کو صحیح معنوں میں ایک فولادی قلعہ بنا دیا گیا تھا۔ ٹیلی ویژن جاننے والے بھی وہاں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔

زاؤ کو کم کوبرا نے دوسرے ٹیلی ویژن جاننے والوں سے کہا ”وہ جزیرہ اور قلعہ ہمارے لیے اہم ہے۔ ہم سب اپنے اپنے طور پر سوچتے رہے کہ قلعہ پر ہم میں سے کسی کا قلعہ ہو گا۔ وہاں سے ہم تمام سمندری راستوں کو کنٹرول کر سکیں گے۔ کوئی اننگھار ہماری اجازت اور ہمیں ہمارا حصہ دے بغیر وہاں سے گزر نہیں سکے گا۔ ہم ایشیا کے اس دور افتادہ حصے میں انڈر ورلڈ کے گاؤں فارین بن کر رہیں گے۔ لیکن مارلی کی موت کے بعد بھی ہم اس قلعہ کے اندر نہیں پہنچا رہے ہیں۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”میں مایوس نہیں ہوں۔ ہم نے بڑی حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔ ہم نے فریاد کی پشت پناہی کے باوجود مارلی کو جنس میں پہنچا دیا ہے۔ اب صرف قلعہ کے اندر پہنچنے کا آخری مرحلہ رہ گیا ہے۔ فریاد وہاں ایک ڈی مارلی کو پہنچا کر ہمارا راستہ روک رہا ہے لیکن وہ کب تک روک سکے گا۔ ہم سب اسی طرح متحد ہو کر اس پر چاروں طرف سے حملے کرتے رہیں گے تو وہ قلعہ کی ڈی مارلی کو بھی ہم سے بچا نہیں پائے گا۔ اسے ایک دن قلعہ جزیرے اور ہانگ کانگ سے واپس جانا ہو گا۔“

ان نون نے کہا ”ہمارا اتحاد اسی وقت تک قائم رہ سکتا ہے جب ہم اس علاقے میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر حکمرانی کریں۔ پہلے نانا کا کوڈ اس علاقے میں انڈر ورلڈ کا گاؤں فارین تھا۔ اسے سونیا اور فریاد نے ایجا جی کارٹ فالتھ پر چھپک دیا ہے اور مسٹر کوبرا تم اس کی جگہ گاؤں فارین بن کر اس کے وفاداروں اور یہاں کے معاملات کو کنٹرول کر رہے ہو۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ یہاں کے تمام معاملات اور نوامیدیں

دیوتا

”حصہ ملنا چاہیے۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”حصہ تو ہم بھی لیں گے۔ بہتر ہے کہ ہم سب آپس میں سمجھو تا کہ میں یہاں کس کا کتنا حصہ ہو گا؟ ہم ٹیلی ویژن جاننے والی تین باریاں ہیں۔ اس علاقے کے تین حصے کے جابجائیں گے پھر ہم اپنے اپنے حصے کے حکمران بن کر رہیں گے تو ہمارا آپس میں بھی جھگڑا نہیں ہو گا۔“

سب نے تائید کی۔ اس بات پر راضی ہو گئے کہ جنوب مشرقی ایشیا کے وسیع علاقے کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا پھر وہ اپنے اپنے حصے کے گاؤں فارین بن کر رہیں گے۔ اس وسیع و عریض علاقے میں ہر طرح کے مال و اسباب کی اسٹاک ہو کر پڑی تھی۔ سونا، چاندی اور تیش فیت بہرے جو اہرات کی اسٹاک صدیوں سے ہوئی آ رہی تھی۔ موجودہ زمانے میں منشیات اور اسلحے کی چلائی زوروں پر تھی۔ کروڑوں ڈالر کمانے کے مواقع ملتے رہتے تھے۔

ان نون نے کہا ”بے شک ہم متحد رہیں گے لیکن میں پہلے کہہ دیتا ہوں کہ جزیرہ لن تاؤ اور وہاں کا قلعہ میرے قبضے میں رہے گا۔ میں اس علاقے کا حکمران بن کر رہوں گا۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”مسٹر انون۔! تم ہمارے بعد اس علاقے میں آئے ہو اور کوبرا بھی ہمارے بعد یہاں آیا ہے۔ سب سے پہلے ہم یہاں آئے ہیں۔ جزیرہ لن تاؤ اور اس قلعہ پر پہلے ہمارا حق ہے۔“

ان نون نے کہا ”تم نے پہلے یہاں آکر کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا ہے۔ پیشہ فریاد سے مات کھاتے رہے ہو۔ مارلی اور جم کاف کو میرے ماتحتوں نے ہلاک کیا ہے۔ سب سے پہلے میں نے اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔“

کوبرا نے کہا ”تجربہ اس مت کرو۔ ہم سب کے ماتحت بیک وقت مارلی پر حملے کرتے رہے تھے۔ وہ ہم میں سے کس کے نشانے پر آئی کس کے رائٹ لانچر ز نے اسے ہلاک کیا یہ کوئی تعین سے نہیں کہہ سکتا۔ اصل کامیابی میں نے حاصل کی ہے۔ سب سے پہلے میں نے نانا کا کوڈ کو اپنا غلام بنایا تھا۔ اب میں اس کے انڈر ورلڈ والے علاقے پر حکمرانی کر رہا ہوں۔ تم سب میرا ساتھ دو یا نہ دو۔ میں کوبرا ہوں۔ زہریلا ہوں۔ ایک ایک کو ڈستے ہوئے اس قلعہ کے اندر پہنچ جاؤں گا۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”ہم سب اپنے اپنے طور پر دعویٰ کرتے رہیں گے تو کبھی متحد نہیں رہ سکیں گے اور ہمارے متحد نہ رہنے سے فریاد الگ الگ محاذ پر ہمیں مات دیتا رہے گا۔ ابھی ہمارے لیے ضروری کیا ہے؟ یہ جزیرہ اور یہاں کا قلعہ ضروری ہے یا پہلے سونیا اور فریاد کو یہاں سے بھگانا ضروری ہے؟“

دیوتا

سب نے باری باری کہا ”پہلے سونیا اور فریاد کو بھگانا ضروری ہے۔“ بائرن ٹوڈ نے کہا ”تو پہلے سونیا اور فریاد کی خبر لو۔ انہیں اس علاقے کو چھوڑ جانے پر مجبور کرو۔ جب وہ یہاں نہیں رہیں گے تو ہم پہلے دوستانہ انداز میں فیصلہ کریں گے کہ یہاں کا کون سا علاقہ کس کے حصے میں آئے گا؟ اور اس قلعہ پر کس کا قبضہ ہو گا؟ اگر دوستانہ انداز میں فیصلہ نہیں ہو گا تو پھر ہم ایک دوسرے کے خلاف اپنی اپنی صلاحیتوں کو آزمائیں گے۔ ہم میں سے جو کامیاب ہو گا۔ وہی اس قلعہ کا مالک بنے گا۔“

کوبرا نے کہا ”بے شک پہلے ہم اپنے مشترکہ دشمن کو یہاں سے بھگائیں گے پھر دوسرے معاملات پر غور کریں گے۔ ہم نے مارلی اور جم کاف کو ہلاک کر کے بڑی زبردست کامیابی حاصل کی ہے۔ بس ایک کارنامہ رہ گیا ہے۔ ہم فریاد کو خاک میں ملا دیں گے تو سونیا تنہا کچھ نہیں کر سکے گی۔ اس قلعہ کو چھوڑ کر بھاگ جائے گی۔“

وہ تمام ٹیلی ویژن جاننے والے میرے خلاف متحد ہو گئے۔ انہوں نے مجھ سے رابطہ کرنا چاہا۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے میں کہاں ہوں؟ اور کیا کر رہا ہوں؟ انہوں نے قلعہ کے انچارج سے ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کیا اس سے کہا ”ہم فریاد علی تیور سے دو باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ نہ ہو تو سونیا سے بات کرادو۔“

انچارج نے کہا ”اس قلعہ میں سونیا نام کی کوئی عورت نہیں ہے اور ہم یہ کہہ چکے ہیں کہ فریاد علی تیور بہت پہلے ایک بار میڈم کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ اب ہم نہیں جانتے وہ کہاں ہو گا۔“

”اگر تم بے ہوش ہو کہ وہاں سونیا نہیں تمہاری میڈم مارلی ہے تو پھر اسی سے ہماری بات کرادو۔“

”میں یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ ہماری میڈم ایک ماہ تک دوسری بار پڑھ ہونے کا سوگ منائیں گے۔ وہ کسی سے بات نہیں کریں گی۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”تم کبواس کر رہے ہو۔ اس قلعہ میں جو میڈم مارلی ہے وہ سوگ نہیں منا رہی ہے۔ ہمیں دھوکا دینے اور ہمارے خلاف کوئی چال چلنے کے لیے بڑی خاموشی سے پلاننگ کر رہی ہے۔“

”تم جو بھی سمجھو میڈم کے سلسلے میں کوئی بھی بات کی جائے گی تو فون بند کر دیا جائے گا۔“

یہ کہتے ہی انچارج نے فون بند کر دیا۔ وہ تمام ٹیلی ویژن جاننے والے ہانگ کانگ کے حکام اور اعلیٰ افسران سے رابطہ کرنے لگے۔ ان کے خیالات پڑھ کر معلوم کرنے لگے کہ وہ لوگ مجھ سے رابطہ کرتے ہیں یا نہیں۔ میں آج تک کہاں

کتا بیات پہلی کیشنز

219

208

کتا بیات پہلی کیشنز

ہوں؟ اور کیا کرتا پھر رہا ہوں؟ میرے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔ وہ مجھے تلاش کرنے میں ناکام ہو رہے تھے پھر ان میں سے ایک نے بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کیا پھر کہا ”ہم مسٹر فراد علی تیور سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ ہانگ کانگ میں کہاں ہیں؟ اور ان کا کنٹیکٹ نمبر کیا ہے؟“

انہیں جواب ملا کہ میں ہانگ کانگ میں نہیں ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے میں واپس آ گیا ہوں۔ آپ اپنے کسی آلہ کار کی آواز سناں۔ مسٹر فراد اس آلہ کار کے اندر اگر آپ سے بات کریں گے۔“

انہوں نے آواز سنا۔ میں نے اس کے اندر پہنچ کر پوچھا ”کیا بات ہے؟ مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے ہو؟“ بائرن ٹوڈ نے کہا ”ہمیں یقین نہیں آ رہا ہے کہ آپ ہانگ کانگ سے جا چکے ہیں اور ابھی بابا صاحب کے ادارے میں موجود ہیں۔“

”تمہیں یقین نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں نے مارلی سے وعدہ کیا تھا کہ اسے جم کاف کے ساتھ بحیریت قلعے میں پہنچاؤں گا۔ مجھے اس سلسلے میں آدمی کامیابی ہوئی اور آدمی ناکامی۔“

”آپ نے کون سی آدمی کامیابی حاصل کی ہے؟“

”یہی کہ مارلی کو بحیریت قلعے میں پہنچا دیا ہے۔ میری آدمی ناکامی یہ ہے کہ میں جم کاف کی حفاظت نہ کر سکا۔“

”اگر مارلی قلعے میں پہنچ گئی ہے تو جم کاف کے ساتھ مرنے والی عورت کون ہے؟“

”میں نے مارلی کو تھا قلعے میں پہنچایا ہے۔ جم کاف کے ساتھ ایک ڈی مارلی تھی۔ ہم نے اس ڈی کے جسم پر مارلی کا پیدائشی نشان بنایا تھا۔ فکر پرنٹ کے ماہرین کے دماغوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ وہ بھی رپورٹ دیتے رہے کہ جم کاف کے ساتھ مرنے والی کئی لکھوں کے نشانات مارلی سے ملتے ہیں۔ لہذا وہ ہلاک ہونے والی مارلی ہے۔“

کوہرا نے کہا ”وہ گاؤ! ہم نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا کہ تم خیال خوانی کے ذریعے فکر پرنٹ کے ماہرین کو اپنے قابو میں رکھو گے اور ان کی رپورٹ کے ذریعے ہم سب کو بھٹکا دو گے لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ بلی اس مرنے والی کو مارلی سمجھ رہی تھی۔ بلی بھی دھوکا کھائے گی۔“

میں نے کہا ”مارلی کی بلی زندہ ہے اور اب بھی اس کے پاس ہے۔ ڈی مارلی کے پاس، اپنی ایک پالتو بلی تھی۔ وہ بلی اس ڈی کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ اس طرح میری چال کامیاب رہی۔ تم سب اسے مارلی سمجھ رہے۔ بڑی خوش فہمی میں جتلا رہے کہ اس بے چاری کو دوڑا دوڑا کر مار ڈالا۔“

تمہارے دھوکا کھانے کی انتہا یہ ہے کہ تم لوگوں نے اس بلی کو بھی اصلی سمجھ کر مار ڈالا ہے۔ تم لوگوں کو اٹوٹا نا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم سب پیدائشی اٹوٹو۔“

وہ سب سوچ میں پڑ گئے۔ میرے بیان کے مطابق جم کاف کے ساتھ ڈی مارلی تھی۔ اس ڈی کی اپنی ایک پالتو بلی تھی اور فکر پرنٹ کے ماہرین نے میری مرضی کے مطابق غلط رپورٹ دی تھی۔ میرے بیان سے یہ ثابت ہو گیا کہ مارلی زندہ ہے اور وہ اپنی بلی کے ساتھ قلعے میں بحیریت سے ہے۔ وہ تمام بلی بیٹھتی جانتے والے بھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔

یہ یقین ہو گیا کہ مارلی زندہ سلامت ہے۔ اسے ہلاک کرنے اور قلعے پر قبضہ ہمانے کے لیے وہ لوگ جہاں سے چلے پھر وہیں پہنچ گئے تھے۔ انہیں آگے کوئی منزل نہیں ملی تھی کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے صرف اندر ورتلہ کے ایک جم کاف کو مار ڈالا تھا اور یہ کوئی بہت بڑی کامیابی نہیں تھی۔

کوہرا نے پوچھا ”تم تو میڈم مارلی کے محافظ بنے ہوئے تھے۔ آج وہ تمہاری وجہ سے ہی زندہ سلامت ہے پھر اسے چھوڑ کر بابا صاحب کے ادارے میں کیوں چلے گئے ہو؟“

میں نے کہا ”میں نے مارلی کا پاؤں گاڑ بن کر رہنے کی نوکری نہیں کی تھی۔ میں اور میری فیملی کے تمام افراد بابا صاحب کے ادارے کے پابند رہتے ہیں۔ ایک مخصوص مدت کے لیے کسی مشن پر جاتے ہیں پھر واپس آ جاتے ہیں۔ ویسے تم کیا سوچ رہے ہو؟ کیا مارلی وہاں بے یار و مددگار رہے گی؟“

”نہیں۔ ہم اتنا تو سمجھ رہے ہیں کہ تم نے اس کے لیے حفاظتی اقدامات کیے ہوں گے۔“

”میں کیا انتظامات کروں گا۔ ہمارے تمام بلی بیٹھ جاتے والے دوسرے تمام معاملات میں مصروف ہیں۔ میں یہاں سے خیال خوانی کے ذریعے مارلی کے کام آتا ہوں گا۔ کیا تم سب اپنی دشمنی سے باز نہیں آؤ گے؟“

”تم اسے دشمنی کہہ سکتے ہو۔ ہم اسے اپنی ضرورت سمجھتے ہیں۔ دنیا کے تمام مجرموں خصوصاً اسمگلروں کے لیے جزیرہ لن ٹاؤ اور وہ قلعہ بہت اہم ہے۔ سب ہی اس جزیرے پر حکمرانی کرنا چاہتے ہیں۔ مارلی بیس دانتوں کے چچ میں ایک زبان کی طرح ہے۔ وہ ان دانتوں کے درمیان زخمی ہوئی رہے گی اور ایک دن ضرور ماری جائے گی۔ تم اس کے پاؤں گاڑ بن کر کوئی کمال نہیں دکھا رہے ہو۔ اس سے ذرا بھی ہمدردی ہے تو اسے سمجھاؤ کہ وہ اس جزیرے سے کہیں دور چلی جائے۔ وہاں سے اپنی تمام دولت لے جائے۔ ہم بھی اسے کوڑوں والے رہیں گے۔ اس طرح وہ اپنی طبعی عمر تک زندہ رہے گی۔“

”مجھے صرف مارلی سے نہیں تم لوگوں سے بھی ہمدردی ہے۔ کیا میں تم لوگوں کو سمجھاؤں گا کہ طبعی عمر تک زندہ رہنے کے لیے اس جزیرے اور مارلی سے دور رہو تو کیا میری بات نہیاری سمجھ میں آجائے گی؟ مجرموں اور شیطانوں پر یقیناً اثر نہیں کرتیں۔“

”تم سے بڑا شیطان تو کوئی نہیں ہے۔ اس جزیرے کو نازدہ بنا کر ہم سب کو آپس میں لڑا رہے ہو۔ آخر تم کیا حاصل کر رہے ہو؟ ہمیں تو تمہارا کوئی فائدہ یہاں نظر نہیں آ رہا ہے۔“

”میں نیکی کرتا ہوں اور دریا میں ڈال دیتا ہوں۔ کسی تنہا اور مجبور کے کام آکر دی اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔ یہی میرا منہ ہے۔“

انہوں نے مجھ سے رابطہ ختم کر دیا۔ مجھ سے گفتگو کر کے کسی حد تک یقین کیا تھا کہ اب میں ہانگ کانگ میں نہیں ہوں۔ مارلی سے مجھے ہمدردی ہے مگر اس سے ہزاروں میل دور بابا صاحب کے ادارے میں بیٹھ کر خیال خوانی کے ذریعے اس کے کام آتا رہوں گا۔ یہ بات اطمینان کا باعث تھی کہ میں وہاں موجود نہیں ہوں۔ ایک مخالف کی موجودگی سے جو دہشت قائم رہتی ہے اب وہ دہشت اور پریشانی نہیں تھیں۔ انہوں نے قلعے میں فون کے ذریعے باری باری سونا سے رابطہ کیا۔ پہلے بائرن ٹوڈ نے کہا ”میڈم! میں تمہاری عزت کر رہا ہوں۔ مارلی نہیں کہوں گا۔ میڈم کہہ کر عزت کرنا رہوں گا۔ محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے۔ ہمارے درمیان جنگ ہوتی رہی۔ ہم میں سے کوئی بھی مارا جاسکتا تھا۔ جم کاف کی موت آئی تھی اور وہ مر گیا۔ جنگ کے بعد صلح کا دور آتا ہے یا مزید جنگ ہوتی ہے۔ میں آپ کی مخالفت سے باز آکر دوسری کڑی چاہتا ہوں۔“

سونیا نے پوچھا ”تم پر ایسی کیا مصیبت آئی ہے کہ دشمنی بغل کر دوسری کرنا چاہتے ہو؟“

”مصیبت مجھ پر نہیں آپ پر آ رہی ہے اور آتی رہے گی۔ ہمیں معلوم ہے کہ فراد اپنے ادارے میں واپس چلا گیا ہے اب وہ زیادہ سے زیادہ خیال خوانی کے ذریعے تمہاری بحیریت معلوم کرنا رہے گا لیکن ذرا عقل سے سوچو کہ وہ اتنی ”دریغہ کر خیال خوانی کے ذریعے کب تک تمہارے کام آتا رہے گا؟ نہ وہ جانتا ہے نہ تم جانتی ہو کہ دن رات کے کس کس میں دشمن کس طرح اچانک حملہ کریں گے۔ کیا ایسے وقت وہ تمہارے پاس موجود رہے گا؟ محافظ ایک ہے اور دوسرے ہزار ہیں۔ وہ تمہارا چاکر ملے کے وقت تمہارے پاس موجود نہیں رہے گا۔ تم اسے بکارتی رہ جاؤ گی۔ بلی فون لائن کاٹ دی جائے گی۔ رابطے کے تمام ذرائع ختم کر دیے جائیں گے۔“

میرے غلوص کو سمجھو۔“

وہ بولی ”دشمن کبھی غلوص نہیں ہوتے البتہ تم جو باتیں کہہ رہے ہو وہ درست ہیں۔ فراد میری حفاظت کے لیے چوبیس گھنٹے خیال خوانی نہیں کرے گا۔ وہ اپنے معاملات میں مصروف رہے گا تو میرا کیا ہے؟“

”ایسی ہی داخل مندی سے سوچو گی تو میرے غلوص کو نہ سہی دوستی کے جذبے کو سمجھ جاؤ گی۔ دو دشمن حالات سے سمجھو تاکہ کے دوست بن جاتے ہیں اگر تم مجھ پر بھروسہ کر دو گی تو میں بھی بلی بیٹھ جاتا ہوں میرے پاس بھی بلی بیٹھتی جانتے والوں کی مضبوط فہم ہے۔ میرے خیال خوانی کرنے والے تمہارے قلعے کو فولادی قلعہ بنا دیں گے۔“

سونیا نے پریشانی ظاہر کرتے ہوئے کہا ”پہلے میں تنہا بے شمار مجرموں سے نمٹ لیا کرتی تھی لیکن اب دنیا کے ہر حصے سے بلی بیٹھتی جاتے والے ملے آ رہے ہیں۔ پہلے تلوار چلتی تھی تو تلوار سے مقابلہ ہوتا تھا بارود اور بندوقص آئیں تو تلواریں بیکار ہو گئیں۔ اب بلی بیٹھتی نے ایٹم بم کی اہمیت کو بھی کم کر دیا ہے۔ یہی ہے اچھی طرح سمجھ رہی ہوں کہ میرے پاس دن رات بلی بیٹھتی کا ہتھیار ہونا چاہیے۔“

”تم مجھے ایک بار آزمائے پھر میں تمہارے اس طرح کام آؤں گا کہ تم فراد سے بھی زیادہ مجھ پر اعتماد کرنے لگو گی۔ وہ تمہاری مدد کرتے رہنے کا وعدہ کر کے تم سے دور چلا گیا ہے۔ میں دن رات تمہارے ساتھ رہوں گا۔ جب تک تمہارا بھرپور اعتماد حاصل نہیں کروں گا۔ قلعے کے اندر نہیں آؤں گا۔ جزیرے پر یا ہانگ کانگ میں رہ کر دن رات تمہاری نگرانی کرتا رہوں گا۔“

وہ قائل ہو کر بولی ”یہ تمہاری پیشکش اچھی ہے۔ میں یہی چاہوں گی کہ بھرپور اعتماد قائم ہونے تک مجھ سے دور رہی دور رہ کر دوستی کا ثبوت دیتے رہو۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں فراد پر اعتماد کیوں کرتی ہوں؟“

”کیوں کرتی ہو؟ مجھے بتاؤ میں اسی طرح تمہارا دل جیتنے کی کوشش کروں گا۔“

”وہ فولادی انسان ہے۔ بے شمار دشمنوں سے مقابلہ کرتا ہے لیکن کبھی کسی کے زیر اثر نہیں آتا۔ میں نے پہلے جس سے شادی کی تھی وہ اس علاقے کا بے تاج بادشاہ تھا۔ دشمنوں سے لڑا تھا اور میری حفاظت کرتا تھا لیکن ایک دن وہ مارا گیا پھر میں نے جم کاف سے شادی کی۔ وہ بھی اندر ورتلہ کا بے تاج بادشاہ تھا۔ اس نے بھی میرے تحفظ کے لیے جنگ کی مگر مارا گیا۔ شاید فراد بھی اسی لیے یہاں سے چلا گیا کہ یہاں خیال خوانی کرنے والے دشمنوں کی تعداد بڑھتی جا رہی

ہے۔ وہ بہت چالاک ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے محفوظ قلعے میں چلا گیا ہے۔ میں کس پر بھروسہ کروں؟ میری حفاظت کرنے والے یا تو مرجاتے ہیں یا فریاد کی طرح بھاگ جاتے ہیں۔“

”تیس بھگورڈا نہیں ہوں۔ تم مجھے کسی طرح بھی آزما سکتی ہو۔“

سونیا نے کہا ”تمہارے خیال خوانی کرنے والوں کی ایک مضبوط ٹیم ہے۔ تم اپنی ذہانت اور محسوس پلاننگ کے ذریعے زاکو کو کمزور اور انہوں کو فنا کر سکتے ہو یا یہ علاقہ چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کر سکتے ہو۔“

”کوبرا اور انہوں کی کیا حیثیت ہے۔ میں انہیں مٹی میں ملا سکتا ہوں۔“

”جب تم ایسا کر دکھاؤ گے تو سمجھ لو کہ آزمائش میں پورے اتر جاؤ گے۔ میں اسی دن تمہارے لیے قلعے اور اپنے دل کے دروازے کھول دوں گی۔ میرا خیال ہے بڑی لمبی گفتگو ہو چکی ہے۔ اب میں آرام کروں گی۔“

فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔ ہاروے، آندریس، سائنس اور بیکر رائٹ اس کے دماغ میں رہ کر سونیا کی باتیں سن رہے تھے۔ ہاروے نے کہا ”مارلی تنہا رہ گئی ہے۔ وہ کسی ٹیلی پیٹھی جاننے والے سے دوستی کیے بغیر اس علاقے میں زندہ سلامت نہیں رہے گی۔“

آندریس نے کہا ”مارلی یہ بات اچھی طرح سمجھ رہی ہے۔ یہ اچھا ہوا کہ سب سے پہلے ہم نے دوستی کی آخر کی ہے۔ ہم خیال خوانی کرنے والوں کی ایک مضبوط ٹیم رکھتے ہیں۔ وہ ہم پر بھروسہ کرے گی۔ اسے ٹیلی پیٹھی کے تجویز کی سخت ضرورت ہے۔“

بیکر رائٹ نے کہا ”اب ہماری کوشش یہی ہونی چاہیے کہ وہ صرف ہم پر بھروسہ کرے۔ کوبرا اور انہوں کی طرف نہ بچھے۔ اس سے پہلے ہی انہوں کو خاک میں ملانا ہو گا۔“

سائنس نے کہا ”وہ دونوں ہماری طرح بد پوش رہتے ہیں یا تو ان کا پتا ٹھکانا معلوم ہونا چاہیے یا ان کی کسی بڑی کمزوری تک پہنچنا چاہیے۔“

وہ اس مسئلے میں بحث کرنے لگے کہ کس طرح ان دونوں کو نہپ کیا جاسکتا ہے۔ ادھر زاکو کوبرا نے فون کے ذریعے سونیا سے رابطہ کیا پھر کہا ”میں بڑی دیر سے رابطہ کرنے کی کوششیں کر رہا تھا اور تمہارے قلعے کا انچارج کمزور رہا تھا کہ تم کسی سے فون پر گفتگو کرنے میں مصروف ہو۔ میرا خیال ہے اتنی لمبی گفتگو فراغت ہی ہو سکتی ہے۔“

”میں اس سے بھی زیادہ لمبی گفتگو اپنی مانو سے کرتی ہوں۔ تم اپنے مطلب کی بات کرو۔“

”مجھے افسوس ہے کہ جم کاف مارا گیا ہے۔ تم اس پر بار بار یہ دہرائیں گے۔“

”دنیا کے بڑے بڑے مجرم مجھ سے شادی کرنے کے لیے مجھے بڑے بناتے رہیں گے۔ تم نے بھی شادی کرنے اور میرے قلعے پر قبضہ جانے کے لیے اس بار مجھے یہ دہرایا ہے۔“

”جنگ کے دوران فریقین میں سے کوئی بھی مارا جاتا ہے۔ جب صلح اور دوستی کی بات آئے تو مرے والوں کا حساب نہیں کیا جاتا۔ اپنے پیاروں کی موت کو بھی بھلا کر آئندہ دوستی اور محبت سے رہنے کے معاہدے کیے جاتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فریاد تمہیں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ اس کی بہت ساری مصروفیات ہیں۔ وہ بھلا کب تک تمہارے ساتھ رہ سکتا تھا۔ اسے ایک دن جانا تھا چلا گیا۔ میں دن رات تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں۔ تم نہیں جانتیں کہ میں کتنا زبردست ہوں۔ میں اپنے منہ میاں ٹھوس نہیں ہوں گا لیکن اتنا ضرور کروں گا کہ میری موجودگی میں بڑے سے بڑا ٹیلی پیٹھی جاننے والا بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں ایک ایک کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔“

”میرے پہلے شوہر نے بھی اسی طرح میری حفاظت کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ ثابت میں سو گیا اور مجھے دشمنوں کا عذاب سننے کے لیے چھوڑ گیا پھر تم نے جم کاف کو دیکھا۔ وہ بھی بڑے وسیع ذرائع کا مالک تھا لیکن وہ بھی بے موت مارا گیا۔ آئندہ میں کسی ایسے شہ زور پر بھروسہ کروں گی جو میرے تمام دشمنوں کو خاک میں ملا دے گا۔ فریاد ایسا کر رہا تھا کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ میں ساتھ چھوڑنے والے کو بھی اپنا ساتھی نہیں بنائوں گی۔“

کوبرا نے کہا ”میں نے آج تک شادی نہیں کی۔ یہ سوچ لیا تھا کہ اپنی جیسی کسی شہ زور عورت سے شادی کروں گا۔ تم میری آئیڈیل ہو۔ ہم دونوں مل کر اسے طاقت ور بن جائیں گے کہ پورے ساؤتھ ایشیا میں حکمرانی کرتے رہیں گے۔ ہمارے درمیان ایسا ٹھوس معاہدہ ہو گا کہ اس کے مطابق ہم کبھی ایک دوسرے کو نہیں چھوڑ سکیں گے۔“

”پہلے میں تحفظ چاہتی ہوں اگر تم انہوں اور بائزن ٹوڈ کو اس کے ٹیلی پیٹھی جاننے والے ساتھیوں سمیت ختم کر دو گے تو پھر میں تم سے دوستی اور شادی کا معاہدہ کروں گی۔“

”میرے لیے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ میں اس ب کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کروں گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ شیطان اپنی باتوں اور چال بازیوں سے خود کو ظاہر کرتے ہیں لیکن جسمانی طور پر کمزور دکھائی نہیں دیتے۔ بس انہیں ڈھونڈ نکالنے میں کچھ وقت لگے گا۔“

”پہلے ڈھونڈ لو پھر ان پر غالب آ جاؤ۔ انہیں نابود کر دیا۔“

دیوتا 42

انہیں غلام بنا لو پھر مجھ سے رابطہ کرو۔“

سونیا نے فون بند کر دیا۔ ابھی ان فون باقی تھا۔ وہ بھی اس علاقے پر حکمرانی کے لیے آیا تھا۔ اس نے بھی فون پر اسے مخاطب کیا ”ہائے مارلی۔ میں ان فون بول رہا ہوں۔“

”بولو۔“ آتم سے پہلے بائزن ٹوڈ اور کوبرا بول چکے ہیں۔

”تم بھی پہلے جم کاف کی ہلاکت پر افسوس کرو گے میری بیوی پر جس کھادو گے پھر ایک مضبوط اور مستحکم دوستی کی آفر کرو گے۔“

”اچھا۔ وہ تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والے کتے تم سے یہ ساری باتیں کر چکے ہیں۔ کیا تم ان سے دوستی کر رہی ہو؟“

”کنا مجھے دوستی کرنا چاہیے؟ تم سب کی آستینوں سے میرے ساگ کا خون بہہ رہا ہے۔“

وہ بولا ”مردوں اور شہ زوروں کی لڑائی میں ایسا ہوتا ہے۔ کمزور مارے جاتے ہیں۔ شہ زور زندہ رہتے ہیں۔ جنہیں ایسے شہ زور سے دوستی کرنی چاہیے جو سب پر بھاری پڑتا ہو۔ جنہیں میری طاقت کا اندازہ نہیں ہے اگر فریاد ایک دن اور یہاں رہ جاتا تو میرے ہاتھوں مارا جاتا۔ میں اس علاقے میں کسی ٹیلی پیٹھی جاننے والے کو زندہ رہنے نہیں دوں گا۔“

”کیا اسی طرح فون پر بولتے رہنے سے تمہارے دشمن مرجائیں گے؟ مرد بولتے نہیں۔ بولنے سے پہلے کر دکھاتے ہیں۔ یہ بتاؤ تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو یہاں سے کب بھاگائے گی؟“

”صرف چند دنوں میں یہاں کوئی خیال خوانی کرنے والا دکھائی نہیں دے گا۔“

”تو پھر چند دنوں بعد فون کرنا، اگر واقعی میرے خلاف کوئی خیال خوانی کرنے والا نہیں رہے گا۔ سب بھاگ جائیں گے یا مرجائیں گے تو میں قلعے اور اپنے دل کے دروازے تمہارے لیے کھول دوں گی۔“

وہ خوش ہو کر کھٹکنا چاہتا تھا لیکن سونیا نے فون بند کر دیا۔ وہ کوبرا اور بائزن ٹوڈ کے بارے میں سوچنے لگا۔ میں اس کے راستے کا سب سے بڑا پتھر تھا۔ میرے جانے کے بعد اس کی نظروں میں دوسرے ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ اس کی پشت پر ایک بہت ہی پر اسرار ٹیلی پیٹھی جاننے والا تھا وہ اسے مسز مین کتا تھا۔ اسے جہاں تک معلوم تھا۔ اس مسز مین کے کسی ٹیلی پیٹھی جاننے والے ماتحت تھے ان فون اس کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا تھا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ایک بہت ہی شاطر انٹرنیشنل سیاہی کھلاڑی تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے بڑے بڑے

دیوتا 42

ممالک کے اہم سرکاری اور فوجی راز معلوم کر رہا تھا۔ ان رازوں کے ذریعے انہیں بلیک میل کرتا تھا۔ جس ملک کے حکمران اس کے مطالبات پورے نہیں کرتے تھے وہ وہاں دہشت گردی اور خرابی کا رونا بھونک کر آتا تھا۔ بین الاقوامی مارکیٹ میں منشیات اور اسلحہ کے تاجر اس کے زیر اثر رہتے تھے۔ یورپ اور ایشیا میں انڈروورلڈ کے کئی گاڈ فادر بھی اس کے حکموں اور نتائج پر ہاتھ تھے۔

وہ بیشش کم نامہ کر پڑی خاموشی سے جرائم کی دنیا میں حکومت کر رہا تھا۔ تمام ممالک کے سیاسی مجرم اس کے ایک اشارے پر اپنے اپنے ملک میں بھاگی حالات پیدا کر دیتے تھے۔ صرف چین، ایران اور لیبیا جیسے چند ممالک میں اس کی بلیک میلنگ کام نہیں آتی تھی۔

جب تک ہانگ کانگ برطانیہ کے زیر تسلط رہا۔ تب تک مسز مین وہاں کے تمام مجرموں، اسٹگروں کرپٹ سیاست دانوں اور انڈروورلڈ کے بے تاج بادشاہوں پر حکومت کرتا رہا پھر ہانگ کانگ چین کا ایک حصہ بن گیا لیکن وہاں چین کے سخت قوانین نافذ نہیں کیے جاسکے۔ کیونکہ وہ پارہ ذہنی علاقہ صدیوں سے جرائم کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ منشیات اور اسلحہ کی فراوانی کے باعث دہشت گردوں اور تحریک کاروں پر قابو پانا بہت مشکل تھا۔ مسز مین کو یقین تھا کہ اس علاقے میں کبھی قانون کی بالادستی قائم نہیں ہوگی اور اس کی خاموشی اور پر اسرار حکمرانی وہاں قائم رہے گی۔

اسے پر اسرار حکمران اس لیے کنا چاہیے کہ ٹانا کا کوڈو جیسے انڈروورلڈ کے گاڈ فادر وغیرہ بھی کسی مسز مین کے وجود سے بے خبر تھے۔ نہیں جانتے تھے کہ ان کی یوگا میں مسارت کے باوجود وہ ان کے دماغوں میں چلا آتا ہے۔ یوگا کے ماہرین کی لاعلمی میں انہیں اپنا معمول بنالیتا ہے پھر اسی طرح تمام گاڈ فادر زور تمام مجرم لاعلمی میں غائب دماغ رہ کر اپنی کمائی کا بیشتر حصہ مسز مین کی طرف منتقل کرتے رہتے ہیں۔

اس نے خود کو اتنا پر اسرار اور گمنام بنالیا تھا کہ نہ اس کا کوئی نام تھا نہ کوئی پتا ٹھکانا تھا۔ دنیا کا کوئی بھی شاطر جاسوس اس کے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ صرف خدا اس کے وجود سے واقف تھا یا پھر ملک الموت ایک دن اس کے پاس پہنچنے والا تھا۔

ایک دن اسے پتا چلا کہ ٹانا کا کوڈو کی غلطی سے میں ہانگ کانگ پہنچ گیا ہوں۔ تب مسز مین کو خطرے کا احساس ہوا۔ اس کی اپنی ذات کے لیے کوئی خطرہ نہیں تھا لیکن اس کے زیر اثر رہنے والے مجرموں کی شامت آگئی تھی پھر بائزن ٹوڈ اور اس کے ساتھی مسز مین کے زیر اثر نہیں تھے۔ کوبرا ابھی آزاد اور سربراہ ٹیلی پیٹھی جاننے والا تھا۔ میری موجودگی کے

کتابیات پہلی کیشنز

213

باعث وہاں ایسے ٹیلی جیتی جانے والوں کی بھڑنگی جاری تھی جو مسٹری مین کے کنٹرول میں نہیں تھے۔ تب اس نے ان نوں کو جم کاف کے دماغ میں بھاکر ہانگ کاگ پچایا تھا اور وہاں ٹیلی جیتی کے ذریعے ہونے والے لورنگ تماشے دیکھ رہا تھا۔

وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ بھڑنگ آسانی سے نہیں جھٹکے گی۔ ایک ٹیلی جیتی جاننے والے کا تھکانا معلوم کر کے انہیں اپنا معمول اور حکومت بنانا ہو گیا ان کی ٹیلی جیتی سمیت انہیں فنا کرنا ہوگا۔ اس نے ایک برس پہلے بائرن ٹوڈ اور ہاروے کو ٹریپ کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ دونوں اٹلی اور سسلی کے گاؤں فادر تھے۔ مسٹری مین ان کے تمام بھانڈے و ہندوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اس نے اپنے ماتحتوں کے ذریعے انہیں فون پر دھمکی دی تھی کہ بائرن ٹوڈ اور ہاروے اسے اپنے دماغوں میں نہیں آنے دیں گے تو وہ انہیں انڈر ورلڈ کے معاملات میں نقصان پہنچائے گا۔ انہیں آرام اور اطمینان سے دھندا کرنے نہیں دے گا۔

بائرن ٹوڈ نے جواباً کہا تھا ”ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ تم گمنام اور پراسرار بن کر رہتے ہو۔ یورپ کے انڈر ورلڈ سے تعلق رکھنے والے کئی گاؤں فادر تمہارے زیر اثر ہیں۔ وہ تمہاری ٹیلی جیتی کے سامنے مجبور ہیں لیکن ہم تم سے مرعوب اور مغلوب نہیں ہوں گے۔ تم ہمیں نقصان پہنچاؤ گے تو ہم یورپ کے کئی گاؤں فادر کے دماغوں میں کھس کر ان کی نیندیں حرام کر دیں گے۔ تم انہیں تحفظ دیتے رہو گے۔ ہم ان کے زیر زمین معاملات میں انہیں نقصان پہنچاتے رہیں گے اگر اپنے تمام گاؤں فادر کی بھلائی چاہتے ہو تو ہمارے معاملات سے دور رہو۔“

مسٹری مین کے ماتحت نے کہا ”تمہاری طرح ہم بھی ٹیلی جیتی جانتے ہیں۔ ہم آپس میں دوست بن کر دنیا کے تمام ٹیلی جیتی جاننے والوں پر حکومت کر سکتے ہیں۔ انڈر ورلڈ کے بچنے گاؤں فادر ہیں اور بڑے ممالک کے بچنے کرپٹ سیاست دان ہیں وہ سب ہمارے زیر اثر رہیں گے۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”ہم دوستی کریں گے تو ہمیں ایک دوسرے کا پتا ٹھکانا بھی معلوم ہوگا۔ تم ہماری بیویوں اور بچوں کے دماغوں میں بھی پنچو گے۔ ہمارے خون کے رشتوں کو غدا میں مبتلا کر کے ہمیں گھٹنے ٹیک پر مجبور کرو گے۔ ہماری اور بہت سی کمزوریاں معلوم کرو گے۔ ہمیں ساری دنیا پر حکومت کرنے کا خواب نہ دکھاؤ۔ ہمارے اندر دم تم ہو گا تو ہم اپنی مضبوط ٹیم کے ساتھ پوری دنیا پر نہ سسی اُدھی دنیا پر حکومت کر سکیں گے۔“

ہاروے نے پوچھا ”ویسے تم کون ہو؟ کس ملک سے ٹیلی

جیتی سمجھ کر آئے ہو؟ کچھ اپنے بارے میں بتاؤ؟“

مسٹری مین نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ ان سے رابطہ ختم کر دیا۔ اس وقت یہ سوچ کر خاموش رہا کہ اپنے اہم معاملات سے فرصت ملے گی تو وہ بائرن ٹوڈ اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگانے کی کوشش کرے گا۔

اور اب ہانگ کاگ میں ان سے سامنا ہو رہا تھا۔ جس طرح وہ گمنام اور پراسرار بنا ہوا تھا اور کوئی اس کے سامنے تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اسی طرح بائرن ٹوڈ اپنے تمام ٹیلی جیتی جاننے والے ساتھیوں کے ساتھ لاپتا رہتا تھا۔ وہ ایک برس پہلے دوستی کی پیشکش کو ٹھکرا چکے تھے۔ اس کے قریب میں آنے والے نہیں تھے۔ اب جب چاپ ان کا سراغ لگا کر ان کی شہر رگ تک پہنچنا ضروری ہو گیا تھا۔

مسٹری مین کے دو ٹیلی جیتی جاننے والے اٹلی اور سسلی پہنچے ہوئے تھے۔ بڑی رازداری سے وہاں کے اہم افراد کو آلہ کار بنا رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ حکومت ’فوج کے اہم عہدے داروں تک پہنچ رہے ہیں تو ان کے ذریعے بائرن ٹوڈ وغیرہ کا سراغ ملتا رہے گا۔ دنیا کے تمام گاؤں فادر تمام ملکوں کے حکمرانوں اور فوج کے اعلیٰ افسروں کے لیے دوسرے رہتے تھے۔ بھی دوستانہ انداز اختیار کرتے تھے اور کبھی مطالبات پورے نہ ہونے پر ان ممالک میں خرابی کا رونا بٹایا کرتے رہتے تھے۔ ان حکمرانوں اور افسروں کے ذریعے ہی گاؤں فادر وغیرہ کا سراغ ملنے کی توقع کی جاسکتی تھی۔ ان نوں نے مسٹری مین کی ہدایت کے مطابق ڈاؤن کم کوبرا کے ایک آلہ کار سے رابطہ کیا۔ اس آلہ کار کے دماغ میں جانے سے کوبرا اس کی باتیں ہوئیں۔ ان نوں نے کہا ”ہانگ کاگ میں ٹیلی جیتی جاننے والے مختلف ممالک کے فوجیوں کی طرح چلے آ رہے ہیں۔ ہم اور تم ان سے خفا نہیں منت سکیں گے۔ کیا ہمارے اتحاد کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ اور کیا تمہ سے دوستی کرنا چاہو گے؟“

”بے شک اتحاد میں بڑی طاقت ہے۔ ہم اس طرح متحد ہو سکتے ہیں کہ کسی کو کسی سے بھی کوئی نقصان نہ پہنچے کوئی چال بازی، کوئی دھوکا نہ ہو۔ جبکہ ہر ٹیلی جیتی جاننے والا ناقابل اعتماد ہوتا ہے۔ ہر شخص دوستی کے بہانے دوسرے کے دماغ میں کھس کر اسے اپنا معمول بنالیتا ہے۔“

ان نوں نے کہا ”ہم ایک دوسرے کے لیے قابل اعتماد نہیں ہیں لیکن ذہانت سے کام لے کر ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک دوسرے کو اپنی دشمنی سے محفوظ رکھنے کی ضمانت دے سکتے ہیں۔“

”ہم کس طرح ایک دوسرے کو تحفظ دے سکیں گے کیا تم نے کوئی تدبیر سوچی ہے؟“

”ہاں۔! اگر ہم آپس میں رشتے دار بن جائیں۔ ایک دوسرے کی بہن یا بیٹی سے شادی کر لیں تو ہم اپنی بہن اور بیٹی کا ساگ نہیں اجاڑیں گے۔ بھی ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ خون کے رشتے ہمیں متحد کر کے زیادہ طاقتور بنا دیں گے۔ میری ایک بہن ہے۔ جو ان ہے خوب صورت ہے۔ میں اسے تم سے منسوب کر سکتا ہوں۔“

”اتفاق سے میری بھی ایک بہن ہے۔ میں اسے بہت چاہتا ہوں۔ اس کے سوا دنیا میں میرا کوئی نہیں ہے۔ میں قتل و غارتگری سے بھرپور زندگی گزارتا ہوں۔ اس لیے اپنی اس بہن کو خود سے بہت دور رکھتا ہوں۔“

”تمہاری بہن جیسی بھی ہوگی۔ جہاں بھی ہوگی۔ میں اس سے شادی کروں گا۔ کیا تم میری بہن سے شادی کرو گے؟ اس سلسلے میں ہم ایک دوسرے کی جائز شرائط تسلیم کریں گے۔“

”پہلی شرط تو یہ ہے کہ تم میری بہن کے دماغ میں جاؤ گے اور میں تمہاری بہن کے دماغ میں رہ کر اس کے خیالات پڑھوں گا۔ اس طرح ہم ایک دوسرے کی بہن کے خیالات اور مزاج وغیرہ کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔“

”ٹھیک ہے۔ مجھے کچھ بعد میں تمہاری بہن سے کسی بھی ملک میں ملاقات کروں گا۔ تم میری بہن سے جہاں چاہو مل سکو گے۔ ہم شادی کریں گے۔ ان کے ساتھ ازدواجی زندگی گزاریں گے۔ خون کے رشتے مستحکم ہو جائیں گے تو پھر ہم ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔“

”یہ دوستی کرنے اور ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ اس کام میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔ میں تمہیں اپنی بہن کے دماغ میں پہنچا رہا ہوں۔ تم مجھے اپنی بہن کے دماغ میں پہنچاؤ۔ ان لڑکیوں کے خیالات اور مزاج کو مجھے میں دیر نہیں لگے گی۔ ہم ان کے چور خیالات پڑھ کر ان کی خوبیاں اور خرابیاں معلوم کر لیں گے۔“

”ہم دوستی قائم رکھنے کے لیے ایک دوسرے کی بہن کی خوبیوں سے محبت کریں گے اور ان کی خرابیوں کو دور کریں گے۔“

یہ پلاننگ ان کے لیے قابل قبول تھی۔ وہ اس پر عمل کر کے ایک دوسرے کا بھرپور اعتماد حاصل کر سکتے تھے۔ ان نوں نے ٹیلی فون کے ذریعے اس آلہ کار کو اپنی بہن کی آواز سنائی۔ ڈاؤن کم کوبرا اپنے آلہ کار کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کا نام ا۔جنا عرف ا۔جی تھا۔ وہ لندن میں تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ اپنے والدین کے ساتھ وہاں رہتی تھی۔ کوبرا نے اس کے خیالات پڑھے۔ معلوم ہوا کہ وہ ان نوں کی چھوٹی بہن ہے اور لندن ایسٹ بورن میں اپنے

والدین کے ساتھ رہتی ہے۔ ان نوں نے اسے سنجی کو یہ بتا دیا تھا کہ ڈاؤن کم کوبرا نامی ایک جینی باشندے سے اس کا رشتہ ملے کیا جا رہا ہے۔ اسے اس رشتے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔

ان نوں نے ٹیلی جیتی کے ذریعے اسے سنجی کو کوبرا کی طرف مائل کیا۔ اس لیے وہ راضی ہو گئی تھی اور اب اس سے ملاقات کرنا چاہتی تھی۔ کوبرا نے کہا ”میں کسی بھی فرصت خلافت سے لندن آکر تم سے ملاقات کروں گا۔“

پھر اس نے ان نوں کو اپنی بہن کے دماغ میں پہنچایا۔ اس کا نام شی کی زائ تھا۔ کوبرا نے بھی اپنی بہن شی کی کو ٹیلی جیتی کے ذریعے ان نوں کی طرف مائل کیا تھا۔ وہ بھی اس سے ملنا چاہتی تھی۔ ان نوں نے کہا ”بڑی رازداری سے ہانگ کاگ آؤں گا پھر تم جہاں بھی رہو گی۔ تمہیں خیال خواتی کے ذریعے اطلاع دیتا ہوا تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔“

میاں بیوی کا رشتہ ساری زندگی کے لیے ہوتا ہے۔ رشتہ کرنے سے پہلے ایک دوسرے کو سمجھنے اور قبول کرنے میں کافی عرصہ لگ جاتا ہے لیکن چور خیالات کے ذریعے چند منٹوں میں ایک دوسرے کی اصل بھڑی معلوم ہو جاتی ہے۔ وہ دونوں اپنے وعدے کے مطابق دوسرے دن ایک دوسرے کی بہن تک پہنچ گئے اور ان سے رو بہ ملاقات کرنے تک اچھی طرح ان کے خیالات پڑھتے رہے اور مطمئن ہوئے۔

رو بہ ملاقات ہونے پر کوبرا نے اسے سنجی کو اور ان نوں نے شی کی کو دل سے پسند کیا۔ وہ دونوں ہی جوان اور خوب صورت تھیں۔ اگر ایسی نہ ہوتی تب بھی ایک دوسرے کی دوستی اور اعتماد حاصل کرنے کے لیے وہ انہیں بیویاں بنانا منظور کر لیتے۔

کوبرا نے کہا ”میں نے اسے سنجی کو دل سے پسند کیا ہے۔ تم بھی میری بہن شی کی کو پسند کر چکے ہو۔ کل صبح ریشمار کے دفتر میں ہم ان سے شادیاں کر لیں گے۔ ان سے ازدواجی رشتہ قائم ہونے کے بعد ہمیں ایک دوسرے پر اعتماد حاصل ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ماہی تک پہنچنے اور اس کے قلعے پر قبضہ جمانے کے لیے ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ وہ بھی کسی ایسے ٹیلی جیتی جاننے والے سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ جو اسے ساری زندگی تحفظ دیتا رہے۔“

ان نوں نے کہا ”کل تمہاری بہن سے شادی کرنے کے بعد میں اس کے اعتماد کو دھوکا نہیں دوں گا پھر ماہی تو کیا کسی بھی حینہ عالم سے شادی نہیں کروں گا۔“

کوبرا نے کہا ”میں بھی تمہاری بہن اسے سنجی کے اعتماد کو

دھوکا نہیں دوں گا۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ مارلی کا اعتاد حاصل کرنے کے لیے اس سے شادی کی جائے ہم اسے بیوی بنانے کے بجائے بہن بنائیں گے تو وہ یہ معلوم کر کے خوش ہوگی کہ ہم اپنی بیویوں سے محبت کرتے ہیں۔ جب بیویوں کو دھوکا نہیں دے رہے ہیں تو ایک بہن کو بھی دھوکا نہیں دےں گے۔

کوبرا اور ان نون دوستی کرنے ایک دوسرے پر اعتاد حاصل کرنے اور مارلی کے قلے تک پہنچنے کی ٹھوس پلاننگ کر رہے تھے اور اس پر عمل بھی کر رہے تھے۔ ہارن ٹوڈ اور اس کے تمام ساتھی اس معاملے میں بڑی سنجیدگی سے غور کر رہے تھے۔ سونانے ان کے درمیان رسہ کشی پیدا کردی تھی کہ جو شہر دور ہوگا اور دوسرے ٹیلی بیسی جانے والوں کو مار بھاگے گا۔ وہ اسی سے شادی کرے گی اور اسے اپنے قلے میں آنے دے گی۔

اس بازی کو جیتنے کے لیے کوبرا اور ان نون متحد ہو رہے تھے۔ ہارن ٹوڈ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ”ہم متحد ہیں۔ ہمیں صرف کوبرا اور ان نون تک پہنچنے کا راستہ تلاش کرنا ہوگا۔ وہ ایک بار ہماری نظروں میں آگئے تو پھر زندہ سلامت نہیں رہ سکیں گے۔“

باروے نے کہا ”چنانچہ انہیں تلاش کرنے میں کتنا وقت لگے گا۔ اس سلسلے میں فراڈ کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہم اس کی بھی کسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مارلی تک پہنچ سکتے ہیں۔“

آندرے نے کہا ”فراڈ کی کسی کمزوری تک پہنچنا مشکل ہے۔ یہ اتنی ہی آسان ہوتا تو کتنے ہی دشمن اس کی کسی نہ کسی کمزوری تک پہنچ کر اسے لگنے پھینکے پر مجبور کر دیتے۔“

بیکر برائٹ نے کہا ”دوسرے دشمن آج تک ایسا نہ کر سکیں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم بھی ایسا نہیں کر سکیں گے۔“

ہارن ٹوڈ نے کہا ”بے شک! اگر ایک کام کسی کے لیے ناممکن ہوتا ہے تو ضروری نہیں ہے کہ دوسرے کے لیے بھی ناممکن ہو۔ دوسرا اپنی ذہانت اور حوصلے سے اسے ممکن بنا سکتا ہے۔“

باروے نے کہا ”میں سوچ رہا ہوں کہ فراڈ کے بیٹوں اور ہوسوں کے بارے میں کسی طرح یہ معلوم کیا جائے کہ وہ سب کہاں اور کس معاملات میں مصروف ہیں تو ہم ایسی معلومات سے فائدہ اٹھا کر فراڈ اور مارلی کے لیے دشواریاں پیدا کر سکتے ہیں۔“

”یہ سب کچھ کرنے کے لیے ہم فراڈ کے بیٹوں اور ہوسوں کے دماغوں میں کس طرح پھنسیں گے؟ ان کے دماغ

موم کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔ وہ ہماری خیال خوانی کی گری سے نہیں گھٹکیں گے۔“

ہارن ٹوڈ نے کہا ”قدرتی حالات پتھر کو بھی پگھلا دیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے فراڈ کے عزیزوں میں کوئی تیار ہو جائے تو وہ سانس روکنے کے قابل نہیں رہے گا یا وہ کسی حادثے میں زخمی ہو جائے تو وہ ہماری سوچ کی لمبوں کو اپنے دماغ میں آنے سے نہیں روک سکے گا۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ اس کی فیملی کے اہم افراد کتنے ہیں اور ہم ان میں سے کتنے افراد کے دماغوں میں جا سکتے ہیں۔ وہ سانس روکنے رہیں گے لیکن کبھی نہ بھی تو ان میں سے کسی کے دماغ کا دروازہ کھلے گا۔“

وہ سب سوچنے لگے۔ میری فیملی میں میرے دو بیٹے پارس اور پورس ہیں۔ میری ایک بوٹانی ہے اور دوسری بوٹانی ہے۔ ایک ہونے والی بوٹانی ہے۔ وہ بابا صاحب کے اوارے میں رہتی ہے۔ میری ایک بیٹی اعلیٰ بی بی ہے اور ایک بیٹا کبریا ہے۔ وہ دونوں پندرہ برس کے ہو چکے ہیں۔ بابا صاحب کے اوارے میں تعلیم اور تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ علی تیمور اور جی بھی ہیں۔

ہارن ٹوڈ اور اس کے تمام ساتھی میرے بیٹوں اور ہوسوں کی آوازیں اور سبے مختلف اوقات میں سن چکے تھے۔ صرف اعلیٰ بی بی اور کبریا کی باتیں انہوں نے کبھی نہیں سنی تھیں۔ ہارن ٹوڈ نے کہا ”کوئی موقع ہاتھ آئے گا تو ہم ان کی بھی آوازیں سن لیں گے۔ فی الحال ہمیں فراڈ کے بیٹوں اور ہوسوں کے دماغ میں جاتے رہنا چاہیے۔“

وہ سب اس بات پر متفق ہو کر خیال خوانی کرنے لگے۔ ان میں سے ایک خیال خوانی کرنا ہوا پارس کے پاس پہنچا۔ پارس نے پرانی سوچ کی لمبوں کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا ”کون ہو؟ کیوں آئے ہو؟“

اس نے کہا ”میں ٹیلی بیسی جانتا ہوں۔“

پارس نے کہا ”یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ٹیلی بیسی جانتے ہو۔ اس لیے میرے اندر آئے ہو۔“

”وہ بات اصل میں یہ ہے کہ میں اس دنیا میں اکیلا ہوں۔“

”سب ہی اس دنیا میں اکیلے آتے ہیں اور اکیلے جاتے ہیں۔ تمہاری پریشانی کیا ہے؟“

وہ اس کے دماغ سے چلا آیا۔ آندرے خیال خوانی کے ذریعے خالی کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے بھی پوچھا ”کون ہو؟ کیوں آئے ہو؟“

آندرے نے کہا ”میں مشرب پارس سے ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ تم اس کی دانتف ہو۔ اس کا پتا یا فون نمبر کتنی ہو؟“

”فی الحال اس کا پتا ٹھکانا موت کو بھی معلوم نہیں ہوگا۔ میں کیسے بتا سکتی ہوں؟ باقی داوے خیر میرے پاس کیوں نہ ہو؟ پارس کے دماغ میں بھی جا سکتے تھے۔“

آندرے واقعی طور پر حاضر ہو کر اپنے ساتھیوں سے بولا ”فراڈ کی فیملی کے افراد جسمانی اور دماغی طور پر صحت مند ہیں۔ یہ ہماری سوچ کی لمبوں کو محسوس کرتے رہیں گے۔“

ہارن ٹوڈ نے کہا ”ہم سب اسی طرح ان کے اندر جاتے ہیں گے تو ان کے ذریعے کسی کی آواز سن کر اس سے معلوم فرود لیا جائے گا کہ کیا باتیں گئے پھر اس آلہ کار کے ذریعے ان کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں گے۔ ہوسکتا تو انہیں زخمی بھی کر سکیں گے۔ ہمیں اس طریقے کا رے کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور حاصل ہوگا۔“

آندرے نے کہا ”ہاں ثانی کے دماغ میں جانے سے ایک بات معلوم ہوئی ہے۔ وہ ناکرہ اخبار کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔ یعنی وہ کینڈا میں ہے۔“

ہارن ٹوڈ نے کہا ”یہی فائدہ ہے۔ ہمیں ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم ہوتا رہے گا۔ امریکا میں نئی ٹرانسفاور مشین تیار کی گئی ہے۔ نئے ٹیلی بیسی جانے والے پیدا کیے جا رہے ہیں۔ ثانی وہاں تھا نہیں ہوگی۔ پارس بھی اس کے ساتھ ہوگا۔ وہ دونوں وہاں خیرجی کارروائیوں کے لیے گئے ہوں گے۔“

ساتھ نے یک بارگی خوش ہو کر کہا ”مجھے شیوانی کے دماغ میں جگہ مل گئی ہے۔ فوراً میرے دماغ میں آؤ۔ وہ تیار ہے۔ ہم اس کے خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کر سکیں گے۔“

وہ سب دوسرے ہی لمحے شیوانی کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگے۔ پتا چلا وہ پورس کے ساتھ اعلیٰ کے شہر لام میں ہے۔ وہ پانچ ماہ بعد یاں پہنچنے والی ہے۔ اسے ہیٹ میں کوئی تکلیف محسوس ہوئی تھی۔ پورس اسے اسپتال لے گیا تھا۔ ایسے ہی وقت سائن اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ اس کے اندر پہنچ گیا تھا۔

شیوانی کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ اسکاٹ لینڈ یا رڈ کو ازافار مر مشین کا نقشہ لا کر دیا تھا لیکن اس کا محاسبہ کیا گیا تھا کہ اس نے پہلے یہ کیوں نہیں بتایا کہ وہ پورس کے ذریعے مشین کا نقشہ لے کر آئی ہے۔

یہ بیان ہو چکا ہے کہ شیوانی پورس کے ساتھ ازوادی نامی گزار رہی تھی لیکن یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کا شوہر پورس ہے۔ بعد میں پورس نے خود کو ظاہر کیا تھا۔ اسکاٹ لینڈ یا رڈ والے یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھے۔ انہیں شبہ تھا

کہ شیوانی نے کسی سازش کے تحت مشین کا نقشہ لا کر انہیں دیا ہے بعد میں پورس اور بابا صاحب کے اوارے والے ان سے کوئی بہت بڑا فائدہ اٹھانے والے ہیں۔

انہوں نے شیوانی کو اس کے بیٹلے میں قید کر دیا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ ٹیلی بیسی جانتے والے تھری ہے اسکاٹ لینڈ یا رڈ والوں کے وفادار ہیں۔ ان کے لیے خیال خوانی کرتے رہیں گے۔ پورس اور شیوانی کی سازشوں سے محفوظ رکھیں گے۔ انہوں نے اپنے اطمینان کے لیے تھری بے کو بھی قیدی بنایا تھا۔ تاکہ وہ کبھی باقی بن کر وہاں سے فرار نہ ہو سکیں۔

وہ تھری بے دراصل پورس کے معمول اور محکم تھے اور اس کی ہدایت کے مطابق اسکاٹ لینڈ یا رڈ والوں کے وفادار بنے ہوئے تھے۔ پورس شیوانی کو ان کی قید سے نکال لایا تھا۔ تھری بے کو روایات دی تھیں کہ وہ اسکاٹ لینڈ یا رڈ میں رہیں۔ ضرورت کے وقت وہ انہیں بھی وہاں سے نکال لائے گا۔

اسکاٹ لینڈ یا رڈ میں ٹرانسفاور مشین تیار ہو چکی تھی۔ تھری بے کے اور مشین کے ذریعے وہاں کے نمائندے تجربہ کار اور اہم سراغ رساؤں کو ٹیلی بیسی سکھائی جا رہی تھی۔

ہارن ٹوڈ اور اس کے تمام ساتھی شیوانی کے خیالات پڑھ رہے تھے۔ پورس وہاں سے شیوانی کو دو چار دنوں کے لیے بابا صاحب کے اوارے میں لے گیا تھا۔ وہاں جناب تیمیزی اور دیگر اہم افراد سے شیوانی کو ملایا تھا۔ جناب تیمیزی نے کہا تھا کہ اسے پورس کے ساتھ اگلی گھونٹا پھرنا اور تقریر کرنا چاہیے۔ زچنگ کے بعد وہ بچے کو لے کر پورس کے ساتھ اوارے میں آئے گی پھر وہاں اس کی رہائش کا انتظام کیا جائے گا۔

ہارن ٹوڈ وغیرہ شیوانی کے خیالات پڑھ کر صرف اتنی ہی باتیں معلوم کر رہے تھے جتنا کہ وہ جانتی تھی۔ انہوں نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ پورس اس کے ساتھ صرف تقریر کر رہا ہے یا کسی اہم معاملے میں بھی مصروف ہے؟

شیوانی کی سوچ نے کہا ”پورس اسے اپنے معاملات اور تمام الجھنوں سے دور رکھتا ہے۔ وہ میں چاہتا کہ الجھنوں کے باعث شیوانی یا بچے پر کوئی اثر پڑے۔ اس لیے وہ اس کے ساتھ ہنسا ہوتا اور محبت کرنا رہتا ہے۔“

ہارن ٹوڈ نے کہا ”پہلے ہم شیوانی پر توجہ عمل کریں گے۔ اسے اپنی معمولہ پتا کر اس کے دماغ کو لاک کر دیں گے پھر اسے پورس سے دور کرنے کے بعد فراڈ علی تیمور کو بلیک میل کریں گے۔“

انہوں نے یہی کیا۔ اسپتال میں ڈاکٹر نے شیوانی کو دوا میں دینے کے بعد آرام سے سونے کی ہدایت کی اور وہ

سوچی۔ اگر نہ سوتی تو بائرن ٹوڈا سے سلام دیتا۔ وہ جسمانی اور دماغی طور پر کمزور ہو گئی تھی۔ بائرن ٹوڈا نے اسے پٹانا تڑکیا۔ اسے اپنی معمول بنایا پھر اس کے دماغ کو لاک کر کے اسے توہی بند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔

انہوں نے میری ایک ہوس کو اپنے غلغلی میں لے کر بہت بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ بائرن ٹوڈا نے مجھ سے رابطہ کرنے کے لیے میرے دماغ میں آنا چاہا۔ میں نے فوراً سانس روک لیا۔ ان سب کو یہ یقین دلا چکا تھا کہ میں بابا صاحب کے ادارے میں آ گیا ہوں۔ جبکہ میں ہانگ کانگ میں تھا۔ میں نے اپنے کمرے کی تمام چیزیں بھا کر کھڑکیاں بند کر دیں۔ اب میرے پاس آنے والوں کو تاریکی میں یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ میں کہاں ہوں۔ میں نے دوسری بار خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا ”کون ہو؟ کیا چاہتے ہو؟“

”میں ہوں بائرن ٹوڈا۔ میں پوچھتے آیا ہوں کہ ایک طرف بارلی تمہارے ہاتھ سے چھوٹنے والی ہے اور دوسری طرف تمہارے بیٹے یا سہو پر کچ آ رہی ہے تو کیا انہیں بچانے کے لیے مارلی کا سودا کرو گے؟“

میں نے فوراً ہی جواب نہیں دیا۔ پہلے شیوانی کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی تو اس نے سانس روک لیا۔ میں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا پھر بائرن ٹوڈا کے آلہ کار کے دماغ میں پہنچ کر بولا ”تم نے میری ہوس کا ذکر کیا تو خیال آیا کہ میری ایک ہوس شیوانی مان بننے والی ہے۔ ان حالات میں کچھ کمزور ہو گئی۔ ابھی اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ تم نے اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس کے دماغ کو لاک کیا ہے۔“

”صرف اس کے دماغ کو لاک نہیں کیا ہے۔ تمہارا بیٹا پورس اسپتال میں موجود نہیں تھا۔ ہم نے اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھایا ہے۔ شیوانی توہی نیند سے بیدار ہونے کے بعد ہمارے خیم کے مطابق پورس سے دور چلی گئی ہے۔ صرف ہم جانتے ہیں کہ وہ کہاں ہے۔ تم چاہو تو وہ تمہارے بیٹے کے پاس زندہ واپس آ سکتی ہے۔“

میں نے کہا ”جی تمہارا جواب نہیں ہے۔ زبردست چال چلی ہے۔ موقع سے خوب فائدہ اٹھایا ہے تم نے تو فریاد گئی بیور کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے ہیں۔ وہ بے چارہ ہانگ کانگ چھوڑ کر چلا آیا پھر بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے ہو۔“

”تم نے ہانگ کانگ چھوڑا ہے۔ مارلی کو نہیں چھوڑا ہے۔ دور جانے کے بعد بھی خیال خوانی کے ذریعے اس سے چپک کر رہتے ہو۔ چور چوری سے جاتا ہے ہیرا پھیری سے

نہیں جاتا۔ تم بھی ہیرا پھیری سے باز نہیں آ رہے ہو۔“

”اب تو تم نے باز آنے پر مجبور کر دیا ہے۔ بیٹا اور ہوس معاملہ ہے۔ ہوس اور خاندان کی عزت ہوتی ہے۔ اسے اپنے عزت کو بچانے کے لیے جو بولو گے وہ سنوں گا۔ جو چاہو کرو کروں گا۔“

”میں تم سے کوئی بہت بڑی بات نہیں منواؤں گا۔ میں مجھے مارلی کے دماغ میں پہنچا دو۔ میں اسے پٹانا تڑکیوں کا جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ وہ میری معمول بن چکی ہے اور تم نے اس سلسلے میں کوئی گزبڑ نہیں کی ہے تو میں شیوانی پورس کے پاس واپس پہنچ دوں گا۔“

میں نے کہا ”افسوس“ میں نے مارلی سے وعدہ کیا تھا کہ کسی بھی ٹیلی فنیاتی جاننے والے کو اس کے دماغ میں پہنچے نہیں دوں گا مگر اب تم نے مجبور کر دیا ہے۔ میں ایک ٹھنکی مہلت چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں تمہیں مارلی کے دماغ میں پہنچا دوں گا۔“

”ایک گھنٹے بعد کیوں؟ ابھی کیوں نہیں؟ کیا تم سمجھتے ہو۔ ایک گھنٹے کے اندر شیوانی کو ہم سے چھین کر لے جاؤ گے۔“

”میں کیا جانوں کہ تم نے اسے کہاں چھپایا ہے؟ میں اسے کیسے چھین کر لے جا سکتا ہوں؟ تم نے اسے اٹھوایا ہے۔ تمہیں اپنے آپ پر بھروسہ کرنا چاہیے کہ اسے ایک گھنٹے تک اپنے غلغلی میں رکھ سکو گے۔“

”ہاں! اتارا غلغلی کمزور نہیں ہے۔ ٹھیک ہے میں ایک گھنٹے بعد آؤں گا۔ تم مجھے مارلی کے دماغ میں پہنچاؤ گے۔“

وہ رابطہ ختم کر کے اپنے اس آلہ کار کے دماغ سے چلا گیا۔ میں زیر لب مسکراتے لگا۔ بائرن ٹوڈا وغیرہ شیوانی کی پوری سسڑی سے واقف نہیں تھے۔ وہ یہ تو جانتے تھے کہ اس کی آنکھیں غیر معمولی ہیں۔ وہ اپنی آنکھوں کے ذریعے کسی کو بھی اپنا اسیر بنا سکتی ہے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ شیوانی اندر سے زہری ہے۔ اس کا زہر ہلکا دماغ عارضی طور پر کسی سے متاثر ہو سکتا ہے لیکن وہ اثر زیادہ پر قائم نہیں رہ سکتا۔

اس سے پہلے بھی ایک بار اس پر توہی عمل کیا گیا تھا۔ وہ معمول بن گئی تھی لیکن وہ چار گھنٹوں کے بعد توہی عمل کا اثر ختم ہو گیا تھا۔ اس بار بھی یہی ہوا۔ پورس نے اس کے اندر آکر پوچھا ”تم اسپتال سے کہاں چلی گئی ہو؟“

وہ ایک بند کمرے میں تھی۔ اس نے کہا ”دروازے اور کھڑکیاں بند ہیں۔ یہ پتا نہیں چل رہا ہے کہ میں اسی خیم کے کسی علاقے میں ہوں یا مجھے کسی دوسری جگہ پہنچا دیا ہے۔“

پورس نے کہا ”تم خاموش رہو۔ میں تمہارے چور خیالات پڑھ رہا ہوں۔“

وہ بڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ کسی خیال خوانی کرنے والے نے پٹانا تڑکیا تھا۔ جب وہ ایک گھنٹے بعد توہی نیند سے بھولی تو اس کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اسپتال نکل کر ٹیکسی میں بیٹھ کر ایک طرف جانا چاہیے۔ وہ اس کے مطابق جانے لگی۔ روم کے مشہور تاریخی رات کے لباس پہنچ کر اس نے ٹیکسی روکوائی تھی پھر اس نے ادا کر کے ان کھڑکیوں سے گزری ہوئی آثار قدیمہ دھڑکیں پہنچ گئی تھیں۔ اس دفتر کے ایک شخص نے اسے کمرے میں لا کر قید کر دیا تھا۔

پورس نے کہا ”دشمنوں نے تمہیں پٹانا تڑکیا تھا۔ تم خود کہاں تک آتی ہو۔ اب میرے مشورے پر عمل کرو۔ سہو کے میں تمہارے دماغ میں آیا تھا۔ ابھی کوئی بھی رے اندر آکر تم سے باتیں کرے تو اسے یہی تاثر دو کہ تم سہو کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک رہی ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ کون ہے؟ اور کیا چاہتا ہے؟“

پورس اس کے اندر خاموشی سے موجود رہا۔ انتظار کرتا توہی دیر بعد کسی کی آواز سنائی دی ”ہیلو شیوانی۔ کیسی یہ عارضی قید خانہ ہے۔ تمہارے سر فریاد گئی بیور سے! اور ہاں۔ وہ ہماری بات مان لے گا تو تمہیں رہا کر دیا جائے گا۔“

پورس نے چور خیالات کے خانے پر پوری طرح قبضہ کیا تھا۔ شیوانی اس کی مرضی کے مطابق بولی ”تم کون ہو؟“

”تمہارے پایا سے کیا جانتے ہو؟“

”تمہارے پایا ہم سب کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ میرا سانس ہے۔ میں اس خیم میں رہتا ہوں۔ یہاں تمہیں جہاں میں دیکھا تھا۔ مجھے امید نہیں تھی کہ آسانی سے مارے دماغ میں پہنچ سکوں گا مگر تمہارے پیٹ کی تکلیف نے مشکل آسان کر دی تھی۔“

اسی وقت شیوانی کے دماغ میں بائرن ٹوڈا کی آواز سنائی۔ اس نے کہا ”سانس! میں نے فریاد کو مجبور کر دیا ہے۔ کائنات وعدہ کیا ہے کہ ایک گھنٹے بعد مجھے مارلی کے دماغ میں پہنچے گا۔ جب میں مارلی کو پٹانا تڑکیاں بنو رہی تھی تو کامیاب ہواؤں گا۔ تب شیوانی کو پورس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ بات میں شیوانی کے دماغ میں کہہ رہا ہوں تاکہ اسے بھی غم ہو تاکہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔“

سانس نے کہا ”مارلی کو معمول بنانے کے بعد بھی ہمیں لگائی کو پر غماں بنا کر رکھنا چاہیے۔ بعد میں فریاد کوئی گزبڑ نہ لے گا تو پھر اس کی کوئی کمزوری ہمارے ہاتھ نہیں آئے گی۔“

”میں یہ بات اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ شیوانی کو اتنی

جلدی رہا کرنے کی نادانی نہیں کی جائے گی۔ مجھے ایک بات کھنگ رہی ہے۔ فریاد چاہتا تو مجھے اسی وقت مارلی کے دماغ میں پہنچا سکتا تھا لیکن اس نے ایک گھنٹے کی مہلت لی ہے۔“

”یعنی وہ ہمیں ٹال رہا ہے۔ کچھ دیر کر رہا ہے۔ اتنی دیر میں کوئی چال چلنے والا ہے۔“

”وہ مکار ہے۔ اپنی مکاری سے باز نہیں آئے گا۔ یہاں اپنے آلہ کاروں کے ذریعے اسے تلاش کرے گا۔ تب شیوانی کے دماغ پر قبضہ ہمارا ہے اپنی خفیہ رہائش گاہ کے خانے میں بند کر دو۔“

سانس نے کہا ”میں ابھی یہی کہنے والا تھا۔ جب اسے مستقل قیدی بنا کر رکھنا ہے تو اس کے لیے وہی یہ خانہ مناسب رہے گا۔ میں وہاں خراب رہتا ہوں۔ نہ میرے دماغ میں کوئی آسکے گا اور نہ کوئی اس سے خانے تک پہنچ سکے گا۔“

سانس نے شیوانی کے دماغ پر پوری طرح قبضہ ہمارا اسے غائب دماغ بنایا۔ شیوانی اس کی مرضی کے مطابق آثار قدیمہ کے دفتر سے نکل کر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ایک گھنٹے تک سفر کر رہی تھی پھر ایک خوب صورت سے جنگل میں پہنچ گئی۔ وہاں سانس اس کا منتظر تھا۔ اس نے شیوانی کا استقبال کرتے ہوئے مسکرا کر کہا ”آؤ۔ اب یہ گھر تمہارا ہے۔ پتا نہیں تمہیں یہاں کب تک رہنا ہے۔“

وہ اس کے ساتھ ڈرامٹک روم میں آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔ سانس نے کہا ”تمہیں یہاں نہیں یہ خانے میں رہنا ہے۔ انھو یہاں سے چلو۔ یہ خانہ میں بیٹھنے اور لیٹنے کی سہولتیں موجود ہیں۔“

وہ اپنا سر جھک کر بولی ”مجھے پیاس لگ رہی ہے۔ پلے پانی پلاؤ پھر میں چلوں گی۔“

وہ فرنچ کھول کر ایک گلاس میں پانی ڈال کر لے آیا۔ وہ صوفے سے اٹھ کر اس کے دروازے پر اس کے ہاتھ سے گلاس لے کر بولی ”میری آنکھوں میں کچھ پڑ گیا ہے۔ تکلیف ہو رہی ہے۔ ذرا دیکھو تو کسی۔“

سانس نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا تو پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس کی غیر معمولی آنکھوں کی زہریلی کشش نے اسے جکڑ لیا۔ وہ بولی ”تم ان آنکھوں کے سحر سے نہیں نکلو گے۔ جو پوچھو گی اس کا صحیح جواب دو گے۔ بتاؤ تمہارے دوسرے ساتھی کہاں ہیں؟“

”میں نہیں جانتا اور ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کون کس ملک اور خیم میں رہتا ہے۔ کچھ روز پہلے فریاد گئی بیور نے بائرن ٹوڈا کو قتل کر کے اسے اپنا معمول بنایا تھا۔ اس کے ذریعے ہم سب کا پتا ٹھکانا اور فون نمبر معلوم کیا تھا لیکن ہماری تقدیر اچھی تھی۔ ہم خفیہ نکلے۔ ہمارے بڑے بڑی حکمت

عملی سے بازن ٹوڈ کو بھی فریاد کے کٹنبے سے رہائی دلائی ہے۔ اس کے بعد ہم نے لے لیا تھا کہ ایک دوسرے کے راز دار ہونے کے باوجود کبھی کسی کو اپنا پتا اور فون نمبر نہیں بتائیں گے۔

شوانی نے اس کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے کہا ”میں جانتی ہوں۔ تم سچ بول رہے ہو۔ ان آنکھوں کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکو گے۔ اس کے بعد بھی جو سچ ہے وہ بولتے رہو۔“

وہ بولنے لگا۔ ”آندرے میرے بچپن کا ساتھی ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں اور ایک دوسرے سے بھی کوئی بات نہیں چھپاتے۔ ہم نے اپنا پتا ٹھکانا بھی ایک دوسرے سے نہیں چھپایا ہے۔ ہم کبھی بھی چھپ کر شوانی نے پوچھا ”وہ کہاں رہتا ہے؟ کیا ابھی اس سے ملنے کے لیے جا سکتے ہو؟“

”اس سے ملنے کے لیے کس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ خود میاں آیا ہوا ہے۔ رات بھر جاگتا رہا تھا۔ ایک بیڈ روم میں سو رہا ہے۔“

”مجھے اس کے بیڈ روم میں لے چلو۔ اپنا ریوالور نکالو۔“

اس نے حکم کی تعمیل کی ریوالور نکال کر اس کے ساتھ چلا ہوا اس بیڈ روم میں آیا۔ جہاں آندرے سو رہا تھا۔ شوانی نے کہا ”اس کے پیر میں گولی مارو۔ یہ جاگ جائے گا۔“

اس نے ٹریگر دبا دیا۔ فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی آندرے کے حلق سے چیخ نکلی۔ وہ ہڑبڑا کر بستر پیٹھ گیا۔

اپنے زخمی پیر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر تکلیف سے کراہنے لگا۔ حیرانی سے سائمن کو دیکھ کر بولا ”کیا تم نے مجھے گولی ماری ہے؟“

سائمن نے کہا ”بھاری کھینچا ہوا ہے۔ تم بھی مجھے گولی مارو۔“

اس نے ریوالور کو آندرے کی طرف اچھالا۔ پورس اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ بولا ”تم دونوں دوست ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک رہتے ہیں۔ مجھے گولی کا زخم ملا ہے۔ تمہیں بھی یہ نہ چھلنا چاہیے۔“

اس نے سائمن کی ایک ٹانگ پر گولی ماری۔ وہ کھڑا ہوا تھا۔ چیخ مار کر لڑکھڑانا ہوا فرش پر گر پڑا۔ پورس نے کہا ”شوانی تم اپنے ہونٹ میں آؤ۔ میں میاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔“

وہ وہاں سے چلی گئی۔ پورس نے خیال خوانی کے ذریعے

مجھ سے کہا ”پاپا۔! میں نے بازی پلٹ کر شوانی کو ہار لیا ہے۔ بازن ٹوڈ کے دو خیال خوانی کرنے والے سائمن اور آندرے زخمی پڑے ہوئے ہیں۔“

میں مسکرانے لگا۔ پورس نے پوچھا ”آپ نے ان سے ایک گھنٹے کی مہلت کیوں لی تھی؟“

”میں جانتا تھا شوانی کے زیر ہیلے دماغ میں تو یہی عمل اثر زیادہ دیر نہیں رہے گا۔ وہ دشمنوں سے نمٹ سکیں گے۔ ہم بھی اس کے دماغ میں موجود رہیں گے۔ میں ابھی شوانی کے پاس جانے والا تھا۔ اس سے پہلے ہی تم نے دشمنوں کو اٹال دیا ہے۔“

پھر میں نے آلہ کار کے ذریعے بازن ٹوڈ کو مخاطب کیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آلہ کار کے دماغ میں آکر بولا ”میں مسٹر فریاد میں ایک آہم معاملے میں مصروف تھا۔ بالی و وے۔ تم ایک گھنٹے سے پہلے آگے ہو۔“

میں نے کہا ”موت اپنے وقت پر آتی ہے لیکن حرام موت وقت سے پہلے چلی آتی ہے۔“

وہ اس بات پر چونک کر بولا ”تم کتنا کیا چاہتے ہو۔ کیا تم نے ایک گھنٹے کی مہلت لے کر کوئی گڑبڑ کی ہے؟“

”دشمن کی غلطیوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ تم نے مجھے مہلت دینے کی غلطی کی۔ میں نے فائدہ اٹھالیا۔ اپنے دو ساتھی سائمن اور آندرے کے پاس جاؤ۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔“

وہ فوراً ہی خیال خوانی کرتا ہوا سائمن کے اندر پہنچا تو فرش پر زخمی پڑا ہوا تھا۔ اس کے سامنے بیڈ پر آندرے بٹھا ہوا تھا۔ ان کے خیالات سے معلوم ہوا کہ دونوں نے ایک ہی ریوالور سے گولیاں چلا کر ایک دوسرے کو زخمی کیا ہے۔

بازن ٹوڈ نے حیرانی سے پوچھا ”سائمن! یہ کیسے ہو گیا؟“

”شوانی نے اپنی زہریلی آنکھوں سے مجھے جلا دیا تھا۔ اس نے مجھے آندرے پر گولی چلانے کا حکم دیا۔ میں اپنے آپ میں نہیں تھا۔ مجبور ہو گیا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی کو گولی مار دی۔ لیکن یہ آندرے تمہارے پاس کیسے پہنچ گیا؟“

سائمن نے کہا ”ہماری دوستی اور محبت ایک دوسرے کی موت بن رہی ہے۔ یہ مجھ سے ملنے آیا تھا۔ اب میرے ساتھ موت سے ملنے والا ہے۔“

بازن ٹوڈ نے کہا ”وہ گاؤ! تم دونوں کی احمقانہ دوستی کے باعث میری ٹیم سے تمہارے جیسے دو خیال خوانی کرنے والے کم ہو رہے ہیں۔ مجھے ہانگ کانگ میں اپنی طاقت بھلائی چاہیے مگر یہ طاقت کم ہو رہی ہے۔“

پورس نے آندرے کے ذریعے کہا ”ہماری دوستی کو

طاقت نہ کہو۔ احق تو تم ہو۔ ایک گھنٹے بعد مارلی کے دماغ میں پہنچنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔“

سائمن نے کہا ”آندرے ٹھیک کہتا ہے۔ فریاد کے خلاف کوئی دوسری کارروائی کرتے تو وہ شاید اس بری طرح انتقام نہ لیتا۔ تم نے فریاد کی خاندانی عزت پر ہاتھ ڈالا تھا۔ اس کی بھوک پر غمائل بنایا تھا۔ تم نے بہت بڑی غلطی کی اور اس کا بھیاک نتیجہ ہمیں مل رہا ہے۔“

وہاں ہاروے اور بیکر برائٹ بھی آگے تھے۔ ہاروے نے کہا ”شوانی میاں سے چاچا ہے۔ تم دونوں ایک ٹانگ کے زخمی ہو۔ میاں سے اپنی کار میں بیٹھ کر اسپتال جا سکتے ہو۔ زخموں کی مرہم پٹی کراؤ۔ ہم تمہارے دماغوں کو لاک کریں گے۔“

سائمن نے کہا ”بچوں جیسی باتیں نہ کرو۔ یہ سب کچھ شوانی نے تمہا نہیں کیا ہوگا۔ پورس بھی اس کے ساتھ ہوگا۔ کیا وہ ہمیں زخمی چھوڑ کر چلا جائے گا۔ مجھے تو اپنے سامنے موت نظر آ رہی ہے۔“

آندرے نے کہا ”بازن ٹوڈ نے مارلی تک پہنچنے کی جلدی کی۔ آج تک فریاد کی فیملی کی خواتین کو کسی نے آغا کرنے اور برغمال بنا کر رکھنے کی نافرمانی نہیں کی۔ اب وہ ہماری ٹیم کے کسی فرد کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ہم جارہے ہیں۔ تم سب ہمارے پیچھے باری باری آؤ گے۔“

پورس نے اس کے ذریعے سائمن کا نشانہ لے کر گولی مار دی پھر اس ریوالور کو اس کی پٹیلی پر رکھا اور گولی چلا دی۔

بازن ٹوڈ ہاروے اور بیکر برائٹ اپنے مرہم ساتھیوں کے دماغوں سے نکل گئے۔ انہوں نے مارلی تک پہنچنے کے لیے بہت دیر اٹھانے کا حکم دیا تھا۔ اپنے دو ٹیلی پیٹھی جاننے والوں سے محروم ہو گئے تھے۔

میں نے ان کے آلہ کار کے دماغ میں آکر کہا ”میں ہانگ کانگ میں نہیں ہوں۔ تم لوگوں کے لیے میاں کامیڈان خالی چھوڑ چکا ہوں۔ تمہیں ان ٹیلی پیٹھی جاننے والوں سے نمٹنا چاہیے تھا جو میاں تمہارے مقابلے پر ہیں لیکن تم مقابلے کا بیڈان چھوڑ کر میرے پیچھے آگئے۔ کیا یہ تمہاری نافرمانی نہیں کی؟“

بازن ٹوڈ نے جھنجھلا کر کہا ”ہم نادان نہیں ہیں۔ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب تک تم مارلی کے دماغ سے ہمیشہ کے لیے نہیں جاؤ گے تب تک ہم دوسرے ٹیلی پیٹھی جاننے والوں سے لڑتے ہی رہیں گے۔ آخر کار اس میدان سے بہت کر آئیں گے تو پتہ چلے گا کہ تم ہمارے بن کر پٹیلے کی طرح راستے میں کھڑے ہو۔“

ہاروے نے کہا ”اصل رکاوٹ تو تم ہو۔ ہم تم سے جان

لیووتا 42

لیوا دشمنی نہیں کر رہے تھے۔ پُر امن طریقے سے کمر رہے تھے کہ ہمیں مارلی کے دماغ میں پہنچا کر وہاں سے ہمیشہ کے لیے چلے جائے۔“

”بیکار پُر امن طریقہ یہی ہوتا ہے کہ کسی کی بھونچائی کو اغوا کرو۔ تم لوگوں نے جتنی بڑی غلطی کی۔ اتنی بڑی سزا مل گئی۔ میں اب بھی تمہیں سمجھاتا ہوں۔ سچ راستے سے مارلی کا دل جیت لو۔ اسے ایک خیال خوانی کرنے والے ساتھی کی ضرورت ہے۔ میں ہمیشہ اس کا بازی گارڈ بن کر نہیں رہوں گا۔ وہ جب بھی کسی ٹیلی پیٹھی جاننے والے پر اعتماد کرے گی۔ میں اسی وقت مارلی کو تیسری شادی کی مبارک باد دے کر اس کے دماغ اور اس کے قلعے سے ہمیشہ کے لیے چلا آؤں گا۔“

میں ان کے آلہ کار کے دماغ سے چلا آیا۔ مجھے اس معاملے میں زیادہ الجھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ سونیا نے ان سب کو شادی کی آخر کر کے انہیں الجھا دیا تھا۔ وہ خوب سمجھتی ہے کہ بھونچنے اور کانٹے والے کتوں کو کس طرح آپس میں لڑایا جاتا ہے۔

○☆☆○

کرنا پر تو جی عمل کر کے اس کے دماغ کو لاک کر دیا گیا تھا۔ انہیں شبہ تھا کہ کرنا نے جس نیم پائل کو اپنا شوہر بنا رکھا تھا وہ شخص برسرِ اسرار ہے۔ کرنا کے جال میں پھنسنے سے پہلے وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ آئندہ وہ ضرور کچھ کرنے والا ہے۔

انہوں نے کرنا کو اپنی معمولہ بنالیا تھا اور اپنے اطمینان کے لیے باری باری اس کے دماغ میں موجود رہنے لگے تھے۔ اسے وہاں سے ماسکو لے جا رہے تھے۔ دن رات اس کے دماغ میں رہنے سے یہ پتا چل رہا تھا کہ کرنا نے جس برسرِ اسرار شخص کو اپنا شوہر بنایا تھا۔ وہ ٹیلی پیٹھی نہیں جانتا ہے اگر جانتا تو کرنا کو پتا ہوتا کہ اس کے دماغ میں موجود رہتا اور ان کے تو جی عمل کو ناکام بناتا۔

لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد بھی ایک رات ایک دن گزر گیا تھا۔ اب دوسرے دن وہ کرنا کے ساتھ ماسکو پہنچنے والے تھے لیکن اب تک اس کے دماغ میں کوئی نہیں آیا تھا۔ اگر کوئی آتا تو وہ کرنا کے چور خیالات سے اس کے بارے میں معلوم کر لیتے۔

جس مخصوص آواز اور لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا گیا تھا۔ پارس نے اس آواز اور لہجے کو ذہن نشین کر لیا تھا۔ کبھی ضرورت کے وقت اس کے اندر خاموشی سے جا سکتا تھا اور اس کے ذریعے سچ پال اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکتا تھا۔ اس کی معلومات کا دوسرا ذریعہ جوزف ولسکی تھا۔ وہ اسے بہت پہلے ہی اپنا

کتلیات پبلی کیشنز

معمول بنا چکا تھا۔

تین دن گزرنے کے بعد جی پال بھی مطمئن ہو گیا تھا کہ کرونا کو پوری طرح اپنے زیر اثر کر لیا گیا ہے اور اس کے دماغ کو لاگ کر دیا گیا ہے۔ آئندہ کوئی اس کے اندر نہیں آسکے گا اور نہ ان کی مصروفیات کے بارے میں کچھ معلوم کر سکے گا۔

جی پال نے ہر طرف سے مطمئن ہو کر کہا "اب مجھے اطمینان ہے۔ تم لوگ چاہو تو میں مشین سے گزر کر تمہاری طرح ٹیلی پیٹھی کا طقم حاصل کر لوں گا۔"

بیڑوں، مائیک موڈ اور جوزف وہسکی سب ہی دل سے یہ چاہتے تھے کہ جی پال بھی ٹیلی پیٹھی سیکھ لے۔ انہوں نے اس سلسلے میں کئی بار اسے کہا تھا لیکن وہ جانے انجانے دشمنوں کی طرف سے مطمئن نہیں تھا۔ خاص طور پر کرونا نے بڑی رابرٹ کے دماغ میں زہر لے پیدا کر کے بڑے مسائل پیدا کر دیے تھے۔ اب وہ مسائل ختم رہے تھے۔ کرونا کو جی پال میں حسرت لگ گیا تھا اور بڑی رابرٹ اس کے دماغ کو بھی لاگ کر کے اسے دشمنوں سے بچایا گیا تھا۔ ہر طرف سے اطمینان حاصل کرنے کے بعد جی پال راضی ہو گیا۔ اس کے تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والے ساتھ ساتھ اپنی رانی میں اسے اس مشین سے گزارا۔ بلاخر اس نے ٹیلی پیٹھی سیکھ لی۔

انسان اپنے طور پر موت اور مصائب سے بچنے رہنے کی ہر ممکن کوشش کرتا رہتا ہے۔ قدم قدم پر محتاط رہتا ہے پھر بھی کسی نہ کسی راستے سے مشینیں آتی ہی رہتی ہیں۔ جی پال ہر پھلو سے محتاط رہا تھا۔ اس کے باوجود یہ نہیں جانتا تھا کہ پارس کرونا اور جوزف وہسکی کے دماغوں میں آتا رہتا ہے۔ جب اسے دشمنین سے گزارا جا رہا تھا۔ تب وہ جوزف وہسکی کے اندر موجود تھا۔ مشین سے گزارنے کے بعد جب اس پر توہمی عمل کر کے اس کے دماغ کو لاگ کیا جا رہا تھا۔ تب بھی پارس موجود تھا۔ جس مخصوص آواز اور لہجے سے اس کے دماغ کو لاگ کیا گیا تھا۔ پارس نے بھی اس آواز اور لہجے کو ذہن نشین کر لیا تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور دشمن ہوتا تو اب تک جی پال اور جوزف وہسکی کے دماغوں میں وہ گروس میں ان کا اقتدار ان سے چھین لیتا۔ جی پال کی پوری ٹیم کو اپنا غلام بنا لیتا لیکن مجھے اور میرے بیٹے کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہر دشمنوں کے اندر صرف اس لیے سرنگ بناتے ہیں کہ ان کے اندر کی سازشوں سے واقف ہوتے رہیں۔ جب تک وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچاتے۔ تب تک ہم کبھی ان سے نہ ان کا اقتدار چھیننے میں نہ ہی انہیں کسی طرح کا نقصان پہنچاتے ہیں۔

جی پال کے ٹیلی پیٹھی سیکھنے کی خوشی میں اس رات جی

منایا گیا۔ روس کے اکابرین، اعلیٰ عہدے دار اور فنی افسران اس جشن میں شریک ہوئے۔ اس طویل عرصے میں جی پال کے تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والوں نے روس کے اکثر اکابرین فوج کے تمام اعلیٰ افسران کو اور اہم عہدے داروں کو اپنا معمول بنالیا تھا۔

وہاں ناچ گانے اور کھانے پینے کی تقریب میں کرونا بھی آئی تھی۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی گئی تھی کہ وہ جی پال کی ٹیم میں ایک اہم ٹیلی پیٹھی جاننے والی ہے اور پیشہ ان کی وفادار رہے گی۔ جی پال نے پہلی بار کرونا کو اس تقریب میں دیکھا۔ اس سے کرونا کا تعارف کرایا گیا۔ وہ جو ان خوب صورت اور انتہائی پیرشکس تھی۔ جی پال کے سینے میں جیسے دل نہیں پڑتا تھا۔ وہ کبھی کسی حسین عورت سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ کبھی کسی سے دوستی نہیں کرتا تھا۔ وہ جیتا پس برس کا کنوارا تھا۔ کرونا کو دیکھ کر پہلی بار اس کے دل کی دھڑکنیں کچھ تیز ہو گئیں۔ وہ کوئی غیر معمولی حسینہ نہیں تھی لیکن عمر کے کسی نہ کسی حصے میں دل کسی نہ کسی سے متاثر ضرور ہوتا ہے۔ وہ بھی بے اختیار متاثر ہو گیا تھا۔ بڑے ہال میں ہال روم ڈائس ہو رہا تھا۔ جی پال نے اس سے پوچھا "کیا میرے ساتھ رہیں کرو گی؟"

وہ مسکراتے ہوئے اس کے بازوؤں میں آکر اس کے ہاتھ پر قبضہ کرنے لگی۔ زندگی میں پہلی بار ایک شاداب اور زرخیز دن اس کے بازوؤں میں آیا تھا اور اس کے بدن سے لگ رہا تھا۔ وہ حیرت زدہ ہوئے لگا۔ اس نے کہا "میں تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں مگر یہ نہیں جانتا کہ تمہاری زندگی میں کوئی خوب رو جوان آیا ہے یا نہیں۔"

وہ مسکرا کر کہی "یہ جانا کیا مشکل ہے۔ ٹیلی پیٹھی جاننے ہو۔ میرے چور خیالات بڑھ کر بہت کچھ معلوم کر سکتے ہو۔ ویسے ایک بات کہہ دوں۔ مجھے نو جوان اچھے نہیں لگتے۔ وہ تاجربے کار ہوتے ہیں۔ زندگی سیکھنے سے گزارنا نہیں جانتے۔ تمہارے جیسے عمر رسیدہ کنوارے اپنے خیالات سے جگ کرتے کرتے فوایدین جاتے ہیں۔ مجھے فولادی مرد پسند ہیں۔"

"میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

دیکھو

کرونا "میری زندگی میں ایک نیم پاگل جوان آیا تھا۔ وہ کچھ بے وقوف قسم کا تھا۔ اس نے کئی بار بڑے وقتوں میں بی ہد کی تھی۔ میں اس سے متاثر ہو گئی تھی۔ میں نے اس کے ساتھ چند راتیں گزارا ہیں۔"

جی پال نے ساری باتیں جانتا تھا۔ اس نے انجان بن کر کہا "اب وہ جوان کہاں ہے؟"

"کافور۔" وہ اچانک میری زندگی میں آیا تھا پھر ایک ہی کہیں کم ہو گیا ہے۔ مجھے یاد ہے وہ آخری بار میرے تھڑیوں میں ستر کر رہا تھا۔ اچانک میری طبیعت خراب ہو گئی تھی پھر مجھے کچھ ہوش نہیں رہا۔ جب ہوش آیا تو بارے میں اسپتال میں میرا علاج کر رہے تھے۔ اب ہال کے ساتھ یہاں آگئی ہوں۔"

وہ یہ سب کہنے کے بعد بریٹانی سے پارس کے متعلق بچنے لگی۔ وہ کون تھا؟ اچانک کہاں چلا گیا ہے؟ میں یہاں نہ ہوں۔ شروع سے میرا ارادہ ہی تھا کہ میں روس جاؤں اور وہاں ایک نمایاں مقام حاصل کروں گی۔ میری یہ اپنی پوری ہو رہی ہے مگر وہ یہاں کہاں کم ہو گیا ہے؟

جی پال نے مسکرا کر کہا "تم خیالات کی روانی میں بھول گئی ہو کہ میں خیال خوانی جانتا ہوں۔"

وہ چونک کر کہی "اوسوری" میں خیالوں میں کھو گئی تھی۔ لے لیا لگتا ہے جیسے اس نے مجھے چنا کر لیا ہے۔ میں وقت بدلتی اس کے خرمیں کھو جاتی ہوں۔"

"اس کی شخصیت دل فریب ہوگی۔ اسی لیے اس کی رف کھینچ جاتی ہوں۔ دل بے قابو ہو جاتا ہے۔"

"اسی لیے تو کہتی ہوں" اس نے ضرور مجھے چنا کر لیا ہے۔ دوسرے اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ میں کیوں خواہاں اس کے بارے میں سوچنے لگی ہوں؟"

"تمہاری لائف میں کوئی دوسرا آئے گا تو وہ تمہارے خیالوں سے نکل جائے گا۔"

"ایک بات سچ کہتی ہوں، تمہاری شخصیت بھی کچھ کم نازیب نہیں ہے۔ تم اسے میرے دل و دماغ سے مٹا سکتے ہو۔"

وہ خوش ہو گیا۔ کہنے لگا "میں تمہیں اتنی محبت اور توجہ دے گا کہ تم اسے تو کیا ساری دنیا کو بھول جاؤ گی۔"

"یو آرسو سانس ٹوی۔" آئی یو ٹو میں یقین کرنا چاہتی ہوں کہ اس جوان نے مجھے چنا کر نہیں کیا ہے۔"

"میں یقین دلاتا ہوں۔ ہم سب نے تمہارے چور خیالات پڑھے ہیں۔ تم اس کے زیر اثر نہیں ہو۔"

دیکھو

میرے اندر آکر مجھے اپنے بارے میں سوچنے پر مجبور کرنا ہوا۔

وہ ہنسنے ہوئے بولا "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مائیک موڈ نے تم پر توہمی عمل کر کے تمہارے دماغ کو لاگ کر دیا ہے۔ نہ وہ شخص تمہارے اندر آسکتا ہے اور نہ ہی اپنا کبھی تمہیں پریشان کرے گی۔"

کرونا نے باتوں ہی باتوں میں یہ اگلو لیا کہ اس پر توہمی عمل کیا گیا ہے اور عامل مائیک موڈ ہے۔ جی پال نے کہا "تمہارے تمام دشمنوں کو تم سے دور کرنے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔ تم بالکل محفوظ ہو اور اپنے دوستوں میں ہو۔"

وہ دل ہی دل میں سوچنے لگی "ٹیلی پیٹھی جاننے والے دوست کیسے ہوتے ہیں؟ میں یہ خوب سمجھتی ہوں۔ میرا دماغ لاگ کرنے اور مجھے دشمنوں سے بچانے کے بھانے اپنی معمول بنا چکے ہو۔"

وہ یہ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ توہمی عمل سے کیسے نجات حاصل کرے گی؟ وہ یہاں معمول تھی۔ اپنے عامل کے خلاف سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس کا ذہن عمل کے ٹکٹے میں تھا۔ وہ اپنی آزادی کے لیے خود کسی طرح کی بھی کوشش نہیں کر سکتی تھی۔ اس وقت وہی یاد آ رہا تھا۔

"کہاں ہو تم؟ کیوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے؟ تم تو میرے بارے وقتوں میں کام آتے ہو۔ اس سے برا وقت اور کیا ہوگا؟"

انہوں نے مجھے کنیز بنالیا ہے۔ یہ میرے مزاج کے خلاف ہے۔ اتنی بڑی دنیا میں صرف تمہیں برتر سمجھتی ہوں۔ کسی اور سے کم تر ہو کر نہیں رہوں گی۔ مجھے بچاؤ کہاں ہو تم؟"

وہ پھر خیالات سے چونک گئی۔ جی پال نے آکر کہا تھا "سوری! اگر تم نے اچانک مجھے مخاطب کیا تھا۔ میں اس سے باتیں کرنے لگا۔ اس تقریب میں سب ہی میرے سہماں ہیں۔ مجھے سب سے ملنا اور باتیں کرنا چاہیے۔"

"تو پھر مرنا ہی کرو۔ مجھ سے پھر کسی وقت باتیں کر سکتے ہو۔"

"میں تو صرف تم سے ہی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ تم چاہو تو ہم پاری کے بعد کہیں وقت گزاریں گے۔"

"بہت رات ہو جائے گی اور ہمارا رات گزارنے والا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ ایم آئی راستہ؟"

"ہاں۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ میں آج ہی شادی کی بات طے کرنا چاہتا ہوں۔"

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ سہماںوں سے ملنے رہو۔ مرنا ہی کرتے رہو اور خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے باتیں کرتے رہو۔ تم دوسروں کے ساتھ مصروف رہو گے۔ خیال خوانی نہیں کر سکو گے۔ اس لیے میں تمہارے دماغ میں رہ کر بولتی

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

کتابیات پبلی کیشنز

”تم لوگوں نے والدین کا فرض ادا نہیں کیا۔ میں بیٹی کا فرض ادا کروں گی۔ تمہارے ساتھ رہا کروں گی۔“

اس تقریب کے اختتام پر بیٹی پال نے اس کے والدین سے کہا ”برسوں سے مجھڑی ہوئی بیٹی آپ کو مل گئی ہے۔ اچھا ہے“ یہ آپ کے ساتھ رہے گی لیکن یہ بتا دوں کہ میں کل اس سے شادی کرنے والا ہوں۔ امید ہے آپ کا اعتراض نہیں ہوگا۔“

پال نے خوش ہو کر کہا ”یہ ہماری بیٹی کی خوش قسمتی ہے۔ تم نے یہاں مشین تیار کی ہے۔ اسی ملک میں ٹیلی فنی جاننے والے پیدا کر رہے ہو۔ تم اس ملک کے بے تاج بادشاہ ہو۔ ہماری بیٹی یہاں حکومت کرے گی۔“

پال نے کہا ”مجھے تو خوشی سے نیند نہیں آئے گی۔ اس شادی کا باقاعدہ اعلان ہونا چاہیے۔“

پال نے کہا ”میں اور میرے ساتھی خیال خوانی کے ذریعے تمام اکابرین کو یہ خوش خبری سنائیں گے۔ کل ہماری شادی میں سب ہی شریک ہونے آئیں گے۔ اچھا شب بخیر۔“

کرونا اس سے رخصت ہو کر والدین کے ساتھ ان کے بنگلے میں آئی۔ وہ شادی کے سلسلے میں بیٹی پال کو سبزی باغ دکھانا چاہتی تھی۔ وہ وہاں شادی کرنے نہیں، حکومت کرنے آئی تھی لیکن مائیک مورو کے تواری عمل کے زیر اثر مجبور ہو گئی تھی۔ اس کا سرزدہ دماغ ان کے خلاف کوئی پلاننگ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

ایسے وقت اسے بے اختیار پارس یاد آتا تھا۔ اب وہ اسے یاد کر کے جھنجھلائے لگی تھی۔ یہ سوچ کر غصہ آتا تھا کہ برے وقت میں کام آنے والا اسے چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ برسوں کے مجھڑے ہوئے والدین گھر پہنچ کر اس سے پیار بھری باتیں کرنا چاہتے تھے لیکن وہ نیند کا بہانہ کر کے بیڈ روم میں آگئی۔ دروازے کو اندر سے بند کر کے بیڈ کے سرے پر بیٹھ گئی۔ ان حالات میں اسے نیند نہیں آسکتی تھی لیکن وہ منہ کھول کر چہلای لینی لگی۔ اس کا یاد دہود گاراس کے دماغ کو تھک رہا تھا۔ وہ بستر پر لیٹ گئی پھر اسے پتا نہ چلا کہ کب نیند کی آغوش میں پہنچ گئی ہے۔

وہ اس کے اندر آکر اس سے باتیں کرتا تو مائیک مورو کو اس کے خیالات بڑھ کر مطمئن ہو جاتا کہ اس کا سابقہ پاگل پر اسرار شوہر ٹیلی فنی جانتا ہے اور چوری جیسے اس کے دماغ میں آتا رہتا ہے اگر وہ خواب میں اسے دیکھتی تو دشمنوں کو شبہ نہ ہوتا۔ وہ یہی سمجھتے کہ کرونا اس سے متاثر ہے۔ اس لیے خواب میں دیکھتی ہے۔

اس نے خواب میں اسے دیکھا دیکھتے ہی خوش ہو کر

بولی ”تم آگئے؟ کہاں چلے گئے تھے؟“

وہ بولا ”تمہارے ساتھ نرین میں کھانا کھا رہا تھا۔ تمہاری پی کر بے ہوش ہو گئی تھیں اور میرا پیٹ خراب ہو گیا تھا۔ میں ٹائلٹ کے لیے گیا تھا۔ واپس آکر دیکھا تو تم کھانا کھانے میں نہیں تھیں۔ پتا نہیں بے ہوشی میں چلتی ہوئی کہاں مل گئی تھیں؟“

”کیا تم پاگل ہی رہو گے؟ بھلا بے ہوشی میں کیوں بیٹھ رہے؟ مجھے دشمن اٹھا کر لے گئے تھے۔“

”کمال کے دشمن ہیں۔ اتنا وزن اٹھا کر لے گئے۔ وہ سامان اٹھانے والے قلی تو نہیں تھے؟“

”نہیں۔ وہ بڑی رابرٹ کے ساتھی تھے۔ میں نے بیڈی کو نرپ کرنا چاہا تھا۔ انہوں نے مجھے نرپ کر لیا ہے۔ میں دشمنوں سے نہیں ڈرتی۔ حالات سے نہیں گھبراتی لیکن انہوں نے پٹانزم کے ذریعے مجھے بھڑایا ہے۔ تم در سے آئے ہو مگر شکر ہے کہ آگئے ہو۔ ان کے تواری عمل کا قور کر۔ مجھے ان سے نجات دلاؤ۔“

”میں ٹیلی فنی نہیں جانتا۔ تواری عمل کرنا نہیں آتا۔ تمہیں کیسے نجات دلاؤں۔ تم کوئی راستہ دکھاؤ۔“

”تم نے نرین میں اپنی اصلیت مجھے بتائی تھی کہ تم پہلے کوبرا سانپ تھے۔ ایک ہزار سال تک زندہ رہنے کے بعد انسان کا روپ اختیار کر چکے ہو۔ بہت زہریلے ہو۔ یہاں آکر میرے دشمنوں کو ڈس لو۔ مار ڈالو۔“

”یہ ٹھیک ہے۔ جس نے تم پر تواری عمل کیا ہے۔ میں اسے ڈس لوں گا۔ تمہیں اس سے نجات مل جائے گی۔“

”نجات کب ملے گی؟ کل بیچ پال مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ تم میرا مزاج سمجھتے ہو۔ میں کسی مرد کی قربت میں چاہتی۔ پتا نہیں تمہاری قربت کیسے برداشت کر سکتی ہوں۔ مجھے تواری عمل سے نجات ملے گی تو میں بیچ پال کو جھانسا دیتی رہوں گی۔ اسے کبھی قریب نہیں آنے دوں گی۔ چلیے مجھے تواری عمل کے بنگلے سے نکالو۔“

”مائیک مورو نہیں رہے گا تو اس کے تواری عمل کے اثرات خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ میں وہاں ڈنٹے نہیں آؤں گی لیکن صبح ہونے سے پہلے تمہیں اس کے عمل سے نجات مل جائے گی۔“

یہ کہتے ہی وہ خواب کی اسکرین سے غائب ہو گیا۔ کرونا کی آنکھ کھل گئی۔ وہ دیکھ کر پاپوس ہونے لگی کہ پارس اس کے پاس نہیں آیا تھا۔ وہ خواب میں اسے دیکھ رہی تھی۔ پارس نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق خیال خوانی کرتی ہوئی مائیک مورو کے پاس پہنچ گئی۔ اس سے بولی ”میں ہوں کرونا۔ مجھے نیند نہیں آ رہی

”اس نے پوچھا، کیا یہی کہنے کے لیے اتنی رات کو میرے اندر آئی ہو۔ میں سوئے جانے کے معاملے میں اصولوں کا پابند ہوں۔“

”کیا میرا آنا اچھا نہیں لگا؟ کیا میں جوان اور خوب صورت نہیں ہوں۔ میرے دماغ میں آؤ۔ لباس مجھے بوجھ لگ رہا ہے۔ میں اسے اتار رہی ہوں۔ مجھے خیال خوانی کی آنکھوں سے دیکھو۔“

عورت سے زیادہ مردوں کی بھوک پیاس کو کوئی نہیں سمجھتا۔ کرونا اس کی نگاہوں سے اس کی نیت کو سمجھ چکی تھی۔ وہ بیچ پال کی خاطر اسے نظر انداز کر رہا تھا۔ صبر کر رہا تھا کہ بیچ پال کے بعد وہ اس کے حصے میں آئے گی۔

وہ خیال خوانی کی آنکھوں سے کرونا کے بند روم کا نظارہ کرنے لگا۔ وہ دھیمی موسیقی کی دھن پر رقص کرتے ہوئے اداس دکھا رہی تھی اور کہہ رہی تھی ”تم میرے عامل ہو۔ میں تمہاری معمولہ ہوں۔ اس حقیقت کو تسلیم کرو کہ تواری عمل کے بعد میں تن صمن سے اور ذہن سے صرف تمہاری ہوں اور تمہاری ہی رہنا چاہتی ہوں۔“

وہ بولا ”میں تمہیں اپنے دوست اور راہنما بیچ پال کے خالے کر چکا ہوں۔ مجھے وعدہ پورا کرنا ہوگا۔“

”وعدہ ضرور پورا کرو۔ تم حکم دو گے تو کل اس سے شادی کروں گی لیکن آج کی رات تمہاری ہے۔ اس سے دوستی بھی رکھو اور اپنی معمولہ کے جذبات کو بھی سمجھو اور اچھی آجاؤ۔ ہماری یہ ملاقات خفیہ رہے گی۔“

”میں ایک عامل کی حیثیت سے تمہیں سمجھ رہا ہوں۔ تمہارا دل اور دماغ شدت سے مجھے طلب کر رہا ہے۔ ٹھیک ہے یہ ملاقات خفیہ رہے گی۔ میں آ رہا ہوں۔“

وہ کرونا کے دماغ سے چلا آیا۔ اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر لباس تبدیل کیا۔ بنگلے سے نکل کر کمر میں بیٹھ کر اسے آراؤ کرنا ہوا مسٹر جان کے بنگلے کی طرف جانے لگا۔

پارس نے مونو رونا کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا۔ وہ رونا اور لے کر اپنے بند روم سے باہر آئی۔ سامنے مائیک مورو کا بنگلا تھا۔ اس نے مائیک کو بنگلے سے نکل کر جانے دیکھا پھر وہ بھی لپٹا گا میں بیٹھ کر اس کے پیچھے جانے لگی۔ بیڈون کی آنکھ کھل گئی تھی۔ اس نے بند روم سے باہر آکر اسے آواز دی ”رنا! راک جاؤ۔ اتنی رات کو کہاں جا رہی ہو؟“

وہ دروازہ کھلی تھی۔ بیڈون اس کے دماغ میں پہنچا۔ وہ لپٹا مجھے روکو گے تو میں کار کو کیس کھرا کر مرا جاؤں گی۔“

وہ اپنی ضدی بیوی کو خوب سمجھتا تھا۔ اپنی مونو سائیکل پر سوار ہو کر اس کے تعاقب میں رولہ ہو گیا۔

مسٹر جان کے بنگلے کے سامنے پہلے مائیک مورو پہنچا۔ کار سے اتر کر احاطے کا چھوٹا ٹکٹ کھول کر اندر آیا۔ برآمدے کی طرف جانے لگا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے کرونا سے کہا تھا کہ وہ دروازہ کھلا رکھے لیکن وہ دروازے کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ مونو رونا کی کار وہاں آکر رکی تھی۔ وہ گاڑی سے باہر نکل رہی تھی۔ مائیک نے حیرانی سے پوچھا ”تم؟“

”ہاں۔ میں جانتی تھی کہ تم اپنی شیطانی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے۔ ہوں میں یہ بھی نہیں سوچو گے کہ اپنے دوست، راہنما اور محسن بیچ پال کی امانت میں خیانت کرنے والے ہو۔“

اس نے دونوں ہاتھوں سے رونا اور تھام کر اس کا نشانہ لیا۔ وہ گھبرا کر لپٹا ”راک جاؤ۔ میں واپس جا رہا ہوں۔“

وہ بولی ”تم کیسے اور کتنے ہو۔ زندہ رہو گے تو پھر دھر آؤ گے۔“

یہ کہتے ہی اس نے گولی چلا دی۔ مائیک مورو کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔ گولی سینے میں گئی تھی۔ وہ سینہ تھام کر زمین پر گر پڑا۔ اسی وقت بیڈون مونو سائیکل پر وہاں پہنچا۔ دور سے بیچ پال کو رنا ”رنا! راک جاؤ۔ یہ کیا کر رہی ہو؟“

جو کراہتا تھا وہ کرچکی تھی۔ بیڈون نے قریب آکر مائیک مورو کی لاش دیکھی پھر غصے سے کہا ”پاگل ہو گئی ہو۔ کیا ہوش میں رہ کر سمجھ سکتی ہو کہ تم نے ہماری ٹیم کے ایک اہم ساتھی کو ہلاک کر دیا ہے؟“

وہ بولی ”یہ اسی قابل تھا۔ کتنے کی موت مرنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے مار ڈالا۔“

”اوہ گاؤ!“ اس نے خیال خوانی کے ذریعے بیچ پال اور جوزف ولسی سے کہا ”غضب ہو گیا۔ میری دانف مونو رونا نے مائیک مورو کو گولی مار دی ہے۔ یہ مر چکا ہے۔“

انہیں یہ سن کر یقین نہیں آ رہا تھا۔ بیڈون نے کہا ”مائیک مورو یہاں مسٹر جان کے بنگلے میں آیا تھا۔ مونو رونا میرے منع کرنے کے باوجود اس کا پیچھا کرتے ہوئے یہاں آئی ہے۔ پولو مونو رونا بیچ پال کو تباہ کرنے کے لیے اسے کیوں ہلاک کیا ہے؟“

وہ بولی ”مائیک دوست نہیں تھا۔ شیطان تھا۔ بیچ پال کی امانت میں خیانت کے لیے آیا تھا۔ کرونا کی عزت سے کھینا چاہتا تھا۔ میں نے اسے گولی مار دی۔“

بیچ پال نے اس کے دماغ میں آکر غصے سے کہا ”پاگل کی بیٹی! وہ کرونا کو ہی عزت آید والی تھی۔ تم نے اس دو گوی کی عورت کی خاطر ہمارے ایک ہیرو کو خاک میں ملا دیا ہے۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“

اس نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ تکلیف کی کتابیات پہلی کیشنز

شدت سے جتنی ہوئی مائیک کی لاش کے پاس گر پڑی۔ اوھر سے اوھر ترے لگی۔ بیڑوں سر جھکا کر اسے اذیت میں مبتلا ہوتے دیکھ رہا تھا۔ سمجھ رہا تھا کہ اسے اور زیادہ اذیت دے کر مارا جائے گا۔ اس نے بیچ پال کی ٹیم کے اہم ٹیلی پیٹھی جانے والے کو ہلاک کیا تھا۔ اسے موت کی سزا ملے کی۔ وہ خود اپنی بیوی کی بد مزاجی سے پریشان رہتا تھا پھر بھی اسے ذبح ہونے والی بکری کی طرح ترپتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے زمین سے رہو اور اٹھا کر اسے گولی مار دی۔ ایک ہی گولی نے اسے تمام تکالیف سے نجات دلا دی۔ وہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گئی۔

جان اور مسز جان بیٹکے سے باہر گر انہیں دیکھ رہے تھے۔ کوہنا بھی مائیک مسرور کی لاش کو دیکھ کر اپنا خواب یاد کر رہی تھی۔ اس کے ہاگل بناسپتی شوہر نے کہا تھا "میں وہاں ڈنٹے نہیں آؤں گا لیکن صبح ہونے سے پہلے تمہیں اس کے عمل سے نجات مل جائے گی۔"

اسے نجات مل چکی تھی۔ وہ خود کو ہلاکا سا محسوس کر رہی تھی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا، جیسے ساتھ چھوڑ کر بھاگنے والا کہیں دور ہو جانے کے باوجود اس کے آس پاس ہی موجود ہے۔

○☆☆○

دور دور تک کھڑے ہوئے فلسطینی مجاہدین خوشی سے ہوائی فائر کر رہے تھے۔ فائرنگ کی آوازیں ہاڑیوں میں گونج رہی تھیں۔ خوشی اس بات کی بھی کہ ان کے پاس چھ ٹیلی پیٹھی جانے والے آگے تھے۔ انہوں نے آنے سے پہلے فون اور خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ مختلف اسلامی ممالک سے جہاد کے لیے آ رہے ہیں۔ ان کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا گیا تھا۔ ایک ہاڑی کے دامن میں بے شمار مجاہدین جمع ہوئے تھے۔ وہاں یعقوب نے کہا "میں کسی اسلامی ملک سے نہیں آیا ہوں۔ میں یہاں کی آرمی میں ایک اعلیٰ افسر تھا۔"

اس کی اس بات پر سب ہی چونک گئے۔ کچھ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ کچھ غصے سے دیکھنے لگے۔ اسرائیلی فوجی آئے دن انہیں پریشان کرتے تھے۔ ملک کے دشمن سمجھتے تھے۔ ان حالات میں وہ مجاہدین ان سے چھپ کر مقابلہ کرتے رہتے تھے۔ اسی اسرائیلی فوج کا ایک اعلیٰ افسر مسلمان بن کر ان کے پاس آ گیا تھا۔

یعقوب نے کہا "اگر میں جھوٹا اور فریبی ہوتا تو اپنی اصلیت کبھی ظاہر نہ کرتا۔ پہلے میں ایک کٹر یہودی تھا۔ میرا نام جیکوب تھا۔ اب میرا نام یعقوب ہے۔ میں نے اور میرے ان پانچ ساتھیوں نے دل سے اسلام قبول کیا ہے۔"

کتابیات پبلی کیشنز

مجاہدین کے لیڈر نے پوچھا "ہم کیسے یقین کریں گے کہ سچے دل سے مسلمان بن گئے ہو۔ یہودی بڑے مکار ہوتے ہیں۔ وہ اپنا مذہب ٹوٹا اپنا باپ بھی بدل لیتے ہیں۔"

ایک اور ٹیلی پیٹھی جاننے والے نے کہا "اصل بات اعتماد کی ہے۔ ہم ٹیلی پیٹھی جانتے ہیں۔ تم لوگوں کو نقصان پہنچانا مقصود ہوتا تو تم سے دور رہ کر بھی خیال خوانی کے ذریعے تمہارے خفیہ اڈوں تک پہنچتے رہتے۔ تمہارے خفیہ منصوبہ معلوم کرتے رہتے۔ تمہیں پتا بھی نہ چلا کہ تمہیں ہماری ذات سے نقصان پہنچ رہا ہے۔"

دوسرے ٹیلی پیٹھی جاننے والے نے کہا "سناچ کو کیا آگے؟ ہم بیک جذبے سے آئے ہیں۔ تم ہمیں اپنے درمیان سخت نگرانی میں رکھو اور جہاد کے سلسلے میں ہمیں آزمائے رہو۔ تم اپنے مطالبات اسرائیلی حکام سے منوانا چاہتے ہو اور ناکام رہتے ہو۔ ہم یہاں بیٹھے ہی بیٹھے خیال خوانی کے ذریعے وہ مطالبات منوائیں گے۔"

ایک مجاہد نے کہا "یہاں کے فوجیوں نے چھ اے مسلمانوں کو گرفتار کیا ہے جو پُر امن شہری تھے۔ ہم ان کی رہائی کا مطالبہ کر رہے ہیں لیکن ہماری کوئی نہیں سنتا۔"

مجاہدین کے لیڈر نے کہا "ہمیں ان خواتین کی فکر ہے۔ جنہیں وہ غرہ سے گرفتار کر کے لے گئے تھے۔ پتا نہیں انہیں کہاں قیدی بنا رکھا ہے اور ان کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں؟"

ایک ٹیلی پیٹھی جاننے والے نے کہا "ہم ابھی خواتین کے بارے میں معلوم کرتے ہیں۔ وہ چند گھنٹوں میں رہا کر دی جائیں گی۔"

وہ چھ ٹیلی پیٹھی جاننے والے خیال خوانی کے ذریعے معلومات حاصل کرنے لگے پھر وہ ان فوجی جوانوں اور افسروں تک پہنچ گئے جو خواتین کو گرفتار کر کے لے گئے تھے۔ انہوں نے ان بے قصور عورتوں کو حیض کی جیل میں بند کر دیا تھا۔ ان چھ ٹیلی پیٹھی جاننے والوں نے فوج کے ایک اعلیٰ افسر کو خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا۔ ان میں سے ایک نے کہا "تم یوگا کے ماہر ہو۔ حیران ہو رہے ہو کہ ہم تمہارے اندر کیسے آگے ہیں؟ فی الحال حیران ہونا چھوڑ دو۔ ہم تو آرمی کے سب سے بڑے افسر بن بورین کے اہم راز دار ماتحتوں کے اندر بھی پہنچ جاتے ہیں۔"

اس اعلیٰ افسر نے پوچھا "تم لوگ کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

یعقوب نے کہا "تم غرہ کے مغربی کنارے مجھے تھے۔ تمہارے ساتھ میں مسلح جوان تھے۔ تم نے وہاں تین عورتوں پر جاسوسی کے الزامات لگائے تھے اور یہ بھی الزام لگایا تھا کہ

بورین نے ایک شاہنگ سینٹر میں ہم کا دھماکا کیا تھا۔"

اس افسر نے کہا "یہ جھوٹ نہیں ہے۔ وہ تینوں ٹیلی پیٹھی ہیں۔ انہوں نے ہم دھماکے کے ذریعے کتنے ٹیلی پیٹھی کی جانیں لی ہیں۔"

"ہمیں گرفتار کرنے کے لیے کوئی مرد مجاہد نہیں ملا۔"

اس افسر نے کہا "ہم نے ایک ایک ٹیلی پیٹھی کے اندر بورین کو گرفتار کر کے لے گئے۔ ابھی ایک ٹیلی پیٹھی کے اندر بورین کو گرفتار کر کے لے گئے۔ وہ تمہارے آرمی ٹیمپ میں ہم کے ہمارے ہوں گے۔"

اس نے کہا "تم ہمیں دھمکی نہ دو۔ یہاں مجھ جیسے کئی ٹیلی پیٹھی جاننے والے ہیں۔ ہم تمہیں۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اس کے دماغ میں ہلکا سا کھانچا۔ وہ چیخ مار کر کرسی سے نیچے گر پڑا۔ آرمی کے ان دو ڈوٹے ہوئے اس کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ کیا تکلیف ہے؟ یعقوب نے ایک ماتحت افسر کے دماغ میں کہا "ہم فلسطینی مجاہدین ہیں۔ تین خواتین کی رہائی کا بار کر رہے ہیں۔ تمہارے اس اعلیٰ افسر کو سزا دے رہے ہیں۔ ابھی ابتدا ہے۔ انتہا ہوئی تو یہ آرمی ٹیمپ کھنڈر بن جائے گا۔"

اس ماتحت افسر نے ہیڈ کوارٹر کے اعلیٰ افسران سے بلایا۔ بن بورین کو ان چھ مجاہدین کا بیٹھا پتہ کیا گیا۔ بن نے اس ماتحت افسر کے ذریعے چھ مجاہدین سے کہا "کیا اپنی چھ باقی بوجھوں نے میرے ذریعے میری شہین سے کتنی نیکی کی؟ اگر وہی ہو تو تمہیں شرم آنی چاہیے۔"

"شرم تو تمہیں آنی چاہیے۔ یہاں کے پُر امن مسلمان ان خواتین اور بچوں کو پریشان کرتے رہتے ہو۔ طرح طرح کے الزامات دے کر انہیں گرفتار کرتے ہو۔ انہیں قید نے میں اذیتیں پہنچاتے ہو پھر مار ڈالتے ہو۔" یعقوب نے "ہم تمام پُر امن زندگی گزارنے والے مسلمانوں کی رہائی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جن مجاہدین سے تمہارے اختلافات ہیں ان کے متعلق بعد میں مذاکرات کریں گے۔ بہتر ہے کہ ہم یہاں مسلمانوں کو شام تک رہا کر دو۔"

بن بورین نے کہا "جنہیں گرفتار کیا گیا ہے۔ ان پر زور ملے گا۔ وہ بے گناہ ہوں گے تو انہیں رہا کر دیا جائے گا۔"

وہ مجاہدین اس ٹیمپ کے دوسرے افسروں اور جوانوں کو اندر ڈالنے پیدار کرتے گئے۔ بن بورین پریشان ہو کر ایک بے گناہ دماغ میں جا کر انہیں تکلیف سے ڈرتے دیکھ رہا تھا۔ اس نے گرج کر کہنے لگا "یہ مطالبات منوانے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ پہلے مذاکرات ہوتے ہیں پھر فیصلہ کیا جاتا ہے کہ مطالبات تسلیم کیے جائیں گے یا نہیں؟"

یعقوب نے کہا "پہلے مطالبات تسلیم کرو۔ انہیں رہا کرو پھر مذاکرات کرو۔ ابھی ہم ایک ایک دماغ میں چھوٹے چھوٹے ڈنٹے پیدار کر رہے ہیں۔ تم ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہو۔ کیا تم چاہو گے کہ ہم اس ٹیمپ کے اسلحہ خانے کو تباہ کر دیں؟ یہاں لاکھوں ڈالرز کا جدید اسلحہ اور گولا بارود ہے۔ سوچ لو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے مجھے سوچنے دو۔ کل مجھ سے رابطہ کرو۔ میں تم سے بات کروں گا۔"

"کل نہیں۔ آج اور ابھی۔ جو ہو گا ابھی ہو گا ورنہ کبھی نہیں ہو گا۔"

"فصل شد نہ کرو۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ درجنوں باقی مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ انہیں رہا کرنے کے لیے کچھ قانونی کارروائیاں لازمی ہیں۔"

"انہیں باقی مسلمان نہ کہو۔ ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں ہوگی۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے ان قیدی مسلمانوں کو دیتے رہیں گے۔ اگر ملک کی تمام جیلوں سے آدھے کھنڈے کے اندر آئیں رہا نہ کیا گیا تو ٹھیک تین منٹ کے بعد اس ٹیمپ میں زبردست دھماکے ہوں گے۔ اسے کھنڈر بنا دیا جائے گا۔"

بن بورین نے ان سے گفتگو کے دوران میں الپا کو اپنے پاس بلایا تھا۔ وہ یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس نے بن بورین سے کہا "ہمارے یہ چھ ٹیلی پیٹھی جاننے والے وہاں مجاہدین کر گئے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنی کارروائی دکھانا چاہتے ہیں۔ یہ اپنے مطالبات سے باز نہیں آئیں گے۔ فی الحال ہمیں ان کے مطالبات تسلیم کرنے ہوں گے۔ تم یہ بتاؤ ہمارے جاسوس کیا کر رہے ہیں؟ تم نے کہا تھا ان چھ مجاہدین کو تلاش کیا جا رہا ہے۔"

بن بورین نے کہا "بے شک انہیں تلاش کیا جا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے وہ چھ باقی مسلمانوں کی آبادی میں نہیں ہیں۔ یہ بدلتی طور پر یہودی ہیں۔ اس لیے یہودیوں کے درمیان آسانی سے چھپے ہوئے ہیں۔"

ایا نے کہا "مسلمان باقی جو ہمارے خلاف فائر کر رہے ہیں۔ ان سے ان چھ ٹیلی پیٹھی جاننے والوں نے رابطہ کیا ہے۔ وہ یقیناً ان سے ملاقات کر رہے ہوں گے۔ ایک دوسرے سے متعارف ہو رہے ہوں گے۔ انہیں ایسی ہاڑیوں میں تلاش کیا جائے جہاں مجاہدین چھپے رہتے ہیں۔" "ہمارے جاسوس جی جان سے کوششیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے دھمکیاں دی ہیں کہ یہاں مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر انہیں تلاش نہ کیا جائے۔ اگر ہمارے جاسوس ایک مسلمان کے گھر میں گھس گئے تو وہ دس یہودیوں کو تباہ

ہیناٹزم کی جدید تحقیقات

(پاکستانی)

قیمت 25 روپے
ڈاک خرچہ 23 روپے

• نئی معلومات

• جدید طریقے

• ہیناٹزم کی مشقوں کیلئے مکمل راہنما

• کتاب کی قیمت مع ڈاک خرچہ

• مفت ڈی وی ڈی اور سال گزریں

مکتبہ کتبیت کاتب

مکتبہ کتبیت کاتب

742996

8802583-8805131

کتبیت کاتب

kitabiat@hotmail.com

kitabiat1970@yahoo.com

کتابیات پبلی کیشنز

نے اسے بھی پکڑ لیا۔ لیڈر نے کہا ”جیل! امیر قتل سے کم
لو کل کا دشمن آج کا دوست ہو سکتا ہے اس نے اسلام
قبول کیا ہے۔ ہمارے ساتھ جہاد کرنے آیا ہے۔“
”یہ یہودی جھوٹی زبان سے کلہ بڑھتے ہیں۔ مسلمان
بننے کا دھوکا دیتے ہیں۔“ نجیب ہے آپ اس پر بھروسہ کر رہے
ہیں۔“
”تم ذرا میرے کام لوگو تو تم بھی اس پر بھروسہ کر رہے ہو
گی۔“
”میں مرچاؤں کی مگر اپنے شوہر کے قاتل پر کبھی بھروسہ
نہیں کروں گی۔ کیا تم سب بھول گئے کہ یہ میرے شوہر اور
چار جن مجاہدین کو یہاں سے گرفتار کر کے لے گیا تھا۔ بعد میں
ان کی لاشیں واپس آئی تھیں۔“
”یعقوب نے کہا ”میں نے تمہارے شوہر یا کسی بھی مجاہد
کو قتل نہیں کیا ہے۔ البتہ انہیں گرفتار کیا تھا۔ اس وقت
میں آری کا ایک ڈسے دار افسر تھا۔ اپنی ڈیوٹی سے مجبور تھا۔
میں نے انہیں جیل میں پھنسا دیا تھا۔ اس کے بعد ان کے
ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ یہ میں نہیں جانتا تھا۔ آج تمہاری زبان
سے سن رہا ہوں کہ انہیں قتل کیا گیا تھا۔“
لیڈر نے کہا ”یعقوب نے ان دونوں ایک آری افسر کی
حیثیت سے اپنا فرض ادا کیا تھا۔ آج اس نے ایک بچے مجاہد
کی طرح بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ تم تمام مسلمانوں
اسی نے ہمارا کیا ہے۔“
جیل نے کہا ”ایسا کرنے میں بھی اس کی کوئی چال
ہوگی۔ اس نے ابھی رہائی دلائی ہے۔ بعد میں یہاں قتل عام
کرائے گا۔ یہ چمکتا ہوا سونا بن کر آیا ہے۔ ہم سب کو موت
کی نیند سلا دے گا۔“
”جب یہ ایسا کرے گا تو ہم اسے زندہ نہیں چھوڑیں
گے۔ ابھی اس کی قدر کرنا چاہیے۔ آج اس نے تقریباً
مسلمانوں کو رہائی دلائی ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔
ہم جتنی سے اس کی نگرانی کریں گے۔ اس پر بھی شبہ ہو گا تو ہم
جتنی سے اس کا مجاہد کریں گے۔ یہ ہستی میں ہماری نظروں
کے سامنے رہے گا۔“
جیل نے کہا ”جب تک اس کی سچائی کا یقین نہیں
ہوگا۔ میں اسے اپنے شوہر کا قاتل سمجھتی رہوں گی۔ یہ میرا
مجرم ہے۔ اسے میرے حوالے کیا جائے۔ میں دن رات اس
کی نگرانی کروں گی۔ میرے گھر کے ساتھ والا مکان خالی ہے۔
یہ اس میں رہا کرے گا۔ میرے لیے کھانا پکانے کا۔ میرے
خیرے دھوئے گا۔ گھر کا سارا کام کرے گا اور محنت مزدوری
کرے گا۔ ہمارے اخراجات پورے کرتا رہے گا۔ جیل میں
قیدیوں سے جس طرح مشقت کرائی جاتی ہے۔ اسی طرح

کروں گے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں تلاش کرنے میں دقت
پیش آ رہی ہے۔“
الپا نے کہا ”بہر حال ان کے موجودہ مطالبات سے چھٹا
چھڑاؤ۔ ہم بعد میں بھروسہ جوئی کارروائی کریں گے۔“
بن یو دین نے اپنے ماتحت کے ذریعے ان سے کہا
”ٹھیک ہے۔ ہم تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر رہے ہیں۔“
ان چھ ٹیلی پیجی جانے والوں نے تمام مجاہدین کو خوش
خبری سنائی ”ہمارے تمام مسلمان قیدی ابھی رہا کیے جا رہے
ہیں۔ وہ ملک کی مختلف جیلوں میں ہیں۔ شام تک اپنے گھروں
میں پہنچ جائیں گے۔“
وہ سب خوشی سے اچھلنے کودنے اور ہوائی فائزرنگ کرنے
لگے۔ ان کے لیڈر نے کہا ”تم نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا
ہے۔ ہم تمام مسلمان قیدیوں کو رہائی نہیں دلا سکتے تھے۔ تم
نے ایک لمحے کے اندر یہ کام کر دکھایا ہے۔ ہم تم پر بھروسہ
کریں گے لیکن مکمل اعتماد رفتہ رفتہ قائم ہو گا۔“
”کوئی بات نہیں ہم اپنی سچائی اور جدوجہد سے مکمل
اعتماد حاصل کرتے رہیں گے۔ ہمیں یہودی جاسوس تلاش
کر رہے ہوں گے۔ اس لیے ہم ایک جگہ نہیں رہ سکیں گے۔
ہم یہاں سے ایسی جگہ جاکر رہیں گے۔ جہاں یہودیوں اور
مسلمانوں کی ملی جلی آبادی ہے۔“
مجاہدین کے لیڈر نے کہا ”تم چھ ٹیلی پیجی جانے والے
ہمارے لیے سب سے زیادہ اہم ہو۔ تمہیں اپنی حفاظت اور
سلامتی کے لیے مختلف علاقوں میں جاکر رہنا ہو گا۔ میں چاہتا
ہوں تم میں سے ایک ٹیلی پیجی جانے والا میرے ساتھ رہا
کرے۔“
یعقوب نے کہا ”ہم دور رہ کر بھی تم سب کے اندر رہا
کریں گے۔ ویسے تم لیڈر ہو۔ تمام مجاہدین کے لیے بہت اہم
ہو۔ اس لیے میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔“
اس فیصلے کے مطابق پانچ ٹیلی پیجی جانے والے وہاں
سے مختلف علاقوں کی طرف طے گئے۔ یعقوب اس لیڈر کے
ساتھ غزہ کے مغربی کنارے کی ایک بستی میں آ گیا۔ شام
ہو چکی تھی۔ رہائی پانے والے مسلمان اپنے اپنے گھروں میں
واپس آ رہے تھے۔ رہائی پانے والی خواتین میں جیلہ نام کی
ایک جوان بیوہ تھی۔ اس کا چھ برس کا ایک بیٹا تھا۔ اس نے
لیڈر کے ساتھ یعقوب کو دیکھا تو چونک گئی۔ نفرت سے بچ کر
بولی ”یہ تو یہودی یہودی افسر ہے۔ یہ چھ ماہ پہلے میرے شوہر
اور اس کے ساتھی مجاہدین کو گرفتار کر کے لے گیا تھا۔“
وہ ایک لکڑی اٹھا کر اسے مارنے کے لیے دوڑتی ہوئی
آئی۔ دو مجاہدین نے اسے پکڑ لیا۔ اس کے بیٹے نے ایک پتھر
اٹھا کر یعقوب کو مارا۔ پتھر اس کی پیشانی پر آ کر لگا۔ ایک مجاہد

دیوتا

230

کتابیات پبلی کیشنز

بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچتے ہوئے اپنے مکان میں چلی گئی۔ اس کے ساتھ والا مکان خالی تھا۔ مجاہدین وہاں اس کی رہائش کا بندوبست کرنے لگے۔

الپا اور بن بورین پریشان ہو گئے تھے۔ ان چھ ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو جلد سے جلد گرفتار کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ الپا نے کہا ”وہ ہمارے آرمی ہیڈ کوارٹر اور دوسرے تمام آرمی کیسپس کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔ وہ جب چاہیں گے وہاں تباہی اور بربادی لاسکیں گے۔ وہ گھر کے بھیدی ہیں۔ لٹکا ڈھانے رہیں گے۔“

بن بورین نے کہا ”میری تو پریشانی ہے کہ وہ گھر کے بھیدی ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا انہیں جلد سے جلد کس طرح گرفتار کیا جائے۔ ہمارے جاسوس دن رات انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ داخل ہونا چاہیں گے تو وہ چھ سر پھرے جوانی کارروائی کر کے یودیوں کو نقصان پہنچانے لگیں گے۔“

”کسی مسلمان کے گھر میں گھر کر انہیں تلاش کرنا ضروری نہیں ہے۔ ٹیلی بیٹھی جانے والے سراغ رسالوں کو ان کی تلاش میں لگاؤ۔ جس گھر میں ان کی موجودگی کا شبہ ہوگا۔ ہمارے سراغ رساں اس گھر والوں کی آوازیں سن کر ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان روپوش رہنے والوں کا سراغ لگاسکیں گے۔“

پارس کو جب بھی کوئٹا کے معاملات سے فرصت ملتی تھی۔ وہ اسرائیل آکر وہاں کے حالات معلوم کرنے لگتا تھا۔ وہ یہ معلوم کر کے مطمئن تھا کہ وہ چھ ٹیلی بیٹھی جانے والے بڑی کامیابی سے مجاہدین کے فرائض ادا کر رہے تھے پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ آرمی ہیڈ کوارٹر میں تمام ٹیلی بیٹھی جانے والوں کے برین واش کیے جا رہے ہیں۔ ان کے دماغوں کو دوبارہ لاک کیا جا رہا ہے۔ پارس کے ٹیلی بیٹھی جانے والے ماتحت ایسے وقت وہاں موجود رہتے تھے جن کے دماغوں کو دوبارہ لاک کیا جا رہا تھا۔ ان کے دماغوں میں پہنچنے کے لیے مخصوص لب دہنے بن رہے تھے اور ذہن نشین کر رہے تھے۔ الپا اور بن بورین نے یہ سب طے کیا تھا کہ جب تک ان کے تمام ہاتھوں کے برین واش نہیں کیے جائیں گے۔ انہیں پارس کی پہنچ سے دور نہیں کیا جائے گا تب تک نرائن انفارمر مشین کو استعمال نہیں کیا جائے گا۔

اب تک تو صرف پارس ہی ان کا دشمن تھا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ ایک اور نیا دشمن پیدا ہو گیا ہے۔ امریکی دس ٹیلی بیٹھی جانے والوں میں نمبر نو خیال خواتی کے ذریعے اسرائیل میں جاسوسی کر رہا تھا۔ نمبر نو کے پانچ ٹیلی بیٹھی جانے والے ماتحت تھے۔ ان سب نے امریکی اکابرین کو

روپوش دی تھی کہ مشین کے سلسلے میں الپا اور بن بورین کے درمیان جھگڑے ہو رہے ہیں اور الپا بن بورین کے ٹیلی بیٹھی کیلئے دالوں کو اپنا جاننا چاہتا رہا ہے۔

یہ روپوش برائی ہو چکی تھی۔ بنی روپوش یہ تھی کہ بن بورین نے مشین کے ذریعے چھ ٹیلی بیٹھی جانے والے پرا کے تھے۔ وہ چھ یودیوں کو اب مسلمان ہو گئے تھے اور فلسطینی مجاہدین کا ساتھ دے رہے تھے۔ اکابرین نے نمبر نو کو حکم دیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں معلومات حاصل کرے کہ یودی مسلمان مجاہدین کیوں بن رہے ہیں اور کیسے بن رہے ہیں؟ الپا اور بن بورین کے خلاف ایسا کون کر رہا ہے؟ نمبر نو کو بھی اس اسرائیلی مشین کے محافظوں تک پہنچنا چاہیے۔ ان کے دماغوں میں جگہ بنانی چاہیے۔ اگر اس مشین سے یودیوں کے بجائے فلسطینی مجاہدین پیدا ہو رہے ہیں تو اس مشین سے امریکی ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو بھی یہ دیکھا جاسکتا ہے۔ ان یودیوں کو امریکا کا حمایتی بنایا جاسکتا ہے۔

یہ بات امریکی اکابرین کو ناپسند تھی کہ فلسطینی مجاہدین ٹیلی بیٹھی کا عالم سمجھتے رہیں۔ انہوں نے نمبر نو کو حکم دیا تھا کہ وہ ان چھ مجاہدین کو وہاں تلاش کریں پھر وہ جہاں بھی نظر آئیں انہیں گولی مار دیں۔

نمبر نو اور اس کے ٹیلی بیٹھی جانے والے ماتحت وہاں دن رات مصروف رہتے تھے۔ اسرائیلی آرمی کے افسران کے اندر پہنچنا ان کے لیے ممکن نہیں تھا۔ یہ کام پارس کے لیے اس طرح آسان ہو گیا تھا کہ جب الپا نے مشین تیار کی تھی اور ان آرمی افسروں اور جوانوں کو ٹیلی بیٹھی سکھادی تھی تب پارس ان کے دماغوں میں جایا کرنا تھا۔ الپا سے گہری دوستی تھی اس لیے اس نے اس بات کو اہمیت نہیں دی تھی کہ پارس آرمی اور اسرائیلی جنس کے اہم افراد کے دماغوں میں پہنچنا رہتا ہے۔ اس نے یہ نہیں سوچا کہ پارس اسے بھی نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ پارس اسے بھی نقصان نہ پہنچا۔ وہ ہوش دوست بن کر رہتا چاہتا تھا۔ دشمنی کی ابتدا الپا نے کی تھی۔ چند فلسطینی مسلمانوں کو ٹیلی بیٹھی سکھانے سے انکار کیا تھا۔ اب اسے اپنی دشمنی منگنی پڑ رہی تھی۔ پارس سے مخالفت مول لینے کے بعد اس نے مشین سے ایک بھی یودی ٹیلی بیٹھی جانے والا پیدا نہیں کیا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو ٹیلی بیٹھی سکھانے سے انکار کیا تھا۔ اب اسی مشین سے فلسطینی مجاہد پیدا ہو رہے تھے۔

بہر حال نمبر نو اسرائیلی مشین اور اس کے حکمران ٹیلی بیٹھی جانے والوں کے دماغوں تک پہنچنے کی سوتیلیں حاصل نہیں تھیں پھر بھی وہ وہاں تک پہنچنے کی کوششیں کر رہا تھا۔

اس کی زیادہ توجہ ان چھ ٹیلی بیٹھی جانے والے مجاہدین کی طرف تھی جو کہیں روپوش ہو گئے تھے۔ اس نے وہاں کے اکابرین کے دماغوں میں جا کر مجاہدین کی یہ دھمکی سنی تھی کہ وہ کسی مسلمان کے گھر میں تلاش کے لیے کھٹا چاہیں گے تو اس کے جواب میں دس یودیوں کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ نمبر نو نے سوچا کہ ان کی اس دھمکی سے فائدہ اٹھایا جائے۔ الپا اور مجاہدین کو آپس میں لڑایا جائے۔

اسرائیلی فوجی مسلمانوں کی آبادیوں اور غزہ کے علاقوں میں گشت کیا کرتے تھے۔ نمبر نو نے گشت کرنے والی ٹیم کے ایک افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس افسر نے ایک مسلمان کے دروازے پر آکر اسے باہر بلایا پھر پوچھا ”اندرون کون ہے؟“

اس نے کہا ”میرے یودی بیٹے ہیں۔“

افسر نے اسے ایک طرف دھکا دیا پھر اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ اس کے گھر میں گھر گیا۔ اس کے یودی بیٹے خوف سے چپٹے گئے پھر وہ دوسرے شہرے گھر میں بھی گھر کر تلاش کرنے لگا۔ جب ٹیلی بیٹھی جانے والے ایک مجاہد کو یہ اطلاع ملی تو وہ اس افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ افسر محرزہ ہو کر اپنی گاڑی کی طرف واپس آکر اپنی ٹیم سے ترازو فائرنگ کرنے لگا۔ اپنے ہی سپاہیوں کو ہلاک کرنے لگا۔ کچھ سپاہی جان بچانے کے لیے اوڑھ اور بھاگنے لگے۔

اس ٹیلی بیٹھی جانے والے نے وہاں کے اکابرین کے ذریعے الپا اور بن بورین کو اطلاع دی کہ ان کا ایک آرمی افسر مسلمانوں کی ایک فوجی میں گولیاں چلا رہا ہے اور اپنی ہی آرمی کے جوانوں کو ہلاک کر رہا ہے۔

الپا اور بن بورین نے ہیڈ کوارٹر سے معلوم کیا کہ کتنے افسران کہاں کہاں گشت پر گئے ہوئے ہیں؟ وہ ان تمام افسران کے دماغوں میں جانے لگے۔ اس طرح اس کے افسر کے اندر پہنچ گئے جو اپنے چھ سپاہیوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہلائی بھاگنے والے سپاہیوں کو لٹکا رہا تھا۔ بن بورین نے ڈانٹ کر اس سے پوچھا ”یہ تم کیا کر رہے ہو؟ اپنے ہی سپاہیوں کو کیوں ہلاک کر رہے ہو؟“

ٹیلی بیٹھی جانے والے مجاہد نے اس افسر کی زبان سے کہا ”ہم نے دارننگ دی تھی کہ کسی مسلمان کے گھر میں گھر کر تلاش نہ کی جائے لیکن یہ افسر زبردستی گھروں میں گھر رہا تھا۔ یہ تین گھروں میں کھسا تھا۔ ہم نے چھ یودی سپاہیوں کو اسی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔“

الپا نے اس افسر سے کہا ”تمہیں سختی سے منع کیا گیا تھا کہ کسی مسلمان کے گھر میں نہیں جاؤ گے۔ کسی کے گھر کی تلاش نہیں لو گے پھر تم کیوں زبردستی ان گھروں میں گئے؟“

اس افسر نے پریشان ہو کر کہا ”میں حیران ہوں کہ بے اختیار کیوں ان گھروں میں کھٹا چلا گیا تھا۔ میں شاید پاگل ہو گیا ہوں۔ میں نے مسلمانوں کے گھروں سے نکل کر اپنے ہی سپاہیوں کو قتل کیا ہے۔ آپ یقین کریں میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا ہے۔ ضرور کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والا مجھ سے یہ کام کر رہا ہے۔“

بن بورین نے مجاہد سے کہا ”ضرور یہی بات ہے۔ ہمارے تمام افسران ہمارے احکامات کے پابند ہیں۔ تم بھی طرح طرح جانتے ہو کہ پارس ہمارا دشمن ہے۔ وہ ہمیں ایک دوسرے سے لڑانے کے لیے ایسا کر رہا ہے۔“

وہاں پارس کا ایک ماتحت موجود تھا۔ اس نے کہا ”یہ غلط ہے۔ پارس نے ایسا نہیں کیا ہے۔ وہ چھب کروشنی نہیں کر رہا ہے۔ کوئی اور ہے جو ہمارے افسروں کے دماغوں میں کھس رہا ہے۔ پارس کی آڑے کر میاں اپنے طور پر کارروائیاں کر رہا ہے۔“

واشینٹن نے امریکی اکابرین سے کہا تھا کہ وہ ان سے انتقام لے گا اور تمام ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو یہ تباہی کا گھر امریکا میں دس اہم ٹیلی بیٹھی جانے والے ہیں۔ جنہیں انڈر گراؤنڈ رکھا گیا ہے۔ انہیں اس قدر گتیاں اور برا سراہا بنایا گیا ہے کہ کبھی کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والا نہ انہیں دیکھ سکے گا اور نہ ہی کبھی ان کی آوازیں سن سکے گا۔ وہ دس ٹیلی بیٹھی جانے والے ہر اس ملک میں پہنچ رہے ہیں۔ جہاں نرائن انفارمر مشین تیار ہو چکی ہے۔

واشینٹن نے یہ راز تمام ٹیلی بیٹھی جانے والوں تک پہنچا دیا تھا۔ الپا نے کہا ”یہ امریکی خیال خواتی کرنے والوں کی شرارت ہے۔ وہ مجاہدین کو ہمارے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔“

وہ خیال خواتی کرتی ہوئی امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے پاس پہنچی پھر اس سے بولی ”تم لوگوں نے بنی نرائن انفارمر مشین تیار کی ہے لیکن اس سے پہلے کہ میں تمہیں مبارک باد دیتی۔ تم نے اپنے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کے ذریعے پہلا حملہ مجھ پر کیا ہے۔“

امریکی افسر نے کہا ”یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ ہم نے تمہیں نقصان پہنچانے والا کوئی کام نہیں کیا ہے۔“

”کہا تمہارے دس ٹیلی بیٹھی جانے والے تمہیں یہ بتاتے ہیں کہ وہ کس طرح دشمنی کرتے پھر رہے ہیں؟“

”دس ٹیلی بیٹھی جانے والے؟“ وہ اعلیٰ افسر پریشان ہو گیا۔ یہ بات سمجھ میں آگئی کہ واشینٹن آئین کا سانپ ہے۔ اب الپا جیسی ٹیلی بیٹھی جانے والی ان کے دس برا سراہی ٹیلی بیٹھی جانے والوں تک ضرور پہنچنے کی کوشش کرے گی۔



بات صرف الپا کی نہیں تھی۔ جو ممالک فرانس کو
ٹرانسفار مرشٹین تیار کرنے کے سلسلے میں مبارک باد دے
رہے تھے۔ وائزمن ان تمام ممالک کو ان دس پر اسرار ٹیلی
یٹھی جانے والوں کے متعلق بتا رہا تھا۔ اس طرح تمام ٹیلی
یٹھی جانے والے یہ دو باتیں معلوم کر چکے تھے کہ امریکا میں
دس نمائندہ قاتل ٹیلی یٹھی جانے والوں کو غیر معمولی
رازداری سے انڈر گراؤنڈ رکھا گیا ہے اور دوسری بات یہ کہ
اس مشین کا ماہر کیمیک وائزمن فرانس میں ٹیلی یٹھی کے
شعبے کا انچارج بن گیا ہے۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ اس سے کوئی بات چھپائی جائے
تو وہ جتنس میں جھلا ہو جاتا ہے۔ جب تک کھون نہ لگائے
اندر کی بات معلوم نہ کر لے تب تک اسے سکون نہیں ملتا۔
اب کتنے ہی ٹیلی یٹھی جانے والے یہ سوچنے لگے کہ نہ جانے
وہ دس ٹیلی یٹھی جانے والے کون ہیں؟ اور زیر زمین وہ کون
اتھارٹی رازداری سے کیا کر رہے ہیں؟

دشمن سامنے ہو تو اس سے ڈٹ کر مقابلہ کیا جاتا ہے۔
پٹھ پیچھے گھات لگائے بیٹھا ہو تو تشویش ہوتی ہے، خوف آتا
ہے۔ پتا نہیں وہ کہاں چھپا بیٹھا ہے؟ اور اس پر کون سا حربہ
آزانے والا ہے؟ یہی سوچا جاتا ہے کہ چھپ کر حملہ کرنے
والے سے پہلے اسے تلاشی کر کے بے نقاب کیا جائے اور
اسے ختم کر دیا جائے۔ وہ دشمنی کرے یا نہ کرے۔ ٹیلی یٹھی
کی دنیا میں اس سے بڑی دشمنی اور کوئی نہیں ہوتی کہ مخالف
خیال خوائی کرنے والا کہیں چھپا ہو اور پھر کسی چال بازی سے
دماغ میں انگر اپنا معمول اور حکومت بنالے۔ کسی مخالف سے
لٹنے والی موت ذہنی غلامی سے بہتر ہوتی ہے۔

ٹیلی یٹھی جانے والے امریکا پند کرتے ہیں لیکن کسی کو
اپنے دماغ میں آنے کا موقع نہیں دیتے۔ کسی ٹیلی یٹھی جانے
والے اپنے اپنے معاملات میں مصروف تھے۔ انہوں نے یہ
طے کر لیا تھا کہ اب وقت نکال کر امریکی معاملات میں بھی
ضرور مداخلت کریں گے۔ یہ ضرور معلوم کرنے کی کوشش
کریں گے کہ وہ انڈر گراؤنڈ جیل خانہ کہاں ہے؟ جہاں دس
اہم ٹیلی یٹھی جانے والوں کو ایٹر بم اور ہائیڈروجن بم کی
طرح بڑی رازداری سے چھپا کر رکھا گیا ہے۔

باہر ن لوڈ اور اس کے ساتھیوں کو یہ معلوم ہوا تھا کہ
پارس کی وائف ٹائی کینڈا پہنچی ہوئی ہے۔ انہوں نے اسی
وقت سمجھ لیا تھا کہ ٹائی کسی خاص مقصد سے وہاں گئی ہوئی
ہے۔ اب وہ خاص مقصد ظاہر ہو گیا کہ وہ کینڈا سے امریکا
جا کر اس انڈر گراؤنڈ جیل خانے کا سراغ لگانے والی ہے۔

ٹائی کو انڈر گراؤنڈ جیل خانے اور ان دس ٹیلی یٹھی
جانے والوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ بابا صاحب
نے ادارے میں اس سے کہا گیا تھا کہ امریکا میں نئی
ٹرانسفار مرشٹین تیار کی گئی ہے۔ اسے وہاں رہ کر اس مشین
سے پیدا ہونے والوں کے سلسلے میں معلومات حاصل کرنی
چاہئیں۔ جب وائزمن نے انکشاف کیا تب اسے بھی ان
دس ٹیلی یٹھی جانے والوں کے بارے میں معلوم ہوا۔ یہ
رازداری ٹائی کے لیے بھی چیلنج بن گئی۔ اس نے طے کر لیا کہ
ضرور ان پر اسرار ٹیلی یٹھی جانے والوں کا پتا لھکانا معلوم
کرے گی۔

الپا اپنے ملک کے اندرونی معاملات میں ابھی ہوئی
تھی۔ ایک تو پارس نے اس کی ٹرانس فار مشین کے ذریعے
چھ فلسطینی مجاہدین پیدا کر کے ان کا سکون بڑا کر دیا تھا۔ اب
یہ نئی بات معلوم ہوئی تھی کہ امریکا میں دس ٹیلی یٹھی جانے
والوں کو جتنے جی زمین کے نیچے دفن کیا گیا ہے اور یہ چیلنج ہے
کہ کوئی اس دفن تک نہیں پہنچ سکے گا۔

الپا نے بن بورین اور تمام اکابرین سے کہا "یہ نئی
مصیبت پیدا ہو گئی ہے۔ اس بار پارس نے ہم سے دشمنی
نہیں کی ہے۔ وہ دس امریکی ٹیلی یٹھی جانے والے موقع سے
فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہمارا آرمی افسرانہی کے زیر اثر
مسلمانوں کے گھروں میں گھس گیا تھا۔ جبکہ ان فلسطینی ٹیلی
یٹھی جانے والوں نے دھمکی دی تھی۔ مسلمانوں کے گھروں
میں گھسنے سے منع کیا تھا لیکن ان امریکی ٹیلی یٹھی جانے
والوں نے ہمارے افسر کو ایسا کرنے پر مجبور کر دیا۔ جس کے
نتیجے میں ان فلسطینی ٹیلی یٹھی جانے والوں نے ہمارے چھ
آرمی کے جوانوں کو ہمارے ہی اس افسر کے ذریعے ہلاک
کر دیا ہے۔"

"ہمارے سامنے نئے محاذ کھلے جا رہے ہیں۔ پہلے صرف
پارس تھا پھر اس نے ہمارے خلاف چھ ٹیلی یٹھی جانے
والوں کو مسلمان بنادیا۔ اب امریکی ٹیلی یٹھی جانے والے
تیسرا محاذ قائم کر چکے ہیں۔"

الپا نے کہا "میں باغی میں تھا کئی محاذوں پر لڑتی رہی
ہوں۔ اب تو تمام ٹیلی یٹھی جانے والے میرے ساتھ ہیں۔
ہم جلد ہی اپنے دشمنوں پر قابو پائیں گے۔ ہمیں ذرا صبر ہے
اور حکمت عملی سے کام لینا ہوگا۔ تم ان چھ فلسطینی ٹیلی یٹھی
جانے والوں کو تلاش کرو۔ اپنے ٹیلی یٹھی جانے والے
جاسوس ان کے پیچھے لگاؤ۔ ان سے فون وغیرہ کے ذریعے
رابطہ کر کے سمجھاؤ کہ تم ان سے سمجھو تا کرنا چاہتے ہو لیکن

امریکی ٹیلی یٹھی جانے والے ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ جس
کے نتیجے میں ہمارے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ان
سے دوستی اور سمجھوتہ کرنے کے بجائے ان کا سراغ لگا کر
انہیں موت کے گھاٹ اتارا جاسکتا ہے۔"

وہ بن بورین کو یہ مشورے دے کر پارس کے پاس آئی
پھر بولی "میں ایسا ہوں۔ سانس نہ روکنا۔"
وہ بولا "تمہارے جیسی عورت کے آتی توڑی دیر
کے لیے سانس نہیں روکوں گا تو تم پیشہ کے لیے سانس روک
دو گی۔ تمہارے کھنسنے سے پہلے میں سمجھ رہا ہوں۔ کوئی نیا
جال بن کر آئی ہو۔"

وہ بولی "تم کون سا پرانے جال بنے ہو۔ مجھے کسی نہ کسی
نی مصیبت میں پھنساتے رہتے ہو۔ ہمارا وہ آرمی افسر ہمارے
احکامات کا پابند تھا وہ بھی کسی مسلمان کے گھر میں نہ گھستا
لیکن اب امریکی ٹیلی یٹھی جانے والے ہماری آپس کی دشمنی
سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ انہوں نے اس آرمی افسر کو
مسلمانوں کے گھروں میں گھسنے پر مجبور کیا تھا۔ کیا تم یقین کر
ہے؟"

"تم کبھی دھوکا نہیں دیتی ہو۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتی
ہو۔ تم کہہ رہی ہو تو انکھیں بند کر کے یقین کر لیتا ہوں۔"
"تم یقین نہیں کر رہے ہو۔ طے نہ دے رہے ہو۔ میں بڑی
سے بڑی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ امریکی ٹیلی یٹھی جانے والے
ہمیں آپس میں لڑا رہے ہیں۔"

پارس نے کہا "ورنہ ہم کبھی نہیں لڑتے ہیں۔ پارو
محبت سے رہتے ہیں اگر امریکی ٹیلی یٹھی جانے والے ایسی
حرکتیں نہ کرتے تو تم فلسطینی مسلمانوں سے دشمنی نہ کرتیں۔
ان چھ ٹیلی یٹھی جانے والوں کو گلے لگالیتیں۔"

"میں کبھی ان باغی ٹیلی یٹھی جانے والوں کو گلے نہیں
لگاؤں گی۔ وہ میرے اپنے ہیں۔ پہلے انہیں سمجھاؤں گی۔ ان
کے دماغوں سے تمہارے توخمی عقل کو ختم کروں گی۔ انہیں
پھر سے یہودی بناؤں گی اگر ایسا نہ کر سکی تو اپنے ملک میں
تباہی پھیلانے کے لیے انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"کیا مجھ سے یہی کہنے آئی ہو کہ قسا کی بی بی ہو۔ ان چھ
فلسطینی ٹیلی یٹھی جانے والوں کا قیدہ بنانے والی ہو۔"

"میں یہ کہنے آئی ہوں کہ فلسطینی ٹیلی یٹھی جانے
والوں کے سلسلے میں جو بھی جھگڑا ہو رہا ہے اسے میرے اور
تمہارے درمیان رہنا چاہیے۔ امریکی ٹیلی یٹھی جانے
والوں کو ہمارے معاملے میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔"

"اگر وہ مداخلت کر رہے ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ کیا

ہاتھ میں چھڑی لے کر انہیں ڈانٹنا شروع کروں کہ بچو! اب
سے ایک طرف ہٹو۔ ہم بھوں کے معاملے میں ٹانگ نہ
اڑاؤ۔"

"تم اتنے اہم اور سنجیدہ معاملے کو مذاق میں کیوں اڑا
رہے ہو؟"

"تم اپنا مذاق اڑوانے کے لیے میرے پاس آئی ہو۔
جہیں امریکی ٹیلی یٹھی جانے والوں سے شکایت ہے۔ ان
کے پاس جا کر انہیں سمجھاؤ یا دھمکیاں دو کہ وہ تمہارے ملکی
معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ میرا اس معاملے سے کوئی
تعلق نہیں ہے۔ تم میرے پاس کیوں آئی ہو؟"

"تمہارا تعلق ہے۔ تم نے ہی ان چھ خیال خوائی کرنے
والوں کو ہمارے لیے مسئلہ بنایا ہے۔ اب وہ امریکی اس مسئلے
سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہم دونوں مل کر انہیں دھمکیاں
دیں گے۔ ٹیلی یٹھی کی دنیا میں ہم دونوں کی دہشت طاری
رہتی ہے۔ وہ ہمارے دباؤ میں آجائیں گے۔"

"میں اپنے بارے میں تو نہیں جانتا۔ تم اپنے بارے
میں کہہ رہی ہو کہ دہشت ناک ہو۔ دہشت طاری کرتی رہتی
ہو۔ کیا تم نے پیدا ہونے کے بعد کبھی کوئی اچھا کام کیا ہے؟"
"پلیز پارس! ایک بار انہیں دھمکی دو۔ میری بات مان
لو۔"

"ہائے اللہ کتنی محبت سے کہہ رہی ہو۔ میں تو قریان
ہو جاؤں گا۔ پلیز یہ پرانی سڑی گلی ادا میں نہ دکھاؤ۔ یہاں
تک بو آ رہی ہے۔"

وہ غصے سے بولی "پتا نہیں۔ تم خود کو کیا سمجھتے ہو۔ میں
تمہاری محتاج نہیں ہوں۔ تمہاری خوشامد کرنے نہیں آئی
ہوں۔ میں خود ہی ان دس ٹیلی یٹھی جانے والوں سے نمٹ
لوں گی۔ بلکہ تمہارے خلاف ان سے دوستی کروں گی۔ سیاسی
معاملات میں اسرائیل اور امریکا ایک دوسرے کے لیے لازم
و ملزم ہیں۔ ٹیلی یٹھی کے معاملات میں بھی ہمارے درمیان
سمجھوتہ ہوگا پھر تمہیں پتا چلے گا کہ ہمارے متحد ہونے سے
تمہیں کیسے نقصانات پہنچ رہے ہیں۔"

"سہیلیوں اور یہودیوں کا اتحاد ہم ایک طویل عرصے
سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ تم مسلمانوں کے خلاف متحد ہو جاتے
ہو لیکن اپنے معاملات میں کتوں کی طرح ایک دوسرے سے
لڑتے رہتے ہو۔ تمہارے پاس جتنی دھمکیاں تھیں۔ وہ مجھے
دے چکی ہو۔ اب یہاں سے جاؤ۔"

اس نے سانس روک کر اس کی سوچ کی لمبوں کو بھگا
دیا۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی خواہ وہ پارس کے

باس مٹی تھی۔ اب وہ کبھی میری بات نہیں مانے گا۔ مجھے اس کے خلاف اپنی طاقت کو زیادہ سے زیادہ بڑھانا ہوگا۔

وہ امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے پاس پہنچ گئی۔ اس سے بولی ”میں الپا ہوں۔ تم دس ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو کہیں پتال میں چپکار دالیں مندی کا ثبوت دے رہے ہو۔ آئندہ میں بھی یہی کروں گی۔ اس طرح کم از کم اپنے دس ٹیلی بیٹھی جانے والے پیشہ دشمنوں سے محفوظ رہیں گے۔“

اس اعلیٰ افسر نے کہا ”ہماری دنیا بہت بڑی ہے پھر بھی دشمنوں سے چھپنے کی کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے۔ ہم نے اپنے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو چھپائے رکھنے کے زبردست حفاظتی انتظامات کیے ہوئے ہیں لیکن انسان زمین کی ہے میں جا کر سونا چاندی میرے جواہرات اور پھول نکال لاتا ہے۔ سمندر کی نامعلوم گہرائیوں میں ڈوب کر بیش قیمت موتی نکال لاتا ہے۔ وائزین نے ہمارے راز کو راز نہیں رہنے دیا۔ اب تمام ٹیلی بیٹھی جانے والے ہمارے ملک میں پہنچ رہے ہوں گے۔ یہاں اپنے آگہ کار بنا کر ہمارے دس ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو تلاش کر رہے ہوں گے۔ پتا نہیں وہ اس سلسلے میں ہمارے لیے کتنے مسائل پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم ان مسائل کا اندازہ کر سکتے ہیں۔“

وہ بولی ”اسرائیل اور امریکا ہمیشہ سے ایک دوسرے کے بہترین دوست رہے ہیں۔ ہم آپس میں حمہ رہیں گے تو دنیا کا کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والا ہمارے ان دس خیال خوانی کرنے والوں تک کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔“

”تم ہمارے ان دس خیال خوانی کرنے والوں سے ہمہ روی کیوں کر رہی ہو؟“

”اس لیے کہ میں بھی اپنے دس خیال خوانی کرنے والوں کو نہایت رازداری سے کسی انڈر گرگراؤنڈ خفیہ اڈے میں پہنچانے والی ہوں۔ میں تمہارے کام آؤں گی تو تم میرے کام آؤ گے۔ ہم حمہ ہو کر ایک دوسرے کے خیال خوانی کرنے والوں کی حفاظت کرتے رہیں گے۔“

”تمہاری یہ پیشکش قابل قبول ہے۔ اس طرح ہم ایک دوسرے کے خیال خوانی کرنے والوں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کے ملک میں مسائل پیدا کریں گے۔“

”میں یہی چاہتی ہوں۔ تم اپنے ٹیلی بیٹھی جانے والوں سے کہہ سکتے ہو کہ وہ یہاں فلسطینی مسلمانوں کو میرے ملک کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرنے دیں۔ بلکہ ان فلسطینی مسلمانوں کو تلاش کر کے پہلی فرصت میں گولی مار دیں۔“

وہ بولا ”ہم یہی کریں گے۔ یہ بات ہمارے سیاسی منصوبوں کے خلاف ہے کہ فلسطینی مسلمان اسرائیل میں طاقت اور اقتدار حاصل کریں۔ اگر وہ چھ ٹیلی بیٹھی جانے والے زندہ رہیں گے تو ہماری پالیسی کے خلاف اسلامی ممالک کی ہمدردیاں اور امداد حاصل کریں گے۔ میں اپنے خاص ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو حکم دے رہا ہوں۔ آج اور ابھی سے ان کے خلاف کارروائی شروع ہو جائے گی۔“

وہ چھ فلسطینی..... تل ابیب اور یروشلم جیسے اہم علاقوں میں پہنچے ہوئے تھے۔ ایک دوسرے سے بہت دور دور تھے۔ ضرورت کے وقت خیال خوانی کے ذریعے قریب آجایا کرتے تھے۔ یعقوب ہمیں بدل کر مسلمانوں کی ایک ہستی میں رہنے لگا تھا۔ جیلہ اس کی پڑوسن تھی۔ وہ بیوہ خوب صورت بھرپور جوان اور صحت مند تھی۔ اس پر دل لگیا تھا۔ اس نے پہلی ملاقات میں کہہ دیا تھا کہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اس کے پڑوس میں رہتے ہوئے وہ اسے صبح و شام چھڑنے لگا۔ اپنی طرف مائل کرنے لگا۔ جیلہ کو بھی ایک مضبوط سہارے کی ضرورت تھی۔ ٹیلی بیٹھی سے زیادہ مضبوط سہارا اور کیا ہو سکتا تھا۔ وہ اس کی طرف مائل ہو رہی تھی۔ اس نے کہا ”تو کتنا ہے کہ تو نے اپنی ڈیوٹی سے مجبور ہو کر میرے خاوند کو گرفتار کیا تھا مگر اسے ہلاک نہیں کیا تھا۔ میرا دل کہتا ہے کہ میں تیری بات کا یقین کروں تو نے ستر مسلمانوں کو رہائی دلائی ہے۔ اسی طرح ہم مسلمانوں کے کام آتے رہے گا تو میں ضرور تجھ سے شادی کروں گی۔“

یعقوب نے کہا ”تو مجھے پتا تیری خواہش کیا ہے؟ میں اسی کے مطابق کوئی کارنامہ انجام دوں گا۔“

”میرے خاوند کو یروشلم کے ایک مارچر سیل میں پہنچایا گیا تھا۔ وہاں پہنچنے والے مسلمان قیدی زندہ واپس نہیں آتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں تم اس مارچر سیل اور وہاں سے تعلق رکھنے والے تمام سپاہیوں اور افسروں کو نیست و نابود کرو۔“

”یہ کون سی بڑی بات ہے اگر میں ابھی آدھے گھنٹے کے اندر ان سب کو حکم کروں تو کیا آدھے گھنٹے کے بعد تو میری آغوش میں آئے گی؟“

”تیرا مطالبہ شادی کے بعد پورا کروں گی۔“

”نکاح پڑھانے میں کتنی دیر لگتی ہے۔ میں ابھی اپنے لیڈر اور ساتھیوں سے کہتا ہوں۔ وہ ہمارا نکاح پڑھانے کے سلسلے میں انتظامات کریں گے۔ اس وقت تک میں ان دشمنوں کا کام تمام کروں گا۔“

اس نے اپنے ساتھیوں کے پاس آکر جیلہ سے نکاح پڑھانے کے سلسلے میں بات کی۔ انہوں نے خوش ہو کر کہا ”ہم تم کام میں دیر نہیں کریں گے۔ تم آدھے گھنٹے میں اپنا ملن پورا کرو۔ ہم قاضی کو لے کر جیلہ کے گھر پہنچ جائیں گے۔“

اس نے خیال خوانی کے ذریعے یروشلم کے اس مارچر سیل کے انچارج کافون نمبر معلوم کیا۔ فون کے ذریعے اس کی آواز سن کر اس کے اندر پہنچ گیا پھر بولا ”یہ مارچر سیل صرف بے گناہ مسلمانوں کے لیے ہے یا یہودی مجرموں کو بھی پڑائیں دے کر انہیں ہلاک کیا جاتا ہے؟“

اس نے پوچھا ”کون کون ہو؟“

”میں ایک ٹیلی بیٹھی جانے والا مسلمان ہوں۔ پچھلے دنوں یہاں چند فلسطینیوں کو پہنچایا گیا تھا۔ تم اور تمہارے ساتھیوں نے انہیں بری طرح اذیتیں پہنچا کر زندگی کی انتہا کر دی تھی۔ یہی انتہا تم سب کے ساتھ ہوگی۔ میں حکم دیتا ہوں اپنے تمام ساتھیوں کو یہاں بلاؤ۔“

یعقوب نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہاں اس کے دو ساتھی موجود تھے۔ اس نے مزید تین افسران کو فون کے ذریعے وہاں بلایا۔ یعقوب ان سب کے دماغوں میں پہنچتا رہا۔ ان میں سے ایک نے بیڈ کوڑا میں فون کے ذریعے کہا ”سرا! ایک ٹیلی بیٹھی جانے والا فلسطینی ہمارے دماغوں میں گھس آیا ہے۔ ہم اس کی گرفت سے نکلنے میں ناکام ہو گئے۔ ہم نے خود ہی اپنے ہاتھوں سے نجیریں پکڑ لی ہیں۔ یہاں اذیتیں پہنچانے کے بجٹے خطرناک ہتھیار ہیں اور جنہیں ہم مسلمانوں پر استعمال کرتے رہے ہیں۔ وہ تمام ہتھیار ہم پر استعمال کیے جانے والے ہیں۔ فارگاؤسیک! ہمیں اس ٹیلی بیٹھی جانے والے سے بچاؤ۔“

الپا اور بن بورین تک یہ اطلاع پہنچائی گئی۔ انہوں نے اس مارچر سیل کے انچارج کے اندر آکر پوچھا ”تمہارے اندر کون ہے؟ ہم اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“

یعقوب نے کہا ”یہ نہ پوچھو میں کون ہوں اور میرا نام کیا ہے؟ اتنا سمجھ لو کہ فلسطینی ہوں۔ ایک مسلمان ہوں اور ایک مسلمان خاتون سے شادی کر کے اپنا گھر بنانا چاہتا ہوں۔“

الپا نے پوچھا ”اس مارچر سیل سے تمہاری شادی کا کیا نطق ہے؟“

”جس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے خاوند کو اس مارچر سیل میں ہلاک کیا گیا تھا۔ اس خاتون کی یہ شرط ہے کہ

میں اس مارچر سیل کو یہاں کے تمام درندے افسران کے ساتھ تباہ کر دوں۔ لہذا تم بھی ان کے دماغوں میں رہ کر دیکھو کہ زندگی کیا ہوتی ہے اور بے گناہ انسان کس طرح تکلیفیں برداشت کرتے کرتے دم توڑ دیتے ہیں۔“

وہاں تمام درندے افسران زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ صرف ایک انچارج آزاد تھا۔ وہ یعقوب کی مرضی کے مطابق وہاں کے خطرناک ہتھیاروں سے انہیں زخمی کرنے لگا۔ ان کے جسم کے ایک ایک حصے پر تیزاب ڈال کر ان کے گوشت اور ہڈیوں کو گلانے لگا۔ وہ جیچیں مار مار کر زندگی کی جھلک مانگ رہے تھے۔

الپا اور بن بورین نے اس انچارج کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اس زندگی سے روک دیا۔ یعقوب دوسرے آگہ کار کے دماغ میں وہاں آکر انہیں اذیتیں پہنچانے لگا۔ الپا اور بن بورین اس آگہ کار کی آواز نہیں سن سکے تھے اس لیے اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ الپا نے اس انچارج کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کیا کہ کس مسلمان عورت کے خاوند کو وہاں لا کر مارا گیا تھا۔

اس کے خیالات نے بتایا۔ ”پچھلی بار جن فلسطینیوں کو یہاں ہلاک کیا گیا تھا۔ انہیں غزہ کے قریب مسلمانوں کی ایک بستی سے لایا گیا تھا۔“ الپا نے بن بورین سے کہا ”فورا! اپنے ٹیلی بیٹھی جانے والے سراغ رسالوں کو حکم دو کہ اس بستی میں ایسی خاتون کا پتا معلوم کریں۔ جس کے شوہر کو پچھلے دنوں اس مارچر سیل میں ہلاک کیا گیا ہو۔“

وہ بن بورین سے یہ کہہ کر پھر انچارج کے دماغ میں آئی تو پتا چلا کہ اس نے زنجیروں میں جکڑے ہوئے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک ہینڈ گرنیڈ تھا۔ اس سے پہلے کہ الپا اسے روکتی۔ اس نے اس گرنیڈ کی چابی نکال دی تھی۔ دوسرے ہی لمحے میں ایک زبردست دھماکا ہوا۔ اس انچارج کے چھوٹے اڑ گئے ہوں گے۔ وہ مارچر سیل بالکل کھنڈر بن گیا ہو گا لیکن یہ تماشہ دیکھنے کے لیے الپا کو کسی کے دماغ میں جگہ نہیں مل سکتی تھی۔

یعقوب نے فوج کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کر کے کہا ”اس ملک میں جتنے مارچر سیل ہیں۔ میں ان سب کو وہاں کے درندے افسران سمیت نیست و نابود کروں گا۔“

اس اعلیٰ افسر نے کہا ”نئے ٹیلی بیٹھی جانے والے تمہاری طرح خوب اچھلتے ہیں پھر جھاک کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ تمہاری شامت آگئی ہے۔“

یعقوب نے اس کے چور خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ اس

ادارے کے دو ٹیلی پیسٹی جانے والے جاسوس غزہ کے قریب اسی بستی میں مسیح افراد کے ساتھ پہنچ رہے ہیں۔ جہاں سے جیلہ کے خاندان کو گرفتار کیا گیا تھا۔

اس نے داغی طور پر حاضر ہو کر جیلہ اور دیگر افراد سے کہا ”میں اس ٹارچر سیل کو چھ درندوں سمیت تیار کر چکا ہوں۔ یروشلیم کے اس حصے میں اگر ہمارا کوئی ساتھی یہاں موجود ہے تو اس سے فون کے ذریعے دریافت کرلو۔ وہ اس ٹارچر سیل کی طرف جائے گا اور میری بات کی تصدیق کرے گا۔“

ایک نے کہا ”ہمیں تم پر بھروسہ ہے۔ ہم فون نہیں کریں گے وہاں کے لوگ خود ہی، ہمیں اطلاع دیں گے۔ یہاں قاضی صاحب آگئے ہیں ابھی جیلہ کا نکاح تم سے پڑھایا جائے گا۔“

جیلہ نے یعقوب کو دیکھا پھر شرما کر اندر چلی گئی۔ یعقوب نے کہا ”ایک مشکل آن پڑی ہے۔ دشمن مجھے تلاش کرنے کے لیے ادھر آ رہے ہیں۔ ابھی نکاح پڑھانا مناسب نہیں ہے۔ جب وہ دشمن یہاں آکر مجھے نہیں پائیں گے اور واپس چلے جائیں گے تب نکاح پڑھایا جائے گا۔“

ان کے لیڈر نے کہا ”تم ہمارے لیے قیمتی سرمایہ ہو۔ ہم ہر طرح تمہاری حفاظت کریں گے۔ یہاں سے چلو۔“

وہ بولا ”ذرا ایک منٹ انتظار کرو۔ میں جیلہ سے رخصت ہو کر آتا ہوں۔ بس جاؤں گا اور فوراً آؤں گا۔“

ایک فلسطینی نے کہا ”وہ مقناطیس بن گئی ہے۔ اتنی جلدی نہیں آسکو گے۔ میری شادی میں بھی یہی ہوا تھا۔ نئی دلہن کو چھوڑ کر روپوش ہونے کے لیے کیس جانا تھا لیکن اندر جاتے ہی مقناطیس نے جکڑ لیا تھا۔“

اس کی بات پر سب ہنسنے لگے۔ وہ مسکراتا ہوا مکان کے اندر آیا۔ وہ شرما کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ اس نے دوسرے کمرے میں آکر دو اڑے کو بند کیا پھر اس کے قریب آکر کہا ”میں آؤں گے۔ تم مجھے اپنا بتا لیتا چاہتا تھا لیکن دشمن حالات نے مجبور کر دیا ہے۔ مجھے جانا ہو گا۔“

جیلہ نے گھوم کر اسے دیکھا۔ وہ بولا ”حسن و شباب کا موجدیں مارتا ہوا سمندر میرے قریب ہے مگر مجھے پیاسا جانا ہو گا۔“

وہ بولی ”ابھی تم سے کوئی رشتہ نہیں ہوا ہے مگر تم دل و دماغ پر چھانگے ہو۔ میں نے اپنی باقی زندگی تمہارے نام کر دی ہے۔ خیر سے جاؤ خیر سے آؤ۔ میں تمہارا انتظار کرتی رہوں گی۔“

اس نے اچانک ہی اسے کھینچ کر اپنی آنکھوں میں پھر لیا پھر کہا ”خیرت کیسے جاؤں۔ تو نے میرے اندر اپنل چا دی ہے۔“

باہر سے لیڈر نے آواز دی ”یعقوب! دشمن موت کی طرح کسی وقت بھی سر پہ پہنچ جائیں گے۔ فوراً یہاں سے چلو۔“

یعقوب کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ وہ ایک سرد آہ بھر کر بولا ”سمندر سے پیاسے کو شہنشاہ کا قطرہ بھی نہ ملا۔“

وہ منہ چھپا کر ہنسنے لگے۔ وہ حسرت کا مارا وہاں سے پلٹ کر باہر چلا گیا۔

○●○

ان فون نے کوبرا کی بہن سے شادی کی اور کوبرا نے ان فون کی بہن کو اپنی لائف پارٹنر بنالیا۔ دونوں ایک دوسرے کے سارے بہنوئی بن گئے۔

کوبرا نے لندن کے مینے ہوٹل میں ایک سوئٹ بک کر لیا تھا اس سوئٹ کے اندر کھانے پینے اور عیش و آرام کا سارا سامان موجود تھا۔ اس نے اپنی دلہن اتنی ہی سے کہا ”تمہاری شادی بڑی عجلت میں ہوئی ہے اگر کچھ وقت ملتا تو میں تمہارے لیے ایک شاندار محل خرید لیتا۔ تمہیں وہاں دلہن بنا کر لے جاتا۔ کیا تمہیں اندازہ ہے کہ مجھ جیسے نئی بیٹی جاننے والے کے پاس کتنی دولت ہوگی اور آئندہ میں تمہارے لیے کیا کرنے والا ہوں؟“

”میں نہیں جانتی مگر سمجھ سکتی ہوں کہ تم نے خیال خوانی کے ذریعے میری توقع سے زیادہ دولت حاصل کی ہوگی اور آئندہ بھی میری خاطر بے انتہا دولت حاصل کرتے رہو گے۔“

ان فون ہانگ کانگ کے ایک مینے ہوٹل میں شی کی کو دلہن بنا کر لے آیا۔ وہ کمرے میں پہنچ کر بولی ”کیا تم خاموش رہنے کے عادی ہو؟ ابھی خیال خوانی کے ذریعے میرے چور خیالات بڑھ رہے ہو؟“

وہ ہنسا کر بولا ”سوری! میں ایک اہم معاملے میں خیال خوانی کر رہا تھا اب صبح ہونے تک کسی کا خیال نہیں پڑھوں گا۔ صرف تمہارے وجود کا تغیر پڑھتا رہوں گا۔ ایک بات پوچھوں؟“

”پوچھو گے تو جموٹ بولوں گی۔ میرے چور خیالات بڑھ کر معلوم کر لو کہ میں تمہیں کتنا چاہتی ہوں۔ اکثر سوچتی رہتی تھی اپنے بھائی کی طرح کوئی خیال خوانی کرنے والا لائف پارٹنر ملے گا تو میں ساری زندگی دولت سے کھیتی رہوں گی۔ آج

میری یہ خواہش پوری ہو رہی ہے۔

وہ دونوں باتیں کرنے لگے۔ بڑے پیار سے وقت گزارنے لگے۔ وہ شام ہی سے ہوٹل کی اس سوٹ میں آگئے تھے۔ رات گیارہ بجے شی کی نے کہا ”بھوک لگ رہی ہے۔ پہلے کچھ کھائیں۔ کیا خیال ہے؟“

وہ بولا ”اچھا خیال ہے۔ یہ سپاہی بھی صبح تک بھوکے پیٹ نہیں لڑسکے گا۔ میں ابھی فون کرتا ہوں۔ کھانا آجائے گا۔“

اس نے ریسور اٹھا کر فون کرنا چاہا۔ شی کی نے اس کے ہاتھ سے ریسور لے کر کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا ”اس کمرے میں ہوٹل کا ملازم کھانے کے آئے گا۔ آج رات میں کسی کی صورت نہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔ صبح تک تمہیں دیکھتی رہوں گی۔ یہاں ہاٹ پاٹ میں گرم کھانا ہے۔ ٹھنڈی بوتلیں ہیں۔ اس کھانے سے گزرا ہوا جانتے گا۔“

ان نون اس کے پیار کی اس ادرا پر قیام ہونے لگا۔ کہنے لگا ”تم مجھے اس قدر چاہتی ہو کہ میرے سوا کسی دوسرے کی صورت دیکھنا تمہیں گوارا نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ مرد کو عورت سے ایسی دیوانہ وار محبت ملتی ہے۔“

وہ کھانے کے لیے ڈانٹنگ ٹیبل پر آکر بیٹھ گئے۔ وہ ہاٹ پاٹ سے گرم کھانا نکال کر اور فریج سے ٹھنڈی بوتلیں نکال کر کھانے پینے لگے۔ شی کی نے اپنے ہاتھ سے اسے پہلا لقمہ کھلایا پھر کہا ”اب تم مجھے کھلاؤ۔ جارے پاں یہ رسم ہے کہ دلہن اپنی پلیٹ کا کھانا اپنے دولہا کو کھلاتی ہے اور دولہا اپنا کھانا دلہن کو کھلاتا ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ دولہا اسی طرح ساری زندگی اپنے ہاتھ کی کمانی کھاتا رہے گا۔“

وہ اپنے ہاتھ سے اسے کھانے لگا اور اس کے ہاتھ سے کھانے لگا۔ چند لمبے کھانے کے بعد ہی اسے کمزوری کا احساس ہوا۔ وہ پریشان ہو کر بولا ”میری طبیعت گھبرا رہی ہے۔ یہ کھانا تم نے کہاں سے منگوایا تھا؟“

”تمہارے سامنے ہوٹل کا ملازم یہ ہاٹ پاٹ رکھ کر گیا تھا۔ کھانا اسی ہوٹل کا ہے۔ تمہیں کیا ہوا ہے؟“

وہ سر قدام کر بولا ”میں نہیں کھاؤں گا۔ تمہارے کھانے میں کچھ ملا ہوا ہے۔“

”کیسی باتیں کر رہے ہو؟ تم بھی تو مجھے کھلا رہے ہو۔ مجھے تو کچھ نہیں ہوا ہے۔ کو میرے ہاتھ سے کھاؤ۔“ وہ اس کے ہاتھ کو برے جھٹک کر بولا ”میں تمہیں چکن کھلا رہا ہوں اور تم مجھے کھنکھلا رہی ہو۔ تم نے اپنی پلیٹ میں کچھ ملایا ہے؟“

وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایسے میں لڑکھاکر گرنے والا تھا مگر سنبھل گیا۔ ڈانگتے ہوئے بیڈ کی طرف جاتے ہوئے خیال خوانی کی کوششیں کرنے لگا۔ وہ فوراً مسری مین کو مخاطب کر کے طبی امداد حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن دماغی کمزوری کے باعث خیال خوانی کے قابل نہیں رہا تھا۔

شی کی اس کے قریب آکر پریشانی سے بولی ”یہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا ہے؟ کیا تم مجھے ہو کہ میں نے دشمنی کی ہے؟ تمہیں زہر کھلایا ہے۔ پلیز میرے بارے میں ایسا نہ سوچو۔ میرے چور خیالات پر سوچو۔ تمہیں یقین آجائے گا کہ میں تمہیں چاہتی ہوں۔ میں تم سے دشمنی نہیں کر رہی ہوں۔“

اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کے چہرے سے محبت اور ہمدردی ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ جیج پریشان تھی۔ ایسے وقت اسے اپنے اندر کوبرا کا قبضہ سنا لی دیا۔ وہ ہنسنے ہوئے بولا ”وہ شخص دنیا کا سب سے بڑا احمق ہوتا ہے جو اپنے جیسے دوسرے نیکی پیچھی جانے والے پر بھروسہ کرتا ہے۔“

ان نون نے کہا ”اوہ گاڈ! میں یہ کیا سن رہا ہوں۔ کوبرا! تم نے مجھے اپنی ہی دہی اور دھوکا بھی دے رہے ہو۔“

”میں نے کچھ سوچ سیکھ کر اپنی بہن کو تمہارے حوالے کیا ہے۔ یہ بہت بھولی ہے۔ اسے میرے قریب کا علم نہیں ہے۔ یہ نہیں جانتی ہے کہ میں شام سے اس کے دماغ میں چھپا ہوا ہوں۔ یہاں تمہاری بہن کے ساتھ ساگ رات بھی منا رہا ہوں اور اپنی بہن کے دماغ میں وہ کر تمہاری نگرانی بھی کرتا رہا ہوں۔“

”کوبرا! یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ تم بہن کی ساگ رات میں اس کے اندر چھپے رہے ہو۔ کوئی بھالی اتنا بے غیرت ہو سکتا ہے۔ یہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔“

”ہاں میں نے بے غیرتی کی ہے لیکن ایک بڑا منافع حاصل کر رہا ہوں۔ تمہیں غلام بنا رہا ہوں۔ تم میرے لیے خیال خوانی کرو گے۔ میری نیکی پیچھی کی قوت میں اضافہ ہو گا۔“

ان نون نے شی کی سے کہا ”یہ۔ یہ تمہارا بھالی بہت بے غیرت۔“

وہ پوری بات نہ کہہ سکا۔ کوبرا نے اسے بولے نہیں دیا ”خبردار! تم میری بہن سے کچھ نہیں کہو گے۔ میں اسے بہت چاہتا ہوں۔ اس کی نظروں سے گزرا نہیں چاہتا۔ میری محبت کا ثبوت یہ ہے کہ میں اسے غلام شوہر دے رہا ہوں۔ تم صرف میرے ہی نہیں میری بہن کے بھی مرید بن کر رہو۔“

”میں۔“

وہ اپنی کامیابی پر قہقہے لگا رہا تھا پھر اس نے محسوس کیا کہ ان نون شدید کمزوری کے باعث بے ہوش ہو گیا ہے۔ اس نے اپنی بہن سے کہا ”شی کی! میں ابھی تمہاری خیریت معلوم کرنے آیا تھا مگر دیکھ رہا ہوں کہ میرا پیرا بہنوئی خیریت سے نہیں ہے۔“

وہ پریشانی سے بولی ”میں حیران ہوں کہ اسے اچانک کیا ہو گیا ہے۔ ابھی تو یہ بالکل ٹھیک تھا۔“

”تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ فوراً ڈاکٹر کو بلاؤ۔ کھانے میں ضرور کچھ ملا ہوا تھا۔ یہ کمزوری میں مبتلا ہو گیا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ ڈاکٹر کی دواؤں سے اس کی توانائی بحال ہو جائے گی۔ میں تمہاری دیر بعد پھر تمہارے پاس آکر خیریت معلوم کروں گا۔“

کوبرا دماغی طور پر لندن میں حاضر ہو گیا۔ اسٹیجی نے جراتی سے پوچھا ”تم ابھی قہقہے کیوں لگا رہے تھے؟“

وہ بولا ”میں ایک اہم معاملے میں خیال خوانی کر رہا تھا۔ وہاں مجھے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسی خوشی میں قہقہے لگا رہا تھا۔“

اس نے الیا کہتے کہتے پگھلی کی پھراسے دوسری پگھلی آئی۔ پگھلی میں ذہن کو یوں جھٹکا لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے دماغ کو ٹھونسنے مار رہا ہو۔ اسٹیجی نے پوچھا ”یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟“

”چانک پگھلیاں کیوں آ رہی ہیں؟ دو گھنٹہ پہلی کی لو۔“ اس نے پانی پینے کے لیے اٹھنا چاہا مگر سر جھکا گیا۔ وہ پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ پریشان ہو کر بولا ”یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟“

اس کے اندر ایک آواز سنائی دی ”جوان نون کے ساتھ ہو رہا ہے تم نے اپنی بہن کے ذریعے ان نون کو دوا کھائی۔ میں نے اسٹیجی کے ذریعے تمہیں اس سے مختلف دوا کھائی ہے۔ اس کا اثر آہستہ آہستہ ہو رہا ہے بے چاری وہ دونوں دلتیں بے تصور ہیں۔ انہیں مہموں کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ جاؤ آرام سے بیڈ پر لیٹ جاؤ۔“

اس نے حیرانی و پریشانی سے پوچھا ”تم کون ہو؟“

”اس کو چھوڑو جو کہا جا رہا ہے وہی کرو۔“

وہ کرسی سے اٹھ کر ڈانگتے ہوئے بستر پر آکر گر پڑا۔ اسٹیجی پریشان ہو کر فون کے ذریعے ڈاکٹر کو کال کر رہی تھی۔ کوبرا نے کمرے کمرے سانس لیتے ہوئے کہا ”تمہیں۔ میں زہر ملا ہوں۔ کوئی ضرور رساں دوا مجھ پر اثر نہیں کرے گی۔“

اسے پھر اپنے اندر آواز سنائی دی ”اسی لیے میں نے تمہارے کھانے میں ایک ایسے زہر کے قطرے ملائے تھے جو

تمہارے زہر پر غالب آ گیا ہے۔ تم کمزوری محسوس نہیں کر رہے ہو۔ بلکہ مدہوش ہو رہے ہو۔ میں جانتا ہوں یہ مدہوشی زیادہ دیر نہیں رہے گی لیکن میں تمہیں دماغی توانائی حاصل کرنے کا موقع نہیں دوں گا۔ تمہاری جیب اور تمہارے سٹریٹیک میں ایسے زہر کی کئی شیشیاں ہیں۔ تم وقفہ وقفہ سے دو دو چار چار قطرے پیتے رہو گے۔“

وہ چٹا نہیں چاہتا تھا۔ شیشی کو ہاتھ لگانا نہیں چاہتا تھا لیکن پتا چلا وہ اپنے اعتبار میں نہیں ہے۔ اس نے بے اختیار جیب میں ہاتھ ڈال کر شیشی نکال کر پندرہ قطرے حلق سے نیچے اتار لیے۔

پھر اس پر مدہوشی طاری ہونے لگی۔ اس نے کہا ”تم کون ہو؟ مجھ سے کب تک ایسی دشمنی کرتے رہو گے؟ تم اس طرح زہر کی تمہاری شوخی خوراک دے کر مجھے اور زہر ملا رہے ہو۔“

وہ بولا ”نہیں۔ ایک بین الاقوامی شہرت کا حامل بہت ہی زہر ملا ڈاکٹر میرے پاس موجود ہے۔ جس طرح لوہا لوہے کو کاٹتا ہے۔ اسی طرح وہ تمہیں ایسا زہر دے رہا ہے جو تمہارے اندر کے زہر کو بیٹھ کے لیے ختم کر دے گا تم چند دنوں میں زہر لیے نہیں رہو گے۔ ایک عام ٹیلی پیچھی جاننے والے غلام بہن کر میرے احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے۔“

زہر کی دوسری خوراک نے کام دکھایا تھا۔ وہ مدہوشی سے بے ہوشی کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔ اسٹیجی پریشان تھی۔ ڈاکٹر آیا تھا۔ اس کا معائنہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ”اسے اسپتال میں داخل کرنا ہو گا۔“

اسٹیجی نے مسٹری مین کے زیر اثر وہ کر کہا ”میں اسے اسپتال نہیں لے جاؤں گی۔ اپنے ماں باپ کے بچنے میں لے جا کر اس کا علاج کرواؤں گی۔“

مسٹری مین نہیں چاہتا تھا کہ وہ اسپتال جائے۔ اس نے اپنے ایک ماتحت نیکی پیچھی جاننے والے کو اس کے دماغ میں بٹھا دیا تھا پھر اسے حکم دیا تھا ”جب بھی کوبرا مدہوش میں آئے اور ذرا توانائی محسوس کرنے لگے تو اسے شیشی سے دو چار قطرے پلا دیا کرو۔“

○☆☆○

سونیا قلعے میں تھی۔ راوی چین لکھ رہا تھا۔ اس نے تمام دشمنوں کو ایک دوسرے کا مخالف بنا دیا تھا۔ وہ خود کو سب سے زیادہ شہ زور اور برتر ثابت کرنے کے لیے ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کی سازشیں کر رہے تھے۔ یہ سازشیں شروع ہو چکی تھیں۔ بائزن نوڈ نے مجھ پر برتری حاصل کرنے

کے لیے میری کمزوریوں سے کھینچا جا رہا تھا اگر وہ کامیاب ہو جاتا تو خیر سے کہہ سکتا تھا کہ اس نے سب سے پرانے اور تجربے کار ٹیلی پیٹھی جاننے والے کو شکست دی ہے لیکن یہ حسرت اس کے دل میں رہ گئی تھی۔

بائرن ٹوڈ نے برتری حاصل کرنے کی دھن میں زبردست نقصان اٹھایا تھا۔ اس کے دو ٹیلی پیٹھی جاننے والے ساتھی آندرے اور سامن مارے گئے تھے۔ اوہر کوبرا اور ان نون نقصان اٹھا رہے تھے۔ سونیا یہ ثابت کر رہی تھی کہ ایک عورت ہزاروں زوروں کو ایک دوسرے سے لڑا سکتی ہے۔

وہ قلعے کے اندر محل کے شاہانہ بیڈ روم میں آرام سے لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے سوچا۔ تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والوں نے سب سے برتری حاصل کر کے اس سے شادی کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ ایسا دعویٰ کرنے والوں سے پھر چیخوڑھا کر کئی چاہیے پھر انہیں ایک دوسرے سے الجھانا چاہیے۔

اسے بائرن ٹوڈ کے بارے میں معلوم ہو چکا تھا کہ وہ کتنا بڑا نقصان اٹھا چکا ہے۔ کوبرا اور ان نون کی کوئی خبر نہیں تھی۔ اس نے خیال خوانی کی پردازی کی۔ یہ جانتی تھی کہ ان نون سانس روک لے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس وقت وہ دو کے زیر اثر ہوئی کے بیڈ پر گر پڑا تھا۔ شی کی اس کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔ اوہر سونیا اپنے بیڈ پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ذرا سی خیال خوانی سے پتا چل گیا کہ ایک شکار ہاتھ آ رہا ہے۔

وہ اس کے خیالات بڑھتے لگی۔ پتا چلا کہ اس نے اور کوبرا نے ایک دوسرے کی بہن سے شادی کی تھی۔ کوبرا اپنی ولہن اسٹیجی کے ساتھ لندن میں تھا اور ان نون اپنی ولہن کے ساتھ ساگ رات منانے کے لیے ہانگ کانگ پہنچا ہوا تھا۔ سونیا نے فوراً ہی مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا ”تم ہانگ کانگ کے جس ہوٹل میں ہو وہاں سے ایک گھنٹہ کی ڈرائیور پر واقع ہوٹل ٹھنکائی ہے۔ میں ان نون ایک بستر کمزوری میں جٹلا پڑا ہوا ہے۔ تم فوراً اس کے پاس جاؤ۔ ان حالات میں جو کرنا چاہتے ہو کرو۔“

میں نے ان نون کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پھر وہاں پہنچ گیا۔ اس کے دماغ میں کوبرا کی باتیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس کی باتوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس نے دوا کے ذریعے ان نون کو دماغی کمزوری میں مبتلا کیا ہے اور اب اسے اپنا معمول اور محکم بنانے والا ہے۔

ان نون کے چور خیالات نے اسے اس پر اسرار مسز می کے بارے میں بھی کچھ بتایا۔ سونیا ان نون کو میرے حوالے کر کے کوبرا کے پاس گئی۔ وہ اسے ان نون کو کمزور

بنانے کی مبارک باد دیتا چاہتی تھی۔ مارلی کی حیثیت سے کہا چاہتی تھی کہ وہ ان نون کی طرح بائرن ٹوڈ اور اس کے ساتھیوں کو بھی شکست دے گا تو وہ اس سے ضرور شادی کرے گی۔

وہ کوبرا کے اندر پہنچی تو ان نون کی طرح اس نے بھی سانس نہیں روکا۔ اس وقت وہ بھی ایک زہر کے زیر اثر ہوا تھا۔ کوئی انجی اس کے اندر بول رہا تھا۔ سونیا اس سے پہلے ان نون کے خیالات پڑھ کر مسز می کے بارے میں معلوم کر چکی تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ کوبرا کے اندر وہی مسز می بول رہا ہے اور ایک زہریلے ڈاکٹر کے تعاون سے کوبرا کے اندر کے زہر کا توڑ کر رہا تھا۔

وہ اس کے اندر کے زہر کو بیش کے لیے ختم کر کے آئندہ اسے اپنا غلام بنانے کا یا نہیں۔ یہ بعد میں معلوم ہونے والا تھا۔ وہ میرے پاس آکر بولی ”مسز می نے اپنے ماتحت ان نون کے ذریعے کوبرا کو ٹیپ کیا تھا۔ اس بات سے بے خبر تھا کہ کوبرا بھی چال بازی دکھانے کا اور ان نون کو دماغی کمزوری میں مبتلا کرے گا۔ یعنی مسز می میں بھی اس سے دھوکا کھایا گیا۔“

میں نے کہا ”مسز می بہت پہنچا ہوا ہے۔ اس کا کوئی نقصان نہیں ہونے والا تھا۔ وہ بعد میں ان نون کی دماغی کمزوری دور کر سکتا تھا وہ کوبرا کو محکم بنا کر کامیابی حاصل کرے گا لیکن اچانک تمہاری مداخلت نے یہ بازی پلٹ دی ہے۔ ہم مسز می کو کوبرا اور ان نون کے سلسلے میں ناکام بنا سکتے ہیں مگر ہم ایسا نہیں کریں گے۔“

”ہاں مسز می تو یہی عمل کے ذریعے جب بھی ان نون اور کوبرا کے دماغ کو لاک کرے گا۔ ہم لاک کرنے والے لب ولہجے کو ذہن نشین کر لیں گے۔ بس اتنی کافی ہوگا۔“

ابھی وہ دونوں اپنی اپنی کمزوری کے باعث سونے والے تھے یا بے ہوش رہنے والے تھے۔ ان نون تو کمزوری برداشت نہ کر سکا اور بے ہوش ہو گیا۔ کوبرا بہت ہی ڈھٹ تھا۔ پہلے وہ زہر کی ایک ایک خوراک کے اثر سے تھوڑی دیر کے لیے بے ہوش ہوتا رہا پھر زہر نے زیادہ اثر کیا تو وہ ایک بار بے ہوش ہو گیا لیکن آٹھ گھنٹے بعد ہی ہوش میں آگیا۔ اس کے اندر کا زہر مسز می سے ملنے والے زہر سے فاسٹ کر رہا تھا۔ کبھی مغلوب ہو جاتا تھا۔ کبھی غالب آ جاتا تھا۔

ان حالات میں اسٹیجی اسے اپنے والدین کے بیٹے میں لے گئی تھی۔ کوبرا نے ایک بار ہوش میں آنے کے بعد اسٹیجی

”کما“ کسی ڈاکٹر کو نہ بلاؤ۔ ایک دشمن میرے دماغ میں آکر مجھے مارنے کی کوششیں کر رہا ہے۔ ہونے کو کوبرا سانپ کا زہر کہیں سے لے آؤ۔ مجھے اس زہر کی ایک خوراک دو اور جس شیشی سے میں زہر نکال کر دو تین قطرے پی رہا ہوں۔ اس شیشی کو میری جیب سے نکال کر کہیں پھینک دو۔ ایسی چند شیشیاں میرے سٹری بیگ میں بھی ہیں۔ انہیں بھی ضائع کر دو۔“

اسٹیجی اس کی ہدایات پر عمل کرنے لگی۔ اس نے اس کی جیب اور سٹری بیگ سے تمام شیشیاں نکالیں پھر انہیں لے جا کر گزین پھینکا چاہتی تھی لیکن مسز می نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ اب اس اپنے بیڈ روم میں آئی پھر ان تمام شیشیوں کو الماری کے ایک حصے میں چھپا کر رکھ دیا۔ کوبرا کی شامت آگئی تھی۔ مسز می اس کا پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا۔ اسے ہر حال میں اپنا غلام بنانے والا تھا۔

مسز می اپنے ٹیلی پیٹھی جاننے والے ماتحتوں کی تعداد میں اضافہ کر کے ٹیلی پیٹھی کے حوالے سے اپنی قوت میں اضافہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس سلسلے میں بظاہر کامیاب ہو رہا تھا۔ دوسرے دن دوپہر تک کوبرا کے اندر دوا کی زہر کا توڑ ہو چکا تھا۔ وہ گری نیند سو گیا تھا۔ اس کے خوابیدہ خیالات بتا رہے تھے کہ وہ دماغی طور بے حد کمزور ہو چکا ہے۔ جو زہر اسے دیا جا رہا ہے اب وہ اسے برداشت کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

مسز می کے زہریلے ڈاکٹر نے کہا ”اب اسے ہمارے زہر کی خوراک نہ دی جائے۔ اس کے اندر کا زہر ختم ہو چکا ہے۔ اب ہمارا زہر اس کے اندر جائے گا تو یہ مر جائے گا۔ اب اسے ڈاکٹر کے ذریعے علاج کرانے دو۔ میں چند دوائیں نہیں بتا رہا ہوں۔ انہیں یاد کرو۔ تم اس ڈاکٹر کے دماغ میں جا کر دو دوائیں اس کے ذریعے کوبرا کے اندر پہنچاؤ۔ وہ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔ رفتہ رفتہ اس کی کمزوری دور ہو جائے گی۔“

مسز می نے اس کی ہدایات پر عمل کیا۔ وہ دوسری تمام رات سکون سے سو تا رہا۔ دوسرے دن اس کے خیالات سے پتا چلا کہ اس کی کمزوری دور ہو رہی ہے۔ ایسے وقت مسز می نے اس پر حادی ہو کر اسے چٹانائز کیا پھر ایک آواز اور مخصوص لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو مقفل کر دیا۔

وہ خوش ہو گا کہ اس نے کوبرا جیسے زہرے لٹھیں کو اپنا غلام بنالیا ہے۔ اس قلعے پر اور جزیرے پر قبضہ بنانے کا

خواب دیکھنے والے دشمنوں میں سے ایک دشمن کو ختم کر دیا ہے۔ اب اس کے مقابلے میں بائرن ٹوڈ اور اس کے ٹیلی پیٹھی جاننے والے تھے۔ ان کے بعد اس کا آخری سب سے بڑا دشمن میں تھا۔ وہ مجھے بھی اپنے راستے بنانے کی پلاننگ کر رہا ہوگا۔

فی الحال وہ خوش تھا۔ اس بات سے بے خبر تھا کہ میں نے اور سونیا نے اس لب ولہجے کو ذہن نشین کر لیا ہے جس کے ذریعے کوبرا کے دماغ کو مقفل کیا گیا ہے۔

جب ان نون کی دماغی کمزوری دور ہوئے گی تو مسز می میں نے اسے بھی احتیاطاً چٹانائز کیا۔ اس کے بھی دماغ کو مخصوص لب ولہجے کے ذریعے مقفل کر دیا۔ سونیا نے مجھ سے کہا ”مسز می کا ایک اور ماتحت کچھلے دن کوبرا کے دماغ میں بار بار آ رہا تھا اور اسے زہریلی دوا کے قطرے پلا رہا تھا۔ میں اس ماتحت کے دماغ میں پہنچ گئی ہوں۔“

میں نے حیرانی سے پوچھا ”تم اس کے اندر کیسے پہنچ گئی ہو؟“

وہ بولی ”مسز می میں ایک ہی مخصوص لب ولہجے کے ذریعے اپنے تمام ماتحتوں کے اندر پہنچتا ہے۔ میں نے اس دوسرے ماتحت کی آواز کوبرا کے اندر سنی تھی۔ میں نے اس آواز اور مخصوص لب ولہجے کو آزما یا اور خیال خوانی کی پرداز کی تو اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اب اسی مخصوص لب ولہجے کو اور ان نون کی آواز کو ملا کر خیال خوانی کی جائے گی تو ہم ان نون کے دماغ میں پہنچ جائیں گے۔“

میں نے یہی طریقہ کار اختیار کیا تو اس دوسرے ماتحت کے دماغ میں بھی پہنچ گیا۔ اس دوسرے کا نام گیری گرانٹ تھا۔ بائرن ٹوڈ نے قلعے اور جزیرے پر قبضہ بنانے کے لیے میری کمزوریوں سے کھینچا چاہا تھا۔ جس کے نتیجے میں وہ اپنے دواہم ٹیلی پیٹھی جاننے والوں سے محروم ہو گیا تھا۔ مسز می کے ساتھ بھی جی قصہ ہو رہا تھا۔ وہ بھی اس قلعے اور جزیرے پر قبضہ بنانے کے عزائم رکھتا تھا۔ اس کے لیے اس نے دشمنوں کی تعداد کم کرنے کی کوشش کی۔ کوبرا کو ان نون کی بہن اسٹیجی کے ذریعے ٹیپ کیا۔ اپنا غلام بنالیا لیکن اس حقیقت سے بے خبر رہا کہ ہم بھی اس کوبرا کے اندر جب چاہیں جاسکتے ہیں۔

مسز می میں بھی بائرن ٹوڈ کی طرح اپنے دو ٹیلی پیٹھی جاننے والے ہار چکا تھا۔ اس حقیقت سے بھی بے خبر تھا کہ ہم ان نون اور گیری گرانٹ کے دماغوں میں جب چاہیں پہنچ سکتے ہیں اور جب چاہیں انہیں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن ہمیں ایسا

کتابیات یبلی کیشنز

تربیت حاصل کر رہے تھے۔ سونیا بھی اکثر خیال خوانی کے ذریعے ان کے دماغوں میں جا کر حاضر دماغی کی تربیت دیتی تھی۔ انیس عملی طور پر سمجھاتی تھی کہ کبھی اچانک موقع کے خلاف کوئی دشمن نازل ہو جائے تو پک جھپٹے ہی کسی طرح بدحواسی پر قابو پا کر اپنا بچاؤ کرنا چاہیے۔ باتیں بنانے کا فن آنا چاہیے۔ اس میں مہارت حاصل ہو جائے تو بچتے بولتے باتیں بناتے ہوئے دشمنوں کو گمراہ بھی کیا جاسکتا ہے اور ان کے اندر کی باتیں بھی اگلوانی جاسکتی ہیں۔

سونیا نے جناب تیزی سے درخواست کی تھی کہ ان دونوں کو مشین کے ذریعے ٹیلی پیٹھی نہ سکھائی جائے۔ وہ اس سلسلے میں اعلیٰ بی بی اور گریٹ پر خصوصی توجہ دیں اور انہیں قدرتی طریقوں سے یہ علم سکھائیں وہ دونوں جڑواں تھے۔ پانچ مٹ کے وقت سے ایک ہی دن پیدا ہوئے تھے انہوں نے چودہ برس کی عمر سے ٹیلی پیٹھی کا علم سیکھنا شروع کیا تھا۔ اب پندرہ برس کے ہو گئے تھے بڑی ذہانت اور مستقل مزاجی سے سیکھنے کے مشکل مراحل سے گزرتے جا رہے تھے۔ ڈیڑھ برس کا عمر گزر چکا تھا۔ وہ خیال خوانی کرنے لگے تھے۔ اس سلسلے میں جس طرح حاضر دماغی لازمی ہوتی ہے اور جس طرح خیال خوانی کے مختلف پھکنڈے آزمائے جاتے ہیں وہ سب سونیا انہیں سکھادی تھی۔ میں بھی انہیں بہت کچھ بتاتا رہتا تھا۔

وہ اپنے بچوں سے فرصت پا کر دشمنوں کی خبر لیتی رہتی تھی۔ اس نے تمام مخالف ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو ایک دوسرے سے لڑانا شروع کیا تھا۔ اس کے خاطر خواہ نتائج سامنے آ رہے تھے۔ بیڑوں کے دو اہم ٹیلی پیٹھی جاننے والے مارے جا چکے تھے۔ اس نے ڈاکو کو برا اور مسز مین کے دو ماتحت ٹیلی پیٹھی جاننے والے ان نون اور کیری گرانٹ کے دماغوں میں جگہ بنالی تھی۔ وہ تمام دشمن سونیا کی اس کامیابی سے بے خبر تھے۔

اس نے فرصت سے خیال خوانی کرتے ہوئے پہلے کوبرا کی خبر لی۔ بڑی خاموشی سے اس کے اندر پہنچ گئی۔ وہ مسز مین کے حملوں سے نجات پاتے ہی اسٹیج کو اس ہوٹل میں چھوڑ کر فرار ہو گیا تھا۔ انا عارضی میک اپ ختم کر کے اصلی چہرے کے ساتھ لندن گئے دوسرے ہوٹل میں آ گیا تھا۔ آخری بار اسٹیج کے دماغ میں مسز مین سے باتیں ہوئی تھیں۔ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ ڈیڑھ ماہ سے اور ڈیڑھ ماہ رہے گا۔ کبھی ٹیلی پیٹھی جاننے کے والے زیر اثر نہیں آئے گا۔ وہ اسٹیج کو کبھی بیشک کے لیے چھوڑ کر جا رہا تھا اور کبھی

اس سے رابطہ نہیں کرے گا۔ اس جیسی دوسری جیناٹیں اسے مل جایا کریں گی۔ جب کہ وہ اندر ہی اندر اسٹیج کو دل سے چاہنے لگا تھا۔ وہ قتل و غارتگری کرنے والا انسانوں کے سرکاش کران کی کھوپڑیاں جمع کرنے والا درندہ استیج کے حسن و شہاب اور اس کی آواؤں سے محروم ہو گیا تھا۔ اس نے یہ بے کیا تھا کہ جب مسز مین کو یہ یقین ہو جائے گا کہ وہ اسٹیج کو ٹھکرا چکا ہے اور کبھی اس سے دماغی رابطہ قائم نہیں کرے گا تو وہ دشمن بھی اسٹیج کو غیر سمجھ کر اس کے اندر نہیں آئے گا۔ ایسے وقت وہ اپنی اسٹیج کو پتانا ناز کر کے اس کے دماغ کو لاک کر دے گا پھر دوبارہ اپنی شریک حیات کے ساتھ رازداری سے زندگی گزارنے لگے گا۔

مسز مین وغیرہ کو کبھی یہ معلوم نہیں ہو گا کہ اس نے اسٹیج کو اپنی آغوش میں چھپا رکھا ہے۔ وہ اس سلسلے میں خاموشی سے اس کے اندر جا رہا تھا۔ جلد ہی یقین ہو گیا کہ مسز مین نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔ تب اس نے دوسری رات اسٹیج کے خوابیدہ دماغ میں غریبی عمل کیا اور اس کے دماغ کو لاک کر دیا۔ یہ اطمینان ہو گیا کہ کوئی اسٹیج کے ذریعے اسے نہ پک نہیں کرے گا۔

سونیا نے مسز مین کے ٹیلی پیٹھی جاننے والے ماتحت کیری گرانٹ کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ وہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے معاملات میں مصروف تھا۔ وہاں ٹرانسفا مرشین تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہاں کے ایسے سراغ رساں اور اعلیٰ عہدیدار جو یوگا کے ماہر نہیں تھے ان کے دماغوں میں پہنچتا رہتا تھا۔ جم کاف برطانیہ میں انڈر ورلڈ کا گاڈ فادر تھا۔ اسے جزیرہ لن ٹاؤ میں ہلاک کیا گیا تھا۔ وہاں کے بڑے بڑے مجرموں اور کرپٹ سیاستدانوں کے درمیان جھگڑے ہو رہے تھے۔ وہ جم کاف کی خالی جگہ پر کرنا چاہتے تھے۔ اس کی جگہ خود گاڈ فادر بننا چاہتے تھے لیکن مسز مین اپنے ٹیلی پیٹھی جاننے والے ماتحت کیری گرانٹ کو ان پر حاوی کر رہا تھا انہیں ٹیلی پیٹھی کے ذریعے مات دے رہا تھا۔

ہائزن ٹوڈ اور ہاروے بھی وہاں انڈر گراؤنڈ کے معاملات پر اپنا تسلط چاہتے تھے۔ وہ وہاں پوری توجہ دے کر کیری گرانٹ کو شکست دے سکتے تھے۔ اسے وہاں سے ہٹانے پر مجبور کر سکتے تھے لیکن ایسے ہی وقت ان کی کرنوٹ مگنی تھی۔ ان کے دو ٹیلی پیٹھی جاننے والے سامن اور آندرے مارے جا چکے تھے۔ اب وہ کسی ایک معاملے پر بھرپور توجہ دے سکتے تھے اور سب سے اہم معاملہ یہی تھا کہ وہ

کسی بھی طرح ماری کے قلعے اور جزیرے پر تسلط حاصل کر لیں۔ کیری گرانٹ ایک گاڈ فادر کی حیثیت سے انگلینڈ اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ میں انڈر ورلڈ کے معاملات سنبھال رہا تھا۔ ان معاملات میں اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں کی ٹرانسفا مرشین بڑی اہم تھی۔ وہاں کے ٹیلی پیٹھی سیکھنے والے جاسوس انڈر ورلڈ کے معاملات پر حاوی ہونے کی کوششیں کر رہے تھے۔

ہماری طرف سے پورس وہاں کے معاملات میں مصروف رہتا تھا۔ ٹیلی پیٹھی جاننے والے تھری جے اس کے معمول تھے۔ ان کے ذریعے وہاں کے اندرونی حالات معلوم ہوتے رہتے تھے۔ سونیا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا ”تمہیں معلوم ہونا چاہیے کیری گرانٹ نامی ایک ٹیلی پیٹھی جاننے والا مسز مین کا ماتحت ہے۔ وہ وہاں کی انڈر ورلڈ کا گاڈ فادر بن چکا ہے۔ اسکاٹ لینڈ کے ٹیلی پیٹھی جاننے والے جاسوس یہ معلوم کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں کہ کیری گرانٹ کون ہے؟ اور اچانک کہاں سے آگروہاں کے مجرموں اور سیاستدانوں پر حاوی ہو رہا ہے۔“

پورس نے کہا ”ہم! آپ کیری گرانٹ کے بارے میں جو کچھ جانتی ہیں مجھے تفصیل سے بتادیں۔“

”وہ اس بات سے بے خبر ہے کہ میں اور تمہارے پاپا اس کے دماغ میں پہنچ جاتے ہیں۔ تم اس کی آواز اور لب و لہجے کو یاد کرو پھر اس کے اندر جاؤ۔ تمہیں اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو نا رہے گا۔“

سونیا اسے کیری گرانٹ کی آواز اور لب و لہجہ بتا کر اس کے دماغ سے چلی آئی پھر تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد ان نون کے اندر پہنچ گئی مسز مین نے اپنے اس ماتحت کو ماری کے سلسلے میں مصروف رکھا تھا۔ اب اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ مسز مین نے اس کی جگہ بدل دی ہے وہ اس کے عزم کے مطابق ہانگ کانگ چھوڑ کر امریکا پہنچنے والا تھا۔ اب تو جس ملک میں بھی ٹرانسفا مرشین تیار ہو رہی تھی وہاں تمام مخالف ٹیلی پیٹھی جاننے والے پہنچ رہے تھے۔ خصوصاً دس امریکی پراسرار ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے بارے میں سب ہی تجسس تھے۔ کوئی یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ دس ٹیلی پیٹھی جاننے والے اندھیرے میں اور بائال میں چھپ کر رہیں اور وہاں سے وہ ان پر حملے کرتے رہیں۔

مسز مین بھی دوسروں کی طرح ان دس ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ انہیں کہیں نہ کہیں سے

زمین کھود کر باہر نکالنا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے لیے ان نون کو وہاں روانہ کر چکا تھا۔ سونیا سوچنے لگی کہ جب کیری گرانٹ اسکاٹ لینڈ یارڈ میں مصروف ہے اور ان نون امریکا پہنچ رہا ہے تو پھر مسز مین ماری کے سلسلے میں کے مصروف رکھے گا؟ اس کے پاس اور کتنے ٹیلی پیٹھی جاننے والے ہیں؟ اگر وہ نہیں ہیں تو کیا وہ خود یہاں مصروف رہے گا؟

مسز مین نے اپنے منصوبے میں تبدیلیاں کی تھیں۔ اپنے آلہ کاروں کی جگہ تبدیل کر چکا تھا۔ سونیا کو اب اس معاملے میں اور زیادہ محتاط رہنا تھا۔ وہ اندھیرے میں کہیں سے بھی گولی چلا سکتا تھا۔

وہ تو بیشک سے بہت زیادہ محتاط رہنے کی عادی تھی۔ اس نے قلعے میں پہنچنے سے پہلے ایسی تین کنیزوں کو ڈی بنانے کے لیے منتخب کیا تھا جو قد و قامت اور ذیل ڈول کے اعتبار سے ماری سے مشابہت رکھتی تھیں۔ اب سے بہت پہلے وہ اس قلعے میں ماری کے اندر موجود رہی تھی۔ اسی وقت اس نے ان تین کنیزوں کا انتخاب کیا تھا۔ اپنے ماتحتوں کو ہدایات دی تھیں کہ ان کے دماغوں میں موجود رہ کر انہیں ماری کے طور طریقے اور ناز و انداز سکھاتے رہیں۔ اس قلعے میں ایسی بلایاں بھی ہونی چاہیے جو ماری کی ٹیلی مانو سے مشابہت رکھتی ہو۔

ایسی احتیاطی اور حفاظتی تدابیر بہت پہلے سے عمل ہوتا آ رہا تھا۔ سونیا نے بڑی رازداری سے ایک کنیز کے چہرے پر ماری کا ماسک لگایا۔ اس چہرے کی نوک پلک درست کرائی۔ اس نے قلعے کے انچارج کو حکم دیا کہ آدھی رات کے بعد قلعے کے بیلی پیڈ کی طرف کسی کو نہیں جانا چاہیے میری یہ کنیز ایک خاص مقصد کے لیے بیلی کا پڑ کے ذریعے یہاں سے جانے والی ہے رات کو قلعے کے اس حصے میں تاریکی رہے گی۔

اس کے احکامات کی قہیل کی گئی۔ وہ آدھی رات کو نقاب میں چھپ کر سیکورٹی افسر کے ساتھ بیلی کا پڑ کے ذریعے قلعے سے باہر چلی گئی۔ ایک ڈی ماری اپنی بیلی کے ساتھ اپنے محل میں موجود تھی کسی کوشہ نہیں ہوا کہ ماری (سونیا) وہاں سے جا چکی ہے۔

کوبرا مسز مین اور ہائزن ٹوڈ وغیرہ اپنے آلہ کاروں کے ذریعے باہر سے اس قلعے کی نگرانی کرتے رہتے تھے۔ وہ اب تک اندر پہنچنے میں کامیاب نہیں ہوئے تھے مگر امید تھی کہ انہیں اس قلعے اور وہاں کے اہم افراد کے اندر پہنچنے کا موقع

ضرور ملے گا۔ ان کے آلہ کاروں نے آدھی رات کے بعد ایک بلی کا پھڑکولے کے اندر سے بلند ہو کر باہر کھینچے جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ سب اپنے اپنے ٹیلی بیٹھی جانے والے آقاؤں سے رابطہ کرنے لگے۔ انہیں بتانے لگے کہ ابھی ابھی ایک بلی کا پھڑکولے کے اندر سے پرواز کرتا ہوا کہیں گیا ہے۔ وہ اطلاع دینے والے یہ نہیں جانتے تھے کہ اس بلی کا پھڑکولے کون کیا ہے؟ اور کہاں گیا ہے؟ سبھی دشمن سوچ میں پڑ گئے۔ یہ سب جانتے تھے کہ مارلی اپنے نو سپر ہوائی جہاز میں سفر کرتی ہے اور اس کے قابل اعتماد باڈی گارڈز بلی کا پھڑکولے کے ذریعے ہانگ کانگ آتے جاتے ہیں۔

دشمنوں نے پچھلے دنوں مارلی کو ہلاک کرنے کے لیے اس نو سپر ہوائی جہاز کو تباہ کر دیا تھا۔ مارلی فی الحال بلی کا پھڑکولے میں ہی سفر کر سکتی تھی۔ انہیں یقین ہو گیا کہ مارلی اب آدھی رات کو کہیں باہر گئی ہے۔ وہ سب خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرنے لگے کہ وہ بلی کا پھڑکولے کیا ہے؟ وہ جزیرہ لن ناؤ اور ہانگ کانگ کی سرکاری اور پرائیویٹ فلائنگ کمپنیوں کے اہم افراد کے اندر گھس کر ان کے خیالات پڑھنے لگے۔

پتا چلا وہ بلی کا پھڑکولے کسی بلی پیزر نہیں آیا۔ کسی دوسرے چھوٹے بڑے جزیرے میں بھی نہیں گیا ہے۔ اس طرح یہ بات سمجھ میں آئی تھی کہ بلی کا پھڑکولے دیران علاقے میں گیا ہے۔ صبح ہونے سے پہلے ان آلہ کاروں نے اطلاع دی کہ وہ بلی کا پھڑکولے میں واپس آ گیا ہے۔

مسز مین گورا اور بائرن ٹوڈ وغیرہ فون کے ذریعے قلعے کے انچارج سے باتیں کرنے لگے۔ مارلی سے فون پر باتیں کرنے کی فرمائش کرنے لگے۔ انچارج نے سونیا کی مرضی کے مطابق کمائیزم مارلی بلی کا پھڑکولے میں باہر گئی تھیں۔ ابھی واپس آئی ہیں۔ وہ تھکی ہوئی ہیں۔ ان سے دوسرے دن باتیں ہو سکیں گی۔

وہ سب باری باری فون کر رہے تھے اور انچارج سے پوچھ رہے تھے۔ ”میڈم اتنی رات کو کہاں گئی تھیں؟ ہانگ کانگ میں اور تمام چھوٹے بڑے جزیروں میں جتنے بلی پیزر ہیں۔ وہاں میڈم کا بلی کا پھڑکولے گیا تھا؟ ہمیں اس سلسلے میں ان سے باتیں کرنے دو۔“

انچارج نے ڈی مارلی سے فون پر رابطہ کرایا۔ ایسے وقت سونیا اس ڈی کے اندر موجود رہی اس کے ذریعے بولی ”تم سب دن رات میری ناک میں رہتے ہو۔ میرے اپنے پیچھے، کھانے پینے اور آنے جانے کے سلسلے میں کچھ نہ کچھ معلوم کرتے رہتے ہو۔ جب کہ تمہیں مجھ سے دوستی کرنے

کے لیے میرے تمام مخالفین پر برتری حاصل کرنی ہوگی۔ میرا اعتماد حاصل کر کے ہی میری زندگی کے ساتھ بن سکتے ہو۔“ انہوں نے اپنے اپنے طور پر کہا ”ہم بھی کر رہے ہیں۔ تمہارے تمام مخالفین جلد ہی فنا ہو جائیں گے لیکن ہم کامیابی حاصل کرنے تک تمہاری نگرانی کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ تم اپنے سیکورٹی گارڈز پر بھروسہ کر کے قلعے سے باہر جاؤ گی تو دشمن تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔“

ان میں سے ایک نے کہا ”تم آدھی رات کو باہر گئی تھیں۔ میں تمہاری سلامتی کے لیے فکر میں مبتلا ہو گیا تھا۔ آئندہ مجھے اطلاع دے کر باہر جاؤ گی۔ میں خیال خوانی کے ذریعے تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا۔ تم مجھ سے دور رہو مگر مجھے اپنا باڈی گارڈ بن کر رہنے دو۔“

وہ بولی ”تمہیں فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔ میں ایک اہم ضرورت سے باہر گئی تھی۔ خیریت سے واپس آ گئی ہوں۔ ایسی رازداری سے کام لیتی رہوں گی تو کوئی دشمن میرے پاس کی واصل تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ میں تمام رات جاتی رہی ہوں اور اب سوتا جا رہی ہوں۔ پلیز مجھے سونے دو۔“

فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔ ڈی مارلی کا کثیر نہیں رہی تھی وہ شاہانہ طرز کے بیڈ روم میں آرام وہ بیڈ پر بڑے آرام سے سو گئی۔ سونیا بلی کا پھڑکولے کے ذریعے ایک چھوٹے سے جزیرے میں آئی تھی۔ ایک موٹر بوٹ رینٹ پر حاصل کر کے میرے پاس ہانگ کانگ آ رہی تھی۔



ٹیلی بیٹھی جانے والے یوڈی جاسوس مسلح سپاہیوں کے ساتھ ان مسلمان ہونے جانے والے باغیوں کو تلاش کر رہے تھے۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ یعقوب غزہ کے مغربی کنارے ایک چھوٹی سی بستی میں ہے۔ وہ اس بستی کی طرف جانے لگے۔ یعقوب کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ دشمن اوھر آرہے ہیں جبکہ اس کا کلچ بڑھا یا جانے والا تھا۔ ایسے وقت جانی دشمن سر پر پہنچ رہے تھے۔ وہ مجبوراً اپنی ہونے والی دہشت سے رخصت ہو کر چند ساتھیوں کے ساتھ دوسرے علاقے میں آ گیا۔ وہاں سے خیال خوانی کے ذریعے جبکہ کی خبریت معلوم کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیلی بیٹھی جانے والے جاسوس مسلح سپاہیوں کے ساتھ اس بستی میں آ گئے۔ عورتوں اور مردوں سے پوچھنے لگے کہ ٹیلی بیٹھی جانے والے یعقوب کو کہاں کس مکان میں چھپایا گیا ہے؟ وہاں بھی لاطینی ظاہر کر رہے تھے۔ انجان بن کر کہہ رہے تھے کہ وہ کسی یعقوب نامی ٹیلی بیٹھی جانے والے شخص کو نہیں جانتے۔

لیکن ان کے چور خیالات نے بتا دیا کہ اس بستی میں جیل نام کی ایک رجوان اور خوبصورت بیوہ ہے۔ یعقوب اس سے شادی کرنے والا تھا پھر اچانک خطرہ محسوس کرتے ہی وہاں سے چلا گیا ہے۔

وہ دونوں جاسوس جبکہ کے دروازے پر آ گئے۔ ان میں سے ایک نے ہوائی فائر کرتے ہوئے کہا ”جیل! آئے بچے کے ماتھے باہر آؤ۔ ورنہ ہم اس مکان کو ہم سے اڑا دیں گے۔“

اس بستی میں آنے کے بعد صرف دو جاسوس بول رہے تھے باقی تمام مسلح سپاہی گونگے بنے ہوئے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ یعقوب ان سپاہیوں کے اندر پہنچ کر کسی طرح کی جانی کارروائی کر سکے۔ جبکہ دروازہ کھول کر اپنے بچے کے ماتھے باہر آ گئی۔ یعقوب ان کے اندر رہ کر ان دشمنوں کو دیکھ رہا تھا۔ ان میں سے کسی کے اندر پہنچ نہیں سکتا تھا لیکن ضرورت کے وقت اس بستی میں چھپے ہوئے دو ساتھیوں کے ذریعے جانی کارروائی کر سکتا تھا۔

جبکہ نے باہر آکر پوچھا ”ہم سے کیا چاہتے ہو؟ ہم نے یہاں کسی ٹیلی بیٹھی جانے والے کو نہیں چھپایا ہے۔“

ایک نے کہا ”ہم سے جھوٹ نہ بولو۔ انہی تمہاری شادی اس سے ہونے والی تھی۔ وہ اپنی سلامتی کے لیے نہیں چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔“

وہ بولی ”تمہارے منجھوں نے تمہیں غلط رپورٹ دی ہے۔“ میں بیوہ ہوں۔ اس بچے کی ماں ہوں۔ میں کسی سے شادی نہیں کر رہی تھی۔“ دوسرے جاسوس نے ہتھتے ہوئے کہا ”ہم تمہارے اندر کی باتیں جانتے ہیں۔ وہ جانے سے پہلے تمہارے پاس کرے میں آیا تھا۔ تمہیں آغوش میں لے کر چوڑے والا تھا لیکن اس کے دوست اسے فوراً ہی یہاں سے لے گئے تھے۔ اس نے جاتے ہوئے تم سے کہا تھا کہ وہ حسن و شباب کے موجب مارتے ہوئے سمندر سے بیسا جا رہا ہے۔ وہ اس کا ایک ایک لفظ بتا رہا تھا۔ یقین کر لو کہ تمہارے بار کی طرح ہم بھی ٹیلی بیٹھی جانتے ہیں۔“

وہ پریشان ہو گئی۔ سمجھ گئی کہ وہ اس کے اندر گھس کر حقیقت معلوم کر رہے ہیں۔ وہ بولی ”ہاں! وہ ایک سچا اور دلیر مسلمان ہے۔ ہماری قوم کا بہت بڑا سرمایہ ہے۔ تم اس ہمارے تک بھی پہنچ سکو گے اور نہ ہی اسے کوئی نقصان پہنچا سکو گے۔“

ایک نے کہا ”تمہارے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ وہ تمہیں بہت چاہتا ہے، ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ تمہارا بار تمہارا عاشق تمہیں موت کے گھاٹ اترتے دیکھ سکے گا یا

نہیں۔ وہ تمہاری قوم کی حفاظت کے لیے یہاں آیا ہے۔ کیا وہ تمہاری موت کو ارا کرے گا؟“

دوسرے نے کہا ”وہ اس وقت تمہارے اندر رہ کر ہماری باتیں سن رہا ہوگا۔ ہم اس سے کہتے ہیں کہ ہم سے گفتگو کرے۔“

ایک نے کہا ”یعقوب! ہم تمہاری ہونے والی دہشت اور اس بچے کو مار ڈالیں گے۔ انہیں زندہ سلامت دیکھنا چاہتے ہو تو چھپے کے بل سے باہر آ جاؤ؟“

یعقوب نے وہاں کھڑے ہوئے ایک مسلمان شخص کی زبان سے کہا ”میں اس کی زبان سے یعقوب بول رہا ہوں۔ تم ایک کمزور عورت اور ایک معصوم بچے کو گولی مار کر کون سا نیا کام کر گئے؟ تم لوگ آئے دن بے گناہ مسلمان عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر ظلم و ستم ڈھاتے رہتے ہو۔ انہیں ہلاک کرتے رہتے ہو۔ ابھی صرف ایک عورت اور ایک بچے کو ہلاک کرنے کی دھمکی دے دو۔“

”یہ دھمکی نہیں ہے اور یہ کوئی عام عورت نہیں ہے۔ تمہاری محبوبہ ہے، تمہاری ہونے والی دہشت ہے۔ کیا ایک دہشت کی موت چاہو گے؟ ایسی دہشت جس کے اندر بچے کے لیے ممتا بھی ہے۔ کیا ایک ماں اپنے بچے کو تڑپ تڑپ کر دم توڑتے ہوئے دیکھ سکے گی؟“

جبکہ نے اپنے لباس کے اندر سے ایک بھرا ہوا ریو اور نکال لیا پھر لگا رہے ہوئے کہا ”میرے بچے کو کچھ ہواگا تو تم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔“

ایک نے ہتھتے ہوئے کہا ”ہم تمہارے چور خیالات سے پہلے ہی معلوم کر چکے تھے کہ تم نے اپنے لباس میں ریو اور چھپا کر رکھا ہے۔ تمہارا ریو اور تمہیں ہی مارے گا۔ ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا۔“

تمام مسلح سپاہیوں نے ان ماں بچے کو گن پوائنٹ پر رکھ لیا تھا۔ یعقوب نے کہا ”تم لوگوں نے اگر ایک بھی گولی چلائی تو بہت بڑی غلطی کر دو گے۔ میں تمہارے اعلیٰ عہدیداروں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا گولی چلانے سے پہلے اپنے بیٹوں سے پوچھو کیا وہ مرنے چاہتے ہیں؟“

ایک نے کہا ”تمہاری تنظیم کے بھی بڑے بڑے لیڈر مارے جائیں گے۔ تم خائنوں کو مارو گے؟ ہمارے پاس تو ٹیلی بیٹھی جانے والوں کی فوج ہے۔ ہم تمہیں اچھی بات سمجھاتے ہیں۔ اگر یہاں آکر گرفتاری پیش کر دو گے تو تمہیں گولی نہیں اڑی۔ گئے۔“

دوسرے نے کہا ”میڈم! پانے کا پانی تمہارے دماغ

سے دشمنوں کے توہی عمل کو مٹا دیا جائے گا تو تم پہلے کی طرح
یہودی بن جاؤ گے پھر تمہیں یقین آئے گا کہ ہم تمہارے
یہودی دوست ہیں۔ دشمن نہیں ہیں۔“
یعقوب نے کہا ”میں یہاں فلسطین کی آزادی کے لیے
لڑنے آیا ہوں۔ آخر سانس تک لڑتا رہوں گا۔ تمہیں نیک
مشورہ دیتا ہوں۔ مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔ میں تمہیں
بھی غیرت مسلمان بادوں گا۔“

”تم فضول باتیں کر رہے ہو اور ہمارا وقت ضائع کر رہے
ہو ہم تین تک گن رہے ہیں۔ تین کے بعد پہلے اس بچے کو
گولی ماریں گے۔“

ان سب کی بندوبستیں اس بچے کی طرف تھیں۔ جیلہ
نے چیخ کر کہا ”یعقوب! میں سمجھ رہی ہوں کہ تم میری محبت
اور میری ممتا کو دیکھتے ہوئے دشمنوں سے کوئی سمجھوتا
کرلو گے ان کے تین تک گننے سے پہلے ان کے گھروں سے
ایک بار پوچھ لو کہ یہ ہمیں امن و امان سے زندہ سلامت
رہنے دیں گے یا نہیں۔ اگر یہ ہمیں نقصان پہنچائے بغیر یہاں
سے نہیں جائیں گے تو انہیں بھی ضرور نقصان پہنچے گا۔“

یعقوب نے کہا ”جیلہ ٹھیک کہتی ہے۔ مجھے تھوڑی سی
سہلت دو۔ میں اپنا اور بن بورین سے باتیں کروں گا۔“
ایک نے کہا ”ہم ابھی میڈم الپا سے پوچھتے ہیں۔ وہ اگر
تم سے کوئی بات کرنے کے لیے راضی ہوں گی تو ٹھیک ہے۔
ورنہ ہم وہی کریں گے جو وہ ہم سے کہیں گی۔“

انہوں نے الپا کو مخاطب کیا پھر وہاں کے حالات بتائے۔
الپا نے ان کے دماغ میں اگر جیلہ کی آواز سنی پھر اس کے
دماغ میں پہنچ کر بولی ”یعقوب! میں اس کی زبان سے الپا بول
رہی ہوں۔ تمہیں سمجھا رہی ہوں۔ یاد کرو۔ تم ہماری آرمی
کے ایک اعلیٰ اور معزز افسر تھے۔ آج بھی تمہیں اس سے
زیادہ عزت مل سکتی ہے۔ تمہاری ترقی ہو سکتی ہے۔ میں وعدہ
کرتی ہوں تمہیں ٹیلی بیٹھی کے شعبے کا انچارج بنایا جائے گا۔
اس عورت اور بچے کو بھی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔
واپس آجاؤ۔“

”میری واپسی کی بات نہ کرو۔ صرف ہماری اور اپنے
اہم افراد کی سلامتی کی بات کرو۔ ہمیں سلامت رہنا چاہیے
یا ایک دوسرے کی موت بن جانا چاہیے؟ دانشمندی سے
فیصلہ کرو۔“

”تم مجھے کیا دانشمندی سکھا رہے ہو۔ ٹیلی بیٹھی کی دنیا
میں ابھی دودھ پیتے بچے ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم
نے تمام آرمی ٹیم کے گولہ بارود اور اسلحہ کے ذخیروں کو

محفوظ کر دیا ہے۔ ایسی جگہ یوگا جاننے والے فوجی جوانوں کا
پہرا لگا رہتا ہے۔ تم ہماری آرمی کو نقصان نہیں پہنچا سکو گے
سول انتظامیہ کے عہدیداروں کو نقصان پہنچاؤ گے تو یہ کوئی
بہت بڑا نقصان نہیں ہوگا۔ میں جوں جوں تمہاری تنظیم کے
لیڈروں کو موت کے گھاٹ اتارتی رہوں گی یہ نین تک نہیں
رہے ہیں۔ کتنی پوری ہونے سے پہلے واپس آنے کے لیے
راہیں ہو جاؤ۔“

ایک ٹیلی بیٹھی جاننے والا جاسوس الپا کے حکم سے مچے
لگا جیلہ چیخ کر بولی ”تم ہمیں کیا مارو گے ہم خود ہی جان دے
دیں گے لیکن اپنے ٹیلی بیٹھی جاننے والے پر آگ نہیں آنے
دیں گے۔ تم اپنے ان دو ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کا نام کرو۔“
یہ کہتے ہی اس نے ایک ٹیلی بیٹھی جاننے والے کو گولی
مار دی۔ دوسری طرف سے تراز فائرنگ ہونے لگی۔ بچے کے
حلق سے چیخ مچی نہ کھل سکی۔ اس نے زمین پر گرے ہی دم
توڑ دیا۔ جیلہ گولیوں سے چھلنی ہو رہی تھی مگر بڑی ہی دار
تھی۔ مرنے سے پہلے اس نے دوسرے ٹیلی بیٹھی جاننے
والے کو بھی گولی مار دی پھر اس نے دم توڑتے ہوئے کہا
”یعقوب! میں نے صرف اپنی محبت میں جان نہیں دی ہے۔
تم فلسطینی مسلمانوں کا بہت بڑا سراہہ ہو۔ خدا تمہیں ہمیشہ
سلامت رکھے۔ تم سلامت رہو گے تو کوئی ماں اپنے بچے کے
ساتھ بے موت نہیں مرے گی۔“

وہ کہتے کہتے چپ ہو گئی۔ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئی۔
یعقوب ایک خفیہ اڈے میں اپنے ساتھیوں کے درمیان بیٹھا
ہوا تھا۔ اس کا سر جھک گیا اس نے دل ہی دل میں کہا ”جیلہ
تمہاری محبت جو میرے لیے مچی اور تمہاری ممتا جو بچے کے
لیے مچی اور تمہارا حوصلہ جو فلسطینی مسلمانوں کے لیے مچی
میں ان سب کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ تمہاری موت ان
یہودیوں کو بہت مہنگی پڑے گی۔“



ماسکو میں جو کچھ ہوا وہ چیخ پال اور اس کے ساتھیوں کے
لیے غیر متوقع تھا۔ انہوں نے ٹیلی بیٹھی کے ذریعے روس کے
تمام اکابرین کو فوج اور انٹیلی جنس کے تمام افسران کو اپنا
معمول بنایا تھا۔ اس ملک کو اور ماسکو شہر کو اپنے لیے فوڈ کی
قلعہ بنادیا تھا۔ بد نصیبی یا کوئی مصیبت کہیں سے بھی ان کی
طرف نہیں آسکتی تھی۔ وہ وہاں ہر طرح سے محفوظ تھے۔

لیکن ہر طرح سے محفوظ رہنے والی خوش مچی اچانک ہی
ختم ہو گئی تھی۔ ان کا ٹیلی بیٹھی جاننے والا پرانا اور اہم
ساتھی مانک مورود مارا گیا تھا اسی ٹیم میں۔ ہٹنے والی مونروٹا

نے گولی مار دی تھی۔
چیخ پال اور اس کے دوسرے ٹیلی بیٹھی جاننے والے
بھی یہ تصور نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے درمیان پارس چھپا
ہوا ہے اور اس نے موت کا یہ کھیل شروع کیا ہے۔ اس نے
حکمت عملی سے مانک مورود کو ختم کیا تھا۔ مونورٹا کی
موت پسندی اور غصے سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اس کا شوہر
ہزاروں اور چیخ پال وغیرہ سب ہی جاننے تھے کہ وہ عورت ذات
نے غزنی پسند نہیں کرتی ہے۔ پارس نے اس کی زبان سے
نکلا یا تھا کہ چیخ پال اسے اپنی یہودی نہیں بنائے گا۔ اسے
اپنا رشتہ سمجھے گا یا کوئی بھی اس کی عزت سے کھینٹا چاہے گا۔
یہ گولی مار دے گی۔

اس نے مانک مورود کو گولی مارنے کی دھمکی دی تھی۔
پھر کرنا اپنی مکاری سے چیخ پال کو چھانسن رہی تھی مگر اس
مے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ایسے وقت اسے پارس یاد
آ تھا۔ اس نے تنہائی میں اسے برداشت کر لیا تھا اور یہ طے
کر لیا تھا کہ وہی اس کی زندگی کا پسلا اور آخری موڑ ہے۔
کوئی برداشت آنے پر وہ اسے یاد کرتی تھی۔ سوچتی تھی
کہ وہ پاگل اسے چھوڑ کر کہاں بھاگ گیا ہے؟ یقین سے کہتی
تھی کہ وہ اس کے برے وقت میں کام آتا رہا ہے۔ آئندہ بھی
ایم آئے گا۔

اس نے خواب میں آکر کوٹا سے کہا تھا کہ وہ اس کے
ایم آئے گا اور صبح ہونے سے پہلے اس کی مصیبت ٹل جائے
گے۔ دوسری صبح چیخ پال نے اس کی شادی نہیں ہوگی۔
”دوسری صبح ہونے سے پہلے ہی اس نے جھگڑے کے سامنے
ایک مورود اور مونورٹا کی لاشیں دیکھی۔ حیران ہو کر سوچنے
لگا کہ وہ پاگل خانے سے آئے والا اس کا شوہر نہ جانے کہاں
گم ہو گیا ہے؟ مگر اب بھی جو کہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اس نے
کوٹا کو اس مانک مورود سے نجات دلوائی ہے۔ جس نے اسے
پاناڑو کیا تھا اور اسے اپنی معمول بنایا تھا مانک مورود کے
لڑنے ہی وہ اس کے توہی عمل سے آزاد ہو گئی تھی۔

وہ اپنے بندہ روم میں آکر بے چینی سے سوچنے لگی اب
میری کسی کو بخش ہونی چاہیے کہ چیخ پال اور اس کا کوئی بھی
ساتھی اسے نہ اپنی گرفت میں رکھ سکے اور نہ ہی اسے اپنی
معمول بنائے۔

اس سے بچاؤ کا ایک ہی راستہ بھانپ دے رہا تھا کہ وہ
اس جھگڑے سے فرار ہو کر کہیں روپوش ہو جائے۔ دشمن اس
کے دماغ میں آئیں گے تو وہ سانس روک کر انہیں بھگانے
کے لیے کسی خفیہ پناہ گاہ میں رہے وہاں کے اہم افراد کو اپنا

معمول بناتی رہے گی۔
یوں بھی ان کا ایک اہم ٹیلی بیٹھی جاننے والا جوزف
دہسکی اپنی لاشوں میں اس کا معمول بتا ہوا تھا۔ وہ اس کے
ذریعے دوسروں کو بھی ٹرپ کر سکتی تھی اور اسی طریقہ کار کے
مطابق وہاں رہ کر ایک نمایاں مقام حاصل کر سکتی تھی۔
جھگڑے کے باہر مانک مورود اور مونورٹا کی لاشیں بڑی
ہوئی تھیں۔ چیخ پال اس کے تمام ساتھی آرمی اور انٹیلی جنس
کے اعلیٰ افسران وہاں پہنچ رہے تھے۔ وہ اپنے ساتھی کی موت
کے سلسلے میں پریشان تھے اور عارضی طور پر کوٹا کو بھولے
ہوئے تھے۔ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر وہاں سے جاسکتی
تھی مگر نہ جاسکی۔

پارس نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ آہستہ آہستہ
چلتی ہوئی بیڈ کے پاس آئی۔ پھر ٹھکے ہوئے انداز میں بیٹھ
گئی۔ اسے بھائی آنے لگی۔ وہ بستر ریٹ کر سوچنے لگی یہ
مجھے کیا ہو رہا ہے؟ میں یہاں سے فرار ہونا چاہتی تھی لیکن
بے اختیار یہاں آکر لیٹ گئی ہوں۔

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ کیا چیخ پال یا اس کا کوئی
ساتھی میرے اندر آ گیا ہے؟ میں اسے محسوس نہیں کر رہی
ہوں۔ مجھے مانک مورود کے توہی عمل سے نجات ملی تھی مگر
پھر ان کے شکنجے میں آنے والی ہوں میں سب سوچتے سوچتے
اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔
تب اس نے خواب میں اپنے پاگل شوہر کو دیکھا۔

وہ پوچھ رہا تھا ”تم یہاں سے کیوں بھاگنا چاہتی ہو؟“
وہ بولی ”میں یہاں رہوں گی تو وہ مجھے قیدی بنا کر رکھیں
گے مانک مورود مہکا ہے۔ آئندہ چیخ پال مجھے اپنی معمول اور
کنیز بنائے گا۔“

”جب تک میں ہوں تمہیں کوئی اپنے ذریعہ اثر نہیں
لا سکے گا۔“

”تم جھوٹے ہو، دھوکے باز ہو۔ مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے
ہو۔ میں اپنے حزانہ کے خلاف تمہاری بیوی بن گئی۔ تمہیں
شرم آنی چاہیے کہ تم مجھ سے منہ چھپائے پھر رہے ہو۔ چیخ پال
میرے بدن کو ہاتھ لگائے گا تو کیا تمہیں اچھا لگے گا؟ کیا
تمہاری غیرت اسے گوارا کرے گی؟“

وہ بولا ”میری غیرت کو نہ لگاؤ۔ ورنہ میں ابھی آکر چیخ
پال کے قدموں میں گر پڑوں گا۔ اس سے گڑگڑا کر تمہاری
عزت کی بھیک مانگوں گا۔“

وہ غصے سے بولی ”کیا تم موہو ہو؟ کیا اس طرح دشمن کے
قدموں میں گر کر میری عزت اور سلامتی کی بھیک مانگو گے تو

بیک مل جائے گی؟

میں اب تک تمہاری مصیبتوں میں کام آتا رہا ہوں۔ تمہاری مشکلیں آسان کرنا رہا ہوں۔ مجھے ٹیلی ویژن نہیں آتی، دشمنوں سے لڑنا نہیں آتا۔ میں دشمن کے سامنے ہاتھ جوڑ کر رہا ہوں۔ دلا کا پھر نہیں اپنے ساتھ اٹھ کے اس پار چلا جاؤں گا۔ وہاں ہم بچے پیدا کرتے رہیں گے۔

”تم کو اس کر کے میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔ دشمن یہاں اگر مجھے قیدی بنالیں گے میں جاری ہوں۔“

اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ جانا چاہتی تھی مگر بے اختیار رستہ پر آکر لپٹ گئی تھی پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ وہ یہ سب کچھ خواب میں دیکھ رہی تھی۔ جب کہ حقیقتاً ایسا ہو رہا تھا۔

پارس نے اس پر ایک مختصر سائنسی عمل کیا۔ اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کیں کہ وہ بوگا کی ماہر ہے لیکن بیچ پال اور اس کے ساتھیوں کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی ہے۔ وہ ان کی معمول ہے اور بیٹھ رہے گی۔

ایسے خیالات پڑھ کر بیچ پال وغیرہ کو یقین ہو جائے گا کہ وہ اب تک ان کی معمول اور محکوم ہے۔ اس یقین کے بعد وہ اس پر دوبارہ توجہ کی عمل نہیں کریں گے۔ وہ ان کے احکامات پر عمل کرتی رہے گی جو احکامات اس کے مزاج اور اس کے ارادوں کے خلاف ہوں گے ان پر عمل نہیں کرے گی۔ پارس کسی نہ کسی بنائے اسے ایسے احکامات کی تعمیل سے باز رکھے گا اور وہ آزاد رہ کر اپنے مرضی کے مطابق رفتہ رفتہ انہیں خود سے کترہاتی رہے گی۔

پارس نے اسے تو خیر نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ جب بیچ پال مشین سے گزر کر ٹیلی ویژن پر سیکھ رہا اور اس کے سامنے مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر رہے تھے تب وہ اس کے اندر موجود تھا اور اب ضرورت کے وقت اس کے اندر جاسکتا تھا۔

اس نے اس کے اندر آکر دیکھا۔ وہ اور اس کے ساتھی مانگ مورد کی موت کے باعث مدد سے بے ہوش تھے۔ اسے مونو ریٹا نے گولی ماری تھی۔ بڑی رابرٹ اور جوزف وہ کسی اسے گالیاں دے رہے تھے۔ بیچ پال نے کہا ”اپنے دل و دماغ کو قابو میں رکھو۔ مونو ریٹا کو گالیاں دینے سے ہمارا سامنی واپس نہیں آئے گا۔ بیڑن ہمارا سامنی ہے۔ اس کے جذبات کا خیال کرو اور مونو ریٹا کو کچھ نہ کہو۔“

آری انٹیلی جنس کا اعلیٰ افسر کوٹا کا پکڑا ہوا تھا۔ اس نے بیچ پال سے کہا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی ٹیلی ویژن

جاننے والے دشمن نے مونو ریٹا کو اپنا آلہ کار بنا کر مانگ مورد کو ہلاک کیا ہو۔“

بیچ پال نے کہا ”ہماری سب سے بڑی دشمن کوٹا تھی۔ وہ ہماری معمول اور محکوم ہے۔ وہ اپنے عامل مانگ مورد کے خلاف کوئی حرکت نہیں کر سکتی تھی۔“

بیڑن نے کہا ”ہمارا اور کوئی دشمن اتنا طاقتور نہیں ہے کہ ہمارے بنائے ہوئے فلوئیڈ قلعے کو توڑ کر اندر آسکے۔ میری وائف مانگ مورد کا رچہ اصول پسند تھی مگر مزاج تھی۔ اس نے ہم سب کے سامنے مانگ مورد کو وارنٹک دی تھی۔ اسے کہا تھا کہ اگر وہ کوٹا کی عزت کو دو کوڑی کی بنائے گا تو وہ اسے گولی مار دے گی۔“

بیچ پال نے تائید میں سر ہلا کر کہا ”مانگ مورد آدمی رات کے بعد اس بیچے میں کوٹا کے پاس گیا تھا۔ مونو ریٹا اس کی بدعتی کو برداشت نہ کر سکی۔ اسے کوٹا کے پاس بیچے سے پہلے ہی گولی مار دی یہ ہمارا آپس کا جھگڑا تھا۔ ہمیں کسی باہر کے دشمن پر شبہ نہیں ہے۔“

پارس نے اتنی حکمت عملی سے مانگ مورد کو ہلاک کرایا تھا کہ کوئی اسے بیڑی سازش نہیں سمجھ سکتا تھا۔ بیچ پال خیال خوانی کے ذریعے کوٹا سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔ تا چاہ وہ مہر نیند سو رہی ہے۔ اس نے خوابیدہ دماغ سے پوچھا ”تمہارے دروازے کے سامنے دو قفل ہو چکے ہیں۔ مونو ریٹا اور مانگ مورد مارے جا چکے ہیں۔ کیا تم نے فائزنگ کی آواز نہیں سنی ہے؟ تم اتنی گہری نیند کیوں سو رہی ہو؟“

پارس نے کوٹا کی سوچ کے ذریعے کہا ”آدمی رات کے بعد مانگ مورد نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں مہر نیند سوئی رہوں۔ جب وہ یہاں آکر مجھے حکم دے گا تو میں اٹھ کر بیٹھ دوں گا اور وہ کھولوں گی اور اسے اندر بلا کر اس کا دل خوش کروں گی۔“

”مانگ مورد اب اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔ جنہیں فائزنگ کی آواز سے اٹھنا چاہیے تھا۔ کیا تم اب تک مانگ مورد کے زیر اثر ہو؟“

”ہاں! جب تک مانگ مورد یا تم میں سے کوئی تو خیر عمل کا قوز نہیں کرے گا۔ میں اس کی معمول بن کر رہوں گی۔ تم میں سے کوئی مجھے بیدار ہونے کا حکم دے گا تو میں جاگ جاؤں گی۔“

”اب جاگ کر کیا کرو گی؟ آرام سے نیند پوری کر دو پھر جب چاہو بیدار ہو جاؤ۔ ہم مونو ریٹا اور مانگ مورد کی بدعتی کے سلسلے میں مصروف رہیں گے۔ ہم سب مدد سے

بڑھ چاہیں۔ آج خیال خوانی نہیں کریں گے۔“ وہ پارس کی مرضی کے مطابق بولی ”میں تم سے اتنی بات کروں گی کہ تمام صدیات بھول جاؤ گے۔ آج ہماری شادی ہے۔ شادی کے بعد ہم کہیں بھی مون کے لیے جائیں گے۔“

”ہمارا بہت ہی عزیز دوست اور اہم ٹیلی ویژن جاننے والا مرکا ہے۔ ان حالات میں شادی نہیں ہو سکے گی۔ ہمیں شادی یا کسی طرح کی بھی خوشی اچھی نہیں لگے گی۔“ وہ بولی ”کوئی بات نہیں۔ آج نام کوٹا۔ کل ہم شادی کریں گے۔“

”نہیں کرونا! ہم آج کم از کم دس دنوں تک سوگ منائیں گے۔ اس کے بعد شادی کے بارے میں سوچیں گے۔ میں بارہا ہوں۔ تم سوئی رہو۔“

وہ چلا گیا۔ پارس نے اس کے اندر جا کر یقین کیا کہ واقعی ایک اہم دوست کی موت پر بہت غم زدہ ہے۔ اب اس کی تدفین کے سلسلے میں مصروف رہے گا۔ اس نے کوٹا سے کہا ”تم یہاں سے فرار ہو جاتیں تو بیچ پال اور اس کے ساتھی تم پر شبہ کرتے۔ تمہارے فرار ہونے کی ایک ہی وجہ سمجھ میں آئی کہ تم نے ہی مانگ مورد کو ہلاک کیا ہے۔ یہاں کی آری اور انٹیلی جنس والے بھی تمہیں تلاش کرتے رہتے۔ تمہیں سکون سے نہ رہنے دیتے اب تم سکون سے بیچ پال اور اس کے ساتھیوں کے خلاف بہت کچھ کر سکتی۔“

وہ بولی ”تم بہت اچھے ہو۔ میں خوا خواہ تمہیں غصہ دکھا رہی تھی تب تمہیں میری مصیبتیں دور کرتے رہے ہو مگر کہاں چلے گئے ہو؟“

”میں بتاؤں گا تو تم یقین نہیں کرو گی۔ جب کہ پہلے بھی بتا چکا ہوں میں پہلے جنم میں سانپ تھا۔ ایک ہزار سال تک زندہ رہنے کے بعد انسانی روپ میں زندگی گزار رہا ہوں لیکن ایک ناگن میرے پیچھے بڑھتی ہے۔ مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ سانپوں کا خاتمہ سماج کتا ہے۔ یہ شادی نہیں ہو سکتی۔ وہ ناگ ہے اور میں انسان ہوں۔ اس نے مجھے جادو سے ناگ سانپ بتا دیا ہے۔ میں مجبور ہوں۔ سانپ کے خول سے لٹک نہیں پا رہا ہوں۔ کیا تم ٹیلی ویژن کے ذریعے مجھے اس ناگن سے نجات دلا سکتی ہو؟“

”میں تم کو دینا اور کس زمانے کی باتیں کر رہے ہو۔ میں بھلا کسی ناگن کے دماغ میں کیسے پہنچ سکتی ہوں؟ وہ نہ بول سکتی ہے نہ الفاظ ادا کر سکتی ہے پھر میں اس کے اندر کیسے پہنچ سکتا ہوں؟“

”آہ میرے نصیب! ناگن نے کہا ہے۔ جب تک میں اس سے شادی نہیں کروں گا اور اسے ایک درجن بچے پیدا کرنے کا چانس نہیں دوں گا۔ تب تک وہ مجھے انسانی روپ میں نہیں آنے دے گی۔“

”مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ سائنسی ترقی کے اس دور میں ایسا ہو سکتا ہے۔ تم مجھے اٹو نہیں بنا رہے ہو؟“

”بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔“ ”کیا مطلب؟ تم مجھے اٹو کہہ رہے ہو۔ کیا اٹو اتنا عقلمند ہوتا ہے کہ اسرا نیل سے پرواز کر کے روس پہنچ جائے؟ تم دیکھ رہے ہو کہ میں کتنی کامیابی سے یہاں قدم جما رہی ہوں۔“

”تو پھر قدم جاتی رہو۔ مجھے کیوں یاد کرتی ہو؟“ ”تم میری زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہو۔“

پلیز مجھے بتاؤ کہاں ہو۔ اور کب ملو گے؟“ ”ملوں گا۔ ضرور ملوں گا مگر ایک درجن سنبولے پیدا کرنے کے بعد۔“

یہ کہہ کر وہ اس کے خواب کی اسکرین سے غائب ہو گیا۔ بیچ پال اعلیٰ میں نقصان اٹھا رہا تھا۔ کوٹا اور پارس نے بہت پہلے جوزف وہسکی کو اپنا معمول بنایا تھا۔ وہ اب بھی ان کے زیر اثر تھا۔ مانگ مورد مارا جا چکا تھا اور خود بیچ پال محفوظ نہیں تھا۔ پارس کسی وقت بھی اس کے اندر جا کر اس کا تختہ الٹ سکتا تھا لیکن اس کی ضرورت نہیں تھی۔ وہاں بیچ پال اقتدار میں رہتا یا کوٹا اس پر غالب آتی تو پارس کسی کے بھی دماغ میں رہ کر ان کے منصوبوں کو سمجھتا رہتا۔ ایک طرح سے وہ خود وہاں کا حاکم رہتا۔

بابا صاحب کے ادارے کی یہ پالیسی تھی کہ ٹرانسفاور مشین کو کام کیا جائے لیکن ہر ملک کے ٹیلی ویژن جاننے والوں پر اپنی مضبوط گرفت رکھی جائے۔ وہ جب تک ہمیں نقصان پہنچانے کے منصوبے نہ بنائیں۔ اس وقت تک ہم ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں۔ خاموشی سے ان کے دماغوں میں جاتے آتے رہیں۔ ان کی سازشوں اور ان کے ہتھیار عوام سے باخبر رہا کریں۔ اسی لیے پارس وہاں کے سب سے بڑے اور اہم ٹیلی ویژن جاننے والے بیچ پال کے اندر پہنچ کر بھی اس پر اپنی برتری نہیں بتا رہا تھا۔ خاموشی سے وہاں ہونے والے نمائش دیکھتا رہتا تھا۔

بیچ پال اس حقیقت سے بھی بے خبر تھا کہ امریکی ٹیلی ویژن جاننے والا نمبرون ان کی ٹیم میں گھس رہا ہے۔ جب بڑی رابرٹ کی دماغی کمزوری دور ہو گئی تھی اور تو خیر عمل

کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا جا رہا تھا تو اس وقت نمبر ون بڑی کے اندر موجود تھا۔ اب وہ بڑی کے اندر خاموش رہتا تھا اور ان کے حالات سے واقف ہوتا رہتا تھا۔

پارس بھی نمبر ون کی موجودگی سے بے خبر تھا۔ دوسری طرف نمبر ون بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ پارس کو ٹاٹا کا محافظ اور مددگار ہے۔ اسے بڑی کے ذریعے اتنا ہی معلوم تھا کہ کوٹا اسراٹیل سے فرار ہو کر آئی تھی اور بیچ پال وغیرہ نے اسے اپنی معمول بنالیا تھا۔ پارس ہو، نمبر ون ہو یا کوٹا ہو۔ وہ دماغوں میں گھس کر رہنے کے باوجود ایک دوسرے کے بارے میں اور حوری معلومات رکھتے تھے۔

○☆☆○

مارلی کا قلعہ بہت ہی وسیع و عریض تھا۔ اس کے اندر ٹیکوں مسلح گارڈز، کنیزیں اور دوسرے خدمت گزار رہتے تھے۔ جب میں پہلی بار مارلی کے ساتھ اس قلعے میں گیا تھا۔ تب ہی ہمارے تمام ہاتھوں نے وہاں کے ایک ایک فرد کو... پتہ پانڈا کر کے ان کے دماغوں کو لاک کر دیا تھا۔

دوسری بار سونیا نے وہاں پہنچ کر دوبارہ وہاں کے تمام افراد کے دماغوں کو چیک کیا تھا اور اپنے ہاتھوں کے ذریعے ان کے دماغوں کو متزل کر دیا تھا۔ وہ تمام افراد قلعے کے باہر کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ باہر ان کا کوئی دوست یا رشتہ دار نہیں تھا۔ اگر کوئی تھا تو انہوں نے اسے بھلا دیا تھا۔ یہی جانتے جانتے والے مخالفوں کو اس قلعے کے اندر سرگ بنانے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ وہاں کا کوئی فرد ان کی گرفت میں نہیں آتا رہا تھا۔

وہ قلعے کے اندر رہنے والے ہمیشہ باہر کی دنیا سے کٹ کر نہیں رہ سکتے تھے۔ زندگی کی اہم ضروریات پوری کرنے کے لیے دنیا والوں سے تھوڑا بہت تعلق رکھنا ہی پڑتا ہے۔ انہیں کھانے کے لیے راشن، پینے کے لیے پکڑا اور لٹنے کے لیے جدید اسلحے کی ضرورت ہوتی تھی۔ یہ سب کچھ حاصل کرنے کے لیے قلعے کی انتظامیہ کے اہم عہدیداروں کو باہر جانا پڑتا تھا۔

یہ اطمینان تھا تھا کہ باہر جانے والے افراد یوگا کے ماہر ہیں۔ کوئی ان کے اندر نہیں آسکے گا۔ اگر کوئی اتفاقاً زخمی ہوگا یا کسی حادثے کا شکار ہوگا تو یہ سمجھا جائے گا کہ دشمن اس کے اندر جگہ بنا رہے ہیں۔

انتظامیہ کے دو عہدیدار اور چھ مسلح گارڈ ہر چند وہ دن میں قلعے کے باہر آکر جزیرے کی مارکیٹ سے راشن اور دوسری ضروریات کا سامان خرید کر لے جاتے تھے۔ مشری

مین، کوبرا اور بائرن ٹوڈ کے ساتھی اسی انتظار میں تھے کہ زندگی کی اہم ضرورتیں انہیں قلعے سے باہر لائیں گی۔ ان سب کے آکر ان سے دور دورہ کران میں سے کسی ایک کو ٹریپ کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ یہی کو ٹریپ کرنے سے بچھڑا کر لیا گیا تھا۔ وہ کسی ایک کے اندر جگہ بنا کر اس قلعے کے اندر جا سکتے تھے پھر رفتہ رفتہ دوسروں کو بھی اپنا معمول بناسکتے تھے۔

کوبرا کے ایک آکر کارنے قلعے کے ایک مسلح گارڈ کو چاقو سے زخمی کیا۔ یہ بات سمجھ میں آنے والی تھی کہ اسے زخمی کیوں کیا گیا ہے؟ کوبرا نے غلٹ میں حماقت کی تھی۔ دوسرے مسلح گارڈ نے اس آکر کو گولی مار دی لیکن کوبرا اس زخمی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ ایک عہدیدار نے کہا "اس زخمی کو اسپتال پہنچاؤ۔ جب اس کے زخم بھر جائیں تو اسے دو ماہ کی تنخواہ دے کر اس کی چھٹی کر دو۔ آئندہ یہ بھی قلعے کے اندر قدم نہیں رکھنے گا۔"

کوبرا اپنے مقصد میں ناکام رہا تھا۔ مشری مین نے ان نوں کو اس علاقے سے ہٹا کر امریکا پہنچ دیا تھا۔ اس کی جگہ دوسرا ٹیلی جیتھی جانے والا ماتحت آگیا تھا۔ اس کا نام وارنر تھا۔ وارنر اور بائرن ٹوڈ وغیرہ ان گاندھاروں کے اندر پہنچے جا رہے تھے۔ جن سے قلعے کے عہدیدار سامان خرید رہے تھے۔ ان میں سے ایک عہدیدار داش روم میں گیا۔ وہاں وارنر نے اپنے ایک آکر کار کے ذریعے اسے دبوچ لیا۔ دبوچنے والا پھولان تھا۔ اس عہدیدار کے سانس رکنے لگے۔ وارنر نے اسے بہت ہی ہلکی سی دافنی تکلیف پہنچائی پھر اسے اپنے آکر کار سے نجات دلائی۔ وہ اپنی گردن سلاتے ہوئے گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ وارنر نے کہا "میں تمہیں زخمی نہیں کروں گا اور نہ ہی تمہارے اندر زہر لے پیدا کروں گا۔ بس اسی طرح ہلکی ہلکی سی تکلیف پہنچاؤں گا تمہارے دوسرے ساتھی تمہاری ذہنی پریشانی کو سمجھ نہیں پائیں گے۔"

اس عہدیدار نے اپنا سر تھام کر کہا "مجھے اس طرح تکلیف نہ پہنچاؤ۔" میں سانس نہیں دوں گا۔ تم جو کو گے وہ کروں گا۔"

وارنر نے کہا "میں تمہارے اندر موجود رہوں گا۔ تم ذرا بھی چلائی دکھانے کی کوشش کو گے تو تمہیں عذاب میں مبتلا کر دوں گا۔ چلو واش بین سے منہ ہاتھ دھو کر ہالوں میں کتھی کو پھر فریش ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ۔" وہ وارنر کی ہدایت کے مطابق فریش ہو کر اپنے

دیکھتے ہیں

ساتھیوں کے پاس آگیا۔ کسی کو اس کی اندرونی تبدیلیوں کا پتا نہیں چلا۔ وہ سب شام تک خریداری کرتے رہے پھر پورے دن میں سامان لاد کر قلعے کے اندر چلے آئے۔

بائرن ٹوڈ اور اس کے ساتھیوں کو جب یہی پکائی کھیر مل گئی تھی۔ وہ بھی اس عہدیدار کو ٹریپ کرنے کے لیے داش روم میں جانا چاہتے تھے پھر پتا چلا کہ کوئی اور اسے اپنے غلٹے میں لے رہا ہے۔ وہ خاموشی سے اس کے اندر پہنچ کر متاشا پہنچے لگے۔ اب انہیں کسی اور کو ٹریپ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ قلعے کے اندر پہنچنے کے لیے وہ ایک ہی کافی تھا۔ وارنر اس بات سے بے خبر تھا کہ کوئی اور بھی اس عہدیدار کے اندر پہنچ گیا ہے۔ بائرن ٹوڈ وغیرہ اندازہ لگا رہے تھے کہ کوبرا اور ان نوں میں سے کوئی اس عہدیدار کے اندر پہنچا ہوا ہے اور ان میں سے کسی ایک نے مسلح گارڈ کو زخمی کرنے کی حماقت کی تھی۔

وہ سب ایک طویل انتظار کے بعد قلعے کے اندر پہنچ گئے تھے اور اب نہایت صبر و تحمل سے ٹھہر ٹھہر کر وہاں کے اہم الزار کو اپنا معمول بنانا چاہتے تھے۔ قلعے کے اندر چوہیں ٹھنڈوں میں تین بار خدمت گارڈوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی تھیں۔ جو مسلح گارڈز اور دوسرے خدمت گارڈ رات کو آرام کرنے کے لیے اپنے رہائشی کوارٹرز میں جاتے تھے۔ انہیں ہائی رانڈاری سے ٹریپ کیا جاسکتا تھا۔ وہ بہت سوچ سمجھ کر ایسے ہی طریقہ کار پر عمل کرنے لگے۔

پہلی بار میں اور سونیا بھی ان کی ایسی خفیہ کارروائیوں سے بے خبر رہے۔ ہمارے ٹیلی جیتھی جاننے والے ماتحت اس قلعے کے اندر جس پر شبہ ہوتا تھا پھر اس کے چور خیالات بڑھ کر مطمئن ہو جاتے تھے۔ وارنر اور بائرن ٹوڈ رات کے پچھلے پہر تپ کر رہتے تھے۔ اس کے اندر شوخی عمل کے ذریعے یہ بات نقش کر دیتے تھے کہ ان کے دماغ میں کوئی دوسرا نہیں آتا ہے۔ وہ ہمیشہ کی طرح محفوظ ہیں اور پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرتے ہیں۔ اس بار دشمنوں کا طریقہ کار ایسا تھا کہ ہم میں سے کسی کو قلعے کے اندر ان کی اندوگی کا پتا نہ چل سکا۔

مشری مین کے ماتحت وارنر کو یہ خبر نہیں تھی کہ بائرن ٹوڈ وغیرہ اس کے آکر کار کے ذریعے قلعے کے اندر پہنچ گئے ہیں اور بائرن ٹوڈ وغیرہ نے یہ معلوم کرنا ضروری نہیں سمجھا کہ ان کے علاوہ کوبرا یا ان نوں میں سے کون وہاں موجود ہے؟ ان کی جھل مارلی تھی۔ وہ مارلی کے محل کے اندر پہنچنے کے لیے بہت ٹھہر ٹھہر کر سوچ سمجھ کر ایک ایک خدمت گارڈ کو اپنا معمول

دیکھتے ہیں

بنارہے تھے۔ وہ اس قلعے کے اندر تقریباً محل تک پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے اپنے آکر کاروں کے ذریعے دوری دور سے مارلی کو محل کے مختلف حصوں میں دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ جلی بھی نظر آتی تھی۔ انہیں اطمینان حاصل ہو رہا تھا کہ وہ منزل کے بالکل قریب پہنچ رہے ہیں۔

اب وہ دشمن کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہتا چاہتے تھے۔ وہ کئی بار کامیابی کا قریب کھانچے تھے۔ کئی بار مارلی کو قتل کر چکے تھے پھر بھی وہ زندہ تھی۔ اب وہ اسے حاصل کر کے اسے قتل کر کے پھر قلعے پر قبضہ کر کے یقین کرنا چاہتے تھے کہ اب کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

منزل کے اتنے قریب پہنچنے کے بعد میں انہیں ٹھٹھک رہا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ میں مارلی سے دافنی رابطہ کرتا رہتا ہوں۔ ان کے لیے یہ ایک بہت بڑا مسئلہ تھا کہ وہ کس طرح مجھے مارلی کے دماغ میں آنے سے روک سکیں گے؟ فی الحال ایک ہی بات ان کی سمجھ میں آ رہی تھی کہ جب وہ رات کو محل میں سوری ہو تو اس وقت میں اس کے دماغ میں نہیں ہوں گا اس وقت وہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اسے کوئی مار سکیں گے۔

وہ مارلی کو مٹانے سے پہلے وہاں کے تمام اہم عہدیداروں اور مسلح گارڈز کے دماغوں پر قبضہ بنا رہے تھے۔ انہوں نے اب سے پہلے اس قدر محتاط رہ کر کام نہیں کیا تھا۔ مجھ سے بار بار شکست کھانے کے بعد انہیں میرے حفاظتی انتظامات کا توڑ کرنا آگیا تھا۔

میں اور سونیا خیال خوانی کے ذریعے قلعے میں رہنے ڈی مارلی اور وہاں کے اہم عہدیداروں کے اندر بھی بھیج جاتے تھے۔ ان کے خیالات ہمیں بتاتے رہتے تھے کہ وہ پہلے کی طرح محفوظ ہیں اور کوئی دشمن ان کے اندر نہیں آتا ہے۔ جب کہ وہ وارنر اور بائرن ٹوڈ وغیرہ کے محکم بن چکے تھے۔

ہم نے دشمنوں کے منصوبے سے باخبر رہنے کے لیے مشری مین کے ماتحت ان نوں اور کیری گرائٹ کے اندر جگہ بنائی تھی لیکن وہ دونوں ہانگ کانگ اور مارلی کے معاملات سے دور تھے۔ ہمیں یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ مشری مین اپنے تیسرے ماتحت وارنر سے کام لے رہا ہے اور کامیابی جتنے قلعے کے اندر قدم بٹاتا رہا ہے۔

ہم نے کوبرا کے خیالات بڑھ کر یہ معلوم کیا تھا کہ آہن نے قلعے کی انتظامیہ کے عہدیداروں کے ساتھ باہر جانے والے ایک مسلح گارڈ کو زخمی کیا تھا لیکن کوئی کامیابی حاصل نہ

دیکھتے ہیں

دیکھتے ہیں

دیکھتے ہیں

کر سکا۔ اس زخمی کو قلعے کی ملازمت سے سبکدوش کر دیا تھا۔ اس طرح کوبرا قلعے کے باہری بھگ رہا تھا۔ وارنر اور بائرن ٹوڈ کو اس قلعے میں بیچنے کے بعد فوراً ہی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ وہ جس قدر احتیاط اور تاخیر سے کام لے رہے تھے اسی قدر کامیاب ہوتے جا رہے تھے۔ وہ تقریباً چار ماہ تک وہاں کے ایک ایک داغ میں سرگ بناتے رہے۔ آخر میں مارلی کے محل کے اندر اس کے خاص پاؤں گاؤڈ کے دماغوں میں بھی انہوں نے جگہ بنالی۔

سب سے آخری مرحلہ یہ تھا کہ وہ رات کے کسی حصے میں بیڑہ روم کے اندر پہنچ کر مارلی کو گولی مار دیے مگر اس سے پہلے آپس میں لڑنے کا مرحلہ آگیا تھا۔ وہاں اب تک وارنر جس مسلح گاؤڈ یا خدمت گار کو اپنا معمول بناتا تھا۔ وہاں تنویکی محل کے دوران بائرن ٹوڈ وغیرہ پہنچ جاتے تھے اور جہاں بائرن ٹوڈ وغیرہ تنویکی محل کرتے تھے۔ وہاں مشرئی مین اور وارنر پہنچ جایا کرتے تھے۔ انہوں نے دانشمندی سے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایسے وقت ایک دوسرے سے نہیں لڑیں گے اگر آپس میں دشمنی کریں گے تو کبھی مارلی تک نہیں پہنچ سکیں گے لیکن اب یہ فیصلہ کرنا ضروری ہو گیا تھا کہ مارلی کی ہلاکت کے بعد اس قلعے کا مالک و مختار کون ہوگا؟

بائرن ٹوڈ نے کہا ”پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تم لوگ کون ہو؟ ہم بھی اپنے بارے میں تمہیں بتائیں گے۔“ مشرئی مین نے کہا ”بتانے کی بات نہ کرو۔ بتا دو دیر کیوں کر رہے ہو؟“

”پہلے تم بتاؤ کون ہو؟ ہمارا اندازہ ہے کہ کوبرا نہیں ہو۔ ان نون ہو۔“ مشرئی مین نے کہا ”نظریہ دور، بڑی دور کی نظر رکھتے ہو۔ تعارف کے بغیر پہچان گئے۔ ہاں، میں ان نون ہوں۔“

”مشران نون! تم تمنا نہیں ہو۔ تم نے قلعہ کے درجنوں افراد کو تباہ کرنا چاہا نہیں کیا ہے۔ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔“

”میرا ایک ساتھی ہے۔ تم صرف مجھ سے رابطہ رکھو۔ میرے ساتھی سے تعلق نہ رکھو۔ میں بھی تمہارے ساتھیوں کے بارے میں کچھ نہیں پوچھوں گا۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”تمہیں اس قلعہ میں دوست بن کر رہنا ہے اس لیے ایک دوسرے سے کھل کر دوستی کرنا بہتر ہوگا۔ ایک دوسرے سے کچھ چھپانے والے دشمن ہوتے ہیں۔ ہماری دشمنی سے دوسرے دشمنوں کو قلعے میں گھسنے کا موقع مل جائے گا۔“

مشرئی مین نے کہا ”تم باتیں بنا رہے ہو۔ اپنا نام نہیں بتا رہے ہو۔“

میرا نام بائرن ٹوڈ ہے میرے پاس ٹیلی پیٹھی جانے والوں کی مضبوط ٹیم ہے۔“

”تمہیں جانتا ہوں۔ تم بھی جان لو۔ میرے پاس بھی ٹیلی پیٹھی جانے والوں کی ایک مضبوط ٹیم ہے۔ ان نون میرا ایک ماتحت ہے۔ میں پورپ اور امریکا میں انڈر ورلڈ کے اسی ٹھکانے کاؤڈ پر حکمرانی کر رہا ہوں۔ ایک بار تم سے بھی کہا تھا کہ مجھ سے دوستی کرو۔ میری ٹیم میں شامل ہو جاؤ ہم پوری دنیا پر حکومت کریں گے۔“

”اچھا تو تم مشرئی مین ہو؟ مجھے یاد ہے، تم نے مجھے آفر دی تھی۔ میں نے انکار کر دیا تھا۔ میں اپنی ٹیم کے ساتھ تھا۔ اپنے علاقوں پر حکومت کرتا ہوں۔“

”قلعے اور جزیرے پر تمہا حکومت نہیں کر سکو گے۔“

”میں بھگتا نہیں ہوں۔ بھگتا ہوں۔ یاد رکھو، مجھ سے دوستی کرنے کے بعد دشمنی کبھی نہ کرنا۔ تمہیں اور تمہارے ٹیلی پیٹھی جانے والوں کو بھانگنے کا راستہ نہیں ملے گا۔“

مشرئی مین نے ہنستے ہوئے کہا ”تم دوستی کرنے سے پہلے دشمنوں کی طرح پہنچ کر رہے ہو۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ سب ہی ٹیلی پیٹھی جانے والے ناقابل اعتماد ہوتے ہیں۔ اس لیے میں دوستی نہیں کروں گا۔ سمجھو نا کروں گا۔“

”میں بھی حالات سے مجبور ہوں۔ سمجھو نا کروں گا۔ سب سے پہلا سمجھو نا یہ ہوگا کہ تم قلعے کے انچارج اور سیکورٹی افسران کو ٹرپ نہیں کرو گے۔ میں انہیں اپنا معمول بنا چکا ہوں۔“

”ٹھیک ہے۔ میں نے بھی جتنے مسلح گاؤڈ اور انتظامیہ کے عہدے داروں کو اپنا معمول بنایا ہے۔ تم دھوکے سے انہیں پھانساؤ نہیں کرو گے۔ تم کسی ہی چال چلو مجھے دھوکے کا علم ہو جائے گا۔ میں یہاں چوبیس گھنٹے مختار رہوں گا۔“

دشمن جب میدان میں اترتے ہیں تو جنگ شروع کریں یا نہ کریں، بڑک ضرور مارتے ہیں۔ ایک دوسرے کو لٹکارتے ہیں۔ اپنے ناقابل شکست ہونے کا رعب اور مدد بہ قائم کرتے ہیں۔ وہ دونوں بھی ایک دوسرے پر اپنی دہشت طاری کرنا چاہتے تھے۔

انہوں نے قلعے کے تمام معمولوں کے دماغوں پر یہ حکم نقش کیا تھا کہ رات ایک بجے کے بعد وہ کسی بھی پرانی سوچ

نہیں دہرائیں گے۔

کیا ہوں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیں گے۔ مجھے اور دنیا کو بھی اپنے اندر نہیں آنے دیں گے۔ ہمارے تمام باترس نے انہیں پھانساؤ کیا تھا۔ وہ اس تنویکی محل کے اثر سے نکل جائیں گے۔ صرف مشرئی مین وارنر اور بائرن ٹوڈ کے غلام بن کر رہیں گے۔ وہ پورے قلعے کو ہم سے چھین لینے کے لیے محسوس تدابیر پر عمل کر چکے تھے۔

مارلی کے بیڑہ روم کے قریب صرف اس کے قابل اعتماد ہاتھ مسلح گاؤڈ اور خاص کتیزیں جاتی تھیں۔ ٹھیک ایک بجے ان خاص خدمت گاروں کے داغ بھی منقطع ہو گئے۔ مشرئی مین اور بائرن ٹوڈ وغیرہ ان پر مسلط ہو گئے۔ وہ مسلح گاؤڈ اپنے نئے ٹیلی پیٹھی جانے والے آقاؤں کے زیر اثر مارلی کے بیڑہ روم میں دندناتے ہوئے آ گئے۔

وہ سو رہی تھی۔ بڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ اپنے خاص گاؤڈ کو دیکھ کر بولی ”تم؟ تم لوگ بغیر اجازت بیڑہ روم میں آئے ہو۔ بات کیا ہے؟“

ایک نے کہا ”تمہیں یہاں سے اوپر والے بیڑہ روم میں پہنچانے آئے ہیں۔ وہاں آرام سے سوئی رہو گی۔“

”کیا بکواس ہے؟ کیا بول رہے ہو؟ کس لہجے میں بول رہے ہو؟“

دوسرے نے کہا ”باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ اسے گولی مار دو۔ فریاد کسی وقت بھی اس کے دماغ میں آسکتا ہے۔“

جو اس کی جان کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ انہیں جان کا دشمن بنا دیا گیا تھا۔ انہوں نے گن سیدھی ماری۔ اس کا نشانہ لاپرواہ ترزا تو گولیاں چلائیں۔ ایک نہیں، چھ گولیاں اس کے جسم میں اتر گئیں۔ اس کے حلق سے چچ چھجی نہ نکل سکی۔

بڑے اور قلعے پر بدوسوں سے حکمرانی کرنے والی بڑی خاموشی سے سرگئی۔

وہ سب گم صم خاموش کھڑے رہ گئے۔ مشرئی مین اور بائرن ٹوڈ وغیرہ اپنے ان آلہ کاروں کے اندر رچے ہوئے نژدہ پڑی ہوئی لاش کو دیکھ رہے تھے۔ انہیں یقین نہیں آیا تھا کہ وہ مارلی ماری جا چکی تھی ہے جو فریاد علی تیور کی پناہ میں محفوظ رہتی تھی۔ دشمن اسے بار بار ہلاک کرتے تھے، وہ پھر زندہ ہو جاتی تھی۔ کیا آئندہ پھر اطلاع ملے گی کہ وہ زندہ ہے اور اس کے دھوکے میں کسی ڈی کو قتل کیا گیا ہے؟

بائرن ٹوڈ نے کہا ”ہمیں یقین نہیں آ رہا ہے۔ کیا یہ جج مارلی ہے؟ کیا ہم نے واقعی مارلی کو ہلاک کیا ہے؟“

مشرئی مین نے کہا ”ہمیں ہر پہلو سے تصدیق کرنا

چاہیے کہ یہ مارلی کی لاش ہے۔ اس کا لباس اتار کر پیرائشی نشان دیکھو۔“

ایک آلہ کار نے اس کے لباس کے ایک حصے کو پھاڑ دیا۔ وہاں ایک پیرائشی نشان تھا لیکن مارلی کے پیرائشی نشان کی کوئی تصویر نہیں تھی۔ ہانگ کانگ کے آٹھلی جنس ڈیپارٹمنٹ سے اس کی تصویر اور اگلیوں کے نشانات مل سکتے تھے۔

مشرئی مین نے حکم دیا ”اس لاش کے پیرائشی نشان کی تصویریں اتارو۔ تمام اگلیوں کے نشانات لو۔ ہم صبح ہوتے ہی ٹیکس کے ذریعے یہ نشانات وہاں کے سراغ رسالوں تک پہنچائیں گے پھر ان کے دماغوں میں رہ کر صبح رپورٹ حاصل کریں گے۔“

ان کے احکامات کی تعمیل ہونے لگی۔ بائرن ٹوڈ نے کہا ”ہم ابھی مارلی کی ہلاکت کو راز میں رکھیں گے۔ فریاد کل صبح اس کی خیریت معلوم کرنے آئے گا تو اس کے مرہ دماغ میں اسے جگہ نہیں ملے گی۔“

”پھر وہ قلعے کے اہم افراد کے ذریعے مارلی کی ہلاکت کے بارے میں معلوم کرنا چاہے گا۔ ہمیں پھر ایک بار یقین کرنا اور مطمئن ہونا چاہیے کہ وہ قلعے کے کسی ایک فرد کے بھی دماغ میں نہیں پہنچ سکے گا۔“

مشرئی مین وارنر ہاروے اور بیکر برائٹ میری آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر قلعے کے تمام افراد کے دماغوں میں جانے لگے۔ وہ سب میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روکنے لگے۔ انہوں نے دوسرے لب و لہجوں کو بھی آزمایا۔ وہاں ان کے سوا کوئی بھی ٹیلی پیٹھی جانے والا نہیں پہنچ سکتا تھا۔

ان کے دماغوں کے علاوہ قلعے میں داخل ہونے والے تمام دروازوں کو بھی مضبوطی سے لاک کیا گیا تھا۔ الیکٹریک آلات کے ذریعے قلعے کے قریب آنے والوں کو اندر رہے اشار فی دی اسکرین پر دیکھا جاسکتا تھا۔ کوئی بھی دروازے کے قریب پہنچتا تو خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگتی تھیں۔ اس کے باوجود اگر قریب آکر دروازوں کو ہاتھ لگا نا تو بجلی کے جھٹکوں سے مارا جاتا۔ اس قلعے کو مستقل طور سے بند کر دیا گیا تھا۔ نہ کوئی اندر جاسکتا تھا نہ اندر والے باہر آسکتے تھے۔

انہوں نے طے کیا تھا کہ صرف بجلی کا پڑے کے ذریعے قلعے میں ضروریات زندگی کا سامان پہنچایا جائے گا۔ جسے بجلی کا پڑے قلعے کے اندر سے باہر جائے گا تو مشرئی مین اور بائرن ٹوڈ اس میں سوار ہو کر جانے والوں کے دماغوں میں مستقل رہیں

کتا بیات پہلی کیشنز

گئے جب وہ تمام ضروری سامان لے کر قلعے کے اندر آجائیں گے۔ تب وہ مطمئن ہوں گے کہ کوئی دشمن کسی طرح اندر آنے کے لیے سرگ نہیں بنا رہا ہے۔

میں سونیا کے ساتھ ہانگ کانگ کے ایک ساحلی بنگلے میں تھا۔ وہاں ہماری رہائش کا مقصد یہ تھا کہ ہم وہاں کی زیر زمین دنیا کو ختم کر دیں۔ کسی کو بھی گاؤں اور رہنے نہ دیں۔ جرائم کو چھینے نہ دیں۔ ہم اپنی دنیا سے شیطانت کو ختم نہیں کر سکتے تھے کم کر سکتے ہیں۔ ہماری اپ تک کی جدوجہد کے نتیجے میں عارضی طور پر اسمگلنگ رک گئی تھی۔ جزیرہ لن ٹاؤ کے ساحل سے کسی بھی اسمگلر کا جہاز نہیں گزرتا تھا۔ یہ سب جانتے تھے کہ اس علاقے میں ٹیلی پیٹھی جانتے والے اقتدار کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ جب تک اسمگلروں اور دیگر بڑے مجرموں کی پشت پناہی کرنے اور انہیں تحفظ دینے کے لیے ان کے حمایتی ٹیلی پیٹھی جانتے والے کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ تب تک وہ جزیرے کے قریب سمندر سے اپنا مال لے کر نہیں گزر سکیں گے۔

اور اب وہ تمام ٹیلی پیٹھی جانتے والے کامیاب ہو گئے تھے، جو اس قلعے اور جزیرے پر حکمرانی کے خواب دیکھتے رہے تھے۔ اب وہ پہلے کی طرح زبردور سے جرائم کا بازار گرم کرنے والے تھے۔ فی الحال انہوں نے پراسرار خاموشی اختیار کی تھی۔ پہلے وہ ہمارا اور ہانگ کانگ کے سرکاری اداروں کا بد عمل دیکھنا چاہتے تھے۔

دوسرے دن انٹیلی جنس کے ڈی جی کو معلوم ہوا کہ قلعے سے مارلی کے انگلیوں کے نشانات فیکس کے ذریعے بھیجے گئے ہیں اور ان کا ایک ماہر ان نشانات کے سلسلے میں رپورٹ دینے والا ہے۔

ڈی جی نے اس ماہر سے پوچھا "یہ نشانات کس نے سے فیکس کیے ہیں؟ وہاں کوئی گرو تو نہیں ہو رہی ہے؟"

"جانتا نہیں" وہاں کے انچارج نے فون پر کہا تھا کہ وہ محتاط رہنے کے لیے ہر ہفتے میڈم مارلی کے نشانات چیک کرتا رہے گا کیونکہ دشمن آئے دن کسی نہ کسی مارلی کو ہلاک کرتے رہتے ہیں۔ وہ ٹیلی پیٹھی کے ذریعے ان کی مارلی کی جگہ کسی ڈی کو لائیکے ہیں۔"

ڈی جی نے پوچھا "ان انگلیوں کے نشانات کی موجودہ رپورٹ کیا ہے؟"

"سرا" اصلی مارلی کی انگلیوں کے نشانات ہمارے ریکارڈ میں محفوظ تھے ہم ان سے کسی بھی نئے نشانات کا موازنہ کرتے تھے۔ یہ حیرانی اور پریشانی کی بات ہے کہ مارلی کی

انگلیوں کے اصل نشانات کا ریکارڈ کم ہو گیا تھا یا اس کی ریکارڈ فائل غائب کر دی گئی ہے۔"

"یہ کیا ہو اس ہے؟ ہمارے ریکارڈ دوم سے وہ فائل کون چرا سکتا ہے؟"

"ٹیلی پیٹھی جانتے والے ہمارے دماغوں سے اہم راز چرا لیتے ہیں۔ فائل تو معمولی چیز ہے۔ جب تک ٹیلی پیٹھی جانتے والوں کی فوج ہمارے علاقے میں رہے گی، ہمارا کوئی راز محفوظ نہیں رہے گا۔"

"لیکن مارلی کی انگلیوں کے نشانات چرانے والے کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ یہ تو ان کی حماقت ہے۔ ہم آج ہی میڈم مارلی کی انگلیوں کے نشانات قلعے سے حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ وہاں موجود ہے۔"

"سرا! اسی کے نشانات تصدیق کے لیے یہاں بھیجے گئے ہیں۔ ہم اپنی فائل کے بغیر تصدیق نہیں کر سکیں گے۔"

"اس کا مطلب ہے، مارلی کے دشمن اصل کو غائب کر کے ڈی مارلی کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے فائل چرائی گئی ہے تاکہ انگلیوں کے اصل نشانات سے تصدیق نہ کی جا سکے اور وہ ڈی کو اصل مارلی ثابت کرتے رہیں۔"

انہوں نے قلعے کے انچارج سے کہا "میڈم مارلی کی ریکارڈ فائل چرائی گئی ہے اگر آپ نے قلعے سے میڈم کی انگلیوں کے نشانات ہی بھیجے ہیں تو پھر کسی اصل نشانات ہیں۔ کیا آپ میڈم سے ہماری بات گرائیں گے؟"

"میں ابھی میڈم سے پوچھتا ہوں اگر وہ مصروف نہیں ہوں گی تو آپ سے ضرور گفتگو کریں گی۔ وہ بھی یہ سن کر تشویش میں مبتلا ہوں گی کہ ان کی ریکارڈ فائل کم گئی ہو گئی ہے۔"

مسز مین اور بائرن نوڈ وغیرہ یہ باتیں سن رہے تھے۔ یہ سمجھ گئے تھے کہ میں نے مارلی کا ریکارڈ بہت پہلے ہی غائب کر دیا ہے اور اس کا الزام اب ان پر آ رہا ہے۔ ویسے انہیں ایسے الزامات کی پروا نہیں تھی وہ نوڈ کے کیوٹ پر غور سے اعلان کرنا چاہتے تھے کہ انہوں نے مارلی کو ہلاک کر کے قلعے پر قبضہ جمایا ہے لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ انہوں نے نئے ہلاک کیا تھا اس کے بارے میں کبھی اصل ہونے کی تصدیق نہیں ہو رہی تھی۔ میں نے بہت پہلے ہی ان کی جینی کامیابی کا راستہ بند کر دیا تھا۔

بائرن نوڈ نے مسز مین سے کہا "ہمیں یہ یقین کر لینا چاہیے کہ قلعے میں مارلی تھی۔ اسے ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔"

مسز مین نے کہا "اگر ہم نے کسی ڈی کو ہلاک کیا ہے، تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہم نے اس قلعے پر قبضہ جمایا ہے۔ اصل مارلی زندہ ہوگی تو فریاد کی پناہ میں باہر ہی رہے گی۔ اس قلعے کے اندر کبھی نہیں آسکے گی۔"

"پھر بھی ہمیں معلوم کرنا چاہیے کہ وہ فریاد کی پناہ میں زندہ ہے یا نہیں؟ اگر زندہ ہے تو ہمیں محتاط رہنا ہوگا۔ وہ ہمیں قلعے کے اندر رہ کر نقصان پہنچا سکتی ہے۔"

انہوں نے میرے پاس آکر کہا "پلیز آپ ہمارے آلہ کار کے اندر آئیں۔ شکریہ۔"

میں نے ان کے آلہ کار کے اندر جا کر پوچھا "کیا بات ہے؟ میری یاد کیسے آگئی؟"

"ہم پوچھنا چاہتے ہیں کیا مارلی قلعے میں موجود ہے؟"

"مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟ خود اس سے رابطہ کرو۔ معلوم ہو جائے گا۔"

"ہمارا مشورہ ہے، تم اس سے رابطہ کرو۔ ہمیں اس کے دماغ میں جگہ نہیں مل رہی ہے شاید تمہیں مل جائے۔"

میں نے سونیا سے کہا "قلعے میں رہنے والی ڈی مارلی سے رابطہ کرو۔ دشمنوں نے کوئی گڑبڑ کی ہے۔ ان کی باتوں سے اندازہ ہو رہا ہے۔"

میں نے قلعے کے انچارج اور سیکورٹی افسر کے دماغوں میں جانا چاہا۔ انہوں نے سانس روک لیے۔ سونیا نے آکر کہا "ڈی مارلی ماری جا چکی ہے۔ میرے ماتحت قلعے کے اہم افراد کے دماغوں کو چیک کر رہے ہیں۔"

میں نے کہا "انچارج اور سیکورٹی افسر ہماری گرفت سے نکل چکے ہیں۔ میں نے اپنے ماتحتوں کو ہدایات دی ہے۔ وہ دوسرے افراد کو چیک کر رہے ہیں۔"

میرے اور سونیا کے ماتحتوں نے آکر کہا "سوری! ہمیں کسی کے بھی دماغ میں جگہ نہیں مل رہی ہے۔ جبکہ چند گھنٹے قبل تک ہم وہاں کے افراد کے اندر جا کر مطمئن ہوتے رہے تھے۔"

بات سمجھ میں آگئی۔ انہوں نے اس طویل عرصے میں بہت خنجر خنجر قلعے کے ایک ایک فرد کو اپنا معمول بنایا تھا۔ آخر میں ڈی مارلی کو قتل کر کے اپنی کامیابی ظاہر کر رہے تھے۔ میں نے ان کے آلہ کار کے اندر آکر کہا "قلعے میں جو مارلی تھی اس کا دماغ کم ہو گیا ہے۔ جیسے مر چکی ہے۔ بڑی شرم ہے۔ کبھی مرنے سے کبھی جی اٹھتی ہے۔"

مسز مین نے کہا "تم اس بات کو ذہن میں ڈال رہے ہو۔ جزیرے میں ہمارے محلوں سے بچ کر نکلنے میں جانے والی

مارلی کو ہم نے جنم میں پہنچا دیا ہے۔"

"اب سے پہلے بھی بہت لوگ اسے جنم میں پہنچا چکے ہیں۔ وہ سب ہی کے ساتھ کبھی جھپٹے کبھی ظاہر ہوئے والی آٹھ بچوں کی ٹھیل رہی ہے۔ تم لوگ جب تک آؤ جتنے رہو گے؟"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ زندہ ہے؟"

"اب تک کے تجربات یہی کہتے ہیں۔ مجھے اس کی گمشدگی سے کوئی پریشانی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے وہ پھر کسی دن تمہارے سینے پر موگ دے آجائے گی۔"

"تم اس کے مخالف بنے ہوئے تھے یہ اچھی طرح سمجھ رہے ہو کہ وہ مر چکی ہے۔"

"اگر وہ مر چکی ہے تو میرے سمجھنے سے زندہ نہیں ہو جائے گی اور اگر زندہ ہے تو تمہیں شرم آنی چاہیے کہ وہ تمہارے ہاتھوں میں مر رہی ہے۔"

"تم بائیں بنا رہے ہو۔ صاف کیوں نہیں کہتے کہ وہ زندہ ہے یا مر چکی ہے۔"

"ذرا صبر کرو۔ وہ نیچے ہے یا اوپر پہنچی ہوئی ہے جہاں بھی ہے، ہم میں سے کسی نہ کسی سے ضرور رابطہ کرے گی۔ جب تک چپ رہے گی، مر رہے گی، مر رہے گی، بولے گی تو فتنہ پھاڑ کے بولے گی۔"

سونیا نے کہا "تم خود کو ہم کہہ کر بول رہے ہو۔ یعنی کئی ٹیلی پیٹھی جانتے والوں نے متحد ہو کر قلعے میں رہنے والی مارلی کو ہلاک کیا ہے۔ جب اس قلعے پر تم لوگوں کا قبضہ ہو چکا ہے تو پھر مارلی سے دہشت زدہ کہاں ہو؟ کیا یہ خوف ہے کہ وہ پھر آئے گی اور تم سب کو جوتے مار کر وہاں سے نکال دے گی؟"

"میڈم! ایسکونج پیلر۔ ہم نے اس کی زندگی کو جوتے مار کر اسے اس دنیا سے نکال دیا ہے۔"

"تم سب ہمیشہ ایسی ہی خوش فہمی میں مبتلا رہا کرتے ہو۔ ہمارا فرض ہے کہ تمہاری صحت کا خیال رکھیں اور تمہیں خوش رکھا کریں۔ خوش رہو دشمنو!"

ہم نے رابطہ ختم کر دیا۔ میں نے کہا "سونیا! دشمنوں نے خوب کام دکھایا ہے۔ خوش فہمی میں تو ہم مبتلا رہے کہ وہ قلعے کے اندر کسی ایک فرد کے بھی اندر نہیں بچ سکیں گے اور وہ اس عرصے میں بڑی رازداری سے سرنگ بناتے رہے۔"

وہ بولی "انہوں نے وہ قلعہ اور جزیرہ ہم سے چھین لیا ہے۔ کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم یہاں حکومت کر رہے ہیں آئے ہیں۔ چھین سے تعاون کرنے اور ان علاقوں میں انڈورولڈ کے جرائم کو کم کر کے آئے ہیں۔"

میں نے کہا ”ہم نے انڈر ورلڈ کے گاؤں اور ٹاؤن کا کوڈ کو اس کے عبرت ناک انجام تک پہنچایا ہے۔ تمام ٹیلی پیسی جاننے والوں کو کامیابیوں کا فریب دے کر بری طرح ناکام بنایا ہے۔ انہوں نے ابھی ایک بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ آئندہ یہ کامیابی انہیں ملتی رہے گی۔“

آثار تیار ہوتے تھے کہ وہ آپس میں ہی لڑنے مرنے والے ہیں۔ ہمیں ان کے خلاف کوئی بڑی کارروائی نہیں کرنی پڑے گی۔

○☆☆○

اسکاٹ لینڈ یا رڈ کے جاسوس اپنی نمایاں کارکردگی کے باعث تمام دنیا میں شہرت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ وہ بہت ہی ذہین اور معاملہ فہم ہوتے ہیں۔ اب ٹیلی پیسی کا علم ان کی ذہانت کو چار چاند لگا رہا تھا۔ یہ علم سینکڑوں کے بعد وہ چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں اور بدنام زمانہ مجرموں کی آوازیں سن کر ان کی تصویریں دیکھ کر ان کے اندر پہنچ رہے تھے اور ان کی زبان سے جرم قبول کر رہے تھے۔

ان کے سیکرٹ ایجنٹس دو سرے ممالک میں جاکر وہاں کے اہم راز پر اجا کرتے تھے۔ اب وہ اپنے ہی ملک میں بیٹھ کر دو سرے ممالک کے اکابرین اور فوج کے اعلیٰ افسروں کے اندر پہنچ کر ان کے نہایت اہم ملکی اور فوجی راز معلوم کر رہے تھے اگر کسی دشمن ملک میں جانا ہو تو جیسے بدل کر ان پورٹ اور بندرگاہوں کے افسران کے دماغوں میں گھس کر وہاں کے حساس اداروں میں پہنچ جاتے تھے۔

وہ مانتے تھے کہ ٹیلی پیسی ان کے لیے ایک رحمت ہے۔ انہیں پلک بپلک سے پیلے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ رحمت ان تک پورس اور شیوانی کے ذریعے پہنچی تھی اور ٹیلی پیسی جاننے والے تھری جے کے تعاون سے انہوں نے ٹرانسفا مر مشین تیار کی تھی اور ان کے دماغوں سے یہ علم اپنے سراغ رسالوں کے اندر پہنچا رہے تھے۔ اتنے سارے احسانات کے باوجود انہوں نے شیوانی اور تھری جے کو اپنا قیدی بنا کر رکھا تھا۔ پورس، شیوانی کو رہائی دلا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا اور تھری جے کو یقین دلایا تھا کہ انہیں پھر جلد ہی قید سے نکال دلائے گا۔

انہوں نے تھری جے کے دماغوں کو دوبارہ تنوی عمل کے ذریعے لاک کیا تھا اور ان تینوں جے کو اپنا غلام بنایا تھا۔ ایسے وقت پورس بھی ان کے دماغوں میں رہ کر لاک کیے جانے والے مخصوص لب و لہجوں کو ذہن نشین کر چکا تھا۔ وہاں کے کئی ایسے سراغ رسالے تھے، جن کے اندر پورس

وقت ضرورت جاسکتا تھا۔

اسکاٹ لینڈ کے اعلیٰ عہدے دار تھری جے کو غلام بنا کر مطمئن ہو گئے تھے۔ ان کے اپنے ٹیلی پیسی جاننے والے سراغ رسالے ہو گئے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ پورس یا دو سرا کوئی دشمن ان کے اندر نہیں پہنچ سکے گا۔ وہ بڑے اطمینان سے منصوبے بنا رہے تھے اور ان پر عمل کر رہے تھے۔

ان کا سب سے اہم منصوبہ یہ تھا کہ وہ اپنے بڑی ملک فرانس میں ٹرانسفا مر مشین تیار نہ ہونے دیں۔ فرانس کے فوجی افسران نے مشین کی تیار کرنا نہیں رکھا تھا لیکن وہ افسران یوگا کے ماہر نہیں تھے۔ اسکاٹ لینڈ یا رڈ کے سراغ رسالوں نے ان کے اندر پہنچ کر معلوم کر لیا تھا کہ امریکا کا ایک باغی ٹیلی پیسی جاننے والا وائزمن مشین کا نقشہ کر کے حکومت فرانس کی پناہ میں پہنچا ہوا ہے۔ وہ مشین کا ماہر مکینک بھی ہے۔ فرانس کے ماہر مکینک وائزمن کی رہنمائی میں وہ مشین تیار کر رہے ہیں۔

اگر وہ سراغ رسالے ان افسران کے چور خیالات نہ بڑھتے، تب بھی وہ مشین راز میں نہ رہتی۔ وائزمن نے امریکا کی مخالفت میں ساری دنیا کے ٹیلی پیسی جاننے والوں کو دس پر اسرار امریکی ٹیلی پیسی جاننے والوں کے بارے میں مختصری معلومات فراہم کی تھیں۔ جو اب امریکی اکابرین نے کہا تھا کہ وائزمن مشین کا نقشہ چرا کر ان کے ملک سے فرار ہوا ہے اور فرانس میں مشین تیار کر رہا ہے۔

جم کاف کی ہلاکت کے بعد کئی بدنام زمانہ مجرم انڈر ورلڈ کے گاؤں اور ٹاؤن کے گوشائیں کرتے رہے پھر مسٹری مین کے ماتحت ٹیلی پیسی جاننے والے کیری گرانٹ سے مغلوب ہو گئے۔ اسکاٹ لینڈ یا رڈ والوں کا دوسرا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اپنے علاقوں سے انڈر ورلڈ کی تمام سرگرمیوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ ایسے وقت انہیں پتا چلا کہ خاتمہ ممکن نہیں ہے۔ ایک ٹیلی پیسی جاننے والا کیری گرانٹ انڈر ورلڈ کے معاملات کو سنبھال رہا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ زہر زمین ہونے والے جرائم کو بالکل ہی ختم نہیں کر سکیں گے لیکن کیری گرانٹ کو وہاں بیشہ حاوی نہیں رہنے دیں گے۔

سوئیٹا نے پورس کو کیری گرانٹ کے بارے میں بہت کچھ بتا کر اس کے دماغ میں پہنچا دیا تھا۔ جب اس نے خیال خوانی کی تو اس وقت کیری گرانٹ اپنی محبوبہ سے رومانی گفتگو کر رہا تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ حسین محبوبہ کا نام انتیا ہے۔ آج اس سے پہلی ملاقات ہوئی ہے۔ وہ پہلے اپنی مروانہ

بہت اور گفتگو سے اسے اپنی طرف مائل کرنا چاہتا تھا۔ اپنی صورت میں ٹیلی پیسی کے ذریعے اسے اپنے زیر اثر بناتا تھا۔ وہ اس کے حسن و شباب اور اس کی اداؤں پر بری رہ مرنے لگا تھا۔

پورس نے انتیا کے خیالات پڑھے۔ وہ بہت مغرور ہے۔ اسے اپنے حسن و شباب پر بڑا ناز تھا۔ وہ عام حیناؤں طرح بہت زیادہ دولت مند بننے کے لیے کسی امیر کبیر شخص کی شادی کرنا چاہتی تھی۔ کیری گرانٹ نے اس کے یہ خیالات پڑھے تھے۔ اس لیے بڑے عکبر سے کہہ رہا تھا ”میں دولت مند ہوں کہ تمہارے لیے ہوائی جہاز اور بلی کاپڑز دے سکتا ہوں۔“

انتیا نے پورس کی مرضی کے مطابق کہا ”میں دو بیڈ روم ایک ڈرائنگ روم والے اپارٹمنٹ میں رہتی ہوں۔“

”جہاز اور بلی کاپڑز کہاں رکھوں گی۔“

وہ ہنسنے ہوئے بولا ”میرا عقل سے پیدل ہو؟ اتنا نہیں نہیں کہ جو اتنی مسکرتی چیزیں خرید سکتا ہے کیا وہ تمہارے ہا ایک محل نہیں خرید سکے گا۔ پرائیویٹ فلائنگ کپنی کے تاجروں اور بلی پیڈر تمہارے جہاز اور بلی کاپڑز کھڑے ہیں گے۔“

”کیوں اتنی ڈیگیں مار رہے ہو؟ صورت سے تاش کے ہمارے کھانے دے رہے ہو۔ اس وقت تمہاری جیب میں پانچ ہزار پونڈ بھی نہیں ہوں گے۔“

وہ مسکرا کر بولا ”میں اپنی جیب میں رقم نہیں رکھتا۔ اب بھی ضرورت ہوتی ہے، میری جیب میں رقم پہنچ جاتی ہے۔ پورا ابھی کتنی رقم چاہتی ہو؟“

”فی الحال پانچ ہزار پونڈ دو کھادو پھر میں تمہیں جھوٹا بے گان نہیں سمجھوں گی۔“

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پورس اس کے ساتھ اپنے ماتحت کے اندر پہنچ گیا وہ یوگا کا ماہر تھا۔ صرف اپنے ہا کیری گرانٹ کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرنا تھا۔ اس نے بھی اسی کا مخصوص لب و لہجہ اختیار کیا تھا۔ وہ اپنا ماتحت سے بولا ”تم میرے قریب اسی گاؤں میں ہو۔ اسے پاس کتنی رقم ہے؟“

”تقریباً ساڑھے سات ہزار پونڈ ہیں۔“

”پانچ منٹ کے اندر یہاں آکر مجھے رقم دو پھر کے نئے بیٹے جاؤ۔“

وہ ماتحت گاؤں میں ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ حکم کی تعمیل کے لیے اٹھ کر جانے لگا۔ کیری گرانٹ دماغی طور پر حاضر ہو کر

انتیا سے بولا ”ابھی دو منٹ میں تمہاری مطلوبہ رقم میرے ہاتھوں میں آئے گی۔“

وہ جراتی سے بولی ”عجب ہے۔ تم کہیں نہیں گئے۔ کسی سے رابطہ نہیں کیا۔ تمہارے پاس موبائل فون نہیں ہے پھر یہاں بیٹھے بیٹھے اپنی رقم کیسے آجائے گی۔“

وہ غصے سے بولا ”میری تو میرا کمال ہے۔ رقم آجائے تو حساب ضرور لگانا کہ ایک منٹ میں پانچ ہزار پونڈ حاصل کر سکتا ہوں تو تمہارے لیے چوبیس گھنٹوں میں کتنی دولت حاصل کروں گا۔ تم حساب کرتے کرتے تھک جاؤ گی۔“

وہ ماتحت آتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ کیری گرانٹ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے قریب آنے پر بولا ”مجھے صرف پانچ ہزار دو سو ریمال سے جاؤ۔“

ماتحت کے تور بدل گئے۔ وہ غرا کر بولا ”پانچ ہزار؟ تم نے کبھی پانچ ہزار دیکھے ہیں؟“

یہ کہنے ہی اس نے کیری گرانٹ کو زوردار تھپڑ مارا۔ وہ ایک دم سے بوکھلا گیا۔ انتیا کے سامنے زبردست اسلٹ ہوئی تھی۔ وہ ماتحت کو جان سے مار ڈالنا چاہتا تھا۔ اس نے اس کے اندر پہنچ کر کہا ”کتے! کینے! میں ابھی تجھے دماغی مریض بنا دوں گا۔“

اس نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کرنا چاہا لیکن پورس ماتحت پر قبضہ بجا چکا تھا۔ وہ غصہ سے بولا ”گدھے کے بیٹے! میں اس ماتحت کے اندر مسٹری مین بول رہا ہوں۔ تم ایک حینہ کو بھانسنے کے لیے اس کے سامنے ٹیلی پیسی کا مظاہرہ کر رہے ہو اور ابھی اس کے اندر زلزلہ پیدا کرتے تو یہ یہاں تکلیف سے ترپتے ہوئے تماشا بن جاتا۔“

یہ کہتے ہی ماتحت نے اسے دوسرا تھپڑ مار کر کہا ”یہ ہیں دو ہزار پونڈ۔“

اس نے تیسرا تھپڑ چھڑا دیا اور پھر پانچواں تھپڑ مار کر کہا ”پانچ ہزار پورے ہو گئے۔“

وہ پانچ کا حساب پورا کر کے وہاں سے پلٹ کر چلا گیا۔ انتیا ہنسنے ہوئے بولی ”ایک منٹ میں پانچ ملانچے تو چوبیس گھنٹوں میں کتنے ملانچے ہوں گے۔ میں تو حساب کرتے کرتے تھک جاؤ گی۔“

وہ ہنسنے ہنسنے بے حال ہو رہی تھی۔ کیری گرانٹ غصہ سے اس کی پٹائی کرنا چاہتا تھا۔ پورس نے اس کے اندر مسٹری مین کی حیثیت سے کہا ”جنورا! اس پر ہاتھ اٹھاؤ گے تو یہ احتجاج کرتے ہوئے تمہیں تماشا بنا دے گی۔ عقل سے کام لو۔“

وہ بولا "پاس! تم نے مجھے اندر ورلڈ کا گارڈ فادر بنا کر شہرت کی بلند یوں پر پہنچا دیا مگر اس حسد کے سامنے طمانچہ لگوا کر میرا سر شرم سے جھکا رہا ہے۔"

"میں نے تمہاری حماقت کی سزا تمہیں دی ہے۔ آئندہ سرعام ٹیلی ویژن پر کامظاہرہ کرو گے تو بیشک کے لیے دماغی مریض بنادوں گا۔"

وہ سر جھکا کر وہاں سے جانے لگا۔ انیتا پورس کی مرضی سے اس کے پیچھے چلتے ہوئے بولی "مجھے جھوڑ کر کہاں جا رہے ہو۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔"

وہ بولا "مجھ پر ہنسنے اور میرا مذاق اڑانے کے لیے اور کچھ رہ گیا ہے؟"

"مجھے افسوس ہے۔ اب نہیں ہنسوں گی۔ بائی واو۔ وہ کون بد تیز تھا؟"

"میرا باپ تھا۔ اس لیے میں طمانچہ کھا کر خاموش رہا۔ ورنہ میں بہترین فاسٹر ہوں۔ کوئی دوسرا ہوتا تو اس کی لاش مگر آتا۔"

"اچھا تو تم نے اپنے باپ سے پانچ ہزار پونڈ مانگے تھے؟ اسے نہ دینا تھے نہ تباہی طرح۔ جوان بیٹے پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔"

وہ اس کے ساتھ کار میں آکر بیٹھ گئی۔ وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا بولا "ٹھیک ہے میرے ساتھ چلو۔ میرا شاندار بنگلا دیکھو۔ وہاں میرے آئرن سیف میں لاکھوں پونڈ اور ڈالر زربے رہتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر تمہیں میری دولت مندی کا یقین آئے گا۔"

اس نے موبائل فون کے ذریعے ملازم سے کہا "میں اپنی ایک کیسٹ کے ساتھ آ رہا ہوں۔ لچ ٹائم ہے۔ کھانا گرم کرو۔ ہم ایک گھنٹے میں پہنچ رہے ہیں۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ انیتا نے پوچھا "تم کیا کرتے ہو؟ کیا بزنس میں ہو؟"

"ہاں۔ دنیا کے چند بڑے امپورٹرز اور ایکسپورٹرز میں سے ایک ہوں۔ باہر کا مال اندر پہنچانا ہوں اور اندر کا مال باہر نکالنا ہوں اور خوب کماتا ہوں۔"

"تم پھر ڈینگیں مار رہے ہو۔ کیا اپنی اوقات میں رہ کر نہیں بول سکتے؟"

"میری اوقات کیا ہے؟ یہ گھر چل کر دیکھو گی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔"

"تمہاری باتوں اور حرکتوں سے اتنا یقین ہو گیا ہے کہ تم مجھے بت چاہتے ہو۔ جھوٹ بول کر میرا دل بیتے کی کوششیں

کر رہے ہو۔"

"جب میں جھوٹا ہوں۔ میرا یقین نہیں ہے تو میرے ڈاکو اتنی تکلیف نہ کرے کہ تجوری خالی کرنے کے بعد ساتھ کیوں آ رہی ہو؟"

"لچ ٹائم ہے۔ بھوک لگ رہی ہے۔ تمہارے گھر میں کیا ہوتا تھا۔ اس نے سوچا "کیا ایسا ٹیلی ویژن کے ذریعے کیا مال و دولت ہوا یا نہ ہو کھانا ضرور ہو گا۔"

اس نے ایک شاندار بنگلے کے پورچ میں پہنچ کر کار باندھ لی۔

روک دی۔ انیتا نے کہا۔

"واؤ! یہ تو بہت ہی عالی شان بنگلا ہے۔ بہت مہنگا لگتا ہے۔ میرے دماغ میں گھسنے کے لیے مجھے نقصان پہنچا کر کیا تمہارا اپنا ہے؟"

"تم کیا سمجھتی ہو؟ کیا میں دوسروں کے گھر میں رہتا ہوں؟ کو آکر کھانا کھاؤ مجھے اپنا معمول اور محکم بھی بنا سکتا ہے۔ یہ میرا اپنا ہے۔ کاغذات دیکھو گی؟"

وہ دونوں بنگلے کے اندر آئے۔ کیری گرانٹ نے ملازم مل کر سکتا ہے۔

وہ پوچھا کھانا تیار ہے؟"

"نہیں سر! میں ابھی میرے گانا ہوں۔"

وہ انیتا کے ساتھ بیڈ روم میں آیا۔ وہ بولی "یہ بنگلا، یہ بیڈ سیف کھول کر نوٹوں کی گڈیاں نکال کر انہیں ایک اسٹور روم میرے خوابوں کی طرح خوبصورت ہے۔ مجھے یقین ملا کہ وہاں میں رکھ چکا تھا پھر باہر سے چھوٹے بڑے پتھرا لاکر تجوری کے کھانا رہے پھر میں تمہاری ہوا جاؤں گی۔"

وہ ایک سیف کے پاس آکر اسے کھولتے ہوئے بولا "یہ

مخصوص نمبروں کی ترتیب سے کھلتا ہے اور ان مخصوص پورس نے اس سیف کو کھولنے کے مخصوص نمبر کیری نمبروں کو صرف میں ہی جانتا ہوں۔"

پھر اس نے انیتا کو دیکھ کر کہا "یہ سیف کل چکا ہے۔ مرضی سے گما" میں صاحب کا فون انیڈ کرنے کے بعد کچن آؤ اسے اپنے ہاتھوں سے کھول کر دیکھو۔ شاید تم نے انکسلا چلا گیا تھا۔ اب تک وہاں مصروف رہا تھا۔ بنگلے کے کسی دولت اپنی زندگی میں بھی نہیں دیکھی ہو گی۔"

اس نے جانے کا وقت نہیں ملا۔

وہ سیف کے پاس آئی پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے پٹ کو اس بنگلے میں دوسرا ملازم نہیں تھا۔ کیری گرانٹ کو کھولا پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ بولا "تمہاری کڑیاں کہ ٹیلی ویژن کے ذریعے دیکھتی نہیں کی گئی ہے۔ وہ تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ تم بتاؤ یہ کتنی رقم ہو گی؟"

وہ اس کے سامنے آکر بیٹھنے ہوئے بولی "میں اس پر حیرت سے تجوری صاف کی ہے؟ اسے اچھی طرح یاد ہے کہ تمہارا سر تو زرد ہو گیا۔ یہ تم مجھے کیا دکھا رہے ہو؟ تم تو کھانا میں ٹوٹ بھرے ہوئے تھے؟"

پاگل سے بھی زیادہ پاگل ہو؟"

اس نے پلٹ کر کھلی ہوئی تجوری کو دیکھا پھر شدید حیرت میں ہوا۔ اس نے تجوری میں ہونے والی باتوں کو یاد کیا۔ اس نے ایک سے چھ کر بولا "نہیں! یہ نہیں ہو سکتا یہاں پونڈ اور ڈالر کی باتیں داغ رکھتا ہوں۔ اسی لیے مجھے گاؤں کا رہنا پڑا گیا ہے۔ یہ گڈیاں اوپر سے نیچے تک رکھی ہوئی تھیں۔ لاکھوں ڈالر کا معاملہ تشویش کا ہے۔ مجھے مسز مین کو اس معاملے اور پونڈ تھے۔ یہ پھر کہاں سے آ گئے؟"

"عقل پر پھر بھروسہ کیا ہی ہوتا ہے۔ میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔ تمہیں سلاخوں کے پیچھے ہونا چاہیے تھا۔ گرانٹ نے نہیں دیا۔ وہ سوچا ہوا بیڈ پر آکر بیٹھ گیا۔ انیتا اسے نوٹی سے دیکھ رہی تھی۔ ہمدردی سے بولی "آرام سے سوچو۔ میں آ رہی ہوں۔ تمہیں ڈاکٹر سے کونسل کرنا چاہیے۔ کیا ڈاکٹر کو نوٹوں کی گڈیاں دیکھ کر کیا تھا۔ ان کی جگہ پھر کیسے آ گئے؟ کیا ان کو؟"

"نہیں۔ پلیز مجھے تنہا چھو دو۔ ملازم نے میرے کھانا لگایا ہو گا۔ جاکر کھاؤ پھر جس چیز کی ضرورت ہو۔ میاں سے اٹھا کر لے جاؤ۔ افسوس میرے پاس نقد رقم نہیں رہی ہے۔"

اسے بھوک لگ رہی تھی۔ وہ کھانے کے لیے چلی گئی۔ پورس نے اسے بیڈ پر لٹایا۔ پھر خیال خوانی سے تھک تھک کر سلاوا۔ اس پر مختصر سا تجویزی عمل کرنے لگا۔ اس نے کہا "تم بدستور مسز مین کے ماتحت رہو گے لیکن لاشعوری طور پر میرے معمول اور محکم رہو گے۔ میرا لب و لہجہ سنتے ہی میرے احکامات کی تعمیل کرنے لگو گے۔"

وہ حیرت زدہ ہو چکا تھا۔ اس نے کہا "میں لاشعوری طور پر تمہارا معمول اور محکم بن کر رہوں گا۔"

پورس نے حکم دیا "جو کچھ میرے اور تمہارے درمیان ہوتا رہے گا، تم اسے مسز مین کی موجودگی میں بھول جایا کرو گے۔ تمہیں اس کی موجودگی میں یاد نہیں آئے گا کہ میرے بھی معمول بن کر رہتے ہو۔ اندر آئینڈ؟"

"نہیں۔ ابھی جو کچھ ہو رہا ہے اور بعد میں جو کچھ ہوتا رہے گا۔ وہ ساری باتیں اور سارے واقعات مسز مین کی موجودگی میں بھول جایا کروں گا۔"

"شاباش! اب تجویزی نیند سوتے رہو۔"

پورس اسے چھوڑ کر انیتا کے پاس آیا۔ وہ پیٹ بھر کر کھا چکی تھی اور وہاں سے جانا چاہتی تھی۔ اس نے پورس کی مرضی سے جیسا کہ خیال پیدا ہوا کھانے کے بعد ذرا لیٹنا چاہیے۔ ذرا آرام کرنے کے بعد جانا چاہیے۔

وہ کیری گرانٹ کے پاس آکر بستر لیٹ گئی پاس نے اسے بھی سلاوا۔ ملازم کو غائب دماغ بنا کر تجوری سے پتھر نکلوا کر باہر پھینک دیا۔ پھر اسٹور روم میں چھپائی ہوئی نوٹوں کی گڈیاں واپس ان کی جگہ پہنچا دیں۔ اس کے بعد دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔

وہ پانچ ماہ پہلے شیوانی کے ساتھ اٹلی کے شہر روم میں تھا۔ وہاں دشمنوں نے شیوانی کو اغوا کیا تھا۔ پورس نے جونی کارروائی کی تھی اور بائرن ٹوڈ کے دو اہم ٹیلی ویژن جیتنے جاننے والے سائن اور آندرے کو موت کی نیند سلاوا تھا۔ اس کے بعد وہ شیوانی کو لے کر یورپ کے مختلف شہروں میں تفریح کرتا رہا تھا۔ شیوانی پورے دنوں سے تھی۔ لیڈی ڈاکٹر نے کہا تھا "وہ آج رات پاگل صبح تک بچے کو جنم دے گی۔ وہ خوش تھی۔ صحت مند تھی۔ انڈیا ساؤنڈ کی رپورٹ کے مطابق بچہ بھی صحت مند تھا۔ فکر کی بات نہیں تھی۔ زچگی نارمل ہونے والی تھی۔"

قدرتی حالات موافق نہ ہوں تو زیادہ فکر نہیں ہوتی۔ ان حالات سے کسی نہ کسی طرح گزرتا ہی پڑتا ہے لیکن دنیاوی حالات سے گزرنے کے لیے محسوس تدابیر پر عمل کرنا لازمی ہوتا ہے۔ وہ اعلیٰ میں عارضی طور پر دشمنوں سے غافل ہو گئے تھے۔ اس لیے دشمنوں نے شیوانی کو اغوا کرنے کا موقع حاصل کر لیا تھا۔ اب وہ محتاط رہنے لگے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے کے چند ٹیلی پیٹھی جاننے والے خیال خوانی کے ذریعے ان کی نگرانی کرتے رہتے تھے۔

شیوانی کی زوجگی قاہرہ کے ایک اسپتال میں ہونے والی تھی۔ وہ دریاغئے نیل کے ساحل پر ایک خوبصورت سے جنگل میں رہ رہے تھے۔ شام کو شیوانی اسپتال میں داخل ہونے والی تھی۔ یہ توقع تھی کہ صبح تک ماں بن جائے گی۔ ابھی وہ اپنے جنگل کے بیڑ پر لیٹی ہوئی تھی۔ پورس کو دافنی طور پر حاضر ہوتے دیکھ کر بولی "آئی دیر تک خیال خوانی نہ کیا کرو۔ میں تمہاری موجودگی میں بھی تنہائی محسوس کرنے لگتی ہوں۔"

وہ بولا "میں تقریباً نو ماہ سے تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہیں اسکاٹ لینڈ یا رڈوالوں کی قید سے رہائی دلانے کے بعد میں پھر کسی اہم معاملہ میں خود کو مصروف نہیں رکھا ہے۔ وہ بیچارے تھری بے اب تک وہاں قیدی بنے ہوئے ہیں۔ انہیں بھی جلد رہائی دلانے کے سلسلے میں تسلیاں دے رہا ہوں لیکن عملی طور پر کچھ نہیں کر رہا ہوں۔"

"میں نے کچھ کرنے کے لیے منع نہیں کیا ہے مگر ایسی حالت میں مجھے زیادہ دور تھما نہ چھوڑا کرو۔ میرے دل میں عجیب عجیب سے خیالات آتے ہیں۔ گھبراہٹ سی ہونے لگتی ہے۔"

"تم بڑی دلیری سے عملی زندگی گزارا کرتی ہو۔ دشمن حالات کا مقابلہ کرتی رہی ہو۔ بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کرتی رہی ہو۔ تعجب ہے "اندر کی گھبراہٹ پر قابو نہیں پاری ہو۔ تم ضرور انٹی سیدمی بنائے رہتی ہو۔"

وہ اس کا ہاتھ تمام سر پہ "مجھے ذرا ڈانے خواب آتے ہیں۔ خواب دیکھنا یا نہ دیکھنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ کل رات میں نے دیکھا کہ تم سے دور ہوئی جا رہی ہو۔"

"تم فہمی ہو گئی ہو۔ تمہاری وہ مستقل مزاجی اور قوت ارادی کیا ہوئی؟ ایسے وقت قوت ارادی سے منفی خیالات کو ذہن سے نکالتی رہا کرو۔"

"آج رات میرے ساتھ اسپتال میں رہو گے نا؟"

"زچہ خانے میں شوہر کو جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ میں اسپتال کے وینٹنگ روم میں رہتے ہوئے خیال

خوانی کے ذریعے تمہارے اندر موجود رہوں گا۔"

"مجھے یہی سوچ کر حوصلہ ملتا ہے کہ ایسے وقت تم میرے اندر موجود ہو گے۔"

"صرف اتنا ہی نہیں" میں تمہیں غائب دماغ بنا رہی ہوں گا۔ تمہیں پتا ہی نہیں چلے گا کہ کن تکالیف سے گزر رہی ہو۔"

وہ خوش ہو کر بولی "بے شک یہ ٹیلی پیٹھی واقعی بڑی مفید شے ہے۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے خیال خوانی کرنے والا اور دور کی دوا کرنے والا جیون ساتھی ملا ہے۔"

"اب تمہیں مطمئن رہنا چاہیے۔ مجھے کچھ دیر خیال خوانی کرنے دو۔ انگلینڈ" اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ میں حالات بدل رہے ہیں۔ وہاں انڈر ورلڈ میں ایک بڑا سراسر ٹیلی پیٹھی جاننے والا مشنری مین حکومت کر رہا ہے۔ سمانے مجھے اس کے ماتحت کیری گرانٹ کے دماغ میں پھنسا دیا ہے۔ میں اس کے ذریعے مشنری مین تک پہنچنے کی کوشش کروں گا اور اب وقت آیا ہے کہ تھری بے کو قید سے رہائی دلا کر اسکاٹ لینڈ یا رڈ کے سراغریانوں کے لیے مشکلات پیدا کی جائیں۔ وہ ٹیلی پیٹھی جاننے والے سراغریاں انڈر ورلڈ میں حکومت کرنے کے لیے مشنری مین سے ٹکرا رہے ہیں۔ مجھے ان کے جھگڑوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔"

وہ پورس کے سینے پر سر رکھ کر بولی "تم میری وجہ سے کئی معاملات پر پوری توجہ نہیں دے رہے ہو۔ میں تمہیں خیال خوانی سے نہیں روکوں گی۔ تم جاؤ اور شام تک خیال خوانی کرتے رہو۔ شام کو ہمیں اسپتال جانا ہے۔"

اس نے شیوانی کو باریک سے الگ کیا۔ اسے بیڈ پر لٹایا پھر اس کے قریب لیٹ کر خیال خوانی کی پرواز کرنے لگا۔

انتباہ کے بعد کیری گرانٹ کے پاس آکر سو گئی تھی۔ وہ کھٹے کے بعد اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ اندھ کر بیٹھنے کی پھر اس نے ایک انگڑائی لیتے ہوئے ایک طرف دیکھا تو کھلے ہوئے سیف پر نظر پڑے ہی چونک گئی۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ جس تجوری میں پتھر بھرے ہوئے تھے وہاں نوٹوں کی گڈیاں اوپر سے نیچے تک دکھائی دے رہی تھیں۔

وہ بیڈ سے اچھلی اور دوڑتے ہوئے سیف کے پاس پہنچی۔ سیف میں ہاتھ ڈال کر بڑے نوٹوں کی ایک ایک گڈی اٹھا کر غور سے دیکھتے ہوئے یقین کرنے لگی کہ تمام نوٹ اصلی ہیں اور وہ نوٹ ہی ہیں۔ پتھر نہیں ہیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ تمام پتھر کتنی نوٹ کیسے بن گئے ہیں؟

وہ پھر دوڑتے ہوئے بیڈ کے پاس آئی۔ کیری گرانٹ کو

جھنجھوٹی ہوئی بولی "اے اٹھو! جو سوتا ہے، وہ کھوتا ہے مگر تم کھوتے نہیں ہو۔ تمہاری تقدیر چمک گئی ہے۔ پتھر سونا بن گیا ہے۔"

یوں جھنجھوٹنے کے باعث وہ بڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ بیٹھتی ہی تجوری کی طرف نظر گئی۔ اسے حیرانی نہیں ہوئی۔ وہ بھول گیا تھا کہ پہلے تجوری میں پتھر بھرے ہوئے تھے۔ وہ بولا "اگواڈا! میں سونے سے پہلے سیف کو بند کرنا بھول گیا تھا۔ پتا نہیں کیسے بے وقت نیند آگئی تھی۔"

وہ بیڈ سے اتر کر سیف بند کرنے آیا۔ انتباہ اس کے پیچھے آتے ہوئے بولی "تم چمک رہے تھے۔ میں تمہیں جھوٹا سمجھ رہی تھی۔ مجھے یہاں دولت نظر نہیں آئی۔ پتھر کی پتھر کھائی دے رہے تھے۔ مجھے ایک نوٹ دو۔ میں ہاتھ میں لے کر پھر یقین کرنا چاہتی ہوں۔ کبھی کبھی آنکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آتا۔"

اس نے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی اسے دے کر سیف کو بند کیا پھر کہا "اسے گنتی رہو اور دیکھتی رہو۔ یقین ہو جائے تو بیڈ پر چل آنا۔"

وہ خوش ہو کر بیڈ کے پاس آئی۔ اس نے گڈی کو کھول کر اس کے تمام نوٹ بستر پر پھیل دیے پھر بیٹھے ہوئے نوٹوں کے پھونکنے پر چاروں شانے جت ہو گئی۔

پورس تھری بے کے پاس پہنچ گیا۔ بے کا فو" بے فلو اور بے سامو کو اسکاٹ لینڈ کے تین الگ الگ جنگلوں میں قید کیا گیا تھا۔ ان تین جنگلوں کے اندر اور باہر لوگ جانے والے سب گارڈز دن رات پھرا دیتے رہتے تھے۔ ان تینوں پر تنوی عمل کر کے انہیں معمول بنایا گیا تھا۔ وہ تینوں ان گئے حکم کے بغیر ایک دوسرے کے دماغ میں نہیں جاسکتے تھے۔ وہ ہمیشہ سے آپس میں گہرے دوست رہے تھے۔ اب اتنے مجبور ہو گئے تھے کہ محبت سے ایک دوسرے کی خیریت معلوم نہیں کر سکتے تھے۔

پورس بے کا فو کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا "میں کیا کروں؟ یہاں سے فرار ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ہمیں اس بری طرح شکنجے میں رکھا گیا ہے کہ ہم تینوں دوست ایک دوسرے سے خیال خوانی کے ذریعے بھی بات نہیں کر سکتے ہیں۔ اسکاٹ لینڈ کے نئے ٹیلی پیٹھی جاننے والے عامل اور حاکم بن کر ہم پر حاوی رہتے ہیں ہم ان کے غلام بن کر رہ گئے ہیں۔"

پورس اس کے اندر "بے" سے تسلیاں دے سکتا تھا لیکن یہ سمجھتا تھا کہ اسکاٹ لینڈ کا نوٹ نہ کوئی ٹیلی پیٹھی جاننے

والا سراغریاں اس کے اندر موجود رہتا ہوگا۔ اس نے بے کا فو کو مخاطب نہیں کیا۔ اس کے بعد بے فلو اور بے سامو کے اندر بھی جا کر خاموشی سے ان کے خیالات پڑھتا رہا پھر وہ وہاں کے ڈائریکٹر جنرل کے پاس پہنچ گیا۔

وہ بند کمرے میں چند اہم اور اعلیٰ افسران کے ساتھ بیٹھا ہوا ایک اہم معاملے پر بحث کر رہا تھا۔ ان تمام اعلیٰ افسران کو پتا ناگزیر کر کے ان کے دماغوں کو لاک کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنے ایک نہایت ذہین اور تجربہ کار ٹیلی پیٹھی جاننے والے سراغریاں مارشل ٹی ٹو کو ٹیلی پیٹھی کے شعبہ میں ہیڈ آف وی ٹیپارٹمنٹ بنایا تھا۔ صرف مارشل ٹی ٹو ہی اپنے اہم اعلیٰ افسران کے اندر وہ کران کی نگرانی کرنا رہتا تھا اور وہاں کے تمام اہم معاملات میں شریک رہا تھا۔ اس وقت بھی وہاں ان کے درمیان خیال خوانی کے ذریعے موجود تھا۔ وہاں نئے ٹیلی پیٹھی جاننے والے پیدا ہونے لگے۔ اسکاٹ لینڈ یا رڈ کے ڈی جی نے کہا "ان نئے ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے نام اور بے معلوم کرنا چاہیے۔ ہمارے سراغریاں اگر کوشش کریں تو ان سب کے اندر پہنچ سکتے ہیں۔"

دوسرے افسر نے کہا "ان کے اندر پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی کمزوریاں معلوم کی جائیں۔ ہمارے ٹیلی پیٹھی جاننے والے وہاں کے اکابر بن اور فوج کے اعلیٰ افسروں کے دماغوں میں پہنچ رہے ہیں لیکن خاص افسران کے دماغوں کو لاک کر دیا گیا ہے۔"

مارشل ٹی ٹو نے کہا "اصل کارنامہ یہی ہوتا ہے کہ جن کے دماغوں میں جگہ نہیں ملتی، ان دماغوں میں سڑک بنائی جائے۔ ہمارے کمائڈر سے کہا جائے کہ وہ اپنے ماتحت ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو اس سلسلے میں گائیڈ کرے۔"

ایک اور ذہین تجربہ کار ٹیلی پیٹھی جاننے والے سراغریاں کو تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کا گائیڈ یا کمائڈر بنایا گیا تھا۔ اسے کمائڈر ہائیڈ کا جانا تھا۔ اس نے کہا "میں اسی لائن آف ایکشن پر کام کر رہا ہوں لیکن ہم جن کی کمزوریاں معلوم کریں گے، انہیں اسی لمحہ میں ٹرپ کرنے کے لیے ہمارا وہاں موجود رہتا ضروری ہے۔ ایسے وقت اپنے آگے کاروں سے کام نہیں لیا جاسکتا۔"

ڈی جی نے کہا "ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے ٹیلی پیٹھی جاننے والے اس ادارے سے باہر جائیں۔ باہر جانے والوں کو اکثر ٹرپ کر لیا جاتا ہے۔ یا چھپ کر گولی ماری جاتی ہے۔ ہم اپنے ایک بھی ٹیلی پیٹھی جاننے والے کو کھوتا نہیں چاہتے۔"

کمانڈر ہائیڈ نے کہا ”ہمت بڑی کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے بہت بڑا خطرہ مول لینا پڑتا ہے۔ کچھ قربانیاں دینی پڑتی ہے۔ ہم اپنی چار دیواری میں بیٹھ کر بڑے بڑے میدان نہیں جیت سکیں گے۔ میں اپنے چار قابل اعتماد ٹیلی پیچی جاننے والوں کو فرانس بھیجنا چاہتا ہوں۔ وہ وہاں بڑی رازداری سے کام کریں گے۔ کبھی خود کو ٹیلی پیچی جاننے والوں کی حیثیت سے ظاہر نہیں کریں گے۔“

مارشل ٹی ٹی نے کہا ”بے شک نو ریسک نو گیم۔ خطرہ مول لیے بغیر جاسوسی کارنامے انجام نہیں دیے جاسکتے۔ میں مسٹر ہائیڈ کی تائید کرتا ہوں۔“

دوسرے دو عہدیداروں نے بھی تائید کی۔ ڈی جی نے کہا ”ٹھیک ہے۔ ہم ریسک لیں گے۔ تم اپنے چار قابل اعتماد ماتحتوں کو جب چاہو فرانس بھیج سکتے ہو۔“

بابا صاحب کے ادارے سے کچھ سوچ سمجھ کر ہی مشین کے نقشے دوسرے ملکوں میں پہنچائے جا رہے تھے۔ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ جہاں بھی رازخوار مشین کے ذریعے نئے ٹیلی پیچی جاننے والے پیدا کیے جائیں گے وہاں ہم اور ہمارے ماتحت ان کے دماغوں میں جگہ بناتے رہیں گے۔ اب تک جہاں بھی مشین تیار کی گئی تھیں، ہم وہاں کے تمام خیال خوانی کرنے کے اندر گھسے ہوئے تھے۔ صرف امریکا میں جو مشین تیار کی گئی تھی اس سے ہم بے خبر رہے تھے۔ ہمیں بہت بعد میں معلوم ہوا تھا کہ انہوں نے دس ٹیلی پیچی جاننے والوں کو کہیں زیر زمین چھپا کر رکھا ہے اور نہ جانے کتنے خیال خوانی کرنے والے پیدا کر چکے تھے۔

وہاں کے حالات معلوم کرنے اور وہاں کے معاملات سے نمٹنے کے لیے ٹائی کو بھیجا گیا تھا۔ اس کا ذکر آئندہ ہونے والا ہے۔ فی الحال پورس کا ذکر ہے۔ وہ بابا صاحب کی پلاننگ کے مطابق اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ٹیلی پیچی جاننے والے سراغرساؤں کے اندر اس وقت سے جگہ بنا رہا تھا جب وہ یہ علم سیکھنے کے لیے مشین سے گزرتے رہے تھے۔ پارس نے بھی روس اور اسرائیل میں یہی کیا تھا۔ اب پورس اسکاٹ لینڈ کے سراغرساؤں کے اندر رہ کر فرانس کے سنے خیال خوانی کرنے والوں کے اندر پہنچنا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے لیے اب تھری جے کی رہائی لازمی ہو گئی تھی۔

اس نے کمانڈر ہائیڈ کے خیالات سے ان چار ٹیلی پیچی جاننے والوں کے نام معلوم کیے پھر ان میں سے تین کے اندر پہنچ کر مختصر سا توہمی عمل کیا۔ ان کے دماغوں میں یہ بات نقش کی کہ جب وہ مخصوص سکیٹل ان کے اندر پہنچائے گا تو وہ

اپنا لب و لہجہ بھول جائیں گے اور تھری جے کے لمبے میں سوچنے اور بولنے لگیں گے۔

اسی طرح اس نے بے کافو بے فلو اور بے سامو کے دماغوں میں ان تین سراغرساؤں کے لب و لہجوں کو نقش کیا اور حکم دیا کہ جب وہ ان کے اندر مخصوص سکیٹل پہنچائے گا تو وہ اپنا لب و لہجہ بھول کر ان سراغرساؤں کے انداز میں سوچنے اور بولنے لگیں گے۔

ان تینوں کے ہنگوڑ کے اندر اور باہر جتنے پوگا جانے والے مسلح گارڈز تھے ان کے دماغوں میں ایک ٹیلی پیچی جاننے والا سراغرساں مخصوص لب و لہجہ کے ذریعے آکر یہ معلوم کرتا رہتا تھا کہ وہ سب ڈیوٹی کے دوران میں مستعد ہیں یا نہیں؟

پورس نے ان تھری جے کو پوگا جانے والے مسلح گارڈز کے اندر پہنچایا انہیں تائید کی کہ وقت ضرورت وہ ان کے دماغوں میں گھس کر فرار کا راستہ بتائیں گے۔ انہیں اس طرح ٹیپ کریں گے کہ اسکاٹ لینڈ والوں کو کسی طرح کا شبہ نہیں ہوگا۔

ایک پلانٹ کو یہ فستے داری دی گئی تھی کہ وہ آدھی رات کے بعد ان چار سراغرساؤں کو وہاں سے لے کر فرانس کے ایک ساحلی علاقہ میں پہنچائے گا۔ ایک اعلیٰ عہدیدار اس پلانٹ سے فون کے ذریعے گفتگو کر رہا تھا۔ پورس اس کے اندر موجود تھا۔ اس نے اس عہدیدار کے چور خیالات نہیں بڑھے تھے۔ وہ ریسپورڈر رکھ کر اپنے دفتر کا ایک ضروری کام کرنے لگا تو وہ اس کے خیالات بڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

اس وقت اس نے اس عہدیدار کے اندر ایک انجینی کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا ”میں نے پلانٹ کے دماغ میں جگہ بنائی ہے لیکن میں مارشل ٹی ٹی اور کمانڈر ہائیڈ کے دماغوں میں پہنچنا چاہتا ہوں۔ میں نے تمہیں سمجھایا تھا کہ ان کی کھانے پینے کی کسی چیز میں اعضاء کی کمزوری کی دوا ملاؤ مگر اتنا سا کام تم نے ابھی تک نہیں کیا ہے۔“

وہ بولا ”اس میں وقت لگے گا۔ وہ دونوں گھریلو زندگی میں گزارتے ہیں۔ ان کے بپوی بیٹے ہوتے تو ان کے ذریعے ان کے کھانے میں کچھ ملایا جاسکتا تھا۔ اب ایسا کیسے ٹیٹو گید رہا رہی میں کیا جاسکتا ہے۔“

”جب تک تمہیں ایسا موقع نہ ملے“ تم دوسرے ٹیلی پیچی جاننے والوں کو اعضاء کی کمزوریوں میں مبتلا کر سکتے ہو۔“

”میں ایسا کر رہا ہوں۔ میں نے آج رات دو ٹیلی پیچی جاننے والے سراغرساؤں کو اپنے گھر میں ڈنر کے لیے بلایا

ہے۔ وہ دونوں کمزوری میں مبتلا ہو کر بستر پر پڑے رہیں گے۔ تم انہیں سنبھالو گے کچھ پر کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیے۔“

”ٹھیک ہے۔ میں پھر آؤں گا۔ میری آمد تک بھول جاؤ کہ تم میرے معمول ہو۔ تمہارے ڈنر کے وقت آؤں گا۔ تم ان دونوں کو ضرور شریک کرو گے۔“

وہ چلا گیا۔ پورس نے اس کے خیالات سے معلوم کیا کہ اس کے جاتے ہی وہ اس انجینی ٹیلی پیچی جاننے والے کو بھول گیا ہے۔ اس کے اپنے اسکاٹ لینڈ کے سراغرساں بھی اس کے چور خیالات بڑھ کر یہ معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ اس کے اندر کوئی انجینی ٹیلی پیچی جاننے والا آیا کرتا ہے پورس سوچنے لگا، وہ کون ہو سکتا ہے؟

اس نے پارس کو مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا ”کیسے ہو؟ شیوانی خیریت سے ہے؟“

”ہم دونوں خیریت سے ہیں۔ قاہرہ کے وقت کے مطابق وہ کل صبح تک ماں بن جائے گی۔ میں باپ کھانا لگوں گا اور تم چچا جان!۔“

”مبارک ہو۔ شیوانی کے ساتھ بہت لمبا عرصہ گزار رہے ہو۔ جب کہ یہ ہم دونوں کے مزاج کے خلاف ہے۔ ہم یکسانیت سے آتا جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیوانی بھائی کچھ زیادہ ہی پر کشش ہے۔ اس کا جاووسر چڑھ کر بول رہا ہے۔ کیا بچے کی پیدائش کے بعد چوہا باندی سنبھالو گے؟“

”یارا کیوں طعنے دے رہے ہو۔ میں جناب تیریزی کی ہدایات پر عمل کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ شیوانی کی زندگی تک مجھے اس کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اس کے بعد شیوانی کو ادارے میں بلایا جائے گا۔ تم اپنی سناؤ۔ پچھلے بار کوٹا سے روٹاں ہو رہا تھا۔ اب کون ہے؟“

”کوئی نہیں ہے اور نہ ہی کسی سے رومانس کا ارادہ ہے۔ کوٹا زبردست ہے۔ دل سے لگی ہوئی ہے۔ میری قسمت بھی عجیب ہے۔ بہت عرصہ میلے البا سے محبت ہوئی تھی تو وہ بھی دل میں سما گئی تھی مگر وہ خود غرض ہے۔ یہ سب ہی جانتے ہیں۔ کوٹا بھی اس کی ڈیلیٹ ہے۔ اسی کی طرح کمزوری اور خود غرض۔ میں اس سے شادی کرنے اور بچے پینے کرنے کی غلطی نہیں کروں گا۔ وہ جب تک دوست بن کر رہے گی میں دوستی نبھائوں گا مجھے نقصان پہنچانا چاہیے گی تو اپا کی طرح مسائل اور مصائب میں مبتلا ہوئی رہے گی۔ بہر حال یہ بتاؤ میری یاد کیسے آگئی؟“

”میں نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ایک عہدیدار کے اندر ایک انجینی ٹیلی پیچی جاننے والے کی باتیں سنی ہیں۔ میں

تمہیں اس کالب و لہجہ سنا رہا ہوں۔“

پورس نے اس کے لب و لہجہ کی نقل کی۔ پارس نے کہا ”یہ لب و لہجہ میرے لیے بھی نیا اور میرے لیے بھی اجنبی ہے۔ ٹائی اور بابا وغیرہ سے پوچھو۔“

پورس نے سوتیا سے رابطہ کیا ”ہائے ماما! میں پورس بول رہا ہوں۔“

وہ بولی ”ہائے میری جان! میرے بیٹے! شیوانی کیسی ہے؟“

”خیریت سے ہے۔ صبح اس کے ماں بننے کی خوشخبری سناؤں گا۔ کیا آپ اس لب و لہجہ کے ٹیلی پیچی جاننے والے کو جانتی ہیں؟“

اس نے سوتیا کو وہ لب و لہجہ سنایا۔ وہ بولی ”یہ کوئی نیا ٹیلی پیچی جاننے والا ہے۔ ہم تقریباً تمام دوستوں اور دشمنوں کے لب و لہجوں سے واقف ہیں۔ فی الحال جو بھی نیا ٹیلی پیچی جاننے والا ہماری معلومات کے احاطے میں آئے گا وہ امریکی ہوگا۔ یہ لوگ بہت پر اسرار رہنے کی کوششیں کر رہے ہیں مگر اتنا تو معلوم ہو چکا ہے کہ دس خیال خوانی کرنے والوں کو انڈر گراؤنڈ رکھا گیا ہے۔ ہمیں وقت لے گا تو زمین کھود کر انہیں باہر نکال لائیں گے۔“

”شکریہ ماما! اتنی معلومات کافی ہیں میں اس انجینی سے نمٹ لوں گا۔“

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ شام ہو چکی تھی۔ شیوانی اسپتال جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ وہ بھی لباس تبدیل کرتے ہوئے بولا ”اللہ نے چاہا تو بالکل نارمل ڈیوری ہوگی۔ تمہیں پہلی بار ماں بننے کی سرسری حاصل ہوئی گی۔“

”تمہارے لیے تو باب بننے کی خوشی ہی نہیں ہوگی۔ پتا نہیں ماضی میں کتنے بچوں کے باپ بن چکے ہو۔ کیا وہ بچے تمہیں یاد ہیں۔“

”وہ زندہ ہوتے تو یاد رہتے۔ اللہ نے چاہا تو تم سے ہونے والا بیٹا سلامت رہے گا۔ تم دیکھ رہی ہو کہ میں اسی بچے کی حفاظت اور سلامتی کے لیے دن رات تمہارے ساتھ رہتا ہوں۔“

”میں جانتی ہوں۔ تم مجھ پر اور ہونے والے بچے پر بہت توجہ دے رہے ہو۔ اب اسپتال پہنچ کر تمہیں ساری دنیا کو بھولنا ہوگا۔ تم صرف میرے دماغ میں رہو گے۔“

وہ دونوں کار میں بیٹھ کر اسپتال کی جانے لگے۔ پورس نے کہا ”میں تھری جے اور اسکاٹ لینڈ یارڈ کے معاملات میں ملوث ہو گیا ہوں۔ ان معاملات سے پوری طرح نمٹنا ہوگا پھر

وہاں ایک امریکی ٹیلی بیٹھی جانے والا مداخلت کر رہا ہے۔
مجھے اس کے اندر پہنچنے کا راستہ بھی تلاش کرنا ہے۔ ان کے
علاوہ مسزٹی میں اور کیری گرانٹ پر بھی توجہ دینی ہے۔
”تم بیک وقت اتنی ساری مصروفیات میں کیوں الجھ گئے
ہوئے کیا بھول گئے تھے کہ صبح تک میرے ساتھ رہنا ہے۔“
”میں تمہارے ساتھ رہوں گا مگر وہاں بھی مصروف رہنا
ہوگا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تم سے غافل نہیں رہوں گا۔“
وہ ہسپتال پہنچ گئے۔ اس نے کہا ”میں یہاں تک
تمہارے ساتھ آیا ہوں مگر مجھے میسر نہیں وارڈ میں جانے کی
اجازت نہیں دی جائے گی یہاں دوسری دوا میں بننے والیاں
بھی اپنے شوہروں اور عزیزوں کے بغیر تمازا چلی کے لیے جانی
ہیں تم بھی حوصلے سے جاؤ۔“
”تم یہاں ویننگ دوم میں بیٹھ کر اور میرے دماغ میں
رہو گے۔“

”میں ویننگ دوم میں بیٹھ کر مسلسل خیال خوانی کے
ذریعے تمہارے اندر رہوں گا تو لوگ مجھے سوالیہ نظروں سے
دیکھتے رہیں گے۔ میں وقفے وقفے سے تمہارے اندر آنا جانا
رہوں گا۔“

ایسے وقت سونیا نے کہا ”شیوانی! یہ ایسی جگہ ہے جہاں
مرد اپنی عورت کو زندگی اور موت کے درمیان جنگ لڑنے
کے لیے تما چھوڑ دیتا ہے۔ پورس کو زچگی کے وقت تمہارے
اندر نہیں رہنا چاہیے۔ یہ بے حیائی ہے۔ میں تمہارے اندر
رہ کر تمہیں غائب دماغ بنا کر تکالیف سے نجات دلاؤں گی۔
پورس کو یہاں سے جانے دو۔“

پورس نے خوش ہو کر کہا ”اس سے زیادہ تحفظ والی بات
اور کیا ہو سکتی ہے۔ ماما تمہارے ساتھ رہیں گی۔ میں بھی
تمہارا خیال رکھوں گا۔ جاؤ۔“

وہ سر جھکا کر میسرینی وارڈ میں چلی گئی۔ اسکاٹ لینڈ کے
وقت کے مطابق آٹھ بج کر چالیس منٹ ہوئے تھے۔ دو ٹیلی
بیٹھی جانے والے سراسر غماں اپنے اعلیٰ عہدیدار کے گھر ڈر
کے لیے آئے تھے۔ ان تینوں کے درمیان اچھی خاصی دوستی
تھی۔ وہ اپنے سے بڑے عہدیدار پر شبہ نہیں کر سکتے تھے پھر
انہوں نے کھانے سے پہلے عہدیدار کے چور خیالات بڑے
تھے۔ وہ انجینی ٹیلی بیٹھی جانے والا اس کے چور خیالات کے
خانے پر پوری طرح حاوی تھا۔ انہیں سازش کا پتا نہ چلا۔
اعصابی کمزوری کی دوا ان کے حلق سے نیچے آئی تھی۔ انہوں
نے کھانا چھوڑ دیا۔ بیٹھنے کے قابل نہیں رہے۔ ایسے میزبان

کے سہارے چلتے ہوئے ایک بیڈ پر آکر لیٹ گئے۔ کمزوری
کے باعث جلد ہی انہیں نیند آگئی۔
اس انجینی نے عہدیدار سے کہا ”میں ان دونوں کو چپا
ٹاؤ کر کے چارہا ہوں۔ میرے جانتے ہی تم پکے کی طرح مجھے
اور میرے توہمی عمل کو بھول جاؤ گے۔“
وہ چلا گیا۔ پورس کو یقین تھا کہ وہ ان دونوں کے دماغوں
میں رہ کر توہمی عمل میں مصروف رہے گا۔ لہذا اس نے
عہدیدار کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پورس کی مرضی سے
ریسیور اٹھا کر کمائڈر ہائیڈ کے نمبر ڈائل کیے پھر رابطہ ہونے پر
آواز بدلی کر کہا ”تم ٹیلی بیٹھی کا بہت مضبوط قلعہ بنا رہے ہو۔
یہ خوش قسمتی ہے کہ تمہارے اندر کوئی نہیں آسکے گا۔“
وہ ناگوار سے بولا ”تم کون ہو؟ طعنے نہ دو۔ کام کی بات
کرو۔“

”کام کی بات یہ ہے کہ امریکی ٹیلی بیٹھی جانے والے
بڑی سرگرمی سے تم لوگوں کے اندر سرنگ بنا رہے ہیں۔ ان
میں سے ایک نے تمہارے اعلیٰ عہدے دار اے ڈی کی کو
اپنا معمول بنایا اور تمہیں خبر نہ ہوئی۔“
”تم کو اس سرگرمی سے میں دو گھنٹے پہلے۔ اے ڈی کی کے
خیالات پڑھ چکا ہوں۔ اسے کسی سے نہ چھپ نہیں کیا ہے۔“

”میرا مشورہ ہے، ابھی اپنے دو سراسر غماںوں بہری اور
جیری کے دماغوں میں جاؤ پھر تم مجھے اپنا دوست سمجھنے لگو
گے۔“

پورس نے فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ جیری کے دماغ میں
پہنچ گیا۔ وہ انجینی اس پر توہمی عمل کر رہا تھا۔ ایسے وقت
کمائڈر ہائیڈ کی غرائی ہوئی آواز سنائی دی ”کون ہو تم؟ میرے
جاسوس کے اندر کیسے پہنچ گئے ہو؟“

انجینی چپ رہا۔ اسی کا عمل مکمل نہیں ہوا تھا۔ اس
نے کہا ”کمائڈر! میں تمہیں آواز سے پہچانتا ہوں۔ کسی دن
تمہارے اندر بھی پہنچنے والا ہوں۔ پالی داوے تمہیں کیسے
معلوم ہوا کہ میں تمہارے اس ماتحت کے اندر جگہ بنا رہا
ہوں۔“

”مجھ سے کوئی سوال نہ کرو۔ میرے سوال کا جواب دو۔“
”تم کون ہو؟“

”چوری چھپے آنے والے اپنا نام اور پتا نہیں بتاتے۔“
”میں سمجھ گیا ہوں تم ہمارے ویرینہ دشمن پورس ہو۔“
پورس یہ الزام اٹھانا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے جیری کی

زبان سے کہا ”کمائڈر! یہ امریکی ٹیلی بیٹھی جانے والا ہے۔“
انجینی نے کہا ”ٹوشٹ! آپ میں پورس ہوں۔“
جیری نے کہا ”مگر پورس ہو تو ابھی توہمی عمل کرتے
ہوئے یہ حکم کیوں دے رہے تھے کہ مجھے امریکی حکومت کا
دفاڈر بن کر رہنا ہوگا۔“
انجینی نے کہا ”تم کے جھوٹے ہو۔ میں نے تمہیں ایسا
کوئی حکم نہیں دیا تھا۔“
کمائڈر نے کہا ”ٹوشٹ! آپ میں ابھی حقیقت معلوم
کرتا ہوں۔“

پورس فوراً ہی جیری کے چور خیالات والے خانے پر چھا
گیا۔ کمائڈر وہاں پہنچ کر خیالات پڑھ رہا تھا۔ اسے یہی معلوم
ہو رہا تھا کہ اس انجینی نے ابھی اسے امریکی حکومت کا وفا دار
بن کر رہنے کا حکم دیا تھا۔

کمائڈر نے انجینی سے کہا ”تمہارے جیسے دس امریکی ٹیلی
بیٹھی جانے والوں کا بچہ کھل چکا ہے۔ تم لوگوں کو زندہ زمین
میں دفن کیا گیا ہے۔ تم سب اپنی قبروں سے نکل کر ہمارے
اندر سرنگ بنانا چاہتے ہو۔ ہم نے تمہاری یہ پہلی کوشش
ناکام بنا دی ہے۔ اپنی مسزٹی چاہتے ہو۔ تو ہم سے دور رہو۔
ورنہ ہم تمہاری قبروں میں سرنگ بنا کر پہنچ جائیں گے۔“

کمائڈر نے اپنے دو ماتحتوں کو بلا کر کہا ”ایک امریکی ٹیلی
بیٹھی جانے والا بہری اور جیری کو اپنا معمول بنانا چاہتا ہے۔
تم مسلسل ان دونوں کے اندر رہو۔ ہم ان کا برین واش
کر کے انہیں ٹیلی بیٹھی کے علم سے خالی کر دیں گے پھر یہ
دونوں امریکیوں کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھیں گے۔“

انجینی نے کچھ نہیں کہا۔ وہ امریکی ٹیلی بیٹھی جانے والا
نمبر تھری تھا۔ ناکام ہو کر چلا گیا۔ اب بہری اور جیری کے
خیالات سے کمائڈر کو معلوم ہونے والا تھا کہ ان کا اعلیٰ
عہدیدار ڈی ٹی جی نمبر تھری کا آلہ کار بن گیا تھا۔ شاید اس کا بھی
برین واش ہونے والا تھا۔

پورس دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ ایسے وقت سونیا نے
اس کے پاس آکر کہا ”شیوانی! اب نادرل ہو رہی ہے۔ اس
کی یہ حالت کب سے ہے؟“

”یہ چند دنوں سے کہہ رہی ہے کہ ڈاؤ نے خواب
دیکھ رہی ہے۔“
”اب تو یہ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے اور کہہ رہی
ہے۔ یہی بوڑھا ہے۔ یہی اس کے خوابوں میں آتا رہتا ہے۔
اس سے کہتا رہتا ہے کہ ماں بن جا پھر وہ آئے گا اور اسے بچے

کے ساتھ لے جائے گا۔“
”وہ ایسے ہی بے سگ خواب دیکھنے لگی ہے۔“
”میری باتوں پر غور کرو۔ وہ خواب نہیں دیکھ رہی ہے
کھلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی ہے۔ اس کے خیالات سے
پتا چل رہا ہے اس بوڑھے کا چہرہ جھروں سے بھرا ہوا ہے۔
یوں لگتا جیسے پتھر کے گلدوں کو جوڑ جوڑ کر اس کا چہرہ بنایا گیا
ہے۔ میں اس کے اندر رہ کر اس خیالی تصویر کو دیکھ رہی
تھی۔ تب اچانک اسی بوڑھے کا قبضہ اس کے اندر سنائی
دیا۔“

”ماما! آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ یہ خواب و خیال نہیں
ہے کوئی اس کے اندر موجود ہے۔ آپ نے اس کے اندر
قبضہ سنا ہے؟“

”میں یہی کہہ رہی ہوں۔ پہلے یقین نہیں آیا کہ واقعی
میں نے شیوانی کے اندر وہ قبضہ سنا ہے۔ میں انتظار کرتی رہی
پھر مجھے ایک بوڑھے کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ میں آ رہا
ہوں۔ جان دے۔ جان سے پارا بچو دے۔“

پورس فوراً ہی شیوانی کے اندر پہنچا۔ وہ بڑے کرب میں
بتلا تھی۔ سونیا نے پورس سے کہا ”زچگی ہونے والی ہے۔
تمہیں ایسے وقت یہاں نہیں رہنا چاہیے۔ یہاں سے چلو۔“
”ماما! آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ شیوانی کو اس حالت میں
تما چھوڑ دوں۔“

”یہ تما نہیں ہے۔ میں نے ثانی اور منی کو اس کے
اندر پہنچایا ہے۔ وہ دونوں اسے سنبھال رہی ہیں۔ ہمارے
ادارے کی دوسری خیال خوانی کرنے والی خواتین بھی آ رہی
ہیں۔ اب یہاں سے چلو زچگی کے بعد چلے آؤ۔“

وہ شیوانی کے دماغ سے نکل آیا۔ سونیا واپس شیوانی
کے پاس چلی گئی۔ وہ یہ معلوم کر کے پریشان ہو گیا تھا کہ شیوانی
کے اندر کوئی غیبی بوڑھا گھس آیا ہے۔ وہ کون ہے؟
اچانک کہاں سے آیا ہے؟

کبھی کسی بوڑھے سے کوئی دشمنی نہیں ہوئی تھی پھر ایسا
بوڑھا جو ٹیلی بیٹھی جانتا ہے۔ ایسا کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والا
ہماری معلومات کے احاطے میں نہیں تھا۔
ایسے وقت پورس نے پرانی سوچی کی لمبوں کو محسوس کیا
پھر پوچھا ”کون ہے؟“

بائرن ٹوڈ نے ہنسنے ہوئے کہا ”ہم نے سوچ رکھا تھا کہ
شیوانی کی زچگی کے وقت حملہ کر کے اندرے اور سامن کی
موت کا بدلہ لیں گے لیکن یہاں تو تماشا ہی کچھ اور ہے۔ وہ
بوڑھا کون ہے؟“

پورس نے کہا ”یکواس مت کرو۔ تم لوگ ایک بوڑھے کی آواز اور لہجے میں بول کر شیوانی کو دہشت زدہ کر رہے ہو۔“

”ذرا عقل سے سوچو۔ ہم تو انتقام لیتا ہی چاہتے ہیں۔“

صاف طور سے کہہ رہے ہیں۔ شیوانی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے پھر ہم ایک بوڑھے کی طرح ایسی حرکتیں کیوں کریں گے۔ ہمیں صرف اتنا بتا دو کیا کسی بوڑھے ٹیلی پیٹھی جاننے والے سے تمہاری دشمنی ہے؟“

پورس نے کہا ”ہمارے خاندان میں کوئی کسی سے دشمنی نہیں کرتا ہے لوگ حسد جلن کے باعث برتری حاصل کرنے کے لیے ہمارے دشمن بننے رہتے ہیں۔ میں کسی دشمن بوڑھے کو نہیں جانتا ہوں۔ پتا نہیں یہ کہاں سے آیا ہے۔ میری مامی ضرور اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم کریں گی لیکن ہم سب شیوانی کے لیے پریشان ہیں۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں دشمنی سے باز آ جاؤ۔“

”ہم باز آچکے ہیں۔ ہم تو متاثر دیکھ رہے ہیں۔ وہ بوڑھا شیوانی کو نہیں چھوڑے گا۔ وہ بوڑھاپے میں بھی زبردست ہے۔ سانس روک کر ہماری سوچ کی لہروں کو بھگا دیتا ہے۔ تم اسے کیسے بھگاؤ گے؟“

پورس تڑپ کر خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا شیوانی کے اندر پہنچ گیا۔ وہ ماں بن چلی تھی اس نے ایک بیٹے کو جنم دیا تھا۔ زندگی کے بعد آرام آتا جا ہیے مگر وہ جنیں مار رہی تھی۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ بوڑھا اپنے پتھر لیے چرے سے ایک ایک پتھر نوچ کر نکال رہا ہے اور شیوانی کو مار رہا ہے۔ ان پتھروں سے اس کے دماغ کو چوٹیں لگ رہی ہیں لیکن پورس سونا، ٹانی اور قسمی سب ہی سمجھ رہے تھے کہ وہ بوڑھا خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ پر ضربیں لگا رہا ہے۔

ایسے وقت سب نے مل کر شیوانی کے دماغ پر قبضہ بنایا تاکہ بوڑھے کی ٹیلی پیٹھی بے اثر ہو جائے لیکن اس نے پہلے سے شیوانی کے دماغ کو شے میں کس لیا تھا۔ پتا نہیں اس کے ساتھ بھی کتنے ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کی قوت تھی۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔

میں اس میدان کا پراٹا کھارہی ہوں۔ سو طرح کے جھٹکنڈے جانتا ہوں۔ میں طرح طرح سے کوششیں کرنے لگا۔ حیران ہونے لگا۔ میرا کوئی حربہ کام نہیں آ رہا تھا۔ شیوانی بری طرح غدا ب میں مبتلا تھی۔ اب تب میں جیسے ہت ہار کر دم توڑنے والا تھی۔ ایسے ہیقت مکار نے اپنا سونا سے مکاری

دکھائی۔ چیخ کر بولی ”بچہ کہاں ہے؟ بڑھے بد معاش ہمارا بچہ کہاں ہے؟“

بوڑھے نے شیوانی کو چھوڑ کر ایک وارڈ بوائے کے اندر آ کر شیوانی کے پاس رکھے ہوئے پالنے کو دیکھا۔ وہ خالی تھا۔ وہ چیخ کر بولا ”بچہ کہاں ہے؟ تم لوگ مجھے دھوکا دے رہے ہو۔ میں کہتا ہوں۔ بچے کو واپس لاؤ۔ نہیں تو میں اس کی ماں کو مار ڈالوں گا۔“

سونیا نے پوچھا ”کیا تمہیں بچہ مل جائے گا تو تم شیوانی کو چھوڑ دو گے؟“

”یکواس مت کرو۔ مکار عورت میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔ تو سونا ہے۔ میری طاقت کے سامنے تیری مکاری نہیں چلے گی۔“

”میں جب چال چلتی ہوں تو گولی کی طرح چلتی ہوں۔ بڑھے کھوسٹ! تو ٹیلی پیٹھی جانتا ہے اور غضب کی ٹیلی پیٹھی جانتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ اس کے لیے ذہانت اور حاضر دماغی کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں نے بچے کو غائب کر کے تجھے تھوڑی دیر کے لیے ابھاد دیا۔ تو بچے کو پالنے میں دیکھنے کے لیے شیوانی کے دماغ سے نکلا۔ ادھر میں نے اپنی درجنوں ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے ذریعے شیوانی کے دماغ کو اپنے شکنجے میں کس لیا۔ اب اس کے دماغ میں آکر اپنی طاقت دکھا۔ چل آ۔“

وہ خیال خوانی کی پرواز کر کے اس کے دماغ میں جانے کی کوشش کرنے لگا ہر کوشش کے ساتھ یوں لگ رہا تھا جیسے فولادی فلے سے ٹکرا کر واپس آ رہا ہے۔

وہ وارڈ بوائے کے ذریعے اپنی بوڑھی اور بھرائی آواز میں بولا ”تو غضب کی عورت ہے۔ فریاد کے پاس کیا رکھا ہے۔ میرے پاس آ جا۔ میں تجھے تمام برا عنظموں کی ملکہ بنا کر رکھوں گا اور تجھے یہ متاثر دکھاؤں گا کہ میں ہماری ہوئی زبانوں کیسے جیت لیتا ہوں۔ میں شیوانی اور اس کے بچے کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“

ٹانی نے چوک کر کہا ”مما! شیوانی کو دیکھیں۔ اس نے دم توڑ دیا ہے۔“

پورس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ اس کے اندر تھا۔ دماغ کے بجھتے ہی باہر نکل آیا تھا۔

میرا سر جھک گیا۔ میں اور سونیا بڑے کارنامے انجام دیتے ہیں۔ ہم اپنے اپنے کپڑے بدل لیتے ہیں۔ جو تے بدل دیتے ہیں مگر افسوس تقدیر کا کھٹا نہیں بدل سکتے....



ہم کامیاب ہوئے تھے مگر ناکام بھی ہوئے تھے۔ ایسا ہوتا ہے۔ ہمارے پیچھے جیت ہوتی ہے اور جیت کے پیچھے ہار ہو جاتی ہے۔

ہماری جیت اس طرح ہوئی کہ ہم نے اس خطرناک اجنبی بوڑھے کو شیوانی کے دماغ سے نکال لیا تھا مگر ہم شیوانی کی زندگی ہمارے تھے اگرچہ بوڑھے کے آخری فیصلہ کن حملے سے اسے موت نہیں آئی تھی۔ وہ ایک تو دروزہ میں جلتا رہی تھی۔ یہ ادا رہتا ہوتا ہے کہ ماں بننے والیوں کو موت کے منہ میں پہنچا دیتا ہے۔ ایسے وقت اس سنگدل بوڑھے نے اسے اور زیادہ عذاب میں مبتلا کر دیا تھا۔

جب اسے بوڑھے سے نجات ملی تو اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔ وہ سکون کے چند سانس تھے۔ اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لیے پرسکون ہو گئی تھی۔ وہ بوڑھا اپنی ناکامی پر ہنستا گیا تھا۔ پتا نہیں وہ کون تھا؟ ہم اسے نہیں جانتے تھے مگر وہ ہمیں اچھی طرح جانتا تھا۔ اس نے سونیا کو اس کی آواز سے پہچان لیا تھا۔ اس کی مکاری اور حاضر دماغی کی داد دی تھی اور اسے جیلنگ بھی کیا تھا کہ شیوانی اور بچے کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ایسے وقت اسے بھی پتا چلا کہ شیوانی مر چکی ہے۔

پورس اسپتال کے وینٹک روم میں صدمے سے چور سر ہٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔ ان لمحات میں وہ ساری دنیا کو بھول گیا تھا۔ صرف شیوانی کی تجلیں ٹوٹ کر یاد آ رہی تھیں۔ وہ اپنے نوازیہ بچے کو بھی بھول گیا تھا۔ ویسے وہ جانتا تھا کہ ہم سب وہاں موجود ہیں اور بچے کو اس بوڑھے کے شر سے محفوظ رکھیں گے۔

وہ بوڑھا وارڈ بوائے کی زبان سے بول رہا تھا "سونیا تم نے میرے انتقامی جذبے کو پورا نہیں ہونے دیا۔ میں شیوانی کو خود ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن تم نے مجھے ایسا کرنے نہیں دیا۔ کیا تم مجھے ہوا اس بچے کو مجھ سے چالو کی؟ ہرگز نہیں۔ وہ ابھی اسپتال میں کہیں ہے۔ میرے غلام اسے تلاش کر رہے ہیں۔ میں ابھی اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔"

اس کے بعد اس کی آواز سنائی نہیں دی۔ وہ اسپتال میں بچے کو ڈھونڈنے چلا گیا تھا۔ وہاں میٹرنی وارڈ میں ایک زچہ نے جڑواں بچوں کو جنم دیا تھا۔ سونیا نے بت پہلے ہی یہ معلوم کر لیا تھا کہ اس وقت وہاں کتنی عورتیں مائیں بننے والی ہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ بوڑھے کو شیوانی کے دماغ سے نکالنا مشکل ہو رہا ہے۔ تب اس نے سوچا۔ "خانی" قہمی اور بابا صاحب کے ادارے کی کتنی ہی ٹیلی ویشن جانتے دانی خواتین اس کے اندر جدوجہد کر رہی ہیں۔ ایسے میں بچے کی حفاظت بھی لازمی ہے۔ وہ بوڑھا شیوانی کے بعد معصوم بچے پر ٹوٹ

پڑے گا۔ اس نے ایک آیا کے دماغ پر قبضہ جما کر بچے کو وہاں سے دور ایک کمرے میں پہنچا دیا۔ اس کمرے میں جو زچہ تھی۔ اس نے دو بچوں کو جنم دیا تھا۔ ان میں سے ایک بچہ زندہ نہ رہ سکا۔ پالنے میں اس مرنے والے بچے کی جگہ خالی تھی۔ آیا نے شیوانی کے بچے کو وہاں رکھ دیا۔ سونیا نے بچے کی طرف سے مطمئن ہو کر شیوانی کے دماغ میں آکر خانی، قہمی وغیرہ سے کہا تھا "جیسے ہی میں مشکل دوں تم سب شیوانی کے دماغ کو جکڑ لیتا۔ وہ بوڑھا نکل چکا ہو گا۔"

انہیں یہ ہدایت دے کر سونیا نے پریشانی سے چھ کر کہا تھا "بچہ کہاں ہے؟ بڑھے پر معاش ہمارا بچہ کہاں ہے؟" آیا کہتے ہی وہ سمجھ گئی تھی کہ اس نفسیاتی حملے سے وہ بوڑھے اختیار بچے کو دیکھنے کے لیے کسی آلہ کار کے دماغ میں جا کر پالنے میں اس بچے کو دیکھنا چاہے گا اور واقعی یہی ہوا تھا۔ وہ چند سیکنڈ کے لیے شیوانی کے دماغ سے باہر گیا۔ خانی اور قہمی وغیرہ نے سونیا کا کھٹل لے لے ہی شیوانی کے دماغ کو پوری طرح اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ اس کے بعد اس بوڑھے کو وہاں جگہ نہ مل سکی۔

بہر حال اب وہ میٹرنی وارڈ میں اس بچے کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ خانی نے وہاں کا رجسٹر منیٹین کرنے والی خاتون کے دماغ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس خاتون نے اس کی مرضی سے اس رجسٹر میں زچگی کی رپورٹ تبدیل کی تھی۔ وہ بوڑھا ناکام ہونے کے بعد اس خاتون کے دماغ میں آیا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وارڈ نمبر تین میں جس بچے نے جنم لیا تھا۔ وہ مر چکا ہے۔ اسے پالنے سے اٹھا کر مردہ خاندن میں پہنچا دیا گیا ہے۔

وارڈ نمبر تین میں شیوانی تھی۔ اس بوڑھے کو دوسری بار ناکامی ہوئی تھی۔ وہ شیوانی کی طرح اس کے بچے کو بھی ہلاک نہیں کر سکا تھا۔ اس نے خاتون کے ذریعے اس رجسٹر کو پڑھا۔ خانی نے اس خاتون کے لب و لہجے میں بڑھ کر سنایا۔ لیکن دلایا کہ واقعی شیوانی کے بچے کی موت ہو چکی ہے اور وہ رجسٹر اس کی موت کی تصدیق کر رہا ہے۔

میں نے اور سونیا نے زچہ کے اندر آکر دیکھا۔ ہمارا نو زائیدہ پوتا ایک پالنے میں آرام سے سو رہا تھا۔ دوسرے پالنے میں اس زچہ کا اپنا بچہ بھی سو رہا تھا۔ سونیا نے کہا "وہ بوڑھا خطرے کی طرح منڈلا رہا ہے۔ بچے کو کچھ عرصے تک اسی خاتون کے پاس رہنا چاہیے۔"

میں نے کہا "ہم بعد میں اپنے بچے کو کس طرح پہچانیں گے؟ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان دونوں بچوں کے درمیان کیا فرق ہے؟" سونیا نے اس خاتون کو اٹھ کر بیٹھنے پر مجبور کیا۔ وہ ہماری

مرضی سے ہمارے بچے کو اٹھا کر اپنے بچے سے لگا کر اسے چوتھے ہوئے دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے اور جسم کے ایک ایک حصے کا معائنہ کیا۔ بچے کے جسم پر کوئی ایسا پیدائشی نشان نہیں تھا جو اسے دوسرے بچے سے مختلف ظاہر کرے۔

اس نے ہمارے بچے کو پالنے میں سلا دیا پھر اپنے بیٹے کو اٹھا کر اسے پیار کرتے ہوئے دیکھنے لگی۔ اس بچے کے بائیں بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جب وہ پیدا ہوا تھا تو دوسرے بچے نے بازو کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔ وہ جو زچہ قدرتی طور پر بہت کمزور تھا۔ پیدا ہونے کے بعد وہ دونوں خود بخود الگ ہو گئے تھے۔ ان کے بازوؤں پر زخم کا نشان ہمیشہ رہنے والا تھا۔

سونیا نے کہا "ہمارے بچے کی یہ خاص پہچان ہے کہ وہ پیدائشی طور پر بے داغ ہے۔ ہمیں اسے نام کے ذریعے بھی پہچانا چاہیے۔ ابھی اس کا کوئی نام رکھا جائے۔" ایسے وقت موبائل فون کا بزرگ ساٹا دیا۔ اس خاتون نے اسے آن کر کے کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے ایک مرد کی آواز سنائی دی "ہیلو لیزا! میں بنجاسن بول رہا ہوں۔ ابھی لیڈی ڈاکٹر سے معلوم ہوا ہے کہ تم نے میرے لیے ایک نہیں دو بیٹوں کو جنم دیا ہے۔ میری جان تم نے تو کمال کر دیا ہے۔ میں تم سے ہزاروں میل دور نہ ہوتا تو ابھی اگر تمہیں خوب پیار کرتا۔"

وہ سن رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی۔ اس نے پوچھا "کم تک آ رہے ہو؟ کیا بچوں کے نام نہیں رکھو گے؟" "ہم تو ایک بیٹے کا خواب دیکھتے رہے تھے۔ میں کہتا تھا بیٹا ہو گا تو اس کا نام آئی زک رکھوں گا اور تم بدوس لی سے متاثر ہو اس کا نام بدوس لی رکھنا چاہتی تھیں۔"

لیزا نے مسکراتے ہوئے کہا "اب تو ہم دونوں کا پندیدہ نام رکھا جاسکتا ہے ہمارا ایک بیٹا جسماں طور پر بے داغ ہے۔ میں اسے بدوس لی کہوں گی۔" "آخر میں لی نہ رکھو۔ یہ بالکل جینی نام ہو جائے گا۔ اس کا نام بدوس بنجاسن اور دوسرے کا نام آئی زک بنجاسن رہے گا۔"

میں اور سونیا ان کی باتیں سن رہے تھے۔ یہ اطمینان ہو گیا تھا کہ اب ہم اپنے بچے کو اس کے نام سے "اس کے بے داغ جسم سے پہچان سکیں گے۔ میں نے پورس کے پاس آکر اسے مخاطب کیا "ہیلو! جو ہوتا تھا وہ ہو چکا ہے۔ ہم مقتدر سے نہیں لڑ سکتے۔ بچے کی طرف سے بے فکر رہو۔ وہ محفوظ ہے۔"

وہ شیوانی کی آخری رسومات ادا کرنے کے سلسلے میں مصروف ہو گیا تھا اس نے کہا "پاپا! سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ

بوڑھا شیطان اچانک کہاں سے نازل ہو گیا تھا۔ کہا آپ اس کے بارے میں کچھ اندازہ کر سکتے ہیں؟" "ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اس نے شیوانی کے دماغ کو قبضے میں لے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ زبردست ہے۔ اس نے میرے کئی جوانی جھکڑوں کو ناکام بنا دیا تھا۔ رفتہ رفتہ معلوم ہو گا کہ وہ کون ہے اور اس نے پہلی بار خود کو ظاہر کرنے کے لیے ہم سے کیوں دشمنی کی ہے؟"

سونیا نے کہا "صاف ظاہر ہے کہ وہ خود کو ہم سے زیادہ شہ زور سمجھتا ہے۔ اس نے ہم سے ٹکرا کر دوسرے ٹکلی جیتی جانیے والوں کو یقیناً مرعوب اور متاثر کیا ہے۔ یہ ثابت کر چکا ہے کہ ہم سے برتر نہیں ہے تو کم تر بھی نہیں ہے۔ دوسرے ٹکلی جیتی جانیے والے اس سے کتنا نہیں گے۔"

وہ درست کہہ رہی تھی۔ ہائزن ٹوڈ اور اس کے ساتھیوں نے اس کی زبردست قوت کا مظاہرہ دیکھا تھا۔ وہ حیران تھے اور اس کے متعلق مختلف پہلوؤں سے سوچ رہے تھے۔ ہائزن ٹوڈ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "ایسے شہ زور ٹکلی جیتی جانیے والے خود کو برا سرا رہتا رہتا رکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔"

ہاروے نے کہا "میں اس بوڑھے کی باتیں غور سے سن رہا تھا۔ وہ ابھی انگریزی بول رہا تھا لیکن اس کا لہجہ ایشیائی تھا۔"

بیکر برائٹ نے کہا "تم درست کہتے ہو۔ مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگ رہا تھا اس کا تعلق ایشیا کے کسی ملک سے ہے۔" ہائزن ٹوڈ نے کہا "کیا ہم اسے دوستی کا جھانساوے سکتے ہیں؟"

"وہ بہت مکار اور چال باز لگتا ہے۔ شاید ہمارے جھانسنے میں نہیں آئے گا۔"

"نہ آئے ہم کو شش کریں گے۔ ہماری کوششوں کے دوران میں اس سے بہت سی باتیں کرنے کا موقع ملے گا۔ مزید باتیں کرنے سے مزید معلومات حاصل ہوں گی۔" ہائزن ٹوڈ نے کہا "تب ہم میرے اندر رہو۔ میں اسے مخاطب کر رہا ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس بوڑھے کے اندر پہنچنے ہی کہا "ہاگ کاک فون نمبر 4658587۔" اس نے اپنے ایک آلہ کار کا فون نمبر دیا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس آلہ کار کے اندر آیا۔ وہاں فون کی کھنٹی بج رہی تھی۔ انہوں نے آلہ کار کے ذریعے ریسپو اٹھانے سے پہلے ہی "ہیلو! آئی کے ذریعے فون کرنے والے کے نمبر پڑھے پھر ریسپو اٹھا دیا گیا۔ آلہ کار نے کہا "ہیلو! اگر تم فرادی ہو سہ

نکراتے والے وہی اولڈ مین ہو تو فون بند کر کے میرے دماغ میں آجا لیکن فون بند کرنے سے پہلے ایک ضروری بات سن لو۔ بات یہ ہے کہ۔

بائرن ٹوڈ اسے فون پر ہی باتوں میں الجھانے لگا۔ کیونکہ اچانک ہی گھنٹیاں سنائی دے رہی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ جینے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ایسی آوازیں مندروں سے ابھرتی رہتی ہیں۔ اس طرح یقین کی حد تک اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اولڈ مین ہندوستان میں ہے۔

اس بوڑھے نے فون بند کر دیا تھا۔ اب اس آلہ کار کے دماغ میں اگر کہہ رہا تھا ”زیادہ چلاک بننے کی کوشش نہ کرو۔ تم نے سی ایل، بی ایل میں میرا فون نمبر دیکھا ہے۔ میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہ کبھی معلوم نہیں کر سکو گے کہ میں کس ملک اور کس شہر میں ہوں؟ اب تم بتاؤ کہ کون ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”ہم دوست ہیں۔ تم سے دوستی کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے شیوانی کے دماغ میں رہ کر دیکھا ہے۔ تم زبردست ہو۔ تم نے فریاد اور اس کی پوری ٹیلی کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔“

”میری تعریفیں نہ کرو۔ اپنا تعارف پیش کرو۔“

”میرا نام بائرن ٹوڈ ہے۔ میرے پاس ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کی ایک مضبوط فہم ہے۔ میں تم سے دوستی کر کے اپنی طاقت بڑھانا چاہتا ہوں۔ تمہیں مجھ سے فائدہ حاصل ہوگا۔ کبھی نقصان میں نہیں رہو گے۔“

”میں دوسروں کی زبان سے اپنے نفع و نقصان کا یقین نہیں کرتا۔ میرے پاس عقل ہے، طاقت ہے۔ غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ میں اپنی بہتری اور سلامتی کے راستے خود بتاتا ہوں۔“

”تم بہت ہی جارحانہ انداز میں گفتگو کر رہے ہو۔ اگر ہم دوستی کے لیے پہل کر دیے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم سے مرعوب ہو کر خود کو گرا رہے ہیں۔ ایسی کوئی بات ہے تو اپنے دماغ سے نکال دو۔ برابری کی بجائے ہم سے باتیں کرو۔“

”میں اب تک صرف فریاد علی تیمور کو اپنے برابر سمجھا ہے۔ میں نے اس کے اور بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں بڑی معلومات حاصل کی ہیں۔ دشمن بڑے ہوں یا چھوٹے، شہ زور ہوں یا کمزور۔ میں سب ہی کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرتا ہوں۔ تاکہ کبھی کسی سے دھوکا نہ کھاسکوں۔“

”یہ اچھی بات ہے کہ تم اس طرح معلومات حاصل کر کے محتاط رہتے ہو مگر یہ باتیں ہمیں کیوں سنارہے ہو؟“

”اس لیے کہ میں تم لوگوں کے بارے میں کبھی بہت کچھ

جانتا ہوں تم لوگوں نے حال ہی میں بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ میڈم مارلی کو مار ڈالا ہے۔ ایک اہم سوال یہ ہے کہ واقعی اسے مار ڈالا گیا ہے؟“

”اس کی ہلاکت کے سلسلے میں ہم کئی بار دھوکا کھا چکے ہیں۔ ہم یقین سے نہیں کہہ سکیں گے کہ وہ ہمارے ہاتھوں مہر جکی ہے۔ فرض کرو کہ وہ زندہ ہے تو اتنا یقین ہے کہ اب قلعے کے اندر نہیں ہے اور نہ کبھی اندر آ سکے گی۔ وہ قلعے سے اور جزیرہ کن تاؤ سے محروم رہ کر زندگی گزارے گی۔ آئندہ فریاد کا سارا لے کر بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔“

اولڈ مین نے پوچھا ”کیا تم اس قلعے کے اور جزیرے کے تھا حکمران ہو؟ یا تمہارا کوئی حصہ وار بھی ہے؟“

”یہ سوال نہ کرو۔ ہم خواہ مطلق العنان ہوں یا ہمارے ساتھ کوئی شریک ہو۔ اس سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔“

”میں بھی کہہ چکا ہوں کہ میں چھوٹی بڑی معلومات حاصل کرنا رہتا ہوں۔ دوستی کرنا چاہتے ہو تو وہاں اقتدار میں تمہارے ساتھ شریک ہونے والوں کے نام بتا دو۔ مجھ سے جھوٹ بول کر دھوکا دے کر دوستی نہیں کر سکو گے۔“

”میں نام بتاؤں گا۔ وہ زبردستی ہم مسلط ہو گیا ہے۔ کیا ہم سے مل کر اس کے خلاف محاذ آرائی کر سکو گے؟ ہمیں اس سے نجات دلا سکو گے؟“

”تم اس کا نام نہ بتاؤ تب بھی کہیں نہ کہیں، کبھی نہ کبھی اس سے ٹکراؤ ہوگا۔ کیونکہ دو ٹیلی جیٹھی جاننے والے ہمیشہ ٹکراتے ہیں۔ اس کا نام بتا دو گے تو شاید جلد ہی اس سے ٹکراتے گا کوئی موقع ہاتھ آجائے گا۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”وہ بھی خود کو بہت پر اسرار بنا کر رکھتا ہے۔ یورپ کے کتنے ہی اندر ورلڈ کے گاؤں اور زاس کے زیر اثر رہتے ہیں۔ بڑے ممالک کے کربت سیاست دان اس کے اشاروں پر ناپتے ہیں۔ وہ پورے یورپ اور افریقہ میں جدید اسلحے کا سب سے بڑا پلاڑی ہے۔“

اولڈ مین نے کہا ”آگے نہ بولو۔ میں سمجھ چکا ہوں۔ وہ خود کو مشہور مین کہتا ہے۔ کئی ٹیلی جیٹھی جاننے والے اس کے معمول ہیں۔ کیا مشہور مین تم لوگوں سے برا اور است گفتگو کرتا ہے؟“

”نہیں! ہم ایک دوسرے کے آلہ کاروں کے اندر پہنچ کر اہم معاملات پر گفتگو کرتے ہیں۔ کیا تم اس کی کسی کمزوری سے واقف ہو؟“

”واقف ہوتا تو وہ مشہور مین نہ رہتا۔ ہماری ٹیلی جیٹھی کی دنیا میں بڑے بڑے پر اسرار، یقین ہیں۔ تم نے قلعے میں اور جزیرے میں اقتدار حاصل کیا ہے۔ میں پیش گوئی کرتا

ہوں کہ یہ اقتدار عارضی ہے۔ مشہور مین تم لوگوں کی توقع سے بہت زیادہ چلاک اور خطرناک ہے۔ وہ جلد ہی تمہاری پوری فہم کے ساتھ تمہیں کھا جائے گا۔“

بائرن ٹوڈ نے ہنسنے ہوئے کہا ”تم ہمیں بچوں کی طرح ڈرا رہے ہو۔ جب ہم فریاد علی تیمور سے ٹکرائے ہیں تو مشہور مین کیا چیز ہے۔ تم اپنی بات کرو۔ ہم سے دوستی کو گے؟“

”دوستی اچھی ہوتی ہے مگر ہماری ٹیلی جیٹھی کی دنیا عجیب ہے۔ دوستی کے پیٹ سے دشمنی جنم لیتی ہے۔ ہم آئے۔ دوسرے پر ایسے اعتماد کریں گے؟“

”اعتماد اس طرح قائم ہوگا کہ ہم دور دور رہ کر ایک دوسرے کے کام آتے رہیں گے۔ تم ہمیں فائدہ پہنچاتے رہو۔ ہم تمہیں فائدہ پہنچاتے رہیں گے۔“

”میں تمہیں کس طرح فائدہ پہنچا سکتا ہوں؟“

”میں کہہ چکا ہوں کہ مشہور مین سے نجات چاہتا ہوں۔ میں کھل کر اس کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تم بہت کچھ کر سکتے ہو۔ کسی طرح اس کی کوئی کمزوری معلوم کرو۔ اسے کسی طرح بھی ٹریپ کرو۔“

”میں آج تک خاموشی سے خیال خوائی کرتا رہا ہوں۔ فریاد، سونیا، یاس، پورس، الپا اور مشہور مین تک پہنچنے کے راستے تلاش کرتا رہا ہوں۔ ان سب کے متعلق معلومات تو حاصل ہوتی ہیں لیکن ان کی کمزوریاں معلوم کرنے کے راستے نہیں ملتے۔ مشہور مین تک پہنچنا تقریباً ناممکن ہے لیکن میں اس کے اندر نہ پہنچ سکا تو اس کے کسی بخت کے اندر پہنچ کر قلعے کے اندر بھی پہنچ سکوں گا۔ وہ قلعہ میرے لیے بھی اہم ہے۔ میں بھی وہاں تمہارے اقتدار میں شریک ہونے کی کوششیں کرتا رہوں گا۔“

بائرن ٹوڈ نے کہا ”کیا بکواس کر رہے ہو؟ میں دوست بنانے آیا ہوں اور تم دشمن کی طرح اس قلعے میں ٹھننے اور اقتدار حاصل کرنے کی باتیں کر رہے ہو۔“

”وہ قلعہ ہم میں سے کسی کے باپ نے نہیں بنایا ہے۔ ہم میں سے جو شہ زور اور قسمت کاوشی ہوگا۔ وہی اس قلعے میں قدم جما کر رہ سکے گا اور دوسروں کے قدم وہاں سے اکھاڑا رہے گا۔“

”تم اتنی دیر سے دوست بننے کا جھانسو کہ ہمارے ساتھ بکواس کرتے رہے ہو۔ ہم نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ تم ہم سے تو کیا کسی سے بھی دوستی کے قابل نہیں ہو۔“

”غصہ نہ دکھاؤ۔ تم بھی اتنی دیر سے دوستی کا جھانسو دے رہے تھے۔ میرے متعلق معلومات حاصل کر رہے تھے۔ تم نے صرف میرا فون نمبر ہی نہیں بلکہ بھی معلوم کیا ہے کہ میں انڈیا میں رہتا ہوں۔ تو تمہیں تماشا دکھاتا ہوں۔ ابھی فون پر

تمہارے اس آلہ کار سے باتیں کرتا ہوں۔“

ایک منٹ کے اندر ہی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ آلہ کار نے ریسپونڈر اٹھا کر کہا ”ہیلو! کیا تم اولڈ مین ہو؟“

وہ بولا ”میرے فون کے ذریعے تمہیں فون کی گھنٹیاں اور سکے بجنے کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ میں وہی اولڈ مین بول رہا ہوں۔ ریسپونڈر کان سے لگائے رہو۔ میرے پس منظر کی آوازیں بند ہو رہی ہیں۔“

اچانک محفوں کی اور سکے بجنے کی آوازیں بند ہو گئیں۔ چند سیکنڈ کے بعد پھر وہ آوازیں سنائی دینے لگیں۔ بائرن ٹوڈ اور اس کے ساتھیوں کی سمجھ میں آ گیا کہ وہ آوازیں کسی کیسٹ میں ریکارڈ کی گئی ہیں وہ کیسٹ ریکارڈر کو کبھی آن کر رہا ہے۔ کبھی آف کر رہا ہے پھر فون پر اس کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا ”اب سر پکڑ کر سوچتے رہو۔ کیا میں انڈیا میں ہوں؟ زیادہ چلاک یا آوندے منہ گرائی ہے۔ تمہارا باپ بھی میرے سامنے تک نہیں پہنچے گا۔“

فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔ آلہ کار کے دماغ میں بوڑھے قلعے سنائی دے رہے تھے پھر وہ قلعے رک گئے اس نے خیال خوائی کا رابطہ بھی ختم کر دیا۔



ثانی کینڈا میں تھی۔ بابا صاحب کے ادارے سے ہدایت دی گئی تھی کہ اسے امریکا جا کر واشنگٹن میں رہنا ہے۔ وہاں تیار ہونے والی نئی مشین کے متعلق معلومات حاصل کرنی ہیں۔ نیویارک پہنچنے تک بہت سی اہم معلومات حاصل ہو گئی تھیں۔ امریکا کے باغی ٹیلی جیٹھی جاننے والے وزیرین نے یہ راز سب ہی کو بتا دیا تھا کہ امریکا کے ایک خفیہ انڈر گراؤنڈ سیل میں دس اہم ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو چھپا کر رکھا گیا ہے۔ ثانی نے نیویارک میں عارضی رہائش اختیار کی۔ وہاں رہ کر پلاننگ کرنے لگی کہ اس خفیہ انڈر گراؤنڈ سیل تک پہنچنے کے لیے وہاں کے اکابرین اور فوجی افسران میں سے کسی کو ٹریپ کرنا چاہیے۔

وہ بڑے آرام اور اطمینان سے خیال خوائی کے ذریعے ایک ایک اہم فرد کے دماغ میں پہنچنے لگی۔ یہ معلوم ہوتا رہا کہ اس بار بڑی سخت رازداری سے کام لیا جا رہا ہے۔ وہاں کے اکابرین اور فوج کے اعلیٰ افسران ان دس پر اسرار ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کے نام اور ان کے پوری بچوں کے بچے ٹھکانے اور فون نمبرز نہیں جانتے تھے۔ شاید وہ دس ٹیلی جیٹھی جاننے والے شادی شدہ نہیں تھے اور ان کا کوئی بچہ رشتے دار نہیں تھا۔ ویسے یہ بات عقل تسلیم نہیں کرتی تھی۔ ان دس میں سے کسی نہ کسی کے پیدا کرنے والے ماں باپ تو ضرور کہیں موجود ہوں گے۔ ان کے بارے میں ضرور کچھ نہ

کچھ معلوم ہو سکتا تھا لیکن ایسی معلومات حاصل کرنے میں کچھ وقت لگتا۔

وہ خاطر خواہ معلومات حاصل کرنے کے بعد دو اشتہار جانا چاہتی تھی۔ فی الحال نیویارک میں تفرقہ کے انداز میں گھومتی پھرتی رہتی تھی۔ ایسے وقت اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی اپنا سانس روک لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی سوچ کی لہر محسوس ہوئیں۔ کوئی اپنا فون نمبر بتا کر چلا گیا۔

اس نے موبائل کے ذریعے اس نمبر پر رابطہ کیا پھر پوچھا ”ہیلو! تم کون ہو؟ کیا ابھی تم میرے دماغ میں آئے تھے؟“

”ہاں! میں کل سے تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ تمہارا تعاقب کرتا رہا ہوں۔ اتنا سمجھ میں آیا ہے کہ تم اس شہر میں تنہا ہو اور بے مقصد گھومتی پھرتی رہتی ہو۔ کیسے ساحل پر یا کسی تفرقہ گاہ میں بیٹھتی ہو تو خیالوں میں گم ہو جاتی ہو۔ تمہارا یہ انداز ظاہر کرتا ہے کہ تم ٹیلی ویژن جانتی ہو۔“

ثانی نے کہا ”آہ! کاش میں ٹیلی ویژن جانتی۔ ایک ٹیلی ویژن جانتے والا میراں میرے اندر آتا ہے۔ میری خیریت معلوم کرتا ہے اور میرے دشمنوں سے مجھے محفوظ رکھتا ہے۔“

”تمہاری جیسی حسین وشریفہ سے کون دشمنی کرتا ہے؟ مجھ سے دوستی کرو۔ میں ساری زندگی باڈی گارڈزین کرتی رہی حفاظت کروں گا۔“

”اگر تم میرے چور خیالات پر حوے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ میری دو آرزوئیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ میں ٹیلی ویژن کا علم سیکھ لوں۔ دوسری یہ کہ نہ سیکھ سکوں تو کوئی ٹیلی ویژن جانتے والا میرا چون سائیجین جانے جائے ساری زندگی میری حفاظت کرتا رہے اور ٹیلی ویژن کے ذریعے میرے لیے دولت حاصل کرتا رہے۔“

”ایسی بات ہے تو تم اس شخص سے کیوں شادی نہیں کرتیں جو تمہارے دماغ میں آتا ہے؟“

”وہ ایک عمر رسیدہ شخص ہے۔ میرے باپ کے برابر ہے۔“

”اوہ آئی سی! وہ عمر رسیدہ شخص کون ہے؟“

”سوری۔ وہ میرا حافظہ ہے۔ میرا محسن ہے۔ وہ اس شرط پر ہمیشہ میرے کام آتا ہے کہ میں بھی اس کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔“

”کوئی بات نہیں۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھوں گا۔ میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا مجھے دوست بناؤں گی؟“

”ہاں پہلے دوست بناؤں گی۔ محبت نہیں کروں گی۔ جب

تم میرے بزرگ ٹیلی ویژن جانتے والے کی طرح میرا دل جیت لو گے تو میں محبت بھی کروں گی اور شادی بھی کروں گی۔“

”میں تمہارے کام آتا رہوں گا۔ تمہارا اعتماد حاصل کرتا رہوں گا دوستی کی ابتدا کرو۔ مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔“

”کیا صرف دماغ میں آؤ گے، سامنے نہیں آؤ گے؟ دوستی کرو گے یا آنکھ پھولی کھیلو گے؟“

”کیا وہ بزرگ ٹیلی ویژن جانتے والا تم سے آنکھ پھولی نہیں کھیتا ہے؟ کیا تمہارے سامنے آتا ہے؟“

”ہاں! میں جب بلاتی ہوں۔ وہ میرے پاس چلا آتا ہے۔“

”جب وہ بلانے سے آتا ہے تو اس شہر میں تنہا کیوں پھلتی رہتی ہوں؟“

”یہ تو تم موٹی عقل سے بھی سمجھ سکتے ہو۔ وہ اس شہر میں یا اس ملک میں ہوتا تو میں تنہا نہیں رہتی۔ وہ مجھ سے ہزاروں میل دور استنبول میں ہے۔ تم اپنی بات کرو۔ کیا اس کی طرح سامنے آنے کا حوصلہ رکھتے ہو؟“

”حوصلہ تو بہت ہے۔ جب حوصلہ دکھاؤں گا تو دیکھتی رہ جاؤ گی۔“

”اسی وقت ادارے کے سراغ رساں نے اس کے اندر کرکما ”میڈم! وہ یہاں قریب ہی ریسٹورنٹ کے پاس ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا ہے۔ فون پر بول رہا ہے۔ کیا اسے دیو بولیں؟“

”نہیں! تم میرے باپا کے لب ولہجے میں میرے اندر بولتے رہو۔ اسے معلوم ہوتا چاہیے کہ میں میڈم مارلی ہوں۔“

”یہ کہتے ہی وہ بولی ”اوہ آپ آگئے۔“ پھر اس نے فون پر کہا ”یکٹیو ذی۔ میں تھوڑی دیر بعد تم سے باتیں کروں گی۔“

اس نے فون بند کر دیا۔ ہمارا سراغ رساں اس کے اندر میری آواز اور لہجے میں بول رہا تھا۔ ثانی کے فون پر بولنے کے انداز سے ابھی نے یہ سمجھ لیا تھا کہ کوئی اس کے دماغ میں آیا ہے۔ وہ بھی اپنا فون بند کر کے اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ کہہ رہی تھی ”مسٹر فریڈ! آپ تو کہیں مصروف تھے اچانک کیسے آگئے؟“

سراغ رساں نے کہا ”بھئی تمہاری یاد آئی اور چلا آیا۔ میں تمہارے لیے فکر مند رہتا ہوں۔ دشمن یہ سمجھ رہے ہیں کہ انہوں نے قلعے کے اندر تمہیں مار ڈالا ہے لیکن انہیں کسی نہ کسی طرح معلوم ہو جائے گا کہ میں نے تمہیں بڑی

رازداری سے نیویارک پہنچا دیا ہے۔“

”آپ بڑی چالاکی سے میری حفاظت کر رہے ہیں۔ میں آپ کی محبت اور آپ کے احسانات کبھی نہیں بھولوں گی۔ ہاں یاد آیا۔ ابھی کوئی آنجنی ٹیلی ویژن جانتے والا میرے دماغ میں آتا چاہتا تھا۔“

”اوہ گاڈ! وہ کون تھا؟ کیا تم نے اسے اپنے دماغ میں آنے دیا تھا؟“

”جی تو نہیں آنے دیا لیکن آپ جانتے ہیں۔ میں رات کو چنے کی عادی ہوں۔ آپ کے منع کرنے سے کل نہیں بلی تھی لیکن آج مجھ سے رہا نہیں جائے گا۔ وہ ابھی کل سے میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اگر اس نے مجھے پیٹے ہوئے دیکھ لیا تو فوراً میرے اندر چلا آئے گا۔ پلیز آج رات آپ خیال خانی کے ذریعے میرے پاس رہیں۔“

”مارلی! مجھے افسوس ہے۔ آج، رات میں بہت مصروف رہوں گا، میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ اپنی بستی چاہتی ہو تو آج رات شراب کو منہ نہ لگنا۔ جب مجھے فرصت ملے گی۔ تب بوتل کھول لیتا۔ میں تمہیں منع نہیں کروں گا۔ میں جا رہا ہوں۔ تقریباً آٹھ گھنٹے تک مصروف رہوں گا۔“

سراغ رساں یہ کہتے ہی ثانی کے دماغ سے نکل گیا۔ ثانی نے اس ابھنی کی سوچ کو محسوس کیا لیکن انجان بنی رہی پھر اس نے کہا ”مسٹر فریڈ! آپ خاموش کیوں ہیں؟ کیا کچھ کھانا چاہتے ہیں؟“

اس نے میرے لہجے میں بولنے کی کوشش کی اور صرف ”تو“ کہہ کر ثانی کے دماغ سے چلا گیا۔ وہ سکرانے لگی۔ دل میں کہنے لگی آج رات مرنا چاہتے گا۔ جبکہ بے چارہ چھانے آئے گا۔

وہ آن فون تھا۔ مسز مین نے اسے امریکا جانے کا حکم دیا تھا۔ تمام ٹیلی ویژن جانتے والے ان دنوں برسرِ انجلی جیتھی جانتے والوں کے سلسلے میں مجسم تھے۔ پتا نہیں کتنے ملکوں کے خیال خانی کرنے والے وہاں پہنچ رہے تھے۔ اُن فون بھی نیویارک میں رہ کر خیال خانی کے ذریعے امریکا کے اکابرین اور دیگر اہم افراد کے دماغوں میں پہنچ کر کچھ نہ کچھ معلوم کرنے کی کوششیں کر رہا تھا۔ ایسے وقت اس نے اپنی داستان میں ایک کامیابی حاصل کی تھی۔ متعلق بھی جانتے والی مارلی کو دریافت کیا تھا۔ اس نے مسز مین کو یہ خوش خبری سنانے کے لیے رابطہ کیا۔

اس نے سانس روک کر اسے بھگا دیا۔ اس نے دوسری بار رابطہ کیا۔ وہ بولا ”یوٹان شس۔ آدھے گھنٹے بعد آؤ۔ میں بہت مصروف ہوں۔“

وہ واقعی طور پر حاضر ہو کر دوسری دور سے ثانی کو دیکھنے

لگا۔ سوچنے لگا۔ بڑی زبردست ہے۔ اچھا ہے کہ شراب پیتی ہے۔ آج یہ نئے میں میری رات رنگین کرے گی۔ میں ہانگ کانگ میں رہ کر اس پر قابو نہ پاسکا۔ ہزاروں میل دور آنے کے بعد یہ میرے گھٹنے میں آ رہی ہے۔

اس نے آگے گھٹنے پور مسز مین سے رابطہ کیا پھر کہا ”ہاں ایک اہم خبر سنائے آیا ہوں۔ ہانگ کانگ والی یعنی کہ جزیرہ لن تاؤ کی میڈم مارلی زندہ ہے اور یہاں نیویارک میں ہے۔“

مسز مین نے حیرانی سے پوچھا ”کیا کہہ رہے ہو؟ تم اسے کیسے پہچان رہے ہو کہ وہ مارلی ہے؟“

”میں کل سے اس کا تعاقب کر رہا ہوں آج میں نے اس کے دماغ میں جانا چاہا تو اس نے سانس روک لیا۔ میں نے اس سے فون پر باتیں کیں۔ باتوں کے دوران میں پتا چلا کہ کوئی اس کے دماغ میں آیا ہے۔ میں ایسے وقت فوراً اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس بار اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ میں نے اس کے اندر فراہم علی بیورو کی آواز سنی۔ مارلی پریشان ہو کر اس سے کہہ رہی تھی کہ ابھی ایک ابھی اس کے دماغ میں آتا چاہتا تھا۔ یعنی کہ میں اس کے پیچھے پڑا ہوا ہوں۔ آج رات وہ شراب پیے گی تو میں اس کے اندر پہنچ جاؤں گا۔“

مسز مین نے کہا ”ہاں اس کی یہ عادت سب ہی جانتے ہیں۔ وہ رات کو ضرور پیتی ہے۔ فریڈ نے اس کے دماغ کو لاگ کیا ہے لیکن رات کو نئے میں اس کے دماغ کے دروازے کھل جاتے ہوں گے۔ شام دھلے، رات ہونے کا انتظار کرو۔“

”انتظار کیا کرنا ہے۔ شام ہو چکی ہے۔ رات کا اندھیرا پھیلنے والا ہے۔ سات بجنے والے ہیں۔ وہ ایک آدھ گھنٹے بعد چپنا شروع کرے گی۔ شاید وہ گھر کی طرف جاری ہے۔ میں بھی اس کے پیچھے جاؤں گا۔“

”محتاج ہو کر تعاقب کرو۔ میں ایک گھنٹے بعد تمہارے پاس آؤں گا اور خود اس پر توحی عمل کر کے اسے اپنی معمول بناؤں گا۔“

ثانی ایک ریستورنٹ کار میں بیٹھ کر جاری تھی۔ اس کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے باپ صاحب کے ادارے کے کئی افراد وہاں موجود تھے۔ انہوں نے ایک حسین عورت کو ٹریپ کر کے اس پر مختصر سا توحی عمل کیا تھا اور اسے میڈم مارلی بنا دیا تھا۔ باپ صاحب کے ادارے کی ایک ٹیلی ویژن جانتے والی جاسوس پیشہ اس کے دماغ میں رہ کر اس سے میڈم مارلی کا رول ادا کرانے والی تھی۔

ہم سب جس ملک اور جس شہر میں جاتے تھے وہاں

اپنے کئی آلہ کار بنالیتے تھے پھر ان کے داغوں میں رہ کر حالات کے مطابق کام کرتے رہتے تھے۔ اس طرح ہمارا سامنا بھی کسی دشمن سے نہیں ہوتا تھا۔ ثانی اور ادارے کے ٹیلی پیجی جاننے والوں نے نئی بارک پیج کرچند آلہ کار بنائے تھے۔ ان میں ایک آلہ کار حیدر کا نام کرشی فورڈ تھا۔ کرشی ذہن بھی تھی اور مہترین فائز بھی۔ وہ ثانی کا رول بخوبی ادا کر سکتی تھی۔

ثانی نے اپنے معاون ٹیلی پیجی جاننے والے سے کہا ”متم اسے پٹانائز کرو اور اس کے داغ میں میرا لب و لہجہ اور میرے اہم طور طریقے نقش کر دو۔ تمہارے تو یہی عمل کے دوران میں میں بھی موجود رہوں گی۔“

کرشی یوگا کی ماہر تھی۔ اسے بڑی مشکل سے کمزور بنا کر ٹرپ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس کے چور خیالات پڑھے گئے۔ پتا چلا وہ ٹاپ کی ماڈل گرل ہے۔ تمہارے ہی ہے۔ اس کا ایک ہوائے فریڈ ہے۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی اپنا نہیں ہے۔ اگر اسے معمول بن کر ثانی بنایا گیا تو کوئی اس کی طرف توجہ نہیں دے گا۔

اسے معمول بنا کر ثانی کی ڈی بنایا گیا۔ بعض اوقات چور خیالات پڑھنے کے باوجود کتنے ہی ٹیلی پیجی جاننے والے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ ثانی اور اس کے معاون خیال خوانی کرنے والے یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ جس سے محنت کرتی ہے۔ اس شخص نے پہلے ہی اسے اپنی معمول بنا رکھا ہے۔ اس شخص نے کرشی کو اپنا نام سٹونی فورڈ بنایا تھا۔ وہ بھی ماڈل بننے کے لیے شوہر کی دنیا میں آیا تھا۔ وہاں کرشی سے اس کے تعلقات قائم ہو گئے تھے۔ اس نے کرشی سے اپنی ٹیلی پیجی کی صلاحیتوں کو چھپایا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اپنے محبوب سٹونی کی معمول بنی ہوئی ہے۔

سٹونی فورڈ ان سنے امریکی ٹیلی پیجی جاننے والوں میں سے ایک تھا۔ جنہیں امریکا کے مختلف ایجنس اور مشروں میں رہنے کی اجازت دی گئی تھی۔ وہ سب دس براہ راست ٹیلی پیجی جاننے والوں کے معمول تھے اور اپنی کارکردگی کی رپورٹ انہیں پیش کرتے رہتے تھے۔

سٹونی نے خیال خوانی کے ذریعے نمبر آٹھ کو مخاطب کیا۔

نمبر آٹھ نے اس کے اندر آکر پوچھا ”یو لو کیا بات ہے؟“

اس نے کہا ”سر! آپ جانتے ہیں۔ میں نے کرشی کو اپنی معمول بنا رکھا ہے۔ آپ فوراً کرشی کے داغ میں آئیں۔ بابا صاحب کے ادارے والے اسے پٹانائز کر کے

ثانی کی ڈی بنا رہے ہیں۔“

نمبر آٹھ کرشی کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے اندر تو یہی عمل جاری تھا۔ مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اس کے داغ

کو لاک کیا جا رہا تھا۔ نمبر آٹھ اور سٹونی نے اس لب و لہجے کو اچھی طرح یاد کر لیا۔

ہم خاتون کے داغوں میں جا کر جو طریقے اختیار کرتے تھے۔ نمبر آٹھ نے وہی طریقہ کار اختیار کیا تھا۔ اس نے ثانی اور اس کے معاون کے تو یہی عمل میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی تھی۔ اسے اطمینان تھا کہ جب چاہے جا کر کرشی کے اندر پہنچ کر ثانی کے منصوبوں سے واقف ہو جا رہے گا۔

ثانی کا معاون کرشی کو معمول بنا کر اسے عم دے رہا تھا کہ اب وہ میڈم مارلی کے لب و لہجے میں سو جا کرے گی اور بولا کرے گی۔ کرشی کو میڈم مارلی کی اہم باتیں بتانی جاری تھیں اور یہ حکم دیا جا رہا تھا کہ وہ آدھے گھنٹے تک تو یہی نیند سونے کے بعد بیدار ہوگی پھر میڈم مارلی کے معمول کے مطابق ڈنر سے پہلے شراب پئے گی۔

سٹونی نے نمبر آٹھ سے کہا ”سر! یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ کرشی کو پہلے ثانی کی ڈی بنایا گیا اب اسے میڈم مارلی بنایا جا رہا ہے۔ اس کے داغ کو لاک رکھنا چاہیے لیکن اسے شراب پینے کا حکم دیا جا رہا ہے۔“

نمبر آٹھ نے کہا ”ان کے اس عمل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ وہ کرشی کے داغ کو کھلا رکھنا چاہتے ہیں۔ دشمنوں کو اس کے اندر پہنچا کر یہ دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ میڈم مارلی زندہ ہے۔ جبکہ ہماری معلومات کے مطابق اسے مار ڈالا گیا ہے۔ اگر ہم بروقت کرشی کے داغ میں نہ آتے تو ہم بھی بعد میں کرشی کے اندر پہنچ کر دھوکا کھاتے اور یہی سمجھتے کہ میڈم مارلی زندہ ہے۔ آئندہ دوسرے ٹیلی پیجی جاننے والے دھوکا کھا میں گئے۔“

ثانی اپنے طور پر زبردست چال چل رہی تھی۔ ان نون کو بھٹکانے والی تھی۔ دوسرے بھی کرشی کے اندر آکر تعین کرنے والے تھے کہ مارلی زندہ ہے اور میں نے اسے ہانک کانک سے چپ چاپ نکال کر نیا بارک پیجنا دیا ہے۔

وہ براہ راست امریکی ٹیلی پیجی جاننے والے بڑے کئی تھے۔ ہاتھ میں وہ کر خیال خوانی کے ذریعے بڑی کامیابیاں حاصل کر رہے تھے۔ اس طرح وہ بھی کسی کی گرفت میں نہیں آ سکتے تھے۔

نمبر آٹھ بھی کئی تھا۔ وہ ثانی کی ایک اہم چال کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ اس نے سٹونی سے کہا ”ثانی پارس کی وائف اور فریاد علی تیور کی بیوہ ہے۔ فریاد کے خاندان کا اور بابا صاحب کے ادارے کا ایک اہم موہ ہمارے معلومات کے احاطے میں آ گیا ہے۔ تمہیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔ نمبر آٹھ کبھی کرشی کے قریب نہیں جاؤ گے۔ اس کے اندر پہنچ کر ہمیشہ گونگے بنے رہو گے۔ میں بھی اس کے اندر آتا رہوں

گا۔“

سٹونی نے کہا ”میں آپ کے حکم کے مطابق کبھی ثانی اور اس کے معاون کو یہ معلوم نہیں ہونے دوں گا کہ ہم نے اس کے اندر جگہ بنا رکھی ہے۔“

”ان کے تو یہی عمل کے مطابق وہ ڈنر سے پہلے شراب پینے والی ہے۔ شاید اس کی شراب نوشی کے ذریعے کوئی اہم چال چلی جا رہی ہے۔ تم مسلسل اس کے اندر رہو۔ میں بعد میں آؤں گا۔“

دوسری طرف ثانی اور اس کے معاون اطمینان سے کرشی کو مارلی بناتے تھے۔ وہ آدھے گھنٹے بعد تو یہی نیند سے بیدار ہونے والی تھی۔ ایسے وقت ثانی اپنی کار ڈرائیو کرتی ہوئی نیا بارک کی مختلف تقریب گاہوں میں اپنا وقت گزار رہی تھی۔ یہ جانتی تھی کہ وہ انجینی (ان نون) ٹیلی پیجی جاننے والا اس کا تعاقب کر رہا ہے۔

معاون نے انکر ثانی سے کہا ”کرشی بیدار ہو گئی ہے۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر پینے کے لیے بیٹھ گئی۔“

”ٹھیک ہے۔ میں اپنی اس رہائش گاہ میں آ رہی ہوں۔ کیا تم اس انجینی کو میرے تعاقب میں دیکھ رہے ہو؟“

”میں میڈم! وہ ہمارے ایک ساتھی کی نظروں میں ہے۔“

وہ ڈرائیو کرتی ہوئی اپنی رہائش گاہ کے سامنے آئی پھر کار سے اتر کر اندر چلی گئی۔ ان نون نے وہاں سے کچھ فاصلے پر گاڑی روک دی تھی۔ عام طور سے ڈنر کا وقت ہو چکا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ مارلی کے ڈنر کا وقت کیا ہے۔ دیکھتے دیکھتے والے ڈنر سے بہت پہلے بول کھول لیتے ہیں۔ وہ اپنی کار میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔

”آدھے گھنٹے بعد مشری مین نے آکر پوچھا ”کیا وہ پل رہی ہے؟“

”میں یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے اس کے داغ میں جانا ہوگا۔ اگر اس نے نشے کو مت نہیں لگایا ہوگا تو میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرے گی پھر ہو سکتا ہے کہ محتاط ہو جائے اور پینے کا ارادہ ترک کر دے۔“

”اسی طرح محتاط رہو۔ اسے شبہ نہ ہونے دو اور آدھا گھنٹا انتظار کر دو۔ کیا وہ اس اپارٹمنٹ میں تھا ہے؟“

”بالکل تھا ہے۔ میں نے کل سے اب تک اس کے ساتھ کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ اب بھی وہاں کسی دوسرے کی موجودگی ظاہر نہیں ہو رہی ہے۔“

”تمہیں رسک لینا چاہیے۔ اس اپارٹمنٹ میں داخل ہو جاؤ۔“

وہ کار سے نکل کر باہر آیا۔ اسٹریٹ لائٹس کی روشنی

اپارٹمنٹ تک پہنچ رہی تھی۔ کوئی اس پر شبہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ ایک وزیر کی حیثیت سے اندر جا رہا تھا۔ بیرونی دروازہ مقفل نہیں تھا۔ وہ اسے آہستہ سے کھول کر اندر آیا پھر دے قدموں چلتا ہوا وہاں کے مختلف حصوں سے گزرنے لگا۔ اسے ایک کمرے میں ثانی کی ڈی یعنی کرشی دکھائی دی۔ وہ ایک صوفے پر بیٹھی لی وائیو زیکل پروگرام دکھ رہی تھی۔ سامنے بول کھلی ہوئی تھی اور وہ جام آٹھائے گھر گھر کر ایک ایک گھونٹ پی رہی تھی۔

معاون نے ثانی سے پوچھا ”کیا اس انجینی ٹیلی پیجی جاننے والے کو یہاں زخمی کر کے اپنا معمول بنایا جائے گا۔“

”اتنی جلدی اچھی نہیں ہوتی۔ ابھی ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کے کچھ اور ساتھی ابھی اس کے اندر موجود ہوں۔ اگر ہم اسے زہر کریں گے تو اس کے ساتھی اسے رہائی دلا کر یہاں سے لے جائیں گے۔“

ابھی اس انجینی کو ڈھیل دی جائے گی۔ جب ان نون نے اسے شراب پینے دیکھا تو بڑے تین کے ساتھ خیال خوانی کر رہا ہوا اس کے داغ میں پہنچ گیا۔ ثانی بھی اس کے داغ میں تھی۔ کرشی اس کی مرضی کے مطابق مارلی کی حیثیت سے سوچ رہی تھی۔ پتا نہیں اس پارک میں وہ انجینی خیال خوانی کرنے والا کون تھا؟ اچھا ہوا میں نے اسے اپنے داغ سے بھگا دیا۔ تب سے اب تک اس نے میرے اندر آنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی آئے گا۔ مجھے یقین ہے فریاد بیش کی طرح مجھے اس دشمن سے بھی محفوظ رکھے گا۔

ان نون اس کے خیالات بڑھ کر یہ یقین کر رہا تھا کہ اس وقت میں مارلی کی حفاظت کے لیے موجود نہیں ہوں اور کسی معاملے میں اس قدر مصروف ہوں کہ صبح سے پہلے اس کے پاس نہیں آسکوں گا۔

اس نے مخاطب کیا ”ہائے مارلی! میں وہی انجینی ہوں۔ آواز سے پہچانو۔ تم نے تو مجھے اپنے داغ سے بھگا دیا تھا۔“

اس نے گھر اکراسر روکا مگر اسے ٹھکا لگا۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر کھانے لگی۔ وہ بٹتے ہوئے بولا ”نادانی نہ کرو۔ ایسے وقت تمہارا باپ بھی سانس نہیں روک سکے گا۔“

”لیکن تو پلیر! میرے باپ کا نام نہ لو۔ یہاں سے چلے جاؤ۔“

”ٹھیک ہے۔ جا رہا ہوں۔ یوں سمجھو داغ سے نکل کر گھر میں آ رہا ہوں۔“

”ہرگز نہیں۔ میں تمہیں یہاں نہیں آنے دوں گی۔ دروازے بند کر دوں گی۔“

وہ دروازے کو بند کرنے کے لیے اٹھ گئی۔ پلٹ کر دیکھا

تو وہ کمرے میں موجود تھا۔ اسے دیکھتے ہی شیشے کا جام ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ بیٹے ہوئے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا "تمہاری یہ کمزوری سبھی جانتے ہیں کہ تم بہت جیتی ہو۔" پارک میں جب فریاد علی بنور تمہارے اندر آکر باتیں کر رہا تھا تو میں بھی تمہارے اندر پہنچ گیا تھا۔ ایسے وقت تم نے مجھے محسوس نہیں کیا تھا اور میں نے تمہاری اصلیت معلوم کر لی تھی کہ تم میڈم مارلی ہو۔ اپنے تمام دشمنوں کو دھوکا دے کر ہانگ کانگ سے یہاں آئی ہو۔"

وہ پیچھے ہٹ کر بولی "خبردار! میرے قریب نہ آنا۔ ابھی فریاد آئے گا تو تم یہاں سے دم دبا کر کھا کر گمے۔" وہ ہنستے ہوئے بولا "میں مکمل معلومات کے بعد یہاں آیا ہوں۔ فریاد اپنے ایک اہم معاملے میں بہت مصروف ہے۔ وہ صبح سے پہلے یہاں نہیں آئے گا۔ آؤ میری جان بیڈ روم میں چلو۔ آرام سے لیٹ جاؤ۔ میں تمہیں ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ جو کرتا ہے خیال خوانی کے ذریعے کروں گا۔" وہ جانا نہیں چاہتی تھی۔ مسز مین نے آکر کہا "ان نون! وقت ضائع نہ کرو۔ اس کے دماغ پر قبضہ جما کر بستر لے جاؤ۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ اسے بیڈ روم کی طرف لے جانے لگا۔ اس وقت کرسی کے اندر ان نون، مسز مین، ٹائی، سڈنی اور نمبر آٹھ موجود تھے۔ وہ وہاں ایک دوسرے کی موجودگی سے بے خبر تھے۔ انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ ابھی کرسی کے اپارٹمنٹ میں اور اس کے دماغ میں آنے والا ان نون ہے۔

وہ کرسی کو ٹرائس میں لانے کے بعد اس پر تخریبی عمل کر رہا تھا۔ باقی تمام حاضرین خاموشی سے تماشا دیکھ رہے تھے۔ ان نون نے تخریبی عمل کے اختتام پر ایک مخصوص لب دلچسپ کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا پھر کہا "میرے اس لہجے کے علاوہ صرف فریاد تمہارے دماغ میں آیا کرے گا۔ تم بھول جاؤ گی کہ میں نے تم پر تخریبی عمل کیا ہے۔ اس طرح تمہارے چور خیالات بڑھنے کے باوجود فریاد کو شبہ نہیں ہوگا کہ ہم نے تمہیں ٹریپ کیا ہے۔"

مسز مین نے کہا "تم تخریبی نیند سوچی رہو گی۔ اس کے باوجود ہم مطمئن نہیں رہیں گے۔ ان نون مسلسل تمہارے اندر رہے گا۔ فریاد اتفاقاً یہاں آکر ہمارے تخریبی عمل کا توڑ کرے گا تو ہم پھر کسی وقت تمہیں ٹریپ کریں گے۔ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ اب آرام سے سو جاؤ۔" وہ تخریبی نیند سونے لگی۔ نمبر آٹھ اور سڈنی اس کے دماغ سے نکل آئے۔ سڈنی نے کہا "سرا! یہ ٹائی بہت چالاک ہے۔ اس نے مارلی کو اسی لیے پینے پر آمادہ کیا تھا۔ اس طرح

پتا چل گیا کہ اس کے اندر آنے اور اسے چٹا کر کرنے والا ان نون ہے۔" نمبر آٹھ نے کہا "ہم ان نون کے بارے میں صرف اس حد تک جانتے ہیں کہ وہ پہلے ہانگ کانگ میں تھا۔ وہاں مارلی کے قلعے میں قبضہ جمانے کی کوششیں کر رہا تھا۔ آج اسے مارلی کے دماغ پر قبضہ جمانے کا موقع مل گیا ہے۔" "لیکن سرا! ان نون کے ساتھ ایک دوسرا خیال خوانی کرنے والا بھی تھا۔ ہمیں اس دوسرے کو بھی پتہ چینی جانتے والے کے بارے میں بھی معلوم کرنا چاہیے۔"

نمبر آٹھ نے کہا "تمی الحال اتنا ہی کافی ہے کہ ہم ان نون کو تمہا سمجھ کر دھوکا نہیں کھائیں گے۔" "ابھی مارلی اور ان نون کے بارے میں سمجھنے کے لیے بہت کچھ رہ گیا ہے۔ ابھی یہ اندازہ ہوا ہے کہ ان نون ہانگ کانگ سے مارلی کا پیچھا کر رہا ہوا تھا۔ اب وہ قلعے اور جزیرہ لن تاؤ پر قبضہ جمانے کی دیرینہ خواہش پوری کرتے گا۔ وہ قلعہ اور جزیرہ بہت اہم ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح مارلی کو پھر اس قلعے میں واپس لے جائے گا۔"

نمبر آٹھ اپنے طور پر قیاس آرائیاں کر رہا تھا۔ دوسری طرف مسز مین ان نون سے کہہ رہا تھا "ہم مارلی کے سلسلے میں اب تک دھوکا کھاتے رہے۔ ایک کے بعد ایک مارلی کو ہلاک کرتے رہے۔ بعد میں پتا چلا کہ اصل مارلی زندہ ہے۔ اب پھر یہ بات ہو گیا ہے کہ ہم نے قلعے میں اصل مارلی کو ہلاک نہیں کیا تھا۔ اصل تو یہاں ہے۔ مسلسل ٹاکسیوں سے گزرتے اور قریب کھاتے رہنے کے بعد اصل مارلی ہمارے ہاتھ آئی ہے۔"

ان نون نے کہا "اس قلعے کے اندر بائرن ٹوڈ وغیرہ آپ کے ساتھ اقتدار میں شریک ہیں۔ ان سے اصل مارلی کو چھپانے رکھنا ہوگا۔"

بائرن ٹوڈ وغیرہ کبھی خواب میں بھی نہیں سوچیں گے کہ اصل مارلی نیو یارک میں زندہ ہے۔ یہ ہمارے لیے اچھی بات ہے کہ فریاد بڑی رازداری سے اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ ہمیں اس بات پر غور کرنا ہے کہ آئندہ ہم اس زندہ مارلی کے ذریعے کس طرح بائرن ٹوڈ وغیرہ کو اس قلعے سے بھگا سکیں گے۔"

اب مسز مین اس مسئلے پر غور کرنے والا تھا۔ ٹائی نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا "پاپا! آپ ہانگ کانگ میں ہیں۔ وہاں مارلی کا ایک مخالف ان نون تھا۔ وہ آج کل نیو یارک میں ہے۔ کیا اس کے بارے میں اہم معلومات فراہم کر سکتے ہیں؟" میں نے کہا "تمہاری توقع سے زیادہ اہم معلومات یہ ہیں

کہ تم اس پوگا کے باہر کے اندر آسانی سے جاسکتی ہو۔ وہ تمہاری سوچ کی لمبوں کو محسوس نہیں کرے گا۔" وہ خوش ہو کر بولی "نوڈر فل پاپا! آپ تو یک جہتی ہی مجھے دشمن کی شہ رگ تک پہنچا رہے ہیں۔" میں نے وہ مخصوص لب دلچسپ بتایا۔ جس کے ذریعے مسز مین نے ان نون کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ ٹائی نے اس لب دلچسپ کو ذہن نشین کیا پھر اس کے اندر پہنچ کر مسز مین کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنے لگی۔



اسکاٹ لینڈ رازڈ کے اے ڈی جی کا محاسبہ کیا جا رہا تھا۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ نمبر تھری نے اے ڈی جی کو ٹریپ کیا تھا پھر اس کے ذریعے وہاں کے دو ٹیلی پیٹھی جانتے والے سراغ رسالوں کو ٹریپ کرنے والا تھا۔ ایسے وقت پورس نے وہاں کے ڈائریکٹر جنرل کو نمبر تھری کی سازش کے حعلق بتا دیا تھا۔ اس سلسلے میں فوراً ایکشن لیا گیا۔ اے ڈی جی کے ساتھ ان دو سراغ رسالوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ جنہیں نمبر تھری چٹا کر کرنے والا تھا۔ وہ ایسا نہ کر سکا۔ اسے ناکام ہو کر جانا پڑا۔ وہاں کے دوسرے سراغ رسالے اے ڈی جی کے چور خیالات بڑھ کر معلوم کر چکے تھے کہ وہ غدار نہیں ہے۔ نمبر تھری نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر غدار پر مجبور کیا تھا۔ اے ڈی جی نے وہاں کے اعلیٰ عہدے والوں سے کہا

"آپ نے میرے چور خیالات سے یہ معلوم کیا ہے کہ نہ میں پہلے غدار تھا نہ اب غدار کی ہے۔ میں محب وطن ہوں اور ہمیشہ سے اسکاٹ لینڈ رازڈ میں ایک ذمہ دار افری طرح اہم فرائض انجام دیتا رہا ہوں۔" ڈائریکٹر جنرل نے کہا "ہم سب تسلیم کرتے ہیں کہ تم نے جان بوجھ کر دشمنی نہیں کی ہے لیکن غلطی اور جرم انجانے میں بھی ہوتے ہیں اور جب کوئی جرم ہو جاتا ہے تو اس کی سزا بھی لازمی ہوتی ہے۔"

دوسرے عہدے دار نے کہا "تم اس ادارے میں ایک معزز عہدے دار رہ چکے ہو۔ تمہیں قید یا مشقت کی سزا نہیں دی جائے گی۔ تمہارے اور ان دو ٹریپ کیے جانے والے سراغ رسالوں کے برین واش کیے جائیں گے۔ یہاں کے بہت سے اہم راز تمہیں معلوم ہیں۔ برین واشنگ کے ذریعے ان تمام رازوں کو تمہارے دماغوں سے مٹا دیا جائے گا۔ اس کے بعد تمہیں ملک بدر کر دیا جائے گا۔"

انہیں سزا سن کر برین واشنگ کے لیے بھیج دیا گیا۔ ڈی جی نے کہا "ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیے کہ کس ٹیلی پیٹھی جانتے والے نے ہمارے اے ڈی جی اور دو سراغ رسالوں کو ٹریپ کیا تھا۔"

ایک نے کہا "صاف ظاہر ہے۔ پورس ہمارا دشمن ہے۔ اسی نے ایسا کیا تھا۔ اتنا عمر خاموش رہنے کے بعد وہ پھر ہم سے دشمنی کر رہا ہے۔" "اگر یہ دشمنی اس کی تھی تو وہ ٹیلی پیٹھی جانتے والا کون ہے جس نے ہمیں اس دشمنی کی اطلاع دی تھی۔ وہ خبری نہ کرنا تو ہم اپنے اے ڈی جی سے دھوکا کھاتے رہتے اور ہمارے دو سراغ رسالے دشمن کی جھولی میں چلے جاتے۔ اس خبر ٹیلی پیٹھی جانتے والے نے ہمیں بہت بڑے نقصان سے بچایا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے اس نے ہم پر یہ مہربانی کیوں کی ہے؟"

"کوئی خواہ مخواہ مہربانی نہیں کرتا۔ اس نے ہم پر اللہ کی راہ میں احسان نہیں کیا ہے۔ اس خبری کے بعد اس نے ہم سے رابطہ نہیں کیا ہے اس کی یہ حرکت ہمیں ابھارا ہی ہے۔" ایک عہدے دار نے کہا "ہمیں انتظار کرنا چاہیے۔ وہ آج کل کل میں ضرور ہم سے رابطہ کرے گا۔ اس نے خواہ مخواہ خبری نہیں کی ہوگی۔ اس کے صلے میں وہ ہم سے ضرور کچھ چاہے گا۔"

ڈی جی نے کہا "مجھے بھی امید ہے کہ وہ ہم سے رابطہ کرے گا مگر یہ سمجھ لیتا چاہیے کہ پورس پھر ہم سے دشمنی کر رہا ہے۔ ہمارے سراغ رسالوں کے اندر گھس کر انہیں اپنا آلہ کار بنانا چاہتا ہے۔"

کمانڈر ہائینڈ نے کہا "وہ شیوانی کو یہاں سے رہائی دلا کر جا چکا ہے۔ تقریباً چھ ماہ سے اس نے ہمارے خلاف کوئی حرکت نہیں کی۔ اب وہ کیوں خواہ مخواہ دشمنی شروع کرے گا۔ آپ اس خبر کی مہربانی کو پیش نظر رکھ کر غور کریں۔ پورس نے بھی ہم پر بہت بڑی مہربانی کی تھی۔ شیوانی کے ذریعے ٹرانسفا ر مشین کا نقشہ ہمارے پاس پہنچایا تھا۔ اس مہربانی کے عوض اس نے اور بابا صاحب کے ادارے نے اب تک ہم سے کچھ طلب نہیں کیا ہے۔ نہ ہی ہم پر احسان جتانے کے لیے ہم سے کچھ رابطہ کیا ہے۔"

"مسٹر ہائینڈ! تم یہ کتنا چاہتے ہو کہ وہ خبری پورس نے کی ہے؟"

"آپ خود ہی غور کریں۔ وہ مسلسل مہربانی کرتا آرہا ہے۔ اس سے بڑی مہربانی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ٹرانسفا ر مشین کی تیاری کے دوران میں اس نے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی۔"

تمام عہدے دار قائل ہو کر کہنے لگے "ہم اکثر پورس کے مثبت رویوں پر غور کرتے ہیں تو عقل یہی کہتی ہے کہ اس نے ہمیں فائدہ ہی فائدہ پہنچایا ہے۔ صرف شیوانی کو ہم سے

چار بار چاہتے ہی اسے کمزوری کا احساس ہوا اس نے چوگم کو تھوک کر کہا ”تم نہیں یہ کیسا ہے؟ مجھے گھبراہٹ سی ہو رہی ہے۔ کیا تم تینوں کے پاس ایسے ہی پیکٹ ہیں؟“

مارشل ٹی ٹی۔ کمانڈر ہائیڈ اور دوسرے سراغ رساں خیالی خوانی کے ذریعے ان چاروں کے اندر موجود تھے۔ مارشل ٹی ٹی نے اپنے سراغ رساں کی بے چینی اور کمزوری کو محسوس کیا۔ کمانڈر ہائیڈ سے بولا ”ان کے پاس چوگم کے پیکٹ کیسے پہنچ گئے؟ باقی تینوں کو سختی سے منع کرو۔ وہ اسے استعمال نہ کریں۔“

ایسے وقت مارشل ٹی ٹی نے اس سراغ رساں کے اندر نمبر قمری کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا ”بائی ڈیئر سراغ رساں! تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ میں آگیا ہوں۔ تمہارا ڈاکٹر ہوں۔ تمہیں اپنا معمول بنانے کے بعد کمزوریوں سے نجات دلاؤں گا۔ تم آرام سے آنکھیں بند کر کے لیٹ جاؤ۔“

اس سراغ رساں نے پوچھا ”تم کون ہو؟ کیا تم نے مجھے کمزوری میں مبتلا کیا ہے؟“

”ہاں! میرا خیال تھا۔ تمہارے وہ تینوں ساتھی بھی چوگم چاہیں گے۔ میں تمہارے اندر توانائی پیدا کر رہا ہوں۔ تم انہیں چوگم سے شعل کرنے کے لیے کہو۔“

وہ اس کے حکم کی تعمیل نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن نمبر قمری نے اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اپنے تینوں ہم سفروں سے کہا ”خاموش بیٹھے ہوئے ہو۔ کمر اکم چوگم سے ہی شعل کرو۔“

جے کاؤ نے کہا ”کیا ہمیں نادان پیر سمجھتے ہو؟ ابھی تم نے ہمارے سامنے برا سامان بنا کر چوگم تھوکا ہے۔ کمزوری اور گھبراہٹ کا اظہار کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ابھی جو تمہارے اندر بول رہا ہے۔ ہم اسے وارننگ دے رہے ہیں۔ وہ تمہارے دماغ سے نہیں جائے گا تو تم سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے گا۔“

کمانڈر ہائیڈ نے اس سراغ رساں کے دماغ میں کہا ”ہمارے دوسرا سراغ رساں درست کہہ رہا ہے۔ تم کچھ حاصل نہیں کر سکو گے۔ ہم اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ تم امریکی سراغ رساں ہو۔“

”خوب پہچان رہے ہو۔ تمہارے ڈی جی نے ہمارے اعلیٰ افسر کو پہنچ گیا تھا کہ وہ ہم دس سراغ رساں کو پانال سے نکال لائے گا۔ ڈی جی سے کو پہلے اپنا گھر بچائے پھر ہمارے گھر میں آگ لگانے کی بات کرے۔“

”یہ تناؤ کہ تمہیں اس سراغ رساں کے اندر پہنچنے کا راستہ کیسے ملا ہے؟ تم نے چوگم کے پیکٹ کس طرح

پہنچائے ہیں؟“

”تم بھی سمجھ نہیں سکو گے کہ میں نے یہ سب کچھ کس طرح کیا ہے اور نہ ہی میں تمہیں اس سلسلے میں کچھ بتاؤں گا۔“

کمانڈر ہائیڈ نے کہا ”تم ایک بار ہمارے دو سراغ رساں کو روک کر اپنے سرخاں میں ناکام رہے ہو۔ اس بار بھی تمہیں ناکامی ہوگی۔ ہم اپنے اس ساتھی کو تمہارے شعلے میں نہیں جانے دیں گے۔“

نمبر قمری نے کہا ”تم ایک کی بات کرتے ہو۔ میں تمہارے ان چاروں ٹیلی پیٹھی جاننے والے سراغ رساں کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ منزل آگئی ہے۔ ٹیلی کاہڑ پیچے اتر رہا ہے۔ اب میں بتا دوں کہ میں نے بہت پہلے ہی ٹیلی کاہڑ کے اس پائلٹ کو اپنا معمول بنالیا تھا۔ میں اسی کے ذریعے یہاں پہنچا ہوا ہوں۔“

وہ ٹیلی کاہڑ فرانس کے ایک ویران ساحلی علاقے میں اتر گیا۔ وہ سب ایک ایک کر کے باہر آگئے۔ باہر آتے ہی جے کاؤ نے پورس کی مرضی کے مطابق ریوالور نکال کر اس کمزوری میں مبتلا رہنے والے سراغ رساں کو گولی مار دی پھر بولا ”میں امریکی ٹیلی پیٹھی جاننے والا بھی ہار نہیں جانتا ہوں۔ میں تمہارے ان تین سراغ رساں کو لے جا رہا ہوں۔“

یہ کہہ کر اس نے پائلٹ کو کبھی گولی مار دی۔ نمبر قمری بوکھلا گیا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جیسی ہوتی جیسی بازی ہار جائے گا اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ دوسرا امریکی ٹیلی پیٹھی جاننے والا کہاں سے پیدا ہو گیا تھا اور وہ کبھی سمجھ بھی نہیں سکتا تھا۔

پورس نے اس کے دونوں آگے کاروں کو گولی مار دی تھی۔ ایک پائلٹ تھا۔ دوسرا وہ سراغ رساں تھا۔ ان کی موت کے بعد نمبر قمری کو کسی اور کے دماغ میں جگہ نہیں مل سکتی تھی۔ پورس کی طرف سے شعل لٹے ہی قمری جے کے لب و لہجہ بدل گئے تھے۔ جے کاؤ نے قلو اور جے سامو پھر اپنے اپنے لیجے میں سوچنے اور بولنے لگے۔

مارشل ٹی ٹی نو کمانڈر ہائیڈ اور ان کے دوسرے سراغ رساں بھی قمری جے کے دماغوں سے باہر نکل آئے۔ انہیں بھی حیرانی ہوئی۔ انہوں نے دوبارہ ان کے دماغوں میں پہنچنا چاہا تو ان کی سوچ کی لہریں ان تین سراغ رساں کے اندر پہنچیں جو اسکاٹ لینڈ راز کے بیگزوں میں سو رہے تھے وہ تینوں پھر اپنے لب و لہجے میں سوچنے اور بولنے لگے تھے۔

مارشل ٹی ٹی نو کمانڈر ہائیڈ نے شدید حیرانی سے پوچھا ”یہ کیا ماجرا ہے؟ تم تینوں ابھی فرانس کے ایک ساحلی علاقے میں ٹیلی کاہڑ کے پاس تھے مگر اب یہاں اپنے اپنے بیٹے

روم میں دکھائی دے رہے ہو۔“

ان تینوں نے کہا ”پتا نہیں ہمیں کیا ہو گیا تھا؟ ہمیں گہری نیند آگئی تھی۔ ہم مقررہ وقت پر ٹیلی پیڈ پر نہ پہنچ سکے۔“

”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تم تینوں وہاں پہنچ گئے تھے۔ تم نے ٹیلی کاہڑ میں سفر کیا تھا اور فرانس پہنچ چکے تھے۔ وہ ٹیلی کاہڑ وہیں ہے مگر تم تینوں یہاں پہنچ گئے ہو۔“

پورس نے ایک سراغ رساں کے ذریعے کہا ”میں وہی امریکی ٹیلی پیٹھی جاننے والا ہوں۔ تم ہماری ذہانت تک نہیں پہنچ سکو گے۔ میں نے یہاں کچھ ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو روک کر رکھا تھا۔ جن میں سے یہ تین سراغ رساں ہیں اور باقی تین وہ قمری جے ہیں۔ ان تینوں کے مقابلے میں وہ قمری جے زیادہ ذہین اور تجربہ کار ہیں۔ وہ برسوں سے خیالی خوانی کر رہے ہیں۔ میرے بہترین ماتحت بن کر رہیں گے۔ اس لیے میں نے ان تینوں کو یہاں گہری نیند سلا دیا تھا۔ اپنی ضرورت کے مطابق قمری جے کو اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ کوشش کروں گا کہ کسی طرح ان تین سراغ رساں کو بھی یہاں سے لے جاؤں۔ فی الحال جا رہا ہوں۔“

مارشل ٹی ٹی نو اور کمانڈر ہائیڈ وغیرہ جکرا کر رہ گئے تھے۔ وہ کبھی سمجھ نہیں سکتے تھے کہ پورس نے یہ سارا کھیل کتنی مکاری سے کھیلا ہے وہ دفاعی طور پر حاضر ہو گیا۔ سونیا نے اسے سمجھایا تھا کہ اسے شیوانی کی موت پر صبر کرنا چاہیے اور بچے کے سلسلے میں فکر نہیں کرنا چاہیے۔ بچہ جہاں بھی ہے خیریت سے ہے اور محفوظ ہے۔

وہ دفاعی طور پر حاضر ہو کر اس دشمن بوڑھے کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے ذرائع معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ موجودہ ذمے داریوں سے نجات ملے گی تو وہ اس بوڑھے تک ضرور پہنچ جائے گا۔

میں نے اسے سمجھایا ”بیٹے! اپنی ماما کی ہدایات پر عمل کرو۔ صرف شیوانی اور بچے کو ہی نہیں اس بوڑھے کو بھی بھول جاؤ۔ ہم اس خبیث کے سلسلے میں بھی معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں اس خبیث سے انتقام لینے کا موقع دوں گا۔“

بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے پورس کو بہت پہلے سے ہدایت دی گئی تھی کہ وہ شیوانی کی ڈچنگ تک اس کے ساتھ رہے ہوئے اور اسکاٹ لینڈ راز کے معاملات میں مصروف رہا کرے گا۔ جناب تمیزی کی ہدایت دیر سے سمجھ میں آئی تھی۔ اب یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ اسے ایک بچے کی حفاظت اور سلامتی کے لیے شیوانی کے ساتھ رہنے

کے لیے کہا گیا تھا۔

جناب تمیزی چاہتے تو شیوانی کو بابا صاحب کے ادارے میں پناہ دے سکتے تھے لیکن روحانیت کے حامل ہزرگان دین پیش آنے والے واقعات کو سمجھنے کے باوجود قدرتی معاملات میں مداخلت نہیں کرتے ہیں۔ جناب تمیزی نے مستقبل میں دور تک دیکھ لیا تھا کہ شیوانی کی موت کا وقت مقرر ہو چکا ہے اور ایسے وقت تو زائدہ بچنے کو دشمن سے بچا کر سو دی میاں پوری کی پناہ میں پہنچانا ہے۔

امنہ فراد بھی روحانیت کی حامل تھی۔ وہ بھی اس سلسلے میں بہت کچھ جانتی تھی اور جاننے کے باوجود خاموش رہی تھی۔ وہ اور جناب تمیزی وغیرہ اس بوڑھے کے بارے میں بھی بہت کچھ جانتے ہوں گے لیکن وہ مستقبل کے بعید کھولنے والے نہیں تھے۔

گہر حال پورس کو اپنی ذمے داریاں پوری کرنی تھیں۔ وہ پھر اسکاٹ لینڈ اور انگلینڈ کے معاملات میں مصروف ہو گیا۔ اسکاٹ لینڈ راز کے سراغ رساں یہ نہیں چاہتے تھے کہ وہاں کوئی انڈر ورلڈ کا گاڈ فار ہو۔ وہ ٹیلی پیٹھی کے ذریعے خود انڈر ورلڈ کے حکمران بننا چاہتے تھے۔ ایسے وقت مسٹری مین کا ماتحت گیری گرانٹ وہاں کا گاڈ فار بن چکا تھا۔

گیری گرانٹ انیتا کا دیوانہ تھا۔ پورس نے انیتا پر بھی مختصر ساتھی عمل کیا تھا۔ اس کے چور خیالات بڑھنے کے باوجود یہ حقیقت معلوم نہ کر سکا تھا کہ انیتا پہلے ہی نمبر قمری کی معمول ہے اور عام حالات میں نمبر قمری کو بھول جاتی ہے۔ اس لیے پورس کو اس کے چور خیالات سے بھی نمبر قمری کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

ادھر نمبر قمری بھی گیری گرانٹ کی اصلیت نہیں جانتا تھا۔ اسے گیری گرانٹ پر شبہ ہوا تھا۔ اس لیے اس نے انیتا کو اس کے پیچھے لگا دیا تھا۔ وہ سب انجان کھلاڑی تھے۔ ایک دوسرے کی اصلیت نہیں جانتے تھے۔ ایسے میں پورس نے انہیں اور ابھارا تھا۔

نمبر قمری نے انیتا کے اندر چھپ کر گیری گرانٹ کی تجوری دیکھی تھی۔ جس میں نوٹوں کی جگہ پتھر بھرے ہوئے تھے پھر چند گھنٹوں کے بعد اس نے دیکھا تھا کہ وہاں پتھر نہیں رہے تھے۔ نوٹوں کی گڈیاں واپس آگئی تھیں۔ یہ تماشا دیکھ کر نمبر قمری کی گیری گرانٹ اور انیتا سب ہی حیران ہوئے تھے۔ نمبر قمری کو یقین ہو گیا تھا کہ گیری گرانٹ ٹیلی پیٹھی نہیں جانتا ہے لیکن کوئی ٹیلی پیٹھی جاننے والا گیری گرانٹ کی تجویزیاں بھر کر اسے دولت مند بنا رہا ہے۔ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟ یہ بات نمبر قمری کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ گیری گرانٹ پر ایک تو مسٹری مین نے تو یہی عمل کیا تھا

اور اسے معمول بنایا تھا۔ اس کے بعد پورس نے بھی اسے پٹاناز کرنا تھا اور اب نمبر تھری بھی اسے پٹاناز کرنا چاہتا تھا۔ گیری گرانٹ ہوگا کا ماہر تھا۔ نمبر تھری نے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنے کی تدبیر کی۔ وہ چاہتا تھا کہ تو بھی عمل کے بعد اسے پیشہ گیری گرانٹ کے دماغ میں جگہ ملتی رہے۔ لیکن وہ بد نصیب تھا۔ اسکاٹ لینڈیڑ کے کسی معاملات میں ناکام رہا تھا۔ گیری گرانٹ کے سلسلے میں بھی ناکامی ہونے لگی۔ اس نے اپنی معمول انتہا کے دماغ میں وہ کراسے حکم دیا کہ وہ کافی پیتے وقت اس کی پیالی میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائے گی۔

انتیانے پوچھا ”مجھے کافی میں دوا کیوں ملانا چاہیے؟“
”تم میری حکومت ہو۔ میرے حکم کی تعمیل کرو۔ سوال نہ کرو۔“

”تم اسی طرح چھپ کر آتے رہو گے اور بولتے رہو گے تو میں کوئی تمہاری بات نہیں مانوں گی۔“

وہ حیرانی سے سوچنے لگا۔ یہ مجھ سے بحث کیوں کر رہی ہے۔ جنہیں تو بھی عمل کے ذریعے معمول بنایا جاتا ہے وہ کوئی سوال کے بغیر کسی جیل و جنت کے بغیر احکامات کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔ اس نے پوچھا ”کیا تم میری معمول نہیں ہو؟“

”میں تمہاری معمول ہوں لیکن بیویاں اپنے شوہر کی معمول اور حکومتوں کے باوجود ان سے بحث کرتی ہیں۔ ان سے لڑتی جھگڑتی ہیں۔“

”تم میری بیوی نہیں معمول ہو۔ میں حکم دیتا ہوں اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ۔“

وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔ اس نے حکم دیا ”بیٹھ جاؤ۔“ وہ فوراً بیٹھ گئی۔ اس نے حکم دیا ”اپنے منہ پر پتھر مارو۔“ اس نے اپنے منہ پر ایک ٹھکانچہ مارا۔

وہ حیرانی سے بولا ”تم میرے تو بھی عمل کے اثر میں ہو۔ میری معمول اور فرمان بردار ہو۔ میرا یہ حکم بھی مانو اور اس کی کافی دو ملاؤ۔“

”تم مجھے بیوی سمجھو یا نہ سمجھو۔ میں ایک بیوی کی طرح لڑتی رہوں گی اور ایک معمول کی طرح احکامات کی تعمیل کرتی رہوں گی۔“

”ٹھیک ہے۔ لڑتی رہو مگر جو کہہ رہا ہوں وہ بھی کرتی رہو۔“

”تم میرے پاس آؤ گے۔ مجھے اپنے بازوؤں میں لے کر سینے سے لگاؤ گے۔ تب تمہارے حکم کی تعمیل کروں گی۔“
”میں کبھی کسی کے سامنے نہیں آتا۔ اسرار کے پردے

میں چھپا رہتا ہوں۔“
”تم مجھ سے بھی چھپنا چاہو گے تو میں تمہیں اپنے دماغ سے باہر ٹھوک دوں گی پھر اپنے اندر نہیں آنے دوں گی۔“
اس نے بے یقینی سے پوچھا ”کیا تم سانس روک کر مجھے اپنے دماغ سے نکال سکتی ہو؟ تم ان سانس روکو مجھے نکالو؟“
”تم تو کہتے ہو۔ میں اس سے پہلے تمہیں اسے ڈی جی اور اسکاٹ لینڈیڑ کے ان تمام سراغ رساؤں کے دماغ سے نکال چکی ہوں۔ جنہیں تم معمول بنانا چاہتے تھے لیکن تم کو جتنا بھی دھکا دو وہ دم ہلا ہوا آجاتا ہے۔ کیا تمہاری سمجھ میں کچھ آیا؟“

وہ شدید حیرانی سے بولا ”تم۔ تم کوں ہو؟ جب میں نے تمہیں پٹاناز کیا تھا تو تم ایک عام سی دوشیزہ تھیں۔ تمہارے اندر کوئی غیر معمولی صلاحیت نہیں تھی مگر اب تم بڑے بڑے دعوے کر رہی ہو۔ میں کیسے مان لوں کہ اسکاٹ لینڈیڑ کے معاملات میں تم مجھے ناکام بنا رہی تھیں؟“

”جب یہاں سے بھی ناکام ہو کر جاؤ گے تو مان لو گے۔ تم یہاں انڈر ورلڈ کے ٹیلی جیٹھی جاننے والے گاؤ فادر کو زہر کرنے آئے تھے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں کوئی گاؤ فادر نہیں ہے۔ گاؤ مدر ہے اور وہ میں ہوں۔ میں ٹیلی جیٹھی جانتی ہوں۔ ابھی تمہارے دماغ میں آ رہی ہوں۔“

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لیا۔ امریکی ٹیلی جیٹھی جاننے والا نمبر تھری اس کے دماغ سے نکل گیا۔ پورس نے خیال خوانی کی پروا نہ کرتے ہوئے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا ”لو میں آگئی۔“

اس نے فوراً ہی سانس روک لیا۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہاں کے انڈر ورلڈ میں کوئی گاؤ فادر نہیں گاؤ مدر ہے۔ اسی نے انتہا کے دماغ میں پہنچ کر کہا ”مجھے یقین ہو گیا ہے۔ میں تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔“

”میں کبھی سانپ کو دودھ نہیں پلاتی۔ میں تمہیں وارننگ دے رہی ہوں۔ میرے انڈر ورلڈ کے معاملات میں مداخلت کرو گے تو میں تمہارے امریکی اکابرین کو نقصان پہنچاؤں گی۔ آئندہ تمہیں میرے اندر جگہ نہیں ملے گی۔“

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لیا۔ نمبر تھری نے دوبارہ وقفے وقفے سے اس کے اندر جانے کی کوششیں کیں لیکن پورس اس کے دماغ کو لاک کر چکا تھا۔ اب وہ انتہا اور گیری گرانٹ کے اندر بھی نہیں جاسکتا تھا۔

نمبر تھری نے انتہا کے اندر رہ کر اس کے نیچے کا فون نمبر معلوم کیا تھا۔ اس نے فون کے ذریعے اسے مخاطب کیا پھر کہا ”تم مجھے اپنے اندر نہ آؤ مگر فون پر میری بات سن لو۔ تم

بست حسین ہو کر کشش ہو۔ میں نے تمہاری قدر نہیں کی۔ پتھر مجھے دشمن نہ سمجھو۔ مجھے سانپ نہ کہو۔ مجھ پر بھروسہ کرو گی تو ہم بہترین دوست بن کر بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کرتے رہیں گے۔“

”میں ایک ہی شرط پر بھروسہ کر سکتی ہوں۔ میں تم سے نہیں چھپ رہی ہوں۔ تم جانتے ہو میں اس جنگ میں ہوں۔ تم بھی مجھ سے نہ چھپو۔ میرے سامنے آ جاؤ۔ مرد ہو مردانگی دکھاؤ۔“

”ٹھیک ہے۔ میں آج شام تک کسی نہ کسی جگہ تمہارے سامنے آؤں گا۔“

”ابھی طرح سوچ لو۔ کسی کو ڈی بنا کر بھیج دو گے تو میں اسے زخمی کر کے اس کے دماغ میں گھس کر اس کی اصلیت معلوم کر لوں گی۔“

”میں تمہارے ہاتھوں سے زخم کھاؤں گا۔ ثابت کروں گا کہ میں ہی تمہارے دو برو ہوں۔ تم اسی جنگ میں رہو۔ میں ابھی آ رہا ہوں۔“

”میں جانتی ہوں۔ تم کوئی ہتھیار لے کر آؤ گے۔ یہاں آتے ہی مجھے زخمی کر کے پھر ایک بار مجھے اپنی معمول اور کینز بنانے کی کوشش کرو گے۔ یہاں آنے کی زحمت نہ کرو۔ میں جاری ہوں۔“

”ابھی تم سامنے آنے کا کہہ رہی تھیں اور اب بے اعتمادی کی باتیں کر رہی ہو؟“

وہ قہقہہ لگانے لگی۔ اس نے پوچھا ”کیوں ہنس رہی ہو؟“

وہ بولی ”کیا تم مجھے نادان مانی سمجھتے ہو؟ تم دس ٹیلی جیٹھی جاننے والوں میں سے ایک ہو۔ کسی انڈر گراؤنڈ خفیہ سیل میں رہتے ہو۔ وہاں سے باہر کیسے نکلو گے؟ اتنی جلدی میرے سامنے کیسے آ جاؤ گے؟“

وہ بولا ”میں ان دس ٹیلی جیٹھی جاننے والوں میں سے نہیں ہوں۔ مجھ جیسے کئی ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو پابندیوں میں نہیں رکھا جاتا ہے۔ میں آزاد ہوں۔ ابھی تمہارے پاس آسکتا ہوں۔“

”امریکا کے آزاد رہ کر خیال خوانی کرنے والے اب تک کیڑوں کوٹوں کی طرح پیدا ہوتے رہے ہیں اور مارے جاتے رہے ہیں۔ مجھے افسوس ہے میں کسی کیڑے سے دوستی نہیں کروں گی۔ اگر ان دس میں سے ایک ہو تو دوستی کی بات کرو۔ میں حسین بھی ہوں۔ ٹیلی جیٹھی بھی جانتی ہوں۔ تم میرے لائف پارٹنر بن کر یہاں کے گاؤ فادر بھی بن سکتے ہو۔ اپنے امریکی آقاؤں کو خوش کر سکتے ہو۔ یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔“

”ہم دس ٹیلی جیٹھی جاننے والے جتنے بھی کارنامے انجام دیں۔ ہمیں زندگی میں انڈر گراؤنڈ سیل سے باہر نہیں نکالا جائے گا۔“

”ہماری دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔ مجھ سے دوستی کرو گے تو میں تمہیں اس بات سے نکال لاؤں گی۔“

”کیسے نکال لاؤں گی؟ میں خود نہیں جانتا کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو امریکا کی کسی ریاست میں کس علاقے میں زمین کے نیچے لاکر چھپایا گیا ہے۔“

”تم نہیں جانتے۔ مگر وہ لوگ جانتے ہوں گے۔ جو دس ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کے لیے راشن اور ضروریات زندگی کا دوسرا سامان وہاں پہنچاتے ہوں گے۔ انہیں اس زیر زمین سیل کا راستہ معلوم ہے۔“

”ہم نہیں جانتے کہ کس طرح ہماری تمام ضرورت کی چیزیں یہاں پہنچائی جاتی ہیں۔ ہم نے دس کے سوا کسی گیارہویں شخص کو نہ دیکھا ہے۔ نہ کسی کی آواز سنی ہے۔“
”تم ایسی مجبوری اور غلامی کی زندگی کیوں گزار رہے ہو؟“

”جب ہم ایسی زندگی گزارنے کے لیے یہاں آئے تو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ میں بہت سی محرومیاں ہمیں اندر ہی اندر رہتے چین کر رہی ہیں اور ترقیاتی رہیں گی۔ یہ جگہ انکرڈیشنڈ ہے لیکن مجھے صبح کی آواز اور ٹھنڈی ہوا یاد آتی ہے۔ جو کبھی نہیں ملتی۔ ہم کبھی سورج اور چاند ستاروں کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ ہماری زندگی میں بھی کوئی عورت نہیں آئے گی۔ کیونکہ یہاں کسی بھی گیارہویں مرد اور گیارہویں عورت کا داخلہ ممنوع ہے۔“

انتیانے کہا ”تمہارے حالات سن کر مجھے افسوس ہو رہا ہے۔ میں تم سے صرف ہمدردی نہیں کروں گی۔ تمہارے کام بھی آؤں گی۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہری طرح بیمار بن جاؤ تو پھر وہ تمہارے علاج کی خاطر تمہیں وہاں سے نکالنے پر مجبور ہو جائیں۔“

”ہم دس ٹیلی جیٹھی جاننے والوں میں ڈاکٹر بھی ہیں۔ مکینک اور انجینئر وغیرہ بھی ہیں۔ جو بیمار پڑتا ہے اس کا علاج نہیں ہو جاتا ہے۔“

”اگر کسی کو ہارٹ برالیم ہو مگر وہ ناکارہ ہو جائیں یا کوئی ایسی بیماری ہو جائے جس کے لیے آپریشن چھڑلے جانا ضروری ہو جائے تب تو وہ اس مریض کو اس پال سے باہر لائیں گے؟“

”نہیں! اگر ہم دس میں سے کوئی بھی یہاں ناقابل علاج ہو گا اور اسے یہاں سے باہر لے جانا ضروری ہو جائے گا تو اسے گولی مار دی جائے گی۔“

”یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تم سب اتنی بڑی قربانیاں دے رہے ہو۔ اپنے ملک اور قوم کی خاطر زندہ دفن ہو گئے ہو تو کیا اس کے عوض وہ تمہارا علاج بھی نہیں کرائیں گے۔ صرف اس لیے گولی مار دیں گے کہ تمہیں وہاں سے زندہ نہ نکالنا پڑے؟“

”ہاں اگر ہم مر رہے ہو کہ وہاں سے نکلیں گے تو دھڑکن مڑے کے دماغ میں نہیں آسکیں گے اور نہ ہی دھلک کا احساس معلوم کر سکیں گے۔“

انتیبا تھوڑی دیر تک خاموش رہی۔ واقعی انہوں نے ایسا طریقہ کار اختیار کیا تھا کہ وہاں تک پہنچنا ناممکن لگ رہا تھا۔ پورس انتیبا کے اندر رہ کر سوچ میں پڑ گیا تھا پھر انتیبا اس کی مرضی کے مطابق بولی ”اس میں شبہ نہیں کہ بڑی سخت پابندیاں ہیں۔ وہاں تک پہنچنا ناممکن لگ رہا ہے لیکن مجھ سے رابطہ رکھو گے اور اس انڈر گراؤنڈ سیل کی ایک ایک بات مجھے بتاتے رہو گے تو میں وہاں تک پہنچنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈ لوں گی۔“

”اگرچہ یہ ممکن نہیں ہے پھر بھی میں یہاں سے نکلنے کی امید میں تم سے رابطہ رکھوں گا۔ ابھی جا رہا ہوں۔ یہاں ڈنر کا وقت ہو چکا ہے۔ میں کھانے کے بعد تم سے رابطہ کروں گا۔“

”جانے سے پہلے مجھ سے سچ بولو۔ کیا واقعی وہاں سے رہائی چاہتے ہو؟ اور کیا رہائی پانے کے لیے مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہیں؟“

”تم رہائی کے لیے میری بے چینی اور تڑپ کو نہیں سمجھ سکتیں۔“

”اگر تم مجھے اپنے اندر آنے دو گے تو میں تمہاری محرومیوں کو اچھی طرح سمجھ سکوں گی۔ تمہارے اندر رہ کر وہاں کے حالات معلوم کرتی رہوں گی۔ کیا مجھے اپنے اندر آنے دو گے؟“

”مجھے تمہاری بات مان لینا چاہیے۔ شاید تم میری نجات کا ذریعہ بن جاؤ لیکن مجھے سوچنے اور ہر پہلو پر غور کرنے کا موقع دو۔ اب میں کل صبح تم سے رابطہ کروں گا۔“

اس نے فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ وہ اب تک اپنے ایک آلہ کار کے ذریعے فون پر بول رہا تھا۔ رابطہ ختم کرنے کے بعد وہاں سے ہزاروں میل دور دفاعی طور پر انڈر گراؤنڈ سیل میں

حاضر ہو گیا۔ سر جھکا کر اپنے حالات پر غور کرنے لگا۔ پورس نے نمبر تھری کے لب و لہجے سے اس کے درد کرب اس کی محرومیوں کو بڑی حد تک سمجھا تھا۔ اسے امید تھی کہ نمبر تھری انتیبا سے پھر رابطہ کرے گا۔ اگر نمبر تھری صدق دل سے رہائی پانے کے لیے انتیبا سے رابطہ کرتا تو یہ ایک بہت بڑا اور بہت اہم معاملہ ہوتا۔ اس معاملے نے نمنے کے لیے انتیبا ایک کمزور مزہ تھی۔

اس نے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم سے رابطہ کیا پھر کہا ”مجھے ایک بہت ہی ذہین حاضر دماغ اور ٹیلی پیٹھی جاننے والی کی ضرورت ہے۔ اسے میرے ساتھ رہ کر ایک اہم رول ادا کرنا ہے۔ اسے چند گھنٹوں میں لندن پہنچنا چاہیے۔“

خلیل بن مکرم نے کہا ”یہاں ایک ٹیلی پیٹھی جاننے والی طالبہ ہے۔ اس کا نام علیزا ہے۔ اس کی آواز سنو۔ اس سے باتیں کرو۔ وہ تمہاری مرضی کے مطابق ہوگی تو اسے ابھی یہاں سے روانہ کر دیا جائے گا۔“

اس کی آواز سنائی گئی۔ پورس نے اس کے اندر پہنچ کر کہا ”میں پورس بول رہا ہوں۔ میں نے تمہیں مخاطب کرنے سے پہلے تمہارے مختصر خیالات پڑھے ہیں۔ میں کسی حد تک مطمئن ہوں۔“

وہ بولی ”مرا میں نے یہاں ٹریننگ کے دوران میں ہر شعبے میں نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملے گا تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی۔ میں بہت کچھ سیکھ لوں گی۔“

وہ بولا ”لندن چلی آؤ۔ سفر کے دوران میں تمہیں یہاں کے حالات بتاؤں گا۔ انتیبا کے دماغ میں پہنچاؤں گا۔ تم اس کے خیالات پڑھتی رہو گی۔ کیونکہ تمہیں اسی کا رول ادا کرنا ہے۔“

پورس نے اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ وہ دس ٹیلی پیٹھی جاننے والے بہت ہی خطرناک پراسرار بلا بن کر تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے حواس پر پھمائے ہوئے تھے۔ اس انڈر گراؤنڈ سیل تک پہنچنا تقریباً سب ہی کے لیے ناممکن تھا۔ اب ایسے حالات پیدا ہو رہے تھے کہ نمبر تھری انتیبا کا دوست بن جانا تو شاید اس خفیہ زیر زمین اڈے تک پہنچنے کا کوئی راستہ نکل آتا۔

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات (43) ویں حصہ میں ملاحظہ فرمائیں جو کہ 15 مارچ 2003ء کو شائع ہوگا۔